الترغیب والترهیب

مُصنّف

امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

محمد صابر علی صابر بولٹن انگلینڈ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی پاکستان

الترغیب والترہیب

جلد اوّل (حصہ اوّل)

مُصَنِّف

امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

محمد صابر علی صابر بولٹن انگلینڈ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی پاکستان

نام کتاب	الترغیب والترہیب (جلد اول)
مصنف	امام زکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	محمد صابر علی صابر، بولٹن یوکے
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ
	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
سال اشاعت	اگست 2015ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	HS3

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون:۔37221953 فیکس:۔042-37238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون:37247350۔فیکس042-37225085

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔021-32212011-32630411۔فیکس:۔021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Website:- www.ziaulquran.com

فہرست مضامین

کتاب العلم

کتاب الطہارت

کتاب الصلوٰۃ

کتاب النوافل

صلوٰۃ اوابین

کتاب الجمعہ

کتاب الصدقات

شرف انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو اپنے عظیم محسن و مربی نعمت استاذی المکرّم استاذ العلماء والفضلاء والاساتذہ مصنف کتب کثیرہ محقق اسلام حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ محمد علی صاحب تغمدہ اللہ بغفرانہٖ بانی دارالعلوم جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور کے نام منسوب کرتا ہوں جن کی شفقت ظاہری توجہ باطنی اور نسبت روحانی ہر گام پر مجھ سے روسیاہ و بےعمل کی راہنمائی کرتی رہی۔ وہ ایک عظیم خطیب بھی تھے اور ادیب بھی، ایک بہترین مصنف بھی تھے اور مدرس بھی اور تشنگان علم کیلئے شفیق استاذ بھی تھے اور رہروانِ طریقت کے باعمل راہنما بھی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت فردوس بریں کی بہاریں ان کے نام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

گر قبول افتدز ہے عز و شرف

یکے از طلباء جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور، پاکستان

محمد صابر علی صابر

بانی و مہتمم جامعہ علویہ بولٹن انگلینڈ۔ یو کے

عرض ناشر

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے سارے جہانوں کا اور صلوٰۃ وسلام اللہ کریم کے پیارے حبیب لبیب، سید العالمین رحمۃ للعالمین، پر جن کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔ سلام ان نفوس قدسیہ صحابہ کرام، محدثین عظام، تابعین، تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جن کے ذریعے دین اسلام دنیا بھر میں پھیلا۔

ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز اپنے آغاز سے دین اسلام کی اشاعت کا فریضہ انجام دے رہا ہے اور قارئین تک ایسی کتب پہنچا رہا ہے جو ظاہری و معنوی حسن سے آراستہ و پیراستہ ہوتی ہیں انہی کاوشوں کی بنا پر اپنے قارئین کرام کا اعتماد حاصل کر رہا ہے جو کہ اس کا عظیم سرمایہ ہے۔

ہماری ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ ہم اپنے قارئین کرام کے لئے بہتر سے بہتر مواد پیش کریں۔

حضرت امام زکی الدین عبد العظیم المنذری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 656 ہجری جو اپنے زمانے کے عظیم محدث تھے نے الترغیب والترہیب کے نام سے احادیث نبویہ کا جامع مجموعہ جو کہ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے تیار کیا، جس کا اردو ترجمہ بڑے حسین انداز میں میرے فاضل دوست علامہ حافظ محمد صابر علی صابر دامت برکاتہم العالیہ بانی و مہتمم جامعہ علویہ بولٹن انگلینڈ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اور اس کے لکھنے، پڑھنے والوں کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ طہٰ ویٰسین

طالب دعا

محمد حفیظ البرکات شاہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پیش لفظ

اللہ رب العزت نے انسانیت کی رشد وہدایت کیلئے انبیاء کرام کی جماعت مبعوث فرمائی اور مختلف زمانوں میں اللہ تعالیٰ کے رسول و نبی حالات زمانہ کے مطابق احکام لے کر تشریف لائے۔ تا آنکہ رب العزت نے اپنے حبیب لبیب سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر دنیا میں جلوہ گر فرمایا اور انہیں وہ دین کامل عطا فرمایا جو انسانیت کو ہمہ گیر اور جامع رہنمائی عطا کرتا ہے۔ وہ تمام عقائد و نظریات جن پر نجات اخروی موقوف ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو قرآن وسنت کی نصوص قطعیہ کی صورت میں بتلا دیئے ہیں اور وہ تمام اعمال جو انسان کو جہنم سے بچا کر جنت کا حق دار بناتے ہیں اور وہ تمام اعمال جو بنی آدم کی آخرت تباہ کرنے والے ہیں رسول برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکمل تفصیل کے ساتھ اپنی امت پر واضح کر دیئے ہیں۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نیک عمل پر آخرت میں ملنے والا ثواب بھی بتلا دیا ہے اور ہر برے عمل پر روز قیامت مرتب ہونے والی سزا بھی ذکر فرما دی ہے اور وہ اس لئے ہے کہ اللہ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشیر بھی بنایا اور نذیر بھی۔ آپ بشیر ہونے کی حیثیت سے اپنی امت کو ہر عمل صالح کے متعلق بشارت عطا فرماتے ہیں کہ اگر امت نے وہ عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی اور حکم کے مطابق ادا کر دکھایا تو انہیں خدا تعالیٰ دنیا میں یہ جزا عطا فرمائے گا اور آخرت میں ان کے لئے جنت کا یہ درجہ اور قرب الٰہی کی یہ منزل مقرر ہے اور دین کے اس حصہ بشارت کو ''الترغیب'' کہا جاتا ہے یعنی رضاء الٰہی اور حصول جنت کی رغبت دلانا۔ اسی طرح محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نذیر ہونے کی حیثیت سے امت مسلمہ کو ہر برے عمل کے ارتکاب سے ڈراتے ہیں کہ اگر انہوں نے وہ عمل بد اور گناہ کا کام کر ڈالا تو دنیا میں اس کا یہ انجام ہے اور آخرت میں اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ غضب اور جہنم کے اندر یہ سزا مرتب ہوگی اور دین کے اس حصہ کو ''الترہیب'' کہا جاتا ہے یعنی اللہ کی ناراضگی اور عذاب جہنم سے ڈرانا۔

چونکہ نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم کر دی گئی ہے اب کوئی نئی نبوت اور نئی ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترنے والی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے نجات انسان کی اخروی اور فلاح دنیوی کو اتباع رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی پر موقوف و منحصر کر دیا ہے اس لئے رب رحیم نے امت مسلمہ میں اپنی رحمت کاملہ سے محدثین کی جماعت پیدا فرمائی

جنہوں نے اپنی زندگیاں اس جہاد میں گزار دیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور ارشادات طیبہ امت تک بہتر سے بہتر انداز میں پہنچائے جائیں۔

انہی محدثین کی جماعت میں سے امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 656ھ بھی ہیں۔ جنہوں نے ''الترغیب والترہیب'' کے نام سے احادیث نبویہ کا ایک جامع اور مبسوط مجموعہ تیار کیا جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس میں آپ نے تمام ارکان اسلام، معاملات، عبادات، حقوق اللہ، حقوق العباد، انسان کی انفرادی زندگی، خانگی زندگی اور اجتماعی زندگی، الغرض حیات اسلامی کے تمام پہلوؤں پر فقہی ترتیب کے ساتھ ہر ہر موضوع پر احادیث نبویہ جمع فرمادی ہیں اور طرز تحریر یہ رکھا ہے کہ ہر موضوع پر پہلے ''الترغیب'' کا عنوان قائم کرکے وہ احادیث ذکر فرماتے ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ اگر یہ کام اللہ اور اس کے رسول کی منشاء ومرضی کے مطابق بجالایا جائے تو یہ اجر وثواب ہے، پھر ''الترہیب'' کا عنوان بنا کر اس عمل میں غفلت برتنے اور حکم خداوندی سے اعراض کرنے کی صورت میں دنیا وآخرت میں مرتب ہونے والے غضب الٰہی اور عذاب الیم پر مشتمل احادیث نبویہ بیان کرتے ہیں۔

طرز تحریر کی اسی دلکشی اور جامعیت نے اس کتاب کو وہ قبول عام اور عالمگیر شہرت عطا کی کہ آج پورے عالم اسلام میں یہ کتاب بڑے ذوق وانہماک سے پڑھی جاتی ہے اور پڑھنے والوں کے دل جذبہ اتباع رسول سے سرشار ہوجاتے ہیں۔ ''الترغیب'' پڑھنے سے ہر خلق محمدی اور ہر عمل خیر کو حصہ زندگی بنانے کیلئے اہل ایمان کے دل مچلنے لگتے ہیں اور ''الترہیب'' پڑھ کر دل خوف خدا سے بھر جاتا ہے اور اعمال ذمیمہ کے عذاب کا تصور کرکے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب آج بھی جادۂ حق پر چلنے والے سرفروشوں کے قدم تیز تر کررہی ہے اور ان کے دلوں میں محبت الٰہی کی سلگنے والی چنگاری کو شعلہ جوالہ بنارہی ہے اور آنکھیں بند کرکے شیطانی راستوں پر چلنے والے گمراہ انسانوں کو پکار پکار کر واپس بلا رہی ہے اور انہیں اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حلاوت سے آشنا کررہی ہے۔

یہ قیمتی کتاب چونکہ احادیث نبویہ کا مجموعہ ہے اس لئے عربی نہ سمجھنے والے لوگ اس سے استفادہ نہیں کر پارہے تھے۔ ضرورت تھی کہ اس کا اردو میں خوبصورت ترجمہ کیا جائے تاکہ اردو خواں طبقہ اس سے کماحقہ استفادہ کرسکے۔ عرصہ دراز ہوا اس کا ایک اردو ترجمہ ہندو پاک میں منظر عام پر آیا تھا مگر اب وہ بھی نایاب ہوچکا ہے۔ اور چونکہ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل عربی کتاب ہے اس لئے اس کے ترجمے پر طویل عرصہ اور محنت شاقہ درکار ہے جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ اس کیلئے زبردست علمی استعداد، عربی اردو دونوں زبانوں پر عبور، مضبوط اعصاب اور وسیع فرصت وقت کی اشد ضرورت ہے۔

تو خدائے ذوالجلال والاکرام میرے بچپن کے ساتھی اور فاضل جلیل علامہ حافظ محمد صابر علی بانی ومہتمم جامعہ علویہ بولٹن (انگلینڈ) کو قدم قدم پر رحمتیں عطا فرمائے۔ میرے شوق دلانے، ہمت بڑھانے اور پیہم اصرار کرنے پر وہ اس زہرہ گداز کام کیلئے تیار ہوئے۔ الحمد للہ ان کی شبانہ روز محنت کا نتیجہ آج ''الترغیب والترہیب'' اردو کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔

ترجمے کی سادہ زبانی، الفاظ کی گرفت اور کلمات کے حسن انتخاب کا اندازہ تو قارئین ہی بہتر طور پر کر سکتے ہیں۔

دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر اور رحمان ورحیم نے جس طرح اصل کتاب کو شہرت دوامی عطا فرمائی ہے اس ترجمے کو بھی ویسا ہی قبول عام عطا فرمائے۔

محمد طیب غفرلہ
بانی جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر، مانچسٹر، انگلینڈ
سرپرست جامعہ رسولیہ شیرازیہ
بلال گنج، لاہور، پاکستان

عرض مترجم

کسی کیلئے یہ اعتراف باعث عار ہو تو ہو، مجھ فقیر بے نوا کیلئے نہیں کہ میرا کسی علمی گھرانے سے تعلق نہیں ہے، بازار عمل میں بھی کوئی سرمایہ نہیں رکھتا، دولت علم سے بھی تہی دامن ہوں۔ قلم میں زور بھی نہیں اور نہ ہی میں کوئی معروف خطیب وادیب ہوں۔ اپنی کمزوریوں، خامیوں اور نااہلیوں کا پورا پورا احساس ہے "الترغیب والترہیب" جیسی احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی عظیم الشان کتاب کا تلخیص وترجمہ کرنا بھلا مجھ سے نکمے انسان سے کب ممکن تھا؟

برادر محترم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مسلسل کہتے رہے کہ تو بڑا بے کار آدمی ہے۔ تجھے کچھ لکھنا چاہئے کچھ نہیں تو کسی کتاب کا ترجمہ ہی کر دیا ہوتا، برطانیہ آنے کے بعد ان کا اصرار مزید بڑھ گیا۔ پھر مسبب الاسباب نے اسباب فراہم کر دیئے۔ اس کی توفیق رفیق نے دستگیری فرمائی اس کی عنایت خسروانہ سے قدم اٹھنے لگے اور تلخیص وترجمہ شروع ہو گیا اور اب الحمد للہ چاروں جلدیں مکمل ہو چکی ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ پروردگار عالم اپنے حبیب اکرم، نور مجسم، شفیع معظم، رسول مکرم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے مزید خدمت دین کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔

چونکہ زیر نظر کتاب اعمال صالحہ کے فضائل اور اعمال سیئہ کی مذمت میں وارد احادیث پر مشتمل ہے اور احکام ومسائل کی احادیث اس میں شامل نہیں کی گئیں۔ بنابریں اس ناکارہ نے اس میں چند جدتیں پیدا کر دی ہیں۔ مثلاً یہ کہ

1۔ جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی اختصاراً عنوان سے متعلق چند ضروری مسائل حاشیہ میں تحریر کر دیئے ہیں۔

2۔ حدیث کی قوت وضعف، اسناد یا متن پر جرح وتعدیل کے بارہ میں مؤلف نے جہاں کہیں لمبی بحث فرمائی تھی، اسے مختصر کر دیا گیا ہے کہ یہ کام علماء کا ہے اور علماء کیلئے کتب اسماء رجال کے انبار موجود ہیں۔

3۔ کتاب چونکہ خطباء، وواعظین کیلئے بھی بے حد مفید ہے، خصوصاً دینی طلبائے کرام کیلئے تو عظیم سرمایہ ہے۔ اس لئے میں نے ہر موضوع سے متعلق چند آیات قرآنی با ترجمہ حاشیہ میں درج کر دی ہیں۔ تاکہ اہل ذوق حضرات دین اسلام کے دونوں بنیادی سرچشموں سے بیک وقت سیراب ہو سکیں کہا جا سکتا ہے کہ وعظ وتقریر کیلئے اتنی عظیم اتنی ضخیم اتنی مفید اور اتنی آسان شاید ہی کوئی اور کتاب موجود ہو جو حیات مسلم کے تمام پہلوؤں کو حاوی ہو۔

4۔ جہاں جہاں مختلف حوالہ جات سے ایک ہی حدیث متعدد مرتبہ لائی گئی تھیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ حوالہ جات تو موجود رہیں مگر تکرار کم سے کم کر دیا جائے۔ اگر کہیں تکرار محسوس ہو تو وہ کسی اور فائدے کی بنا پر ہوگا۔

5۔ جہاں کہیں وضاحت ضروری سمجھی گئی تھی، میں نے اپنی دانست کے مطابق بین القوسین (۔) چند جملے لکھ دیئے ہیں۔

6۔ الترغیب کے معنی شوق دلانا، اور ترہیب کے معنی ڈرانا ہیں۔ میں نے ان کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ ان الفاظ کی خوبصورتی کو قائم رکھتے ہوئے باندازِ مؤلف ''ترغیب'' اور ''ترہیب'' سے عنوانات قائم کئے ہیں۔

حدیث کے غیر صحیح یا ضعیف ہونے کے متعلق ضروری وضاحت

مؤلف نے چونکہ کتب حدیث کے تمام طبقات سے احادیث جمع فرمائی ہیں اس لئے قارئین کہیں کہیں ''یہ حدیث ضعیف ہے'' یا ''یہ حدیث صحیح نہیں ہے'' وغیرہ کے الفاظ پائیں گے۔ بعض لوگ ایسے الفاظ سے بدک جاتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ شاید ایسی حدیث غلط، موضوع یا باطل ہے اور دوسروں کو بھی مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ بلکہ محدثین جب یہ حدیث صحیح نہیں ہے: کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیح لذاتہ نہیں ہے۔ اب ایسی صورت میں یہ حدیث صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ یا حسن لغیرہ ہوسکتی ہے۔ یعنی کسی حدیث کا غیر صحیح ہونا تو اس کے ضعف کو بھی مستلزم نہیں چہ جائیکہ اس سے اس حدیث کا موضوع، باطل یا غلط ہونے سمجھ لیا جائے۔

علمائے ملت اسلامیہ کا اتفاق ہے کہ فضائل ومناقب کے باب میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہوتی ہے۔ ابوزکریا یحییٰ بن شرف رحمۃ اللہ علیہ جنہیں اہل علم امام نووی کے نام سے خوب جانتے ہیں، فرماتے ہیں۔

اَنَّهُمْ قَدْ يَرْوُوْنَ عَنْهُمْ اَحَادِيْثَ التَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَفَضَائِلِ الْاَعْمَالِ وَالْقَصَصِ وَاَحَادِيْثَ الزُّهْدِ وَمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَ نَحْوِ ذَالِكَ مِمَّا لَا تَتَعَلَّقُ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَسَائِرِ الْاَحْكَامِ وَهٰذَا الضَّرْبُ مِنَ الْحَدِيْثِ يَجُوْزُ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَغَيْرِهِمِ التَّسَاهُلُ فِيْهِ وَرِوَايَةُ مَاسِوَى الْمَوْضُوْعِ مِنْهُ وَالْعَمَلُ بِهٖ لِاَنَّ اُصُوْلَ ذَالِكَ صَحِيْحَةٌ مُقَرَّرَةٌ فِي الشَّرْعِ مَعْرُوْفَةٌ عِنْدَ اَهْلِهٖ۔ (شرح مسلم للنووی علی مسلم، جلد 1، صفحہ 21)

حضرات محدثین ضعیف راویوں سے ترغیب، ترہیب، فضائل اعمال، قصہ جات، زہد اور مکارم اخلاق میں احادیث روایت کرتے ہیں لیکن حلال وحرام کے احکام سے تعلق رکھنے والی احادیث ایسے راویوں سے بالکل روایت نہیں کرتے۔ اس قسم کی (ترغیب وترہیب وغیرہ سے متعلق) احادیث ضعیف راویوں سے روایت کرنا اور ان پر عمل کرنا محدثین کے نزدیک جائز ہے کیونکہ یہ اصول شریعت میں صحیح ومقرر اور اہل شریعت کے ہاں معروف ہے۔

نیز امام موصوف مزید ارشاد فرماتے ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

قَالَ الْعُلَمَاءُ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَالْفُقَهَاءِ وَغَيْرِهِمْ يَجُوْزُ وَيُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ فِي الْفَضَائِلِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ بِالْحَدِيْثِ الضَّعِيْفِ مَالَمْ يَكُنْ مَوْضُوْعًا (حوالہ مذکورہ)

محدثین، فقہاء اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال، ترغیب اور ترہیب کے باب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز و مستحب ہے جبکہ وہ حدیث موضوع نہ ہو۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ فضائل ومناقب اور ترغیب وترہیب میں احادیث ضعیفہ مقبول ہیں اور ان کے مقتضی پر عمل کرنا مستحب ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو احتیاطاً احکام میں بھی ضعیف روایات معتبر مان لی جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

وَاَمَّا الْاَحْکَامُ کَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالْبَیْعِ وَالنِّکَاحِ وَالطَّلَاقِ وَغَیْرِ ذَالِکَ فَلَا یُعْمَلُ فِیْھَا اِلَّا بِالْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ اَوِ الْحَسَنِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ اِحْتِیَاطٍ فِیْ شَیْءٍ کَمَا اِذَا وَرَدَ حَدِیْثٌ ضَعِیْفٌ بِکَرَاھَۃِ بَعْضِ الْبُیُوْعِ اَوِ الْاَنْکِحَۃِ

(شرح مسلم للنووی علی مسلم، جلد 1، صفحہ 21)

اور جو احکام ہیں جیسے حلال، حرام، خرید وفروخت، نکاح اور طلاق وغیرہ تو ان میں صرف صحیح یا حسن حدیث پر ہی عمل کیا جائے گا۔ سوائے اس کے کہ ان میں احتیاط مقصود ہو مثلاً خرید وفروخت یا نکاح کی کراہت میں کوئی ضعیف حدیث وارد ہوئی ہو (تو اس پر احتیاطاً عمل کرلیا جائے گا)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے رسالہ منیر العینین فی تقبیل الابہامین، حدیث کی مختلف اقسام پر بڑی نفیس تحقیق فرمائی ہے۔ رب تعالیٰ توفیق دے تو اس کو ایک نظر دیکھ لیا جائے۔

برادر عزیز علامہ قاری محمد طیب صاحب کا انتہائی ممنون ہوں کہ انہیں کا اصرار اس عظیم کتاب کے تلخیص وترجمہ کا محرک بنا۔

طالب دعا

محمد صابر علی صابر

بانی ومہتمم جامعہ علویہ، جامع مسجد واسلامک سنٹر

بولٹن انگلینڈ۔ یوکے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔

ترغیب

صدق(1) واخلاص اور نیک نیتی

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں۔میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سُنا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی سفر پر نکلے۔یہاں تک کہ رات بسر کرنے کیلئے ایک غار کے پاس پہنچے اوراس میں

ا۔اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں متعدد آیات میں صدقِ واخلاص اور نیک نیتی سے اعمال صالحہ بجالانے کا حکم دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ وَتَثۡبِیۡتًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبۡوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتۡ اُكُلَهَا ضِعۡفَیۡنِ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یُصِبۡهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ (البقرہ:265)

ترجمہ:۔اوران لوگوں کی مثال جواپنے مال اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور اپنے دلوں (میں ایمان ویقین) کی پختگی کیلئے خرچ کرتے ہیں (نہ کہ ریاکاری کی خاطر) اس باغ جیسی ہے جوکسی بلند زمین پرواقع ہو،اس پرزور کی بارش ہوئی ہوتو وہ باغ دوگنا پھل لائے۔پھر اگر بارش نہ بھی برسے تو (پھل لانے کیلئے اسے) شبنم ہی کافی ہوجائے۔اوراللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کوخوب دیکھتا ہے۔

فَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰی حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِیۡنَ وَابۡنَ السَّبِیۡلِ ؕ ذٰلِكَ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (الروم:38)

ترجمہ:۔تورشتے دار،مسکین اور مسافر کواس کاحق دے دو۔یہی بہتر ہے ان لوگوں کیلئے جواللہ کی خوشنودی کے طلبگار ہیں (ان کا مقصود ریاکاری نہیں) یہی لوگ جوکامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

ایک اور مقام پرارشاد ہے:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّیۡنَ ؕ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ ؕ (الزمر:3-2)

ترجمہ:۔آپ ارشادفرمائیں کہ میں تواللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں اپنی اطاعت کواسی کیلئے خالص کرتے ہوئے۔

ان آیات میں دین بمعنی اطاعت وفرماں برداری ہے۔

وَاَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡهَبَ رِیۡحُكُمۡ وَاصۡبِرُوۡا ؕ (الانفال:46)

ترجمہ:۔اوراطاعت کرواللہ کی اوراس کے رسول (ﷺ) کی اورآپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی اور صبر کرو۔

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَیَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (آل عمران:31)

ترجمہ:۔آپ (اے رسول کریم! ﷺ) فرمائیں کہ اگرتم (واقعی) اللہ سے محبت کرتے ہوتو میری پیروی کروپھر اللہ تم سے محبت فرمائے گااور تمہیں تمہارے گناہوں کی معافی دے دے گااور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اگلی ہی آیت میں ارشاد ہے:

قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الۡكٰفِرِیۡنَ (آل عمران:32)

ترجمہ:۔آپ فرمایئے:اطاعت کرواللہ کی اوراس کے رسول ﷺ کی پھروہ منہ پھیریں تو یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کافروں سے دوستی نہیں فرماتا۔(گویا خدا ومصطفیٰ جل وعلاو ﷺ کی اطاعت نہ کرنے کو کفر کہتے ہیں)۔

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنۡ تَوَلّٰی فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَیۡهِمۡ حَفِیۡظًا (نساء:80)

ترجمہ:۔جس نے رسول (علیہ الصلوٰت والتسلیمات) کی اطاعت کی،بلاشبہ اس نے خدا ہی کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیر لیا توہم نے آپ کوان کانگہبان بناکرنہیں بھیجا۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

داخل ہو گئے۔ پھر پہاڑ پر سے ایک بڑا پتھر گرا جس نے غار کا دروازہ بند کر دیا۔ یہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ غار کے دروازہ سے پتھر ہٹتا دکھائی نہیں دیتا۔ چلو اس کو ہٹانے کیلئے اپنے اپنے اعمال (صالحہ) کے وسیلہ سے بارگاہ خداوندی میں دعا کریں۔ تو ان میں سے ایک نے عرض کیا: اے ہمارے پروردگار! میرے ماں باپ بہت عمر رسیدہ تھے۔ میں ان سے پہلے اپنے اہل و عیال یا کسی اور کو دودھ نہیں پلایا کرتا تھا۔ ایک دن میں (بکریوں کو) چراتے ہوئے کہیں دور نکل گیا۔ ان کے پاس واپس نہ پہنچ سکا یہاں تک کہ وہ سو گئے۔ (جب میں واپس گھر پہنچا) تو ان دونوں کیلئے میں نے دودھ دوہا۔ (دودھ لے کر ان کے پاس پہنچا) تو انہیں سوتا ہوا پایا۔ اب مجھے یہ بات بری معلوم ہوئی کہ ان سے پہلے اپنے اہل خانہ یا کسی اور کو دودھ پلاؤں۔ پس میں دودھ کا برتن ہاتھ میں لئے ان کی بیداری کا منتظر رہا۔ یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو گئی۔ بعض راویوں نے یہ جملہ زیادہ روایت کیا ہے کہ (بچے بھوک سے میرے قدموں کے پاس چیخ رہے تھے) پھر میرے والدین بیدار ہوئے تو دودھ نوش کیا۔ اے پروردگار! اگر یہ سب کچھ میں نے تیری رضا کیلئے کیا تھا تو اس غار کے منہ سے (جس میں ہم قید ہیں) اس پتھر کو ہٹا دے۔ تو وہ پتھر تھوڑا سا سرک گیا مگر وہ غار سے ابھی نکل نہیں سکتے تھے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: دوسرے آدمی نے عرض کیا:

اے بارِ الٰہا! میرے پاس میری چچازاد لڑکی تھی۔ جس کے ساتھ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبت تھی۔ میں نے اس سے اپنی خواہش نفسانی پوری کرنا چاہی تو اس نے مجھے روک دیا۔ یہاں تک کہ ایک سال قحط پڑ گیا۔ وہ میرے پاس آئی تو میں نے اس کو ایک سو بیس دینار دیئے اس شرط پر کہ وہ مجھے میرے ارادے سے نہیں روکے گی۔ اس نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب میں نے اس پر پوری طرح قابو پالیا تو وہ کہنے لگی: تیرے لئے حلال نہیں کہ تو میری بکارت کو زائل کرے (میرے ساتھ ہم بستری کرے) مگر اس کے حق (عقدِ شرعی) کے ساتھ۔ تو میں اس کے ساتھ اس کام (زنا) سے باز آ گیا اور اسے چھوڑ کر چلا گیا حالانکہ وہ مجھے سب سے زیادہ پیاری تھی۔ اور میں جو کچھ اسے دے چکا تھا وہ بھی چھوڑ دیا۔ اے پروردگار! اگر یہ سب تیری رضا وخوشی کیلئے میں نے کیا تھا تو جس (غار) میں ہم ہیں۔ اس کا منہ کھول دے۔ تو پتھر مزید ہٹ گیا مگر اتنا نہیں کہ وہ اس سے باہر نکل سکتے۔

نبی سرور ﷺ نے فرمایا کہ اور تیسرا شخص اس طرح دعا کرنے لگا کہ اے ہمارے پالنے والے! بے شک میں نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اس عنوانِ پاک پر بیسیوں آیات درج کی جاسکتی ہیں مگر ہم انہیں چند آیات پر اکتفا کرتے ہیں۔ معلوم ہو گیا کہ خداوند عالم کو اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے محبوب ومحترم رسول ﷺ کی اطاعت کس قدر مطلوب ومقصود ہے اور ساتھ ہی ان آیاتِ مقدسہ نے اظہر من الشمس کر دیا کہ

ذکرِ حق جو اُن سے جدا چاہو منکرو! واللہ یہ ذکرِ حق نہیں، کنجی سقر کی ہے۔ (امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ) (مترجم)

اسی طرح سورہ دہر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بے ریاء و پارسا اہل جنت بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا (الدھر: 10-9-8)

ترجمہ: اور وہ جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں (دنیاداری وریاکاری کیلئے نہیں) مسکین، یتیم اور قیدی کو (اور کہتے ہیں) ہم تمہیں اللہ کی رضا کیلئے کھلاتے ہیں ہم تم سے کسی بدلے کے خواہاں ہیں نہ شکریہ کے طلبگار۔ ہم تو اپنے پروردگار سے اس دن کیلئے ڈرتے ہیں جو بڑا ترش، بہت سخت ہے۔

اس کے بعد ان بندوں پر انعامات الٰہیہ کا بیان ہے۔ (مترجم)

(ایک دفعہ) چند مزدور کام پر لگائے اور انہیں ان کی مزدوری ادا کر دی مگر ان میں سے ایک مزدور نے اپنی اُجرت نہیں لی اور چلا گیا۔ میں اس کی اجرت کے مال کو (تجارت وغیرہ سے) بڑھاتا رہا یہاں تک کہ اس کی مزدوری کے مال سے بہت سے اموال جمع ہو گئے۔ ایک عرصہ کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے بندہ خدا! میرا اجر محنت مجھے ادا کر دے۔ میں نے کہا: یہ اونٹ، گائیں، بکریاں اور غلام جو تم دیکھ رہے ہو سب تمہاری مزدوری ہے۔ (انہیں لے جاؤ) کہنے لگا: خدا کے بندے! میرے ساتھ مذاق مت کر میں نے کہا: میں مذاق نہیں کرتا۔ تو اس نے وہ سب کچھ لیا اور ہانکتا ہوا چلا گیا۔ میں نے کچھ بھی تو باقی نہیں چھوڑا تھا۔ اے مالک! اگر یہ تمام میں نے تیری رضا کے لئے کیا تھا۔ تو اس پتھر کو اس (غار) کے منہ پر سے ہٹا دے جس میں ہم ہیں پس پتھر ہٹ گیا تو وہ (غار سے) نکلے اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

(ایک اور روایت میں ہے کہ) بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی زمانے میں تم سے پہلے لوگوں میں تین آدمی کہیں سفر پر نکلے۔ اچانک انہیں بارش نے آگھیرا۔ تو انہوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ غار کا منہ بند ہو گیا۔ تو آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''اِنَّهٗ وَاللّٰهِ یَاهٰؤُلَآءِ لَا یُنْجِیْکُمْ اِلَّا الصِّدْقُ'' دوستو! خدا کی قسم، تمہیں خلوص وسچائی کے سوا کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ چلو تم میں سے ہر ایک اپنے ان اعمال کے وسیلہ سے دعا کرے جن کے بارے میں اسے معلوم ہے کہ اس نے خلوص وسچائی سے کام لیا تھا۔ تو ان میں سے ایک نے اس طرح دعا کی: اے اللہ! بے شک تجھے معلوم ہے کہ میں نے ایک نوکر کو مزدوری پر اپنے پاس رکھا۔ اس نے چاول کے ایک فرق (حجاز میں ناپ تول کا ایک پیمانہ، جس میں سولہ رطل ہوتے ہیں) پر میرے پاس کام کیا۔ پھر وہ مزدوری وصول کئے بغیر کہیں چلا گیا۔ اور میں نے اس کے ان چاولوں پر خصوصی توجہ دی اور ان کو کھیتوں میں بو دیا۔ تو وہ اس قدر زیادہ ہوئے کہ میں نے ان سے اس (مزدور) کیلئے گائیں خرید لیں۔ پھر وہ ایک دن میرے پاس آیا اور اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے اسے کہا کہ میں تو ان گائیوں پر بھی خاص توجہ دے رہا ہوں۔ یہ گائیں تیرے ان چاولوں ہی کے بدلہ میں ہیں (ان چاولوں کو بیچ کر خریدی گئی ہیں) تو وہ گائیوں کو ہانک کر لے گیا۔ الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ سب میں نے تیرے خوف سے کیا تو ہم سے غار کا منہ کھول دے تو ان کی غار کے منہ پر سے پتھر ہٹ گیا(1)۔ (اس کے بعد پہلی حدیث کے قریب قریب ذکر کیا) اسے بخاری، مسلم اور نسائی نے روایت کیا اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اختصار کے ساتھ روایت کی۔ اور اس کے الفاظ ''بِرُّالْوَالِدَیْنِ'' کے باب میں ان شاء اللہ آئیں گے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ وحدہ لاشریک لہ کیلئے اخلاص اختیار کرتے ہوئے دنیا کو چھوڑ دیا، نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کرتا رہا اس نے دنیا کو الگ ہی کر

1۔ معلوم ہوا۔ اخلاص کے ساتھ کئے ہوئے نیک اعمال بارگاہِ خداوندی میں کس قدر اہمیت رکھتے ہیں۔ نیک اعمال بلاؤں اور مصیبتوں سے نجات کا بہترین ذریعہ وسیلہ ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمالِ صالحہ کے وسیلہ سے دعا کی جائے تو مقبول ہوتی ہے۔ تو پھر عباداللہ الصالحین کے وسیلہ سے کی ہوئی دعا کیوں مقبول نہ ہوگی؟ اس حدیث مبارک سے والدین کی عظمت، کسی کے حق کی حفاظت اور مجبور و بے بس پر رحم کرنے کی اہمیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ (مترجم)

دیا اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے(1) اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: روایت ہے ابوفراس (یہ قبیلہ بنی اسلم کے ایک آدمی ہیں) سے کہ ایک آدمی نے آواز دی۔ کہا: یارسول اللہ! (ﷺ) ایمان کیا ہے؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''اخلاص''(2) اور بالفاظ دیگر راوی حدیث کہتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ مجھ سے جو چاہتے ہو پوچھ لو۔ تو ایک آدمی نے ندا دی:۔ یارسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا۔ اس نے کہا: تو ایمان کیا ہے؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: اخلاص۔ عرض کرنے لگا: تو یقین کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تصدیق(3)۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہیں (قاضی بنا کر) یمن کی طرف بھیجا جانے لگا تو انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: اپنے دین کو (اللہ کیلئے) خالص کرلو۔ تمہیں تھوڑا عمل بھی کفایت کرے گا۔ اس کو حاکم نے عبیداللہ بن زجر کے طریقہ سے ابن ابی عمر سے روایت کیا۔ اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: مبارک ہو مخلصین کو یہی لوگ ہدایت کے چراغ ہیں اور ان سے ہر فتنے کا اندھیرا چھٹ جاتا ہے۔ اسے بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے آخری حج کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات سُنی اور اسے اپنے ذہن میں محفوظ کرلیا۔ پس کئی مسائل کو جاننے والے لوگ، ان کے دلائل سے واقف نہیں ہوتے (یعنی میری باتوں کو سننے اور حفظ کر لینے والا من وعن دوسروں تک پہنچا دے۔ دلائل پر غور و فکر اور استنباطِ مسائل سب کے بس کی بات نہیں۔ جو قابلیت رکھتے ہوں گے وہ یہ کام کرلیں گے) تین چیزیں ہیں جن پر کسی ایماندار بندے کا دل خیانت نہیں کریگا۔ 1۔ عمل کا خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہونا۔ 2۔ مسلمانوں کے ائمہ (حکمران، علماء و اُمراء) کیلئے نصیحت کرنا۔ 3۔ ان (مسلمانوں) کی جماعت کو لازم پکڑنا۔ پس بے شک ان کی دعا ان کو گھیرنے والی ہوتی ہے۔ (مقبول و مستجاب ہوتی ہے) اسے بزار نے باسناد حسن روایت کیا۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں زید بن ثابت کی حدیث سے روایت کیا۔ حافظ عبدالعظیم نے کہا کہ یہ حدیث ابن مسعود، معاذ بن جبل، نعمان بن بشیر، جبیر بن مطعم، ابوالدرداء، ابوقر صافہ، جندرہ بن خیشنہ وغیرہم صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی گئی ہے اور اس کی

1۔ ظاہر ہے جو مسلمان اس قدر مخلص ہوگا، وہ نماز و زکوۃ کے علاوہ دیگر احکام بھی ادا کریگا۔ جیسے روزہ، حج، جہاد وغیرہ۔ (مترجم)

2۔ اخلاص دل کی ایک ایسی حالت کا نام ہے جو انسان کو حسن نیت، طہارتِ ظاہر و باطن اور اعمال محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے بجالانے کی طرف دعوت دیتی ہے۔

3۔ ذات خالق پر اس قدر مضبوط ایمان کہ اس کے سوا کسی کا خوف اور ڈر نہ ہو۔ اس حدیث پاک سے سید دو عالم ﷺ کی وسعتِ علمی بھی ظاہر ہو رہی ہے۔

تو عالم ماکان و ما یکون ہے
مگر بے خبر، بے خبر دیکھتے ہیں۔

بعض اسناد صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت مصعب بن زید رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خیال کیا کہ انہیں ان اصحاب رسول رضی اللہ عنہم پر فضیلت حاصل ہے جو ان سے کمزور درجہ والے ہیں۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بِضَعِيْفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَاِخْلَاصِهِمْ'' اللہ تعالیٰ اس امت (مسلمہ) کی مدد اس کے کمزوروں ہی کے سبب فرماتا ہے ان (ضعیفوں) کی دعاؤں، نمازوں اور اخلاص کی وجہ سے(1) اسے نسائی وغیرہ نے روایت کیا۔ یہ حدیث بخاری میں بھی ہے مگر وہاں ''اخلاص'' کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث: ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔میں ہر شریک سے بہتر ہوں۔(میرا شریک ہونے کے قابل کوئی نہیں) پس جس نے میرے ساتھ (کسی عمل میں) کسی کو شریک بنایا تو وہ (عمل) میرے شریک ہی کیلئے ہوگا، اے لوگو! خالص کرو (اللہ کیلئے) اپنے اعمال کو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ نہیں قبول فرماتا اعمال کو مگر صرف اس عمل کو (قبول فرماتا ہے) جو خالص اسی کیلئے کیا گیا ہو۔اور یہ نہ کہو کہ یہ (حصہ) اللہ کیلئے ہے اور یہ (حصہ) رشتہ داروں کیلئے۔کیونکہ یہ تو رشتہ داروں ہی کیلئے ہوگا۔اس میں اللہ کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔اور یہ بھی نہ کہو کہ یہ (حصہ) اللہ کیلئے ہے اور یہ (حصہ) تمہارے سرداروں کیلئے۔پس بے شک یہ تمہارے سرداروں ہی کیلئے ہوگا اللہ تعالیٰ کے لئے اس میں سے کچھ نہیں ہے(2)۔اسے بزار نے اسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کچھ حرج نہیں اور بیہقی نے بھی روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی پاک ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ اس آدمی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔جو لڑائی کیلئے نکلا اور ثواب وشہرت (دونوں) چاہتا ہے۔کیا اس کیلئے کچھ (ثواب) ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے کچھ (ثواب) نہیں ہے۔سائل نے یہ بات تین مرتبہ عرض کی۔رسول اللہ ﷺ اسے یہی فرماتے رہے کہ اس کیلئے کچھ (ثواب) نہیں۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ تو صرف اسی عمل کو قبول فرماتا ہے۔جو خالص اسی کے لئے ہو اور جس میں اسی کی رضا طلب کی گئی ہو۔ابوداؤد اور نسائی نے جید اسناد کے ساتھ اس کو روایت کیا۔اور ان شاء اللہ اس قسم کی احادیث ''الجہاد'' میں عنقریب آرہی ہیں۔

حدیث: روایت ہے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔دنیا ملعونہ (اللہ کی رحمت سے دور) ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور) ہے مگر وہ چیز (ملعون نہیں ہے) جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی طلب کی جائے۔روایت کیا اس کو طبرانی نے ایسی اسناد کے

1۔ یعنی جو آدمی کمزوروں اور بے کسوں کی عزت واحترام محض اللہ کریم کی رضا جوئی کیلئے کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت وفضل نازل فرماتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے۔معلوم ہوا کہ بندگانِ خدا کی دعائیں نزولِ رحمت اور اللہ کی مدد ونصرت کا باعث ہیں۔(مترجم)

2۔ معنی حدیث یہ ہے کہ جب تم کوئی خیرات وغیرہ کرو تو اس میں نیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی کرو باقی رشتہ دار وغیرہ کو دیتے وقت ان کا اکرام اور عزت افزائی ہی ہوگی۔اسی طرح مالی صدقات وغیرہ میں اموات کیلئے ایصالِ ثواب کی نیت ہوگی مگر وہ سب ہوگا اللہ ہی کی رضا کیلئے۔

ساتھ جس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن دنیا کو حاضر کیا جائے گا تو حکم ہوگا کہ اس میں جو کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس کو الگ کرلو۔ پس الگ کرلیا جائے گا اور باقی تمام کو آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ بیہقی نے اس کو شہر بن حوشب سے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے چالیس دن تک اللہ تعالیٰ کیلئے اخلاص اختیار کیا (تمام اوامر ونواہی پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کیا۔ اللہ کی رضا کے علاوہ اس میں کوئی دوسری غرض نہ رکھی) تو اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت (دانائی) چشمے پھوٹیں گے۔ اس کو رزین العبدری نے اپنی کتاب میں ذکر کیا۔

حدیث: روایت کی گئی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق مراد کو پہنچا وہ جس نے اپنے دل کو ایمان کے لئے خالص کرلیا(1) اور اپنے دل کو سلامتی والا بنالیا۔ (الحاد و زندقہ اور کجروی سے بچالیا)، اپنی زبان کو سچا کرلیا۔ (جھوٹ کو ترک کردیا)، اپنے نفس کو مطمئن کرلیا(2)۔ اور اپنے اخلاق کو درست کرلیا، اپنے کان کو (اچھی بات) سننے والا بنالیا۔ اور اپنی آنکھ کو (عبرت کیلئے آیاتِ الٰہی کو) دیکھنے والا بنالیا۔ کان تو ایک طرح قیف (وہ چھوٹا سا تکون نما برتن جو بڑے برتنوں میں پانی یا تیل وغیرہ ڈالنے کیلئے ان کے منہ پر رکھا جاتا ہے) ہے اور آنکھ اس چیز (علم) کیلئے بڑا مٹکا ہے جس کو دل جمع کرتا ہے اور تحقیق کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے دل کو اپنے اندر (علم وغیرہ) محفوظ کرنے والا بنالیا۔ اسے امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا اور امام احمد کی سند میں احتمالِ تحسین ہے۔

1۔ یعنی اپنے دل کو پاک وصاف کیا۔ اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتب سماوی، انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اور یومِ آخر پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔

2۔ یعنی مصائب و آلام میں اللہ پر بھروسہ کیا اس سے مدد طلب کی اور اس کا کسی حال میں شکوہ نہ کیا۔

فصل

حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سُنا: اعمال تو نیت ہی کے ساتھ ہیں۔اور ایک روایت میں ہے کہ اعمال تو نیتوں کے ساتھ ہیں اور ہر انسان کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔تو جس کی ہجرت اللہ ورسول کی طرف ہوگی تو (واقعی) اس کی ہجرت اللہ ورسول ﷺ کی طرف ہوگی۔ اور جس کی ہجرت دنیا کے حصول کیلئے ہوگی یا کسی عورت کیلئے ہوگی تا کہ اس سے نکاح کر سکے تو اس کی ہجرت اسی طرف ہوگی جس طرف اس نے ہجرت کی(1)۔اس کو بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی سے روایت کیا۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قریب قیامت) ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کریگا۔تو جب وہ مقام بیداء(2) پر ہوں گے تو ان کے اگلوں پچھلوں کو زمین میں دھنسا دیا جائیگا۔اُمُّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ان کے اگلوں پچھلوں کو کیسے زمین میں دھنسا دیا جائیگا حالانکہ ان میں سے بازاروں میں بھی ہوں گے۔(ان کے ساتھ شامل نہیں ہوں گے بلکہ بازاروں میں خرید و فروخت کررہے ہوں گے) اور وہ بھی جو ان میں سے نہیں ہوں گے (ان جیسے نہیں ہوں گے بلکہ اچھے ہوں گے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کے اگلے پچھلے سب زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔پھر انہیں ان کی نیتوں (اخلاص) پر اٹھایا جائیگا۔(قیامت میں حساب وکتاب کے بعد اچھائی یا برائی کا بدلہ دیا جائیگا) اس کو بخاری ومسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (بروزِ حشر) لوگ اپنی نیتوں پر ہی اٹھائے جائیں گے۔(ثواب وعذاب نیت کے مطابق دیا جائیگا) ابن ماجہ نے اس کو اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا نیز انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اس کو روایت کیا مگر اس میں ''یُبْعَثُ'' کی بجائے ''یُحْشَرُ'' ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک ﷺ کی معیت میں غزوہ تبوک (یہ غزوہ ماہِ رجب ۹ ہجری کو پیش آیا) سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک کچھ اقوام (لوگ) ہمارے پیچھے مدینہ منورہ میں رہے۔نہیں چلے وہ ہمارے ساتھ کسی پہاڑی راستہ میں اور نہ کسی وادی میں (غزوہ میں شریک نہیں ہوسکے) مگر (ثواب میں) وہ ہمارے ساتھ ہیں۔ان کو روک لیا معذوری (بیماری وغیرہ) نے''۔اس کو بخاری اور ابوداؤد نے روایت کیا اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم نے (اے اس غزوہ میں شریک ہونے والو!) مدینہ میں کچھ قوموں کو پیچھے چھوڑا تم نے۔نہیں سفر کیا کسی منزل کا نہیں خرچ کیا کسی چیز کو اور نہیں طے کیا کسی وادی کو مگر وہ

1۔نیت سے مراد ''اخلاص'' ہے۔یعنی جو نیک کام اللہ تعالیٰ کی خالص رضا کیلئے ہوگا اسی پر ثواب عطا فرمایا جائیگا اور جس نیک کام میں رضائے الٰہی کے علاوہ کوئی اور غرض پوشیدہ ہوگی اس پر نہ ثواب ہے اور نہ ہی وہ عنداللہ مقبول ہے۔مصنف کا اس حدیث کو اخلاص کے عنوان کے تحت لانا بھی اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔بہت سے محدثین اس حدیث کو ''متواتر'' کہتے ہیں۔

2۔مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔(مترجم)

(ثواب میں) تمہارے ساتھ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! وہ ہمارے ساتھ کیسے ہوسکتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ میں ہیں۔ (غزوہ میں ہمارے ساتھ شریک نہیں ہوئے) نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: "انہیں بیماری نے روک لیا تھا۔ (بیماری ومجبوری کی وجہ سے وہ لوگ پیچھے رہ گئے ورنہ ان کی نیت شامل ہونے کی تھی)

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِكُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ، بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اجسام اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں (میں خلوص) کو دیکھتا ہے۔ اُسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تین چیزیں ہیں، میں ان پر قسم اٹھاتا ہوں اور تمہیں ایک بات بتاتا ہوں تم اسے حفظ کرلو۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں۔ نمبر 1 کسی انسان کا مال صدقہ (زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنے) سے کم نہیں ہوتا (بلکہ بڑھتا ہے)۔ نمبر 2 جب کسی بندے پر ظلم ہوتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس (بندے) کی عزت بڑھاتا ہے۔ نمبر 3 اور اگر کوئی بندہ (سب کچھ ہوتے ہوئے بھیک) مانگنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر غربت کے دروازے ہی وا کرتا ہے۔ (یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ) اور میں تمہیں ایک بات بتاؤں تم اسے خوب یاد کرلو۔ فرمایا: "دنیا تو صرف چار افراد کیلئے ہے۔ نمبر 1 وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا تو وہ (بندہ) اس میں اپنے اللہ سے ڈرتا ہے اس میں صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں اللہ کا حق (صدقہ وزکوٰۃ وغیرہ) جانتا ہے۔ ایسا شخص افضل مقام (جنت) والا ہے۔ نمبر 2 وہ بندہ، جسے اللہ پاک نے علم تو دیا لیکن دولت نہیں دی پس وہ نیت (اخلاص) میں سچا ہے۔ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس دولت ہوتی تو میں بھی فلاں (پہلی قسم کے بندے) کی طرح عمل کرتا۔ تو یہ اپنی نیت کے ساتھ ہے (نیک نیتی کا اجر پائیگا) یہ دونوں (پہلی قسم اور دوسری قسم کے آدمی) اجر وثواب میں برابر ہیں۔ نمبر 3 وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دی مگر علم نہیں دیا۔ اپنے مال میں علم کے بغیر عمل کرتا ہے۔ (اسراف وتبذیر کرتا ہے) اس (مال کے خرچ کرنے) میں اپنے اللہ سے نہیں ڈرتا، صلہ رحمی نہیں کرتا اور نہ ہی اس میں اللہ کا حق پہچانتا ہے۔ تو ایسا شخص بدترین منزل (دوزخ) میں ہوگا اور نمبر 4 وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے نہ مال ودولت دی اور نہ علم دیا، کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں (تیسری قسم کے آدمی) کی طرح خرچ کرتا، تو یہ بھی اپنی نیت کے ساتھ ہے (بدنیتی کا عذاب پائیگا) یہ دونوں (تیسری اور چوتھی قسم کے) آدمی گناہ میں برابر ہیں(1)۔ اسے احمد وترمذی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس اُمت (مسلمہ) کی مثال ان چار افراد کی طرح ہے جن میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا تو وہ اپنے علم کے مطابق اپنے مال میں عمل کرتا ہے اور اس مال کو اس کے حق میں خرچ کرتا ہے (صحیح مصرف پر لگاتا ہے) اور دوسرے کو اللہ نے علم دیا ہے مال نہیں دیا یہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس اس (پہلے آدمی) کی طرح مال ہوتا تو میں بھی اسی طرح خرچ کرتا جس

1۔ سبحان اللہ! خلوص نیت کا کس قدر حسین بیان ہے۔

طرح اس نے خرچ کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں، یہ دونوں اجر وثواب میں برابر ہیں۔ تیسرے آدمی کو اللہ نے مال دیا، علم نہیں دیا ہے تو وہ بلا سوچے اپنے مال میں تصرف کرتا ہے۔ غلط طور پر خرچ کرتا ہے۔ چوتھے کو اللہ تعالیٰ نے نہ مال دیا اور نہ علم، یہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اپنے مال کو ایسے ہی خرچ کرتا جسے اس فلاں (تیسرے آدمی) نے خرچ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں'' یہ دونوں (تیسری اور چوتھی قسم کے) آدمی گناہ میں برابر ہیں(1)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ عز وجل (کاتبین اعمال فرشتوں سے) فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کوئی برا عمل کرنے کا ارادہ کرے تو تم اسے مت لکھو تاوقتیکہ وہ اس عمل کا ارتکاب نہ کرلے۔ پس اگر وہ یہ عمل کر گذرتا ہے تو اس کو اسی کی مثل لکھ لو (صرف ایک گناہ) اور اگر میری وجہ سے اس (گناہ) کو ترک کردیتا ہے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ لو اور اگر وہ کسی نیک عمل کا ارادہ کرتا ہے اور (کسی وجہ سے) اس کو کر نہیں پاتا تو اس کیلئے ایک نیکی لکھ لو۔ پھر اگر وہ نیکی کر لیتا ہے تو ''فَاكْتُبُوْهَا بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةٍ'' اس کیلئے اس جیسی دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں لکھ دو۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

حدیث: مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کر سکے تو (بھی) اس کیلئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اسے کر بھی لیا تو اس کے لئے دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو گناہ کرنے کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کر سکے تو اس کیلئے گناہ نہیں لکھا جاتا۔ اور اگر گناہ کر ہی لیا (نعوذ باللہ) تو اس کیلئے ایک گناہ لکھ دیا گیا۔

حدیث: اور مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے۔ حضور محمد رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ عز وجل فرماتا ہے۔'' جب میرا بندہ کسی نیک عمل کا ارادہ کرتا ہے تو میں اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہوں تاوقتیکہ وہ نیکی کر نہ لے۔ تو جب وہ نیکی کا عمل کر لیتا ہے تو میں اس کیلئے اس جیسی دس نیکیاں لکھ دیتا ہوں۔ اور اگر میرا بندہ کوئی برا کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو میں اس کو معاف رکھتا ہوں تاوقتیکہ وہ ارتکابِ گناہ کر نہ لے۔ تو اگر وہ گناہ کر لیتا ہے تو میں اس کیلئے اس جیسا ایک گناہ لکھتا ہوں، وَاِنْ تَرَكَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً، اِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَرَّايَ، اور اگر وہ اس گناہ کو نہیں کرتا (تو میں کہتا ہوں اے فرشتو!) اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو کیوں کہ اس نے اس گناہ کو صرف میرے (خوف کی) وجہ سے چھوڑا ہے۔

حدیث: اور معن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ابو یزید نے چند دینار صدقہ کرنے کیلئے نکالے، مسجد میں آکر ایک آدمی کے پاس رکھ دیئے۔ پھر میں (مسجد میں) آیا یہ دینار اٹھالئے اور لے کر ابو یزید کے پاس آیا (ابو یزید) کہنے لگے، قسم بخدا، میرا ارادہ تمہیں دینے کا نہیں تھا۔ میں تو نبی کریم ﷺ کے پاس مقدمہ لے کر جاؤں گا (چنانچہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پہنچے) تو سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو یزید! تمہارے لئے وہ ہے جس کی تم نے نیت کی۔

1۔ معلوم ہوا، اچھی یا بری نیت کا بھی اعتبار ہوتا ہے۔ حدیث مذکور میں دوسری قسم کے آدمی کو محض اچھی نیت کی بنا پر ثواب ملا اور چوتھی قسم کا آدمی بری نیت کی وجہ سے گناہ گار ہوا۔ اللہ تعالیٰ نیت کو درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (مترجم)

اور اے مَعن! تمہارے لئے وہ ہے جو تم نے لے لیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے (دل میں) کہا کہ آج رات میں ضرور صدقہ کرونگا چنانچہ وہ صدقہ کا مال لے کر نکلا اور (بے خبری میں) کسی چور کو دے دیا۔ صبح ہوئی (لوگوں کو کسی طرح معلوم ہوگیا) وہ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ آج رات چور کو صدقہ دیا گیا۔ کہنے لگا۔ یا اللہ سب تعریف تیرے ہی لئے ہے کیا میرا صدقہ چور کو پہنچ گیا؟ میں ضرور صدقہ کروں گا۔ چنانچہ مالِ صدقہ لئے ہوئے نکلا اور (بے علمی میں) ایک زانیہ عورت کو دے دیا۔ صبح ہوئی، لوگ باتیں کرنے لگے کہ دیکھو جی آج رات زانیہ عورت کو صدقہ دیا گیا۔ (اسے معلوم ہوا تو) کہنے لگا اے پرودگار سب تعریف تیرے لئے ہے۔ کیا میرا صدقہ زانیہ کو چلا گیا۔ میں ضرور صدقہ کروں گا۔ یہ پھر (تیسری رات) صدقہ کا مال لے کر چلا تو (اب کی بار) کسی مالدار کو دے بیٹھا۔ صبح ہوئی تو (حسبِ سابق) لوگ باتیں کرنے لگے کہ ایک مالدار کو آج رات صدقہ دیا گیا ہے۔ کہنے لگا: اے اللہ! ہر تعریف کے لائق صرف تیری ذات ہے۔ (یہ کیا ہوا؟) میرا صدقہ چور، زانیہ عورت اور مالدار پر خرچ ہوگیا۔ تو اسے جواب میں فرمایا گیا (کہ تیرا صدقہ بیکار نہیں گیا بلکہ) تیرا وہ صدقہ جو چور پر صرف ہوا تو ممکن ہے وہ اپنے آپ کو چوری کرنے سے بچالے اور وہ صدقہ جو زانیہ پر صرف ہوا تو ہوسکتا ہے وہ زانیہ خود کو زنا کاری سے محفوظ کرلے اور (اسی طرح) تیرا وہ صدقہ جو مالدار کو پہنچ گیا تو شاید کہ وہ مالدار عبرت پکڑے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے سے وہ بھی خرچ (فی سبیل اللہ) کرنے لگے۔ اسے مسلم و بخاری اور ترمذی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ مسلم و ترمذی نے فرمایا کہ ''اس صدقہ کرنے والے کو فرمایا گیا کہ تیرا صدقہ قبول فرمالیا گیا ہے'' پھر حدیث ذکر کی۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ انہیں نبی کریم ﷺ سے یہ بات پہنچی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جو سونے کیلئے اپنے بستر پر آیا اور ارادہ رکھتا ہے کہ وہ رات کو اٹھے گا اور نمازِ (تہجد) پڑھے گا پس اس پر نیند غالب آگئی یہاں تک کہ صبح ہوگئی (رات کو اٹھ نہیں سکا)۔ اس کیلئے اس کی نیت (کے مطابق نیکی) لکھ لی جاتی ہے۔ ''وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهٖ'' اور نیند اس پر اس کے رب کی طرف سے صدقہ ہوتی ہے۔ نسائی و ابنِ ماجہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔ انہیں شک ہے کہ اس حدیث کو حضرت ابو ذر نے روایت کیا ہے یا حضرت ابو درداء نے (رضی اللہ عنہما)۔

ترہیب

ریاکاری(1) اور جسے خوفِ ریاء ہو وہ کیا کہے؟

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ بلاشبہ روزِ قیامت جس شخص کے خلاف سب سے پہلے فیصلہ کیا جائیگا وہ ایک شہید ہوگا۔ اسے حاضر کیا جائیگا۔ تو (اللہ تعالیٰ) اسے اپنی نعمت یاد دلائے گا۔ وہ اسے یاد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تو نے اس میں کیا عمل کیا''؟ عرض کرے گا: ''میں نے تیرے رستے میں قتال (جہاد) کیا حتیٰ کہ شہید ہوگیا''۔ اللہ پاک فرمائے گا، ''تو جھوٹ کہتا ہے، تو نے تو قتال اس لئے کیا کہ تجھے بہادر کہا جائے۔

1۔ ریاکاری اور دکھاوے کی مذمت میں بھی قرآنِ کریم میں متعدد آیات موجود ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:۔

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ (البقرہ:264)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے صدقوں کو احسان جتا کر اور (جسے صدقہ دیا گیا ہے اسے) دُکھ پہنچا کر ضائع مت کرلو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دِکھانے کیلئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس (ریاکار) کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چکنی چٹان ہو جس پر مٹی پڑی ہوئی ہو پھر اس پر زوردار بارش برسے اور اسے صاف چٹیل پتھر چھوڑ جائے (بارش کا اسے کچھ فائدہ نہ پہنچے۔ ایسے ہی ریاکار کو صدقہ وخیرات کا ثواب نہیں ملتا) وہ (ریاکار لوگ) اپنی کمائی سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں کرسکیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافر لوگوں کو''۔

سورۂ نساء میں منکرین ومتکبرین کی مذمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا (النساء:38)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جو اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ پر اور نہ روزِ قیامت پر اور جس کا دوست شیطان ہوجائے تو وہ (شیطان اس کا) کتنا برا دوست ہے''۔

ایک اور مثال کے ذریعے ریاکار کے اعمال کی حقیقت عیاں فرمائی جارہی ہے ارشاد ہوتا ہے۔

اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِیْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ (البقرۃ:266)

ترجمہ: ''کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا کھجور اور انگور کا ایک باغ ہو جس کے نیچے نہریں رواں ہوں۔ (اس کے علاوہ) اس باغ میں اس کے اور بھی کئی قسم کے پھل ہوں اور اس کو بڑھاپے نے آلیا ہو جبکہ اس کی کمزور اولاد ہو (چھوٹے چھوٹے بچے ہوں) پھر پہنچے (اس کے) اس باغ کو ایک بگولہ جس میں آگ ہو تو وہ باغ جل کر بھسم ہوجائے اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ غور وفکر کرو''۔

ظاہر ہے جبکہ اس شخص کو خود بھی بڑھاپے کا سامنا ہے اور چھوٹے چھوٹے کمزور وناتواں بچے بھی ہیں اور ساری امیدیں باغ کے پھل پر ہیں پھر وہ باغ جل بھن کر تباہ وبرباد ہوجائے تو اس کی حسرت وناامیدی کی کوئی انتہا نہ رہے گی۔ یہی حال اس انسان کا ہے جس نے نیک اعمال تو کئے، مگر پروردگار کی رضا کیلئے نہیں بلکہ دکھاوے اور ریا کیلئے اور وہ اس خیال میں ہے کہ میرے پاس تو نیکیوں کا ذخیرہ ہے۔ بروزِ حشر جب اعمالِ حَسنہ کی شدید حاجت ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کے ان ریاکارانہ اعمال کو مردود کردے گا۔ اس کو کس قدر رنج وغم اور مایوسی ہوگی؟ اسے کوئی بھی ذی شعور پسند نہیں کریگا۔

ایک دن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ آپ کو معلوم ہے، یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: یہ ایک ایسے مالدار شخص کی مثال ہے جس نے بہت سے نیک اعمال کئے پھر شیطان کے بہکاوے میں آکر تمام اعمال کو ضائع کرڈالا۔ (تفسیر مدارک وخازن) (مترجم)

چنانچہ تجھے بہادر کہا گیا۔ پھر حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ ایک وہ جس نے علم پڑھا اور پڑھایا ہوگا اور قرآن کی قرأت کی ہوگی، لایا جائے گا۔ اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ پس وہ یاد کرے گا۔ اللہ پاک فرمائے گا: ''تو نے ان (میری نعمتوں) میں کیا عمل کیا؟ کہے گا: ''میں نے علم سیکھا اور سکھایا۔ تیرے لئے قرآن کی تلاوت کی''۔ اللہ فرمائے گا، ''تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے تو علم اس نیت سے پڑھا تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تھا کہ تجھے قاری کہا جائے۔ چنانچہ ایسا کہا گیا۔ (لوگوں نے تجھے عالم بھی کہا اور قاری بھی) پھر حکم کیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے کشادگی عطا کی اور کئی قسموں کا مال عطا فرمایا ہوگا، حاضر کیا جائے گا۔ پس اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا تو وہ یاد کرے گا۔ فرمائے گا: ''تو نے ان میں کیا کیا عمل کیا''؟ یہ عرض کرے گا: ''اے اللہ! ہر وہ جگہ جہاں تو پسند کرتا تھا کہ مال خرچ کیا جائے میں نے تیرے لئے وہاں ہی خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے لیکن تو نے تو صرف اس لئے ایسا کیا کہ کہا جائے کہ وہ (تو) سخی ہے۔ تو ایسا کہہ دیا گیا (دنیا میں)''۔ پھر حکم کیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اسے مسلم ونسائی نے روایت کیا۔ ترمذی نے بھی روایت کیا اور حسن کہا۔ ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ترمذی وابن حبان کے الفاظ ایک جیسے ہیں۔

حدیث: ابوعثمان ولید بن ابی ولید مدینی سے روایت ہے کہ عقبہ بن مسلم نے ان سے بیان کیا، شفی اصبحی نے انہیں بتایا کہ وہ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے، ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے اردگرد لوگ جمع ہیں۔ پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ کہتے ہیں، میں ان کے قریب ہوا یہاں تک کہ ان کے سامنے بیٹھ گیا اور وہ حدیث بیان کرتے رہے۔ پھر جب خاموش ہوئے اور تنہائی ہوئی تو میں نے ان سے عرض کیا: میں آپ کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث کیوں نہیں سناتے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، اسے ذہن نشین کیا اور سمجھا ہو۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ میں تمہیں ضرور ایسی حدیث سناؤں گا جو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی۔ میں نے اسے ذہن نشین کیا اور سمجھا۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ پر غشی طاری ہوگئی۔ ہم نے کچھ توقف کیا پھر انہیں افاقہ ہوا تو فرمانے لگے، میں تمہیں ضرور وہ حدیث سناؤں گا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بیان فرمائی۔ میں اور آپ ﷺ اس گھر میں تھے۔ میرے اور آپ ﷺ کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں تھا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر غشی کا دوسری مرتبہ دورہ پڑا۔ پھر افاقہ ہوا آپ نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اور آپ نے کہا کہ میں تمہیں ضرور وہ حدیث سناؤں گا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بیان فرمائی میں اور آپ ﷺ اس گھر میں تھے۔ میرے اور آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر غشی کا شدید دورہ پڑا۔ پھر وہ غشی کی حالت میں منہ کے بل گر گئے تو میں نے انہیں کافی دیر تک سہارا دیئے رکھا۔ پھر افاقہ ہوا تو فرمانے لگے: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف (اپنی شان کے لائق) نزول فرمائے گا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے۔ اور (عدالتِ الٰہی کی ہیبت سے) ہر ایک گروہ گھٹنوں کے بل گرا ہوا

ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے جن اشخاص کو بلایا جائے گا ان میں سے ایک وہ آدمی ہوگا جس نے قرآن پاک جمع کیا ہوگا (پڑھا اور پڑھایا ہوگا) دوسرا وہ جو اللہ کے راستہ میں قتل ہوا ہوگا۔ تیسرا بہت مال و دولت والا ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ قاری قرآن سے فرمائے گا: ''کیا میں نے تجھے وہ چیز (قرآن) نہیں سکھائی تھی جو میں نے اپنے رسول پر نازل فرمائی''؟ کہے گا: کیوں نہیں؟ اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تو تُو نے اپنے علم میں کیا عمل کیا''؟ عرض کرے گا، میں رات اور دن کے اوقات میں اس کو لئے کھڑا رہتا تھا (تلاوت کیا کرتا تھا) پس اللہ عزوجل اسے فرمائے گا: ''تو جھوٹ کہتا ہے'' اور فرشتے بھی اسے کہیں گے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: ''بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ کہا جائے'' فلاں قاری ہے'' اور بے شک یہ کہہ دیا گیا۔ (پھر) مال والے کو لایا جائے گا تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ''کیا میں نے تجھے اتنی کشادگی (مال) عطا نہیں کی تھی کہ تجھے کسی کا محتاج نہیں رہنے دیا تھا''؟ عرض کرے گا: ہاں بے شک عطا فرمائی تھی میرے رب۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تو جو کچھ میں نے تجھے عطا فرمایا تھا تو نے اس میں کیا عمل کیا''؟ عرض کرے گا: صِلہ رحمی (رشتے داروں پر خرچ) کیا کرتا تھا اور صدقہ کرتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تو جھوٹ بولتا ہے'' اور فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: ''بلکہ تیرا ارادہ یہ تھا کہ لوگ کہیں'' فلاں بڑا سخی ہے'' سو یہ (دنیا میں) کہہ دیا گیا'' اور (آخر میں) مقتول فی سبیل اللہ کو لایا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: ''تجھے کس لئے قتل کیا گیا''؟ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے تیرے رستہ میں جہاد کرنے کا حکم ملا تھا سو میں نے جہاد کیا حتی کہ قتل ہوگیا۔ تو اللہ پاک فرمائے گا: ''تو جھوٹ کہتا ہے'' اور فرشتے بھی کہیں گے'' تو جھوٹ بکتا ہے'' پھر اللہ فرمائے گا: ''بلکہ تیرا ارادہ تھا کہ کہا جائے'' فلاں بڑا بہادر ہے'' سو یہ کہہ دیا گیا'' پھر رسول اللہ ﷺ نے میرے گھٹنوں پر (ہاتھ) مارا اور فرمایا اے ابوہریرہ! اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے یہ تین وہ ہیں جن پر روز قیامت سب سے پہلے آگ بھڑکائی جائے گی (1)۔

ابو عثمان ولید نے کہا'' اور مجھے خبر دی عقبہ نے کہ شفی (راویوں میں سے ایک) وہ ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو انہیں اس حدیث کی خبر دی''۔ ابو عثمان نے کہا: اور مجھ سے بیان کیا علاء بن ابی حکیم نے کہ وہ امیر معاویہ کیلئے تلواریں بنایا کرتے تھے۔ کہا: پس داخل ہوا امیر معاویہ کے پاس ایک آدمی۔ اس نے ان کے سامنے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ روایت بیان کی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک ان (مذکورہ فی الحدیث) لوگوں کے ساتھ تو ایسا ہو کر رہے گا تو کیسا حال ہوگا ان لوگوں کا جو باقی ہیں؟ پھر امیر معاویہ اتنا شدید روئے کہ ہم نے خیال کرلیا کہ آپ فوت ہوجائیں گے۔ اور ہم کہنے لگے کہ یہ آدمی شرارت لے کر آیا ہے۔ پھر حضرت معاویہ کو افاقہ ہوا اور انہوں نے اپنے چہرے کو صاف کیا اور کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ

1۔ دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ دکھاوے کے نیک اعمال نہ صرف یہ کہ کوئی ثواب نہیں رکھتے بلکہ الٹا ان پر گناہ ہوتا ہے۔ اور مطلب یہ بھی نہیں کہ ان اعمال کو ترک کر دیا جائے بلکہ ان میں اخلاص اور للہیت پیدا کی جانی چاہیے۔ اگر کوئی شخص ریاکاری کے ارادہ سے نوافل پڑھ رہا ہو تو اس کو منع نہیں کیا جانا چاہیے۔ ممکن ہے کسی وقت اسے اخلاص کی توفیق مل جائے۔ اللہ کریم ہمیں نیک نیتی سے اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ (مترجم)

زِينَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۔ (ھود:۱۵۔۱۶) ''جو لوگ دنیوی زندگی اور اس کی زیب وزینت ہی چاہتے ہیں ہم انہیں ان کے اعمال کا بدلہ اسی (دنیا) میں دے دیں گے اور وہ اس میں کم نہیں دیئے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور بیکار ہو جائیں گے ان کے کام اور باطل ہوں گے ان کے اعمال''۔ اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا اس طرح کہ اس میں صرف ایک یا دو حروف کا اختلاف ہے۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا، یا رسول اللہ (ﷺ) جہاد اور (کفار کے خلاف) لڑائی کے بارے میں مجھے کچھ ارشاد فرمایئے۔ تو سید دو عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے عبد اللہ بن عمرو! اگر تم صبر کے ساتھ طالبِ ثواب ہو کر قتال کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں (یوم قیامت) صبر کرنے والا اور ثواب طلب کرنے والا ہی اٹھائے گا اور اگر تم یہ جہاد و قتال، ریا کاری اور کثرتِ (مال) کے ارادے سے کرو گے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہیں (تمہاری نیت کے مطابق) ریا کار اور کثرتِ (مال) کا طالب ہی بنا کر اٹھائے گا (تمہیں کوئی ثواب نہیں ملے گا)۔ اے عبد اللہ بن عمرو! جس حال پر بھی تم قتال کرو گے یا قتل ہو گے، اللہ تعالیٰ اسی حال میں تمہیں اٹھائے گا۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول ﷺ نے فرمایا: ''اس اُمت (مسلمہ) کو عزت، دین، رفعت اور زمین میں غلبہ کی خوشخبری دے دو۔ پس ان میں سے جو کوئی آخرت کا (نیک) عمل (محض) دنیا کے لئے کرے گا۔ اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ روایت کیا اس کو احمد، ابن حبان نے (اپنی صحیح میں)، حاکم اور بیہقی نے، حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ بیہقی شریف کی ایک روایت میں یوں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کو آسانی، عزت، رفعت، دین، شہروں میں غلبہ اور نُصرتِ (الٰہی) کی خوشخبری دے دو۔ پس ان میں سے جو کوئی آخرت کا عمل دنیا کے لئے کرے گا۔ اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ (ﷺ) میں کھڑا ہوتا ہوں (عبادت وغیرہ کے لئے) ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ میری جائے قیام کو دیکھ لیا جائے (لوگ دیکھیں) تو نبی کریم ﷺ نے اس پر رد نہیں فرمایا، یہاں تک کہ یہ آیت قرآنی نازل ہوئی: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۔ (الکھف:110) ''تو جو کوئی امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملاقات کی تو اسے چاہیے کہ نیک اعمال بجالائے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے''۔ اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ مسلم و بخاری کی شرائط پر صحیح ہے۔ اور بیہقی نے اپنے طریقہ سے روایت کیا۔ پھر فرمایا، اسے عبدان نے ابن مبارک سے روایت کیا۔ پس انہوں نے اس کو مرسل روایت کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس میں ذکر نہیں کیا۔

حدیث: اور حضرت ابی ہند داری سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی سرور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص دکھانے

اور سنانے والا بنا کر اٹھایا جائے گا (اس کی ریاء وسمعہ سب کو معلوم ہو جائیگی۔ کس قدر رسوائی ہوگی؟)''۔ امام احمد نے اسناد جید کے ساتھ اسے روایت کیا۔ بیہقی اور طبرانی نے بھی روایت کیا اور طبرانی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ: (ابی ہند داری نے) رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''مَنْ رَّايَا بِاللّٰهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللّٰهِ''جس نے اللہ کے ساتھ اس کی عبادت میں کسی غیر اللہ کیلئے ریا کاری سے کام لیا تو بیشک اللہ تعالیٰ سے وہ الگ ہو گیا۔ (اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ جس نے اپنے (نیک) عمل کی لوگوں میں تشہیر کی ''سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ سَامِعَ خَلْقِهِ وَصَغَّرَهٗ وَحَقَّرَهٗ'' اللہ تعالیٰ اس کو اپنی مخلوق میں (بطور ریاکار) مشہور کر دے گا۔ اور اسے پست وحقیر کر دے گا۔ اسے طبرانی نے کبیر میں کئی اسناد سے روایت کیا جن میں ایک صحیح ہے۔ بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، جس نے (اپنے عمل کی) تشہیر کی۔ اللہ تعالیٰ (بطور ریاکار) اس کی تشہیر کریگا۔ ''وَمَنْ يُّرَاءِ يُرَاءِ اللّٰهُ بِهٖ'' اور جس نے ریاکاری کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو (ریاکار) ظاہر کر دے گا۔ بخاری ومسلم

حدیث: اور عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں:'' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، ''جس شخص نے ریاکاری کے طور پر کوئی عمل کیا۔ اللہ اس کی ریاکاری ظاہر کرے گا اور جس نے سنانے کیلئے کوئی کام کیا، اللہ اس کو مشہور کرے گا''۔ طبرانی باسنادِ حسن۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا بندہ نہیں جو دکھانے اور سنانے کیلئے کوئی عمل کرے مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مخلوق کے سامنے اس (کے دکھاوے وسناوے) کو مشہور کر دے گا(1)۔ طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں:'' جس شخص نے دنیا کے اندر کسی عمل میں ریاکاری سے کام لیا وَكَّلَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ هَلْ يُغْنِيْكَ قیامت کے دن اللہ وہ عمل اسی کے سپرد کر دے گا (رد کر دے گا) اور فرمائے گا دیکھ، تجھے اس عمل نے کوئی فائدہ دیا؟ بیہقی نے اسے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں:'' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے آخرت کے (کسی نیک) عمل کے ذریعہ (دنیوی) زینت حاصل کی اور حال یہ ہے کہ وہ شخص اس (آخرت کے ثواب) کا ارادہ نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کو طلب کرتا ہے۔ ''لُعِنَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' آسمانوں اور زمین میں اس پر لعنت کی جاتی ہے (اسے دونوں جہانوں میں رحمتِ خداوندی سے دور کر دیا جاتا ہے)''۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

1۔ مذکورہ بالا احادیث میں '' ریاء'' بمعنی دکھاوا کرنا اور ''سمعہ'' بمعنی سنانا استعمال ہوئے ہیں۔ مقصد دونوں سے ریاکاری ہے۔ یعنی وہ اعمال صالحہ جن سے مقصود رضاء الٰہی نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانا ہے۔ جن پر ثواب کی بجائے گناہ مترتب ہوتا ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت جارود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس نے عملِ آخرت (عبادات وغیرہ) کے ذریعہ دنیا طلب کی۔ اس کا چہرہ بگاڑ دیا جائے گا۔ اس کا ذکر ختم کردیا جائے گا اور اس کا نام آگ (والوں کی فہرست) میں لکھ دیا جائے گا'' ۔طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو دنیا کو دین کے ذریعہ دھوکہ دیں گے، لوگوں کے سامنے بھیڑ کی کھالوں کا لباس پہنیں گے۔ نرمی کی وجہ سے ان کی زبانیں شہد سے زیادہ شیریں ہوں گی۔ اور ان کے دِل، بھیڑیوں کے دِل ہوں گے''۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ''کیا یہ لوگ مجھے دھوکہ دینا چاہتے ہیں یا مجھ پر دلیری کرتے ہیں؟ (ڈرتے نہیں؟) مجھے اپنی (قدرت کی) قسم، جو لوگ ان میں سے ہوں گے۔ میں ضرور ان پر فتنے بھیجوں گا (اور وہ فتنے ایسے ہوں گے کہ) جو بُردبار لوگوں کو بھی حیران کردیں گے''۔

اس حدیث کو ترمذی نے یحییٰ بن عبید کی روایت سے اس طرح روایت کیا کہ وہ کہتے ہیں: ''میں نے اپنے والد کو کہتے سنا اور وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا''۔ پھر یہ حدیث ذکر کی۔ اور اس کو ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی مختصراً روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: انہی (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی لوگوں کے ساتھ ان کی محبوب چیزوں (مال وغیرہ) کی وجہ سے دوستی کا اظہار کرے اور ان کی ناپسندیدہ چیزوں (دینی احکام پر عمل) کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا(1)۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: یہ بھی انہیں سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ ''جب الحزن (غم کا کنواں) سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ (ﷺ) یہ جب الحزن کیا ہے''؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی ہر روز سو سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے''۔ عرض کیا گیا: ''اس میں کون لوگ داخل ہوں گے''؟ ارشاد فرمایا: ''اَلْقُرَّاءُ الْمُرَاءُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ، وہ قراء، (وحفاظ اور علماء) جو اپنے اعمال میں ریاکار ہوں گے''۔ ترمذی و ابن ماجہ۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ ابن ماجہ کے الفاظ اس طرح ہیں۔ (سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا) ''جُبُّ الْحُزْنِ'' سے پناہ مانگو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ (ﷺ)! جُبُّ الحُزن کیا ہے؟ ارشاد ہوا: وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ تَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ اَرْبَعِمِائَةِ مَرَّةٍ۔ ''جہنم کے اندر ایک وادی کا نام ہے جس سے جہنم ہر روز چار سو دفعہ پناہ مانگتی ہے''۔ عرض کیا گیا ''یارسول اللہ ﷺ! اس میں کون لوگ داخل ہوں گے''؟ فرمایا: اُعِدَّ لِلْقُرَّاءِ الْمُرَائِيْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّاءِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَاءَ۔ ''یہ (وادی) ان قاریوں کے لئے بنائی گئی ہے جو اپنے اعمال میں

1۔ یعنی لوگوں سے ان کے مال و مرتبہ کی وجہ سے اظہارِ محبت کرے اور میل جول رکھے۔ مگر جن احکامِ الٰہی پر وہ لوگ عمل نہیں کرتے۔ انہیں عمل کی ترغیب نہ دے اور نہ ہی نہ کرے، اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ (اللہ کی پناہ)۔ (مترجم)

ریا کاری کرتے ہیں۔اور قاریوں میں اللہ کے نزدیک مبغوض ترین وہ ہیں جو امیروں سے میل ملاپ رکھتے ہیں''۔اور بعض نسخوں میں یہ الفاظ ہیں کہ ''مبغوض ترین اللہ کے نزدیک وہ قاری ہیں جو ظالم امیروں سے میل جول رکھتے ہیں''۔طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا، اس (جُبُّ الحزن) میں دھو کے باز ڈالے جائیں گے۔عرض کیا گیا ''اے اللہ کے رسول ﷺ! دھو کے بازوں سے کیا مراد ہے''؟ فرمایا: ''دنیا میں اپنے اعمال میں ریا کاری کرنے والے لوگ''۔

حدیث: یہی (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کی۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک جہنم میں ایک وادی ہے کہ اس وادی سے جہنم بھی روزانہ چار سو دفعہ پناہ مانگتی ہے۔اور یہ حضرت محمد ﷺ کے امت کے ان ریا کاروں کے لئے بنائی گئی ہے جو کتاب اللہ کے حامل ہیں (حفاظ، قراء، علماء) ذاتِ خدا کے علاوہ میں خیرات کرنے والے ہیں(1)، بیت اللہ کے حج کو جانے والے اور فی سبیل اللہ (جہاد کے لئے) نکلنے والے ہیں''۔حافظ نے کہا، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کا مرفوع ہونا غریب ہے۔ شاید موقوف ہو۔واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَحْسَنَ الصَّلٰوۃَ حَیْثُ یَرَاہُ النَّاسُ وَاَسَاءَ ھَا حَیْثُ یَخْلُوْا فَتِلْکَ اِسْتِھَانَۃٌ اِسْتَھَانَ بِھَا رَبَّہٗ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی۔ ''وہ آدمی جس نے نماز خوب ٹھیک طرح ادا کی جبکہ لوگ اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور بُرے طریقہ سے ادا کی (کاہلی و سستی کے ساتھ) جبکہ وہ اکیلا ہوا۔تو یہ مسخرہ پن ہے۔ایسے شخص نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اس طریقہ سے مسخری کی''۔اسے عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔

حدیث: شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا ''فَقَدْ اَشْرَکَ''۔ ''بے شک اس نے شرک کیا''۔جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی، بے شک اس نے شرک کا ارتکاب کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ کیا اور اس نے بھی بلاشک شرک کیا''۔بیہقی نے عبدالمجید بن بہرم عن شہر بن حوشب کے طریقے سے روایت کیا۔

حدیث: رُبیح بن عبدالرحمٰن بن ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں:۔ہم مسیح دجال کے بارے میں آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ جناب رسولِ خدا ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو میرے نزدیک مسیح دَجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے''؟ تو ہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائیے''۔فرمایا: ''وہ ہے شرکِ خفی، (پوشیدہ)۔اس طرح کہ آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوا اور جب لوگ دیکھ

1۔ یعنی خیرات وصدقات دیتے وقت رضاء الٰہی مقصود نہیں ہوتی۔بلکہ خدا کے سوا دوسروں کو راضی کرنے کے لئے اعمال کرتے ہیں اور یہی ریا کاری ہے۔ (مترجم)

رہے ہوں تو خوب ٹھیک اور اچھی طرح نماز پڑھے (اور تنہا ہو تو سستی کرے)۔ ابن ماجہ وبیہقی۔ (نیز اسی مضمون کی ایک حدیث محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں آئے تو حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی قبرِ انور کے پاس روتے ہوئے پایا۔ پوچھا: ''تمہیں کس چیز نے رُلایا ہے''؟ معاذ نے عرض کیا: ''ایک حدیث نے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی''۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اَلْیَسِیْرُ مِنَ الرِّیَاءِ شِرْکٌ'' ذرہ سی ریا کاری بھی شرک ہے۔ اور جس نے اولیاء اللہ سے عداوت رکھی بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو لڑائی کا چیلنج دیا۔

بے شک اللہ تعالیٰ نیکوکاروں، پرہیزگاروں اور ریا کاری سے بچنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر غائب ہوں تو گم نہیں ہوتے اور اگر موجود ہوں تو پہچانے نہیں جاتے۔ ان کے دل چراغہائے ہدایت ہیں۔ نکل جاتے ہیں ہر قسم کے گردوغبار (گناہ) اور (جہالت کی) تاریکی سے۔ (اللہ ان کی حفاظت فرماتا ہے)۔ ابن ماجہ، حاکم، بیہقی (اپنی کتاب الزہد میں) وغیرہ نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں ہے۔

حدیث: محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جن چیزوں کا میں تم پر (اے مسلمانو!) خوف رکھتا ہوں۔ ان میں سے سب سے زیادہ خوفناک شرکِ اصغر ہے''۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ریا کاری'' اللہ عزوجل لوگوں کو جب ان کے اعمال کا بدلہ دے گا (قیامت کے دن) تو (ریاکاروں کو) فرمائیگا: اِذْهَبُوْا اِلَى الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تُرَاءُوْنَ فِی الدُّنْیَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَآءً، چلو اُن لوگوں کے پاس، جن کو دنیا میں تم اپنے اعمال دکھاتے تھے (انہیں خوش کرنے کے لئے نیک کام کرتے تھے) پس دیکھو، کیا ان کے پاس تم کوئی بدلہ پاتے ہو؟

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ابن ابی الدنیا و بیہقی (اپنی کتاب الزہد میں) وغیرہ نے بھی روایت کیا۔

حدیث: ابو سعید بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت، جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا: ایک پکار کرنے والا پکارے گا: جس نے اپنے (نیک) عمل میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کیا پس وہ اسی (شریک) سے اپنے عمل کا ثواب مانگے۔ اللہ تو تمام شریکوں سے بے پرواہ ہے''۔

اسے ترمذی (جامع ترمذی باب التفسیر)، ابن ماجہ، ابن حبان (اپنی صحیح میں) اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسولِ برحق ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے: مَیں سب شریکوں کے شرک سے بے پرواہ ہوں۔ جس نے کوئی عمل میرے لئے کیا اور اس میں میرے کسی غیر کو شریک کیا'' فَاَنَا مِنْهُ بَرِیْءٌ وَّ هُوَ لِلَّذِیْ اَشْرَكَ '' تو میں اس سے بری ہوں۔ وہ عمل اسی (شریک) کے لئے ہے۔

اسے ابن ماجہ (الفاظ انہیں کے ہیں) ابن خزیمہ (اپنی صحیح میں) اور بیہقی نے روایت کیا۔ ابن ماجہ کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: شہر بن حوشب، عبدالرحمٰن بن غنم (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ''جب میں جابیہ (ملک شام میں ایک شہر کا نام) کی مسجد میں داخل ہوا۔ ہم نے وہاں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو پایا۔ انہوں نے میرے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ اور ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ پکڑ لیا۔ پھر وہ ہمارے درمیان چلتے ہوئے نکلے۔ ہم گفتگو کر رہے تھے۔ ہماری گفتگو کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اگر تم دونوں میں سے ایک کی یا دونوں کی عمر لمبی ہوئی تو تم ضرور حضرت محمد ﷺ کی زبان پر نازل شدہ قرآن پڑھنے والے مسلمانوں کے درمیان ایک شخص کو دیکھو گے کہ وہ بار بار اس کو پڑھے گا ہمیشہ پڑھتا رہے گا۔ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھے گا۔ قرآن کی منزلیں پڑھے گا۔ (اس کے باوجود) وہ ایسے ہی رہے گا جیسے مردہ گدھے کا سر ہو۔ (جس پر کتابیں لاددی گئی ہوں ان کتابوں سے اس گدھے کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا) راوی کہتے ہیں کہ ہم یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ شداد بن اوس اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہما آ گئے اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ شَدّاد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے لوگو! جن چیزوں کا میں تم پر خوف رکھتا ہوں ان میں زیادہ خوفناک وہ ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنی اور وہ ہے۔ ''چھپی ہوئی شہوت اور شرک'' عُبادہ بن صامت اور ابودَرداء رضی اللہ عنہما نے کہا: یا اللہ معافی۔ کیا رسول اللہ ﷺ یہ نہیں فرمایا کرتے تھے کہ شیطان جزیرۃ العرب میں اپنی عبادت کروانے سے مایوس و ناامید ہو چکا؟ (اب یہاں شرک نہیں ہوگا) باقی رہی شہوتِ خفیہ، تو اس کو ہم جانتے ہیں کہ یہ دنیا میں عورتوں کی خواہش و چاہت ہے۔ تو یہ کون سا شرک ہے جس سے آپ ہمیں خوف دلا رہے ہیں؟ حضرت شَداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری کیا رائے ہے ایسے آدمی کے بارے یں جو نماز پڑھے تو کسی انسان کے لئے۔ روزہ رکھے تو کسی انسان کے لئے اور صدقہ کرے تو وہ بھی کسی انسان کے لئے، تو کیا اس نے شرک کیا؟ (یا نہیں؟) اس وقت عوف بن مالک بولے تو کیا اللہ تعالیٰ توجہ نہیں فرماتا ایسے پورے عمل کی طرف، جس میں اس کی رضا مطلوب نہ ہو اور صرف اسے ہی قبول فرماتا ہے جو خالص اسی کے لئے کیا گیا ہو؟ اب شَداد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: بلاشبہ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''جسے میرے ساتھ شریک کیا جاتا ہے میں اس سے بہتر ہوں (میرا کوئی شریک نہیں)، مَنْ اَشْرَكَ بِیْ شَیْئًا فَاِنَّ جَسَدَهٗ وَعَمَلَهٗ وَقَلِیْلَهٗ وَ كَثِیْرَهٗ لِشَرِیْكِهِ الَّذِیْ اَشْرَكَ بِهٖ اَمَاعَنَهٗ غَنِیٌّ ''جس نے میرے ساتھ کسی کو شریک کیا تو بے شک اس کا جسم، عمل، تھوڑا یا زیادہ سب اس شریک ہی کے لئے ہے جسے اس نے شریک کیا۔ مَیں تو بے نیاز ہوں''۔

اسے احمد نے روایت کیا اور بیہقی نے بھی روایت کیا اور ان کے الفاظ عبدالرحمٰن بن غُنم سے اس طرح ہیں۔ کہ یہ عبدالرحمٰن دمشق کی مسجد میں چند اصحابِ رسول ورضی اللہ عنہم کے ساتھ موجود تھے جن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو عبدالرحمٰن فرمانے لگے: ''اے لوگو! تمہارے اوپر جس چیز کا مَیں سب سے زیادہ خوف رکھتا ہوں وہ شرک خفی ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بولے: اللہ معاف کرے۔ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔ جب آپ ﷺ نے ہمیں

رخصت فرمایا تو ارشاد فرمایا: بے شک شیطان تمہارے اس جزیرہ (عرب) میں اپنی عبادت سے مایوس ہو چکا ہے۔ لیکن جب تم اپنے اعمال کو (ریا کاری سے) حقیر کرو گے تو اس کی پیروی ہوگی اور بے شک وہ اس سے راضی ہوگا۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے معاذ رضی اللہ عنک! مَیں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ "جس نے ریاء کے طور پر روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کاری کے لئے صدقہ کیا اس نے بھی شرک کیا"۔ اس کے بعد حدیث ذکر کی جس کی اسناد قوی نہیں ہیں۔ اور احمد و حاکم نے بھی عبدالواحد بن زید عن عبادہ بن نسی سے روایت بیان کی کہ عبادہ بن نسی کہتے ہیں: مَیں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے نماز کے کمرہ میں حاضر ہوا دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنک! کس چیز نے آپ کو رُلایا ہے؟ جواب دیا: اس حدیث نے مجھے رلایا ہے جو میں نے رسولِ خدا ﷺ سے سنی تھی۔ مَیں نے کہا۔ وہ کیا ہے؟ کہا: ایک مرتبہ میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کے چہرہ انور پر کچھ اثرات دیکھے جن سے مجھے دکھ ہوا تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ یہ میں جناب کے چہرہ پاک پر کیا دیکھ رہا ہوں؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: یہ اس خوف کے اثرات ہیں جو میں اپنی اُمت پر کھاتا ہوں۔ یعنی شہوتِ خفیہ اور شرک۔ میں نے عرض کیا: کیا آپ کی امت آپ کے بعد مبتلائے شرک ہو جائے گی؟ فرمایا: اے شداد! بے شک وہ لوگ سورج، بت اور کسی پتھر کی پوجا نہیں کریں گے بلکہ اپنے اعمال لوگوں کو دکھاتے پھریں گے۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ دِکھاوا شرک ہے؟ فرمایا: "ہاں"۔ عرض کیا: تو شہوتِ خفیہ کیا ہے؟ فرمایا: "ان میں سے کچھ لوگ صبح تو روزہ کی حالت میں کریں گے۔ بعد ازیں خواہشاتِ دنیا میں سے کوئی خواہش لاحق ہوگی تو روزہ چھوڑ (یا توڑ) دیں گے۔ حاکم نے بیان کیا۔ یہ اس کے الفاظ صحیح الاسناد ہیں۔

حافظ عبدالعظیم (صاحب کتاب) کہتے ہیں کہ حاکم کا اس روایت کو صحیح الاسناد کہنا درست نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی عبدالواحد بن زید زاہد متروک ہیں۔ اس کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا کہ رواد بن الجراح نے روایت کی۔ عامر بن عبداللہ سے انہوں نے حسن بن ذکوان سے انہوں نے عبادہ بن نسی سے اور انہوں نے حضرت شداد سے کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس چیز کا مَیں اپنی امت پر خوف رکھتا ہوں اس میں زیادہ خوفناک، اللہ کے ساتھ شرک ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ لوگ سورج، چاند یا بتوں کو پوجیں گے بلکہ غیر اللہ (کو خوش کرنے کے لئے نہ کہ اللہ کی رضا) کے لئے عمل کریں گے۔ اور شہوتِ خفیہ کی پیروی کریں گے: اس روایت میں عامر بن عبداللہ غیر معروف راوی ہیں۔ اور رواد بن الجراح کے متعلق ابھی ان شاء اللہ بیان آئے گا۔ بیہقی نے یعلیٰ بن شداد سے روایت کی انہوں نے اپنے باپ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں ریا کاری کو شرکِ اصغر شمار کرتے تھے۔

حدیث: قاسم بن مخیمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ عَمَلًا فِیْهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ رِیَاءٍ، "اللہ تعالیٰ ایسے عمل کو قبول نہیں فرماتا جس میں رائی کے دانے برابر بھی ریاء ہو" اسے ابنِ جریر طبری نے مرسلاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، رسول خدا ﷺ نے فرمایا: "لوگوں میں سے کچھ کو قیامت کے دن جنت کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا۔ جب وہ جنت کے قریب ہوں گے اس کی خوشبو سونگھیں گے اس کے محلات کو دیکھیں گے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنت کے لئے تیار فرما رکھا ہے اسے ملاحظہ کرلیں گے تو آواز دی جائے گی انہیں جنت سے واپس پھیر دیا جائے۔ ان کے لئے اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ تو وہ ایسی حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے کہ اس طرح پہلے کوئی واپس نہ ہوا ہوگا۔ تو کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! اپنا ثواب اور جو تو نے اپنے دوستوں کے لئے نعمتیں تیار فرمائی ہیں۔ یہ سب دکھانے سے پہلے ہی اگر ہمیں تو جہنم میں داخل کردیتا تو ہمارے لئے بہت آسان ہوتا۔ اللہ پاک فرمائے گا: میں نے تمہارے ساتھ یہی کرنا چاہا تھا (جس طرح کیا ہے) تم ہی وہ لوگ ہو کہ جب تنہا ہوتے تھے تو ارتکابِ کبائر سے مجھے چیلنج کرتے تھے۔ اور جب لوگوں سے ملتے تو بڑے نیک پاک بن کر ملتے تھے۔ اپنے دلوں سے میرے مطیع نہ ہوئے بلکہ اس کے برخلاف لوگوں کے سامنے ریاکاری کرتے رہے۔ لوگوں سے خوف کیا مگر مجھ سے نہیں ڈرے۔ لوگوں کو عظیم جانا مگر میری تعظیم نہ کی اور تم نے لوگوں کے لئے (ترکہ وغیرہ بہت کچھ) چھوڑا اور میرے (راستہ میں دینے) کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ آج تو میں تمہیں ثواب سے محرومی کے ساتھ ساتھ عذاب کی تکلیف بھی چکھاؤں گا"۔ اسے طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ ابودرداء رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْاِتِّقَاءَ عَلَی الْعَمَلِ اَشَدُّ مِنَ الْعَمَلِ، عمل پر تقویٰ اختیار کرنا (عمل کر کے اسے ریاکاری سے بچانا) عمل کرنے سے زیادہ مشکل ہے اور بے شک کوئی آدمی عمل کرتا ہے تو اس کے لئے ایسا عمل صالح لکھ دیا جاتا ہے جو تنہائی میں کیا گیا ہوتا ہے۔ اس کا اجر ستر گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ پس شیطان اس کے ساتھ لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ آدمی اس عمل کا ذکر لوگوں سے کرنے لگتا ہے اور اسے ظاہر کردیتا ہے۔ تو اب اس کے لئے یہ عمل (مخفی کی بجائے) علانیہ لکھ دیا جاتا ہے اور اس میں سے ستر گنا اضافہ مٹا دیا جاتا ہے۔ شیطان پھر اس کے ساتھ ہی لگا رہتا ہے (اور اسے اکساتا رہتا ہے) حتیٰ کہ وہ آدمی اس عمل کو دوسری مرتبہ لوگوں کے سامنے ذکر کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ بھی اس کا تذکرہ کریں اور اس کی تعریف کی جائے تو وہ علانیہ سے بھی مٹا دیا جاتا ہے(1)۔ (وہ عمل، عمل ہی نہیں رہتا بلکہ) اسے ریاکاری لکھ دیا جاتا ہے۔ تو اللہ سے (حقیقت میں) وہی شخص ڈرا جس نے اپنے دین کو بچالیا (ریاکاری سے بچ گیا) "وَاِنَّ الرِّیَاءَ شِرْكٌ" اور بے شک ریاکاری شرکِ (اصغر) ہے۔ اسے بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آخر زمانے میں

1۔ مطلب یہ ہوا کہ جب تک آدمی اپنے عمل میں ریاکاری کو داخل نہیں ہونے دیتا تب تک اس عمل کو ستر گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ لیکن جب وہ دنیا کے سامنے ذکر کر کے ریاء کا مرتکب ہوتا ہے تو یہ اضافہ ختم کر کے عمل ایسا کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس نے تنہائی میں نہیں بلکہ علانیہ لوگوں کے سامنے کیا ہو۔ پھر دوسری مرتبہ ذکر کرنے سے تو وہ بالکل ہی ریاکاری بن جاتا ہے۔ (مترجم)

میری امت کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ خالصۃً اللہ کی عبادت کرے گا۔ ایک ریاءً اللہ کی عبادت کرے گا اور ایک گروہ اس لئے اللہ کی عبادت کرے گا کہ اس کے ذریعہ لوگوں کے اموال بٹورے۔ پس جب اللہ تعالیٰ ان کو روزِ قیامت جمع کرے گا تو لوگوں کے اموال بٹورنے والے سے فرمائے گا: ''مجھے میری عزت وجلال قسم (بتا) تُو میری عبادت سے کیا چاہتا تھا؟ عرض کرے گا: اے اللہ! تیری عزت وجلال کی قسم مَیں لوگوں کا مال ہی کھانا چاہتا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے تیری پُونجی نے کچھ کام نہ دیا۔ (اے فرشتو!) اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔ پھر ریاءً عبادت کرنے والے سے فرمائے گا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم، تُو میری عبادت سے کیا چاہتا تھا؟ کہے گا: تیری عزت وجلال کی قسم! مَیں صرف لوگوں کے سامنے دکھاوا کرنا چاہتا تھا۔ اللہ فرمائے گا: لَمْ تَصْعَدْ اِلَیَّ مِنْهُ شَیءٌ اِنْطَلِقُوا بِهٖ اِلَی النَّارِ۔ مجھے تیری طرف سے کچھ نہیں پہنچا۔ لے جاؤ اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر اخلاص کے ساتھ عبادت گذار سے اللہ پاک فرمائے گا: مجھے میری عزت وجلال کی قسم، میری عبادت سے تیرا کیا ارادہ تھا؟ عرض کرے گا: (اے پروردگار!) تو مجھ سے بہتر جانتا ہے جو میں نے ارادہ کیا۔ اَرَدْتُ بِهٖ ذِکْرَكَ وَوَجْهَكَ، قَالَ صَدَقَ عَبْدِیْ اِنْطَلِقُوْابِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ، میں تیری عبادت سے تیرا ذکر اور تیری خوشنودی چاہتا تھا۔ اللہ فرمائے گا: ''میرے بندے نے سچ کہا۔ اسے جنت میں لے جا کر داخل کردو''۔

اسے طبرانی نے اوسط میں عُبَید بن اسحاق عطار کی روایت سے ذکر کیا۔ اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔ بیہقی نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے غلام سے روایت کیا اور اس کا نام نہیں ذکر کیا۔ وہ کہتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر مختصراً حدیث ذکر کی۔

حدیث: حضرتِ مُعاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی آدمی نے کہا: مجھے کوئی حدیث سنایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ راوی کا کہنا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رونے لگے حتی کہ مجھے لگا یہ اب خاموش نہیں ہوں گے۔ پھر آپ خاموش ہوئے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا: ''آپ مجھے فرما رہے تھے: ''اے معاذ! میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں حاضر ہوں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: مَیں تمہیں ایک ایسی بات بتانے والا ہوں کہ تم یاد رکھو گے تو تمہیں نفع دے گی۔ اور تم نے اسے ضائع کر دیا اور یاد نہ رکھا تو روزِ قیامت اللہ کے نزدیک تمہاری حُجت منقطع ہو جائے گی (کوئی عذر نہ پیش کر سکو گے) اے معاذ! اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق سے پہلے سات فرشتوں کو پیدا فرمایا: پھر آسمانوں کو پیدا کیا۔ تو ساتوں آسمانوں میں سے ہر ایک پر ایک ایک فرشتے کو دربان مقرر کیا۔ بلاشبہ انہیں (اپنی) عظمت سے ڈھانپ لیا۔ پس کاتبینِ اعمال فرشتے کسی بندے کے صبح سے شام تک کے اعمال لے کر چڑھتے ہیں، سورج کی روشنی کی طرح ان اعمال کی روشنی ہوتی ہے یہاں تک کہ آسمانِ دنیا (پہلا آسمان) پر پہنچتے ہیں۔ اس عمل کا ذکر کرتے ہیں۔ اور کثرت سے کرتے ہین۔ تو دربان ان کاتبینِ اعمال سے کہتا ہے: اِضْرِبُوْابِهٰذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِه۔ اس عمل کو اس عمل والے کے منہ پر دے مارو۔ میں غیبت (کرنے والے کو سزا دینے) والا فرشتہ ہوں۔ میرے رب نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ لوگوں کی غیبت کرنے والے کے کسی عمل کو اپنے غیر کی طرف نہ جانے دوں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ عمل لکھنے والے

فرشتے بندے کے نیک اعمال کو لے کر چلتے ہیں۔ پس اس کو پاک اور زیادہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسے لے کر دوسرے آسمان پر پہنچتے ہیں۔ تو دوسرے آسمان پر موکل فرشتہ ان سے کہتا ہے: ٹھہرو اور اس عمل کو صاحبِ عمل کے منہ پر دے مارو۔ بے شک وہ اس عمل کے ذریعے سامانِ دنیا حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہوا ہے کہ میں اس کے عمل کو اپنے غیر کی طرف متجاوز نہ ہونے دوں۔ یہ (بدقسمت) لوگوں کے سامنے ان کی مجالس میں اپنے عمل پر فخر کیا کرتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں: فرشتے بندے کا عمل لے کر چڑھتے ہیں حال یہ ہوتا ہے کہ نماز، روزہ اور صدقے کا نور پھوٹ رہا ہوتا ہے جو ملائکہ کو خوش کر دیتا ہے۔ پس تیسرے آسمان پر پہنچتے ہیں۔ اس آسمان پر دربان فرشتہ انہیں کہتا ہے۔ ٹھہرو اور اس عمل کو صاحبِ عمل کے منہ پر مارو۔ میں تکبر (کی سزا دینے) والا فرشتہ ہوں۔ میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کے عمل کو اپنے غیر کی طرف نہ جانے دوں۔ بے شک یہ لوگوں کی محافل میں ان کے سامنے تکبر کیا کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اور اعمال لکھنے والے فرشتے بندے کا عمل لے کر چڑھتے ہیں۔ درانحالیکہ وہ عمل چمکتا ہے جیسے چمکدار ستارہ چمکا کرتا ہے۔ اس سے تسبیح، نماز، حج اور عمرہ کی آواز آتی ہے۔ حتیٰ کہ آسمانِ چہارم پر پہنچتے ہیں۔ تو وہاں کا موکل فرشتہ انہیں کہتا ہے۔ ٹھہرو اور اسے اس کے صاحب کے منہ پر دے مارو۔ اس کے ظاہر و باطن پر مارو۔ میں عُجب (خودرائی) کا فرشتہ ہوں۔ مجھے میرے رب کا امر ہے کہ اس کے عمل کو اپنے غیر کی طرف نہ پہنچنے دوں۔ بے شک جب یہ نیک عمل کرتا تھا تو عمل میں عُجب کو داخل کرتا تھا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے بندے کے عمل کو لئے ہوئے چڑھتے ہیں یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچتے ہیں۔ وہ عمل ایسے ہوتا ہے جیسے پہلی رات کی دلہن (بجی سجائی) اپنے شوہر کی طرف جاتی ہے۔ پس اس آسمان کا موکل فرشتہ انہیں کہتا ہے: ٹھہرو اور اس عمل کو اس کے کرنے والے کے منہ پر دے مارو اور اس کے کندھے پر لاد دو۔ میں حسد (کرنے والے کو سزا دینے) والا فرشتہ ہوں۔ یہ علم سیکھنے والے لوگوں سے حسد کرتا تھا اور عمل ان جیسے کرتا تھا۔ بندوں میں سے جو صاحبِ فضل ہوتا یہ اس سے حسد کرتا اور اس میں عیب نکالتا تھا۔ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہوا ہے کہ مَیں اس کے عمل اپنے غیر کی طرف نہ جانے دوں۔ آپ نے فرمایا: اور عمل لکھنے والے فرشتے بندے کی نماز، زکوٰۃ، حج، عمرہ اور روزہ کے اعمال لے کر چڑھتے ہیں تو چھٹے آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس آسمان کا دربان فرشتہ انہیں کہتا ہے: ٹھہرو اور اس عمل کو صاحبِ عمل کے منہ پر دے مارو بے شک یہ اللہ کے مصیبت زدہ اور نقصان میں مبتلا بندوں میں سے کسی پر بالکل رحم نہیں کرتا تھا۔ بلکہ ان کی مصیبت پر خوش ہوتا تھا۔ مَیں فرشتہ رحمت ہوں میرے اللہ کا مجھے حکم ہے کہ اس کے کسی عمل کو اپنے غیر کی طرف نہ جانے دوں۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: بندہ کے روزہ، نماز، صدقہ، اجتہاد اور تقویٰ کے اعمال لے کر کاتبین فرشتے ساتویں آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ اس عمل کی آواز کڑک کی آواز کی طرح ہوتی ہے اور روشنی سورج کی روشنی کی طرح۔ تین ہزار فرشتے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ جب ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں تو اس آسمان کا نگران و دربان فرشتہ انہیں کہتا ہے: ٹھہر جاؤ اور اس عمل کو اس کے صاحب کے منہ پر مارو۔ اور دیگر اعضا پر بھی مارو۔ اس کے دل پر تالا لگا دو۔ میں اپنے رب تک اس کا ایسا کوئی عمل نہ جانے دوں گا جو اس نے میرے رب کی رضا کی خاطر نہ کیا ہوگا۔ اس عمل سے اس کی نیت اللہ کی رضا نہ تھی۔ بے شک اس نے اپنے عمل سے فقہاء کے نزدیک بلندیٔ مرتبہ، علماء کے

نزدیک شہرت اور شہروں میں تشہیر چاہی تھی۔ میرے رب کا مجھے یہی امر ہے کہ اس کے کسی عمل کو اپنے غیر کی طرف نہ جانے دوں۔ اور ہر عمل جو خالص اللہ کے لئے نہ ہو وہ ریاکاری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ریاکار کے عمل کو قبول نہیں فرماتا۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اعمال لکھنے والے فرشتے بندے کے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، عمرہ، حسن خلق، خاموشی اور ذکر اللہ تعالیٰ جیسے اعمال لے کر چڑھتے ہیں۔ اور اس عمل کے ساتھ ساتھ آسمانوں کے فرشتے چلتے ہیں یہاں تک کہ اللہ عزوجل تک تمام حجاب قطع کر کے اس کے سامنے جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور گواہی دیتے ہیں کہ یہ عملِ صالح ہے اور خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کیا ہوا ہے۔ آقا ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے: اَنْتُمُ الْحَفَظَةُ عَلٰى عَمَلِ عَبْدِىْ وَاَنَا الرَّقِيْبُ عَلٰى نَفْسِهٖ، اِنَّهٗ لَمْ يُرِدْنِىْ بِهٰذَا الْعَمَلِ وَاَرَادَبِهٖ غَيْرِىْ فَعَلَيْهِ لَعْنَتِىْ۔ تم میرے بندے کے اعمال لکھنے والے ہو اور مَیں اس کی جان سے زیادہ اس کے قریب ہوں۔ بے شک اس نے اس عمل سے میری رضا نہیں چاہی تھی۔ بلکہ میرے غیر کی خوشی طلب کی تھی۔ (ریاکاری کی تھی) پس اس پر میری لعنت ہے۔ تو سب ملائکہ کہتے ہیں: اس پر اے اللہ تیری لعنت اور ہماری لعنت ہے۔ سارے آسمان کہتے ہیں: اس پر اللہ کی لعنت اور ہماری لعنت اور اس پر ساتوں آسمانوں اور ان میں آباد مخلوق لعنت کرتی ہے۔

حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) آپ رسولِ خدا ﷺ ہیں اور میں مُعاذ ہوں (آپ تو ان عیوب سے بری ہیں۔ میں کیسے بچوں گا؟) نبی سرور ﷺ نے فرمایا: تم میری پیروی کرو اور اے معاذ! اگر تمہارے عمل میں کوئی کوتاہی ہوئی (تو معاف کر دی جائے گی) تم اپنے حاملینِ قرآن (علماء) بھائیوں میں عیب نکالنے سے اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ اپنے گناہ خود اٹھاؤ ان پر مت ڈالو۔ ان کی برائی کر کے اپنے نفس کی پاکیزگی نہ ظاہر کرو۔ ان پر اپنے آپ کو بلند مرتبہ نہ سمجھو۔ دنیوی عمل کو عملِ آخرت میں مت داخل کرو۔ (نیک اعمال کو دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ) اپنی مجلس میں تکبر نہ کرو کہ کہیں لوگ تمہارے سوءِ خلق سے ڈرنے لگیں۔ تمہارے پاس دو آدمی ہوں تو کسی ایک سے سرگوشی نہ کرو (دوسرے کے ذہن میں فکرِ بد پیدا ہو سکتی ہے) اور لوگوں پر اپنی عظمت ورعب مت جھاڑو ورنہ دنیا وآخرت کی خیر تم سے منقطع ہو جائے گی اور لوگوں کو منتشر نہ کرو ورنہ قیامت کے دن جہنم کے کُتے تمہیں جہنم کے اندر منتشر کر دیں گے۔ (تمہارے اعضاء کو نوچیں گے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا (اور بند بند کو آسانی سے چھڑا دینے والے) (نازعات:2)۔

اے معاذ! کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہیں؟ مَیں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر صدقے یہ کیا ہیں؟ فرمایا: جہنم میں کُتے ہیں جو گوشت اور ہڈی کو چھڑا دیں گے۔ عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر نثار، تو کون ہے جو ان خصلتوں کی طاقت رکھتا ہے اور کون ان سے نجات پا سکتا ہے؟ فرمایا: اے معاذ! جس پر اللہ تعالیٰ آسان کر دے یہ اس پر بہت ہی آسان ہے۔ راوی کہتے ہیں (اس کے بعد) تو میں نے حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اس حدیث میں جو کچھ مذکور ہے اس سے ڈرنا آپ کی کثرتِ تلاوت کی وجہ تھی۔

اسے ابن مبارک نے کتاب الزہد میں ایسے آدمی سے روایت کیا جس کا نام حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ کی طرف مذکور

نہیں(1)۔ ابن حبان (اپنی صحیح میں) اور حاکم وغیرہ نے بھی روایت کیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی مروی ہے۔خلاصہ کلام یہ کہ تمام طُرُق اور الفاظ میں موضوع ہونے کے آثار ظاہر ہیں۔

فصل

ریا کاری سے محفوظ رہنے کے لئے دعاء

حدیث: بنو کاہل کے ایک آدمی جن کا نام ابوعلی ہے، سے روایت ہے۔کہتے ہیں۔ہمیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔پس فرمایا۔لوگو!اس شرک (ریا کاری) سے بچو۔کیونکہ یہ چیونٹی کی آواز سے بھی زیادہ مخفی ہے۔تو عبداللہ بن حزن اور قیس بن مضارب کھڑے ہوکر کہنے لگے اللہ کی قسم جو کچھ تم نے کہا ہے۔تمہیں اس کی ضرور تخریج بتانی پڑے گی (تم نے یہ الفاظ کہاں سے لئے ہیں) یا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس (تمہاری شکایت لے کر) ضرور جائیں گے وہ ہمیں اذن ملاقات دیں یا نہ دیں۔(حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دبدبہ مشہور تھا) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (تمہیں ان کے پاس جانے کی ضرورت نہیں) بلکہ میں نے جو کچھ کہا ہے اس کی تخریج بتائے دیتا ہوں۔(وہ یہ ہے کہ) ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا۔تو ارشاد فرمایا: لوگو!اس شرک سے ڈرو کیونکہ یہ چیونٹی کی آواز سے بھی زیادہ مخفی ہے۔پس کسی کہنے والے نے جسے اللہ چاہتا تھا کہ کہے، کہا: یارسول اللہ ﷺ!ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں حالانکہ اس کی آواز چیونٹی کی آواز سے بھی زیادہ مخفی (چھپی ہوئی) ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: کہا کرو، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَیْئًا نَعْلَمُهٗ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهٗ۔اے ہمارے پروردگار!ہم تیری پناہ چاہتے ہیں کہ تیرے ساتھ کسی کو شریک کریں جسے ہم جانتے ہوں اور جسے ہم نہیں جانتے اس کے متعلق تجھ سے استغفار کرتے ہیں۔

اسے احمد وطبرانی نے روایت کیا۔اس کے راوی ابوعلی تک صحیح میں محتج بہ ہیں۔ابن حبان نے ابوعلی کی توثیق کی ہے۔اور میں (صاحب کتاب) نے اس پر کسی کو جرح کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ابویعلی نے بھی حضرت حذیفہ کی حدیث سے اسی طرح کی روایت کی ہے مگر اس میں یہ بھی ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا تم یہ کلمات دن میں تین مرتبہ کہا کرو،،۔

1۔یعنی حضرتِ معاذ رضی اللہ عنہ سے کس راوی نے یہ حدیث سن کر آگے روایت کی ہے، اس کا نام مذکور نہیں ہے۔(مترجم)

خلاصۃ الباب

ہر وہ عمل جو خالص رضائے خداوندی کے لئے کیا جائے۔چاہے کتنا بھی چھوٹا کیوں نہ ہو۔اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت قدر و قیمت رکھتا ہے اور اس پر بہت زیادہ ثواب عطا فرمایا جاتا ہے۔حتیٰ کہ ایک نیکی جو خالصتہً لوجہ اللہ کی گئی سات سو گنا تک ثواب رکھتی ہے۔

اور وہ نیک کام جس میں ریاء، سمعہ، فخر، غرور، تکبر، خودرائی اور خودستائی مدنظر ہو، چاہے کتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو، مردودِ بارگاہِ الٰہی ہے۔ثواب کی بجائے لعنت وعذاب کا باعث ہوتا ہے۔حتیٰ کی نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صدقہ خیرات عمرہ اور دیگر اعمال صالحہ بھی مقبول نہیں ہونے۔جیسا کہ آپ نے احادیث میں پڑھ لیا۔

بدقسمتی سے آج کے دور میں عوام تو عوام علماء وصلحاء بھی اس معصیت میں مبتلا ہیں۔اللہ کریم اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ہماری حفاظت فرمائے۔آمین، مترجم۔

ترغیب

کتاب وسنت کی پیروی(1)

حدیث: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وعظ فرمایا جسے سن کر دل ڈر گئے اور آنکھیں بہنے لگیں۔پس ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) لگتا ہے یہ رخصتی وعظ ہے ہمیں (کچھ اور) وصیت فرمائیے۔سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہیں اللہ سے ڈرنے (اپنے امیر کا حکم) سننے اور (اسکی) اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ تمہارے اوپر کوئی غلام امیر بن جائے۔اور بے شک تم میں سے جو (میرے بعد) زندہ رہے گا۔وہ بہت اختلافات دیکھے گا۔ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، (اس وقت) تم لازم پکڑنا میری سنت کو اور میرے خلفاء کی سنت کو جوراہ راست پر چلنے والے ہدایت یافتہ ہوں گے۔اس پر مضبوطی سے قائم ہو جانا۔اور نئی نئی باتوں کو پیدا کرنے سے بچنا اور بے شک ہر بدعت (نئی چیز) گمراہی ہے(2)۔ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، اور ابن حبان (اپنی صحیح میں) نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

1۔کتاب وسنت (قرآن وحدیث) کی اتباع وپیروی کے متعلق چند ایک ارشادات ربانی ملاحظہ ہوں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (نساء:59)

ترجمہ: اے اہل ایمان! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی اور ان حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی معاملہ میں تو اسے اللہ اور رسول اللہ کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو۔یہی (تمہارے لئے) بہتر ہے اور اسی کا انجام بہت اچھا ہے۔

يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (انفال:1)

ترجمہ: (اے حبیب محترم ﷺ) لوگ آپ سے غنیمتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔آپ ارشاد فرمادیجئے کہ غنیمتیں اللہ اور رسول کی ہیں۔پس ڈرتے رہو اللہ سے اور اپنے معاملات کی اصلاح کرلو۔اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت وفرماں برداری کرو اگر تم ایماندار ہو۔

اسی سورۃ میں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ (انفال:21-20)

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی اور نہ رُوگردانی کرو اس سے حالانکہ تم سُن رہے ہو۔اور ان لوگوں (یہود و نصاریٰ) کی طرح نہ بن جانا جنھوں نے کہا کہ ہم نے سُن لیا حالانکہ وہ نہیں سُنتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد:33)

ترجمہ: اے ایماندارو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ (ﷺ) کی اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔

2۔ بدعت کے لغوی معنیٰ ''نئی چیز'' کے ہیں۔اصطلاح شرع میں ہر وہ نیا عقیدہ یا نیا عمل جو سید عالم ﷺ کی حیاتِ ظاہری کے بعد پیدا ہوا بدعت کہلاتا ہے۔یہ بدعت دو طرح کی ہے۔نمبر1 بدعتِ حسنہ، نمبر2 بدعتِ سیئہ۔پھر بدعت حسنہ تین قسموں پر مشتمل ہے۔نمبر1 جائز، نمبر2 مستحب، نمبر3 واجب۔اور بدعتِ سیئہ کی دو قسمیں ہیں۔نمبر1 مکروہ، نمبر2 حرام۔حدیث پاک میں بدعت سے مراد بدعتِ سیئہ ہے نہ کہ بدعت حسنہ۔تفصیلات کے لئے کتب فقہ واصولِ فقہ کی طرف رجوع کیا جائے۔(مترجم)

حدیث: حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا، کیا تم اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں!۔ (ہم اس کی گواہی دیتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا یقیناً اس قرآن کی ایک طرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ایک طرف تمہارے ہاتھ میں، فَتَمَسَّکُوْا بِہٖ فَاِنَّکُمْ لَنْ تَھْلِکُوْا بَعْدَہٗ اَبَدًا تو تم اس کو مضبوط تھام لو۔ پھر اس کے بعد تم نہ کبھی گمراہ ہو گے اور نہ ہلاک۔ طبرانی نے اسے کبیر میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں۔ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جحفہ (ایک جگہ کا نام) میں تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ شہادت نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور یہ قرآن اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ کیوں نہیں؟ (یا رسول اللہ ﷺ ہم اس سب کی شہادت دیتے ہیں) آپ نے فرمایا، تو تمہیں بشارت ہو، بلاشبہ اس قرآن کی ایک طرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ایک طرف تمہارے ہاتھ میں۔ تم اسے مضبوط تھامے رہو تو تم اس کے بعد نہ کبھی ہلاک ہو گے اور نہ کبھی گمراہ۔ بزاز اور طبرانی نے کبیر اور صغیر میں روایت کیا۔

حدیث: جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے پاکیزہ کھانا کھایا (میری) سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اسکی زیادتیوں سے مامون رہے وہ جنت میں داخل ہوا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! (ﷺ) آج کل تو آپ کی امت میں ایسے لوگ بہت ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔'' اور میرے بعد بھی ایسی قوم ہو گی۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت وغیرہ میں روایت کیا اور حاکم نے بھی روا ت کیا یہ الفاظ انہیں کے ہیں اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ جس نے میری امت میں فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھا۔ اس کے لئے سو شہید کا اجر ہے۔ اسے بیہقی نے حسن بن قتیبہ کی روایت سے اور طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بے غبار اسناد کے ساتھ روایت کیا مگر یہ کہا کہ'' اس کے لیے ایک شہید کا اجر ہے۔

حدیث: اور انہی (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما) سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری حج میں لوگوں کو خطبہ دیا، فرمایا: بلاشبہ شیطان تمہاری زمین میں اپنی عبادت کروانے سے مایوس ہو چکا ہے۔ لیکن وہ دیگر اعمال میں چاہتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اس طرح کہ تم اپنے اعمال سے اپنے آپ کو ذلیل کر لو۔ (بدعملی و ریاکاری وغیرہ سے) تو اس سے بچو۔ بے شک میں تمہارے پاس ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے ان کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ (وہ چیزیں ہیں) کتاب اللہ و سنۃ نبیہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت، الحدیث۔ حاکم نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: سنت کا اختیار کرنا بدعت میں کوشش کرنے سے کہیں بہتر ہے۔ حاکم نے موقوفا روایت کیا اور کہا اس کی اسناد مسلم و بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے حالانکہ آپ پر (اللہ کا) رعب طاری تھا تو آپ نے فرمایا: اَطِيْعُوْنِيْ مَاكُنْتُ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ وَعَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ اَحِلُّوْا حَلَالَهٗ وَحَرِّمُوْا حَرَامَهٗ، جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں، میری اطاعت کرو اور کتاب اللہ کو لازم پکڑو۔ اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کئے ہوئے کو حرام جانو" طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے روای ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: یقیناً یہ قرآن سفارش کرنے والا ہے اور اس کی سفارش اس کے حق میں مقبول ہے جو اس کی پیروی کرے۔ یہ اسے جنت میں لے جائے گا۔ اور جس نے اسے چھوڑ دیا یا اس سے منہ موڑ لیا (یا اس جیسا کوئی اور جملہ فرمایا) اسے گردن کے بل آگ میں پھینک دیا جائے گا" اسے بزار نے اسی طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا۔ مرفوع کی اسناد جید ہیں۔

حدیث: روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق عطا فرما دیا ہے۔ مگر اللہ نے کچھ فرض عائد کئے، کچھ سنتیں جاری کیں، کچھ حدود مقرر فرمائیں۔ حلال کو حلال، حرام کو حرام کیا۔ اور دین مقرر فرمایا تو اسے آسان، نرم اور وسیع بنایا اسے تنگی والا دین نہیں بنایا۔ اَلَا اِنَّهٗ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ وَمَنْ نَكَثَ ذِمَّةَ اللّٰهِ طَلَبَهٗ وَمَنْ نَكَثَ ذِمَّتِيْ خَاصَمْتُهٗ فَلَجْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ نَكَثَ ذِمَّتِيْ لَمْ يَنَلْ شَفَاعَتِيْ وَلَمْ يَرِدْ عَلَى الْحَوْضِ، آگاہ رہو! جو امانت دار نہیں وہ ایماندار نہیں اور جو وعدہ کا پکا نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔ جس نے اللہ کے ذمہ کو توڑا، اللہ اس سے طلب کریگا، اور جس نے میرے ذمہ کو توڑا میں اس سے جھگڑا کروں گا اور جس سے میں جھگڑا کروں گا، اس پر غالب آؤں گا اور جس نے میرا ذمہ توڑا وہ میری سفارش نہ پائیگا اور نہ میرے حوض (کوثر) پر آئے گا۔ (الحدیث) طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عابس ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ حجر (اسود) کو بوسہ دیتے ہوئے فرمارہے تھے: بلاشبہ مجھے معلوم ہے کہ تو (اے حجر اسود!) ایک پتھر ہے۔ نفع دیتا ہے نہ نقصان، وَلَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَاقَبَّلْتُكَ، اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بھی نہ چومتا۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔

حدیث: عروہ بن عبداللہ بن قشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں۔ مجھ سے معاویہ بن قرہ نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ (قبیلہ) مزینہ کی قوم میں تشریف فرما تھے۔ ہم نے آپ سے بیعت کی۔ اور بے شک آپ ﷺ کی قمیض شریف کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ تو میں نے اپنا ہاتھ آپ کی قمیض کے

گریبان میں ڈال دیا(1) اور آپ کی مہر (نبوت) کو چھولیا۔ عروہ (راویٔ حدیث) کہتے ہیں کہ میں نے گرمی یا سردی میں جب بھی معاویہ اور ان کے بیٹے کو دیکھا تو ان کی قمیضوں کے بٹن کھلے ہوئے تھے (آقا ﷺ کی سنت کی پیروی میں) اسے ابن ماجہ اور ابن حبان نے (اپنی صحیح میں) روایت کیا۔ الفاظ حدیث ابن حبان کے ہیں۔ اور ابن ماجہ کے الفاظ میں ہے۔ اِلاَّ مُطْلَقَةً اَزْرَارُهُمَا، (ان کے بٹن کھلے ہوئے)"۔

حدیث: حضرت مجاہد سے روایت ہے، کہتے ہیں، ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کسی سفر میں تھے کہ وہ ایک مکان کے پاس سے گذرے تو اس کے راستہ سے ہٹ کر چلے۔ پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ جواب دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ (آپ ﷺ اس راستہ سے گزرے تو) آپ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ اس لئے میں نے ایسے کیا ہے۔ احمد و بزار نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک درخت کے پاس آیا کرتے تو اس کے نیچے کچھ دیر آرام کیا کرتے اور بتایا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (آپ ﷺ بھی اس درخت کے نیچے قیلولہ فرمایا کرتے تھے)۔ بزار نے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی نقص نہیں۔

حدیث: ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں۔ میں میدان عرفات میں حضرت ابن عُمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ جب کسی عمل کا وقت ہوتا، وہ کرتے تو میں بھی ان کے ساتھ کرتا۔ حتی کی امام آ گیا تو انہوں نے نماز ظہر و عصر اس کے ساتھ پڑھی۔ پھر انہوں نے میں نے، اور میرے ساتھیوں نے وقوف کیا۔ یہاں تک کی امام صاحب عرفات سے واپس لوٹے تو ہم بھی لوٹے۔ جب "مازِمین" (ایک جگہ کا نام) کے قریب ایک گھاٹی میں پہنچے تو انہوں نے اپنی سواری کے اونٹ کو بٹھایا۔ ہم نے بھی اپنے اونٹ بٹھا دیے ہمارا خیال تھا کہ آپ نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ تو ان کے غلام نے جوان کا کجاوہ کسا کرتا تھا۔ بتایا کہ آپ رضی اللہ عنہ نماز نہیں پڑھنا چاہ رہے بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اس جگہ پہنچے تھے تو آپ ﷺ نے یہاں قضائے حاجت فرمائی تھی تو آپ پسند کرتے ہیں کہ یہاں اپنی حاجت قضا کریں۔" روایت کیا احمد نے، اور اس حدیث کے راویوں سے صحیح میں احتجاج کیا گیا ہے۔

1۔ معاویہ بن قرہ کا حضور ﷺ کی قمیض شریف کے گریبان میں ہاتھ ڈالنا کسی بے ادبی کی بنا پر نہیں تھا بلکہ مہر نبوت کو چھو کر برکت حاصل کرنے کے لئے تھا۔ جیسا کہ الفاظِ حدیث سے ظاہر ہے۔ (مترجم)

ترہیب

ترکِ سنت اور ارتکابِ بدعات وخواہشات

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ، جس کسی نے ہمارے اس (دین کے) امر میں کوئی نئی چیز پیدا کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ (چیز) مردود ہے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد (ابوداود کے الفاظ ہیں جس کسی نے ہمارے (دین کے) معاملہ کے خلاف کوئی کام گھڑ لیا تو وہ مردود ہے۔) اور ابن ماجہ نے روایت کیا مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ (سرکار ﷺ نے فرمایا) جس نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس کے لئے ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ آواز بلند ہو جاتی۔ اور غصہ سخت ہو جاتا تھا۔ گویا کہ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں۔ فرماتے تمہاری صبح اچھی ہو اور شام اچھی ہو اور (انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے) فرماتے: مجھے مبعوث کیا گیا ہے اس حال میں کہ میں اور قیامت دو (انگلیوں) کی طرح ہیں۔ اور انگشتِ شہادت کو درمیانی انگلی کے ساتھ ملاتے۔ ارشاد فرماتے: حمد وصلوٰۃ کے بعد۔ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَکُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، بلاشبہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ، طریقہ محمدیہ ہے۔ بدترین چیزیں بدعات ہیں۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ پھر فرماتے: اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ، میں ہر مومن پر اس کی جان سے زیادہ حق رکھتا ہوں(1)۔ جس کسی نے (بعد موت) مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔ اور جس نے قرض اور عیال چھوڑے تو وہ میرے لئے ہیں اور میں ان کا ذمہ دار ہوں۔ (مسلم وابن ماجہ وغیرہ)

حدیث: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے۔ ارشاد فرمایا: آگاہ رہو تم سے پہلے اہل کتاب لوگ بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور یہ اُمت (مسلمہ) تہتر گروہوں میں بٹ جائے گی ان میں سے بہتر دوزخی ہوں گے اور صرف ایک جماعت جنتی ہوگی اور وہ (قرآن وسنت پر عمل پیرا) جماعت ہوگی: احمد وابوداؤد۔ ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ۔ (نبی انور ﷺ نے یہ بھی فرمایا) ضرور میری امّت میں کچھ اقوام پیدا ہوں گی کہ ان کی خواہشات ان کے ساتھ چلیں گی اس شخص کی طرح جس کو باؤلے (پاگل) کتے نے کاٹ کھایا ہو تو باؤلا پن اس سے الگ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی ہر رگ اور ہر جوڑ میں داخل ہو کے رہتا ہے''۔

حدیث: اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھ اشخاص ہیں جن پر میں لعنت

1۔ اس جملہ کا ایک معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ''میں ہر مومن سے اس کی جان سے زیادہ قریب ہوں۔ جیسا کہ قاسم نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں اولیٰ بمعنی اقرب لیا ہے۔ (مترجم)

کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور ہر مقبول الدعاء نبی (علیہ السلام) لعنت کرتا ہے۔ (ہر نبی مقبول الدعاء ہوتا ہے۔) وہ یہ ہیں نمبر 1 اللہ عزوجل کی کتاب میں زیادتی کرنے والا۔ نمبر 2 اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔ نمبر 3 زبردستی میری امت پر مسلط ہو جانے والا کہ اللہ نے عزت دی ہوا سے ذلیل کرے اور جسے اللہ نے ذلیل کیا ہوا سے عزت دے۔ نمبر 4 اللہ کی حرام کردہ اشیا کو حلال جاننے والا۔ نمبر 5 میری اہل بیت کو جو حرمت اللہ نے دی اسے حلال سمجھنے والا۔ اور نمبر 6 میری سنت (طریقہ) کو ترک کرنے والا: طبرانی نے کبیر میں، ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ میں اس میں کوئی وجہ نقص نہیں جانتا۔

حدیث: حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی سرور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں تم پر تمہارے پیٹوں اور شرمگاہوں کے متعلق گمراہی کی خواہشات کا (کہ کہیں تم حرام کھانے اور بدکاری نہ کرنے لگو) اور خواہش کی گمراہیوں کا خوف رکھتا ہوں۔ اسے احمد بزار اور طبرانی نے اپنی معاجیم ثلاثہ میں روایت کیا۔ اس کی بعض اسناد کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں اپنی اُمّت پر تین چیزوں سے خوف رکھتا ہوں۔ "مِنْ زَلَّةِ عَالِمٍ وَ مِنْ هُوًى مُتَّبَعٍ وَ مِنْ حُكْمٍ جَائِرٍ" نمبر 1 عالم کے گناہ میں پڑنے سے۔ نمبر 2 ہوائے نفس کی پیروی سے اور نمبر 3 ظالم حکمران سے: بزار اور طبرانی نے کثیر بن عبداللہ کے طریق سے روایت کیا ان کا حافظہ کمزور ہے ترمذی نے کئی جگہ اس روایت کو حسن کہا اور صحیح بھی کئی مقامات پر کہا ہے۔ اس پر نکیر بھی کی گئی۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس سے استدلال کیا۔

حدیث: غضیف بن حارث ثمالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: عبدالملک بن مروان نے میرے پاس کسی کو بھیجا۔ آنے والا کہنے لگا۔ اے ابوسلیمان! ہم نے لوگوں کو دو باتوں پر جمع کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ وہ کیا ہیں؟ کہنے لگا۔ نمبر 1 منبر پر ہاتھوں کو اٹھانا۔ نمبر 2 صبح اور عصر کے بعد تاریخی واقعات بیان کرنا۔ تو یہ بولے: خبردار، میرے نزدیک یہ دونوں تمہاری بدعتیں ہیں۔ اس نے کہا۔ کیوں؟ جواب دیا۔ اس لئے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے: جس قدر کوئی قوم بدعت ایجاد کرتی ہے اسی قدر سنّت اٹھالی جاتی ہے۔ پس سنّت کو تھامے رہنا بدعت کی ایجاد سے بہتر ہے۔ احمد و بزار۔

حدیث: انہی سے طبرانی نے روایت کی کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: مَامِنْ اُمَّةٍ ابْتَدَعَتْ بَعْدَ نَبِيِّهَا فِيْ دِيْنِهَا اِلاَّ اَضَاعَتْ مِثْلَهَا مِنَ السُّنَّةِ، کوئی اُمت ایسی نہیں جس نے اپنے نبی کے بعد اپنے دین میں بدعت ایجاد کی ہو مگر اس نے اتنی ہی سنت ضائع کر دی۔

حدیث: حضرت ابو امامہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان کے نیچے نفسانی خواہش کی پیروی سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک اور کوئی معبودِ (باطل) نہیں جس کی پوجا کی جاتی ہو: طبرانی نے کبیر میں اور ابن ابی عاصم نے کتاب السنہ میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: فَشُحٌّ مُطَاعٌ، وَ هَوًى مُتَّبَعٌ، وَ

اِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ، اور مہلکات (انسان کو ہلاکت میں ڈالنے والے) تو یہ ہیں: بخل جس کی اطاعت کی جائے۔ خواہش نفس جس کی پیروی کی جائے اور انسان کا اپنے آپ کو نیک سمجھ لینا۔ اسے بزّار اور بیہقی وغیرہ نے روایت کیا اور ''اِنْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ'' کے عنوان سے یہ حدیث مکمل طور پر آئندہ آئے گی ان شاء اللہ۔

حدیث: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کی توبہ قبول نہیں فرماتا جب تک کہ وہ اس سے باز نہیں آجاتا: اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس کی اسناد حسن ہے۔ ابنِ ماجہ و ابن ابی عاصم نے کتاب السنہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا ہے کہ کسی بدعتی کی توبہ قبول فرمائے تا آنکہ وہ بدعت کو چھوڑ نہ دے''۔

اور ابن ماجہ نے بھی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا جس کے الفاظ ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَّلَا صَلٰوةً وَّلَا حَجًّا وَ لَا عُمْرَةً وَّلَا جِهَادًا وَّلَا صَرْفًا وَّعَدْلًا، يَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَخْرُجُ الشَّعْرُ مِنَ الْعَجِيْنِ، اللہ تعالیٰ بدعتی کا روزہ، نماز، حج، عمرہ، جہاد اور کوئی فرض و نفل قبول نہیں فرماتا۔ وہ اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

حدیث: حضرت عِر باض بن سَارِیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدعات سے بچتے رہو کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے (اپنی صحیح میں) روایت کیا ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس جیسی مکمل حدیث گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک شیطان نے کہا کہ میں نے ان (بندوں) کو گناہوں میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا، تو انہوں نے استغفار کر کے مجھے ہلاک کیا۔ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں نے انہیں خواہشات نفس سے ہلاک کیا۔ اب وہ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ گمان کرنے لگے ہیں اور استغفار نہیں کرتے۔ (ابن ابی عاصم وغیرہ)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر عمل کے لئے ایک خواہش ہوتی ہے اور ہر خواہش کے لئے ایک میلان ہوتا ہے۔ فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهٗ اِلٰى سُنَّتِيْ فَقَدِ اهْتَدٰى وَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهٗ اِلٰى غَيْرِ ذَالِكَ فَقَدْ هَلَكَ، تو جس کا میلان میری سنت کی طرف ہوا بے شک اس نے ہدایت پائی اور جس کا میلان اس کے غیر کی طرف ہوا تو وہ ہلاک ہوا۔ اسے ابن ابی عاصم اور ابن حبّان نے (اپنی صحیح میں) روایت کیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ہر عمل کے لئے ایک خواہش ہوتی ہے اور ہر خواہش کے لئے ایک میلان ہوتا ہے۔ پس اگر صاحبِ میلان نے شرافت و میانہ روی اختیار کی تو اس سے امید رکھو۔ اور اگر اس کی طرف انگشت نمائی ہوئی تو اسے کچھ شمار نہ کرو۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِی فَلَیْسَ مِنِّیْ، جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں (میری امت سے نہیں) اسے مسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا ﷺ نے حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال! جان رکھو۔ انہوں نے عرض کیا کیا جان رکھوں یارسول اللہ (ﷺ)؟ فرمایا: جان رکھو کہ جس نے میری سنتوں میں سے کسی سنت کو (جو میرے بعد مٹ چکی تھی) زندہ کیا۔ اس کے لئے اس سنت پر عمل کرنے والوں کے برابر اجر ہوگا۔ اور اس سے ان (عاملین سنت) کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے کوئی گمراہ کن بدعت ایجاد کی جسے خُدا و مصطفیٰ (جل وعلا و ﷺ) پسند نہیں کرتے: اس کے لئے اس بدعت پر عمل کرنے والوں کے گناہ کے برابر گناہ ہوگا اور اس سے ان لوگوں کے گناہ میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔ ترمذی اور ابن ماجہ دونوں نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف عَن اَبِیْہِ عَن جدّہ روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: لَقَدْ تَرَکْتُکُمْ عَلٰی مِثْلِ الْبَیْضَآءِ لَیْلُهَا کَنَهَارِهَا لَا یَزِیْغُ عَنْهَا اِلَّا هَالِكٌ، بلاشبہ میں نے تمہیں ملت بیضاء (ملت حنیفہ) پر چھوڑا ہے جس کی رات، دن کی طرح ہے (ہر چیز واضح ہے) ہلاک و برباد ہونے والا ہی اس سے کجروی اختیار کرے گا۔ ابن عاصم نے کتاب السنہ میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمرو بن زُرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میرے پاس عبداللہ یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ٹھہرے۔ حالانکہ میں قصہ گوئی کرتا تھا۔ تو کہنے لگے: اے عمرو! بے شک تم نے ایک گمراہ کن بدعت ایجاد کر لی ہے۔ اور کیا تم محمد و اصحاب محمد (ﷺ و رضی اللہ عنہم) سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو؟ میں نے تو انہیں دیکھا ہے۔ وہ (اصحابِ رسول) مجھے تنہا چھوڑ گئے حتی کہ میں نے اپنے مکان کو دیکھا کہ اس میں کوئی بھی نہیں۔ (اور تم مجمع لگائے رہتے ہو)۔ طبرانی نے کبیر میں دو اسناد کے ساتھ روایت کیا ان میں ایک صحیح ہے۔

ترغیب

اچھے کام کی ابتداء کرنا تاکہ دوسرے دیکھ کر اس کی پیروی کریں

ترہیب

برے کام کی ابتدا سے بچنا کہ کہیں دوسرے بھی نہ کرنے لگیں

حدیث: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: ہم صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک قوم حاضر ہوئی جو ننگی تھی صرف کمبل یا چوغے پہنے ہوئے تھی۔ گلے میں تلواریں حمائل کی ہوئی تھیں۔ اس میں عام لوگ بلکہ سب ہی قبیلہ مضر سے تعلق رکھنے والے تھے۔ ان کی فاقہ کشی ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پاک کا رنگ بدل گیا۔ اندر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان واقامت کہی۔ آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ ارشاد فرمایا، اور فرمایا: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا۔ (آیت کے آخر تک) بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر نگہبان ہے۔ (الآیہ) اور سورۃ حشر کی یہ آیت بھی آپ نے تلاوت فرمائی کہ اللہ سے ڈرو اور ہر جان کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے (1)"۔

خلاصۃ الباب: مسلمان اپنے عقائد واعمال میں کتاب وسنت کی پیروی کا پابند ہے۔ کوئی ایسا عقیدہ یا عمل، جس کی اصل قرآن وحدیث میں موجود نہ ہو۔ یا اس پر عمل کرنے سے کوئی سنت اٹھ جاتی ہو بدعت ممنوعہ ہے اور فرمانِ مصطفےٰ ﷺ کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ (كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ) سے مراد یہی بدعت ہے۔ ہر وہ کام جو رسولِ خدا ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد پیدا ہوا، اسے ممنوعہ نہیں کہہ سکتے۔ ورنہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث پاک کے کیا معنیٰ ہوں گے؟ مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ (مشکوٰۃ شریف باب العلم) یعنی جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اسے اس کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کا بھی جو اس طریقہ پر اس کے بعد عمل کریں گے۔ اور ان کے اجر میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی۔ اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا اسے اس کا بھی گناہ ہوگا اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔

اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نماز تراویح کی جماعت قائم کر کے فرمانا کہ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ۔ یہ بہت اچھی بدعت ہے۔ یہ بھی ہر بدعت کے ممنوع نہ ہونے پر صریح دال ہے۔

یاد رہے شریعت اسلامیہ کے اصول چار ہیں۔ قرآن حکیم، حدیثِ رسول ﷺ، اجماع صحابہ اور قیاس۔ چونکہ اجماع اور قیاس قرآن وحدیث ہی کے تابع ہیں۔ اس لئے احادیث میں صرف قرآن وسنت کا ذکر ہوا۔ ان اصولِ اربعہ کی ترتیب اس طرح ہے کہ سب سے پہلے قرآن پاک پھر حدیث اس کے بعد اجماع اور آخر میں قیاس۔

1۔ قارئین کی سہولت کے لئے دونوں آیات کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

نمبر 1 اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا۔ اور اس سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطہ سے تم سوال کرتے ہو اور (ڈرو) قطع رحمی کرنے سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔ (نساء:1)

نمبر 2 اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل (قیامت) کے لئے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری پوری خبر رکھتا ہے۔ (حشر:18)

آدمی کو اپنے دینار، درہم، کپڑے اور گندم، کھجور کے پیمانوں سے صدقہ کرنا چاہیے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: چاہے کھجور کی ایک جانب ہی ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک انصاری ایک تھیلا لے کر آئے جس کے بوجھ سے ان کا ہاتھ تھک رہا تھا بلکہ تھک چکا تھا۔ پھر تو لوگوں کا (دیکھا دیکھی) تانتا بندھ گیا یہاں تک کہ میں نے کھانے اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے۔ حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کو سونے کی ڈلی کی طرح چمکتے دیکھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ، جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کے لئے اس کا بھی اجر ہے اور ان کا بھی جو اس پر اسکے بعد عمل کریں گے اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس پر اس کا گناہ بھی ہوگا اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

مسلم نے روایت کیا اور نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی مختصراً روایت کیا۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ پاک میں سوال کیا تو لوگوں نے اسے کچھ دینے سے گریز کیا۔ پھر ایک آدمی نے اسے کچھ دیدیا تو پوری قوم نے اسے دینا شروع کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کوئی نیکی کا کام شروع کیا پھر اس کام کو اپنا لیا گیا تو اسے اپنا اجر بھی اور اس کی پیروی کرنے والے کے اجر کے برابر بھی اجر ملے گا اور ان کے اجر میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔ اور جس نے کوئی برا کام شروع کیا پھر اسے اپنا لیا گیا تو اس پر اپنا بھی گناہ اور اس کی پیروی کرنے والوں کے گناہوں کے برابر بھی گناہ ہوگا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

احمد و حاکم نے روایت کیا، حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسی جان نہیں جسے ظلماً قتل کیا جائے مگر اس کے خون کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کو جاری کیا(1) (پہلا قتل کیا)۔ بخاری، مسلم، ترمذی۔

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے اس وقت تک اجر ملتا رہے گا جب تک اس کی زندگی میں یا بعد از موت اس طریقہ پر عمل ہوتا رہے گا۔ حتیٰ کہ وہ طریقہ متروک ہو جائے۔ اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس کا گناہ اسی پر ہوگا یہاں تک کہ وہ برا طریقہ متروک

1۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو محض حسد کی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔ یہ دنیا میں پہلا انسانی قتل تھا۔ تفصیل کے لئے قرآن حکیم کا چھٹا پارہ، سورہ مائدہ کا رکوع نمبر 5 دیکھیں۔ (مترجم)

ہو جائے اور جو شخص (کسی اچھے یا برے کام کی) کوشش کرتے ہوئے مر گیا تو روز قیامت دوبارہ اٹھائے جانے تک اس کی کوشش کا عمل جاری رہے گا۔ (قیامت تک ثواب یا عذاب ملتا رہے گا)۔ اسے طبرانی نے کبیر میں ایسی اسناد سے روایت کیا جو بے غبار ہے۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ نیکیاں خزانے ہیں اور ان خزانوں کے لئے کچھ چابیاں ہیں تو مبارک ہو اس بندے کے لئے جسے اللہ عزوجل نے نیکی کی کنجی (چابی) اور بُرائی کے لئے روکاٹ بنایا۔ اور ہلاکت ہے اس بندے کے لئے جسے اللہ نے برائی کے لئے کنجی اور نیکی کے لئے روکاٹ بنایا۔ روایت کیا ابن ماجہ نے، الفاظ انہیں کے ہیں۔ اور ابن ابی عاصم نے بھی روایت کیا اس کی سند میں نرمی ہے۔ اور ترمذی میں بھی اس کا بیان ہے۔

حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَامِنْ دَاعٍ یَّدْعُوْا اِلٰی شَیْءٍ اِلاَّ وَقَفَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَازِمًا لِّدَعْوَتِهٖ مَا دَعَا اِلَیْهِ وَاِنْ دَعَا رَجُلٌ رَّجُلًا، (اچھی یا بری) کسی چیز کی طرف دعوت دینے والا قیامت کے دن اپنی دعوت لئے ہوئے اتنی دیر تک کھڑا رہے گا جتنی دیر تک (دنیا میں) دعوت دیتا رہا ہوگا۔ اگرچہ کسی آدمی نے ایک ہی آدمی کو دعوت دی ہو۔ ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

کتاب العلم(1)

ترغیب

علم، طلب علم اور تعلیم و تعلم

علماء و طلباء کی فضیلت

حدیث: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ بخاری، مسلم، ابن ماجہ۔ نیز ابویعلیٰ نے بھی روایت کی اور یہ الفاظ زیادہ کئے ''اور جسے دین کی سمجھ نہیں دیتا اس کی پروا نہیں فرماتا''۔ اور طبرانی نے کبیر میں روایت کی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: اے لوگو! علم تو صرف سیکھنے سے آتا ہے اور فقہ سمجھنے سے اور جس سے اللہ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:28) اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اللہ سے ڈرنے والے تو علماء (باعمل) ہی ہیں۔ اس کی اسناد میں ایک راوی ہیں جن کا نام مذکور نہیں۔

1۔ علم سے مراد علمِ شرعی یعنی قرآن، حدیث، فقہ وغیرہ کا علم ہے۔ علم اللہ کا نور ہے جو بندے کو عطا فرمایا جاتا ہے۔ یہ علم دو قسم کا ہوتا ہے۔ کسبی اور لدنی۔ اگر بندہ کسی بندے سے علم سیکھے تو کسبی ورنہ لدنی۔ وحی، الہام، فراست وغیرہ علم لدنی کی اقسام ہیں۔ وحی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے اور الہام اولیاء اللہ کے ساتھ۔ فراست ہر مومن کو بقدر ایمان عطا ہوتی ہے۔ یاد رہے الہام و فراست وہی معتبر ہے جو شریعت کے مطابق ہو۔ خلاف شریعت ہو تو وسوسہ ہے۔
علم اور علماء کے فضائل میں بہت سی آیات قرآنی وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں:
فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (انبیاء:7)
ترجمہ: اگر تم علم نہیں رکھتے تو اہل علم سے پوچھ لیا کرو۔
اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ (فاطر:28)
ترجمہ: اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی پوری طرح اس (اللہ) سے ڈرنے والے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ غلبے والا بہت بخشنے والا ہے۔
وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۙ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۚ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ (فاطر:22-19)
ترجمہ: اور برابر نہیں ہو سکتے اندھا (کافر) اور بینا (مومن) اور نہ یکساں ہو سکتے ہیں اندھیرے (باطل یا جہالت) اور نور (حق یا علم) اور نہ ایک جیسے ہو سکتے ہیں سایہ (ثواب) اور دھوپ (عذاب)، اور نہ ہی مساوی ہو سکتے ہیں زندے (اہل علم) اور مُردے (جہلاء)۔
شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آل عمران:18)
ترجمہ: شہادت دی اللہ نے کہ بے شک اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور فرشتوں اور اہلِ علم نے بھی (شہادت دی کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی کہ) وہ عدل و انصاف قائم فرمانے والا ہے۔ کوئی بھی اس کے سوا معبود نہیں جو غلبہ والا حکمت والا ہے۔
بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ (عنکبوت:49)
ترجمہ: بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں جو محفوظ ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ہے۔ اور ظالموں کے سوا ہماری آیات کا انکار کوئی نہیں کر سکتا۔ (مترجم)

حدیث: حضرت عبداللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ پاک کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے دین میں سمجھداری عطا فرماتا ہے۔ اور اس کے دل میں ہدایت ڈال دیتا ہے۔ بزار اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا، اسناد درست ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الْفِقْهُ وَاَفْضَلُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ، افضل عبادت فقہ ہے اور افضل دین تقویٰ۔

طبرانی نے اسے اپنی معاجیم ثلاثہ میں ذکر کیا۔ اس کی اسناد میں محمد بن ابی لیلیٰ ہیں۔

حدیث: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فَضْلُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِّنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ وَخَيْرُ دِيْنِكُمُ الْوَرَعُ، علم کی فضیلت، عبادت کی فضیلت سے زیادہ ہے اور تمہارے دین کی بھلائی تقویٰ ہے۔

طبرانی نے اوسط میں اور بزار نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ سے راوی کہ آپ نے فرمایا: "قَلِيْلُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِّنْ كَثِيْرِ الْعِبَادَةِ" تھوڑا سا علم، بہت سی عبادت سے بہتر ہے۔ اور آدمی کو فقہ (دین کی سمجھداری) کافی ہے۔ جبکہ اللہ کی عبادت کرتا ہو اور آدمی کو اتنی جہالت کافی ہے کہ اپنی رائے پر غرور کرتا ہو۔

طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں اسحاق بن اسید ہے اور اس میں نرمی کی توثیق پائی جاتی ہے۔ بیہقی نے کہا، ہم نے اس کو صحیح طور پر مطرف بن عبداللہ بن شخیر کے قول سے روایت کیا۔ پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔ واللہ اعلم۔

فصل

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مومن کی دنیوی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکالیف میں سے کسی تکلیف کو دور کر دے گا۔ اور جس نے کسی تنگی والے پر آسانی کی۔ اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی فرمائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ اس کی دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ اور جس کسی نے طلب علم میں کوئی راستہ طے کیا "سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ" تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمائے گا۔ اور کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکٹھی نہیں ہوتی جس کے افراد کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہوں اور آپس میں اسے سیکھتے سکھاتے ہوں مگر ان پر سکون نازل ہوتا ہے انہیں رحمت (خداوندی) ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ انہیں (فرشتوں) کی اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اس کے پاس ہے۔ وَمَنْ اَبْطَاَ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ، اور جسے اس کا عمل پیچھے کر دے۔ اس کا نسب اسے آگے نہیں لے

جاسکتا(1)۔

مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان (اپنی صحیح میں) اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث مسلم و بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو شخص تلاش علم میں کسی راستہ پر چلا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دے گا۔ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَصْنَعُ، اور بے شک فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں کیونکہ اس کے اس کام کو پسند کرتے ہیں۔ عالم (دین) کے لئے زمین و آسمان کی تمام مخلوق حتیٰ کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں۔ وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر۔ بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ انبیاء علیہم السلام نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا بلکہ انہوں نے تو صرف علم کا وارث بنایا۔ تو جس نے اس (علم) کو حاصل کر لیا اس نے پورا پورا حصہ پالیا۔

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان (اپنی صحیح میں) اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم سیکھو، کہ اس کا سیکھنا اللہ کا خوف پیدا کرتا ہے۔ اس کا طلب کرنا عبادت ہے۔ اس کا مذاکرہ تسبیح ہے۔ اس کے متعلق بحث جہاد ہے۔ تَعْلِيْمُهٗ لِمَنْ لَّا يَعْلَمُ صَدَقَةٌ، بے علم کو علم سکھانا صدقہ ہے۔ اور جو اس کا اہل ہو اس پر صرف کرنا نیکی ہے۔ کیونکہ علم حلال و حرام بتانے والا اور اہل جنت کے راستہ کو روشن کرنے والا ہے۔ وحشت میں دوست اور سفر کا ساتھی ہے۔ تنہائی میں باتیں کرنے والا اور خوشحالی و تنگی میں دلیل ہے۔ دشمنوں کے خلاف ہتھیار اور دوستوں کے نزدیک زینت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بدولت کئی اقوام کو بلند فرماتا ہے۔ تو انہیں نیکی کی ایسی مضبوط قیادت عطا فرماتا ہے کہ ان کے قدموں کی اتباع، ان کے کارناموں کی اقتداء کی جاتی ہے۔ اور ان کی رائے کو حرفِ آخر مانا جاتا ہے۔ ملائکہ ان کی دوستی میں رغبت رکھتے ہیں اور اپنے پروں سے ان کو چھوتے ہیں، وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمْ كُلُّ رَطْبٍ وَّ يَابِسٍ وَّ حِيْتَانُ الْبَحْرِ وَهَوَ اُمُّهٗ وَ سِبَاعُ الْبَرِّ وَاَنْعَامُهٗ، ان کے لئے ہر خشک و تر، سمندر کی مچھلیاں اور کیڑے مکوڑے اور خشکی کے درندے و چرندے سب دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ علم جہالت کی موت سے بچا کر دلوں کو زندگی دیتا ہے اور اندھیرے دور کر کے آنکھوں کے سامنے چراغ راہ جلاتا ہے۔ علم کی برکت سے بندہ منازل اخیار اور دنیا و آخرت میں بلند درجات پالیتا ہے۔ اس میں غور و فکر کرنا روزے کے برابر اور اسے پڑھنا پڑھانا نوافل ادا کرنے کے برابر ہے۔ اسی کی برکت سے صلہ رحمی ہو سکتی ہے اور اسی کے سبب حرام سے حلال کو پہچانا جاتا ہے۔

1۔یعنی کامیاب وہی ہے جس کے اعمال اچھے ہوں۔ نسب پر فخر نہ کیا جائے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات:13) اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔

بندہ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی　　کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست۔ (مترجم)

وہ (علم) عمل سے مقدم ہے۔ عمل اس کا تابع ہے۔ خوش بختوں کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ اور بدبختوں کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے۔

اسے ابن عبدالبر النمری نے کتاب العلم میں موسیٰ بن محمد بن عطا قرشی کی روایت سے ذکر کیا، کہ ہم نے بیان کیا عبدالرحیم بن زید العمی نے اپنے باپ سے انہوں نے حسن سے، اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ لیکن میرے نزدیک اس کی اسناد قوی نہیں۔ اور ہم نے اس کو مختلف طرق سے موقوفاً بھی روایت کیا ہے۔ اسی طرح فرمایا ''اس کا مرفوع ہونا غریب ہے''۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی پاک ﷺ اپنی سرخ چادر پر تکیہ کئے تشریف فرما تھے۔ مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مَیں علم حاصل کرنے حاضر ہوا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: مَرْحَبًا بِطَالِبِ الْعِلْمِ، اِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ تَحُفُّهُ الْمَلٰئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا، علم طلب کرنے والے کو مبارک ہو، بے شک فرشتے طالب علم کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ پھر اس کی طلب (علم کی کوشش) سے محبت کی وجہ سے ایک دوسرے پر سوار ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں (زمین سے آسمان تک انبوہ کثیر ہو جاتا ہے)۔

احمد وطبرانی نے باسناد جید روایت کیا۔ لفظ طبرانی کے ہیں۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے کہا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ ابن ماجہ نے بھی اختصار کے ساتھ اسی طرح کی روایت کی۔

حدیث: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرنا، ہر مسلمان پر فرض ہے، اور نا اہل کو علم سکھانے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ خنزیروں کے گلے میں موتی، جواہرات اور سونا ڈالنے والا(1)۔ ابن ماجہ وغیرہ۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے طالب علمی کی حالت میں موت آ گئی۔ جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو اس کے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان صرف درجہ نبوت کا فرق ہو گا۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علم حاصل کرنا چاہا پھر حاصل کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوگنا اجر لکھے گا اور جس نے علم حاصل کرنا چاہا مگر حاصل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے (بھی) ایک گنا اجر لکھے گا۔ طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ تو ہیں مگر ان میں کلام ہے۔

حدیث: حضرت سخبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: دو آدمی رسول پاک ﷺ کے پاس سے گذرے۔ آپ

1۔ یعنی عوام الناس کے سامنے ایسے باریک اور پیچیدہ مسائل بیان کرنا جو ان کی سمجھ میں نہ آئیں، عقل و دانائی نہیں۔ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔ كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ، کہ لوگوں کے ساتھ ان کی عقل کے مطابق بات کرو۔ (مترجم)

وعظ فرمارہے تھے۔ انہیں فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ تم دونوں خیر پر ہو۔ (وہ بیٹھ گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وعظ ختم فرمایا) پھر جب آپ (تشریف لے جانے کے لئے) کھڑے ہوگئے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم چلے گئے تو وہ دونوں کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ہمیں فرمایا تھا ''تم دونوں بیٹھ جاؤ، تم خیر پر ہو'' تو کیا یہ ہمارے لئے خاص ہے یا سب کے لئے عام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مَامِنْ عَبْدٍ يَطْلُبُ الْعِلْمَ اِلاَّ كَانَ كَفَّارَةَ مَاتَقَدَّمَ، کوئی بندہ ایسا نہیں جو علم حاصل کرتا ہو مگر (یہ حصول علم کی کوشش) اس کے پہلے (صغیرہ گناہوں) کا کفارہ ہوتی ہے۔

ترمذی نے مختصراً روایت کیا اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا۔ الفاظ انہیں کے ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات چیزیں ہیں جن کا ثواب بندے کے لئے جاری رہتا ہے حالانکہ وہ مرنے کے بعد قبر میں پہنچ چکا ہوتا ہے۔ نمبر 1 کسی کو علم سکھایا، نمبر 2 نہر بنوادی، نمبر 3 کنواں کھدوادیا، نمبر 4 کوئی کھجور (وغیرہ) کا درخت لگوادیا، نمبر 5 مسجد بنوائی، نمبر 6 کوئی مصحف (کتاب لکھ کر) چھوڑ گیا، نمبر 7 یا کوئی بچہ چھوڑا جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ بزار نے اور ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کمانے والے نے فضیلت علم کے برابر کوئی کمائی نہیں کی۔ (علم سب سے بڑی دولت ہے) علم، صاحب علم کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یا برے کاموں سے روک دیتا ہے۔ اور جب تک عمل درست نہ ہو دین درست نہیں ہوتا۔ (اور عمل بغیر علم کے درست نہیں ہوسکتا)۔

طبرانی نے کبیر اور صغیر میں ذکر کیا۔ لفظ کبیر کے ہیں۔ صغیر میں یہ الفاظ ہیں۔ ''حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ عَقْلُهٗ'' جب تک عقل درست نہ ہو (دین درست نہیں ہوتا)۔ دونوں کی اسناد قریب قریب ہیں۔

حدیث: حضرت ابوذر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ دونوں فرماتے ہیں: آدمی کا ایک مسئلہ سیکھنا، ہمارے نزدیک ایک ہزار رکعت نوافل پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اور فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَاجَآءَ الْمَوْتُ لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَ هُوَ عَلٰى هٰذِهِ الْحَالَةِ مَاتَ وَهُوَ شَهِيْدٌ، جب طالب علم کو موت آتی ہے اور وہ اسی (طالب علمی کی) حالت میں ہوتا ہے تو وہ شہید کی موت مرتا ہے۔

بزار نے اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ مگر اوسط میں کہا: (ایک مسئلہ کا سیکھنا) اس کے لئے ہزار رکعت سے بہتر ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! تم صبح کرو اس حال میں کہ فَتَعَلَّمَ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ، تم نے اللہ کی کتاب سے ایک آیت سیکھی ہو۔ یہ تمہارے لئے ایک سو رکعات نفل پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہاری صبح اس حال میں ہو کہ، فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهٖ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ، تم نے علم کا ایک باب سیکھا ہو اس (علم) پر عمل کیا گیا ہو یا نہ، تو یہ تمہارے لئے

ایک ہزار رکعات نوافل ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

اسے ابن ماجہ نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں:مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے سوائے ذکر اللہ کے اور اس کے متعلقات کے، عالم (دین) اور (دینی) طالب علم کے، سب ملعون ہے۔

ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی، ترمذی نے فرمایا، یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ تَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ أُعْطِيَ ثَوَابَ سَبْعِيْنَ صِدِّيْقًا، جس شخص نے علم کا ایک باب سیکھا تا کہ لوگوں کو سکھائے اسے ستر صدیقوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ابو منصور دیلمی نے مسند فردوس میں روایت کیا۔اس میں کچھ نکارت ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو (فرائض و واجبات) فرض کئے، کوئی بندہ ایسا نہیں جس نے ان میں سے ایک، دو، تین، چار یا پانچ کلمات سیکھے۔ پھر (زندگی بھر) ان کو سیکھتا سکھاتا رہا مگر وہ جنت میں داخل ہوگا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کلمات سنے ہیں، اس کے بعد کوئی حدیث نہیں بھولا ہوں۔

ابو نعیم نے روایت کیا۔اس کی اسناد حسن ہیں بشرطیکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حسن کا سماع صحیح ثابت ہو جائے۔

حدیث: اورانہی سے یہ روایت بھی ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ يَّتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمُهُ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ، بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان آدمی علم سیکھے، پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

اسے ابن ماجہ نے حسن اسناد کے ساتھ حسن کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کے سوا کسی پر حسد (1) کرنا جائز نہیں۔ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا تو اس نے اسے صحیح مصرف پر لگایا۔دوسرا وہ جسے اللہ نے علم دیا تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو علم و ہدایت دے کر اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔اس کی مثال اس بارش کی سی ہے۔جو زمین پر برستی ہے۔تو اب اس زمین میں سے کچھ حصہ وہ ہے جو صاف (زرخیز) ہے وہ پانی کو قبول (جذب) کر لیتا ہے اور گھاس و سبزہ کثرت سے لگاتا ہے اور اس میں سے کچھ حصہ وہ ہے

1۔ لفظ ''حسد'' بول کر مراد کبھی تو کسی دوسرے کی نعمت کے زوال کی تمنا ہوتی ہے۔یہ حرام ہے۔قرآن پاک میں اسی سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (الفلق:5) اور کبھی دوسرے کی نعمت جیسی نعمت کے حصول کی تمنا ہوتی ہے۔اسے غبطہ (رشک) کہتے ہیں۔اس میں کچھ حرج نہیں۔ حدیث مذکور میں ''حسد'' سے یہی مراد ہے۔(مترجم)

جو سخت (پتھریلا) ہے وہ پانی کو روک دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے کہ اس سے پیتے ہیں۔ کھیتوں کو سیراب کرتے اور فصلیں پیدا کرتے ہیں۔ وہ بارش ایک ایسے حصہ زمین پر بھی برستی ہے جو صرف چٹیل میدان ہے۔ نہ پانی کو روکتا ہے اور نہ کوئی گھاس ہی اگاتا ہے۔ تو یہ (پہلی) مثال ہے اس شخص کی جس نے اللہ تعالیٰ کے دین میں سمجھ پیدا کی اور جو کچھ (علم و ہدایت) اللہ نے مجھے دے کر مبعوث فرمایا ہے، اس نے اسے فائدہ دیا۔ اس نے اسے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔ اور (دوسری) اس شخص کی مثال ہے جس نے اس (علم و ہدایت) کے لئے سر ہی نہیں اٹھایا (توجہ نہ دی) اور اس نے اللہ کی اس ہدایت کو قبول ہی نہیں کیا جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے۔ بخاری و مسلم

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک مومن کے اعمال وحسنات جو اس کی موت کے بعد بھی اسے پہنچتے رہتے ہیں (ان کا ثواب پہنچتا رہتا ہے) ان میں سے (ایک) علم ہے جو اس نے سیکھا اور آگے پھیلایا (دوسرا) نیک بچہ ہے جو اس نے اپنے پیچھے چھوڑا (تیسرا) کوئی کتاب ہے جو اس نے ورثہ میں چھوڑی۔ (چوتھی) مسجد جو اس نے تعمیر کی۔ (پانچواں) مسافر خانہ جو اس نے بنایا۔ (چھٹی) نہر جو اس نے جاری کرائی۔ یا (ساتواں) صدقہ ہے جو اس نے اپنی صحت و زندگی میں اپنے مال سے نکالا۔ یہ سب (اعمال) اسے مرنے کے بعد بھی ملتے ہیں۔ (ان کا ثواب ملتا رہتا ہے)۔

ابن ماجہ نے باسناد حسن، بیہقی نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ لیکن اس میں یہ الفاظ ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا: ''یا کوئی نہر جو اس نے کھدوائی'' اور اس میں کتاب کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ابنِ آدم مر جاتا ہے تو اس کے عمل (کا سلسلہ) منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں ہیں (جو منقطع نہیں ہوتیں اور ثواب مسلسل ملتا رہتا ہے)، صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْلَهٗ، نمبر 1 صدقہ جاریہ نمبر 2 علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے نمبر 3 نیک اولاد جو اس کے لئے پس مرگ دعا کرتی رہے۔ مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیکیاں جو آدمی اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے تین ہیں۔ نمبر 1 نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے۔ نمبر 2 صدقہ جاریہ، کہ اس کا ثواب اسے پہنچتا رہتا ہے۔ اور نمبر 3 وہ علم جس پر اس کے بعد عمل ہوتا رہے (مثلاً کتاب لکھ جانا)۔

اسے ابن ماجہ نے باسناد صحیح روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کے علماء دو (طرح کے) آدمی ہوں گے۔ ایک وہ جسے اللہ نے علم بخشا تو اس نے اسے لوگوں کے لئے خرچ کیا۔ نہ اس پر کوئی طمع رکھا اور نہ اس کے بدلہ میں کوئی قیمت وصول کی۔ یہ وہ عالم ہے کہ اس کے لئے سمندر کی مچھلیاں، خشکی کے چارپائے اور فضائے آسمانی میں پرندے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے علم دیا تو اس نے اس سے اللہ کے بندوں کے ساتھ بخل

کیا۔ اس پر طمع رکھا اور اس پر قیمت وصول کی، یہ وہ عالم ہے کہ اسے قیامت کے روز آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ اور ایک پکارنے والا پکارے گا کہ یہ ہے وہ آدمی جسے اللہ نے علم دیا تھا مگر اس نے اس سے اللہ کے بندوں سے بخل کیا۔ اس پر طمع رکھا اور اس کی قیمت وصول کی۔ حساب وکتاب ختم ہونے تک یہ اسی حالت میں رہے گا۔

طبرانی نے اسے اوسط میں ذکر کیا۔ اس کی اسناد میں عبداللہ بن خداش ہے۔ میرے علم کے مطابق صرف ابنِ حبان نے اس کی توثیق کی ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس علم کو لازم پکڑو اس سے پہلے کہ اس کو قبض کرلیا جائے۔ اس کا قبض ہونا یہ ہے کہ اسے اٹھالیا جائے۔ اور آپ نے درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو اس طرح اکٹھا فرمایا۔ پھر فرمایا: اَلْعَالِمُ وَالْمُتَعَلِّمُ شَرِیْکَانِ فِی الْخَیْرِ وَلَا خَیْرَ فِیْ سَائِرِ النَّاسِ، عالم اور طالبعلم دونوں بھلائی میں شریک ہیں اور (ان کے علاوہ) باقی لوگوں میں کچھ بھلائی نہیں ہے۔

اسے ابن ماجہ نے علی بن یزید عن القاسم عنہ کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مَثَلَ الْعُلَمَاءِ فِی الْاَرْضِ یُھْتَدیٰ بِھَا فِیْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ فَاِذَا انْطَمَسَتِ النُّجُوْمُ اَوْشَكَ اَنْ تَضِلَّ الْھُدَاۃُ، زمین میں علماء کی مثال ستاروں کی طرح ہے کہ ان کے ذریعے خشکی وتری کی تاریکیوں میں راستہ تلاش کیا جاتا ہے تو جب ستارے بے نور ہو جائیں تو راہ بتانے والے بہت جلد خود راستہ بھول جاتے ہیں۔

احمد نے انس کے ساتھی ابوحفص سے روایت کیا۔ میں (صاحب کتاب) اسے نہیں جانتا۔ اس میں رشدین بھی ہے۔

حدیث: سہل بن معاذ بن انس رضی اللہ عنہم اپنے باپ سے راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے علم سیکھا تو اسے اس پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی ملے گا۔ عمل کرنے والوں کے اجر سے بھی کچھ کم نہ ہوگا۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ان میں سے ایک عالم تھا اور دوسرا عابد۔ تو آپ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ، عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، آسمانوں اور زمین کی مخلوق حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں، لوگوں کو علم سکھانے والے پر صلوٰۃ(1) بھیجتے ہیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور بزار نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے مختصراً روایت کیا جس میں کہا: ''علم سکھانے والے کے لئے ہر چیز حتیٰ کہ سمندر میں مچھلیاں بھی دعائے مغفرت کرتی ہیں''۔

حدیث: حضرت ثعلبہ بن حکم صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز

1۔ ''صلوٰۃ'' بمعنی رحمتِ خاصہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو معنی ہوگا انزالِ رحمت اور اگر مخلوقات کی طرف ہو تو اب معنی ہوگا، دعائے نزولِ رحمت۔ (مترجم)

جب اللہ عزوجل بندوں کا فیصلہ فرمانے کے لئے اپنی کرسی پر بیٹھے گا تو علماء سے فرمائے گا۔ میں نے تمہیں اپنا علم اور حلم (اخلاص) صرف اس لئے عطا فرمایا تھا کہ تمہارے گناہ معاف فرمادوں، اور مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے (گناہ کم ہوں یا زیادہ)۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا، اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کو اٹھائے گا پھر علماء (باعمل) کو الگ کر کے فرمائے گا: يَامَعْشَرَ الْعُلَمَاءِ إِنِّي لَمْ اَضَعْ عِلْمِي فِيكُمْ لِاُ عَذِّبَكُمْ اِذْهَبُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ، اے گروہِ علماء! مَیں نے اپنا علم تمہیں اس لئے نہیں دیا تھا کہ تمہیں عذاب دوں۔ جاؤ، میں نے تمہاری مغفرت فرمادی ہے۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے روز) عالم اور عابد کی بخشش کردی جائے گی۔ پھر عابد کو حکم ہوگا کہ جنت میں داخل ہو جا، اور عالم سے فرمایا جائے گا۔ ٹھہر جا تا کہ تو لوگوں کی سفارش کرے۔

اصبہانی (اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے) وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ سَبْعُوْنَ دَرَجَةً، عالم کو عابد پر ستر درجے فضیلت ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے کہ تیز رفتار گھوڑا ستر سال میں طے کرسکتا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ شیطان لوگوں کے لئے بدعات گھڑتا ہے جنہیں عالم کا نور بصیرت تاڑ لیتا ہے تو وہ لوگوں کو ان سے روکتا ہے۔ اور عابد کی توجہ اپنے رب کی عبادت کی طرف رہتی ہے۔ وہ ان (بدعات) کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور نہ انہیں پہچانتا ہے۔

اصبہانی نے روایت کیا۔ حدیث کا عجز اسے مدرج کے مشابہ کرتا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ، ایک فقیہ (باعمل عالم دین) ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے۔

ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے بروایت روح بن جناح روایت کیا جو مجاہد سے روایت میں منفرد ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: دین میں سمجھداری سے افضل اللہ کی کوئی دوسری عبادت نہیں۔ اور دین میں سمجھ رکھنے والا ایک آدمی ہزار عابد سے بڑھ کر شیطان پر بھاری ہے۔ لِكُلِّ شَيْءٍ عِمَادٌ وَعِمَادُ هٰذَا الدِّيْنِ الْفِقْهُ، ہر چیز کا کوئی ستون ہے اور اس دین (اسلام) کا ستون فقہ (دین کی سمجھ) ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دینی مسائل سمجھنے کے لئے ایک ساعت بیٹھنا میرے نزدیک لیلۃ القدر میں جاگنے سے زیادہ محبوب ہے۔

دار قطنی اور بیہقی نے روایت کیا مگر بیہقی میں ہے۔ (حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا:) ''رات کو صبح تک جاگنے سے زیادہ محبوب ہے''۔ اور بیہقی نے کہا: یہ الفاظ امامِ زہری کے قول سے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آپ مدینہ طیبہ کے بازار سے گذر رہے تھے کہ ایک جگہ ٹھہر گئے۔ کہنے لگے: بازار والو! تمہیں کس چیز نے روک رکھا ہے؟ وہ بولے ابو ہریرہ! تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ آپ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم یہاں ہو۔ جا کر اس سے اپنا حصہ کیوں نہیں لیتے؟ بولے، کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟ حضرت نے فرمایا: مسجد میں۔ تو وہ لوگ بھاگتے ہوئے گئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہیں کھڑے تھے کہ وہ لوٹ آئے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ کہنے لگے۔ ہم مسجد میں گئے اندر داخل ہوئے وہاں تو ہم نے کوئی چیز تقسیم ہوتے نہیں دیکھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے مسجد میں کسی کو نہیں دیکھا؟ بولے، کیوں نہیں ہم نے دیکھا کہ کچھ لوگ نماز میں مشغول تھے، کچھ قرآن پڑھ رہے تھے اور کچھ حلال و حرام کا آپس میں تذکرہ کر رہے تھے۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: وَيْحَكُمْ فَذَاكَ مِيرَاثُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تمہاری بربادی ہو، یہی تو میراث محمد ﷺ ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں باسناد حسن روایت کیا۔

فصل

علم نافع

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم دو طرح کا ہے۔ ایک وہ علم جو دل میں ہو۔ (عالم کے دل پر اثر کرے) یہی علم فائدہ بخش ہے۔ دوسرا وہ علم جو زبان پر ہو (دل پر اثر انداز نہ ہو) یہ علم ابنِ آدم کے خلاف اللہ تعالیٰ کی حجت ہے۔

اسے حافظ ابو بکر خطیب نے اپنی تاریخ میں باسناد حسن روایت کیا اور ابن عبد البر نمری نے بھی کتاب العلم میں حسن بصری سے مرسلاً اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم جو دل میں ثابت ہو تو یہی علم فائدہ مند ہوتا ہے۔ دوسرا علم جو صرف زبان پر ہو تو یہ علم بندوں کے خلاف اللہ کی حجت ہے۔

ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں، اصبہانی نے اپنی کتاب میں اور بیہقی نے فضیل بن عیاض سے ان کے قول ''غیر مرفوع'' سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک کچھ علم چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہوتا ہے۔ جسے عالم باللہ لوگ ہی جانتے ہیں، جب وہ اس علم کے موتی بکھیرتے ہیں تو اللہ عزوجل سے غافل لوگوں کے سوا کوئی اس کا انکار نہیں کرتا۔

ابو منصور دیلمی نے مسند میں اور ابو عبد الرحمٰن سلمی نے اربعین میں روایت کیا۔ اربعین تصوف کی کتاب ہے۔

ترغیب

طلب(1) علم کے لئے سفر کرنا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے کوئی راستہ طے کیا جس میں وہ علم تلاش کرتا ہو تو اس کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمائے گا۔

مسلم وغیرہ، ماقبل باب میں مکمل حدیث گذر چکی۔

حدیث: زرین حبیش رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا: کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا: علم حاصل کرنے آیا ہوں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ کوئی شخص طلب علم کے لئے گھر سے نہیں نکلتا مگر فرشتے اس کے اس عمل کو پسند کرتے ہوئے اس کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور صحیح کہا۔ ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔ یہ الفاظ انہیں کے ہیں۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا۔ حاکم نے کہا: یہ صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: قبیصہ! کیسے آنا ہوا؟ مَیں نے عرض کی۔ عمر بہت ہوگئی اور سن رسیدہ ہو گیا ہوں۔ اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے کچھ ایسی باتیں سکھا دیں جن سے اللہ میرا بھلا کر دے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے قبیصہ! تم جس پتھر، درخت

1۔ حصول علم کی غرض سے نکلنا عظیم الشان عبادت ہے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (توبہ:122)

ترجمہ: اور یہ تو نہیں ہوسکتا کہ سارے کے سارے مومن (طلب علم میں) نکل کھڑے ہوں کہ اس طرح تو نظام حیات متاثر ہوجائے گا) تو یہ کیوں نہ ہو کہ ہر قبیلہ سے چند آدمی نکلیں تا کہ دین میں سمجھداری (تفقہ فی الدین) حاصل کریں اور جب واپس لوٹ کر آئیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں تا کہ وہ (ان کی قوم کے لوگ) بچیں (اللہ ورسول جلا وعلا و ﷺ کی نافرمانی سے)

قرآن حکیم کی پہلی وحی کے الفاظ پر ذرا غور فرمائیں۔ ارشاد ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (العلق:1-5)

ترجمہ: (اے رسول معظم! ﷺ) اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھئے جس نے (سارے جہانوں کو) پیدا فرمایا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے (کسی کی کوشش رائیگاں نہیں جانے دیتا) وہ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ اسی نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو انسان نہیں جانتا تھا۔

دیکھا آپ نے! خلاق عالم نے وحی کا آغاز ہی پڑھنے پڑھانے تعلیم وتعلم اور علم وقلم کے الفاظ سے فرمایا ہے۔ اپنے محبوب اکرم ﷺ کو اور آپ کے وسیلہ سے آپ کی امت کو حصول علم کا ارشاد فرمایا ہے۔

روزمرہ پیش آنے والے دینی مسائل کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرضِ عین ہے اور پورے دین کا علم حاصل کرنا فرض کفایہ۔ قرآن پاک کا اتنا حصہ درست سیکھنا جس سے نماز صحیح ہوجائے، فرض عین ہے اور سارا قرآن با تجوید سیکھنا فرض کفایہ۔ (مترجم)

یا مٹی کے ڈھیلے کے پاس سے گذرے ہو ہر ایک نے تمہارے لئے دعائے مغفرت کی ہے۔ اے قبیصہ! جب تم صبح کی نماز پڑھ لو تو تین مرتبہ کہا کرو۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِہٖ، اندھے پن، کوڑھ اور فالج سے محفوظ رہو گے۔ اے قبیصہ! دعا کیا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِمَّا عِنْدَكَ وَاَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ وَانْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَّحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ، اے پروردگار، مَیں تجھ سے وہ مانگتا ہوں جو تیرے پاس ہے۔ مجھ پر اپنا فضل بہا دے، اپنی رحمت پھیلا دے اور مجھ پر اپنی برکتیں نازل فرما دے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو مسجد گیا اور خیر (علم) سیکھنے یا سکھانے کے علاوہ اس کا کوئی اور ارادہ نہیں، اس کا اجر اس حاجی کے برابر ہے جس کا حج مکمل ہو۔

طبرانی نے کبیر میں درست اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو مَیں نے یہ فرماتے ہوئے سنا: جو میری اس مسجد میں آیا اور صرف خیر (1) کے لئے آیا کہ اسے سیکھے اور دوسروں کو سکھائے تو وہ فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کے درجہ میں ہے۔ اور جو اس کے علاوہ کسی اور غرض سے آیا تو وہ اس آدمی کے درجہ میں ہے جو کسی دوسرے کے مال پر نظر رکھتا ہو (اس کیلئے کوئی ثواب نہیں)۔

ابن ماجہ و بیہقی۔ اس کی اسناد میں ایسا کوئی راوی نہیں جو متروک ہو اور اس کے ضعف پر اجماع ہوا ہو۔

حدیث: حضرت سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طلب علم کے لئے (نکلنے والا) کوئی بندہ قطعاً جوتا نہیں پہنتا نہ موزہ اور نہ لباس پہنتا ہے مگر جوں ہی وہ اپنے گھر کی دہلیز سے قدم باہر نکالتا ہے تو، غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ حَيْثُ يَخْطُوْ عَتَبَةَ دَارِہٖ، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ، جو شخص تلاش علم میں نکلا، واپس آنے تک وہ اللہ کے رستہ میں ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے۔ جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اللہ تعالیٰ (کی خوشی) کے لئے علم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔ فرشتے اس کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ آسمانوں کے ملائکہ اور سمندر کی مچھلیاں اس کے لئے

1۔ خیر بمعنی بھلائی ہے۔ جس میں علم و عبادات سب داخل ہیں۔ جو شخص مسجد میں علم پڑھنے یا پڑھانے، نماز، تلاوت، درود یا کسی اور عبادت کی نیت سے آیا۔ وہ اسی درجہ میں شمار ہوگا۔ (مترجم)

دعائے رحمت کرتی ہیں۔ اور عالم کی عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی چودھویں کے چاند کو آسمان کے سب سے چھوٹے ستارے پر۔ اور علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ بے شک انبیاء کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو علم کا وارث بناتے ہیں۔ اب جس نے یہ حاصل کر لیا اس نے اپنا حصہ پا لیا۔ عالم کی موت ایسی مصیبت ہے جس کا علاج نہیں اور ایسا شگاف ہے جو پر نہیں ہوسکتا۔ وہ ایک ستارہ تھا جو بے نور ہو گیا۔ مَوْتُ قَبِيْلَةٍ اَيْسَرُ مِنْ مَّوْتِ عَالِمٍ، ایک قبیلے کی موت، کسی عالم کی موت سے زیادہ آسان ہے۔

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، ان کے نزدیک "موت العالم الخ" کے الفاظ نہیں۔ نیز بیہقی نے بھی روایت کیا الفاظ انہیں کے ہیں۔

خلاصۃ الباب: احادیث مذکورہ فی الباب سے علم کی برکات غیر محدودہ معلوم ہو رہی ہیں۔ علم کی ضرورت و اہمیت علماء کے درجات اور طلباء کے مقامات کا بھی پتہ چلتا ہے۔ قرآن پاک نے متعدد مقامات پر علم کی ضرورت پر بڑی وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ نزول قرآن کی ابتداء متعدد روایات صحیحہ کے مطابق جن آیات سے ہوئی وہ بھی علم ہی کے بارہ میں ہے۔ فرمان ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (العلق:5-1)

ترجمہ: یعنی پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا اس نے انسان کو وہ سب سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

مذکورہ باب سے علماء اسلام کا اسلامی معاشرہ میں مقام بھی معلوم ہوا۔ ان لوگوں کو جو بلا وجہ علماء پر طعن و تشنیع کیا کرتے ہیں اپنے رسول ﷺ کے فرامین کو ٹھنڈے دل سے پڑھنا چاہیے اور اپنے ذہن میں تبدیلی پیدا کرنی چاہیے۔ علماء جیسے بھی ہیں۔ یہ بات شک و شبہ سے بالا ہے کہ آج جو کچھ دینی رونق، منبر و محراب کی زینت، مساجد و مدارس کی آبادی اور موجودہ دور میں اہل اسلام کا دینی جوش و جذبہ سب انہی علماء کے طفیل ہے۔

علم کے مختلف شعبہ جات ہیں۔ مثلاً اسلامیات، طبعیات، فلکیات، ارضیات اور دیگر بے شمار اقسام ہیں۔ ہمارے نزدیک ہر وہ علم جو دینی خدمت کے جذبہ سے حاصل کیا جائے۔ خواہ کسی شعبہ سے متعلق ہو۔ دینی و اسلامی کہلائے گا۔ ایک ڈاکٹر بننے والا طالب علم اس لئے محنت کرتا ہے کہ کامیاب ہو کر مسلمان بھائیوں کی خدمت کرے۔ ایک سائنس دان نے اس لئے یہ علم حاصل کیا کہ خدمت اسلام و مسلمین کرے و علی ھذا القیاس، تو یہ سب احادیث میں بیان فرمودہ ثواب کے حقدار ہونے چاہییں۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن و حدیث کا علم ہی اصل علم ہے اور اسی کو سب علوم پر فوقیت حاصل ہے۔ بہر کیف موجودہ دور میں ہر میدان میں مسلمان کو آگے بڑھنا چاہیے اور علم کے ہر شعبہ میں شاندار ترقی کرنی چاہیے۔ اس کے بغیر چارہ نہیں اور فرمان رسول ﷺ کے مطابق تو علم ہے ہی مسلمان کی گم شدہ چیز۔ جہاں بھی ملے لے لینی چاہیے۔ خوف خدا، اجتناب عن الکبائر، اعمال صالحہ کی رغبت، بلندی درجات، آخرت میں کامیابی، اعلاء کلمۃ اللہ اقوام عالم میں قدر و منزلت، الغرض دین و دنیا کی فوز و فلاح کا دار و مدار علم پر ہی ہے۔ جس قوم کے افراد حصول علم کی تڑپ نہیں رکھتے، اس قوم کو جینے کا کوئی حق نہیں۔

ترغیب

سماع وتبلیغ حدیث اوراس کا نسخ

اورترہیب

رسول اللہ ﷺ پرجھوٹ باندھنا (العیاذ باللہ)

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا: اللہ اس شخص کوخوش وخرم رکھے جو ہم (مجھ اورمیرے صحابہ) سے کچھ سنے پھراسی طرح آگے پہنچا دے جیسے اس نے سنا تھا۔ کیونکہ بہت سے ایسے لوگ جنہیں سنایا جاتا ہے وہ سنانے والے سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔

ابوداؤد، ترمذی اورابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ لیکن ابن حبان کی صحیح میں یہ الفاظ ہیں'' اللہ ایسے شخص پر رحمت نازل کرے'' ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا: اللہ تعالیٰ اس شخص کوخوش وخرم رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی پھر دوسروں تک اسے پہنچایا۔ کہ بہت سے لوگ اپنے سے زیادہ سمجھدار کی طرف علم کی بات پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ اورکئی حاملین فقہ (علماء) فقیہ نہیں ہوتے۔ (قوت استدلال نہیں رکھتے) تین چیزیں ہیں جن پرمومن کا دل خیانت نہیں کرسکتا۔ نمبر 1 اللہ کے لئے اخلاص عمل، نمبر 2 اہل بست وکشاد کونصیحت اور نمبر 3 لزوم جماعت۔ بلاشبہ ان کی دعا ان کے بعد آنے والوں کوبھی گھیر لیتی ہے۔ اورجس کی نیت محض دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے امرکومنتشر کردیتا ہے اوراس کی فقیری اس کے ماتھے پررکھ دیتا ہے۔ اسے دنیا میں وہی ملتا ہے جواس کے لیے مکتوب ہو چکا ہے۔ وَمَنْ كَانَتِ الْاٰخِرَةُ نِيَّتَهٗ جَمَعَ اللّٰهُ اَمْرَهٗ وَ جَعَلَ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، اورجس کی نیت آخرت کی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے امرکومجتمع رکھتا ہے اوراس کی غنا کواس کے دل میں رکھ دیتا ہے۔ دنیا ذلیل ومطیع ہوکراس کے پاس حاضر ہوتی ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ بیہقی نے بھی کچھ تقدیم وتاخیر کے ساتھ پہلا حصہ ''لَيْسَ بِفَقِيْهٍ'' تک روایت کیا۔ ابوداؤد اورترمذی نے بھی روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حسن کہا۔ نسائی اورابن ماجہ نے ان دونوں سے زیادہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: منیٰ میں مسجد خیف کے اندر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ اس بندے کوخوش وخرم رکھے جس نے میری بات (حدیث) سنی۔ اسے حفظ کیا، ذہن میں بٹھایا اورنہ سننے والوں تک پہنچایا۔ پھر وہ اسے لے کر ان تک پہنچا جنہوں نے نہیں سنی تھی۔ آگاہ رہو! بہت سے

حاملین فقہ،فقیہ نہیں ہوتے۔اور بہت سے لوگ اپنے سے زیادہ سمجھدار کی طرف علم کی بات پہنچانے والے ہوتے ہیں۔
الحدیث۔اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو (مسجد) خیف میں (منیٰ کے اندر) یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ اس بندے کو خوش وخرم رکھے جس نے میری بات کو سنا، اسے یاد رکھا، ذہن نشین کیا اور نہ سننے والوں تک پہنچایا۔کئی حاملین فقہ، فقیہ نہیں ہوتے۔اور بہت سے لوگ اپنے سے زیادہ سمجھدار کی طرف علم کی بات لے جانے والے ہوتے ہیں۔تین چیزیں ہیں جن پر مومن کا دل خیانت نہیں کرتا۔نمبر 1 اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص عمل۔ نمبر 2 مسلمانوں کے حکمرانوں کو نصیحت اور نمبر 3 ان کی جماعت کے ساتھ منسلک رہنا۔بلاشبہ ان کی دعائیں ان کے بعد والوں کی حفاظت کرتی ہیں۔

اسے امام احمد، ابن ماجہ اور طبرانی نے کبیر میں مختصر بھی اور مطول بھی روایت کیا۔مگر اس میں لفظ "تحفظ" کی بجائے "تحیط" ہے۔ان سب کی اسناد اس طرح ہے۔عن محمد بن اسحاق عن عبدالسلام عن الزہری عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ (رضی اللہ عنہم)، اس کی اسناد امام احمد کے نزدیک اس طرح بھی ہے، عن صالح بن کیسان عن الزہری، اور یہ اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔کہتے ہیں نبی ﷺ نے (دعا کرتے ہوئے) فرمایا: اے میرے پروردگار! میرے خلفاء پر رحم فرما ہم نے عرض کی۔یارسول اللہ ﷺ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا: اَلَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَرْوُوْنَ اَحَادِیْثِیْ وَ یُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ، وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے۔میری احادیث روایت کریں گے اور لوگوں کو پڑھائیں گے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوالردین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسی قوم نہیں جس کے افراد اللہ کی کتاب پر جمع ہوئے اور آپس میں (سمجھنے کے لئے) خوب مشغول ہوئے مگر وہ اللہ کے مہمان ہوتے ہیں۔اور فرشتے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں تاوقتیکہ وہ مجلس برخاست کردیں یا کسی اور بات میں سوچنے لگیں۔اور کوئی عالم ایسا نہیں جو طلب علم میں نکلتا ہے کہ کہیں یہ علم مٹ نہ جائے۔یا (کسی بری بات کو) مٹانے کے لئے نکلتا ہے کہ کہیں یہ درس وتدریس کی جگہ نہ پالے مگر وہ عالم اس غازی کی طرح ہوتا ہے جو اللہ کے راستہ میں کوچ کرنے والا ہو اور جہاں اسے اس کا یہ عمل پہنچاتا ہے، اس کا نسب نہیں پہنچا سکتا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسمٰعیل بن عیاش کی روایت سے ذکر کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ابن آدم مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے۔مگر تین چیزیں ہیں (کہ منقطع نہیں ہوتیں ان کا ثواب مسلسل پہنچتا رہتا ہے) نمبر 1 صدقہ

جاریہ، نمبر 2 علم، جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نمبر 3 نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرے۔

مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔ یہ اور اس جیسی احادیث پہلے گذر چکی ہیں۔

حدیث: روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلآئِکَۃُ تَسْتَغْفِرُ لَہٗ مَادَامَ اِسْمِیْ فِیْ ذَالِکَ الْکِتَابِ، جس نے مجھ پر کسی کتاب میں درود بھیجا (لکھا)، فرشتے اس وقت تک ہمیشہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے جب تک اس کتاب میں میرا نام موجود رہے گا۔ (سبحان اللہ)

طبرانی وغیرہ نے روایت کیا اور جعفر بن محمد کے کلام سے بھی موقوفاً علیہ اسے روایت کیا گیا ہے۔ وہ زیادہ مشابہ ہے۔

حدیث: اور انہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ، جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔

اسے مسلم، بخاری وغیرہما نے روایت کیا۔ اور یہ حدیث ایک سے زائد صحابہ رضی اللہ عنہم سے صحاح، سنن اور مسانید وغیرہا میں روایت کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ حد تواتر کو پہنچ چکی ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرف کوئی حدیث بیان کی اور وہ جانتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی اور پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے (بلکہ اس سے بہت شدید ہے) تو جس نے دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔ (مسلم وغیرہ)

ترغیب

اہل علم کے پاس اٹھنا بیٹھنا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں کے پاس سے گذرو تو وہاں بیٹھا کرو (اور کھایا کرو) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا: "مَجَالِسُ الْعِلْمِ" علم کی مجلسیں (جنت کے باغ ہیں)۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو (نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا تھا: يَا بُنَيَّ عَلَيْكَ بِمُجَالَسَةِ الْعُلَمَاءِ وَاسْمَعْ كَلَامَ الْحُكَمَاءِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَيُحْيِي الْقَلْبَ الْمَيِّتَ بِنُوْرِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي الْاَرْضَ الْمَيْتَةَ بِوَابِلِ الْمَطَرِ، اے میرے بیٹے! علماء کی صحبت کو لازم پکڑو اور حکماء کے کلام کو سنو کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دل کو نور حکمت کے ذریعے اس طرح زندہ کرتا ہے جیسے بنجر زمین کو زوردار بارش کے ذریعہ زندہ فرماتا ہے۔ (قابل کاشت کر دیتا ہے)۔

اسے طبرانی نے کبیر میں عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم کے طریق سے روایت کیا۔ ترمذی نے مذکورہ متن کے سوا میں اس اسناد کو حسن فرمایا۔ ممکن ہے یہ موقوف ہو۔ واللہ اعلم۔

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: (بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں) عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ (ﷺ)! ہمارے دوستوں میں سے کون سا دوست بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کی زیارت تمہیں اللہ کی یاد دلائے۔ جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی طرف متوجہ کرے۔

اسے ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ مبارک بن حسان کے علاوہ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

ترغیب

علماء کا احترام، بزرگی اور وقار

اور ترہیب

علماء کو کھو دینا اور ان سے لاپرواہی برتنا

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ اُحد کے شہداء کو (قبر میں) دو دو کو جمع فرماتے۔ پھر فرماتے: دونوں میں سے زیادہ قرآن یاد کرنے والا کون ہے؟ جب دونوں میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا

جاتا تو، قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ۔ آپ ﷺ اسے قبر میں مقدم فرماتے۔

اسے بخاری نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بوڑھے مسلمان اور حامل قرآن (عالم و حافظ) جو قرآن میں غلو نہ کرتا ہو اور نہ اس سے اعراض کرتا ہو، کی عزت کرنا اور سلطان عادل کا احترام کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے۔ (جس نے ان کا احترام کیا اس نے اللہ کی تعظیم کی)۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: اَلْبَرَكَةُ مَعَ اَكَابِرِكُمْ، برکت تمہارے بڑے بوڑھوں کے ساتھ ہے۔

طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے روایت کیا، حاکم نے کہا: یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: اور یہی (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما) نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يُوَقِّرِ الْكَبِيْرَ وَيَرْحَمِ الصَّغِيْرَ وَيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وہ ہم سے نہیں (ہمارے طریقہ پر نہیں) جس نے بڑے کا احترام نہ کیا۔ چھوٹے پر رحم نہ کیا، نیکی کا حکم نہ دیا اور برائی سے منع نہ کیا۔

امام احمد، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہیں نبی اکرم ﷺ کی طرف سے یہ بات پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم سے نہیں ہے جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانا۔

حاکم نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص میری امت سے نہیں ہے جس نے ہمارے بڑوں کی تکریم نہ کی، ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے علماء (دین) کو نہ پہچانا۔ (ان کا احترام نہ کیا)۔

امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا۔ طبرانی اور حاکم نے بھی روایت کیا مگر وہاں ''میری امت'' کے بجائے ''ہم سے نہیں'' کے الفاظ ہیں۔

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے اور وہ انکے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کیا اور ہمارے بڑوں کا شرف (درجہ) نہیں پہچانا۔

ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ مگر ابوداؤد میں ''شرف'' کی بجائے ''حق'' ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوْا لِلْعِلْمِ السَّكِيْنَةَ وَالْوَقَارَ وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ، علم حاصل کرو اور علم کے لئے سکون و وقار سیکھو۔ نیز جس سے علم سیکھتے ہو اس کے سامنے تواضع اختیار کرو۔

طبرانی فی الاوسط۔

حدیث: سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میرے پروردگار! مجھے ایسا زمانہ نہ پائے (میری زندگی میں ایسا زمانہ نہ آئے) یا آپ نے فرمایا: (اے صحابہ) تم ایسا زمانہ نہ پاؤ جس میں عالم کی اتباع نہ کی جائے اور بردبار سے حیا نہ کی جائے۔ ان (جہلاء) کے دل اہل عجم کے دلوں کی طرح اور زبانیں اہل عرب کی زبانوں کی طرح ہوں گی۔ (باتیں خوبصورت کریں گے اور دل خوف خدا سے خالی ہوں گے)۔

امام احمد نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: تین شخص ہیں جنہیں حقیر نہ سمجھے گا مگر منافق۔ نمبر 1 مسلمان بوڑھا، نمبر 2 صاحب علم اور نمبر 3 عادل بادشاہ۔

طبرانی نے کبیر میں عبیداللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم کے طریق سے روایت کیا اور ترمذی نے اس متن کے بغیر اس اسناد کو حسن کہا ہے۔

حدیث: اور حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے عرصہ سے ایک حدیث سنی ہوئی ہے کہ جب تو بیس یا اس سے کم و بیش کی جماعت میں ہو پھر غور سے ان کے چہروں کو دیکھے تو ان میں سے ایسا کوئی آدمی نہ پائے جس کا اللہ عزوجل کے بارے میں رعب (1) ہو تو جان لے کہ بے شک (دین کا) معاملہ کمزور ہو چکا۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مَیں اپنی امت کے لوگوں پر تین باتوں کے علاوہ کسی اور بات کا خوف نہیں رکھتا (وہ یہ ہیں) نمبر 1 ان کے پاس مال دنیا کی کثرت ہو جائے گی تو ایک دوسرے سے حسد کرنے لگیں گے۔ نمبر 2 ان کے سامنے کتاب (قرآن) کھولی جائے گی تو مومن اس میں تاویل تلاش کرنے لگے گا۔ حالانکہ اس کی تاویل تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اور علم میں پختہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے۔ سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اور نصیحت صرف سمجھدار لوگ ہی اختیار کرتے ہیں اور نمبر 3۔ وَاَنْ يَّرَوْا ذَاعِلْمٍ فَيُضَيِّعُوْهُ وَلَا يُبَالُوْا عَلَيْهِ، یہ کہ وہ کسی صاحب علم کو دیکھیں گے تو اس کو ضائع کر دیں گے اور اس کی کچھ پروا نہیں کریں گے۔ طبرانی فی الکبیر۔

1۔ یعنی لوگ اللہ تعالیٰ سے حصول ثواب کی خاطر اس آدمی کے علم و فضل کی بنا پر اس کا احترام کرتے ہوں۔ (مترجم)

ترہیب

اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے علم حاصل کرنا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے وہ علم حاصل کیا جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کے لئے حاصل کیا جاتا ہے (یعنی علم دین) اور اس نے اسے اس لئے حاصل کیا ہے کہ اس کے ذریعہ مال دنیا اکٹھا کر لے تو، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي رِيْحَهَا، روز قیامت یہ جنت کی بو یعنی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان (اپنی صحیح میں) اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بر شرط مسلم و بخاری صحیح ہے۔ اور "باب الریا" کے شروع میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث گذر چکی ہے۔ جس میں ہے کہ "ایک آدمی نے علم پڑھا پڑھایا ہوگا اور قرآن مجید کا قاری ہوگا (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں اسے یاد دلائے گا۔ تو یہ ان کو پہچان لے گا۔ اللہ کریم فرمائے گا تو نے ان میں کیا عمل کیا؟ یہ عرض کرے گا۔ میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیری رضا کی خاطر قرآن کی قرات کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو نے علم اس لئے سیکھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن کی قرات اس لئے کی کہ لوگ کہیں وہ (یعنی تو) قاری ہے تو یہ کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے لئے حکم ہوگا اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا حتیٰ کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ الحدیث، مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو کوئی اس لئے علم حاصل کرے کہ اس سے علماء کے ساتھ مقابلہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں داخل کرے گا۔

اسے ترمذی (الفاظ انہیں کے ہیں، ابن ابی الدنیا (کتاب الصمت وغیرہ میں)، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس لئے علم حاصل نہ کرو کہ اس کی وجہ سے علماء کے سامنے فخر کرو، نہ اس کی وجہ سے جہلاء کے ساتھ جھگڑا کرو اور نہ اس کے ذریعے مجالس میں برتری تلاش کرو۔ فَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ فَالنَّارُ النَّارُ، تو جس نے ایسا کیا (اس کے لئے) آگ ہی آگ ہے۔

اسے روایت کیا ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ اور بیہقی نے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی انور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس کسی نے اس لئے علم طلب کیا کہ اس کے سبب علما سے مقابلہ کرے اور جہلاء سے جھگڑا کرے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائے تو وہ آگ میں ہوگا۔ ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے علم اس لئے سیکھا کہ اس کی وجہ سے علماء کے سامنے فخر کرے، جہلاء سے جھگڑے اور لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرائے تو اسے اللہ تعالیٰ جہنم

میں داخل فرمائے گا۔ ابن ماجہ ایضاً۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ علم دین سیکھیں گے اور قرآن پڑھیں گے (دل میں) کہیں گے کہ امیروں کے پاس جائیں کہ ان کا مال دنیا پائیں اور اپنے دین کے سبب ان کے سامنے فخر کریں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوگا (انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نصیب نہ ہوگی) جیسا کہ پھول کے درخت سے کانٹے ہی چنے جاتے ہیں ایسا ہی امیروں کی قربت سے (محمد بن صباح نے کہا کہ) گناہ ہی چُنے جائیں گے۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے خوبصورت باتیں اس لئے سیکھیں کہ آدمیوں یا لوگوں کے دل جیت لے، لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا۔ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہیں فرمائے گا۔ ابو داؤد۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا: تمہارا اس وقت کیسا حال ہوگا جب تمہیں فتنہ پہنچے گا۔ جس میں چھوٹے خوب بڑے ہو جائیں گے، بڑے بہت بوڑھے ہو جائیں گے اور (خلاف شرع) طریقہ اپنا لیا جائے گا۔ پھر اگر اسے تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے گی تو کہا جائے گا یہ (تبدیلی) گناہ ہے۔ (حالانکہ کہنے والے خود مبتلائے گناہ ہوں گے) کسی نے کہا: یہ سب کچھ کب ہوگا؟ جواب دیا: جب تمہارے امانت دار کم ہو جائیں گے اور مالدار زیادہ ہو جائیں گے، تمہارے فقہاء قلیل ہو جائیں گے اور قراء کثیر ہو جائیں گے۔ جب فقہ دینداری کے لئے نہیں (بلکہ دنیاداری کے لئے) سیکھی جائے گی اور آخرت کے (نیک) عمل کے ذریعہ دنیا طلب کی جائے گی۔

اسے عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آخر زمانے میں آنے والے فتنے کا ذکر فرمایا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت فرمایا کہ اے علی! یہ کب ہوگا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ یہ اس وقت ہوگا جب علم فقہ سیکھا جائے گا مگر دین داری کے لئے نہیں اور علم حاصل کیا جائے گا مگر عمل کے لئے نہیں۔ (یہ چیزیں دنیا داری کے لئے ہوں گی) اور عمل آخرت کے بدلے دنیا طلب کی جائے گی۔

اسے بھی عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں موقوفاً روایت کیا۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث گذر چکی ہے، جس میں یہ ہے کہ "(قیامت کے دن) ایک آدمی پیش کیا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہوگا تو اس نے اس میں اللہ کے بندوں کے ساتھ بخل کیا ہوگا، اس علم پر لالچ اختیار کیا اور اس کے بدلہ میں دنیا کا مال حاصل کیا ہوگا، اسے روز قیامت آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔ اور ایک ندا دینے والا ندا دے گا کہ یہ ہے وہ شخص جسے اللہ نے علم عطا فرمایا تو اس نے اس میں بندگان خدا کے ساتھ بخل کیا، اس پر لالچ اختیار کیا اور اس کے بدلہ میں دنیا کا مال خریدا، یہ آواز اسی طرح (اس کو ذلیل کرنے کے لئے) آتی رہے گی حتیٰ کہ حساب و کتاب سے فراغت ہو جائے گی۔

ترغیب

علم کی نشر واشاعت اور نیکی پر دلالت

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ عمل اور نیکیاں جن کا ثواب مومن کو بعد از مرگ بھی پہنچتا رہتا ہے۔ ان میں سے یہ بھی ہیں؛ نمبر 1، عِلْماً عَلَّمَهُ وَ نَشَرَهُ علم، جو اس نے دوسروں کو سکھایا اور آگے پھیلایا، نمبر 2 نیک اولاد جو اس نے اپنے پیچھے چھوڑی، نمبر 3 قرآن (اس کی تفسیر وغیرہ) جس کا کسی کو وارث بنایا، نمبر 4 مسجد بنادی، نمبر 5 مسافروں کے ٹھہرنے کے لئے سرائے بنائی، نمبر 6 نہر کھدوادی، نمبر 7 صدقہ جو اس نے اپنی زندگی اور تندرستی کی حالت میں اپنے مال سے نکالا۔ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے۔

اسے ابن ماجہ نے باسناد حسن اور بیہقی نے روایت کیا۔ ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں اس جیسی روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی جو اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے ان میں سے بہترین یہ تین چیزیں ہیں، نمبر 1 نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔ نمبر 2 ایسا صدقہ جاریہ، جس کا ثواب اس کو پہنچتا رہے اور نمبر 3 علم، جس پر اس کے بعد بھی عمل ہوتا رہے۔

اسے ابن ماجہ نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے کہ جب ابن آدم مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے مگر تین چیزیں ہیں (کہ ان کا ثواب مسلسل پہنچتا ہے) نمبر 1 صدقہ جاریہ، نمبر 2 علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ نمبر 3 نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔ مسلم۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَاتَصَدَّقَ النَّاسُ بِصَدَقَةٍ مِثْلَ عِلْمٍ يُنْشَرُ لوگوں نے اس علم جیسا کوئی اور صدقہ نہیں کیا جسے آگے پھیلایا جائے۔

طبرانی نے کبیر وغیرہ میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا ہی اچھا تحفہ ہے وہ کلمہ حق جسے تو سنے پھر اسے اپنے مسلمان بھائی کے پاس لے جائے تو اس کو سکھادے۔

طبرانی نے اسے کبیر میں روایت کیا۔ اس کے موقوف ہونے کا شبہ ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑے سخی کے متعلق نہ خبر دوں؟ (پھر خود ہی فرمایا) اللہ تعالیٰ سب سے بڑا کریم ہے۔ اولاد آدم میں سب سے بڑا سخی میں ہوں اور میرے بعد تمہارے اندر سب سے بڑا سخی وہ آدمی ہے جس نے علم سیکھا پھر اپنے اس علم کو آگے پھیلایا۔ قیامت کے دن اسے ایک جماعت (کے برابر ثواب میں بنا کر) اٹھایا جائے گا۔ اور دوسرا وہ آدمی بڑا سخی ہے۔ جس نے اپنی جان اللہ کی

راہ میں لڑا دی حتیٰ کہ قتل ہو گیا۔

ابو یعلیٰ اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: انہی سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا آدمی نہیں، جس نے اپنی زبان کو ایسی بات کے لئے استعمال کیا کہ اس بات پر اس کے بعد عمل کیا جائے مگر اس کا اجر یوم قیامت تک جاری رہے گا۔ پھر روز قیامت اللہ تعالیٰ اس کو پورا پورا ثواب عطا فرمائے گا۔

اسے امام احمد نے مشکوک اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ لیکن اصول اس کو قوی کرتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: چار اشخاص ہیں جن کا اجران کی موت کے بعد جاری رہتا ہے۔ نمبر 1 وہ آدمی جو اس حال میں مرا کہ ہمیشہ اللہ کے رستے میں جہاد کے لئے تیار رہتا تھا۔ نمبر 2 وہ آدمی جس نے علم (کسی کو) سکھایا، اس کا اجر اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اس علم پر عمل ہوتا رہے گا۔ نمبر 3 وہ آدمی جس نے صدقہ جاریہ کیا، اس کا اجر اس وقت جاری رہے گا جب تک یہ (صدقہ کی جانی والی چیز) موجود رہے گی اور نمبر 4۔ وَرَجُلٌ تَرَكَ وَلَدًا صَالِحًا يَدْعُوْالَهٗ۔ وہ آدمی، جس نے اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑی کہ اس کے لئے دعا کرتی رہے۔

امام احمد، بزار، طبرانی فی الکبیر والاوسط۔

فصل

نیکی کے لئے تعاون ورہنمائی

حدیث: حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ اسے سواری عطا فرمائیں۔ بولا میری سواری کا جانور بے کار ہو گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: فلاں آدمی کے پاس چلے جاؤ۔ یہ گیا تو اس نے اسے سواری دے دی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ، جس نے کسی نیکی کی طرف رہنمائی کی، اسے نیکی کرنے والے کی مثل اجر ملے گا یا آپ نے فرمایا، نیکی پر عمل کرنے والے کی مثل۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور کچھ سوال کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے پاس کچھ نہیں جو تمہیں دوں لیکن فلاں آدمی کے پاس چلے جاؤ۔ یہ اس آدمی کے پاس گیا تو اس نے اسے کچھ دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی نیکی کی طرف رہنمائی کی تو اسے یہ نیکی کرنے والے یا اس پر عمل کرنے والے کی مثل اجر ملے گا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور بزار نے مختصراً یہ جملہ روایت کیا۔ اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ ''نیکی

کی طرف رہنمائی کرنے والا، نیکی کرنے والے کی طرح ہے''۔طبرانی نے کبیر اور اوسط میں سہل بن سعد کی حدیث سے اسے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: اچھائی پر رہنمائی کرنے والا، اچھائی کرنے والے کی مانند ہے اور اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ کی مدد کرنے کو پسند فرماتا ہے۔

بزار نے اسے زیاد بن عبداللہ نمیری کی روایت سے روایت کیا۔اس کی توثیق کی گئی اور اس کے کئی شواہد ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی، اس کا اجر اس ہدایت کی اتباع کرنے والوں کے برابر ہوگا اور ان کے اپنے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا، اس کا گناہ اس گمراہی پر چلنے والوں کے برابر ہوگا اور ان کے اپنے گناہوں میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔یہ اور اس طرح کی دیگر روایات ''بَابُ الْبَدَاءَةِ بِالْخَیْرِ'' (نیکی کی ابتداء کرنا) میں گذر چکی ہیں۔

حدیث: سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم:28) اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ) کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: (اس کا مطلب یہ ہے کہ) اپنے اہل و عیال کو خیر (علم) سکھاؤ۔حاکم نے موقوفاً روایت کیا اور کہا کہ بر شرط مسلم و بخاری صحیح ہے۔

ترہیب

علم[1] کو چھپانا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے علم کی کوئی

1۔ کتمانِ علم (علم چھپانا) اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے علماء بنی اسرائیل کو اس کی پاداش میں جہنم کے عذاب کی وعید سنائی ہے۔قرآن پاک میں اس کا تذکرہ ہماری عبرت کے لئے ہے۔ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (البقرۃ:174)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ کی نازل فرمودہ کتاب کو چھپاتے ہیں اور اس (فعل بد) کے بدلے میں بہت حقیر سی قیمت خرید لیتے ہیں وہ سوائے آگ کے اپنے پیٹوں میں کچھ اور نہیں کھاتے اور روز قیامت اللہ ان سے بات تک نہ کرے گا اور نہ (ان کے گناہ بخش کر) ان کو پاک فرمائے گا۔اور ان کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے۔

علماء اسلام کی عبرت انگیزی کے لئے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۫ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ (آل عمران:187)

ترجمہ: اور یاد کرو اس وقت کو جب کتاب والوں (یہود و نصاریٰ) سے اللہ نے پختہ عہد لیا تھا کہ تم اسے ضرور لوگوں کے سامنے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بات پوچھی گئی پھر (جانتے ہوئے) اس نے اسے چھپایا تو، اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ، روز قیامت اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

اسے ابوداؤد، ترمذی (اور انہوں نے حسن کہا)، ابن حبان (اپنی صحیح میں) اور بیہقی نے روایت کیا۔ اور حاکم نے اس طرح کی روایت اور کہا: برشرط شیخین صحیح ہے۔ انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے "کوئی آدمی نہیں کہ اس نے علم یاد کیا پھر اسے چھپایا مگر قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اسے آگ کی لگام ڈالی گئی ہوگی"۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علم چھپایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے آگ کی لگام پہنائے گا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح ہے بے غبار ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے علم کی بات پوچھی گئی پھر اس نے اسے چھپایا تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اسے آگ کی لگام ڈالی گئی ہوگی۔ اور جس نے قرآن کے متعلق بغیر علم کے کوئی بات کہی وہ بھی قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ آگ کی لگام اس کو ڈالی گئی ہوگی۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ صحیح میں ان سے احتجاج کیا گیا ہے۔ اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں صرف پہلا حصہ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایسا علم چھپایا جس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو دین کے معاملہ میں نفع پہنچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائے گا۔ ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اس امت کے بعد والے لوگ پہلوں پر لعنت کریں گے (بعد والے پہلوں کو لعن طعن کریں گے۔ جیسا کہ آجکل دیکھنے میں آرہا ہے) تو جس نے کوئی حدیث چھپائی اس نے بلاشبہ وہ چیز چھپائی جو اللہ نے نازل فرمائی تھی۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور اس میں انقطاع ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی مثال جو علم سیکھتا ہے پھر آگے بیان نہیں کرتا اس آدمی کی طرح ہے جو خزانہ بھرتا ہے پھر اس میں سے کچھ خرچ نہیں کرتا۔

طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کھول کھول بیان کرنا اور چھپانا مت۔ لیکن انہوں نے اس (عہد) کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے عوض حقیری قیمت خرید لی۔ سو وہ جو کچھ خرید رہے ہیں، بہت ہی برا ہے۔

قرآن حکیم میں ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں علم چھپانے کی شدید مذمت فرمائی گئی ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ اسے جہاں تک ممکن ہو دوسروں تک پہنچایا جائے۔ (مترجم)

حدیث: علقمہ بن سعید بن عبدالرحمن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: مسلمان جماعتوں کے حق میں تعریفی کلمات ادا فرمائے۔ پھر فرمایا: کیا حال ہے ان قوموں (کے لوگوں) کا جو اپنے پڑوسیوں کو دین کی باتیں نہیں سکھاتے۔ علم نہیں پڑھاتے، نصیحت نہیں کرتے، (نیکی کا) حکم نہیں دیتے، اور انہیں (گناہوں سے) منع نہیں کرتے؟ اور کیا حال ہے ان لوگوں کا جو اپنے ہمسایوں سے علم نہیں سیکھتے، دین کی سمجھ نہیں حاصل کرتے اور نہ نصیحت اختیار کرتے ہیں؟ اللہ کی قسم، کسی قوم کو اپنے ہمسایوں کو ضرور علم سکھانا چاہیے۔ دین کی باتیں بتانی چاہئیں، نصیحت کرنی چاہیے، نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنا چاہیے، اور قوم کو چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے علم سیکھے، دین کی باتیں سیکھے اور نصیحت حاصل کرے ورنہ میں ان کے لئے سزا مقرر کردوں گا۔ پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے تو فرمایا: تمہارے خیال میں کون سی قوم ایسی ہے؟ (پھر خود ہی) فرمایا: یہ اشعریین ہیں۔ یہ سمجھدار لوگ ہیں اور ان کے پڑوسی پانیوں کے کنارے اور دیہات میں رہنے والے لوگ ہیں۔ جب یہ بات اشعریوں کو معلوم ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ایک قوم کا ذکر تو اچھائی کے ساتھ فرمایا اور ہمارا ذکر برائی کے ساتھ فرمایا۔ ہمارا کیا حال ہے؟ (اس کی کیا وجہ ہے؟) تو سرور عالم ﷺ نے فرمایا: ہر قوم کو چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو علم پڑھائے، انہیں نصیحت کرے، نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ایک قوم اپنے ہمسائیوں سے علم پڑھے، نصیحت پکڑے اور دین کی سمجھ حاصل کرے ورنہ میں ان کے لئے دنیا ہی میں سزا مقرر کردوں گا۔ وہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم اپنے غیروں کو نصیحت کریں؟ نبی سرور ﷺ نے اپنا فرمان ان کے سامنے پھر دہرایا۔ انہوں نے بھی اپنی بات کو دہرایا کہ کیا ہم اپنے غیروں کو نصیحت کریں۔ تو آپ نے انہیں پھر بھی یہی فرمایا۔ تو وہ عرض کرنے لگے، آپ ﷺ ہمیں ایک سال کی مہلت عطا فرمادیں۔ آپ نے انہیں ایک سال کی مہلت دے دی تاکہ وہ ان (پڑوسیوں) کو دین کی باتیں بتائیں، علم سکھائیں اور نصیحت کریں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (مائدہ:78) یعنی بنی اسرائیل کے کافر لوگوں پر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبان کے ذریعہ لعنت کی گئی)۔ (یہ ایک دوسرے کو نصیحت نہ کرتے تھے)۔

اسے طبرانی نے کبیر میں بکیر بن معروف عن علقمہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تَنَاصَحُوْا فِي الْعِلْمِ، فَاِنَّ خِيَانَةَ اَحَدِكُمْ فِيْ عِلْمِهٖ اَشَدُّ مِنْ خِيَانَتِهٖ فِيْ مَالِهٖ، وَاِنَّ اللّٰهَ مَسَائِلُكُمْ، علم کے بارے میں ایک دوسرے کو نصیحت کیا کرو۔ تم میں سے کسی کا علم میں خیانت کرنا، اس کے مال میں خیانت کرنے سے زیادہ شدید ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس کے متعلق تم سے سوال فرمائے گا۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کے راوی ابوسعید بقال کے علاوہ ثقہ ہیں۔ اس کا نام سعید بن مرزبان ہے۔

ترہیب

علم وعمل(1)اور قول وفعل میں تضاد

حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (یہ دعا) فرمایا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ عِلۡمٍ لَا یَنۡفَعُ وَمِنۡ قَلۡبٍ لَا یَخۡشَعُ وَمِنۡ نَفۡسٍ لَا تَشۡبَعُ وَمِنۡ دَعۡوَۃٍ لَا یُسۡتَجَابُ لَھَا، اے میرے پروردگار! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے۔ ایسے دل سے جو عاجزی نہ کرے، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔

اسے مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔

حدیث: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے روز ایک آدمی کو لایا جائے گا پھر اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ تو اس کی انتڑیاں پیٹ سے باہر نکل آئیں گی۔ وہ انہیں لے کر ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی کو لے کر گھومتا ہے۔ تو اہل نار اس کے گرد جمع ہو کر کہیں گے کہ اے فلاں! یہ تیرا کیا حال ہو رہا ہے؟ کیا تو وہ ہی نہیں جو ہمیں نیکی کا حکم دیتا تھا اور برائی سے منع کرتا تھا؟ یہ کہے گا (ہاں وہی ہوں)، کُنۡتُ اٰمُرُکُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَلَا اٰتِیۡهِ وَاَنۡهَاکُمۡ عَنِ الشَّرِّ وَاٰتِیۡهِ، میں تمہیں نیکی کا حکم کرتا تھا مگر خود نیکی نہ کرتا تھا اور تمہیں برائی سے روکتا تھا مگر خود وہ برائی کرتا تھا۔ راوی کہتے ہیں: میں نے یعنی نبی کریم ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ شب معراج میں ایسی اقوام کے پاس سے گذرا، جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ مَیں نے جبریل سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ آپ کی قوم کے وہ خطیب ہیں کہ جو کچھ زبان سے کہتے تھے خود کرتے نہیں تھے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔ اور ابن ابی الدنیا، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت انس کی حدیث سے روایت کیا۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ زیادہ کئے۔ یَقۡرَءُوۡنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَلَا یَعۡمَلُوۡنَ بِهٖ۔ وہ خطباء اللہ کی کتاب پڑھتے تھے مگر اس پر عمل نہ کرتے تھے۔

1۔ علم وعمل، قول وفعل اور زبان ودل کا تضاد اللہ تعالیٰ جل شانہ کو بھی سخت ناپسند ہے۔ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (البقرہ:44)

ترجمہ: کیا تم دوسرے لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو (کہ تمہیں بھی نیکیوں کی دوسروں کی طرح ضرورت ہے) حالانکہ تم کتاب بھی پڑھتے ہو۔ کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے ہو؟

اہل ایمان کو ان کی صفت ایمان یاد دلا کر ارشاد فرمایا جاتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ۞ کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ (صف:3-2)

ترجمہ: اے ایمان والو! (دوسروں کو) ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ سخت ناراضگی کا باعث ہے کہ تم ایسی بات کہو جو خود نہیں کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ اور سرور عالم ﷺ تو ایسے شخص سے ناراض ہیں ہی، بندوں میں بھی اسے کسی اعتماد واعتبار اور مقام واحترام کے قابل نہیں سمجھا جا سکتا۔ (مترجم)

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: عذاب کے فرشتے بدکار قاریوں (بےعمل قراء، حفاظ، علماء) کو بت پرستوں سے پہلے پکڑنے میں جلدی کریں گے۔ یہ کہیں گے، بت پرستوں سے پہلے ہمیں (کیوں) پکڑا جاتا ہے؟ تو انہیں جواب دیا جائے گا کہ، لَیۡسَ مَنۡ یَّعۡلَمُ کَمَنۡ لَا یَعۡلَمُ، علم والا بےعلم کے برابر نہیں ہوتا۔

اسے طبرانی اور ابونعیم نے روایت کیا اور ابونعیم نے کہا: یہ حدیث ابوطوالہ کی حدیث سے غریب ہے۔ العمری اس سے روایت کرنے میں مفرد ہے۔ العمری سے مراد عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز زاہد ہے۔

(حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں) باوجود غریب ہونے کے اس حدیث کے لئے شواہد ہیں۔ جن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث ہے۔ جو یہ ہے ''بےشک سب سے پہلے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جس آدمی کو بلائے گا وہ ہے جس نے قرآن اس لئے پڑھا ہوگا کہ اسے قاری کہا جائے'' اس حدیث کے آخر میں ہے ''یہ تین آدمی (ریاکار قاری، سخی اور شہید) وہ ہیں کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے قیامت کے دن ان پر آگ بھڑکائی جائے گی۔ حدیث کے پورے الفاظ ''ریاء'' کے باب میں گذر چکے ہیں۔

حدیث: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَاۤاٰمَنَ بِالۡقُرۡاٰنِ مَنِ اسۡتَحَلَّ مَحَارِمَہٗ، وہ شخص قرآن پر ایمان نہیں لایا، جس نے اس کے حرام کو حلال جانا۔

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی اسناد قوی نہیں۔

حدیث: حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (روزمحشر) بندے کے اپنی جگہ سے قدم نہ ہلیں گے۔ حتیٰ کہ اس سے پوچھا جائے گا اس کی عمر کے متعلق کہ کس کام میں صرف کی۔ اس کے علم کے متعلق کہ اس کے مطابق کیا عمل کیا۔ اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔ اور سوال ہوگا اس کے جسم کے متعلق کہ کن افعال میں اسے مبتلا کیا؟

ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بیہقی وغیرہ نے بھی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: آپ نے فرمایا: قیامت کے دن بندے کے قدم نہیں ہٹیں گے جب تک کہ اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے گا۔ نمبر 1 عمر کے متعلق کہ کہاں برباد کی؟ نمبر 2 جوانی کے متعلق کہ کن کاموں میں مبتلا کئے رکھا؟ نمبر 3 اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا؟ اور نمبر 4 علم کے متعلق کہ اس کے مطابق کیا کیا عمل کئے؟

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن ابن آدم کے قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال نہ کر لیا جائے گا۔ نمبر 1 عمر کے متعلق کہ کن کاموں میں برباد کی؟ نمبر 2 جوانی کے متعلق کہ کن افعال میں لگائے رکھی؟ نمبر 3 مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا

اور نمبر 4 کہاں خرچ کیا؟ نمبر 5 علم کے متعلق کہ اس کے مطابق کیا کیا اعمال کئے؟

اسے ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت میں سے کچھ لوگ، اہل نار کے پاس جائیں گے۔ ان سے پوچھیں گے: کس وجہ سے آگ میں داخل ہوئے ہو؟ خدا کی قسم، ہم تو صرف اس علم کی وجہ سے جنت میں گئے ہیں جو تم لوگوں سے سیکھا تھا۔ تو اہل نار جواب دیں گے: اِنَّا كُنَّا نَقُوْلُ وَلَا نَفْعَلُ، بے شک ہم جو کہتے تھے اس کے مطابق افعال نہ کرتے تھے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ خطبہ نہیں دیتا مگر اللہ عزوجل اس سے اس کے بارے میں سوال کرے گا (اس کے مطابق عمل کیا؟) (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تیری اس خطبہ سے کیا نیت تھی؟ جعفر کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن دینار جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو اتنا روتے تھے کہ سانس رک جاتی تھی پھر فرماتے: تم خیال کرتے ہو گے کہ تم سے یہ کلام کر کے میری آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہو گی (میں خوش ہوتا ہوں گا) حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھ سے اس کے بارے میں سوال فرمائے گا کہ تیرا ارادہ کیا تھا؟

اسے ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت لقمان یعنی ابن عامر سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرا رب مجھے مخلوقات کے سامنے بلائے پھر فرمائے۔ اے عویمر! (عامر کی تصغیر) مَیں عرض کروں اے میرے رب! مَیں حاضر ہوں۔ تو وہ پوچھے: مَاعَمِلْتَ فِيْمَا عَلِمْتَ، تو نے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا؟

اسے بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ بیت اللہ کے طواف میں مصروف تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سب سے برا کون ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ معاف کرے اچھائی کے بارے میں پوچھو اور برائی کے متعلق مت سوال کرو۔ لوگوں میں سے برے لوگوں کے اندر برے (بے عمل) علماء ہوں گے۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں جلیل بن مرہ ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی مثال جو لوگوں کو خیر (علم) سکھاتا ہے اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔ مَثَلُ الْفَتِيْلَةِ الَّتِيْ تُضِيْءُ عَلَى النَّاسِ وَ تَحْرِقُ نَفْسَهَا، چراغ

کے اس دھاگے کی طرح ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا رہتا ہے۔

اسے بزار نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کئی حاملین فقہ، فقیہ نہیں ہوتے۔ جسے اس کا علم نفع نہ دے، اس کی جہالت اسے نقصان دیتی ہے۔ قرآن کو پڑھ جبکہ وہ تجھے (گناہ سے) روکے۔ تو اگر اس نے تجھے نہیں روکا تو گویا تو نے قرآن کو پڑھا ہی نہیں ہے۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس میں شہر بن حوشب ہے۔

حدیث: حضرت جندب بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ صاحب النبی (یہ ان کا لقب ہے) رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو لوگوں کو خیر سکھاتا ہے اور اپنی ذات کو بھول جاتا ہے، اس چراغ کی سی ہے جو لوگوں کو اجالا بکھیرتا ہے مگر خود کو جلاتا رہتا ہے۔ الحدیث۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن ہے۔ ان شاء اللہ۔

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر عمارت، صاحب عمارت کیلئے وبال ہے۔ لیکن اتنی اتنی۔ (بقدر کفایت وبال نہیں ہے) اور جناب نے اپنے ہاتھ مبارک کے ساتھ اشارہ فرمایا، اور ہر علم، صاحب علم پر وبال ہے البتہ وہ علم (وبال نہیں) جس پر عمل بھی کیا ہو۔

طبرانی نے اسے کبیر میں بھی روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ہانی بن متوکل ہے۔ جس پر ابن حبان نے کلام کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَالِمٌ لَمْ یَنْفَعْهُ عِلْمُهٗ، قیامت کے روز لوگوں میں سب سے زیادہ شدید عذاب اس عالم کو ہوگا جسے اس کے علم نے فائدہ نہ دیا (علم پر عمل نہ کیا)۔

طبرانی فی الصغیر اور بیہقی۔

حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بنی قیس کے ایک محلے کی طرف بھیجا کہ مَیں ان لوگوں کو دین اسلام کے مسائل سکھاؤں۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ لوگ جنگلی اونٹ کی طرح آنکھیں اٹھائے ہوئے ہیں۔ انہیں بکریوں اور اونٹوں کے علاوہ کسی چیز کی کوئی فکر ہی نہیں۔ تو مَیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اے عمار! تم نے کیا کام کیا؟ مَیں نے اس قوم کا قصہ بیان کیا اور ان کی غفلت وغیرہ کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: اے عمار! کیا مَیں تمہیں ان سے عجیب تر قوم کے متعلق نہ بتاؤں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے علم پڑھا، جاہل نہ رہے۔ پھر ان (قبیلہ قیس کے) لوگوں کی غفلت کی مانند بھول گئے (عمل نہ کیا)۔

بزار و طبرانی فی الکبیر۔

حدیث: حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی

امت کے کسی مومن ومشرک کے بارے میں خوف نہیں ہے۔اس لئے کہ مومن کوتو اس کا ایمان (ارتکاب گناہ سے) منع کرے گا اور باقی رہا مشرک، تو اسے اس کا کفر ذا انتشار رہے گا۔لیکن مجھے تمہارے متعلق اس منافق سے خوف ہے جو زبان دان ہوگا۔ باتیں ایسی کرے گا جن کی تم تعریف کروگے اور عمل ایسے کرے گا جنہیں تم ناپسند کروگے۔

طبرانی نے اوسط اور صغیر میں حارث کی روایت سے ذکر کیا اور وہ اعور ہیں۔ابن حبان وغیرہ نے اس کی توثیق کی ہے۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُم بَعْدِىْ كُلَّ مُنَافِقٍ عَلِيْمَ اللِّسَانِ، جن چیزوں کا میں اپنے بعد تمہارے اوپر خوف کھاتا ہوں ان میں زیادہ خوفناک ہر وہ منافق ہے جو زبان دان ہو۔

طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے روایت کیا۔اس کے رواۃ سے صحیح میں احتجاج کیا گیا ہے۔امام احمد نے بھی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا دل، اس کی زبان کے اور اس کی زبان اس کے دل کے مطابق نہ ہو جائے۔اس کا قول، اس کے عمل کے مخالف ہو۔اور اس کے ہمسایہ اس کی زیادتی سے امن میں نہ رہنے لگے۔

اصبہانی نے روایت کیا۔اس کی اسناد میں نظر ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: میں یقیناً ایسے آدمی کے متعلق گمان کرتا ہوں کہ وہ علم بھول جاتا ہے۔جس نے یہ علم گناہوں کا ارتکاب کرنے کے لئے سیکھا تھا۔(گناہ گار کے پاس علم دین نہیں رہتا۔ بھول جاتا ہے)

طبرانی نے موقوفاً قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ عن جدہ عبداللہ کی روایت سے ذکر کیا۔اس عبداللہ کی اپنے دادا سے سماعت نہیں۔اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت منصور بن زاذان کہتے ہیں: مجھے بتایا گیا ہے کہ جہنم میں ڈالے جانے والوں میں سے بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ اہل جہنم بھی ان کی بدبو کی وجہ سے اذیت اٹھائیں گے۔ان کو کہا جائے گا۔تمہاری بربادی ہو۔تم کیا عمل کرتے تھے؟ جس تکلیف میں ہم پہلے سے ہیں کیا وہ ہمیں کافی نہ تھی، کہ تمہارے اور تمہاری گندی بو کے ہاتھوں مزید مبتلاء (عذاب) کردیے گئے ہیں۔یہ کہیں گے: ہم عالم (دین) تھے پس ہمیں علم نے فائدہ نہیں دیا (ہم نے عمل نہ کیا)۔احمد وبیہقی۔

ترہیب

علم وقرآن دانی کا دعویٰ

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں کھڑے وعظ فرما رہے تھے کہ آپ سے پوچھا گیا: لوگوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ میں سب سے زیادہ عالم ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر عتاب (1) فرمایا کہ انہوں نے علم کو اسی (اللہ) کی طرف کیوں نہیں لوٹایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ ہمارا وہ بندہ جو مجمع البحرین (2) (دو دریاؤں کے سنگم) پر رہتا ہے وہ آپ سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! میں اس تک کیسے پہنچ سکتا ہوں؟ تو ان سے فرمایا گیا کہ آپ اپنے توشہ دان میں ایک (بھنی ہوئی) مچھلی رکھ لیں۔ جہاں یہ مچھلی گم ہو جائے وہیں ہمارا وہ بندہ ہوگا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی خضر علیہ السلام (3) سے ملاقات تک حدیث ذکر کی حتی کہ کہا: وہ دونوں (موسیٰ و خضر علیہما السلام) سمندر کے کنارے کنارے چلنے لگے۔ ان کے پاس کشتی نہ تھی۔ پھر ان کے پاس سے ایک کشتی گذری تو انہوں نے اہل کشتی سے بات کی کہ کشتی پر انہیں بھی سوار کر لیں۔ کشتی والوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور دونوں کو بغیر کرائے کے کشتی پر سوار کر لیا۔ اب ایک چڑیا آ کر کشتی کے ایک کنارے پر بیٹھ گئی تو اس نے ایک یا دو مرتبہ اپنی چونچ سمندر میں ماری تو خضر علیہ السلام نے فرمایا: اے موسیٰ! میرے اور تمہارے علم نے اللہ تعالیٰ کے علم میں اتنی کمی بھی نہیں کی جتنی کہ اس چڑیا کی چونچ نے سمندر میں کی ہے۔ اس کے بعد طویل حدیث ذکر کی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے گروہ میں کہیں جا رہے تھے تو اچانک ایک آدمی ان کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا: کیا آپ کسی ایسے آدمی کو جانتے ہیں جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہو؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی (ایسا نہیں) بلکہ ہمارا بندہ خضر (آپ سے زیادہ عالم ہے) تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کی طرف جانے کے لئے راستہ دریافت کیا۔ الحدیث۔ بخاری و مسلم وغیرہما۔

---

(۱) یہاں ''عتاب'' بمعنی ناپسندیدگی ہے۔

(۲) ''مجمع البحرین'' (دو دریاؤں کے سنگم) کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ نمبر 1 فارس اور روم کے دریاؤں کا سنگم۔ نمبر 2 طنجہ، نمبر 3 اندلس میں کہیں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ، نمبر 4 جہاں دریائے نیل کی دو شاخیں، بحر ابیض اور بحر ازرق ملتی ہیں۔ بہر صورت کوئی جگہ بھی ہو۔ حقیقت واقعہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۳) حضرت خضر علیہ السلام کا اصل نام ''بلیا بن ملکان'' ہے۔ خضر ''خ'' کے زبر یا زیر کے ساتھ بمعنی سبزی ہے۔ چونکہ آپ جہاں بیٹھتے تھے وہاں سبزہ پیدا ہو جاتا تھا۔ اس لئے یہ آپ کا لقب ہوا۔ بعض کی رائے میں آپ نبی ہیں اور بعض علماء ان کو ولی مانتے ہیں۔ نبی نہیں مانتے۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس وقت آپ علیہ السلام حیات ہیں یا فوت ہو چکے ہیں۔ اکثر کے نزدیک حیات ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں جس کی چاہتے ہیں مدد فرماتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام واقعۃً ہی اپنے وقت میں سب سے زیادہ عالم تھے لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ دعویٰ پسند نہیں آیا۔ اس لئے انہیں خضر علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا۔ سچ ہے: حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ (مترجم)

حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین اسلام پھیل جائے گا حتی کہ تاجر لوگ مختلف اطراف کو دریاؤں میں جائیں گے اور (جہاد) فی سبیل اللہ میں گھوڑے دوڑیں گے۔ پھر ایک قوم پیدا ہوگی۔ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے اور (دعویٰ کرتے ہوئے) کہیں گے: ہم سے زیادہ قاری، ہم سے زیادہ عالم اور ہم سے زیادہ فقیہ کون۔ ہے؟ پھر سید عالم ﷺ نے اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) سے فرمایا: کیا ان لوگوں میں کچھ بھلائی ہوسکتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُولَئِكَ مِنْكُمْ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ اُولَئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ'' یہ لوگ اس امت کے تم (مسلمانوں) میں سے ہوں گے۔ اور جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ (عیاذ باللہ)۔

طبرانی نے اوسط میں اور بزار نے درست اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اور ابویعلیٰ بزار اور طبرانی نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ ایک رات مکہ مکرمہ میں آپ نے کھڑے ہوکر فرمایا: کیا میں نے تبلیغ کردی؟ (آپ نے یہ کلمات تین مرتبہ فرمائے) تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، جو کہ بہت ہی توبہ کرنے والے تھے، کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے۔ جی ہاں۔ (یارسول اللہ ﷺ!) اور آپ نے (لوگوں کو عمل کے لئے) برانگیختہ کیا، پوری پوری جدوجہد کی اور نصیحت فرمائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان ضرور ظاہر ہوکر رہے گا حتی کہ کفر اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ جائے گا۔ اور تم ضرور سمندروں میں (پرچم) اسلام لئے پھرو گے۔ اور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ وہ قرآن کی تعلیم حاصل کریں گے، اسے سیکھیں گے اور قرات کریں گے ''ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ قَدْ قَرَءْنَا وَعَلِمْنَا فَمَنْ ذَاالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ مِّنَّا'' پھر کہیں گے کہ ہم تو قاری اور عالم بن گئے ہیں۔ اب کون ہے جو ہم سے بہتر ہو؟ تو کیا ان میں کوئی بھلائی ہوسکتی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: یہ تم (مسلمانوں) میں سے ہوں گے اور جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور اس کی اسناد ان شاءاللہ حسن ہے۔

حدیث: حضرت مجاہد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں: انہوں نے میرے علم کے مطابق نبی کریم ﷺ ہی سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''مَنْ قَالَ اِنِّيْ عَالِمٌ فَهُوَ جَاهِلٌ'' جو شخص کہے کہ میں عالم ہوں، (درحقیقت) وہ جاہل ہے۔

طبرانی نے لیث، جنہیں ابن ابی سلیم کہتے ہیں، سے روایت کی اور کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اسی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

ترہیب

جھگڑا، جدال، دشمنی، حجت بازی، غصہ اور غلبہ

ترغیب

جدال درست ہو یا غیر درست، دونوں صورتوں میں اسے ترک کر دینا

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جھگڑنا چھوڑ دیا حالانکہ وہ باطل پر تھا، اس کے لئے جنت کے ماحول میں محل بنایا گیا۔ جس نے جھگڑا چھوڑ دیا حالانکہ وہ حق پر(1) تھا، اس کے لئے جنت کے وسط میں محل تعمیر کیا گیا اور جس نے اپنے اخلاق کو خوبصورت کر لیا (جھگڑا وغیرہ کیا ہی نہیں) تو اس کے لئے جنت کے اعلیٰ مقام میں محل تعمیر کیا گیا۔

اسے ابوداؤد، ترمذی (الفاظ ترمذی کے ہیں)، ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔
اور طبرانی نے اوسط میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَیں جنت کے ماحول میں گھر دلوانے کا ضامن ہوں اس کے لئے جس نے جھگڑا ترک کر دیا حالانکہ وہ حق پر تھا۔ اور جنت کے درمیان میں مکان دلوانے کا اس کے لئے جس نے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا حالانکہ وہ خوش طبعی (2) کرنے والا تھا۔ اور جنت کے مقام اعلیٰ میں محل دلوانے کا اس آدمی کے لئے ضامن ہوں جس نے اپنے اخلاق کو حسین کر لیا(3)۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء، ابوامامہ، واثلہ ابن اسقع اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم دین کے کسی مسئلہ میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ سخت ناراض ہوئے۔ اتنے کبھی ناراض نہ ہوئے تھے۔ پھر ہمیں ڈانٹا اور نرمی سے فرمایا: اے امت محمد (ﷺ)! تم سے پہلے لوگ اسی جھگڑے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جھگڑنا ترک کر دو کہ مومن جھگڑا نہیں کرتا۔ جھگڑا کرنا چھوڑ دو کیونکہ جھگڑنے والے نے پورا پورا خسارہ پایا۔ جھگڑے چھوڑ دو کیونکہ (اے جھگڑالو!) تیرے لئے اتنا گناہ ہی کافی ہے کہ تو ہمیشہ جھگڑا کرتا رہے۔ جھگڑا ترک کرو کیونکہ جھگڑالو کی قیامت کے دن مَیں شفاعت نہیں کروں گا۔ جھگڑا چھوڑ دو کیونکہ جنت کے قریب، درمیان اور اعلیٰ مقام میں تین محلات کا اس شخص کے لئے میں ضامن ہوں جس نے جھگڑا ترک کر دیا درآنحالیکہ وہ سچا ہو۔ ''ذَرُوا الْمِرَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ

(۱) اپنا ذاتی حق مراد ہے۔ ورنہ دینی وقومی حق کے لئے جھگڑنا عنداللہ محمود ہے۔ قرآن حکیم میں ہے۔ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط (النحل:125)
(۲) یعنی خوش طبعی اور مذاق کے ارادہ سے بھی جھوٹ بولنا ترک کر دے۔
(۳) اس حدیث شریف میں ''اخلاق، درست وحسین کر لینے'' سے مراد ہے، جھگڑے اور فساد وجدال کی ابتداء ہی نہ کی جائے۔ اور قبل ازیں عرض کیا جا چکا ہے کہ حق سے مراد ذاتی حق ہے۔ حق اللہ وحق رسول ﷺ کے لئے جھگڑنا بقائے دین کے لئے ضروری ہے۔ (مترجم)

مَانَهَانِیْ عَنْہُ رَبِّیْ بَعْدَ عِبَادَۃِ الْاَوْثَانِ الْمِرَاءَ'' جھگڑے چھوڑ دو کیونکہ بتوں کی عبادت کے بعد سب سے پہلے جس چیز سے مجھے میرے رب نے منع کیا وہ جھگڑا ہے۔الحدیث۔طبرانی فی الکبیر۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ضامن ہوں ایک گھر کا جنت کے ماحول میں، ایک گھر کا جنت کے درمیان میں اور ایک گھر کا جنت کے بلند مقام میں، اس شخص کے لئے جس نے جھگڑنا ترک کر دیا اگر چہ وہ حق پر ہو، جھوٹ بولنا چھوڑ دیا اگر چہ وہ خوش طبعی ہی کرنے والا ہو۔اور حسن اخلاق اپنا لیا۔

بزار نے اور طبرانی نے اپنے معاجیم ثلاثہ میں روایت کیا۔اس میں سوید بن ابراہیم ابو حاتم ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پاک کے پاس جھگڑ رہے تھے۔کوئی ایک آیت کے ساتھ دلیل پکڑتا اور کوئی دوسرا کسی اور آیت کے ساتھ استدلال کرتا۔اسی حال میں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔(ایسا لگتا تھا) جیسا کہ آپ کے چہرہ پاک پر انار کے دانے ہوں (غصہ سے چہرہ انور سرخ تھا) آپ نے فرمایا: ''یَاھٰؤُلَآءِ! بِھٰذَا بُعِثْتُمْ اَمْ بِھٰذَا اُمِرْتُمْ،لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ'' اے لوگو! کیا تم اسی (جھگڑا کرنے کے) لئے پیدا کئے گئے ہو یا تمہیں اس کا حکم دیا گیا ہے؟ کہیں میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ تمہارے بعض، بعض کی گردنیں کاٹنے لگیں۔

طبرانی فی الکبیر۔اس میں بھی سوید راوی ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی قوم ہدایت پر گامزن ہونے کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر اس میں جھگڑا ڈال دیا گیا۔پھر آپ نے یہ آیت پڑھی، مَاضَرَبُوْہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا (زخرف:58) وہ (کافر) آپ کے لئے صرف جھگڑے ہی کی مثال بیان کرتے ہیں۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت وغیرہ میں روایت کیا۔اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: روایت ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ'' لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض، سخت جھگڑالو آدمی ہے۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے مخاطب) تیرے لئے اتنا گناہ ہی کافی ہے کہ تو ہمیشہ جھگڑتا رہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْمِرَآءُ فِی الْقُرْاٰنِ

كُفْرٌ'' قرآن کے بارے میں جھگڑنا کفر ہے(1)۔

ابو داؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور طبرانی وغیرہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: امور تین طرح کے ہیں۔ نمبر 1 وہ امر جس کا ہدایت ہونا ظاہر ہو، اس کی پیروی کرو۔ نمبر 2 وہ امر جس کا گمراہی ہونا ظاہر ہو، اس سے اجتناب کرو اور نمبر 3 وہ امر جس میں اختلاف ہو، اسے کسی صاحب علم کے پاس لے جاؤ۔ (کہ اس کی وضاحت کر دے)۔

طبرانی نے کبیر میں درست اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

1۔ یعنی قرآنی آیات کے معانی میں ایسا جھگڑا کرنا کہ لوگ شکوک وشبہات کا شکار ہو جائیں، متشابہات کی تاویل میں جھگڑنا۔ یا اپنے مفروضہ مقصد کے لئے قرآن کے معانی گھڑنے کے لئے جھگڑنا۔ (مترجم)

خلاصۃ الباب

علم کی فضیلت، علماء کا مقام اور طلباء علم کے درجات بیان فرمائے گئے۔ فرمایا گیا کہ علم فقط رضائے الٰہی کے حصول کے لئے حاصل کیا جانا چاہیے۔ دنیا بٹورنے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔ علماء کو اپنا وقار قائم رکھنا چاہیے اور امراء کے دروازوں کے بلاوجہ چکر نہیں لگانے چاہییں۔ حصول علم کے بعد دعویٰ علم، اس پر فخر وغرور، لاف زنی، شیخی اور ڈینگیں مارنا خدا تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ علم انسان کو عجز وانکسار سکھاتا ہے۔ تکبر نہیں۔ علم وجہ نزاع وجدال نہیں ہونا چاہیے۔ علم ایک روشنی ہے جو جہالت کی تاریکیوں کو دور کرتی ہے۔ اور نزاع وجدال جہالت ہے۔

آج کے دور میں دیگر خرابیوں کے ساتھ ساتھ علم کے زور پر ایک دوسرے کو دبانا، بڑے بڑے دعاوی کرنا اور دوسروں کو کم تر سمجھنا معمول بن چکا ہے۔ اپنے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو حرف آخر سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ فرمان خداوندی ہے۔ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ (یوسف:76) اللہ کریم اپنے محبوب پاک ﷺ کے فرامین پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

کتاب (1) الطہارت

ترہیب

لوگوں کے راستوں پر، سایہ دار درختوں اور پانی پینے پلانے کی جگہوں پر قضائے حاجت

ترغیب

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی جانب منہ یا پشت نہ کرنا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دولعنت کا باعث بننے والے کاموں سے بچو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ دونوں لعنت کا باعث بننے والے کام کون سے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''اَلَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طُرُقِ النَّاسِ اَوْفِیْ ظِلِّهِمْ'' لوگوں کے راستوں یا ان کے سایہ دار مقاموں پر قضائے حاجت کرنا۔

مسلم، ابوداؤد وغیرہما۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین لعنت کا باعث بننے

1۔طہارت ونظافت اور صفائی و پاکیزگی خدائے پاک جل وعلا کو بہت محبوب ہے، صاف پاک رہنے والے لوگوں سے اللہ محبت فرماتا ہے۔ ارشاد قرآنی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (البقرۃ:222)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور محبت فرماتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں سے۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ؕ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ (توبہ:108)

ترجمہ: بے شک وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے زیادہ مستحق ہے کہ آپ (اے حبیب محترم ﷺ) اس میں کھڑے ہوں، اس میں وہ لوگ ہیں جو صاف ستھرا رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ صاف ستھرے لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجد قبا شریف کے نمازیوں کی تعریف فرمائی ہے، ان کی صفائی، ستھرائی اور نظافت و پاکیزگی کو سراہا ہے۔ سید العالمین ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد ان اہل قباء سے پوچھا کہ تم میں کون سی خصوصی صفت ہے، جس کی وجہ سے اللہ نے تمہاری تعریف فرمائی ہے؟ تو وہ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! ہم قضائے حاجت کے بعد پانی سے استنجا کیا کرتے ہیں۔ آپ علیہ الصلوۃ السلام نے فرمایا: یہی وجہ ہے۔

سورۃ مدثر میں خداوند عالم نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو اور آپ کے طفیل آپ کی امت کو صاف ستھرا رہنے اور لباس کو صاف پاک رکھنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ (مدثر:4-1)

ترجمہ: اے چادر لپیٹنے والے (محبوب ﷺ)، اٹھیے اور لوگوں کو ڈرائیے۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔ اور اپنے لباس شریف کو پاک صاف رکھیے۔

فقہاء اسلام نے اس آخری آیت سے مسئلہ اخذ کیا ہے کہ نماز کے لئے کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے تو جسم اور جائے نماز کا پاک ہونا بطریق اولیٰ ضروری ہوگا۔ (مترجم)

والے کاموں سے بچو یعنی نمبر 1 پانی کے گھاٹ، نمبر 2 راستہ کے درمیان اور نمبر 3 سایہ (1) میں قضائے حاجت کرنے سے۔

ابوداؤد اور ابن ماجہ، دونوں نے ابوسعید حمیری سے انہوں نے حضرت معاذ سے روایت کیا۔ ابوداؤد نے کہا یہ حدیث مرسل ہے۔ یعنی ابوسعید کی حضرت معاذ سے ملاقات نہیں ہوئی۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تین لعنت کے کاموں سے بچو۔ عرض کیا گیا: وہ تین لعنت کے کام کون سے ہیں یارسول اللہ ﷺ!؟ فرمایا: نمبر 1 یہ کہ تم میں سے کوئی ایسے سایہ میں (قضائے حاجت کے لئے) بیٹھے جس کو لوگ سایہ کے لئے استعمال کرتے ہوں۔ نمبر 2 یا رستے میں، نمبر 3 یا جمع شدہ پانی میں قضائے حاجت کرے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کہ بلاشبہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ اٰذَی الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ طُرُقِھِمْ وَجَبَتْ عَلَیْہِ لَعْنَتُھُمْ'' جس نے مسلمانوں کو ان کے راستوں کے متعلق (قضائے حاجت وغیرہ کرکے) اذیت میں مبتلاء کیا، اس پر ان کی لعنت واجب ہوگئی۔

طبرانی نے کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ ہمیں ہر مسئلے کے متعلق فتویٰ دیتے ہیں۔ امید ہے کہ قضائے حاجت کے متعلق بھی فتوی دیں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس آدمی نے اپنا فضلہ مسلمانوں کے راستہ میں دھویا، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی وغیرہما نے روایت کیا۔ اس کے راوی سوائے محمد بن عمرو انصاری کے سب ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چورستوں پر رات گذارنے اور وہاں نماز پڑھنے سے بچو کیونکہ یہ سانپوں اور درندوں کے ٹھکانے ہیں۔ وہاں پر قضائے حاجت کرنے سے بھی بچو ''فَاِنَّھَا الْمَلَاعِنُ'' کیونکہ یہ لعنت کا کام ہے۔

ابن ماجہ، اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مساجد کے دروازوں کے قریب پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ اسے ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی جانب نہ منہ کیا، نہ پشت کی، اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹادیا جاتا ہے۔

طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

1۔ سایہ سے وہ سایہ مراد ہے جہاں لوگ، مسافر وغیرہ دھوپ وغیرہ سے بچنے کے لئے اٹھتے بیٹھتے ہوں۔ (مترجم)

ترہیب

پانی، غسل خانہ یا سوراخ میں پیشاب کرنا

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ ''اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يُّبَالَ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ'' آپ ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

مسلم، ابن ماجہ، نسائی۔

حدیث: انہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جاری پانی میں بول کرنے سے منع فرمایا۔

طبرانی نے اوسط میں باسناد جید روایت کیا۔

حدیث: حضرت بکر بن ماعز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا: گھر کے اندر برتن میں بول جمع نہ رکھا جائے کیونکہ ملائکہ (رحمت) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں بول جمع رکھا گیا ہو۔ ''وَلَا تَبُوْلَنَّ فِيْ مُغْتَسَلِكَ'' اور غسل خانہ میں ہرگز بول نہ کرو۔

طبرانی نے اوسط میں حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ حاکم نے بھی روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں ایک ایسے آدمی سے ملا جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح نبی کریم ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس بات سے کہ ہم میں سے کوئی ہر روز کنگھی کرے یا اپنے غسل خانہ میں پیشاب کرے۔

ابوداؤد، نسائی نے بھی ابتدائے حدیث میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی پاک ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے غسل خانے(1) میں پیشاب کرے ''اِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ'' کیونکہ عام وسوسے اسی سے ہوتے ہیں۔

احمد، نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا، لفظ ترمذی کے ہیں اور ترمذی نے کہا کہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے مرفوع نہیں پہچانتے مگر صرف اشعث بن عبداللہ کی حدیث سے۔ جنہیں اشعث اعمٰی کہتے ہیں۔ حافظ (صاحب کتاب) کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح متصل ہے اور اشعث بن عبداللہ ثقہ صدوق ہے۔ اسی طرح دیگر روایت بھی صحیح ہیں۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت قتادہ، حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ''نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَالَ فِي الْجُحْرِ'' رسول اللہ ﷺ نے سوراخوں میں بول کرنے سے منع فرمایا۔

1۔ حدیث پاک میں غسل خانے سے ایسی جگہ مراد ہے، جو کچی ہو اور پانی کا نکاس نہ ہوتا ہو کہ اس سے دوبارہ گندہ اور ناپاک پانی کپڑوں اور جسم پر پڑنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ ورنہ اگر غسل خانہ پکا ہو، پانی کا نکاس ایسا ہو کہ چھینٹے وغیرہ کا خدشہ نہ رہے تو پیشاب کر سکتے ہیں اگرچہ نہ کرنا بہتر ہے۔ اسی طرح اگر غسل خانہ میں ٹائیلٹ بھی بنا ہوا ہو جیسا کہ آج کل ہوتا ہے تو اس میں پیشاب پاخانہ کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ (مترجم)

لوگوں نے قتادہ سے پوچھا کہ سوراخوں میں بول کرنے میں کیا برائی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''یُقَالُ اِنَّهَا مَسَاكِنُ الْجِنِّ'' کہا جاتا ہے کہ یہ جنوں کے ٹھکانے ہیں۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی۔

ترہیب

بیت الخلاء(1) میں کلام کرنا

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: دو شخص قضائے حاجت کے وقت ایک دوسرے سے باتیں نہ کریں، نہ ایک دوسرے کی شرمگاہ کی طرف دیکھیں ''فَاِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلٰى ذَالِكَ'' کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ (لفظ انہیں کے ہیں) نے روایت کیا۔ اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ان کے الفاظ ابوداؤد کے مانند ہیں کہ (حضرت ابوسعید خدری) نے کہا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''دو شخص قضائے حاجت کے لئے اس طرح نہ جائیں کہ اپنی شرمگاہیں کھولے ہوئے باتیں کر رہے ہوں کیونکہ اللہ عزوجل اس پر ناراضگی فرماتا ہے''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو شخص قضائے حاجت کے لئے نہ جائیں کہ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہوں حالانکہ ان کی شرمگاہیں کھلی ہوئی ہوں کیونکہ اللہ عزوجل اس سے ناراض ہوتا ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں کمزور اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

---

(۱) ہر وہ جگہ جہاں آدمی قضائے حاجت کے لئے بیٹھے۔ چاہے آج کل کے ٹائیلٹ ہوں یا جنگل وغیرہ۔ (مترجم)

ترہیب

کپڑے وغیرہ پر پیشاب کے چھینٹے پڑنا اور اسے پاک نہ کرنا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے قریب سے گذرے تو فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور انہیں کسی بڑے(1) کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ "اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ" ہاں کیوں نہ ہو کہ بے شک یہ ہیں گناہ کبیرہ۔ ان میں سے ایک چغلی کھاتا پھرتا تھا اور دوسرا بول سے نہیں بچتا تھا۔

اسے بخاری (ان کی بہت سی روایات میں سے یہ ایک ہے)، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عموماً قبر کا عذاب پیشاب (سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ "فَاسْتَنْزِھُوْا مِنَ الْبَوْلِ" لہذا تم پیشاب سے بچتے رہا کرو۔

اسے بزار، طبرانی (کبیر میں) حاکم اور دارقطنی سب نے ابو یحییٰ القتات عن مجاہد عنہ کی روایت سے ذکر کیا۔ دارقطنی نے کہا: اس کی اسناد میں درج نہیں۔ القتات کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیشاب (کی چھینٹوں وغیرہ) سے بچو۔ کیونکہ اکثر عذاب قبر بول ہی کی وجہ سے ہے۔

دارقطنی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث محفوظ مرسل ہے۔

حدیث: حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ میرے اور ایک دوسرے آدمی کے درمیان چل رہے تھے کہ دو قبروں کے پاس پہنچے تو فرمایا: ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ (مجھے ایک شاخ لا کر دو) ابوبکرہ کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے ساتھی نے ایک دوسرے سے سبقت کی تو میں ایک شاخ لے آیا۔ نبی پاک ﷺ نے اسے دو حصوں میں توڑا پھر ایک حصہ اس قبر پر اور ایک حصہ دوسری قبر پر رکھ دیا۔ فرمایا جب تک یہ دونوں حصے تر رہیں گے شاید کہ دونوں قبر والوں پر تخفیف عذاب ہوتی رہے۔ دونوں کو کسی بڑے کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا بلکہ غیبت اور بول (کی وجہ سے ہو رہا ہے)

احمد نے اور طبرانی نے اوسط میں (الفاظ انہیں کے ہیں) اور ابن ماجہ نے مختصراً بحر بن مرار عن جدہ ابی بکرہ کی روایت سے ذکر کیا۔ حالانکہ مرار نے ابوبکرہ سے ملاقات نہیں کی۔

---

(1) یعنی جن کاموں کی وجہ سے انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اتنے بڑے اور مشکل نہ تھے کہ یہ ان سے بچنا چاہتے تو بچ نہ سکتے۔ غفلت و کاہلی سے اللہ بچائے۔ آمین۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ'' اکثر عذاب قبر بول (سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔

امام احمد، ابن ماجہ (الفاظ انہیں کے ہیں) اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط شیخین صحیح ہے۔ اس میں کوئی علت مجھے معلوم نہیں۔ حافظ (صاحب کتاب) نے کہا۔ اسی طرح ہے جیسا کہ حاکم نے کہا۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک سخت گرم دن میں نبی ﷺ بقیع الغرقد (مدینہ منورہ کا قبرستان) کی طرف تشریف لے گئے۔ راوی کہتے ہیں۔ لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ راوی کا کہنا ہے: جب سرکار نے لوگوں کے پاؤں کی آواز سنی، دل میں خیال گذرا تو آپ بیٹھ گئے حتی کہ لوگوں کو اپنے آگے کرلیا۔ پھر جب آپ بقیع الغرقد کے پاس سے گذرے تو آپ نے دو قبریں دیکھیں، جن میں لوگوں نے دو آدمیوں کو دفن کیا تھا۔ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ٹھہر گئے اور فرمایا: آج تم نے یہاں کس کو دفن کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: فلاں اور فلاں کو۔ اور کہا کہ یا نبی اللہ ﷺ! کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھاتا پھرتا تھا۔ اور آپ نے ایک تر شاخ لی، اس کو توڑا اور ان دونوں قبروں پر ڈال دیا۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کے اس فعل کی حکمت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ اس لئے ہے کہ ان سے عذاب ہلکا ہو جائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ان کو کب تک عذاب ہوتا رہے گا؟ فرمایا: یہ غیب ہے جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ اور اگر تمہارے دلوں کی ڈھرکن اور باتوں میں زیادتی نہ ہو جاتی تو تم ضرور وہ کچھ سن لیتے (1) جو میں سنتا ہوں۔ ابن ماجہ و امام احمد (الفاظ انہیں کے ہیں)۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں ڈھال تھی۔ آپ نے اسے زمین پر رکھا اور اس کی طرف منہ کر کے پیشاب فرمایا: ان لوگوں میں سے کوئی بولا۔ انہیں دیکھو، عورتوں کی طرح (پردہ کر کے) پیشاب کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اس کی یہ بات سن لی تو فرمایا: تم پر افسوس ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں، بنی اسرائیل والے کو کیا تکلیف پہنچی کہ جب انہیں کہیں پیشاب لگ جاتا تو اس (جگہ یا کپڑے) کو قینچیوں کے ساتھ کاٹ دیا کرتے تھے، اس شخص نے انہیں اس سے منع کیا تو اس کو اس کی قبر میں عذاب دیا گیا۔

ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے کہ دو قبروں پر سے گذرے۔ تو آپ ٹھہر گئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے۔ آپ کا رنگ متغیر ہونے لگا حتی کہ آپ کی قمیص مبارک کی آستین کانپنے لگی۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تم نہیں سنتے جو میں سن رہا

---

(1) یعنی اگر تم یہ سب کچھ سن لو تو تمہارے دلوں کی دھڑکن بند ہو جائے اور تم زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ اس لئے تم یہ نہیں سکتے۔ (مترجم)

ہوں؟ ہم نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! وہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ وہ دو آدمی ہیں جنہیں ان کے ایک ہلکے سے (1) گناہ کی وجہ سے قبروں میں عذاب شدید دیا جا رہا ہے۔ ہم نے پوچھا: کس گناہ کی وجہ سے؟ فرمایا: ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا اپنی زبان سے لوگوں کو اذیت پہنچاتا اور ان کے درمیان چغلی کھاتا پھرتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی دو شاخیں منگوائیں اور ہر قبر پر ایک ایک رکھ دی۔ ہم نے عرض کی: کیا یہ ان کو کچھ فائدہ دیں گی؟ ''قَالَ نَعَمْ، يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا دَامَتَا رَطْبَتَيْنِ'' فرمایا: ہاں جب تک یہ شاخیں تر رہیں گی ان پر عذاب میں تخفیف رہے گی۔

ابن حبان فی صحیحہ۔

حدیث: حضرت شفی بن ماتع الاصبحی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: چار شخص ہیں جو اہل نار کی اذیت میں مزید اذیت کا اضافہ کر دیں گے، ابلتے ہوئے پانی اور دوزخ میں بھاگتے پھریں گے اور (ہائے) ہلاکت و بربادی کا شور مچائیں گے۔ اہل نار ایک دوسرے سے کہیں گے؟ ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ انہوں نے ہماری اذیت میں اور اضافہ کر دیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: (وہ چار اشخاص یہ ہیں) نمبر 1 وہ آدمی جو شعلوں کے صندوق میں بند کیا ہوا ہوگا۔ نمبر 2 وہ آدمی جو اپنی انتڑیوں کو کھینچ رہا ہوگا۔ نمبر 3 وہ آدمی جس کا منہ پیپ اور خون بہا رہا ہوگا اور نمبر 4 وہ آدمی جو اپنا ہی گوشت کھا رہا ہوگا۔ آپ نے فرمایا: صندوق والے کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس ذلیل کا کیا حال ہے کہ اس نے ہماری پہلی اذیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے؟ تو کوئی کہے گا: بے شک یہ ذلیل اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں لوگوں کے مال تھے جنہیں ادا یا قضا کرنے کے لئے کچھ نہیں پاتا۔ پھر اس کے متعلق پوچھا جائے گا جو اپنی انتڑیوں کو کھینچ رہا ہوگا کہ اس کمینے کو کیا ہوا کہ ہماری پہلی اذیت میں اس نے اور اضافہ کر دیا ہے؟ تو کوئی کہے گا: بے شک یہ کمینہ اس بات کی پروا نہیں کرتا تھا کہ پیشاب (جسم یا کپڑے پر) کہاں کہاں پڑا اور نہ ہی اسے دھوتا تھا۔

اس کے بعد باقی حدیث ذکر کی۔ اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت اور کتاب ذم الغیبۃ میں، طبرانی نے کبیر میں اسنادلین کے ساتھ اور ابونعیم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اِتَّقُوا الْبَوْلَ فَاِنَّهٗ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ فِي الْقَبْرِ'' پیشاب سے بچو کیونکہ بندے سے قبر کے اندر سب سے پہلے اسی کا حساب لیا جائے گا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں ہی بہتر اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

1۔ اس کی وضاحت گذر چکی ہے کہ ان کاموں سے بچنا ان کے لئے کوئی مشکل نہ تھا۔ بہت آسان تھا۔ ورنہ یہ دونوں فعل گناہ کبیرہ ہیں۔ (مترجم)

ترہیب

حمام(1) میں مردوں کو بغیر تہبند کے اور عورتوں کا سوائے نفاس والی اور بیمار کے تہبند کے ساتھ داخل ہونا اور جو کچھ اس بارے میں نہی آئی ہے

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو آدمی، اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو اور جو اللہ و یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں نہ لے جائے۔

نسائی، ترمذی (نے حسن بھی کہا) اور حاکم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے عجم (غیر عرب) کی زمین فتح ہوگی اور تم اس میں کچھ مکانات پاؤ گے جن کو حمام کہا جاتا ہے۔ ان میں مرد بغیر تہبند کے ہرگز داخل نہ ہوں اور بیمار و نفاس والی کے سوا عورتوں کو ان میں داخل ہونے سے روکتے رہنا۔

ابن ماجہ و ابوداؤد۔

حدیث: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے حماموں میں داخل ہونے سے منع فرمایا، پھر مردوں کو رخصت دے دی کہ وہ تہبند باندھ کر ان میں داخل ہو سکتے ہیں۔

ابوداؤد نے (اس کی تضعیف نہیں کی اور الفاظ بھی انہیں کے ہیں)، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ابن ماجہ نے یہ الفاظ زیادہ کئے: "آپ نے مردوں اور عورتوں کو منع فرمایا"۔ اور ابن ماجہ نے یہ الفاظ بھی زیادہ کئے: "اور عورتوں کو رخصت نہیں دی"۔

حدیث: اور آپ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "اَلْحَمَّامُ حَرَامٌ عَلٰی نِسَآءِ اُمَّتِیْ" حمام (میں جانا) میری امت کی عورتوں پر حرام ہے۔

حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے، "فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ" اسے اپنے پڑوسی کا اکرام کرنا چاہیے۔ جو کوئی اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے، "فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ" اسے چاہیے کہ بغیر تہبند کے حمام میں داخل نہ ہو۔ جو کوئی اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے، "فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ" اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔ اور جو کوئی ایمان رکھتا ہے اللہ اور یوم

1۔ حمام سے وہ جگہ مراد ہے جہاں غسل کرنے کے لئے گرم پانی کا انتظام ہوتا ہے۔ اس زمانے میں ایسی جگہوں پر مرد اور عورتیں، سب غسل کے لئے جایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے عورتوں کو منع فرما دیا۔ بیمار اور نفاس والی کو اس سے مستثنیٰ فرمایا کہ انہیں گھر پر ٹھنڈا پانی نقصان دیتا ہو۔ مرد کے تہبند سے مراد ایسا کپڑا ہے جو ناف کے اوپر سے گھٹنوں کے نیچے تک ڈھانپ دے۔ (مترجم)

آخر پر (تو اے ایمان والو!) تمہاری عورتوں میں سے کوئی حمام میں داخل نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ نہی حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ان کی خلافت کے زمانہ پہنچی تو انہوں ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو خط لکھا کہ وہ محمد بن ثابت سے اس حدیث کے متعلق پوچھیں۔ ابوبکر نے محمد بن ثابت سے پوچھا پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی طرف واپسی خط لکھا، تو عمر بن عبدالعزیز نے عورتوں کو حمام میں جانے سے روک دیا۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور الفاظ انہیں کے ہیں۔ نیز حاکم نے روایت کیا اور کہا: حدیث صحیح الاسناد ہے۔ طبرانی نے بھی کبیر اور اوسط میں عبداللہ بن صالح کاتب اللیث کی روایت سے ذکر کیا۔ ان کے ہاں عمر بن عبدالعزیز کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس مکان سے بچو جسے حمام کہا جاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ میل کو صاف کر دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "فَاسْتَتِرُوْا" تو پھر ستر (عورت) کرلو۔

بزار نے روایت کیا اور کہا: اسے لوگوں نے طاؤس سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ (حافظ صاحب کتاب کہتے ہیں) اس روایت کے سب راویوں سے صحیح میں روایات لی گئی ہیں۔ حاکم نے بھی روایت کیا اور کہا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے ان کے الفاظ یہ ہیں۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) اس مکان سے بچو جسے حمام کہا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ میل کو دور کرتا اور بیمار کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: پھر جو بھی اس میں داخل ہو تو اس کو ستر عورت کرنا چاہیے۔

طبرانی نے بھی حاکم کی طرح روایت کیا اور کہا: اس روایت کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں: "سب سے برا مکان حمام ہے وہاں آوازیں بلند ہوتی ہیں اور شرمگاہیں کھولی جاتی ہیں"۔

حدیث: حضرت قاص الاجناد سے قسطنطنیہ میں روایت کی گئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو کوئی اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو "فَلَا يَقْعُدَنَّ عَلٰی مَآئِدَةٍ يُّدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ" وہ ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے، جس پر شراب پیش کی جارہی ہو۔ جو کوئی اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو وہ بغیر تہبند کے حمام میں داخل نہ ہو۔ اور جو کوئی اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنی اہلیہ کو حمام میں نہ لے جائے۔ (امام احمد)

حدیث: حضرت ابوملیح ھذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل حمص یا اہل شام کی کچھ عورتیں حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں۔ تو سیدہ نے فرمایا: تم وہی ہو جو اپنی عورتوں کو حماموں میں داخل کرتی ہو۔ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: کوئی عورت ایسی نہیں، جس نے اپنے شوہر کے گھر کے سوا کہیں اور اپنا لباس اتارا مگر اس نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان پردے کو پھاڑ ڈالا۔

ترمذی (الفاظ انہیں کے ہیں اور کہا: یہ حدیث حسن ہے) ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ

حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

اور امام احمد، ابو یعلیٰ، طبرانی اور حاکم نے دراج ابی السمح عن السائب کے طریق سے بھی روایت کیا کہ: " کچھ عورتیں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ سیدہ نے دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ کہنے لگیں: ہم اہل حمص میں سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جس عورت نے اپنا لباس اپنے گھر کے سوا کہیں اور اتارا، اللہ نے اس کے پردے کو پھاڑ دیا"۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان لایا۔ وہ حمام میں بغیر تہبند کے داخل نہ ہو۔ جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان لایا، وہ اپنی اہلیہ کو حمام میں داخل نہ کرے۔ اور جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان لایا، اسے جمعہ کے لئے دوڑنا چاہیے اور جس نے کھیل کو دیا کاروبار کی وجہ سے اس سے بے پرواہی کی تو اللہ اس سے بے پرواہو جائے گا۔ اور اللہ بے پروا، تعریفوں والا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں روایت کیا الفاظ انہیں کے ہیں۔ اور بزار نے بھی روایت کیا مگر ان کے ہاں جمعہ کا ذکر نہیں ہے۔ ان کی اسناد میں علی بن یزید ہانی ہے۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حمام کے بارے میں سوال کیا۔ تو سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے بعد حمام ہوں گے اور عورتوں کے لئے حماموں میں کوئی بھلائی نہیں۔ سیدہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا وہ تہبند باندھ کر داخل ہوں؟ فرمایا: (ان کے لئے) کوئی بھلائی نہیں اگرچہ وہ تہبند، قمیض اور دوپٹے کے ساتھ داخل ہوں "وَمَامِنِ امْرَاَةٍ تَنْزِعُ خِمَارَهَا فِيْ غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا اِلَّا كَشَفَتِ السِّتْرَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا" اور جس عورت نے بھی اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ کہیں اور دوپٹہ اتارا، اس نے اپنے اس پردے کو کھول ڈالا جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے۔

طبرانی نے اوسط میں عبداللہ بن لہیعہ کی روایت سے ذکر کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ حمام میں داخل نہ ہو۔ جو آدمی اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے۔ جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو، وہ شراب نوشی نہ کرے۔ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پلائی جاتی ہو۔ جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، "فَلَا يَخْلُوَنَّ بِامْرَاَةٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مَحْرَمٌ" وہ کسی ایسی (اجنبی) عورت کے ساتھ تنہائی میں ہرگز نہ جائے، جس کے ساتھ اس کا محرم نہ ہو۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس میں یحییٰ بن سلیمان مدنی ہے۔

حدیث: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب تم ایسے علاقے فتح کرو گے جہاں ایسے مکان ہوں گے جنہیں حمام کہا جاتا ہے۔ ان میں داخل ہونا میری امت پر

حرام ہے۔تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ بیماری دور کرتے اور میل صاف کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری امت کے مردوں کے لئے تہبند باندھ کر جانا حلال ہے۔میری امت کی عورتوں کے لئے (تہبند میں بھی) جانا حرام(1) ہے۔طبرانی۔

1۔باب مذکور کی احادیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ قبل اسلام مردوں اور عورتوں میں پردہ کی کوئی خاص پروانہ کی جاتی تھی۔مرد وعورت اکٹھے حمام میں جاتے اور بے پردہ ہوتے تھے۔انسانیت پر اسلام کا ایک یہ بھی احسان ہے کہ عورتوں کو ایسی جگہوں پر جانے سے روکا اور مردوں کو پردے کا پابند بنایا جن بیمار عورتوں کو اجازت دی ان کے لئے پردہ ضروری قرار دیا۔(مترجم)

ترہیب

بلاعذر غسل (جنابت)(1) میں تاخیر

حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین اشخاص ہیں کہ (رحمت کے) فرشتے ان کے قریب نہیں ہوتے۔ نمبر 1 کافر کا مردہ، نمبر 2 زعفران کی خوشبو سے لتھڑا ہوا اور نمبر 3 جنبی مگر

1۔ یہاں سے غسل اور وضو وغیرہ کا بیان شروع ہو رہا ہے اس لئے مناسب ہے کہ ان کے چند ضروری مسائل بھی بیان کر دیے جائیں تا کہ قارئین حضرات فضائل کے ساتھ ساتھ مسائل سے بھی کچھ آشنائی حاصل کر سکیں۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْاؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ مِّنْهُؕ مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَ لِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (مائدہ:6)

ترجمہ: اے اہل ایمان! جب تم نماز پڑھنے کے ارادہ سے اٹھو تو اپنے چہروں کو دھولو، اور کہنیوں تک اپنے بازوؤں کو بھی۔ اور مسح کرو اپنے سروں کا اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں بھی دھولو۔ اور اگر تم جنبی ہو (غسل کی حاجت ہے) تو خوب پاک ہو جاؤ (غسل کرلو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے یا تم نے عورتوں سے ہم بستری کی ہو پھر تم (غسل و وضو کے لئے) پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔ اس طرح کہ اس مٹی سے اپنے چہروں اور بازوؤں پر مسح کرلو۔ اللہ تم پر کوئی تنگی نہیں ڈالنا چاہتا بلکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب صاف پاک کرے اور تم پر اپنی نعمت (دین اسلام) مکمل فرما دے۔ تا کہ تم شکر گذاری کرو۔

آیہ مذکورہ میں پہلے وضو پھر غسل اور اس کے بعد تیمم کا بیان فرمایا گیا ہے۔ ہم یہاں اسی ترتیب سے چند مسائل عرض کر رہے ہیں:

وضو: وضو میں یہ چار فرض ہیں۔ نمبر 1 منہ دھونا، نمبر 2 کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو دھونا۔ نمبر 3 چوتھے حصے سر کا مسح کرنا اور نمبر 4 ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کو دھونا۔ ان مذکورہ اعضاء میں سے کہیں کوئی بال برابر جگہ بھی دُھلنے سے رہ گئی تو وضو نہیں ہوگا۔

وضو کی سنتیں: یہ بارہ ہیں۔ نمبر 1 نیت، نمبر 2 ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا، نمبر 3 پہنچوں تک دونوں ہاتھ دھونا، نمبر 4 کلی کرنا، نمبر 5 مسواک کرنا، نمبر 6 ناک میں پانی چڑھانا، نمبر 7 داڑھی کا خلال کرنا، نمبر 8 پورے سر کا مسح کرنا، نمبر 9 کانوں کا مسح کرنا، نمبر 10 پے در پے وضو کرنا کہ پہلا عضو سوکھنے نہ پائے، نمبر 11 ترتیب قائم رکھنا، نمبر 12 تین تین بار دھونا۔

وضو کے مستحبات یہ ہیں: نمبر 1 گردن کا مسح کرنا، نمبر 2 قبلہ کی جانب منہ کرنا، نمبر 3 پاک اور بلند جگہ پر بیٹھنا، نمبر 4 پانی بہاتے وقت اعضاء پر ہاتھ پھیرنا، نمبر 5 بلاضرورت دوسرے سے وضو میں مدد نہ لینا، نمبر 6 دنیا کی باتیں نہ کرنا، نمبر 7 بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا سا پی لینا، نمبر 8 وضو مکمل کر لینے کے بعد دوم کلمہ اور یہ دعاء پڑھنا: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ یعنی اے میرے مولیٰ! مجھے بہت توبہ کرنے والوں، بہت پاکیزہ رہنے والوں اور اپنے نیک پاک بندوں میں سے کر دے۔

وضو توڑنے والی یہ چیزیں ہیں: نمبر 1 پاخانہ یا پیشاب کے مقام سے کسی چیز کا خارج ہونا، نمبر 2 خون، پیپ یا زرد پانی کا نکل کر بدن پر بہہ جانا، نمبر 3 منہ بھر کر قے کرنا۔ نمبر 4 سہارا لگا کر یا لیٹ کر سونا، نمبر 5 سجدے و رکوع والی نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا، نمبر 6 بے ہوش ہو جانا، نمبر 7 دکھتی آنکھ سے پانی کا بہنا،

غسل: اس میں یہ تین فرض ہیں: نمبر 1 غرغرہ کرنا کہ پانی حلق کی جڑ تک پہنچ جائے، نمبر 2 ناک میں پانی چڑھانا کہ جہاں تک نرم جگہ ہے وہ دھل جائے۔ نمبر 3 سارے جسم پر پانی بہانا کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ اگر بال برابر جگہ پانی پہنچنے سے رہ گئی تو غسل نہ ہوا۔

غسل کا طریقہ مسنونہ: سب سے پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھوئیں۔ پھر استنجاء کریں اور جہاں کہیں نجاست لگی ہو اسے دور کریں۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

یہ کہ وہ وضو کرلے۔ ابوداؤد نے حسن بن ابی الحسن سے انہوں نے حضرت عمار سے روایت کیا۔ حالانکہ حسن نے عمار سے سماعت نہیں کی۔ نیز اسے انہوں (ابوداؤد) نے اور ان کے علاوہ نے عطاء خراسانی سے انہوں نے یحییٰ بن یعمر سے اور انہوں نے حضرت عمار سے روایت کیا کہ حضرت عمار کہتے ہیں: میں ایک رات اپنے اہل خانہ کے پاس آیا، میرے ہاتھ پھٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے (بطور دواء) زعفران کی خوشبو لگادی۔ مَیں صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام پیش کیا۔ تو آپ نے نہ مجھے سلام کا جواب دیا اور نہ مرحبا کہا۔ اور فرمایا: جاؤ، جا کر اسے اپنے آپ سے دھوڈالو۔ میں نے جا کر اسے دھو ڈالا پھر حاضر خدمت ہوا۔ سلام پیش کیا تو آپ نے سلام کا جواب بھی دیا اور مرحبا بھی فرمایا اور ارشاد فرمایا: بے شک فرشتے کافر کے جنازہ پر خیر کے ساتھ حاضر نہیں ہوتے اور نہ زعفران سے لتھڑے ہوئے اور نہ جنبی کے پاس حاضر ہوتے ہیں''۔ راوی کہتے ہیں: جنبی کو رخصت ہے کہ جب وہ سونا یا کچھ کھانا یا پینا چاہے تو وضو کرلے۔

حدیث: حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَدْخُلُ الْمَلَآئِکَةُ بَیْتاً فِیْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا کَلْبٌ وَّ لَا جُنُبٌ'' ملائکہ (رحمت) کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر، کتا یا جنبی ہو۔

ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: بزار صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تین اشخاص

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) اس کے بعد نماز والے وضو کی طرح وضو کریں پھر تین دفعہ دائیں اور تین دفعہ بائیں کندھے پر پانی بہائیں۔ اس کے بعد سر اور سارے بدن پر پانی بہائیں۔ کسی سے کلام نہ کریں۔ غسل خانہ میں برہنگی کی حالت میں وضو ہوجاتا ہے۔ البتہ اس حالت میں کوئی کلمہ کلام اور دعا وغیرہ نہ پڑھیں۔

غسل فرض ہونے کی صورتیں: نمبر 1 منی کا شہوت سے نکلنا، نمبر 2 احتلام، نمبر 3 صحبت کرنا، کچھ خارج ہو یا نہ، نمبر 4 عورت کا حیض (ماہواری) سے فارغ ہونا، نمبر 5 نفاس یعنی بچہ پیدا ہونے کے بعد آنے والے خون کا بند ہونا۔

ان مواقع پر غسل کرنا سنت ہے: نمبر 1 جمعہ کی نماز، نمبر 2 عیدین کی نمازیں، نمبر 3 احرام باندھتے وقت، نمبر 4 یوم عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کے روز۔

ان مواقع پر غسل مستحب ہے: نمبر 1 وقوف عرفات، نمبر 2 وقوف مزدلفہ، نمبر 3 دخول حرم مکہ مکرمہ، نمبر 4 حاضری دربار سید کائنات ﷺ، نمبر 5 شب برات یعنی پندرھویں شعبان، نمبر 6 لیلۃ القدر وغیرہ۔

تیمم: تیمم کے بھی تین فرض ہیں اور وہ یہ ہیں: نمبر 1 نیت کرنا، نمبر 2 دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر سارے منہ پر پھیرنا، نمبر 3 دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیرنا۔

تیمم کی سنتیں یہ ہیں: نمبر 1 بسم اللہ پڑھنا، نمبر 2 ہاتھوں کو زمین پر مارنا، نمبر 3 انگلیاں کھلی رکھنا، نمبر 4 زیادہ غبار لگ جانے پر ہاتھوں کو اس طرح جھاڑنا کہ ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مارنا، نمبر 5 داڑھی کا خلال کرنا اور نمبر 6 انگلیوں کا خلال کرنا۔

جن چیزوں سے وضو اور غسل ٹوٹ جاتے ہیں انہیں سے تیمم بھی جاتا رہتا ہے۔ علاوہ ازیں پانی کے میسر آجانے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

ضروری توجہ: انگوٹھی، چھلے، چوڑیاں پہنی ہوئی ہوں تو انہیں اتار کر یا ہٹا کر ان کے نیچے ہاتھ کا پھر جانا فرض ہے ورنہ تیمم نہیں ہوگا۔

جو چیز آگ میں جل کر نہ راکھ ہوتی ہو نہ پگھلتی ہو اور نہ نرم ہوتی ہو۔ اس پر تیمم جائز ہوگا۔ اگرچہ اس پر غبار نہ ہو۔ ایسا کپڑا جس پر اتنا غبار ہو کہ ہاتھ مارنے پر اڑتا ہوا نظر آئے اس پر تیمم کر سکتے ہیں۔ (مترجم)

ہیں، جن کے پاس فرشتے نہیں جاتے، نمبر 1 جنبی، نمبر 2 نشہ کرنے والا اور نمبر 3 زعفران(1) کی خوشبو سے لتھڑا ہوا شخص۔

(1) باب مذکور میں تین چیزیں وضاحت طلب ہیں۔ نمبر 1 جنبی سے مراد وہ شخص ہے۔ جو سوتے وقت وضو بھی نہ کرے۔ اگر وضو کر لے تو دخول ملائکہ کو مانع نہیں، نمبر 2 تصویر سے مراد وہ تصویر ہے جو بلا ضرورت احتراماً گھر میں رکھی جائے اور ہو بھی کسی جاندار کی۔ نمبر 3 زعفرانی خوشبو سے مراد وہ خوشبو ہے جو خوشبو کے ساتھ ساتھ کپڑے یا جسم پر رنگ بھی نمایاں کرے۔ اور ممانعت بھی مرد کے لیے ہے عورت کے لیے نہیں۔ جو خوشبو رنگ نہ دیتی ہو وہ مرد و عورت سب کے لیے جائز ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ شکاری اور چوکیدار کتا بھی ضرورتاً رکھنا جائز ہے۔ (مترجم)

ترغیب

وضواور اس کا اکمال

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سوال کیا: یارسول اللہ! مجھے بتایئے اسلام کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرے، زکوۃ ادا کرے، حج و عمرہ کرے، غسل جنابت کرے، کامل وضو کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے۔ حضرت جبرائیل علیہ اسلام نے عرض کیا: جب میں یہ سب کچھ کرلوں تو کیا میں مسلمان ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور مسلم و بخاری وغیرہما میں بھی اس کی مثل ہے۔ وہاں یہ سیاق نہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے: ''اِنَّ اُمَتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ'' روز قیامت میری امت کے لوگ اس حال میں بلائے جائیں گے کہ ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں وضو کے اثر سے سفید روشن ہوں گے۔ لہذا جو کوئی تم میں سے اپنی اس سفیدی کو بڑھا سکے، اسے بڑھانا چاہیے۔

بخاری و مسلم۔ کہا گیا ہے کہ ''جو کوئی تم میں سے اپنی سفیدی کو بڑھا سکے، اسے بڑھانا چاہیے''۔ یہ قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کلام سے درج کیا گیا ہے جو انہیں پر موقوف ہے۔ اسے ایک سے زائد حفاظ حدیث نے ذکر کیا۔ واللہ اعلم۔

حدیث: اور ابو حازم سے مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ابو حازم نے کہا: مَیں حضرت ابو ہریرہ کے پیچھے تھا اور آپ نماز کے لئے وضو فرمارہے تھے، وہ اپنے ہاتھ کو لمبا کررہے تھے۔ حتی کہ بغل تک پہنچ گئے۔ (بغل تک پورے بازو کو دھویا) تو میں نے عرض کیا: اے ابو ہریرہ! یہ کیسا وضو ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: اے فروخ (عجمی) کی اولاد! تم یہاں ہو؟ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم یہاں موجود ہو تو مَیں اس طرح وضو نہ کرتا۔ مَیں نے اپنے خلیل ﷺ کو فرماتے سنا ہے: مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو (کا پانی) پہنچا ہوگا۔

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسی کی مثل روایت کیا مگر وہاں الفاظ ہیں'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اِنَّ الْحِلْیَةَ تَبْلُغُ مَوَاضِعَ الطُّهُوْرِ'' بے شک (جنتی) زیور مواضع وضو کو پہنایا جائے گا۔

حدیث: اور انہی (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان میں تشریف لے گئے۔ فرمایا: السلام علیکم اے گروہ مومنین! اور ہم ان شاء اللہ عنقریب تمہارے پاس آنے والے ہیں۔ مَیں چاہتا تھا کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے۔ (دنیوی زندگی میں یا بعد از وفات)۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم آپ

کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا: تم تو میرے اصحاب (بھی) ہو۔ اور بھائی ہمارے وہ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچان لیں گے جو ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے؟ فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی شخص کے سفید چہرے اور سفید ہاتھ پاؤں والے گھوڑے، سیاہ رنگ کے گھوڑوں میں جائیں تو کیا وہ اپنے گھوڑے پہچان نہیں لے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: وہ لوگ (روز قیامت) وضو کے اثر سے سفید چہرے اور روشن ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئیں گے۔ اور میں حوض (کوثر) پر ان کا خیر مقدم کروں گا۔ مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت زر، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچان لیں گے جن کو آپ نے دیکھا تک نہیں؟ آپ نے فرمایا: "غُرٌّ مُحَجَّلُوْنَ بُلْقٌ مِّنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ" وہ لوگ سفید چہرے، روشن ہاتھ پاؤں اور چمکدار پیشانیوں والے ہوں گے اور یہ وضو کے اثر سے ہوگا۔

ابن ماجہ و ابن حبان نے روایت کیا اور احمد و طبرانی نے بھی اسی کی مثل جید اسناد کے ساتھ ابو امامہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَیں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا، جسے قیامت کے دن اذن سجود ملے گا، اور مَیں ہی وہ شخص ہوں جو اپنے سر کو اٹھائے گا۔ مَیں اپنے سامنے دیکھوں گا تو دیگر امتوں میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ میرے پیچھے بھی ایسا ہی ہوگا۔ دائیں اور بائیں بھی ایسا ہی ہوگا۔ ایک آدمی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ، حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر اپنی امت تک اتنی امتوں میں سے اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ (میری امت کے لوگ) وضو کے اثر سے سفید پیشانیوں، منور ہاتھ پاؤں والے ہوں گے۔ ان کے علاوہ ایسا کسی اور کے لئے نہیں ہوگا اور مَیں انہیں پہچان لوں گا کہ انہیں ان کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور انہیں پہچان لوں گا کہ ان کے بچے (انہیں سفارش سے بخشوانے کے لئے) ان کے آگے دوڑ رہے ہوں گے۔

امام احمد۔ اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے۔ متابعات میں یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور منہ کو دھوتا ہے تو منہ کے وہ تمام گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ (آنکھوں سے کئے ہوئے گناہ) پھر جب ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ (راوی کو شک ہے) کے ساتھ ہاتھوں کے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جن کا ارتکاب ہاتھوں نے کیا تھا۔ بعد ازیں جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ وہ تمام خطائیں خارج ہو جاتی ہیں جن کی طرف پاؤں چل کر گئے تھے۔ "حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ" حتی کہ وہ بندہ مومن گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔

امام مالک، مسلم، ترمذی، مالک اور ترمذی کے نزدیک پاؤں دھونے کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا تو اس کے جسم سے تمام گناہ خارج ہو جاتے ہیں حتی کہ ناخنوں کے نیچے تک سے خارج ہو جاتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا پھر فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ جس نے اس طرح وضو کیا اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور اسکی نماز اور مسجد کی طرف جانا، (ثواب میں) زیادتی ہوگی۔

مسلم اور نسائی نے اختصاراً روایت کیا۔ نسائی کے الفاظ یہ ہیں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: "مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ایسا شخص نہیں جو وضو کرے اور خوب اچھی طرح کرے مگر اس کے اس نماز اور دوسری نماز کے درمیانی گناہ بخش دیئے جاتے ہیں حتی کہ یہ اس دوسری نماز کو ادا کر لے"۔ اس کی اسناد برشرط شیخین ہے۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں مختصراً نسائی کی روایت کی مثل روایت کیا۔ ابن ماجہ نے بھی اختصاراً روایت کیا۔ اور آخر میں یہ الفاظ زیادہ کئے "اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور کوئی شخص دھوکہ نہ کھائے؛ (کہ دیگر اعمال صالحہ بجا نہ لائے) اور نسائی کے الفاظ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے پورا پورا اس طرح وضو کیا جس طرح اللہ نے اس کو حکم دیا ہے تو پانچوں نمازیں درمیانی گناہوں کے لئے کفارہ ہو جائیں گی"۔

حدیث: انہی سے روایت ہے کہ انہوں نے وضو کیا پھر فرمایا: جس نے میرے اس وضو جیسا وضو کیا۔ پھر مسجد میں آ کر دو رکعتیں ادا کیں پھر بیٹھ گیا اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: دھوکہ میں نہ پڑ جانا (کہ کہیں دیگر اعمال صالحہ ترک کر بیٹھو) بخاری وغیرہ۔

حدیث: اور انہی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انہوں نے پانی منگوایا، وضو کیا پھر ہنسے اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا تم مجھ سے پوچھو گے نہیں کہ مجھے کس چیز نے ہنسایا ہے؟ تو ساتھیوں نے پوچھا: اے امیر المومنین! آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟ فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے میری طرح وضو فرمایا پھر ہنسے اور فرمایا: کیا تم پوچھو گے نہیں کہ مجھے کس چیز نے ہنسایا ہے؟ تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپکو کس چیز نے ہنسایا؟ ارشاد فرمایا: بے شک بندہ جب وضو کے لئے پانی منگواتا ہے پھر اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وہ تمام خطائیں معاف فرما دیتا ہے جن کا ارتکاب اس نے اپنے چہرے سے کیا ہوتا ہے۔ (منہ، آنکھ، کان کے گناہ) جب اپنے بازو دھوتا ہے تو بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ جب اپنے پاؤں دھوتا ہے پھر بھی ایسا ہی ہوتا ہے (ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں)۔

اسے امام احمد نے اسناد جید کے ساتھ اور ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ اور بزار نے بھی صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا اور یہ الفاظ زائد کئے۔ "جب بندہ سر کا مسح کرتا ہے تو بھی اسی طرح ہوتا ہے"۔

حدیث: حضرت حمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا جبکہ

آپ ایک سرد رات میں نماز کے لئے باہر جانا چاہتے تھے۔ مَیں پانی لے کر آیا تو آپ نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے۔ مَیں نے کہا: اللہ آپ کو کافی ہو۔ رات تو شدید سرد ہے۔ آپ نے فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ" کوئی بندہ مکمل وضو نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اسے بزار نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک کوئی نیک خصلت جو کسی بندہ میں ہو اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ سے اس کے تمام اعمال کی اصلاح فرماتا ہے۔ نماز کے لئے آدمی کے وضو کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور نماز اس کے ثواب میں اضافہ کے لئے باقی رہتی ہے۔

ابو یعلیٰ، بزار اور طبرانی نے اوسط میں بشار بن حکم کی روایت سے ذکر کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو خطائیں اس کے منہ سے نکل جاتی ہیں۔ جب ناک میں پانی ڈالتا ہے تو خطائیں اس کے ناک سے نکل جاتی ہیں۔ جب چہرہ دھوتا ہے تو خطائیں اس کے چہرے سے نکل جاتی ہیں حتیٰ کہ اس کی آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے بھی نکل جاتی ہیں۔ جب ہاتھ دھوتا ہے تو خطائیں اس کے ہاتھوں سے نکل جاتی ہیں حتیٰ کہ اس کے ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتی ہیں۔ جب سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے خطائیں نکل جاتی ہیں حتیٰ کہ اس کے کانوں سے بھی نکل جاتی ہیں۔ پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں سے خطائیں نکل جاتی ہیں یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتی ہیں۔ پھر اس کا مسجد کو جانا اور نماز ادا کرنا، اجر و ثواب میں زیادتی ہوتا ہے۔

مالک، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ اس میں کوئی علت نہیں۔ صنابحی مشہور صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بعض علماء نے انہیں صحابی نہیں، صرف تابعی مانا ہے)۔

حدیث: حضرت عمرو بن عنبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں زمانہ جاہلیت میں گمان کرتا تھا کہ لوگ گمراہی پر ہیں۔ بے شک وہ کسی شے (دین) پر نہیں تھے اور وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ مَیں نے سنا کہ مکہ میں ایک آدمی (غیب کی) بہت خبریں دیتا ہے۔ تو مَیں اپنی سواری پر سوار ہو کر اس کے پاس پہنچا۔ معلوم ہوا، وہ تو اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اس کے بعد قول تک حدیث ذکر کی کہ مَیں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! مجھے وضو کے بارے میں خبر دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی جب وضو کے پانی کو قریب کرتا ہے۔ پھر کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرتا ہے تو اس کے چہرے کی خطائیں اس کے منہ اور ناک کے اردگرد سے گر جاتی ہیں۔ پھر جب چہرے کو اللہ کے حکم کے مطابق دھوتا ہے تو اس کے چہرے کی خطائیں پانی کے ساتھ داڑھی کی اطراف سے گر جاتی ہیں۔ پھر ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ ہی ہاتھوں کی خطائیں پوروں کے رستے گر جاتی ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کی خطائیں پانی کے ساتھ بالوں کی اطراف سے گر جاتی ہیں۔ بعد ازیں وہ اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ

پانی کے ساتھ ہی انگلیوں کے پوروں کے رستے گر جاتے ہیں۔تو اب اگر وہ نماز کے لئے کھڑا ہوا پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور اس کی بزرگی بیان کی جس کا اللہ تعالیٰ اہل ہے۔اور اپنے قلب کو (مشاغل ووساوس دنیا سے) اللہ تعالیٰ ہی کے لئے الگ کر لیا۔تو "اِنْصَرَفَ مِنْ خَطِیْئَتِهٖ كَیَوْمِ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ" وہ گناہوں سے اس طرح نکل گیا جیسا کہ آج ہی اسے اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔مسلم۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی نماز کے ارادہ سے وضو کے لئے کھڑا ہوا پھر اپنے ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کی سب خطائیں پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اتر گئیں۔جب کلی کی، ناک میں پانی ڈالا اور صاف کیا تو اس کی زبان اور لبوں سے سب خطائیں پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اتر گئیں۔پھر جب چہرہ دھویا تو کانوں اور آنکھوں سے تمام خطائیں پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی گر گئیں۔جب ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا تو تمام گناہوں سے اس طرح محفوظ ہو گیا جیسے کہ آج ہی اسے اس کی ماں نے جنا ہے۔ فرمایا: تو جب وہ نماز کے لئے کھڑا ہوا تو اللہ نے اس کے درجے کو بلند فرما دیا۔اور اگر بیٹھ رہا تو سلامتی کے ساتھ بیٹھا۔

امام احمد وغیرہ نے عبدالحمید بن بہرام عن شہر بن حوشب کے طریق سے روایت کیا۔ترمذی نے اس متن کے علاوہ میں اس اسناد کی تحسین کی ہے۔یہ اسناد حسن ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث: اور ان (امام احمد) کی ایک اور روایت میں ہے کہ (حضرت ابوامامہ نے) فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص وضو کرے اور کامل وضو کرے اپنے ہاتھوں اور چہرے کو دھوئے۔کانوں اور سر کا مسح کرے اور پاؤں کو دھوئے پھر فرض نماز کے لئے کھڑا ہو تو آج کے دن کے وہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے جن کی طرف اس کے پاؤں چل کر گئے۔جنہیں ہاتھوں نے پکڑا، کانوں نے سنا، آنکھوں نے دیکھا اور جو کچھ دل میں برائی کے لئے سوچا۔راوی کہتے ہیں۔میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے وہ کچھ سنا جو شمار نہیں کر سکتا۔

حدیث: اور امام احمد ہی نے اس جیسی ایک اور حدیث صحیح طریق سے بھی روایت کی جس میں یہ الفاظ زائد کئے" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْوُضُوْءُ یُکَفِّرُ مَا قَبْلَهٗ ثُمَّ تَصِیْرُ الصَّلٰوةُ نَافِلَةً" وضو اس سے پہلے گناہوں کے لئے کفارہ ہے پھر نماز تو مزید باعث اجر وثواب ہو جاتی ہے"۔

حدیث: اور انہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان آدمی نے وضو کیا تو اس کے گناہ کانوں، آنکھوں، ہاتھوں اور پاؤں سے نکل گئے۔اب جو بیٹھا تو بخشا ہوا بیٹھا۔اس کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: ان کی ایک اور دوسری روایت میں بھی ہے کہ جب کسی بندہ مسلم نے وضو کے لئے ہاتھوں کو دھویا تو اس کے وہ گناہ مٹ گئے جو ہاتھوں نے کئے تھے۔جب چہرے کو دھویا تو وہ گناہ مٹ گئے جن کو آنکھوں نے دیکھا تھا۔جب سر کا مسح کیا تو وہ گناہ مٹ گئے جنہیں کانوں نے سنا تھا اور جب پاؤں دھوئے تو وہ گناہ مٹ گئے جن کی طرف پاؤں چل کر گئے تھے۔"ثُمَّ یَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَهِیَ فَضِیْلَةٌ" پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو یہ فضیلت ہی فضیلت ہے۔اس کی اسناد بھی حسن ہے۔

حدیث: طبرانی کی کبیر میں روایت میں ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے سات مرتبہ نہ سنا ہوتا تو میں اسے بیان نہ کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اس طرح وضو کرتا ہے، جس طرح کہ اس کو حکم دیا گیا ہے تو گناہ اس کے کانوں، آنکھوں، ہاتھوں اور پاؤں سے دور ہو جاتا ہے۔ اس کی اسناد بھی حسن ہے۔

حدیث: حضرت ثعلبہ بن عباد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے دو دو اور ایک ایک کتنی احادیث بیان فرمائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا کوئی بندہ نہیں جو وضو کرے اور خوب وضو کرے تو اپنے چہرے کو دھوئے حتیٰ کہ پانی اس کی ٹھوڑی پر سے بہنے لگے۔ پھر اپنی کلائیوں کو دھوئے حتیٰ کہ پانی اس کی کہنیوں پر سے بہنے لگے۔ پھر اپنے پاؤں دھوئے حتیٰ کہ پانی اس کے ٹخنوں پر سے جاری ہو جائے "ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ اِلاَّ غُفِرَلَہٗ مَاسَلَفَ مِنْ ذَنْبِہٖ" پھر نماز کے لئے کھڑا ہو مگر اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ طبرانی نے کبیر میں اسناد لیّن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ" پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" میزان کو بھر دے گا۔ "سُبْحَانَ اللّٰہِ" اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیں گے۔ نماز نور ہے۔ صدقہ برہان ہے۔ صبر ضیاء ہے۔ اور قرآن تیرے لئے یا تیرے خلاف حجت ہے۔ ہر انسان صبح اس حال میں کرتا ہے کہ اپنے نفس کو بیچنے والا ہوتا ہے۔ اسے آزاد کر لیتا ہے یا ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ مگر ابن ماجہ، میں یہ الفاظ بھی ہیں "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ شَطْرُ الْاِیْمَانِ"، مکمل وضو نصف ایمان ہے" نسائی نے بھی" ہر انسان صبح کرتا ہے الخ" کے بغیر روایت کیا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا مسلمان نہیں جو وضو کرے تو کامل وضو کرے پھر نماز کے لئے کھڑا ہو تو جو پڑھتا ہے اسے جانتا ہو (ہمہ تن متوجہ ہو کر پڑھے) مگر وہ گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو۔

مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ حاکم کے ہیں اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشقت کے وقت کامل وضو کرنا، مساجد کی جانب قدموں کے چلنے کا عمل اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار، گناہوں کو بالکل دھو ڈالتا ہے۔

ابویعلیٰ اور بزار نے صحیح اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا اور درجات کو بلند فرماتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ضرور فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: مشقت کے وقت کامل وضو کرنا، مساجد کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار۔ تو یہ ہے

تمہاری (دشمنانِ ایمان واسلام کے خلاف) جہاد کی تیاری، یہ ہے تمہاری جہاد کی تیاری، یہ ہے تمہاری جہاد کی تیاری۔

امام مالک، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اسی معنی میں روایت کیا۔ اور ابن ماجہ وابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث سے بھی روایت کیا مگر اس میں انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ خطاؤں کو مٹاتا اور نیکیوں کو بڑھاتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ضرور ارشاد فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تکالیف کے وقت کامل وضو کرنا، مساجد کی جانب قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار، "فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ" یہ ہے تمہاری جہاد کے لئے تیاری (جس میں بہت اجر وثواب ہے) ابن حبان نے اپنی صحیح میں شرحبیل بن سعد سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مَنْ اَسْبَغَ الْوُضُوْءَ فِي الْبَرْدِ الشَّدِيْدِ كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ كِفْلَانِ" جس نے سخت سردی میں کامل وضو کیا، اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔ طبرانی فی الاوسط۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کو میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا۔ اس نے کہا: اے محمد ﷺ! کیا آپ جانتے ہیں کہ عالم بالا کے ملائکہ کس چیز کے بارے میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ وہ کفارات، درجات، جماعات کے لئے نقل اقدام، سخت سردی میں کامل وضو اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں جھگڑتے ہیں۔ اور جس نے ان اعمال پر ہمیشگی کی، وہ خیریت کے ساتھ جئے گا اور خیریت کے ساتھ مرے گا۔ اور گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے گا جیسے آج اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔

ترمذی نے اسے اس حدیث میں روایت کیا جو ان شاء اللہ مکمل طور پر باب "صلوۃ الجماعۃ" میں آرہی ہے۔ اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا۔ (اعضائے وضو ایک ایک دفعہ دھوئے) تو یہ وضو کے لئے فرض ہے جو ضروری ہے۔ جس نے دو دو مرتبہ وضو کیا۔ اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔ اور جس نے تین تین مرتبہ وضو کیا "فَذٰلِكَ وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ" تو یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا وضو ہے۔

امام احمد وابن ماجہ نے روایت کیا۔ دونوں کی اسناد میں زید عمی ہے۔ جس کی توثیق کی گئی ہے۔ امام احمد کی روایت کے باقی راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اور ابن ماجہ نے اس سے طویل روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ضعیف اسناد کے ساتھ ذکر کی۔

حدیث: حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے پورا پورا وضو کیا جیسے کہ اللہ نے اسے حکم دیا ہے تو فرض نمازیں درمیان میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہوں گی۔

نسائی وابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرمار ہے تھے: جس نے ایسے وضو کیا جیسا کہ حکم ہے اور ایسے نماز پڑھی جیسے کہ حکم ہے۔تو اس کے پہلے کے (برے) اعمال بخش دیئے جائیں گے۔نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں رویت کیا۔مگر ابن حبان نے بیان کیا: "غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" اس کے پہلے گناہ(1) بخش دیئے جائیں گے"۔

1۔گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔کیونکہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور حقوق العباد کی معافی کے لئے صاحب حق سے معاف کروانا ضروری ہے۔

باب مذکور کی احادیث میں " کامل وضو اور اچھے وضو" کے الفاظ اکثر استعمال ہوئے ہیں جن سے مراد ہے وضو کو سنن و مستحبات کے ساتھ کرنا۔(مترجم)

ترغیب

وضو پر ہمیشگی اور تجدید وضو

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: استقامت اختیار کرو کہ تم (اس کا ثواب) شمار نہیں کر سکتے۔ "وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ خَیْرَ اَعْمَالِکُمُ الصَّلٰوۃُ" اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں بہترین عمل نماز ہے۔ اور وضو پر ہمیشگی سوائے مومن کے کوئی نہیں کر سکتا۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ ابو ہلال اشعری کے وہم کے سوا کوئی علت نہیں۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو ہلال کے علاوہ ایک اور طریق سے روایت کیا جس کے شروع میں ہے کہ (سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:) "راہ راست پر رہو، ایک دوسرے کی قربت اختیار کرو اور جان رکھو کہ تمہارے اعمال میں بہترین عمل نماز ہے"۔ الحدیث۔ ابن ماجہ نے لیث کی حدیث سے بھی روایت کیا۔

حدیث: حضرت ربیعہ جرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (دین حق پر) استقامت اختیار کرو۔ اگر تم نے استقامت اختیار کر لی تو یہ بہت ہی اچھی بات ہے۔ اور وضو پر ہمیشگی کرو۔ بے شک تمہارے اعمال میں بہتر عمل نماز ہے۔ اور زمین (پر بدعملی کرنے) سے بچتے رہو۔ کیونکہ یہ تمہاری اصل ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو اس پر اچھا یا برا عمل کرے مگر یہ زمین اس کی خبر دے گی۔ طبرانی نے کبیر میں ابن لہیعہ کی روایت سے ذکر کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت (نئے) وضو اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

امام احمد نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: اے بلال! تم جنت میں مجھ سے پہلے کس وجہ سے پہنچے؟ رات کو میں جنت میں داخل ہوا تو اپنے آگے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے کبھی دو رکعت نفل پڑھے بغیر اذان نہیں دی۔ اور جب بھی بے وضو ہوا اس کے بعد وضو کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہی وجہ ہے۔ اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "مَنْ تَوَضَّاَ عَلٰی طُھْرٍ کُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ" جس نے وضو (1) پر وضو کیا، اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی گئیں۔

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ۔

1۔ وضو پر وضو کرنے سے مراد یہ ہے کہ ایک مرتبہ وضو کر کے اس کے ساتھ کوئی عبادت نفل وغیرہ پڑھ کر پھر اس کے ٹوٹنے سے پہلے دوسری مرتبہ وضو کیا جائے۔ ورنہ بلاوجہ وضوء پر وضوء کئے جانا، پانی کے اسراف میں داخل ہے جو درست نہیں۔ زیادہ وضاحت کے لئے کتب فقہ کا مطالعہ فرمائیں۔ (مترجم)

ترہیب

وضو کرتے وقت عمداً ''بسم اللہ'' ترک کرنا

حدیث: حضرت امام ابوبکر بن شیبہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمیں اس بات کا ثبوت پہنچا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' نہیں پڑھی۔ اس کا وضو (کامل) نہیں ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو نہیں کیا۔ اس کی نماز نہیں ''وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ'' اور جس نے وضو میں ''بسم اللہ'' نہیں پڑھی، اس کا وضو (کامل) نہیں۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت رباح بن عبدالرحمٰن بن ابی سفیان بن حویطب اپنی دادی سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں (رضی اللہ عنہم) کہ انہوں (ان کے والد) نے کہا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اس کا وضو (کامل) نہیں جس نے اس پر اللہ کا ذکر نہیں کیا (بسم اللہ نہیں پڑھی)۔

ترمذی (الفاظ انہیں کے ہیں)، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسماعیل یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں بہترین حدیث، رباح بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی ہے جو انہوں نے اپنی دادی اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی۔ (یعنی یہ مذکورہ بالا حدیث) امام ترمذی نے فرمایا کہ رباح کی دادی کے والد کا نام سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ ہے۔

ترغیب

مسواک اور اس کی فضیلت

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ" اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

اسے بخاری (لفظ بخاری کے ہیں) اور مسلم نے روایت کیا۔ مگر مسلم میں الفاظ ہیں "بوقت ہر نماز کے حکم دیتا" نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ مگر اس میں یہ ہے کہ "ہر نماز کے وقت وضو کے ساتھ حکم دیتا" اور امام احمد و ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا۔ ان کے یہ الفاظ ہیں۔ "مَیں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا"۔

حدیث: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو مَیں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتا تو مَیں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا جیسے کہ وہ وضو کرتے ہیں (جیسے کہ مَیں نے انہوں وضو کا حکم دیا ہوا ہے)۔

امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ بزار اور طبرانی نے کبیر میں عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا۔ اس کے الفاظ ہیں کہ "اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتا تو مَیں ان پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا فرض کر دیتا جیسا کہ مَیں نے ان پر وضو فرض کیا"۔ ابویعلیٰ نے اس کی مثل روایت کیا جس میں یہ الفاظ زیادہ کئے۔ "سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی سرور ﷺ مسواک کا ہمیشہ ذکر فرماتے رہتے تھے حتیٰ کہ مجھے خوف ہوا کہ شاید اس کے متعلق قرآن نازل ہو جائے گا"۔ (فرضیت مسواک پر کوئی آیت نازل ہو جائے گی)

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ" مسواک منہ کو پاک صاف کرنے والی اور رب تعالیٰ کو راضی کرنے کا باعث ہے۔

نسائی و ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور امام بخاری نے اسے معلقاً مجزوماً روایت کیا۔ امام بخاری کی مجزومہ تعلیقات صحیح ہوتی ہیں۔ طبرانی نے اوسط اور کبیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث روایت کی جس میں یہ الفاظ زائد کئے "وَمَجْلَاةٌ لِّلْبَصَرِ" اور (مسواک) آنکھوں کو جلا بخشنے والی ہے"۔

حدیث: حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں

مرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی سنتوں میں سے ہیں۔ نمبر 1 ختنہ، نمبر 2 خوشبو لگانا، نمبر 3 مسواک اور نمبر 4 نکاح۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسواک کرنا لازم پکڑو۔ کیونکہ یہ منہ کو خوشبودار کرنے والی اور رب تبارک وتعالیٰ کو راضی کرنے والی ہے۔

اسے امام احمد نے ابن لہیعہ کی روایت سے ذکر کیا۔

حدیث: حضرت شریح بن ہانی رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: نبی مکرم ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کیا کام کرتے تھے؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: مسواک فرماتے تھے: مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کسی بھی نماز کے لئے گھر سے تشریف نہ لے جاتے جب تک کہ مسواک نہ فرمالیتے۔

اسے طبرانی نے ٹھیک اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رات کو رسول اللہ ﷺ دو دو رکعتیں نماز پڑھتے۔ پھر مسواک فرمانے تشریف لے جاتے۔ (ہر دو رکعت کے بعد مسواک فرماتے)۔

ابن ماجہ ونسائی، اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک کیا کرو کیونکہ یہ منہ کو پاک کرنے والی اور باعث رضائے رب ہے۔ میرے پاس جب بھی جبریل آئے۔ مجھے مسواک کی وصیت کی حتی کہ مجھے خوف ہوا کہ مجھ پر اور میری امت پر مسواک فرض کردی جائے گی۔ اور اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میری امت پر یہ مشکل ہوگی تو مَیں ان پر مسواک کرنا فرض فرمادیتا۔ اور مَیں اس قدر مسواک کرتا ہوں کہ مجھے خوف ہے کہ مَیں اپنے منہ کے سامنے والے حصے (دانت) گھساڈالوں گا۔

ابن ماجہ نے علی بن یزید عن القاسم عنہ کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی سرور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ مجھے مسواک کا (اس قدر) حکم دیا گیا کہ مَیں نے گمان کیا، مجھ پر اس بارے میں قرآن یا وحی نازل کردی جائے گی۔

ابویعلیٰ اور احمد نے روایت کیا۔ امام احمد کے الفاظ یہ ہیں۔ ''مجھے مسواک کا حکم دیا گیا۔ حتی کہ مجھے خوف ہوا۔ اس بارے میں مجھ پر کوئی وحی اتاری جائے گی''۔ راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے مسواک کا (اتنا

زیادہ) حکم دیا گیا کہ مجھے اپنے اوپر اس کے فرض ہو جانے کا خوف ہونے لگا۔

امام احمد و طبرانی۔ اس کی اسناد میں لیث بن ابی سلیم ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھے مسواک کرنے کی وصیت کرتے رہے حتی کہ مجھے اپنی داڑھوں (کے گھس جانے) پر خوف ہونے لگا۔

اسے طبرانی نے اسناد لیّن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَیں نے مسواک کو (اس قدر) لازم کر لیا کہ مجھے خوف ہوا کہ میرے منہ سے دانت گر جائیں گے۔

طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اور بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی اس کے الفاظ ہیں "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ مجھے مسواک کا (اس قدر) حکم دیا گیا کہ مجھے خوف ہوا کہ مَیں اپنے دانت گرا لوں گا"۔

حدیث: سیدنا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ انہیں مسواک کا حکم دیا گیا اور فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جب بندہ مسواک کرتا ہے اور نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کی قرات کو سنتا ہے پھر اس کے قریب ہوتا ہے (یا ایسا کوئی اور کلمہ فرمایا) یہاں تک کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔ اب جو بھی قرآن کا لفظ اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتے کے پیٹ میں چلا جاتا ہے۔ لہٰذا قرآن پڑھنے کے لئے اپنے منہ پاک کرو۔

بزار نے جید بے غبار اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ابن ماجہ نے بھی اس کا کچھ حصہ موقوفاً روایت کیا۔ شاید یہ زیادہ مناسب ہو۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "فَضْلُ الصَّلٰوۃِ بِالسِّوَاکِ عَلَی الصَّلٰوۃِ بِغَیْرِ سِوَاکٍ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا" وہ نماز جو مسواک کر کے پڑھی جائے، اس نماز پر جو بغیر مسواک کئے پڑھی گئی ہو، ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

اسے امام احمد، بزار، ابو یعلیٰ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ابن خزیمہ نے کہا "میرے دل میں اس حدیث کے بارے میں کچھ خدشہ ہے" مجھے ڈر ہے کہ محمد بن اسحاق نے ابن شہاب سے سماع نہ کیا ہو۔ اسے حاکم نے بھی روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔ جیسا کہ کہا اور محمد بن اسحاق کے لئے مسلم نے متابعات ہی میں تخریج کی ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے مسواک کر کے دو رکعت پڑھنا، بغیر مسواک کے ستر رکعتیں پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔

اسے ابونعیم نے ''کتاب السواک'' میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رَكْعَتَانِ بِالسِّوَاكِ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً بِغَيْرِ سِوَاكٍ'' مسواک(1) کر کے دو رکعت پڑھنا بغیر مسواک کے ستر رکعتیں پڑھنے سے زیادہ افضل ہے۔

اسے بھی ابونعیم نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

1۔ لفظ ''مسواک'' سوک سے بنا ہے جس کے معنی رگڑ کے ہیں۔ شریعت میں مسواک وہ لکڑی ہے جس سے دانت رگڑ کر صاف کیے جائیں۔ یہ پھل یا پھولدار درخت کی نہیں ہونی چاہیے۔ اس کی موٹائی چھنگلی کے برابر، لمبائی ایک بالشت سے زیادہ نہ ہو۔ اور کم از کم لمبائی اتنی ہو کہ آسانی سے دانتوں میں پھیری جا سکے۔ جن کے دانت نہ ہوں وہ انگلی مسواک کی نیت سے مسوڑھوں پر پھیرلیا کریں۔ وضو، تلاوت قرآن حکیم، دانت میلے ہو جانے پر یا کسی وجہ سے منہ کے بدبودار ہو جانے پر مسواک سنت ہے۔ احناف کے نزدیک مسواک سنت نماز ہے نہ کہ سنت وضو۔ لہٰذا ایک مرتبہ مسواک کے ساتھ وضو سے جتنی نمازیں پڑھی جائیں گی۔ تمام کا ثواب ستر گنا سے زیادہ ہوگا۔ (مترجم)

ترغیب

انگلیوں میں خلال کرنا

ترہیب

خلال کا ترک اور کامل وضو نہ کرنا بقدر واجب سے کوتاہی کرنا

حدیث: حضرت ابو ایوب یعنی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا خوب ہیں میری امت میں سے خلال کرنے والے لوگ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ خلال کرنے والے کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ''اَلْمُتَخَلِّلُوْنَ فِی الْوُضُوْءِ وَالْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنَ الطَّعَامِ'' وضو میں خلال کرنے والے اور کھانے سے خلال کرنے والے۔ وضو کا خلال تو ہے کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور (ہاتھ پاؤں) کی انگلیوں کے درمیان خلال کرنا۔ اور باقی رہا کھانے کا خلال، تو وہ ہے (دانتوں میں پھنسے ہوئے) کھانے سے۔ بے شک دونوں فرشتوں (اعمال لکھنے والے) پر اس سے بڑھ کر شدید اور کوئی چیز نہیں کہ وہ اپنے ساتھی(1) کے دانتوں میں کھانا پھنسا ہوا دیکھیں حالانکہ وہ نماز کے لئے کھڑا ہوا۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور طبرانی و امام احمد نے مختصراً ابو ایوب اور عطاء سے بھی روایت کیا کہ یہ دونوں فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت خوب ہیں میری امت میں سے کھانے اور وضو میں خلال کرنے والے'' طبرانی نے اسے اوسط میں حضرت انس کی حدیث سے روایت کیا۔ ان کے تمام طرق کا مدار واصل بن عبدالرحمٰن رقاشی پر ہے۔ اور شعبہ وغیرہ نے اس کی توثیق کی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تَخَلَّلُوْا فَاِنَّهٗ نَظَافَةٌ وَالنَّظَافَةُ تَدْعُوْ اِلَی الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ مَعَ صَاحِبِهٖ فِی الْجَنَّةِ'' خلال کیا کرو کیونکہ یہ پاکیزگی ہے اور پاکیزگی ایمان کی طرف بلاتی ہے اور ایمان اپنے صاحب کو جنت میں لے جاتا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں ایسے ہی مرفوع روایت کیا اور کبیر میں ابن مسعود پر اسناد حسن کے ساتھ موقوف کیا۔ یہ زیادہ مناسب ہے۔

حدیث: حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی انگلیوں کا پانی کے ساتھ خلال نہیں کیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آگ کے ساتھ اس کا خلال کرے گا۔ طبرانی فی الکبیر۔

---

(۱) ساتھی سے مراد وہ شخص ہے جس کے اعمال لکھنے پر ان فرشتوں کی ڈیوٹی ہے۔ اور دانتوں میں پھنسا ہوا کھانا اس لئے ناپسند ہے کہ اس سے منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انگلیوں کو دھونے میں خوب مبالغہ کرو ورنہ انہیں آگ خوب جلادے گی۔

طبرانی نے اوسط میں مرفوعاً روایت کیا اور کبیر میں اسناد کے ساتھ ابن مسعود پر موقوف کیا۔ واللہ اعلم۔

حدیث: طبرانی کی کبیر میں ایک موقوف روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پانچوں انگلیوں کا خلال کرو، اللہ ان کو آگ سے نہیں بھرے گا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو جس نے اپنی ایڑیوں کو (وضو میں) نہیں دھویا تھا، فرمایا: "وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ" (خشک رہ جانے والی) ایڑیوں کے لئے آگ کی بربادی و ہلاکت ہے۔

حدیث: ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کے لوگوں کو دیکھا جو ایک برتن میں وضو کر رہے تھے تو کہا: پورا پورا وضو کرو۔ کیونکہ میں نے ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ (خشک رہ جانے والی) ایڑیوں کے لئے آگ کی ویل(1) (تباہی) ہے۔ یا اونچی ہڈیوں (ٹخنے) کے لئے آگ کی ویل ہے۔

اسے بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے مختصراً روایت کیا۔

حدیث: ترمذی نے انہی (حضرت ابو ہریرہ) سے روایت کیا "ویل ہے آگ کی ایڑیوں کے لئے پھر کہا: نبی سرور ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: ایڑیوں اور قدموں کے پیٹ کے لئے (اگر دھوئی نہ جائیں) آگ کی ویل ہے۔

حدیث: حضرت ابوہیثم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے وضو کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے ابوہیثم! قدم کا پیٹ (نچلا حصہ بھی دھوؤ)۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اس میں ابن لہیعہ ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قوم کو دیکھا کہ ان کی ایڑیاں (نہ دھلنے کی وجہ سے) چمک رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایڑیوں کے لئے آگ کی ویل ہے۔ وضو مکمل کرو۔

مسلم، ابوداؤد (لفظ انہی کے ہیں)، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ بخاری نے بھی اسی کی مثل روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوروح الکلائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: نبی اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں سورہ روم کی تلاوت فرمائی تو اس کا کچھ حصہ آپ پر ملتبس ہوگیا۔ تو آپ نے فرمایا: شیطان ہم پر ان اقوام کی وجہ سے ہی قراءت ملتبس کرتا ہے۔ جو بغیر وضو نماز کے لئے آجاتے ہیں۔ جب تم نماز کے لئے آؤ تو خوب اچھی طرح وضو کیا کرو۔

حدیث: ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کو کسی آیت میں تردد ہوا۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا: ہمارے اوپر قرآن ملتبس ہوگیا۔ بے شک تم میں سے کچھ لوگ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں جو وضو اچھی طرح نہیں کرتے۔ "فَمَنْ شَهِدَ الصَّلٰوةَ

1۔ ویل کے معنی ہلاکت و بربادی کے بھی ہیں۔ اور جہنم میں ایک وادی کا نام بھی ویل ہے۔ یہاں چونکہ ساتھ ہی جہنم کی آگ کا ذکر بھی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہی وادی مراد ہو۔ (مترجم)

فَلْيُحسِنِ الْوُضُوْءَ'' جوکوئی ہمارے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہو، اسے خوب اچھی طرح وضو کرنا چاہیے۔

امام احمد نے اسی طرح روایت کیا۔ مذکورہ دونوں روایتوں کے راویوں سے صحیح میں روایات لی گئی ہیں اور نسائی نے ابوروح سے انہوں نے کسی اور آدمی سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک کسی کی نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ اسی طرح کامل وضو نہ کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا ہے یعنی اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئے۔ سر کا مسح کرے اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھوئے۔

ابن ماجہ نے اسے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا۔

ترغیب

وضو کے بعد کیا کلمات پڑھے جائیں

حدیث: حضرتِ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔آپ نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو کوئی وضو کرے تو پورا پورا یا مکمل وضو کرے پھر کہے: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ'' تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔

مسلم، ابوداؤد، ابنِ ماجہ اور ابوداؤد وابنِ ماجہ نے کہا: ''خوب اچھی طرح وضو کرے'' ابوداؤد نے یہ الفاظ زیادہ کئے ''پھر اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائے پھر (مذکورہ کلمات) پڑھے'' اور ترمذی نے ابوداؤد کی مثل روایت کیا اور یہ کلمات زائد کئے (۱) ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ'' اے میرے پروردگار! مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور بہت پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے کردے۔الحدیث۔محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورہ کہف (۲) پڑھی، قیامت کے دن اس کے لئے اس کے مقام سے لے کر مکہ مکرمہ تک ایک نور ہوگا۔جس نے اس سورہ کی آخری دس آیات پڑھیں۔ پھر دجّال نکلا تو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔جس نے وضو کیا پھر یہ پڑھا: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ'' تو یہ کلمات ایک سفید کاغذ پر لکھ کر اس کے اوپر مہر لگادی جائے گی جو قیامت تک نہیں توڑی جائے گی۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔الفاظ طبرانی کے ہیں۔اور اسے نسائی نے بھی روایت کیا جس کے آخر میں یہ کلمات زائد کئے'' تو اس پر ایک انگوٹھی سے مہر لگادی جائے گی بعدازیں اسے عرش کے نیچے رکھ دیا جائے گا پھر اس مہر کو قیامت تک توڑا نہ جائے گا''۔نسائی نے اس کی تصویب کی اور ابوسعید پر موقوف کیا۔

حدیث: اور حضرتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے وضو کیا، ایسے کہ ہاتھوں کو دھویا، پھر تین مرتبہ کلی کی۔تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ چہرے کو دھویا، تین مرتبہ ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھویا، سر کا مسح کیا۔پھر (تین مرتبہ ہی) پاؤں کو دھویا پھر کوئی کلام نہ کیا حتی کہ یہ پڑھ لیا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ غُفِرَ لَهٗ مَابَيْنَ الْوُضُوْئَيْنِ'' تو اس کے دو وضوؤں کے درمیانی گناہ معاف کردیے جائیں (اس وضو سے اگلے وضو تک یا اس سے پہلے وضو تک)۔

1۔ روایاتِ مذکورہ کا ماحصل یہ ہے کہ تمام فرائض، سنن اور مستحبات کے ساتھ وضو کرے پھر آسمان کی طرف منہ کرکے پڑھے۔اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (مترجم)۔

2۔سورہ کہف پندرھویں پارہ میں ہے۔(مترجم)

اسے ابویعلیٰ اور دارقطنی نے روایت کیا۔

ترغیب

وضو کے بعد دو رکعت نفل

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال! مجھے بتاؤ کہ اسلام میں سب سے زیادہ مقبول عمل تم نے کیا کیا ہے؟ مَیں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے قدموں کی آواز سنی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مَیں نے سوائے اس کے کوئی زیادہ مقبول عمل نہیں کیا کہ دن رات کی کسی گھڑی میں جب بھی وضو کیا تو اس وضو کے ساتھ مَیں نے نماز (نفل) پڑھی ہے جتنی کہ مقدر تھی کہ میں پڑھوں۔

مسلم و بخاری۔

حدیث: حضرتِ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے رویت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے وضو کیا تو خوب اچھی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نفل پڑھی اس طرح کہ چہرہ و دل سے ان پر متوجہ رہا "وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

اسے مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کیا تو خوب اچھی طرح کیا پھر دو رکعت نفل پڑھے کہ ان میں بھول نہیں کی تو "غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ" اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت حمران مولیٰ حضرتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کے لئے پانی منگوایا۔ برتن سے اپنے ہاتھوں پر انڈیلا پھر انہیں تین تین دفعہ دھویا اور صاف کیا۔ پھر تین تین دفعہ چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھویا۔ (سر کا) مسح کیا۔ پھر تین تین مرتبہ ہی پاؤں دھوئے۔ پھر فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر فرمایا: جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نفل پڑھی کہ اس میں اپنے دل کے ساتھ باتیں نہ کرے (دل میں وسوسے پیدا نہ ہونے دے) تو اس کے پہلے گناہ معاف کردئے جائیں گے۔ مسلم و بخاری وغیرہما۔

حدیث: حضرت ابولدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے وضو کیا تو خوب اچھی طرح کیا پھر کھڑا ہوا تو دو یا چار رکعت نماز پڑھی (سہل راوی کو شک ہے) اس میں خوب اچھی طرح رکوع اور خشوع کیا "ثُمَّ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ غُفِرَلَهُ" پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگی تو اس کو بخش دیا جائے گا۔ امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا۔

کتاب الصلوٰۃ

ترغیب

اذان(1) اور اس کی فضیلت

حدیث: حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جنابِ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اذان اور پہلی صف میں کس قدر ثواب ہے پھر اسے حاصل کرنے کے لئے سوائے قرعہ اندازی کے اور کوئی چارہ نہ پاتے تو ضرور قرعہ اندازی کرتے۔ اگر جان لیتے کہ (نماز کے لئے) پہلے آنے میں کتنی فضیلت ہے تو ضرور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے۔ اور اگر چاہے خود کو گھسیٹ کر آنا پڑتا۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرتِ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ اذان دینے کا ثواب جان لیتے "لَتَضَارَبُوْا عَلَيْهِ بِالسُّيُوْفِ" تو اس پر ایک دوسرے سے تلواروں کے ساتھ لڑائی کرتے۔

امام احمد نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ابنِ لہیعہ ہے۔

حدیث: حضرتِ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اَبی صعصعہ اپنے باپ حضرتِ ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے انہیں فرمایا: مَیں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور صحراء کو پسند کرتے ہو۔ (شہری آبادی سے دور رہتے ہو

1۔ کلام الٰہی میں اذان کا بیان بھی موجود ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ۔ (مائدہ:58)

ترجمہ: اور جب (اے مسلمانو!) تم نماز کے لئے اذان دو تو (کفار و مشرکین) اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ بالکل بے عقل لوگ ہیں۔

کلبی کہتے ہیں کہ جب مؤذنِ رسول ﷺ اذان کہتے اور مسلمان نماز کے لئے اُٹھتے تو یہود ہنستے اور مذاق اُڑاتے تھے۔ اس وقت یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔

سدی کا قول ہے کہ مدینہ منورہ میں جب مؤذن اذان میں "اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اشھدان محمد ارسول اللہ" کہتا تو ایک نصرانی بکواس کیا کرتا "جل جائے جھوٹا" ایک رات اس نصرانی کا خادم آگ لے کر آیا جبکہ اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے اچانک ایک شُعلہ بُلند ہوا جس سے وہ بدبخت نصرانی، تمام اہل خانہ اور پورا گھر جل کر راکھ کا ڈھیر بن گیا۔

جمعہ کی اذان کا ذکر بھی قرآن پاک کی سورہ جمعہ کے اندر موجود ہے۔ ارشاد ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (جمعہ:9)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز کے لئے اذان ہو تو اللہ کے ذکر (نمازِ جمعہ) کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

مؤذن کا مقام و مرتبہ کس شاندار انداز میں بیان فرمایا۔ ملاحظہ ہو فرمانِ خداوندی:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حٰم سجدہ:33)

ترجمہ: اور اس شخص سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بُلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے نزدیک یہ آیت مؤذنوں کے حق میں نازل ہوئی۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو کوئی کسی بھی طریقہ سے اللہ کی طرف بُلائے وہ اس میں داخل ہے۔ اس قول سے بھی مؤذن کی فضیلت ثابت ہوئی ہے۔ (مترجم)

جہاں اذان کی آواز نہیں پہنچتی) جب تم اپنی بکریوں میں یا صحراء میں ہو تو نماز کے لئے اذان کہا کرو پھر اذان کہتے ہوئے اپنی آواز کو بھی بلند کرو۔ ''فَاِنَّهٗ لَا یَسْمَعُ صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّ لَا شَیْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ'' کیونکہ مؤذن کی آواز کو نہیں سنتے جن، نہ انسان اور نہ کوئی اور چیز مگر قیامت کے دِن اس کے (ایمان کی) گواہی دیں گے۔ (اس کے بعد) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مَیں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سُنی ہے۔

امام مالک، امام بخاری، نسائی اور ابن ماجہ۔

ابن ماجہ نے یہ الفاظ زیادہ کئے'' (مؤذن کی آواز) نہیں سُنتا کوئی پتھر اور نہ کوئی درخت مگر اس مؤذن کے لئے گواہی دیں گے''۔ اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں ''مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اس کی آواز کو نہیں سُنتا کوئی درخت، نہ کوئی مٹی کا ڈھیلا، نہ پتھر، نہ جن اور نہ انسان مگر اس کے لئے (قیامت کے دن) گواہی دے گا''۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اذان کہنے والے کی وہاں تک مغفرت کردی جاتی ہے جہاں تک اس کی آواز پہنچے۔ ''وَیَسْتَغْفِرُلَهٗ کُلُّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ سَمِعَهٗ'' اور تمام تر اور خشک جو اس کی آواز سنتے ہیں، اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے بھی روایت کیا مگر بزار کے الفاظ یہ ہیں:
''اور تمام تر اور خشک چیزیں اس کی آواز کا جواب دیتی ہیں''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مؤذن کی آواز کی انتہاء تک اس کی مغفرت کی جاتی ہے اور ہر تر و خشک چیز اس کی تصدیق کرتی ہے۔ اسے امام احمد (لفظ ان ہی کے ہیں) ابوداؤد اور ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ مگر ان دونوں کے نزدیک یہ الفاظ ہیں'' ہر تر و خشک چیز اس کے لئے گواہی دیتی ہے''۔ نسائی نے یہ الفاظ زائد کئے'' اس کے لئے اپنے ساتھ نماز پڑھنے والے کے برابر اجر ہے''۔ اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔ ان کے نزدیک یہ الفاظ ہیں'' اس کی آواز کی انتہا تک اس کی مغفرت کی جاتی ہے۔ اور ہر تر و خشک اس کی مغفرت طلب کرتا ہے۔ نماز کے لئے حاضر ہونے والے کے لئے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دو نمازوں کے درمیانی گناہ مٹادیئے جاتے ہیں''۔

حدیث: حضرت بَراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اگلی صف پر درود بھیجتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں) ''وَالْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُلَهٗ مَدَی صَوْتِهٖ وَصَدَّقَهٗ مَنْ سَمِعَهٗ مِنْ رَّطْبٍ وَّ یَابِسٍ وَلَهٗ اَجْرُ مَنْ صَلّٰی مَعَهٗ'' مؤذن کی آواز کی انتہا تک اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اس کی آواز کو سننے والی ہر تر و خشک چیز اس کی تصدیق کرتی ہے۔ اور اسے اپنے ساتھ نماز پڑھنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔ امام احمد و نسائی نے اسے حسن اور جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اور طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جس کے الفاظ ہیں'' جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انتہائے آواز تک مؤذن کی مغفرت کی

جاتی ہے۔اور اسے اپنے ساتھ نماز پڑھنے والے کے برابر ثواب دیا جاتا ہے''۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحمٰن کا دستِ (رحمت) مؤذن کے سر پر ہوتا ہے۔اور بے شک انتہائے آواز تک اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، جہاں تک بھی آواز پہنچے۔طبرانی فی الاوسط۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَّالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمِنٌ'' امام ضامن ہے اور مؤذن امین ہے۔اے پروردگار! اماموں کو ہدایت عطا فرما اور مؤذنوں کی مغفرت فرما۔

ابوداؤد، ترمذی اور ابن خزیمہ وابنِ حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ابنِ خزیمہ وابنِ حبان نے کہا (آپ ﷺ نے فرمایا) ''اللہ نے اماموں کو ہدایت دی اور مؤذنوں کی مغفرت فرمادی''۔اور ابن خزیمہ کی ابوداؤد جیسی روایت بھی ہے۔

حدیث: اور انہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤذنین امین ہیں اور ائمہ ضامن ہیں ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِیْنَ وَسَدِّدِ الْاَئِمَّۃَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ'' اے اللہ! مؤذنین کی مغفرت فرما اور ائمہ کو سیدھا رکھ (اجر وثواب کے رستہ پر) یہ الفاظ تین دفعہ فرمائے۔اور اسے امام احمد نے حضرت ابوامامہ کی حدیث سے باسنادِ حسن روایت کیا۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: امام ضامن ہے اور مؤذن امین ہے تو اللہ نے ائمہ کو ہدایت فرمائی اور مؤذنین سے درگذر فرمایا۔ابن حبان فی صحیحہ۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لئے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سُنے۔جب اذان ختم ہوتی ہے تو واپس آجاتا ہے۔جب تثویب (اقامت) کہی جاتی ہے تو پھر بھاگ جاتا ہے اور جب تثویب ختم ہوتی ہے، پھر آجاتا ہے حتیٰ کہ انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔کہتا ہے: اس چیز کو یاد کر، اس بات کو یاد کر۔یعنی وہ چیزیں جو اس سے پہلے بندے کو یاد نہیں ہوتیں، حتیٰ کہ آدمی اس طرح ہو جاتا ہے کہ نہیں جانتا اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔امام مالک، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا۔بے شک شیطان جب نماز کے لئے اذان سنتا ہے تو دور ہو جاتا ہے حتیٰ کہ مقامِ ''رَوحآء'' تک چلا جاتا ہے۔راوی کہتے ہیں: رَوحآء مدینہ پاک سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔مسلم۔

حدیث: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ'' اذان کہنے والے روزِ قیامت (اعزازاً واحتراماً) سب لوگوں سے زیادہ لمبی گردن والے ہوں گے۔مسلم اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مَیں قسم اٹھالوں تو یقیناً سچی ہوگی کہ بے شک بندگانِ خدا میں سے خدا کو سب سے زیادہ محبوب بندے چاند، سورج کو (وقت معلوم کرنے کے لئے) دیکھنے والے یعنی مؤذنین ہیں۔اور بے شک روزِ قیامت وہ اپنی بلندیٔ گردن کی وجہ سے پہچانے جائیں گے۔طبرانی

فی الاوسط۔

حدیث: حضرت ابنِ ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ کے بندوں میں سے بہتر بندے وہ ہیں جو سورج، چاند اور ستاروں کو اللہ کے ذکر (نماز کا وقت معلوم کرنے) کے لئے دیکھتے ہیں (مؤذنین) طبرانی (لفظ انہیں کے ہیں)، بزار اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرتِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اذان کہنے والے اور تلبیہ (1) پڑھنے والے اپنی قبور سے اس حال میں اٹھیں گے کہ مؤذن اذان کہہ رہا ہوگا اور تلبیہ پڑھنے والا تلبیہ پڑھ رہا ہوگا۔ طبرانی فی الاوسط۔

حدیث: حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص مُشک کے پہاڑوں پر ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے: آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن''۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ زیادہ کئے ''اگلے پچھلے لوگ ان پر رشک کریں گے'' نمبر ۱۔ غلام، جس نے اللہ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کیا۔ نمبر ۲۔ وہ آدمی، جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ قوم اس (کی دینداری و تقویٰ) پر راضی ہو۔ اور ''وَرَجُلٌ يُنَادِيْ بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ'' نمبر ۳۔ وہ آدمی، جو ہر رات دن میں پانچوں نمازوں کے لئے اذان کہتا ہو۔ اسے امام احمد اور ترمذی نے سفیان عن ابی الیقظان عن زاذان عنہ کی روایت سے ذکر کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حَسن غریب ہے۔

(حافظ (عبدالعظیم منذری صاحبِ کتاب) کہتے ہیں) ابوالیقظان کا حافظہ ٹھیک نہیں۔ حالانکہ اس سے ثقات نے روایت کی ہے۔ اس کا نام عثمان بن قیس ہے۔ یہ بات ترمذی نے کہی۔ بعض نے اس کا نام عثمان بن عمیر، بعض نے عثمان بن ابی حمید اور بعض نے کچھ اور بتایا۔ اور اس حدیث کو طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اچھی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: اس (طبرانی) کے لفظ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص ہیں جنہیں سب سے بڑی گھبراہٹ (قیامت) خوف زدہ نہ کرے گی اور نہ انہیں حساب و کتاب گھیرے گا۔ وہ مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ حتیٰ کہ مخلوقات کے حساب سے فراغت ہو جائے گی۔ نمبر ۱۔ وہ آدمی، جو اللہ کی رضا کے لئے قرآن پڑھتا ہو اور کسی قوم کی اِمامت کرتا ہو کہ وہ قوم اس پر راضی ہو۔ نمبر ۲۔ داعی (مؤذن) جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر لوگوں کو نماز کی طرف بلاتا ہو۔ اور نمبر ۳۔ وہ غلام، جس نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان اور اپنے اور اپنے آقاؤں کے درمیان معاملات کو اچھی طرح ادا کیا، اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: اور اس (طبرانی) کے الفاظ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اگر مَیں نے اس حدیث کو رسول اللہ

1۔ تلبیہ کے معنیٰ ''لَبَّيْكَ'' کہنے کے ہیں یعنی میں حاضر ہوں۔ یہ حج و عمرہ میں پڑھا جاتا ہے۔ تفصیل کتاب الحج میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: ''لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ''۔ حدیث پاک میں ان الفاظ کی بہت فضیلت مذکور ہے۔ (مترجم)

ﷺ سے کئی مرتبہ نہ سنا ہوتا (حتی کہ انہوں نے سات مرتبہ تک کہا) تو اسے بیان نہ کرتا۔ مَیں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے۔ تین اشخاص ہیں جو روزِ قیامت مُشک کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ (قیامت کی) گھبراہٹ انہیں خوف زدہ نہ کر سکے گی اور یہ نہیں گھبرائیں گے جبکہ لوگ گھبرا جائیں گے۔ نمبر ا۔ وہ آدمی جس نے قرآن سیکھا پھر اس سے اللہ کی رضا اور جو اللہ کے پاس (رحمت) ہے، چاہنے لگا۔ نمبر ۲۔ وہ شخص جس نے ہر دن رات میں پانچ نمازوں کے لئے اذان پڑھی، اور اس کے ساتھ اللہ کی رضا اور جو اس کے پاس ہے، طلب کیا اور نمبر ۳۔ وہ غلام جسے دنیا کی غلامی اپنے رب کی اطاعت سے نہیں روکتی ہے۔

حدیث: حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: نبی سرور ﷺ نے ایک آدمی کو جو اپنے عمل میں مصروف تھا، سُنا۔ کہہ رہا تھا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ نبی اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ فطرت پر ہے۔ پھر اس نے کہا: اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خَرَجَ مِنَ النَّارِ'' آگ سے آزاد ہوگیا۔ قوم اس آدمی کی طرف دوڑی۔ تو دیکھا وہ ایک بکریاں چرانے والا تھا۔ نماز کا وقت ہوگیا تو وہ کھڑا ہو کر اذان پڑھنے لگا تھا۔ ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور یہ مسلم میں بھی اسی طرح ہے۔

حدیث: حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اذان کہنے لگے جب خاموش ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ قَالَ مِثْلَ ھٰذَا یَقِیْنًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ'' جو اس کی مثل یقین کے ساتھ کہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اسے ترمذی و ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک آدمی نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کرنے لگا۔ (یارسول اللہ! ﷺ) مجھے کوئی ایسا عمل سکھا دیجئے یا بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مؤذن بن جا۔ عرض کیا، یہ مَیں نہیں کر سکتا۔ فرمایا: امام بن جا، عرض کیا: یہ بھی نہیں کر سکتا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''فَقُمْ بِاِزَاءِ الْاِمَامِ'' پھر امام کے قریب کھڑا ہو جا۔ اسے امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طالبِ ثواب مؤذن، اپنے خون میں تڑپنے والے شہید کی طرح ہے اللہ کے سامنے اس چیز کی تمنا کرتا ہے جسے وہ اذان و اقامت کے درمیان چاہتا ہے۔ (یعنی ثواب)۔ طبرانی نے اوسط میں اور کبیر میں بھی روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طالبِ ثواب مؤذن، اپنے خون میں تڑپنے والے شہید کی طرح ہے ''اِذَامَاتَ لَمْ یُدَوَّدْ فِیْ قَبْرِہٖ'' جب مر جاتا ہے تو (اس کا جسم) اپنی قبر میں باسی نہیں ہوتا۔ ان دونوں روایتوں میں ابراہیم بن رستم ہے اور اسے ثقہ مانا گیا ہے۔

حدیث: حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی بستی میں

اذان دی جاتی ہے تو اللہ عزوجل اسے اپنے عذاب سے اس دن امن دے دیتا ہے۔ اسے طبرانی نے اپنی تینوں معاجیم میں روایت کیا۔

حدیث: اور (طبرانی نے) اسے کبیر میں معقل بن یسار کی حدیث سے روایت کیا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قوم میں صبح کی اذان دی گئی وہ شام تک اللہ کی امان میں رہتی ہے اور جس قوم میں شام کے وقت اذان دی گئی ہو وہ صبح تک اللہ کی امان میں رہتی ہے۔

حدیث: حضرتِ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تمہارا رب بکریوں کے اس چرواہے پر خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی اونچی چٹان پر نماز کے لئے اذان کہتا ہے۔ اور نماز ادا کرتا ہے۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے! میرے اس بندے کو دیکھو۔ اذان کہتا ہے، نماز قائم کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے۔ ''قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ'' مَیں نے اپنے بندے کو بخش دیا ہے اور جنت میں داخل فرما دیا ہے۔ ابوداؤد و نسائی۔

حدیث: حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بارہ سال تک اذان پڑھی، اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اور اس کے لئے اس کی اذان کے بدلے ہر روز ساٹھ نیکیاں اور ہر اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جاتی رہیں۔ ابن ماجہ، دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرطِ بخاری صحیح ہے۔

حدیث: حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ثواب کی نیت سے سات سال تک اذان پڑھی، اس کے لئے آگ سے آزادی لکھ دی گئی۔ ابنِ ماجہ و ترمذی۔ ترمذی نے فرمایا: حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرتِ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی کسی چٹیل میدان میں ہو۔ نماز کا وقت آ جائے تو وہ وضو کرے اور پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کرے پھر نماز کے لئے کھڑا ہو تو اس کے ساتھ اس کے دونوں فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ ''وَاِنْ اَذَّنَ وَاَقَامَ صَلّٰی خَلْفَهٗ مِنْ جُنُوْدِ اللّٰهِ مَا لَا یُرٰی طَرَفَاهُ'' اور اگر اس نے اذان کہی اور اقامت پڑھی (پھر نماز کے لئے کھڑا ہوا) تو اس کے پیچھے اللہ (کے فرشتوں) کا اتنا بڑا لشکر نماز پڑھتا ہے کہ اس کے دونوں کنارے نظر نہیں آتے۔ اسے عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں ابن تیمی عن ابیہ عن ابی عثمان النہدی عنہ سے روایت کیا۔

ترغیب

مؤذن کا جواب

کن الفاظ کے ساتھ جواب دے اور اذان کے بعد کیا پڑھے

حدیث: حضرتِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو ''فقولوا مثل مایقول المؤذن'' تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے: بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم مؤذن کو سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھو۔ کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود (رحمتیں) بھیجتا ہے۔ پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ کی دعا مانگو۔ کیونکہ یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک ہی کے لئے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ ''فَمَنْ سَأَلَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ'' تو جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا۔ اس کے لئے شفاعت لازم ہوگئی۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی۔

حدیث: حضرتِ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤذن نے کہا: اَللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ تو (اس کے جواب میں) تم میں سے کسی نے کہا: اَللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ پھر مؤذن نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اس نے بھی کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پھر مؤذن نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس نے بھی کہا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ پھر مؤذن نے کہا: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ۔ اس نے کہا: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پھر مؤذن نے کہا: حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ اس نے کہا: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پھر مؤذن نے کہا: اَللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اس نے بھی کہا اَللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ پھر مؤذن نے کہا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اس نے بھی سچے دل سے کہا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ تو ''دَخَلَ الْجَنَّةَ'' یہ جنت میں پہنچا۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی۔

حدیث: حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اذان سنتے وقت (سننے کے بعد) یہ کہا: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ''(1) ''حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ'' اس کے لئے روزِ قیامت میری شفاعت لازم ہوگئی۔ بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابنِ ماجہ نے روایت کیا۔ اور بیہقی نے سنن کبریٰ میں روایت کیا جس کے آخر میں یہ الفاظ زائد کئے۔ ''اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ''(2)۔

1۔ ترجمہ: اے پروردگار! اس دعوتِ عام اور نمازِ کامل کے رب! حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما۔ اور انہیں مقامِ محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہوا ہے۔

2۔ اے اللہ! بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ (مترجم)

حدیث: حضرتِ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے مؤذن کی آواز سننے کے بعد یہ پڑھا: ''وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَسُوْلًا ''(1) اللہ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ مسلم، ترمذی (لفظ انہیں کے ہیں)، نسائی، ابن ماجہ اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ ابوداؤد نے ''اس کے گناہ'' کا لفظ نہیں کہا۔ اور مسلم نے کہا ''اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

حدیث: حضرتِ ہلال بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: کہہ رہے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے مؤذن کو سنا، پھر وہی الفاظ کہے جو مؤذن کہتا ہے تو ''فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ'' اسے مؤذن کے برابر اجر ملے گا۔ اسے طبرانی نے کبیر میں اسمٰعیل بن عیاش عن الحجازیین کی روایت سے ذکر کیا۔ لیکن اس کا متن حسن ہے اور اس کے شواہد کثیرہ ہیں۔

حدیث: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے گروہِ خواتین جب تم اس حبشی (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) کی اذان اور اقامت سنو تو وہی الفاظ کہو جو یہ کہتا ہے تو تمہارے لئے ہر حرف کے بدلے دس لاکھ درجے ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ تو عورتوں کے لئے ہوا، مردوں کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: اے عمر! اس سے دوگنا۔ طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس میں نکارت ہے۔

حدیث: حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اذان کہنے لگے۔ جب خاموش ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یقین کے ساتھ وہ الفاظ کہے جو اس (بلال) نے کہے ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ نسائی، ابن ماجہ (اپنی صحیح میں) اور حاکم نے روایت کیا۔

حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اور ابو یعلیٰ نے بھی یزید رقاسی عن انس بن مالک سے روایت کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں ''جناب رسول اللہ ﷺ ایک رات کسی جگہ آرام کے لئے ٹھہرے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس (بلال) کے الفاظ کی مثل الفاظ کہے اور اس کی شہادت کی مثل شہادت دی۔ اس کے لئے جنت ہے''۔

حدیث: حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مؤذن کے اذان کہنے کے بعد یہ دعا پڑھی: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّيْ رِضًا لَّا سَخَطَ بَعْدَهٗ'' ''اِسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ دَعْوَتَهٗ''(2) اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔ امام احمد اور طبرانی نے

1۔ ترجمہ: اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر میں راضی ہوا۔ (مترجم)

2۔ ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! اس دعوتِ عامہ اور صلوٰۃِ نافعہ کے رب! حضرت محمد ﷺ پر درود نازل فرما، اور مجھ سے ایسا راضی ہو جا کہ اس کے بعد ناراضگی نہ ہو۔

اوسط میں روایت کیا۔ اس میں ابن لہیعہ ہے۔ بَابُ "اَلدُّعَآءِ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ" میں حدیثِ ابی امامہ آرہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حدیث: حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) بے شک اذان دینے والے ہم سے فضیلت میں بڑھ جائیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو وہ کہتے ہیں۔ تم بھی کہہ لیا کرو۔ جب کہہ چکو تو (دُعا) مانگا کرو، قبول کی جائے گی۔

ابوداوٗد، نسائی، ابنِ حبان فی صحیحہ۔

حدیث: حضرتِ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اذان سُنتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَعْطِهٖ سُؤْلَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"(1) اور اردگرد والے اسے سنتے تھے اور آپ ﷺ پسند فرماتے تھے کہ یہ لوگ جب اذان سنیں تو اسی طرح پڑھا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے مؤذن کی اذان سننے کے بعد اسی طرح پڑھا، اس کے لئے قیامت کے دن محمد ﷺ کی شفاعت واجب ہوگئی۔

طبرانی فی الکبیر والاوسط۔ اور اوسط میں یہ الفاظ ہیں "رسول اللہ ﷺ جب اذان سنتے تو کہتے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰى عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاجْعَلْنَا فِيْ شَفَاعَتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"(2) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اذان سننے کے وقت یہ کہا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے میری شفاعت میں کردے گا۔ ان دونوں روایتوں کی اسناد میں صدقہ بن عبداللہ السمین ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو۔ اس لئے کہ جو بندہ بھی میرے لئے دنیا میں وسیلہ مانگے گا، "كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" قیامت کے دن میں اس کا گواہ یا شفیع بنوں گا۔

طبرانی نے اوسط میں الولید بن عبدالملک الحرانی عن موسیٰ بن اعین کی روایت سے ذکر کیا۔ ولید جو روایتیں ثقات سے کرتا ہے ان میں مستقیم الحدیث ہے۔ اور ابنِ اعین مشہور ثقہ ہے۔

حدیث: اور طبرانی نے کبیر میں بھی یہ روایت کی ہے۔ اس کے لفظ یہ ہیں۔ فرمایا: جس شخص نے اذان سنی۔ پھر کہا "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَلِّغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ عِنْدَكَ وَاجْعَلْنَا فِيْ شَفَاعَتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"(3) تو اس کے لئے شفاعت واجب ہوگئی۔

1۔ ترجمہ: اے پروردگار! اس دعوتِ عامہ اور نماز کامل کے رب! محمد ﷺ پر درود نازل فرما اور قیامت کے دن ان کا سوال پورا فرما۔ (مترجم)

2۔ اے پروردگارِ عالم! اس دعوتِ تامہ اور صلوٰۃ قائمہ کے رب! درود نازل فرما اپنے بندے اور رسول پر اور روزِ محشر ہمیں ان کی شفاعت میں کردے۔

3۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے پروردگار! محمد ﷺ پر درود نازل فرما اور انہیں اپنے پاس مقامِ وسیلہ تک پہنچا۔ اور قیامت کے دن ہمیں ان کی شفاعت میں کردے۔ (مترجم)

اس کی سند میں اِسحاق بن عبداللہ بن کیسان ہے جو حدیث میں کمزور ہے۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب مؤذن کو سنتے کہ وہ شہادت دیتا ہے(اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتا ہے) تو فرماتے تھے: اور مَیں بھی (یہ شہادتیں دیتا ہوں)۔

ابوداؤد (الفاظ انہی کے ہیں)، ابنِ حبان (اپنی صحیح میں) اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الِاسناد ہے۔

ترغیب

اقامت

حدیث: حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان اُلٹے پاؤں گوز مارتا ہوا بھاگ کھڑا ہوتا ہے تا کہ اذان نہ سُن سکے۔ پھر جب اذان ختم ہوتی ہے۔ واپس آ جاتا ہے۔ جب تثویب کی جاتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے۔ یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے۔ تثویب سے مراد یہاں اِقامت ہے۔

حدیث: حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لئے تثویب (اقامت) کہی جاتی ہے، "فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَاسْتُجِيْبَ الدُّعَآءُ" تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے۔

امام احمد نے ابنِ لہیعہ کی روایت سے ذکر کیا۔

حدیث: حضرتِ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو ساعتیں ایسی ہیں کہ ان میں کسی دعا کرنے والے کی دعاء رد نہیں کی جاتی۔ نمبر ا۔ جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے اور نمبر ۲۔ (جب بندہ جہاد) فی سبیل اللہ کے لئے صف میں ہو۔

اسے ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ترہیب

اذان ہو جانے کے بعد بلا عذر مسجد سے نکلنا

حدیث: حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مؤذن کے اذان دینے کے بعد ایک آدمی (مسجد سے) نکلا تو انہوں (ابوہریرہ) نے کہا: بے شک اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ پھر کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ حکم دیتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ جب تم مسجد میں ہو پھر نماز کے لئے اذان دی جائے تو تم میں سے کوئی بھی بغیر نماز پڑھے

نہ نکلے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔لفظ بھی انہی کے ہیں۔اس کی اسناد صحیح ہے۔اور مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابنِ ماجہ نے بھی روایت کیا مگر ان کے ہاں ''ہمیں رسول اللہ ﷺ حکم دیتے ہوئے فرمایا کرتے'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

حدیث: اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں سنتا میری اس مسجد میں اذان، پھر بغیر کسی حاجت کے اس سے نکل جاتا ہے پھر واپس لوٹتا بھی نہیں مگر منافق۔

طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔اس کے راوی ایسے ہیں کہ صحیح میں ان سے روایات لی گئی ہیں۔

حدیث: حضرتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''مَنْ اَدْرَکَهُ الْاَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَ هُوَلَا يُرِيْدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ'' جو شخص مسجد میں تھا کہ اذان ہوئی پھر وہ نکل گیا حالانکہ کسی حاجت کے لئے نہیں نکلا۔اور واپس آنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا، وہ منافق ہے۔ابنِ ماجہ۔

حدیث: حضرتِ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے بغیر عذر کے منافق کے سوا کوئی نہیں نکلتا مگر کوئی حاجت اسے نکال لے جائے حالانکہ وہ لوٹ آنے کا ارادہ رکھتا ہو (وہ منافق نہیں)۔

اسے ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا۔

ترغیب

اذان و اقامت کے درمیان دُعا

حدیث: حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلدُّعَاءُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ لَا يُرَدُّ'' اذان اور اقامت کے درمیان دُعا رد نہیں کی جاتی۔

ابوداؤد، ترمذی (لفظ انہی کے ہیں) نسائی، ابنِ خزیمہ اور ابنِ حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ابنِ حبان نے یہ لفظ زائد کئے ''صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہم کیا کہا کریں؟ فرمایا: اللہ سے دنیا اور آخرت میں سلامتی مانگا کرو''۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو ساعتیں ایسی ہیں جن میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا کرنے والے کی دعا بہت کم رد کی جاتی ہے۔نمبر ۱۔اذان ہونے کے وقت اور نمبر ۲۔(جہاد) فی سبیل اللہ کے وقت (مجاہدین کی) صف میں۔اور ایک روایت میں فرمایا: دو چیزیں رد نہیں کی جاتیں یا فرمایا دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں اذان کے وقت کی دعا اور جنگ کے وقت کی دعا، جب لوگ ایک دوسرے کو قتل کر

رہے ہوں۔

اسے ابوداؤد، ابنِ خزیمہ اور ابنِ حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا مگر ابنِ حبان نے اس روایت میں کہا ''نماز کے وقت کی دعا''۔

حدیث: اور ابنِ حبان کی ایک روایت میں ہے ''دوساعتیں ایسی ہیں جن میں دعا کرنے والے کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ نمبر ۱۔ جب نماز کی اقامت کہی جائے اور نمبر ۲۔ (جہاد) فی سبیل اللہ کی صف میں۔

اسے حاکم نے بھی روایت کیا اور اس کی تصحیح کی۔ امام مالک نے بھی موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اذان کہی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے۔ جس کسی کو کوئی مصیبت یا تکلیف درپیش ہو، اسے مؤذن کی اذان کا جواب دینا چاہیے کہ جب مؤذن اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ کہے تو یہ بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔ جب وہ شہادت ادا کرے تو یہ بھی کرے۔ جب وہ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہے تو یہ بھی حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہے اور وہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہے تو یہ بھی حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہے۔ پھر (اختتامِ اذان پر) یہ دعا مانگے ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ الصَّادِقَةِ الْمُسْتَجَابَةِ الْمُسْتَجَابِ لَهَا دَعْوَةِ الْحَقِّ وَكَلِمَةِ التَّقْوٰى اَحْيِنَا عَلَيْهَا وَاَمِتْنَا عَلَيْهَا وَ ابْعَثْنَا عَلَيْهَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خِيَارِ اَهْلِهَا اَحْيَاءً وَّ اَمْوَاتًا''(1) پھر اللہ سے اپنی حاجت کے لئے سوال کرے۔

۱۔ ترجمہ: اے پروردگارِ کائنات! اس کامل، سچی اور مقبول دعا کے رب! جو حق کی دعوت اور تقویٰ کی بات ہے، ہمیں اسی پر زندہ رکھ اور اسی پر موت دے۔ اور اسی پر دوبارہ اٹھا اور زندگی اور موت دونوں حالتوں میں ہمیں نیک لوگوں میں سے کر دے۔ (مترجم)

چند ضروری مسائل

دوبارہ اذان واقامت

اذان کے لغوی معنی ''اعلان واطلاع'' کے ہیں۔ شریعت مطہرہ میں نماز کے لئے خاص الفاظ کے ساتھ اطلاع دینا اذان کہلاتا ہے۔ الفاظِ اذان معروف ومشہور ہیں۔ اذان کی ابتداء 1ھ میں ہوئی۔ اذان اسلامی شعائر میں سے ہے اور فرائض پنج گانہ (جن میں جمعہ بھی شامل ہے) کے لئے سُنتِ مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثلِ واجب ہے جب کہ یہ فرائض جماعتِ مستحبہ کے ساتھ مسجد میں اپنے اپنے اوقات میں ادا کئے جائیں۔

فرائض مذکورہ کے سوا نمازوں کے لئے اذان نہیں ہوتی جیسے۔ نماز جنازہ، وتر، تراویح، عیدین ونوافل وغیرہ۔ مسجد میں بلا اذان واقامت جماعت کرانا مکروہ ہے۔ عورت کا اذان واقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ اذان واقامت کے کلمات دو دو دفعہ کہے جائیں گے سوائے آخر میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے۔ فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو دفعہ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' اور اقامت میں ''قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ'' دو دفعہ کہا جائے گا۔

اذان واقامت کا جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ جب مؤذن درمیانِ کلمات وقفہ کرے تو سننے والا وہی الفاظ دُہرائے۔ البتہ ''حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ'' اور ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کے جواب میں ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' ۔ ''اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوم'' کے جواب میں ''صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ'' اور ''قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ'' کے جواب میں ''اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ'' کہے۔

بچے کے کان میں، آگ لگ جانے وقت، جنگ میں، جنوں کے غلبے کے وقت، غصے یا غم میں مبتلاء شخص کے کان میں۔ مسافر راستہ بھول جائے تو، مرگی والے کے پاس، سخت آندھی یا بارش کے وقت اور بعد از دفن قبر پر اذان کہنا مستحب ہے۔ (مترجم)

اسے حاکم نے عفیر بن معدان کی روایت سے ذکر کیا۔ یہ عفیر کمزور ہے۔ اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اذان پڑھنے والے ہم سے فضیلت میں بڑھ جائیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بھی وہی کہو جو وہ کہتے ہیں (اذان کا جواب دو) پھر جب فارغ ہو جاؤ تو دعا مانگو۔ جو مانگو گے تمہیں دیا جائے گا۔

ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے (اپنی صحیح میں) روایت کیا۔ نسائی اور ابن حبان کے ہاں "تُعْطَ" بغیر ھاء کے ہے۔

(یہ حدیث اس سے پہلے بھی گذری ہے)

ترغیب

مقاماتِ ضرورت پر مساجد بنانا(1)

حدیث: حضرتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد کو بنایا (مسجد نبوی میں توسیع کی) تو لوگوں نے اس بارے میں کچھ باتیں کیں، اس وقت آپ نے فرمایا: تم نے بلاشبہ مجھ پر زیادتی کی، مَیں نے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے کوئی مسجد بنائی جس سے اس کا مقصود صرف اللہ کی رضا تھی تو "بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ ایک روایت میں ہے۔ "اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی جیسا گھر جنت میں بنائے گا"۔

بخاری و مسلم وغیرہما۔

حدیث: حضرتِ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی چاہے قطاۃ (کبوتر کے برابر کا ایک ریگستانی جانور) کے گھونسلے کے برابر ہو، اللہ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

اسے بزار (لفظ انہیں کے ہیں)، طبرانی نے صغیر میں اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

1۔ مسجدیں بنانا، ان کی تعمیر و ترقی اور آبادی میں کوشاں رہنا علامتِ ایمان ہے۔ کفار و مشرکین تعمیر مساجد میں حصہ نہیں لے سکتے۔ قرآن حکیم کا فیصلہ دیکھئے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (توبہ:18-17)

ترجمہ: مشرکوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدیں تعمیر کریں خود اپنی جانوں پر کفر کی گواہی دیتے ہوئے۔ ان کے اعمال ضائع ہو چکے ہیں اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔ اللہ کی مسجدیں تو صرف وہی لوگ تعمیر و آباد کرتے ہیں۔ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کسی سے ڈرتے نہیں۔ تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔ مسجد کو بلند اور ممتاز کرنے اور اس میں ذکر و تسبیح کا حکم بھی اللہ جل شانہ نے دیا ہے۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (نور:36)

ترجمہ: ان گھروں (مسجدوں) میں جن کو بلند کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اور (یہ حکم دیا ہے کہ) ان میں اس کا نام لیا جائے، اللہ کی تسبیح کرتے ہیں (اللہ کے نیک بندے) صبح اور شام۔

مسجد میں ذکرِ الٰہی، نماز، تلاوت اور درود و سلام وغیرہ سے روکنا بہت بڑا ظلم ہے۔ ارشاد ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۬ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (بقرہ:114)

ترجمہ: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اس کا ذکر کرنے سے روکے اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے۔ انہیں حق نہیں پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے دنیا میں ان کے لئے ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں عذابِ عظیم۔ مسجد کی عمارت کو نقصان پہنچانا اور اس میں ذکر و اذکار سے روکنا، ویران کرنے کی کوشش ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرتِ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے لئے کوئی مسجد بنائی کہ اس میں اس کا ذکر کیا جائے تو اللہ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ ابنِ ماجہ وابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے پانی کا کنواں کھودا کہ اس سے کسی جن، انسان یا پرندے کا پیاسا جگر سیراب ہو، تو روزِ محشر اللہ اس کو ضرور بدلہ عطا فرمائے گا۔ اور جس کسی نے اللہ کے لئے پرندے کے گھونسلے کے برابر یا اس سے بھی چھوٹی مسجد بنائی۔ اللہ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ اسے ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ابنِ ماجہ نے حضرتِ جابر سے باسنادِ صحیح صرف مسجد بنانے کا ذکر ہی روایت کیا۔ احمد و بزار نے اسے حضرت ابن عباس سے اور انہوں نے نبی پاک ﷺ سے روایت کیا۔ مگر ان دونوں نے کہا ''(مسجد چاہے) پرندے کے گھونسلے کے برابر ہو جو اس کے انڈوں کے لئے ہوتا ہے''۔

حدیث: حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے محض اللہ کے لئے مسجد بنائی چھوٹی ہو یا بڑی، اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ ترمذی۔

حدیث: حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی ''بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا اَوْسَعَ مِنْهُ'' اللہ اس کے لئے اس سے بھی بڑا گھر بنائے گا۔ امام احمد باسنادِ لَین۔

حدیث: حضرتِ بشر بن حیان رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضرتِ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ ہم مسجد بنا رہے تھے، کہتے ہیں: وہ ہمارے سامنے کھڑے ہوگئے۔ السلام علیکم کہا پھر کہنے لگے: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مسجد بنائی کہ اس میں نماز پڑھی جائے، اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں اس سے اچھا گھر بنائے گا۔ احمد و طبرانی۔

حدیث: حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مالِ حلال سے ایسا گھر بنایا جس میں اللہ کی عبادت کی جاتی ہو (مسجد) تو اللہ اس کے لئے جنت میں موتی اور یاقوت کا گھر بنائے گا۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اور بزار نے اسے ''موتی اور یاقوت'' کے ذکر کے بغیر روایت کیا ہے۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نبی محترم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے مسجد بنائی کہ اس سے (لوگوں کو) دکھانے، سنانے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ طبرانی فی الاوسط۔

حدیث: حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ عمل اور نیکیاں، جن کا ثواب مومن کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے ان میں سے وہ علم ہے جو اس نے سیکھا اور پھیلایا، یا نیک اولاد

چھوڑ گیا یا کوئی کتاب وراثۃً ترک کر گیا۔ یا مسجد(1) بنا دی۔ یا مسافروں کے لئے سرائے تعمیر کرائی۔ یا نہر کھدوا دی یا صدقہ جو اس نے اپنی صحت و زندگی میں اپنے مال سے نکالا، ان کا ثواب اسے بعد از مرگ بھی پہنچتا رہتا ہے۔ ابن ماجہ (لفظ انہیں کے ہیں)، ابنِ خزیمہ (اپنی صحیح میں) اور بیہقی نے روایت کیا۔ ابنِ ماجہ کی اسناد حسن ہے۔ واللہ اعلم۔

1۔ احادیث مذکورہ فی الباب میں، مسجد بنانے والوں کے اجر و ثواب کا ذکر ہوا۔ ساتھ ہی اس امر کی وضاحت بھی ہوگئی کہ مسجد فقط رضائے الٰہی کے لئے بنائی گئی ہو۔ اس میں کوئی ریاکاری، کسی دوسری مسجد کو نقصان پہنچانا یا کوئی اور دنیوی غرض نہ ہو۔ علماء فرماتے ہیں: مسجد بنا کر اس پر اپنا نام لکھوانا بھی ریاکاری ہے۔ اس میں وہ اخلاص نہیں رہتا جس پر جنت میں گھر کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ موجودہ دور میں مسجدیں بنوائی جاتی ہیں۔ چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر پیشانی مسجد پر کئی کئی القاب کے ساتھ نام تحریر کئے جاتے ہیں۔ ریاکاری، خود آرائی و خود ستائی کی ایک وبا ہے جو ہر طرف پھوٹ پڑی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ حفظ و پناہ عطا فرمائے۔ (مترجم)

ترغیب

مساجد کو صاف ستھرا رکھنا اور ان میں خوشبو سلگانا

حدیث: حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ رنگ عورت مسجد (نبوی) میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے گم پایا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کے بارے میں دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ وہ فوت ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ کی۔ پھر اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز (جنازہ) پڑھی۔

اسے بخاری و مسلم اور ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ لفظ ابن ماجہ کے ہیں اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا مگر یہ الفاظ بھی کہے کہ ''وہ خاتون مسجد سے چیتھڑے اور لکڑی کے ٹکڑے چن لیا کرتی تھیں''۔

حدیث: ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے حضرتِ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا کہ آپ نے کہا: سیاہ رنگ خاتون مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی رات کو فوت ہوگئی۔ صبح، رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ پھر اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو لے کر نکلے۔ اس کی قبر کے پاس کھڑے ہوکر اس پر تکبیر کہی (نماز جنازہ پڑھی) اور اس کے لئے دعا فرمائی پھر واپس تشریف لائے۔

حدیث: طبرانی نے کبیر میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک خاتون جو مسجد سے کوڑا کرکٹ اٹھالیا کرتی تھی، فوت ہوگئی، نبی اکرم ﷺ کو اس کے دفن کی اطلاع نہ کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارا کوئی فوت ہوجائے تو مجھے اطلاع کیا کرو اور آپ نے اس پر نماز (جنازہ) پڑھی اور فرمایا: ''اِنِّیْ رَاَیْتُهَا فِی الْجَنَّةِ تَلْقُطُ الْقَذٰی مِنَ الْمَسْجِدِ'' میں نے اسے جنت میں دیکھا کہ مسجد سے کوڑا کرکٹ اٹھا رہی ہے۔

حدیث: اور ابوالشیخ اصبہانی، عبید اللہ بن مرزوق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مدینہ پاک میں ایک خاتون تھی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی وہ فوت ہوگئی۔ نبی کریم ﷺ کو معلوم نہ ہوا۔ اس کی قبر کے پاس سے گذرے تو فرمایا: یہ قبر کس کی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا۔ یہ قبر اُمِّ مُحْجَن کی ہے (یہ اس خاتون کا نام تھا) فرمایا: وہ جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی۔ آپ ﷺ نے اس (کی قبر) پر نماز پڑھی۔ پھر (قبر پر اس خاتون کو مخاطب کرکے) فرمایا کون سا عمل تو نے افضل پایا؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا یہ سنتی ہے؟ فرمایا: تم اس سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔ پھر ذکر کیا کہ (اس خاتون نے قبر میں سے جواب دیا: ''قَمُّ الْمَسْجِدِ'' مسجد میں جھاڑو دینا۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

حدیث: حضرت ابوقرصافہ (جندرہ بن خیشنہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: مسجدیں بناؤ اور ان سے کوڑا کرکٹ نکال دیا کرو۔ جس نے اللہ کے لئے کوئی مسجد بنائی۔ اللہ اس کے لئے جنت میں گھر تعمیر فرمائے گا۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ)، اور یہ مسجد جو راستوں میں بنائی جاتی ہیں؟ (ان چھوٹی چھوٹی

مسجدوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے؟) فرمایا: ہاں (یہی حکم ہے) "وَاِخْرَاجُ الْقُمَامَةِ مِنْهَا مُهُوْرُ الْحُوْرِ الْعِیْنِ" اور ان سے کوڑا کرکٹ نکالنا حورعین کا مہر بنے گا۔ طبرانی فی الاوسط۔

حدیث: حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کے ثواب مجھ پر پیش کئے گئے۔ حتیٰ کہ وہ کوڑا کرکٹ جو آدمی مسجد سے باہر نکالتا ہے (وہ بھی پیش کیا گیا) اور مجھ پر میری امت کے گناہ بھی پیش کئے گئے۔ تو میں نے اس سے بڑا کوئی اور گناہ نہیں دیکھا کہ کسی آدمی کو قرآن کی کوئی سُورت یا آیت دی گئی پھر اس نے اسے بھلا دیا۔

ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ سب نے مطلب بن عبداللہ بن حنطب عن انس کی روایت سے ذکر کیا۔ اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے اس وجہ کے بغیر نہیں جانتے۔

حدیث: حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی موذی چیز مسجد سے نکال دی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مکان بنائے گا۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں احتمال تحسین ہے۔

حدیث: حضرتِ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ "اَنْ نَتَّخِذَ الْمَسَاجِدَ فِي دِيَارِنَا وَ اَمَرَنَا اَنْ نُنَظِّفَهَا" ہم اپنے شہروں میں مسجدیں بنائیں اور حکم دیا کہ انہیں صاف ستھرا رکھیں۔ امام احمد و ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا: حدیث صحیح ہے۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے گھروں میں مسجدیں بنانے، انہیں صاف ستھرا رکھنے اور ان میں خوشبو سلگانے کا حکم دیا۔

امام احمد، ترمذی (فرمایا: حدیث میرے نزدیک صحیح ہے) ابوداؤد، ابنِ ماجہ اور ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ترمذی نے اسے مسنداً اور مرسلاً بھی روایت کیا اور مرسل کے بارے میں کہا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔

حدیث: حضرتِ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: اپنی مسجدوں کو بچوں، پاگلوں، اپنی خرید و فروخت، جھگڑوں اور آوازیں بلند کرنے، حدود قائم کرنے اور تلواروں کو صاف کرنے سے بچاؤ۔ وضو کے برتن مسجدوں کے دروازوں کے پاس رکھو اور جمعہ کے دن ان میں خوشبو سلگاؤ۔

ابنِ ماجہ اور طبرانی نے اسے کبیر میں ابودرداء، ابوامامہ اور واثلہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا اور کبیر میں کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ مکحول عن معاذ کی روایت سے ذکر کیا۔ اور مکحول کی معاذ سے سماعت نہیں۔

ترہیب

مسجد میں یا قبلہ کی جانب تھوکنا اور مسجد میں گم شدہ چیز ڈھونڈنا وغیرہ

حدیث: حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ نے مسجد کے قبلہ (کی دیوار) میں بلغم دیکھی۔ آپ ﷺ نے لوگوں پر اظہارِ ناراضگی فرمایا پھر اسے صاف فرما دیا۔ راوی کا کہنا ہے کہ مَیں ایسا ہی گمان کرتا ہوں۔ یہی راوی کہتا ہے کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زعفران (ایک خوشبو) منگوایا اور اس جگہ پر لگایا۔ اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو بے شک اللہ عزوجل اس کے چہرے کے سامنے ہوتا ہے(1)۔ لہٰذا اسے اپنے سامنے نہیں تھوکنا چاہیے۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد۔ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔

حدیث: اور ابن ماجہ نے قاسم بن مہران (مجہول ہیں) سے انہوں نے ابورافع سے اور انہوں نے حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے جانبِ قبلہ مسجد کی دیوار میں بلغم دیکھی تو آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا: تم میں سے اس شخص کا کیا حال ہے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے پھر اپنے سامنے بلغم تھوکتا ہے؟ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی کھڑا ہو کر اس کے چہرے کے سامنے بلغم تھوکے؟ جب تم میں سے کسی کو تھوکنا ہو تو اپنی بائیں جانب تھوک لے۔ یا اسی طرح اپنے کپڑے میں تھوک لے پھر مجھے (راوی کو) اسماعیل یعنی ابنِ عُلَیّہ نے دکھایا یعنی انہوں نے اپنے کپڑے میں تھوکا اور پھر اسے مَل ڈالا۔

حدیث: حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کھجور کی ٹہنیاں ہاتھ میں رکھنا پسند فرماتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور آپ کے دستِ مبارک میں ایک ٹہنی تھی۔ آپ نے مسجد کی دیوارِ قبلہ میں بلغمیں لگی ہوئی دیکھیں۔ آپ نے انہیں رگڑ ڈالا حتی کہ بالکل صاف کر دیا۔ پھر غصہ کی حالت میں لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا: کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ کوئی آدمی اس کے سامنے کھڑا ہو کر اس کے چہرے کی جانب تھوک دے؟ یقیناً جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور فرشتہ (کاتبِ اعمال) اس کی دائیں جانب ہوتا ہے۔ ''فَلَا يَبْصُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ'' اس لئے وہ نہ اپنے سامنے تھوکے اور نہ اپنی دائیں جانب۔ الحدیث۔

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: اور انہی (ابنِ خزیمہ) کی ایک اور روایت میں اسی طرح ہے مگر اس میں یہ بھی کہا کہ بے شک جب تم اپنی نماز

1۔ یعنی حالت نماز میں آدمی خاص اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی رحمتِ خاصہ نمازی کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکنا منع ہے۔ (مترجم)

میں ہوتے ہوتو اللہ عزوجل تمہارے سامنے ہوتا ہے۔لہٰذا اذیت دینے والی کوئی چیز اپنے سامنے نہ کرو۔الحدیث۔

اور ابنِ خزیمہ نے اسے ''بَابُ الزَّجْرِ عَنْ تَوْجِيْهِ جَمِيْعِ مَا يَقَعُ عَلَيْهِ اسْمُ اَذًى تِلْقَاءَ الْقِبْلَةِ فِي الصَّلٰوةِ'' میں ذکر کیا ہے۔

حدیث: حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرتِ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ہماری مسجد میں تشریف لائے۔آپ کے دستِ مبارک میں کھجور کی ٹہنی تھی۔آپ نے قبلہ کی جانب مسجد کی دیوار میں بلغم لگی دیکھی۔آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو کھجور کی ٹہنی کے ساتھ کھرچ کر صاف کر دیا۔پھر فرمایا: تم میں سے کون ہے جو پسند کرے کہ اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو؟ بے شک جب تمہارا کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے اس لئے اسے اپنے سامنے اور دائیں طرف نہیں تھوکنا چاہیے۔اور تھوکنا ہو تو اپنی بائیں طرف بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے۔پھر اگر اسے مجبوری ہو تو اس طرح اپنے کپڑے میں تھوک لے۔اور آپ نے کپڑے کو اپنے چہرے شریف پر رکھا پھر اسے مَل ڈالا۔الحدیث۔ابوداؤد وغیرہ۔

حدیث: حضرتِ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قبلہ شریف کی جانب منہ کر کے تھوکا ''جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ تَفْلَتُهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ'' وہ روزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا تھوک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا ہوگا۔

ابوداؤد، ابنِ خزیمہ اور ابنِ حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔اور طبرانی نے کبیر میں حضرتِ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔اور طبرانی نے کبیر میں حضرتِ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔اس کے الفاظ ہیں کہ ''فرمایا، جس نے قبلہ کی طرف تھوکا اور اسے چھپایا نہیں تو قیامت کے دن وہ تھوک سخت گرم ہو کر آئے گا حتی کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگ جائے گا''۔

حدیث: حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبلہ کی جانب تھوکنے والا روزِ محشر اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ تھوک اس کے چہرے میں لگا ہوا ہوگا۔

اسے بزار و ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔یہ الفاظ ابنِ خزیمہ کے ہیں، اور ابنِ حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَ كَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا'' مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے چھپا دینا ہے(1)۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔

حدیث: حضرتِ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا

1۔اس طرح کہ اس پر مٹی ڈال دی جائے۔یا اس کا اثر زائل کر دیا جائے یا پھر اس کو مسجد سے باہر پھینک دیا جائے۔(مترجم)

گناہ اور اسے چھپا دینا نیکی ہے۔

امام احمد نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس پر کوئی اعتراض نہیں۔

حدیث: حضرتِ ابوسہلہ سائب ابن خلاد رضی اللہ عنہ جو نبی پاک ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں، سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی قوم کی امامت کی اور اسی دوران قبلہ کی طرف تھوک دیا۔ نبی کریم ﷺ دیکھ رہے تھے۔ ان کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔ اس کے بعد پھر اس نے انہیں نماز پڑھانی چاہی تو انہوں نے اسے منع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان شریف بتایا۔ تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (یہ ٹھیک ہے) اور (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: "اِنَّكَ اٰذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" بے شک تو نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو دکھ دیا ہے۔

ابوداؤد اور ابنِ حبان نے (صحیح میں) روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو نمازِ ظہر پڑھائے۔ اس نے لوگوں کو نماز پڑھانے کے دوران قبلہ کی طرف تھوک دیا۔ پھر جب نمازِ عصر کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے ایک دوسرے آدمی کو (نمازِ عصر پڑھانے) بھیجا۔ تو اس پہلے آدمی پر یہ بات شاق گذری، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا میرے بارے میں کوئی آیت نازل فرمائی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں: لیکن تو نے اپنے سامنے تھوکا حالانکہ تو لوگوں کی امامت کر رہا تھا۔ پس تو نے اللہ اور فرشتوں کو اذیت دی۔

اسے طبرانی نے اسناد جید کے ساتھ کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اس کے اور اس کے رب کے درمیان حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ اور حورعین اس کا استقبال کرتی ہیں جب تک کہ وہ ناک صاف نہیں کرتا یا تھوکتا نہیں۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں نظر ہے۔

حدیث: حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جو شخص کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز (بآواز بلند شور مچا کر) ڈھونڈتے ہوئے سنے۔ اسے کہہ دے کہ "لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ" اللہ تجھے وہ چیز واپس نہ دے کیونکہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئیں۔

مسلم، ابوداؤد، ابنِ ماجہ وغیرہم۔

حدیث: اور انہی (حضرت ابوہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے ہوئے دیکھو تو اسے کہو "لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ" خدا تیری تجارت کو نفع مند نہ بنائے۔

اور جب کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرتے دیکھو تو اسے کہو۔ خدا تعالیٰ تجھے یہ چیز واپس نہ دے۔

ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نسائی، ابنِ خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے کہا، یہ حدیث بر شرطِ مسلم صحیح ہے۔ اور ابنِ حبان نے بھی اسی کی مثل اپنی صحیح میں پہلا حصہ روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے مسجد میں پکارتے ہوئے کہا: سُرخ اونٹ کی طرف کس نے بلایا ہے؟ (اس کا اونٹ گم ہو گیا ہو گا) تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ''لَا وَجَدْتَ إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ'' (خدا کرے) تو نہ پا سکے، مسجدیں جس کام کے لئے بنائی گئی ہیں اسی کے لئے بنائی گئی ہیں (یعنی ذکر، تلاوت، نماز اور درود و سلام کے لئے)۔ مسلم، نسائی، ابنِ ماجہ۔

حدیث: حضرتِ ابنِ سیرین رضی اللہ عنہ یا ان کے کسی غیر سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضرتِ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرتے ہوئے سنا تو آپ نے اسے خاموش کرا دیا اور ڈانٹا اور فرمایا: ہمیں اس کام سے منع کیا گیا ہے۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اور ابن سیرین نے حضرتِ ابنِ مسعود سے نہیں سنا۔ اور حضرت واثلہ کی حدیث اس سے پہلے باب میں گذر چکی ہے۔ جس میں ہے کہ ''اپنی مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں سے بچا کے رکھو اور خرید و فروخت سے بھی بچاؤ''۔

حدیث: حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک آدمی مسجد کے درمیان میں ''احتباء'' (1) کی صورت میں بیٹھا ہوا ہے اور انگلیوں کو تشبیک کئے ہوئے یعنی ایک دوسری میں پھنسائے ہوئے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے اشارے کو سمجھ نہ سکا۔ تو آپ ﷺ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہو تو وہ انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر نہ بیٹھے۔ کیونکہ انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر بیٹھنا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور بے شک تمہارا کوئی بھی جب تک مسجد میں ہے نماز ہی میں ہے حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکل جائے۔

اسے امامِ احمد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے گھر میں وضو کرے پھر مسجد کو آئے تو وہ واپس لوٹ آنے تک نماز ہی میں ہوتا ہے۔ اس لئے اسے چاہیے کہ اس

1۔ ''احتباء'' کے معنی ہیں کپڑے میں لپٹ جانا اور پاؤں پر بیٹھ کر ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے سے باندھ کر سہارا لینا۔ اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا گیا کیونکہ اس سے نیند بھی آ سکتی ہے جو ناقضِ وضو ہے۔ بے پردگی کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ اور اگر کہیں اچانک اُٹھنا پڑے تو بھی مشکل پیش آ سکتی ہے۔ اسی طرح انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا جسے تشبیک کہتے ہیں درست نہیں کہ اس سے سستی و کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ (مترجم)

طرح کی (دنیوی) باتیں نہ کرے اور نہ انگلیوں میں انگلیاں ڈالے۔

اسے ابنِ خزیمہ نے (اپنی صحیح میں) اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بر شرط شیخین صحیح ہے۔ اور حاکم کے اس کہنے میں قیل وقال ہے۔

حدیث: حضرتِ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جب تمہارا کوئی وضو کرے پھر نماز کے ارادے سے گھر سے نکلے تو ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل نہ کرے کیونکہ وہ نماز ہی میں ہے۔

امام احمد وابوداؤد نے جید اسناد کے ساتھ اور ترمذی نے بھی روایت کیا۔ یہ ان کے الفاظ ہیں۔

حدیث: اور امام احمد رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جناب رسول اللہ ﷺ مسجد میں میرے پاس تشریف لائے اور میں اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے کعب! جب تم مسجد میں ہو تو انگلیوں میں انگلیاں نہ ڈالا کرو۔ ''فَاَنْتَ فِي صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرْتَ الصَّلٰوةَ'' کیونکہ جب تک تم نماز کے انتظار میں ہو نماز ہی میں ہو۔ اور ابنِ حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسی طرح کی روایت کی۔

حدیث: حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چند کام ہیں جو مسجد میں کرنے درست نہیں ہیں۔ نمبر 1 مسجد کو رستہ نہ بنایا جائے۔ نمبر 2 اس میں ہتھیار نہ نکالے جائیں۔ نمبر 3 کمان نہ تانی جائے۔ نمبر 4 تیر نہ بکھیرے جائیں۔ نمبر 5 کچا گوشت لے کر نہ گذرا جائے۔ نمبر 6 حد نہ لگائی جائے۔ نمبر 7 کسی سے قصاص نہ لیا جائے اور نمبر 8 مسجد کو بازار نہ بنایا جائے۔

اسے ابنِ ماجہ نے روایت کیا۔ اور ان سے طبرانی نے کبیر میں یہ الفاظ بھی روایت کئے ''اور مسجدوں کو ذکرِ الٰہی اور نماز کے سوا گذرگاہ نہ بنایا جائے''۔ طبرانی کی اسناد میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث: حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابو بدر کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ نے اس حدیث کو نبی ﷺ کی طرف مرفوع کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ الْحَصَاةَ تُنَاشِدُ الَّذِيْ يُخْرِجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ'' وہ کنکریاں جو کسی نے مسجد سے نکالی ہوں گی (خدا کی بارگاہ میں اس کے ایمان کی) قسم اٹھائیں گی۔

اسے ابوداؤد نے اسنادِ جید کے ساتھ روایت کیا۔ دارقطنی سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اسے حضرت ابوہریرہ پر موقوف کیا گیا ہے اور کہا اس کا مرفوع ہونا ابو بدر کا وہم ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت عبداللہ یعنی ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ لَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ'' آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی جن کی (دنیوی) باتیں ان کی مسجدوں میں ہوا کریں گی۔ اللہ کو ان کی کچھ حاجت نہیں۔

اسے ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ترغیب

مساجد کی طرف پیدل جانا خصوصاً اندھیرے میں اور اس کی فضیلت

حدیث: حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صَلٰوۃُ لرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ اَوْ فِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً'' آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز اپنے گھر میں یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس درجے افضل ہوتی ہے۔اور یہ اس لئے کہ جب وہ خوب اچھی طرح وضو کرتا ہے۔پھر نماز کے لئے نکلتا ہے کہ نماز کے سوا کوئی اور کام اسے باہر نہیں نکالتا تو وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر اس کے بدلے میں اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور اس سے ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔پھر جب نماز پڑھتا ہے تو ملائکہ اس کے لئے اس وقت تک دعاءِ رحمت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہتا ہے۔(فرشتے یہ دعا کرتے ہیں) ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ'' اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اے پروردگار! اس پر رحم فرما۔اور یہ بندہ نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک وہ (اگلی) نماز کے انتظار میں ہوتا ہے۔

اور ایک اور روایت میں ہے (فرشتے یہ دعا کرتے ہیں) اے اللہ! اس کو بخش دے، اے پروردگار اس کی توبہ قبول فرما جب تک کہ وہ کسی کو ایذا نہیں دیتا۔جب تک کہ وہ بے وضو نہیں ہوتا۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابنِ ماجہ نے اختصاراً روایت کیا۔امام مالک نے بھی موطا میں اسے روایت کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔''جس نے وضو کیا کہ خوب اچھی طرح وضو کیا۔پھر نماز کی نیت سے نکلا تو جب تک وہ نماز کے ارادے سے ہے نماز ہی میں ہے۔بے شک اس کے دونوں قدموں میں سے ایک کے ساتھ اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے کے بدلہ میں اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔جو کوئی تم میں سے اقامت سنے تو وہ دوڑے نہیں۔بے شک اجر کے لحاظ سے تم میں زیادہ عظیم وہ ہے جس کا گھر زیادہ دور ہے۔لوگوں نے پوچھا: اے ابوہریرہ! اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: اس کی وجہ، قدموں کی کثرت ہے۔

حدیث: اور اسے ابنِ حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔الفاظ یہ ہیں۔نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے گھر سے میری مسجد کی طرف نکلتا ہے تو ایک قدم کے بدلہ میں اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم کے بدلہ میں ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے حتی کہ واپس لوٹ آئے۔

اور اسے نسائی و حاکم نے بھی ابنِ حبان کی مثل روایت کیا مگر ان کے ہاں ''حتی کہ واپس لوٹ آئے'' کے الفاظ نہیں۔اور حاکم نے کہا: بر شرطِ مسلم صحیح ہے۔اور اس سے پہلے باب میں حدیثِ ابوہریرہ گذر چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارا کوئی اپنے گھر میں وضو کرے پھر مسجد کی طرف آئے تو واپس لوٹنے تک نماز ہی میں ہوتا ہے''۔الحدیث۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی

پوری طرح وضو کرے پھر مسجد کی طرف آئے کہ نماز کی محافظت کرتا ہو تو اس کے عمل لکھنے والے دونوں فرشتے یا ایک فرشتہ اس کے مسجد کی طرف اُٹھنے والے ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھتا ہے۔ نماز کی محافظت میں بیٹھنے والا نماز میں کھڑا رہنے والے کی طرح ہی ہے۔ اور اس کے گھر سے نکلنے سے لے کر واپس آنے تک اسے نمازیوں میں لکھا جاتا ہے۔

اسے امام احمد وابو یعلیٰ، طبرانی نے اوسط وکبیر میں (اس کے بعض طرق صحیح ہیں) اور ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ابنِ حبان نے بھی اپنی صحیح میں دو مختلف مقامات پر روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جماعت والی مسجد کی طرف چلا ''فَخَطْوَةٌ تَمْحُو سَيِّئَةً وَخَطْوَةٌ تَكْتُبُ لَهُ حَسَنَةً ذَاهِبًا وَّ رَاجِعًا''، تو آتے جاتے ہوئے ہر قدم کے بدلہ میں ایک گناہ مٹایا جاتا ہے اور دوسرے قدم کے بدلہ میں اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

امام احمد نے اسے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ اور طبرانی وابنِ حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کے ہر عضو کی خوبصورتی پر (بطورِ شکریہ) ہر دن ایک نماز ہے۔ قوم میں سے ایک آدمی نے عرض کیا۔ یہ بہت سخت حکم ہے جو ہمیں دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا نیکی کا حکم کرنا اور گناہ سے روکنا بھی نماز ہے۔ ضعیف کے ساتھ بُردباری سے پیش آنا بھی نماز ہے۔ تیرا رستے سے گندگی کو ہٹا دینا بھی نماز ہے اور تیرا ہر قدم جو تو نماز کی طرف اٹھائے وہ بھی نماز ہے۔

ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرتِ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے وضو کیا تو کامل وضو کیا پھر نمازِ فرض کے لئے چلا تو اسے امام کے ساتھ ادا کیا، اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ابنِ خزیمہ۔

حدیث: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: انصار میں سے ایک آدمی کی وفات کا وقت قریب ہو گیا تو کہنے لگے، مَیں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ مَیں یہ صرف ارادہ ثواب سے بیان کر رہا ہوں۔ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اچھی طرح وضو کرے۔ پھر نماز کے لئے نکلے تو وہ اپنا دایاں قدم نہیں اٹھاتا مگر اللہ عزوجل اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور بایاں قدم رکھتا نہیں مگر اللہ عزوجل اس کی ایک خطا مٹا دیتا ہے۔ اب تم میں سے کوئی چاہے تو قریب ہو جائے اور چاہے تو دور ہو جائے۔ پھر اگر مسجد میں آکر باجماعت نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اگر مسجد میں اس وقت پہنچا کہ لوگوں نے کچھ نماز پڑھ لی تھی، کچھ باقی تھی۔ اس نے جتنی ملی جماعت کے ساتھ پڑھی، باقی کو خود پورا کیا تو بھی ایسے ہی ہے۔ اور اگر وہ (جماعت میں شمولیت کے ارادہ سے) مسجد میں پہنچا اور لوگ نماز ادا کر چکے تھے اس نے خود ہی نماز پوری کی تو بھی ایسے ہی ہے۔ (گناہ معاف ہوں گے)۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس میرے

رب کی طرف سے رات کو ایک آنے والا آیا۔ پھر آپ نے حدیث یہاں تک بیان فرمائی کہ فرمایا: اس آنے والے نے مجھے کہا: یا محمد! (ﷺ) کیا آپ جانتے ہیں کہ عالمِ بالا کے ملائکہ کس بارے میں جھگڑتے ہیں؟ مَیں نے کہا: ہاں۔ وہ درجات، کفارات، جماعت کی طرف قدم اٹھانے، سخت سردی میں کامل وضو کرنے اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کے بارے میں جھگڑتے ہیں(1)۔ اور جس نے ان اعمال پر ہمیشگی کی وہ بھلائی کے ساتھ جیے گا اور بھلائی کے ساتھ مرے گا۔ ''وَكَانَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ'' اور گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے گا جیسے آج ہی اسے ماں نے جنا ہو۔ الحدیث۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرتِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی وضو نہیں کرتا کہ خوب اور کامل وضو کرے پھر مسجد کو آئے ادائے نماز کے علاوہ اس کا کوئی اور ارادہ نہ ہو مگر ''تَبَشَّشَ اللّٰهُ اِلَيْهِ كَمَا يَتَبَشَّشُ اَهْلُ الْغَائِبِ بِطَلْعَتِهٖ'' اللہ تعالیٰ اس قدر خوش ہوتا ہے جس قدر کسی گم شدہ شخص کے اہل وعیال اس کے گھر آجانے پر خوش ہوتے ہیں۔

اسے ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مسجد (نبوی) کے اردگرد کچھ جگہیں خالی ہوئیں تو قبیلہ بنی سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ عرض کرنے لگے: ہاں۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہم یہی چاہتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنی سلمہ: ''دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ اٰثَارَكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ اٰثَارَكُمْ'' اپنے گھروں میں ہی رہو تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔ اپنے گھروں میں رہو، تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔ تو وہ (بنی سلمہ) کہنے لگے۔ ہمیں اس بات نے منتقل ہونے سے زیادہ خوش کر دیا۔ مُسلم وغیرہ۔

اور مُسلم کی ایک اور روایت اسی معنی میں ہے۔ جس کے آخر میں ہے (آپ نے فرمایا) ''بے شک تمہارے لئے ہر قدم کے بدلہ میں ایک درجہ ہے''۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضراتِ انصار کے گھر مسجد سے دور تھے۔ انہوں نے قریب آجانے کا ارادہ کیا تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ (یٰسین: 12) جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا اور ان کے قدموں کے نشانات ہم لکھ رہے ہیں۔ پھر وہ اپنے گھروں میں مقیم رہے۔ ابنِ ماجہ باسناد جید۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْاَبْعَدُ

1۔ فرشتوں کے جھگڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اعمالِ مذکورہ فی الحدیث اس قدر ثواب رکھتے ہیں کہ ہر فرشتہ چاہتا ہے کہ اس کا ثواب میں سب سے پہلے لکھوں۔ (مترجم)

فَالْاَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ اَعْظَمُ اَجْرًا'' مسجد سے زیادہ دور رہنے والا (جو چل کر مسجد کو نماز کے لئے آتا ہو) ثواب واجر میں بھی زیادہ ہوتا ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ وحاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: حدیث صحیح ہے۔ مدنی الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا کرتا تھا اور ہم نماز کے ارادے سے جایا کرتے تھے۔ تو نبی کریم ﷺ قریب قریب قدم رکھتے تھے۔ (چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے تھے) آپ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو مَیں قریب قریب کیوں رکھتا ہوں؟ مَیں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: بندہ اس وقت تک نماز ہی میں رہتا ہے جب تک نماز کی طلب میں (رستہ میں) ہوتا ہے۔

اور ایک اور روایت میں ہے: ''اِنَّمَا فَعَلْتُ لِتَكْثُرَ خُطَایَ فِیْ طَلَبِ الصَّلٰوةِ'' ''مَیں ایسا اس لئے کرتا ہوں تا کہ میرے قدم نماز کے رستہ میں زیادہ ہو جائیں''۔

طبرانی نے کبیر میں مرفوعاً بھی اور موقوفاً علی زید بھی روایت کیا۔ امر یہی صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں نماز کا سب سے زیادہ ثواب پانے والا وہ ہے جو ان سے زیادہ دور سے چل کر نماز کے لئے آتا ہے، پھر وہ جو ان سے زیادہ دور ہو اور وہ جو نماز کا انتظار کرتا ہے حتیٰ کہ امام کے ساتھ ادا کرتا ہے وہ اس سے زیادہ ثواب پانے والا ہے جو نماز پڑھتا ہے۔ پھر سو رہتا ہے۔

بخاری ومسلم وغیرہما۔

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: انصار میں سے ایک صاحب تھے کہ ان سے زیادہ مسجد سے دور مَیں کسی کو نہیں جانتا۔ ان کی کوئی نماز (باجماعت) فوت نہیں ہوتی تھی۔ انہیں کہا گیا کہ اگر آپ کوئی گدھا خرید لیں جس پر اندھیرے اور گرمی میں سوار ہو کر آجایا کریں (تو اچھا ہو) تو کہنے لگے: مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف چل کر جانا اور واپس آنا لکھا جائے جبکہ میں (نماز کے بعد) واپس اپنے اہل کے پاس آؤں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اس سب کا اجر تمہارے لئے جمع فرما دیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ '' مجھے ان سے ہمدردی کا احساس ہوا تو میں نے کہا: اے فلاں! کاش تم کوئی گدھا خرید لیتے جو تمہیں گرمی اور زمین کے کیڑے مکوڑوں سے بچاتا۔ کہنے لگے: اللہ کی قسم میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا گھر حضرت محمد ﷺ کے گھر کے بالکل پہلو میں ہو۔ مجھے یہ بات بہت گراں گذری۔ مَیں اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ بات آپ سے عرض کی تو آپ نے انہیں بلوایا۔ انہوں نے آپ سے بھی وہی بات کی اور ذکر کیا کہ وہ نشاناتِ قدم کے اجر کی امید رکھتے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے وہی ہے جس کی تم امید رکھتے ہو۔

مسلم وغیرہ نے روایت کیا اور ابنِ ماجہ نے بھی دوسرے حصے کی مثل روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسانوں کے جسم

کے ہر جوڑ پر ہر دن صدقہ ہے، جس دن سورج طلوع ہوتا ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان تیرا انصاف کرنا صدقہ ہے۔ کسی آدمی کی سواری میں مدد کر دینا کہ اسے سوار کرا دینا یا اس کا سامان اس پر رکھوا دینا بھی صدقہ ہے۔ اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے۔ ہر قدم جو نماز کی طرف جانے کے لئے اٹھے وہ بھی صدقہ ہے اور تیرا کسی تکلیف دہ چیز کو رستے سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔

بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹاتا اور درجات کو بلند فرماتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں، یارسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ نے فرمایا: سخت سردیوں میں کامل وضو کرنا۔ مساجد کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ ہے تمہاری جہاد کی تیاری۔ یہ ہے تمہاری جہاد کی تیاری، یہ ہے تمہاری جہاد کی تیاری۔

مالک، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ اور ابنِ ماجہ کے الفاظ ہیں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كَفَّارَاتُ الْخَطَايَا، اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَاِعْمَالُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ" "گناہوں کے کفارے، سخت سردیوں میں کامل وضو کرنا، قدموں کا مساجد کی طرف چلنا اور ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری کا انتظار کرنا ہیں"۔

حدیث: حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخت سردیوں میں کامل وضو کرنا۔ قدموں کا مساجد کی طرف چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا، گناہوں کو دھوڈالتا ہے۔

ابویعلیٰ و بزار نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کو یا شام کو مسجدوں میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت میں ضیافت تیار فرما رکھی ہے۔ جب بھی صبح کو یا شام کو آئے۔

مسلم و بخاری وغیرہما۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْغُدُوُّ وَالرَّوَاحُ اِلَى الْمَسْجِدِ مِنَ الْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" صبح اور شام مسجد کو آنا، جہاد فی سبیل اللہ میں سے ہے۔

طبرانی نے کبیر میں قاسم عن ابی امامہ کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" اندھیرے میں مساجد کی طرف آنے والوں کو قیامت کے دن کامل نور کی خوش خبری دے دو۔

ابوداؤد و ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اندھیروں میں مساجد کی طرف

آنے جانے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز چمکتے ہوئے نور سے روشنی پھیلا دے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: روایت ہے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف چلا، وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن نور کے ساتھ ملے گا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسنادِ حسن کے ساتھ اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ابنِ حبان کے الفاظ ہیں ''وہ جو شخص رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف چلا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن نور عطا فرمائے گا''۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اندھیرے میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن نور کے منبروں کی بشارت دے دو۔ دوسرے لوگ (اس دن) گھبرا جائیں گے حالانکہ یہ لوگ نہیں گھبرائیں گے۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں کچھ کلام ہے۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اندھیرے میں مساجد کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے دن نورِ تام کی بشارت ہو۔

ابنِ ماجہ، ابنِ خزیمہ (اپنی صحیح میں لفظ بھی انہیں کے ہیں) اور حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث برشرطِ شیخین صحیح ہے۔ اس طرح کہا ہے۔

حافظ (صاحبِ کتاب) کہتے ہیں: یہ حدیث حضرت ابن عباس، حضرتِ ابن عمر، حضرت ابوسعید خدری، حضرت زید بن حارثہ اور سیدہ عائشہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی گئی ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اندھیرے میں مسجدوں کی طرف جانے والے، اللہ تعالیٰ کی رحمت میں غوطے لگانے والے لوگ ہیں۔

اسے ابنِ ماجہ نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں اسمٰعیل بن رافع ہے جس میں لوگوں نے کلام کیا ہے۔ ترمذی کہتے ہیں کہ بعض اہل علم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور مَیں نے محمد یعنی امام بخاری کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ یہ ثقہ ہے اور مقارب الحدیث ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص گھر سے وضو کر کے فرض نماز کے لئے نکلے تو اس کا اجر، حرام باندھنے والے حاجی کی طرح ہے۔ اور جو نمازِ چاشت کے لئے نکلے حالانکہ اسے نماز کے سوا کسی اور مقصد نے نہ نکالا ہو تو اس کا ثواب عمرہ کرنے والے کی طرح ہے۔ اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز جن کے درمیان کوئی بیہودہ بات نہ ہو علیین میں لکھی ہوئی ہے۔

اسے ابوداؤد نے قاسم بن عبدالرحمٰن عن ابی امامہ کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: انہی (ابوامامہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ہیں کہ ان سب کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اگر زندہ رہیں تو انہیں رزق دیا جائے اور ان کی کفایت کی جائے اور اگر مر جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل فرمائے۔ ایک وہ شخص جو اپنے گھر میں داخل ہوا تو (اپنے اہل کو) سلام کہا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔ دوسرا وہ شخص جو (نماز کے لئے) مسجد کی طرف نکلا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے اور تیسرا وہ آدمی جو اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے نکلا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔

اسے ابوداؤد اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور اس طرح کی احادیث جہاد وغیرہ کے باب میں ان شاء اللہ آئیں گی۔

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: جس بندے نے اپنے گھر پر وضو کیا تو خوب اچھی طرح وضو کیا۔ پھر مسجد کو آیا تو وہ اللہ کی زیارت کو جانے والا ہے اور جس کی زیارت کے لئے جایا جائے اس پر حق ہے کہ زیارت کو آنے والے کا اکرام کرے۔

طبرانی نے کبیر میں دو اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں ایک جید ہے۔ اور بیہقی نے بھی موقوفاً علی اصحاب رسول اللہ ﷺ صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے پھر یہ (دعا) پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّآئِلِیْنَ عَلَیْكَ وَ بِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّ لَا بَطَرًا وَّ لَا رِیَآءً وَّلَا سُمْعَةً وَ خَرَجْتُ اِتِّقَآءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِكَ فَاَسْأَلُكَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ(1)'' تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ اس کی طرف توجہ فرماتا ہے ''وَاسْتَغْفَرَ لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ'' اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مَسَاجِدُ ھَاوَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُھَا'' آبادیوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ مسجدیں ہیں اور آبادیوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ بازار ہیں۔ مسلم

حدیث: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! کون سی جگہیں اللہ کو زیادہ محبوب ہیں اور کون سی جگہیں اللہ تعالیٰ کو زیادہ ناپسندیدہ ہیں؟ فرمایا: مَیں نہیں جانتا جب تک کہ جبریل علیہ

1۔ ترجمہ: اے میرے پروردگار! مانگنے والوں کا جو تجھ پر حق ہے اس حق کے وسیلہ سے اور اپنے اس چلنے کے حق کے طفیل تجھ سے سوال کرتا ہوں میں تکبر یا غرور اور لوگوں کو دکھانے وسنانے کے لئے نہیں نکلا بلکہ تیرے غضب سے ڈرتے ہوئے اور تیری رضا تلاش کرتے ہوئے نکلا ہوں۔ پس میں سوالی ہوں کہ مجھ کو آگ سے بچا اور میرے گناہ معاف فرما کہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں ہے۔ (مترجم)

السلام سے نہ پوچھ لوں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔

امام احمد، بزار (لفظ انہی کے ہیں) ابویعلیٰ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی سرور ﷺ سے پوچھا: کون سے مقامات اچھے اور کون سے بُرے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے نہیں جانتا جب تک جبریل علیہ السلام سے نہ پوچھوں تو آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: انہوں نے عرض کیا: مَیں نہیں جانتا جب تک میکائیل علیہ السلام سے نہ پوچھوں۔ پھر میکائیل علیہ السلام آئے تو کہا: بہترین مقامات مسجدیں ہیں اور بدترین مقامات بازار ہیں۔

طبرانی نے کبیر میں اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی کہ انہوں نے کہا: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: کون سی جگہ بہتر ہے؟ عرض کیا: مَیں نہیں جانتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے رب جل وعز سے پوچھو۔ راوی کہتے ہیں: جبریل علیہ السلام رونے لگے اور عرض کیا: یا محمد ﷺ! ہم (ملائکہ) اس سے سوال تو کرتے ہیں۔ مگر وہ ہمیں اسی چیز کی خبر دیتا ہے جس کی چاہتا ہے۔ (اور جس کی چاہے نہیں دیتا) تو جبریل آسمان کی طرف چڑھے، پھر حاضرِ خدمت ہوئے تو عرض کیا: زمین میں سب سے بہتر (1) جگہیں اللہ کے گھر ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: بُری جگہیں کون سی ہیں؟ تو جبریل علیہ السلام (باردگر) آسمان کی طرف چڑھے پھر حاضر ہوئے۔ عرض کیا: بدترین جگہیں بازار (2) ہیں۔ طبرانی فی الاوسط۔

---

(۱) کیونکہ مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے۔ نماز، جماعت، اذان، اقامت، دعا، تلاوت اور سرورِ عالم ﷺ پر درود وسلام، یہ سب اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا باعث ہیں۔ فلہٰذا مساجد اس ذاتِ کریم کو بہت پیاری ہیں۔

(۲) بازاروں میں بھیڑ بھڑکا، شور وغوغا ہوتا ہے۔ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی جس سے انسان یادِ الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے۔ پھر لوگ اپنا سامانِ تجارت بیچنے کے لئے کئی کئی پاپڑ بیلتے ہیں۔ گاہک پھانسنے کے لئے جھوٹ، مکر وفریب ہوتا ہے اور جھوٹی قسمیں اٹھائی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اس لئے اللہ پاک کو بازار بہت ناپسند ہیں۔ ویسے اگر کوئی مردِ مومن اس ہنگامہ خیزی میں یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتا اور حلال روزی کمانے کے لئے جائز طریقہ سے تجارت کرتا ہے تو وہ اللہ کا بہت پیارا بندہ ہے۔ اسی لئے فرمان نبی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ ایماندار تاجر کا حشر انبیاء وصدیقین کے ساتھ ہوگا علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ (مترجم)

ترغیب

مساجد کی حاضری ضروری جاننا اور ان میں بیٹھنا

حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے سُنا: رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے کہ سات شخص وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ (رحمت) میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ نمبر 1 عدل کرنے والا بادشاہ۔ نمبر 2 وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں اپنی جوانی صرف کردی۔ نمبر 3 "وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ" وہ آدمی، کہ (جب وہ مسجد سے نکلے تو) اس کا دل مسجدوں ہی کے ساتھ لگا رہے (حتیٰ کہ مسجد کی طرف واپس لوٹ آئے (1)۔ نمبر 4 وہ دو شخص جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔ ملاقات ہو تو اسی کی محبت میں اور جدا ہوتے ہوں تو اسی کی محبت میں۔ نمبر 5 وہ آدمی، جسے کسی جاہ و مرتبہ والی خوبصورت عورت نے دعوتِ (گناہ) دی تو اس نے کہا: مَیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (اور اپنے کو ارتکابِ گناہ سے بچالیا)۔ نمبر 6 وہ شخص جو چھپا کر صدقہ (نافلہ) کرے حتیٰ کہ اس کے بائیں کو معلوم نہ ہو کہ دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے اور۔ نمبر 7 وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ بخاری و مسلم وغیرہما۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِیْمَانِ" جب تم ایسے شخص کو دیکھو جو مساجد میں (نمازِ با جماعت کے لئے) آنے جانے کا عادی ہے تو اس کے ایمان کی شہادت دو۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: مسجدیں وہی تعمیر کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں۔

اس حدیث کو روایت کیا ترمذی (الفاظ انہی کے ہیں اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)، ابنِ ماجہ، ابن خزیمہ، ابنِ حبان (اپنی اپنی صحیح میں) اور حاکم نے۔ ان تمام نے دراج ابی السمح ابی الہیثم عن ابی سعید کے طریق سے ہی روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی آدمی مساجد کو نماز اور ذکر کے لئے نہیں آتا مگر اس کے آنے سے اللہ تعالیٰ اس قدر خوش ہوتا ہے جیسا کہ گم شدہ آدمی کے اہلِ خانہ اس کے گھر واپس آنے پر خوش ہوتے ہیں۔

ابنِ ابی شیبہ، ابنِ ماجہ، ابنِ خزیمہ ابن حبان (اپنی اپنی صحیح میں) اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث برشرط شیخین صحیح ہے۔ اور ابنِ خزیمہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی ایسا آدمی نہیں جس نے مسجد کو

1۔ کتنا خوش نصیب ہے وہ انسان، جو مسجد میں پہلے آتا اور بعد میں جاتا ہے اور مسجد سے نکلنے کے بعد بھی اس کے کان اذان کی آواز کی طرف لگے رہتے ہیں کہ کب یہ دل خوش کن آواز آئے اور میں پھر مسجد میں پہنچوں۔ (مترجم)

(نماز و ذکر کے لئے) آنا جانا عادت بنالیا تھا پھر کسی امر نے یا بیماری نے اُسے اس سے روک دیا پھر (یہ امر یا بیماری ختم ہو جانے کے بعد) اسی کی طرف لوٹ آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لوٹ آنے پر اتنا خوش ہوتا ہے کہ جیسے گم شدہ آدمی کے اہل خانہ اس کے واپس آ جانے پر خوش ہوتے ہیں''(1)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: چھ مجالس ایسی ہیں کہ بندہ مومن جب تک ان میں سے کسی میں ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی ضمان میں ہوتا ہے۔ نمبر 1 جماعت والی مسجد میں۔ نمبر 2 کسی بیمار کے پاس۔ نمبر 3 جنازہ میں۔ نمبر 4 اپنے گھر میں۔ نمبر 5 ایسے عادل بادشاہ کے پاس جو اس کی تعظیم و توقیر کرتا ہو۔ (اس کی عزت و تکریم کی وجہ سے ظلم و زیادتی اور ناحق فیصلوں سے باز رہتا ہو) نمبر 6 یا میدانِ جہاد میں ہو۔

طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے روایت کیا۔ اس کی اسناد قابلِ اعتماد نہیں۔ البتہ حدیثِ معاذ صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ اور یہ جہاد وغیرہ کے ابواب میں ان شاء اللہ آئے گی۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ ''اِنَّ عُمَّارَ بُیُوْتِ اللّٰہِ ھُمْ اَھْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ'' بے شک اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والے، اللہ والے ہیں عزوجل۔

طبرانی فی الاوسط۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ مسجد سے اُلفت رکھے، اللہ تعالیٰ اس سے اُلفت رکھتا ہے۔

طبرانی فی الاوسط۔ اس کی اسناد میں ابنِ لہیعہ ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک شیطان انسان کے لئے ایسا ہی بھیڑیا ہے جیسا کہ بکریوں کے لئے ہوتا ہے کہ وہ اس بکری کو شکار کر لیتا ہے جو الگ رہنے والی اور تنہا چلنے والی ہو تو تم الگ الگ ہونے سے بچو اور جماعت، عام مومنین اور مسجد کو لازم پکڑو۔

امام احمد نے علاء بن زیاد عن معاذ روایت کیا اور علاء نے حضرت معاذ سے سماع نہیں کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک کچھ لوگ مسجدوں کے اَوتاد ہیں (نماز، تلاوت اور درود و سلام کے لئے مساجد میں اکثر بیٹھنے والے) ان کے ساتھی ملائکہ ہوتے ہیں۔ اگر وہ کہیں غائب ہو جائیں تو ملائکہ انہیں تلاش کرتے ہیں۔ اگر بیمار ہو جائیں تو فرشتے عیادت کرتے ہیں۔ اور اگر کسی مشکل میں ہوں تو یہ ساتھی فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں ہیشگی کرنے والا تین قسم کا ہوتا ہے۔ نمبر 1 (مسجد میں رہنے کی وجہ سے) فائدے میں رہنے والا ہوتا ہے۔ نمبر 2 حکمت و دانائی کی بات حاصل کرنے والا ہوتا ہے یا نمبر 3 رحمتِ

1۔ اس حدیث کے تحت دونوں روایتوں میں ''تَوَطَّنَ'' کے الفاظ ہیں جس کا معنیٰ ''اقامت اختیار کرنا اور وطن بنالینا'' ہے اور چونکہ ایک حدیث میں مساجد کو وطن بنالینے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس لئے یہاں معنیٰ ہوگا ''نماز و ذکر وغیرہ کے لئے مساجد کی طرف آنے جانے کی عادت بنالینا۔ (مترجم)

خداوندی اس کی منتظر رہتی ہے۔

اسے امام احمد نے ابنِ لہیعہ کی روایت سے اور حاکم نے عبداللہ بن سلام کی حدیث سے روایت کیا لیکن حاکم کی روایت میں "مسجد میں ہمیشگی کرنے والا" الی آخرہ کے الفاظ نہیں ہیں کیونکہ یہ اصل میں نہیں۔ اور حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث مسلم و بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد ہر پرہیز گار کا گھر ہے اور جس شخص کا گھر(1) مسجد ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے حیاتِ جاوداں، رحمت اور پُل صراط پر سے اپنی خوشی سے جنت کی جانب گذر جانے کی ضمانت دیتا ہے۔

طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا۔ اور بزار نے بھی روایت کیا اور کہا کہ حدیث کی اسناد حسن ہے۔ واقعی یہ بات ان کے کہنے کے مطابق ہے۔

1۔ احادیث میں ان جیسے الفاظ سے مراد ہے مسجد میں عبادت و ریاضت کے لئے ہمیشگی کے ساتھ آتے جاتے رہنا۔ گھر کی طرح مسجد میں رہائش اختیار کر لینا مراد نہیں۔ کیونکہ مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ سوائے معتکف اور مسافر کے کسی کے لئے درست نہیں۔ وضاحت پہلے بھی گذر چکی ہے۔ (مترجم)

ترہیب

اس شخص کا مسجد میں آنا جس نے پیاز، لہسن، گیندنا(1) یا مولی وغیرہ بدبودار چیزیں کھائی ہوں

حدیث: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّوْمَ فَلَا يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا"، جس شخص نے اس پودے یعنی لہسن کو کھایا وہ ہماری مسجد کے ہرگز قریب نہ آئے۔ مسلم و بخاری۔

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ "وہ شخص ہماری مساجد کے ہرگز قریب نہ آئے"۔ بخاری و مسلم۔ دونوں کی ایک اور روایت میں ہے "ایسا شخص ہماری مسجدوں میں بالکل نہ آئے"۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے "جس آدمی نے یہ پودا کھایا وہ مسجدوں کے ہرگز قریب نہ پھٹکے"۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: فرمایا نبی کریم ﷺ نے: جس آدمی نے یہ درخت (لہسن) کھایا وہ ہمارے قریب نہ ہو "وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا" اور نہ ہی ہمارے ساتھ نماز پڑھے۔ مسلم و بخاری۔ طبرانی نے بھی اسے روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) "ان دو بدبودار سبزیوں کو کھانے اور انہیں کھا کر ہماری مسجدوں میں آنے سے احتراز کرو اور اگر ان (پیاز اور لہسن) کا کھانا تمہارے لئے ضروری ہو تو آگ سے خوب اچھی طرح ان (کی بدبو) کو مار لو (پکا کر کھاؤ)"۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضرتِ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے پیاز اور لہسن کھایا وہ ہم سے یا ہماری مساجد سے الگ رہے "وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ" اسے چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے (فرمایا) "جس نے پیاز، لہسن اور گیندنا کھایا وہ ہماری مسجد کے ہرگز قریب نہ ہو کیونکہ ملائکہ ان چیزوں سے اذیت محسوس کرتے ہیں جن سے انسانوں کو اذیت پہنچتی ہے"۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے پیاز اور گیندنا کھانے سے منع فرمایا۔ پھر (ایک مرتبہ) ہم پر اس کو کھانے کا شوق غالب ہوا تو ہم نے اسے کھالیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس خبیث (بدبودار) درخت کو کھایا وہ ہماری مسجد کے ہرگز قریب نہ آئے کیونکہ فرشتے ان چیزوں سے اذیت پاتے ہیں جن سے لوگ اذیت اٹھاتے ہیں۔ طبرانی نے اوسط اور صغیر میں بھی روایت کیا جس کے الفاظ ہیں کہ "بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ان سبزیوں یعنی لہسن، پیاز، گیندنا یا مولی میں سے کھایا وہ ہماری مسجد شریف کے قطعاً قریب نہ آئے اس لئے کہ ملائکہ ان چیزوں سے

1۔ ایک بدبودار سبزی جو پیاز اور لہسن کے مشابہ ہوتی ہے۔ (مترجم)

تکلیف محسوس کرتے ہیں جن سے اولادِ آدم (علیہ السلام) کو تکلیف ہوتی ہے"۔

یحییٰ بن راشد البصری کے علاوہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لہسن، پیاز اور گیندنا کا ذکر کیا گیا اور عرض کیا گیا، یارسول اللہ ﷺ! ان سب میں زیادہ سخت (بدبودار) لہسن ہے۔ تو کیا آپ اس کو حرام فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اسے کھالیا کرو۔ تم میں سے جو اسے کھائے وہ اس مسجد کے قریب نہ آئے جب تک کہ اس کی بو اس سے جاتی نہ رہے۔

ابنِ خزیمہ فی صحیحہ۔

حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے روز خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں فرمایا: پھر اے لوگو! تم ان دو پودوں کو کھاتے ہو۔ حالانکہ مَیں تو ان دونوں یعنی پیاز اور لہسن کو بُرا سمجھتا ہوں۔ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب کسی آدمی سے مسجد میں ان دونوں پودوں کی بو محسوس فرماتے۔ حکم فرماتے تو اس آدمی کو بقیع کی طرف نکال دیا جاتا تھا۔ اب جو کوئی ان کو کھائے تو اسے چاہیے کہ پکا کر ان کی بدبو کو مارلیا کرے۔ مسلم، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرتِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس لہسن کے پودے سے کھایا "فَلَا یُؤْذِیْنَا بِھَا فِیْ مَسْجِدِنَا ھٰذَا" وہ ہمیں اس کی وجہ سے ہماری اس مسجد شریف میں تکلیف نہ دے۔

مسلم، نسائی اور ابنِ ماجہ۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔

حدیث: حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں خیبر کی لڑائی میں شرکت کی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے خیبر کے باغات میں پیاز اور لہسن پایا تو اس میں کھالیا کیونکہ انہیں بھوک لگ رہی تھی۔ پھر جب یہ لوگ مسجد میں پہنچے تو مسجد میں پیاز اور لہسن کی بُو پھیل گئی۔ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے اس شجرہ خبیثہ (بدبودار پودے) میں سے کھایا ہو وہ ہمارے قریب نہ آئے۔ پھر طویل حدیث ذکر کی۔ اسے طبرانی نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا۔ اور مسلم میں بھی اس جیسی حدیث ابوسعید خدری سے مروی ہے۔ جس میں پیاز کا ذکر نہیں۔

حدیث: جنابِ حُذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا، قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا تھوک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا ہوا ہوگا۔ اور جس نے اس خبیث بدبودار ترکاری میں سے کھایا وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے (1)۔ یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

1۔ احادیث مذکورہ فی الباب سے معلوم ہوا کہ ایسی کوئی چیز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے جس کی وجہ سے منہ سے بدبو آتی ہو۔ پیاز، لہسن، مولی، حقہ، سگریٹ وغیرہا سب کا یہی حکم ہے۔ مسواک سے خوب منہ صاف کرنا چاہیے۔ اسی طرح ایسے لباس میں آنا کہ پسینہ وغیرہ کی بدبو آتی ہو، درست نہیں۔ مسجد میں خوب صاف پاک ہو کر آنا چاہیے۔ دوست کو ملنے اس کے گھر جائیں تو زیب و زینت کر کے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو محبوب حقیقی ہے۔ (مترجم)

ترغیب

عورتوں کا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا اور وہیں رہنا

ترہیب

عورتوں کا اپنے گھروں سے باہر نکلنا

حدیث: حضرت اُم حمید، حضرت ابوحمید ساعدی کی زوجہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مَیں محبوب رکھتی ہوں کہ آپ کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مَیں جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا محبوب رکھتی ہو۔ حالانکہ تمہارا اپنے گھر کے اندر نماز پڑھنا اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ تمہارا اپنے صحن میں نماز پڑھنا اپنی حویلی میں پڑھنے سے بہتر ہے، تمہارا اپنی حویلی میں نماز پڑھنا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور تمہارا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں پڑھنے سے بہتر ہے۔ اس پر انہوں (اُم حمید) نے (اپنے اہل خانہ کو) حکم دیا تو ان کے لئے گھر کے ایک تاریک کونے میں مسجد (جائے نماز) بنا دی گئی۔ اور یہ اسی میں نماز پڑھا کرتی تھیں حتیٰ کہ اللہ عزوجل کو جاملیں۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ ابنِ خزیمہ و ابنِ حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

اور ابنِ خزیمہ نے اس پر باب باندھا "عورت کو اپنے گھر کی بجائے اپنے کمرے میں اور مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہونے کا باب" اگرچہ مسجد النبی ﷺ میں نماز پڑھنا اس کے سوا دیگر مساجد میں ایک ہزار نماز پڑھنے کے برابر ہے۔ اس پر دلیل نبی ﷺ کا اپنا یہ فرمان شریف ہے کہ "میری اس مسجد (نبوی) میں نماز اس کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک ہزار نماز(1) سے افضل ہے" نبی پاک ﷺ کا یہ ارشاد مردوں کی نماز کے متعلق ہے۔ عورتوں کی نماز کے بارے میں نہیں۔ (ان کا اپنے کمرے میں ہی نماز پڑھنا افضل ہے) یہ کلام ابنِ خزیمہ کا ہے۔

حدیث: سیدہ ام سلمہ (ام المومنین) رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ" عورتوں کے لئے بہترین جائے نماز ان کے گھروں کا انتہائی اندرونی حصہ ہے۔

امام احمد نے اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اور اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے دراج ابی السمح عن السائب مولی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے روایت کیا۔ ابن خزیمہ نے کہا: سائب مولیٰ ام سلمہ کی جرح و تعدیل مَیں نہیں جانتا۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

1۔ ابن ماجہ شریف کی حدیث میں ہے کہ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں ایک نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ علماء فرماتے ہیں۔ یہ صرف نمازوں ہی کے بارے میں نہیں بلکہ مدینہ پاک کی ہر نیکی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ (مترجم)

حدیث: اور انہی (سیدہ ام المومنین) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کا اپنے سونے کے کمرے میں نماز پڑھنا اس کے اٹھنے بیٹھنے کے کمرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اپنے اٹھنے بیٹھنے کے کمرے میں نماز پڑھنا، اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے بہتر، اور اپنے گھر میں پڑھنا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط اور اسناد جید کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''لَا تَمْنَعُوْا نِسَآءَ کُمُ الْمَسَاجِدَ وَ بُیُوْتُهُنَّ خَیْرٌ لَّهُنَّ'' اپنی عورتوں کو مسجدوں سے منع (1) نہ کرو حالانکہ ان کے گھر ہی ان کے لئے بہتر ہیں۔ ابوداؤد۔

حدیث: اور یہی (حضرت ابن عمر) رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عورت چھپانے کی چیز ہے۔ جب یہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے اور اسے اپنے گھر کے انتہائی اندرونی مقام کے سوا قربِ خداوندی کہیں اور نہیں مل سکتا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کے رجال (راوی) صحیح کے رجال ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عورت کا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا اپنے گھر کے صحن میں پڑھنے سے افضل اور پچھلی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا اپنے کمرے میں پڑھنے سے افضل ہے۔

اسے ابوداؤد اور ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ابنِ خزیمہ نے اس حدیث میں قتادہ کے مورق سے سننے میں تردد کیا ہے؟

حدیث: یہی (حضرت ابن مسعود) رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ'' عورت پردہ میں رکھنے کی چیز ہے جب یہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابن خزیمہ وابن حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں انہی الفاظ سے روایت کیا اور یہ بھی زیادہ کیا ''عورت اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کی پچھلی کوٹھڑی میں ہوتی ہے''۔

حدیث: اور یہ روایت بھی انہی (حضرت عبداللہ بن مسعود) رضی اللہ عنہ ہی سے ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو عورت کی سب سے زیادہ محبوب وہ نماز ہے جو اس نے اپنے گھر کی سب سے زیادہ تاریک جگہ میں پڑھی۔ طبرانی فی الکبیر۔

1۔ معلوم ہوا عورت کو مسجد میں نماز خصوصاً نماز جمعہ کے لئے آنے کی اجازت ہے۔ اگرچہ گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ دریں زمانہ جبکہ عورتیں ہر کہیں آتی جاتی ہیں۔ منع کرنے سے بھی باز نہیں آتیں تو مسجد میں نماز کے لئے آنے سے نہیں روکنا چاہیے جبکہ پردہ شرعی کے ساتھ آئیں جائیں۔ (مترجم)

حدیث: اورابنِ خزیمہ نے اس روایت کو اپنی صحیح میں ابراہیم الہجری عن ابی الاحوص عنہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا کہ ابوالاحوص رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کو عورت کی سب سے زیادہ پسندیدہ نماز وہ ہے جو اس نے اپنے گھر کی سب سے زیادہ تاریک جگہ میں پڑھی۔

حدیث: طبرانی کی ایک روایت میں ہے۔فرمایا: عورتیں پردے کی چیز ہیں۔ جب کوئی عورت اپنے گھر سے نکلتی ہے حالانکہ اس کا ارادہ بُرا نہیں ہوتا تو بھی شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔کہتا ہے: تو جس کسی کے پاس سے بھی گذرے گی اسے تعجب میں ڈال دے گی اور عورت جب اپنے کپڑے پہنتی ہے (کہیں جانے کے لئے) اس سے پوچھا جاتا ہے: کہاں جارہی ہو؟ تو کہتی ہے۔عیادتِ مریض، جنازے کی حاضری یا مسجد میں نماز پڑھنے جارہی ہوں۔ حالانکہ عورت کا اپنے رب کی کوئی بھی عبادت کرنا اس عبادت کی مثل نہیں ہوسکتا جو وہ اپنے گھر میں کرتی ہے(1)۔اس کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوعمروشیبانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ عورتوں کو جمعہ کے دن مسجد سے نکال رہے تھے اور فرمارہے تھے۔اپنے گھروں کو چلی جاؤ تمہارے لئے بہتر یہی ہے۔

طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔اس کی اسناد میں کوئی خرابی نہیں۔

1۔یعنی عورت کے گھر سے نکلنے سے اِدھر اُدھر قیل قال ہوتی ہے۔اور مردوں کی نظروں میں آتی ہے۔لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اپنے گھر میں رہے اور وہیں عبادت الٰہی کرے۔(مترجم)

ترغیب

پانچ نمازیں(1)

ان کی محافظت اور ان کے فرض ہونے پر ایمان

اس باب میں ابنِ عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی احادیث ہیں۔

حدیث: جناب نبی مکرم ﷺ سے روایت ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:''بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا

1۔نماز اہم الفرائض فریضہ ہے۔تمام عبادات میں سب سے زیادہ محبوب عبادت ہے۔اس کی تکمیل سے دیگر عبادتوں کی کمی دور کردی جاتی ہے۔بے نماز کی دوسری عبادتیں نامقبول ہیں۔قرآن پاک میں سب سے زیادہ حکم اسی کا ہے۔زکوٰۃ کے ساتھ نماز کا ذکر بیاسی مرتبہ آیا ہے۔علماء فرماتے ہیں،قرآن مجید میں کسی نہ کسی اعتبار سے نماز کا تذکرہ سات سو مرتبہ ہے۔موضوع کے متعلق چند آیات ملاحظہ فرمالیں:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ(البقرۃ:43)

ترجمہ:اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو(نماز باجماعت پڑھو)۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ(البقرۃ:238)

ترجمہ:سب نمازوں کی پابندی کرو اور(خصوصاً) درمیانی نماز کی۔اور اللہ کے لئے ادب سے کھڑے رہا کرو۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا(نساء:103)

ترجمہ:بے شک مومنوں پر نماز اوقاتِ مقررہ میں فرض فرمائی گئی ہے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ(ہود:114)

ترجمہ:اور قائم کرو نماز دن کے دونوں کناروں پر(فجر،مغرب اور عشاء) اور رات کے کچھ حصوں میں۔بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔یہ نصیحت ہے ان کے لئے جو نصیحت کو قبول کرنے والے ہیں۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا(بنی اسرائیل:78)

ترجمہ:نماز قائم کرو آفتاب ڈھلنے سے لے کر رات کے اندھیرے تک۔(ظہر،عصر،مغرب اور عشاء) اور صبح کا قرآن(یعنی نماز فجر بھی قائم کرو)۔بے شک صبح کا قرآن(نماز فجر کا وقت) حاضر ہونے کا وقت ہے۔(اس وقت رات کے فرشتے بھی ابھی موجود ہوتے ہیں اور دن کے بھی آحاضر ہوتے ہیں)۔

الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ(مؤمنون:2)

ترجمہ:(کامیابی پانے والے ایمان دار بندے وہ ہیں) جو اپنی نمازوں میں گڑگڑاتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ(مومنون:9)

ترجمہ:اور(کامیاب مومن بندے ہیں) وہ جو اپنی نمازوں پر ہمیشگی کرتے ہیں۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى(اعلیٰ:14-15)

ترجمہ:بے شک کامیاب ہوا وہ بندہ جو صاف ستھرا ہوا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز پڑھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی طویٰ میں جو پہلی وحی فرمائی گئی وہ یہ تھی۔

اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ(طٰہٰ:14)

ترجمہ:بے شک میں ہی اللہ ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔لہٰذا صرف میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔

نماز کے فوائد میں سے قرآن پاک نے عظیم الشان فائدہ بتایا کہ:

(باقی اگلے صفحہ پر)

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَیْتِ'' اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ نمبر 1 اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نمبر 2 نماز قائم کرنا۔ نمبر 3 زکوٰۃ ادا کرنا۔ نمبر 4 ماہِ رمضان کے روزے اور نمبر 5 بیت اللہ شریف کا حج۔

اسے بخاری و مسلم وغیرھما نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ہم ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ کی

(بقیہ سابقہ صفحہ) اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (عنکبوت:45)

ترجمہ: (اے حبیب اکرم! ﷺ) جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے تلاوت کریں اور نماز قائم فرمائیں۔ بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر ہی سب سے بڑا ہے۔ اور (اے لوگو) اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

ہم ان دس آیات پر اکتفا کرتے ہیں۔ اہلِ ذوق سیکڑوں آیات، قرآنِ پاک سے تلاش کر سکتے ہیں۔ خصوصاً جو دینیات کا شغف رکھتے ہوں۔ مطلقاً نماز کے چند ضروری مسائل ذہن نشین فرما لئے جائیں:

ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت پر دن میں پانچ نمازیں فرضِ عین ہیں۔ ان کی فرضیت کا انکار کفر ہے، اور بلا عذرِ شرعی کسی فرض نماز کا چھوڑ دینا گناہِ کبیرہ۔ یہ خالص بدنی عبادت ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ سفر و حضر کسی بھی حالت میں معاف نہیں ہے۔

نماز کی شرائط: نماز کی چھ شرائط ہیں۔ نماز شروع کرنے سے پہلے ان کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ نمبر 1 نمازی کے بدن اور کپڑوں کا پاک ہونا۔ نمبر 2 جگہ کا پاک ہونا۔ نمبر 3 سترِ عورت یعنی جسم کا وہ حصہ جسے چھپانا فرض ہے وہ چھپا ہوا ہو۔ نمبر 4 استقبالِ قبلہ۔ یعنی منہ اور سینہ کا قبلہ کی طرف ہونا۔ نمبر 5 جو نماز پڑھنی ہے اس کا وقت ہونا۔ نمبر 6 نیت کرنا۔

نماز کے فرائض: یہ سات ہیں۔ ان میں سے نماز میں کوئی ایک بھی چھوٹ گیا تو نماز نہیں ہوگی۔ نمبر 1 تکبیرِ تحریمہ، یعنی ابتدائے نماز میں نیت کے بعد: اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا۔ نمبر 2 قیام، یعنی سیدھا کھڑا ہونا، یہ فرض، وتر، سنت فجر اور عیدین کی نماز میں فرض ہے۔ نفلی نمازوں میں فرض نہیں۔ نمبر 3 قرات یعنی قرآن پاک پڑھنا۔ نمبر 4 رکوع۔ نمبر 5 سجدہ۔ نمبر 6 قعدہ اخیرہ، یعنی آخری التحیات پر بیٹھنا۔ چار یا تین رکعت والی نماز میں پہلا قعدہ فرض نہیں بلکہ واجب ہے۔ نمبر 7 خروج بالصنعہ، یعنی نماز ختم کرنے کے ارادے سے سلام پھیرنا۔

نماز کے واجبات: کسی واجب کے بھولے سے رہ جانے سے سجدہ سہو کریں تو نماز درست ہو جائے گی۔ سجدہ سہو نہ کیا یا جان بوجھ کر واجب ترک کیا تو نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا۔

نمبر 1 فرضوں کی پہلی دو رکعتوں اور باقی نمازوں کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔ نمبر 2 فرض کی پہلی دو رکعت اور باقی نمازوں کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھنا۔ نمبر 3 قومہ یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔ نمبر 4 جلسہ، دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ نمبر 5 تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلا قعدہ یعنی پہلا التحیات بیٹھنا۔ نمبر 6 پہلے اور آخری قعدہ میں تشہد یعنی ''عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' تک پڑھنا۔ نمبر 7 پہلے قعدہ میں ''عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' سے آگے نہ پڑھنا۔ (سوائے عصر اور عشاء کی چار سنت غیر موکدہ اور نوافل کے)۔ نمبر 8 قیام کی حالت میں امام کے پیچھے خاموش رہنا۔ نمبر 9 امام کی پیروی کرنا۔ نمبر 10 ترتیب کا قائم رکھنا۔ نمبر 11 ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا یعنی تعدیلِ ارکان۔ نمبر 12 امام کا نماز فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور ماہِ رمضان کے وتروں میں باآواز بلند قرات کرنا۔ نمبر 13 ظہر اور عصر میں امام کا آہستہ قرات کرنا۔ نمبر 14 عیدین کی نمازوں میں چھ زائد تکبیریں کہنا۔

ان کے علاوہ باقی افعال سنت یا مستحب ہیں۔ دیگر کتب یا علماء سے رابطہ رکھیں۔

نمازِ وتر: یہ نماز واجب ہے۔ چھوٹ جائے تو قضا کرنا لازم، اس کا وقت عشاء کے فرض کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ اس کی تین رکعات ہیں۔ تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔ (مترجم)

خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی ہمارے سامنے نمودار ہوا۔ اس کے کپڑے بہت سفید اور بال بہت سیاہ تھے۔ اس پہ آثارِ سفر بھی ظاہر نہ تھے اور ہم میں سے اسے کوئی جانتا بھی نہیں تھا۔ یہاں تک وہ نبی پاک ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں سے ملا کر اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے۔ پھر عرض کیا: اے محمد (ﷺ)! مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اسلام یہ ہے کہ) تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ الحدیث۔

بخاری و مسلم، یہ حدیث متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحاح ستہ وغیرھا میں مروی ہے۔ (اور کافی طویل بھی ہے)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر جاری ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس پر کوئی میل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس پر تو کچھ بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فَكَذَالِكَ مَثَلُ الصَّلوٰتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا'' یہ مثال ہے پانچ نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی۔ اور ابنِ ماجہ نے بھی حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرتِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیان میں ہونے والے گناہوں(1) کے لئے کفارہ ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ مسلم و ترمذی وغیرہما۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: پانچ نمازیں اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دینے والی ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا رائے ہے تمہاری؟ اگر کوئی آدمی کام پر جاتا ہے اور اس کے گھر اور کام کی جگہ کے درمیان پانچ نہریں بہتی ہیں۔ یہ آدمی کام پر گیا۔ جتنا اللہ نے چاہا وہاں کام کیا تو اس کو میل اور پسینہ پہنچا۔ پھر (واپسی پر) یہ ایک نہر سے گذرا کہ سب کچھ دُھل گیا (اسی طرح باقی چار نہروں سے بھی گذرا تو) یہ گذرنا اس کی میل کو باقی نہیں رہنے دیتا۔ تو اسی طرح نماز ہے کہ جب بندہ کوئی خطا کرتا ہے۔ پھر دعا و استغفار کرتا ہے (نماز پڑھتا ہے) تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

بزار اور طبرانی نے اوسط و کبیر میں بہتر اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اس کے شواہد کثیرہ ہیں۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال اس بہت بڑی نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے بہتی ہو کہ وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ مسلم۔

1۔ یعنی صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ ضروری ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جلتے رہتے ہو، جلتے رہتے ہو، (گناہ کر کر کے) تو جب تم نماز فجر ادا کرتے ہو، یہ نماز (ان گناہوں کو) دھو ڈالتی ہے۔ پھر تم جلتے رہتے ہو، جلتے رہتے ہو تو جب تم نماز ظہر ادا کرتے ہو یہ انہیں دھو ڈالتی ہے۔ پھر جلتے رہتے ہو جلتے رہتے ہو کہ جب نماز عصر ادا کرتے ہو یہ انہیں دھو ڈالتی ہے۔ پھر جلتے رہتے ہو جلتے رہتے ہو تو جب نمازِ مغرب ادا کرتے ہو تو یہ انہیں دھو دیتی ہے۔ پھر جلتے رہتے ہو جلتے رہتے ہو جب نماز عشاء ادا کرتے ہو تو یہ ان کو مٹا ڈالتی ہے۔ پھر تم سو جاتے ہو تو تمہارا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا تا آنکہ تم بیدار ہو جاتے ہو۔

اسے طبرانی نے صغیر اور اوسط میں روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن ہے اور طبرانی نے کبیر میں بھی موقوف علیہ روایت کی۔ یہ اشبہ ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو ہر نماز کے وقت ندا کرتا ہے: اے اولادِ آدم! (علیہ السلام) "قُوْمُوْا اِلٰی نِيْرَانِكُمُ الَّتِيْ اَوْقَدْتُمُوْهَا فَاَطْفِئُوْهَا" کھڑے ہو جاؤ اپنی اس آگ کی طرف جسے تم جلاتے رہے ہو تو (اب) اس کو (نماز کے ذریعہ) بجھا ڈالو۔

طبرانی نے اوسط و صغیر میں روایت کیا اور کہا کہ یحییٰ بن زہیر قرشی (راوی) اس روایت میں منفرد ہیں۔

حدیث: روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نماز کے وقت ایک منادی بھیجا جاتا ہے جو ندا کرتے ہوئے کہتا ہے: اے بنی آدم (علیہ السلام) اُٹھو اور اس آگ کو بجھا ڈالو جو تم نے اپنی جانوں کے لئے (گناہ کر کے) جلائی تھی۔ تو لوگ اٹھتے ہیں، وضو کرتے ہیں اور نماز ظہر پڑھتے ہیں تو (فجر و ظہر کے) درمیان والے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر جب عصر کا وقت ہوتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے۔ مغرب کے وقت اسی طرح ہوتا ہے۔ پھر عشاء (یا فجر) کے وقت بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ تو اب آدمی رات بسر کرتا ہے(1) خیر میں یا رات گذارتا ہے شر میں۔

طبرانی فی الکبیر۔

حدیث: حضرت عمر بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ اگر میں شہادت دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پانچ نمازیں پڑھوں، زکوٰۃ ادا کروں، رمضان میں روزے رکھوں اور قیام کروں تو مَیں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟" قَالَ: مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ" آپ ﷺ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں سے ہو گے۔

اسے بزار، ابنِ خزیمہ اور ابنِ حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ حدیث کے الفاظ ابنِ حبان کے ہیں۔

1۔ یعنی نمازِ عشاء کے بعد سو جاتا ہے تاکہ نمازِ فجر کے لئے بروقت بیدار ہو سکے۔ یا ادھر ادھر وقت ضائع کرتا رہتا ہے اور رات دیر سے سونے کی وجہ سے فجر کی نماز کے لئے اٹھ نہیں سکتا۔ ایسے آدمی کی رات شرّ میں گذری۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابومسلم تغلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں۔ مَیں حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ مسجد میں تھے۔ مَیں نے عرض کیا: اے ابواُمامہ! مجھے کسی آدمی نے بتایا ہے کہ آپ نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص نے خوب اچھی طرح وضو کیا کہ اپنے ہاتھوں اور چہرے کو دھویا، سر اور کانوں کا مسح کیا۔ پھر فرض نماز کے لئے کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے آج کے دن کے وہ گناہ معاف فرمادیئے جن کی طرف اس کے پاؤں چل کر گئے۔ جن کو ہاتھوں نے پکڑا۔ جن کو کانوں نے سُنا۔ جن کی طرف آنکھوں نے دیکھا اور جو کچھ دل میں گناہوں کے بارے میں خیال کیا۔ تو حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے نبی پاک ﷺ سے یہ کئی مرتبہ سنا ہے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کی سند پر غلبہ حسن ہے اور اس کے کئی شواہد وضو کے بیان میں گذر چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ مسلم نماز پڑھتا ہے اور اس کے گناہ اس کے سر کے اوپر ہوتے ہیں۔ جونہی وہ سجدہ میں جاتا ہے تو گناہ گر پڑتے ہیں "فَيَفْرُغُ مِنْ صَلٰوتِهٖ وَقَدْ تَحَاتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ" جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے گناہ گر چکے ہوتے ہیں۔

طبرانی نے کبیر وصغیر میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں اشعث بن اشعث سعدانی ہے۔ مَیں (مصنف) اس کے حالات سے واقف نہیں ہوں۔

حدیث: حضرت ابوعثمان سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں حضرتِ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ آپ نے اس درخت کی ایک خشک شاخ کو پکڑ کر ہلانا شروع کیا حتیٰ کہ اس کے پتے گر گئے۔ پھر فرمایا: اے ابو عُثمان! کیا تم پوچھو گے نہیں کہ میں نے ایسا کیوں کیا ہے؟ مَیں نے کہا: فرمایئے، آپ نے ایسا کس لئے کیا ہے؟ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بھی میرے ساتھ ایسے ہی کیا تھا جبکہ مَیں آپ ﷺ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ آپ ﷺ نے درخت کی ایک خشک شاخ کو پکڑ کر ہلایا حتیٰ کہ اس کے پتے جھڑ گئے تو فرمایا: اے سلمان! کیا تم مجھ سے پوچھو گے نہیں کہ مَیں نے ایسا کیوں کیا ہے؟ مَیں نے عرض کیا تھا: (یارسول اللہ! ﷺ) آپ نے ایسا کیوں فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان جب وضو کرے تو خوب اچھی طرح کرے پھر پانچوں نمازیں ادا کرے تو اس کے گناہ اسی طرح گر جاتے ہیں جیسے یہ پتے گر گئے۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (ہود: 114) (1)۔

اسے احمد، نسائی اور طبرانی نے روایت کیا۔ امام احمد کی روایت کے راوی سوائے علی بن زید کے صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ اور حضرتِ ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے

1۔ ترجمہ: نماز قائم کرو دن کے دونوں طرفوں پر اور رات کے حصوں میں، بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے ان کے لئے جو نصیحت پکڑیں۔ (ہود:114)

پھر آپ ﷺ نے سر مبارک جھکا لیا۔ تو ہم میں سے ہر ایک آدمی نے روتے ہوئے اپنا اپنا سر جھکا لیا۔ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ آپ ﷺ یہ قسم کس چیز پر اٹھا رہے ہیں۔ پھر سر انور کو اٹھایا تو چہرہ پاک میں آثارِ بشارت تھے۔ ہماری حالت یہ تھی کہ ہمیں سرکارِ دو عالم ﷺ کے چہرہ پاک میں آثارِ بشارت (اپنے قیمتی مال) گدھوں، اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بھی آدمی پانچ نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، زکوٰۃ نکالے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے تو قیامت کے روز اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے حتی کہ وہ (دروازے اسے اپنے میں سے داخل کرنے کے لئے) مضطرب ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِیْمًا (نساء: 31)(1) حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا جب کہ ہم اپنی نماز سے فارغ ہوئے۔ روای کا خیال ہے کہ آپ نے نمازِ عصر کا نام لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ تمہیں بتا دوں یا خاموش رہوں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی اچھی بات ہے تو ارشاد فرما دیجئے اور اگر اس کے علاوہ ہے تو اللہ و رسول (ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بھی مسلمان طہارت (وضو) کرے تو اس طہارت کو مکمل کرے جو اللہ نے اس پر فرض فرمائی ہے پھر یہ پانچ نمازیں ادا کرے تو یہ نمازیں درمیان والے گناہوں کو مٹانے والی ہوتی ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں۔ اگر اللہ کی کتاب (قرآن) میں آیت(2) نہ ہوتی تو میں تمہیں یہ حدیث نہ سناتا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کوئی آدمی وضو نہیں کرتا کہ خوب اچھی طرح کرے اپنے وضو کو پھر پڑھے نماز ''اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا بَیْنَ الصَّلٰوةِ الَّتِیْ تَلِیْهَا''

1۔ ترجمہ: اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تمہارے صغیرہ گناہ معاف کر دیں گے اور عزت والی جگہ (جنت) میں داخل کریں گے۔ (نساء: 31)

کبیرہ گناہ ہر اس گناہ کو کہتے ہیں جس کے ارتکاب پر اللہ و رسول جلا وعلاو ﷺ نے حد مقرر فرمائی ہو یا عذاب کی وعید سنائی ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ جس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہو۔

حدیث پاک میں جن سات کبائر کا ذکر ہے وہ یہ ہیں۔ نمبر1 شرک، نمبر2 قتل ناحق، نمبر3، پاکدامن خاتون کو تہمت لگانا، نمبر4 مالِ یتیم کھانا، نمبر5 سود، نمبر6 جنگ سے پیٹھ دے کر بھاگ جانا، نمبر7 والدین کی نافرمانی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بحرمتِ حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم محفوظ رکھے آمین۔ (مترجم)

2۔ یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِۙ اُولٰٓىِٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (البقرہ: 159)

ترجمہ: وہ لوگ جو ہماری نازل کردہ روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں اس کے بعد کہ ہم اسے لوگوں کے لئے کتاب میں واضح کر چکے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ اگر دینی بات کو چھپانے کی یہ سزا نہ ہوتی تو میں یہ حدیث نہ سناتا۔ (مترجم)

مگر اللہ تعالیٰ اس کے وہ گناہ معاف فرما دیتا ہے جو اس نماز اور اگلی نماز کے درمیان میں ہوتے ہیں۔(بخاری و مسلم)

حدیث: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے نماز کے لئے وضو کیا کہ کامل (فرائض، سُنن اور مستحبات کے ساتھ) وضو کیا۔ پھر نمازِ فرض کی ادائیگی کے لئے چلا تو لوگوں کے ساتھ یا جماعت کے ساتھ یا مسجد میں نماز پڑھی تو "غُفِرَلَهٗ ذُنُوْبُهٗ" اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔

حدیث: مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا: کوئی بندہ مومن ایسا نہیں کہ اس کو نمازِ فرض کا وقت پہنچے تو وہ اس نماز کے لئے وضو، خشوع اور رکوع خوب اچھی طرح کرے مگر یہ نماز اس کے پہلے گناہوں کے لئے کفارہ ہو جائے گی جب تک کہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب نہ کیا جائے اور یہ ہمیشہ ہی ہوتا رہتا ہے۔(ہر نماز پہلے صغیرہ گناہوں کو مٹاتی رہتی ہے)

حدیث: حضرتِ ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں: "اِنَّ كُلَّ صَلوٰةٍ تَحُطُّ مَا بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ خَطِيْئَةٍ" بے شک ہر نماز اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

اسے امام احمد نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت حارث مولیٰ عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ ہم بھی ان کے پاس بیٹھے تھے کہ مؤذن (اذان کے لئے) آیا۔ آپ نے ایک برتن میں پانی منگوایا۔ میرا (راوی کا) خیال ہے کہ اس برتن میں ایک مُدّ (ایک خاص وزن) پانی تھا۔ آپ نے وضو کیا۔ پھر فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے میرے اس وضو کی طرح وضو فرمایا: پھر ارشاد فرمایا: جو شخص میرے وضو جیسا وضو کرے پھر نمازِ ظہر پڑھنے کھڑا ہو تو اس کے صبح سے لے کر ظہر تک گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پھر عصر کی نماز پڑھے تو ظہر سے عصر تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پھر نماز مغرب ادا کرے تو عصر سے مغرب کے درمیانی گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد نمازِ عشاء پڑھے تو مغرب سے عشاء تک کے درمیانی گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے پھر اس طرح سو جائے کہ رات کو (ذکر الٰہی) میں کروٹیں بدلتا ہو۔ پھر اگر بیدار رہا۔ وضو کیا اور نمازِ فجر پڑھی تو عشاء سے لے کر صبح تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ نمازیں وہ حسنات ہیں جو گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ حاضرین نے عرض کیا: اے عثمان! (رضی اللہ عنک) یہ حسنات (صالحات) ہیں تو باقیات کیا ہیں(1)؟ فرمایا: وہ ہیں: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اسے امام احمد نے حسن اسناد کے ساتھ، ابویعلیٰ اور بزار نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضرتِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نمازِ فجر ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ رحمت میں ہے۔ تو (اے نمازیو!) اللہ تعالیٰ تم سے اپنے ذمہ کے متعلق کوئی مطالبہ نہیں فرمائے گا۔ پس جس سے وہ مطالبہ کرے گا ایسی چیز کا جو کسی بندے کو پہنچی تو "ثُمَّ يَكُبُّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ" پھر

1۔ آیہ کریمہ "وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا" (کہف:46) کی طرف اشارہ ہے۔

اسے اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں ڈالے گا۔

اسے مسلم نے (لفظ انہی کے ہیں)، ابوداؤد اور ترمذی وغیرھم نے روایت کیا۔

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کے اور دن کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے ہیں اور صبح اور عصر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے جو تمہارے پاس تھے اوپر جاتے ہیں تو ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ انہیں خوب جانتا ہے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: "تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَ اَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ" ہم انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو اس وقت بھی وہ نماز ہی پڑھ رہے تھے۔

اسے امام مالک، بخاری، مسلم اور نسائی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر ان کے دین میں سے جو چیز سب سے پہلے فرض فرمائی وہ نماز ہے۔ اور آخری چیز جو باقی رہے گی وہ بھی نماز ہے۔ سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے کی نماز میں نظر کرو تو اگر مکمل ہوئی تو مکمل لکھی جائے گی۔ اگر ناقص ہوگی تو فرمائے گا: دیکھو کیا میرے بندے کا کوئی نفل ہے؟ اب اگر نفل پایا گیا تو فرض کو نفل میں شامل کر کے مکمل کر دیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (اے فرشتو!) دیکھو کیا اس کی زکوٰۃ مکمل ہے؟ اگر مکمل نکلی تو مکمل لکھی جائے گی۔ اگر ناقص ہوئی تو فرمائے گا: دیکھو! کیا اس نے کوئی صدقہ دیا تھا؟ تو اب اگر اس کا دیا ہوا کوئی صدقہ ہوگا تو اسے شامل کر کے اس کی زکوٰۃ مکمل کر دی جائے گی۔ ابویعلیٰ

حدیث: حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں ہیں کہ جو شخص ایمان کی حالت میں ان کو بجا لائے گا، جنت میں داخل ہوگا۔ نمبر 1 جس نے پانچوں نمازوں پر ان کے وضو، رکوع، سجود اور ٹھیک اوقات کے ساتھ محافظت کی۔ نمبر 2 ماہِ رمضان کے روزے رکھے۔ نمبر 3 استطاعت ہونے پر حج بیت اللہ کیا۔ نمبر 4 بطیب خاطر زکوٰۃ ادا کی اور نمبر 5 امانت ادا کی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ امانت کی ادائیگی کیا ہے؟ فرمایا: غسل جنابت۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ابنِ آدم (علیہ السلام) کو اس کے دین میں سے کسی چیز پر اس کے علاوہ امین نہیں بنایا۔

اس کو طبرانی نے اسنادِ جید کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض فرمائی ہیں۔ تو جو شخص ان کو ادا کرے اور ان میں سے کسی کو ہلکا سمجھ کر ترک نہ کرے، "كَانَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ" اللہ تعالیٰ نے اس کی ذمہ داری لی ہے کہ اس کو جنت میں داخل فرمائے۔ اور جو ان نمازوں کو ادا نہ کرے تو اللہ کے ہاں اس کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اگر چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو جنت میں داخل فرمائے۔

اسے امام مالک، ابوداؤد، نسائی اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: اور ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے کہ (حضرت عبادہ کہتے ہیں) مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا: آپ ﷺ فرمارہے تھے: پانچ نمازیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہیں۔ جو شخص ان کے لئے اچھا وضو کرے، انہیں اپنے اپنے وقتوں پر ادا کرے اور ان کے رکوع، سجود اور خشوع کو پورا کرے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے عہد ہے کہ وہ اس کی بخشش فرمادے۔ اور جو ایسا نہ کرے تو اللہ پاک کے ہاں اس کے لئے کوئی عہد نہیں ہے۔ چاہے تو بخش دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: دو بھائی تھے ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے چالیس راتیں پہلے فوت ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہلے فوت ہوجانے والے کی فضیلت کا تذکرہ کیا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ دوسرا مسلمان نہیں تھا؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ، وہ مسلمان تھا اور بہت اچھا آدمی تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کیا جانو کہ اس کی نماز نے اسے کہاں تک پہنچا دیا۔ نماز کی مثال تو ایسے ہے، جیسے تم میں سے کسی کے دروازے کے ساتھ خوشگوار پانی کی گہری نہر بہہ رہی ہو جس میں وہ ہر روز پانچ دفعہ غوطہ لگاتا ہو، تم کیا سمجھتے ہو کہ اس پر کچھ میل باقی رہ سکتی ہے؟ پس تم نہیں جانتے کہ اس کی نماز نے اسے کہاں (بلندی درجات) تک پہنچا دیا ہے۔

اسے امام مالک نے روایت کیا۔ لفظ بھی انہی کے ہیں۔ امامِ احمد نے باسناد حسن، نسائی اور ابنِ خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا مگر ابنِ خزیمہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ "عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے حضرت سعد اور دیگر کئی اصحاب رسول ﷺ ورضی اللہ عنہم کو فرماتے سنا: رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں دو بھائی ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے افضل تھا۔ پھر جو افضل تھا وہ فوت ہوگیا۔ اس کے بعد دوسرا چالیس راتیں زندہ رہا پھر وہ بھی انتقال کرگیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ نماز نہیں پڑھتا تھا؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہاں وہ نمازی تھا اور ایک اچھا آدمی تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ اسکی نماز نے اسے کیا مقام (بلند) پر پہنچا دیا۔ الحدیث۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: قبیلہ بنی قضاعہ میں دو بھائی تھے۔ دونوں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاکر مسلمان ہوگئے۔ پھر ان میں سے ایک شہید ہوگیا۔ دوسرا اس کے بعد ایک سال تک زندہ رہا۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (جب یہ دوسرا بھی فوت ہوگیا تو) میں نے خواب میں دیکھا۔ یہ دوسرا اپنے شہید بھائی سے پہلے جنت میں داخل کردیا گیا ہے۔ تو مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا۔ مَیں نے صبح جاکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہ سب عرض کیا یا کسی اور نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس بات کا تذکرہ کیا (راوی کو شک ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا اس (بعد میں فوت ہونے والے) نے اس (شہید) کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے ہیں؟ کیا اس نے

چھ ہزار رکعت نوافل نہیں پڑھے ہیں اور پورا سال اتنی اتنی رکعت نمازیں نہیں پڑھی ہیں؟ (ان اعمال کی بناپر یہ جنت میں پہلے چلا گیا ہے)۔

اسے امام احمد نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ان سب نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی، اس سے طویل حدیث بھی روایت کی اور ابنِ ماجہ وابن حبان نے آخر میں یہ الفاظ زائد کیئے" ان دونوں میں زمین وآسمان سے زیادہ فاصلہ ہوگیا"۔

حدیث: سیدہ اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: تین اعمال ہیں کہ مَیں ان پرقسم اٹھاتا ہوں۔جس شخص کوان میں سے حصہ ملا اسے اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرح نہیں کرے گا جس کا ان میں کچھ بھی حصہ نہیں۔اوردینِ اسلام کے حصے (وہ اعمال یہ) تین ہیں یعنی نماز، روزہ اورزکوٰۃ۔اوراللہ تعالیٰ کسی بندے کو دنیا میں دوست نہیں بناتا کہ یومِ قیامت اس پر اپنے غیر کومسلط کردے۔(یہاں جسے دوست بناتا ہے قیامت میں بھی اپنا دوست ہی رکھے گا) جوآدمی جس قوم کے ساتھ محبت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ (روزِ قیامت) اسے اسی قوم کے ساتھ کرے گا۔اور چوتھی چیز جس پرمَیں قسم اٹھاؤں تو امید ہے، گناہ نہیں ہوگا وہ یہ ہے کہ "لَا یَسْتُرُ اللّٰهُ عَبْدًا فِي الدُّنْیَا اِلاَّ سَتَرَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" اللہ تعالیٰ جس بندے کی اس دنیا میں پردہ پوشی فرماتا ہے قیامت میں بھی اس کی پردہ پوشی ہی فرمائے گا۔

اسے امام احمد نے باسنادجید روایت فرمایا اور طبرانی نے بھی کبیر میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ" جنت کی کنجی نماز ہے۔

اسے دارمی نے روایت کیا۔اس کی اسناد میں ابویحییٰ قتات ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَوَّلُ مَایُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الصَّلٰوةُ" بندے سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔اگر یہ درست ہوئی تو اس کے تمام اعمال فاسد ہوجائیں گے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔اوراس کی اسناد میں کوئی ضعف نہیں ان شاءاللہ۔

حدیث: روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت جس عمل کا سب سے پہلے بندے سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔اس کی نماز دیکھی جائے گی۔اگر درست ہوئی تو بندہ کامیاب و کامران ہوگا اور درست نہ ہوئی تو ناکام ونامراد ہوگا۔اس حدیث کو بھی طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو امانتدار نہیں وہ ایماندار نہیں۔جس کا وضو نہ ہو اس کی نماز نہیں ہوتی۔"وَلَادِیْنَ لِمَنْ لَّا صَلٰوةَ لَهٗ اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلٰوةِ مِنَ الدِّیْنِ کَمَوْضِعِ

الرَّأسِ مِنَ الْجَسَدِ'' اور جو نمازی نہیں، اس کا کوئی دین نہیں، یقین جانو، دین میں نماز کا وہی مقام ہے جو جسمِ انسانی میں سر کا ہے۔ طبرانی نے اوسط و کبیر میں روایت کیا اور کہا کہ اس روایت میں حسین بن حکم حبری منفرد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرتِ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کے حاضرین سے ارشاد فرمایا؛ تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ حاضرین رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ چھ چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا: نماز، زکوٰۃ، امانت، شرم گاہ، پیٹ اور زبان۔

طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے صرف اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ حافظ (مصنف) کہتے ہیں۔ اس اسناد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک آدمی حاضر ہوا اور سب سے افضل عمل کے متعلق سوال کرنے لگا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز ہے۔ اس نے عرض کیا: اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر نماز۔ اس نے پھر عرض کیا۔ اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر نماز۔ سید عالم ﷺ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ سائل نے پھر عرض کیا۔ اس کے بعد کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ۔

راوی نے اس کے بعد پوری حدیث ذکر کی۔ امام احمد اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ لفظ ابنِ حبان کے ہیں۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: استقامت اختیار کرو اور تم ہرگز (اس کا ثواب) شمار نہیں کر سکو گے اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں بہترین عمل نماز ہے۔ اور مومن کے سوا کوئی دوسرا وضو کی محافظت ہرگز نہیں کر سکتا۔ حاکم نے اس کو روایت کیا اور کہا کہ بر شرط بخاری و مسلم صحیح ہے۔ ابو بلال کے وہم کے سوا اس میں کوئی علت نہیں۔ اور ابنِ حبان نے بھی اپنی صحیح میں ابو بلال کے علاوہ اور طریق سے اسی جیسی روایت بیان کی۔ یہ اور اس طرح کی روایات وضو کے بیان میں گذر چکی ہیں۔ طبرانی نے بھی اوسط میں سلمہ بن اکوع کی حدیث روایت کی اور کہا کہ اس میں یہ الفاظ ہیں ''اور جان رکھو کہ تمہارے اعمال میں افضل عمل نماز ہے''۔

حدیث: حضرت حنظلہ الکاتب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں۔ مَیں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: جس نے پانچ نمازوں کی محافظت کی، ان کے رکوع، سجود اور وقتوں کا خیال رکھا اور یقین رکھا کہ یہ نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یا فرمایا: اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ یا فرمایا: ''حَرُمَ عَلَی النَّارِ'' وہ آگ پر حرام ہوگیا۔ امام احمد نے باسناد جید روایت کیا۔ اس کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں۔

حدیث: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ عَلِمَ اَنَّ الصَّلٰوۃَ حَقٌّ مَکْتُوْبٌ وَاجِبٌ دَخَلَ الْجَنَّۃَ'' جس نے یقین سے جان لیا کہ نماز حق، فرض اور ضروری ہے وہ جنت میں داخل ہوا۔

اسے ابویعلیٰ اور عبداللہ بن امام احمد نے مسند پر روایت کیا۔ حاکم نے بھی روایت کیا اور اس کی تصحیح کی۔ حاکم اور عبداللہ کے ہاں لفظ ''مکتوب'' نہیں ہے۔

ترغیب

مطلقاً نماز کا بیان

رکوع، سجود اور خشوع(1) کی فضیلت

حدیث: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پاکیزگی نصف ایمان ہے۔کلمہ: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' میزان کو بھر دے گا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دونوں بھر دیتے ہیں۔ یا زمین وآسمان کے درمیان سب کچھ کو بھر دیتے ہیں۔ ''وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ وَّالصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ وَّ الصَّبْرُ ضِیَآءٌ وَّ الْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ لَّکَ اَوْ عَلَیْکَ'' نماز نور ہے۔صدقہ قوی دلیل ہے۔صبر ایک روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف دلیل ہے۔

مسلم وغیرہ۔ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ سردی کے موسم میں باہر تشریف لے گئے۔ درختوں سے پتے جھڑ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک درخت کی شاخ کو پکڑا (اور ہلایا) راوی کہتے ہیں: پتے جھڑنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! مَیں نے عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: بندہ مسلم نماز پڑھتا ہے اور اس سے رضائے الٰہی حاصل کرنا چاہتا ہے تو ''فَتَھَافَتَ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَھَافَتَ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ'' اس کے گناہ اسی طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت سے پتے گر گئے ہیں۔

امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میری ملاقات جناب رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ مَیں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو میں کروں تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ یا کہتے ہیں: مَیں نے کہا کہ ایسا عمل بتایئے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ وہ خاموش رہے۔ مَیں نے پھر سوال کیا۔ وہ پھر بھی خاموش رہے۔ پھر میں نے تیسری دفعہ سوال کیا تو فرمانے

1۔ خشوع کے معنی ہیں عاجزی وفروتنی۔ نماز میں خشوع یہ ہے کہ نمازی کے دل میں خوف خدا ہو۔ اعضاء پرسکون ہوں۔ نظر جائے سجدہ پر ہو، نماز میں کوئی عبث کام نہ کرے اور پوری توجہ نماز میں ہو۔

نماز میں خشوع اللہ کے مقبول بندوں کی عادت ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خٰشِعُوْنَ (مومنون:2)

ترجمہ: (اللہ کے کامیاب مومن بندے وہ ہیں) جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔

خاشعین بندوں پر نماز پڑھنا آسان ہوتا ہے۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ؕ وَ اِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ (البقرۃ:45)

ترجمہ: اور صبر ونماز کے ذریعے (اللہ کی) مدد چاہو۔ اور بے شک نماز بہت بھاری ہے مگر ان پر جو خشوع کرنے والے ہیں (بھاری نہیں بلکہ آسان ہے)۔

لگے: مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: "عَلَیْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ فَاِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيْئَةً" کثرت سے سجدے (نماز) کیا کرو۔ کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کو کوئی سجدہ نہیں کرتے مگر اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تمہارا ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے اور تم سے ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ مسلم، ترمذی، نسائی اور ابنِ ماجہ۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے۔ "فَاسْتَكْثِرُوْا مِنَ السُّجُوْدِ" اس لئے سجدے کثرت سے کیا کرو۔ ابنِ ماجہ باسنادِ صحیح۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ" بندہ اپنے رب تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کر رہا ہوتا ہے۔ تو تم دعا کثرت سے کیا کرو۔ مسلم

حدیث: حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں اپنا دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گذارتا۔ رات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کے درِ پاک پر بیٹھ رہتا۔ رات وہیں آپ ﷺ کی خدمت میں گذارتا۔ مَیں سُنا کرتا کہ سرکار ﷺ پڑھتے ہیں "سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ رَبِّیْ" حتیٰ کہ مَیں بیٹھے بیٹھے تھک جاتا یا نیند غالب آجاتی تو سو جاتا (مگر درِ رسول ﷺ نہ چھوڑتا) تو ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے ربیعہ! مجھ سے مانگ لے۔ مَیں تجھے عطا کروں گا۔ مَیں نے عرض کیا: مجھے مہلت عطا فرمائیں کہ کچھ سوچ لوں۔ میں نے سوچا کہ دنیا تو فانی ہے۔ ختم ہو جانے والی ہے۔ تو عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آگ سے نجات دے اور جنت میں داخل فرما دے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ پھر فرمایا، تجھے یہ مانگنے کا کس نے حکم دیا؟ مَیں نے عرض کیا: مجھے کسی نے بھی حکم نہیں دیا بلکہ میں جانتا ہوں کہ دنیا ختم ہو جانے والی، فانی ہے اور اللہ کے نزدیک آپ کا مقام و مرتبہ بہت ہی بلند ہے۔ اس لئے مجھے یہ بات پسند آئی کہ آپ میرے لئے اللہ سے دعا فرما دیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: میں دعا کرتا ہوں، تو بھی کثرتِ سجود (نماز) سے اپنی جان پر میری مدد کر۔

طبرانی نے کبیر میں ابنِ اسحاق کی روایت سے ذکر کیا۔ لفظ اسی کے ہیں۔ مسلم و ابوداؤد نے بھی مختصراً روایت کیا ہے۔ مسلم کے الفاظ یہ ہیں "حضرت ربیعہ کہتے ہیں: مَیں رسول اللہ ﷺ کے پاس رات بسر کرتا تھا۔ وضو کے لئے پانی اور دیگر حاجت کی چیزیں (مسواک وغیرہ) پیش کرتا تھا۔ ایک دن آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: مجھ سے کچھ مانگ لے۔ تو مَیں نے عرض کیا: جنت میں آپ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کچھ؟ مَیں نے عرض کیا۔ بس یہی چاہیے۔ فرمایا: "فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ" سجدوں کی کثرت سے اپنے لئے تو بھی میری مدد کر (1)"۔

1۔ سبحان اللہ۔ محبوب خدا ﷺ کی عظمت اور نمازوں کی اہمیت معلوم ہوئی۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل ارشاد فرمایئے جس پر مَیں ثابت قدم ہو جاؤں اور اس پر عمل کروں۔ فرمایا: سجدے کرنا (نماز پڑھنا) اپنے اوپر لازم کرلو اس لئے کہ تم اللہ کو کوئی سجدہ نہیں کرتے مگر اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تمہارا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔

ابنِ ماجہ نے باسناد جید اور امام احمد نے بھی مختصراً روایت کیا۔ امام احمد کی روایت کے الفاظ ہیں کہ ''ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''یَا اَبَا فَاطِمَةَ! اِنْ اَرَدْتَ اَنْ تَلْقَانِیْ فَاَکْثِرُوا السُّجُوْدَ'' ''اے ابو فاطمہ! (میدانِ محشر میں) مجھ سے ملاقات چاہتے ہو تو سجدوں کی کثرت کرو''۔

حدیث: روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو بندے کی کوئی حالت اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ وہ اسے سجدے کی حالت میں اپنے چہرے کو خاک آلود کرتا ہوا دیکھے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اور کہا کہ راوی عثمان اس روایت میں متفرد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز بہترین موضوع (عمل) ہے۔ جو شخص اسے زیادہ کر سکے اسے زیادہ کرنا چاہیے۔ (نوافل کے متعلق ہے)۔

طبرانی فی الاوسط۔

حدیث: یہ روایت بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے قریب سے گذرے تو پوچھا۔ یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: فلاں صاحب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رَکْعَتَانِ اَحَبُّ اِلٰی ھٰذَا مِنْ بَقِیَّةِ دُنْیَاکُمْ'' دو رکعت نماز اس کو تمہاری ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے (دو رکعت کا ثواب اسے ایصال کرو)۔

طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت مطرف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: قریش کے چند لوگوں کے پاس مَیں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب آ کر نماز پڑھنے لگے۔ وہ ہاتھ اٹھاتے (افتتاحِ نماز کے لئے) اور سجدہ کرتے، قعدہ نہ کرتے۔ (بہت دیر تک نماز پڑھتے رہے) مَیں نے ساتھیوں سے کہا: قسم بخدا مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ صاحب دو رکعتوں پر سلام پھیرتے ہیں یا ایک پر؟ (اتنی لمبی نماز، لمبے لمبے رکوع و سجود کہ دیکھنے والے اندازہ نہ کر سکیں) ساتھیوں نے کہا، کیا تم ان کے پاس جا کر پوچھ نہیں لیتے؟ کہتے ہیں: مَیں اٹھا اور ان کے پاس جا کر پوچھا: اے بندہ خدا! مَیں نہیں سمجھتا کہ آپ کو معلوم ہو کہ دو رکعت پر سلام پھیرتے ہیں یا ایک پر؟ وہ بولے: مگر اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے۔ اور مَیں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا ہے: جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک سجدہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ اس کی ایک خطا مٹا دیتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے۔ میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: مَیں ابو ذر ہوں۔ مَیں ساتھیوں کی طرف لوٹا اور کہا: تم بُرے ساتھیوں کو اللہ جزا دے۔ تم نے مجھے حکم دیا کہ میں ایسے آدمی کو کچھ بتاؤں جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ہے

(رضی اللہ عنہم) (کہاں مَیں، کہاں صحابی رسول اللہ ﷺ و رضی اللہ عنہ)

ایک اور روایت میں ہے۔ ''حضرتِ مطرف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مَیں نے ان آنے والے کو دیکھا کہ لمبا قیام کرتے ہیں اور رکوع وسجود کثرت سے کرتے ہیں۔ تو مَیں نے اس بات کا ان سے ذکر کیا۔ فرمانے لگے: مَیں اس سے اچھا پڑھنے سے قاصر نہیں ہوں۔ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے ایک رکوع کیا یا ایک سجدہ کیا تو اللہ اس کی وجہ سے ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس کا ایک گناہ مٹا دے گا۔

اسے امام احمد نے روایت کیا اور بزار نے بھی اس جیسی روایت کی ہے۔

حدیث: جناب یوسف بن حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوا جبکہ آپ مرض الموت میں تھے۔ فرمانے لگے: اے بھتیجے! اس جگہ آنے کا سبب تم جانتے ہو یا تمہیں کیا چیز یہاں لے آئی؟ کہتے ہیں: مَیں نے کہا: کچھ نہیں: بس وہ تعلق جو آپ کے اور میرے والد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے درمیان تھا۔ اس پر فرمایا کہ کیا جھوٹ کا بُرا زمانہ ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس شخص نے بہت اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑا ہوا دو یا چار (سہل راوی کو شک ہے) رکعت نماز پڑھی۔ رکوع وخشوع خوب کئے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی تو وہ بخش دیا جائے گا۔

امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جس بندے نے وضو کیا اور اپنے وضو کو خوب اچھی طرح کیا پھر دو رکعت نماز پڑھی جس میں (اشغالِ دنیا کی وجہ سے) خطا نہ کی ہو تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔ ابوداؤد۔

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے ''کوئی ایسا شخص نہیں جو وضو کرے اور ٹھیک اچھی طرح کرے ''وَیُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ یُقْبِلُ بِقَلْبِهٖ وَبِوَجْهِهٖ عَلَیْهِمَا اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ'' اور دو رکعت نماز پڑھے کہ دل اور چہرے سے متوجہ رہے مگر اس پر جنت واجب ہوگئی''۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دوسرے کی خدمت کرتے تھے۔ اونٹوں کی نگہبانی کی ہم نے باری مقرر کی ہوئی تھی۔ ایک دن اونٹوں کی نگہبانی کرنے کی باری میری تھی۔ میں اونٹوں کو لے کر عشاء کے وقت واپس پہنچا۔ تو اللہ کے رسول ﷺ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے ایک دن سنا کہ سرکار دوعالم ﷺ فرما رہے تھے۔ جو کوئی وضو کرے تو باحسن طریق وضو کرے۔ پھر کھڑا ہو کر دو رکعت ادا کرے کہ دل و چہرے سے ان پر متوجہ رہے تو اس کے لئے (جنت) واجب ہوگئی۔ میں نے کہا۔ واہ واہ۔ کیا خوب جود وکرم ہے! مسلم، ابوداؤد (لفظ انہی کے ہیں)، نسائی، ابن ماجہ اور ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مگر ان کے ہاں الفاظ اس طرح ہیں کہ ''سید العٰلمین ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان وضو کرے تو کامل

وضو کرے پھر نماز میں اس طرح کھڑا ہو کہ جانتا ہو، کیا کہتا ہے (پوری طرح متوجہ ہو) تو اس کا کام پورا ہو گیا (بخشا گیا) اور وہ اس دن کی طرح ہو گیا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا''۔ (بالکل گناہوں سے پاک)

حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عاصم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سَلاسِل (جگہ کا نام) کی طرف جہاد کے لئے گئے۔ جنگ نہ ہوئی تو وہیں کچھ عرصہ ڈٹے رہے پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابو ایوب انصاری اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما تشریف رکھتے تھے۔ حضرت عاصم کہنے لگے: اے ابو ایوب! اس سال ہم جہاد تو نہیں کر سکے لیکن ہمیں خبر ملی ہے کہ جو شخص چار مساجد میں نماز پڑھ لے، اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ چلو یہی کر لیں) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: اے میرے بھتیجے! کیا تمہیں اس سے بھی آسان کام نہ بتاؤں؟ مَیں نے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اس طرح وضو کرے جس طرح اسے حکم دیا گیا اور نماز اس طرح پڑھے جس طرح حکم دیا گیا ہے تو اس کے پہلے بداعمال معاف کر دیئے جائیں گے۔ حضرت ابو ایوب نے حضرتِ عقبہ سے فرمایا: کیا یہ بات اسی طرح ہی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اسی طرح ہی ہے۔ نسائی، ابن ماجہ، ابنِ حبان۔ اور وضو کے بیان میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے جس کے آخر میں یہ تھا کہ ''پھر (وضو کرنے کے بعد) بندہ کھڑا ہو۔ نماز پڑھے اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے، ثناء کہے، اس کی شان کے لائق اس کی عظمت بیان کرے اور دل کو اللہ تعالیٰ کے لئے (تمام دنیوی علائق سے) فارغ کر لے تو گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جائے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا''۔ مسلم اور اس سے پہلے باب میں حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث گذری ہے جس میں تھا کہ ''مَیں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے سنا: اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے تھے: جو مسلمان بندہ فرض نماز کا وقت پائے تو اس نماز کے لئے خوب اچھی طرح وضو کرے اور اس کے خشوع و رکوع کو بھی خوب طرح سے ادا کرے تو یہ نماز اپنے سے پہلے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائے گی۔ جب تک یہ بندہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو۔ اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہتا ہے''۔ (مسلم) اور حضرت عبادہ کی حدیث بھی گذر چکی ہے کہ ''فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہیں۔ جو شخص ان کے لئے وضو اچھی طرح کرے، انہیں وقت پر ادا کرے اور ان کے رکوع، سجود اور خشوع کو مکمل کرے ''كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهُ'' تو اللہ تعالیٰ پر اس کا ذمہ ہے کہ اس کی مغفرت فرما دے''۔

ترغیب

نمازوں کو ان کے اول وقت میں ادا کرنا

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں۔مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا'' نماز کو وقت پر ادا کرنا۔مَیں نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: ماں باپ سے بہتر سلوک کرنا۔عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: اللہ کے رستہ میں جہاد کرنا۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ باتیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمائیں۔اگر مَیں مزید سوال کرتا تو آپ ﷺ مزید ارشاد فرماتے۔

بخاری،مسلم،ترمذی،نسائی۔

حدیث: بنی عبدالقیس کے ایک آدمی ،جنہیں عیاض رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا،سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی سرور ﷺ کو فرماتے سنا: تم پر اپنے رب کو یاد کرنا لازم ہے۔اور اپنی نمازوں کو اول وقت میں ادا کرو۔تو اللہ تعالیٰ تمہارے ثواب کو دوگنا کردے گا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کو اول وقت میں ادا کرنا اللہ کی رضا کا سبب ہے اور آخر وقت میں ادا کرنا اللہ سے معافی کا باعث ہے۔

ترمذی،دارقطنی۔

حدیث: اور دارقطنی نے ابراہیم بن عبدالعزیز بن عبدالملک بن ابی محذورہ کی حدیث بھی روایت کی کہ وہ اپنے باپ اور وہ انکے دادا سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کا اول وقت اللہ کی رضا کا باعث، درمیانہ وقت اللہ کی رحمت کا سبب اور آخر کا وقت اللہ عزوجل کی طرف سے معافی کا ذریعہ ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی پاک ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کے اول وقت کی فضیلت آخر وقت پر ایسی ہے جیسی آخرت کی فضیلت اس دنیا پر۔

اسے ابومنصور دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا۔

حدیث: جنابِ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا۔کون سا عمل افضل ہے؟ حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: افضل اعمال ہیں، نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا،ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور جہاد کرنا۔

امام احمد اس حدیث کے راویوں سے صحاح میں روایات لی گئی ہیں۔

حدیث: سیدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ یہ ان خواتین میں سے تھیں جنہوں نے نبی پاک ﷺ کی بیعت کی تھی۔ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اَلصَّلٰوۃُ لِاَوَّلِ وَقْتِھَا" نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھنا۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث صرف عبداللہ بن عمر العمری سے مروی ہے۔ یہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہیں۔ محدثین اس حدیث میں مضطرب ہیں۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پانچ نمازیں ہیں جو اللہ عزوجل نے فرض فرمائی ہیں۔ جو شخص ان کے لئے اچھی طرح وضو کرے، انہیں وقت پر ادا کرے، ان کے رکوع، سجود اور خشوع کو پورا کرے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔ "وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ وَ اِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ" اور جو ایسا نہ کرے، اس کے لئے اللہ کے ہاں کوئی ذمہ نہیں۔ چاہے تو اسے بخش دے اور اگر چاہے تو اس کو عذاب دے۔

مالک، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان فی صحیحہ۔

حدیث: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم سات آدمی تھے۔ چار ایک دوسرے کو جاننے والے اور تین مسافر، مسجد نبوی شریف میں دیوار کے ساتھ پشتوں کی ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھا رکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا: نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ راوی کہتے ہیں: سید عالم ﷺ کچھ دیر خاموش رہے پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جانتے ہو تمہارا پروردگار کیا کہتا ہے؟ عرض کیا: نہیں جانتے۔ فرمایا: تمہارا پروردگار کہتا ہے کہ جس نے نمازوں کو اپنے وقتوں پر ادا کیا۔ ان پر ہمیشہ قائم رہا۔ اور ان کے حق کو ہلکا جانتے ہوئے انہیں ضائع نہ کیا تو اس کے لئے میری ذمہ داری ہے کہ اسے جنت میں داخل کروں۔ اور جس نے ان کو وقت پر ادا نہ کیا اور ان کے حقوق کو اہمیت نہ دیتے ہوئے انہیں ضائع کر دیا تو ایسے شخص کے لئے میری کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ چاہوں تو اسے عذاب دوں اور اگر چاہوں تو اس کی مغفرت کروں۔

طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا۔ امام احمد نے بھی اس جیسی روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی سرور ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس سے گذرے تو انہیں فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا رب تبارک وتعالیٰ کیا فرماتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ اللہ ورسول ہی بہتر جانتے ہیں (جل وعلاو ﷺ) آپ ﷺ نے یہ ارشاد تین مرتبہ فرمایا: وہ فرماتا ہے کہ مجھے میری عزت وجلال کی قسم! کوئی شخص نماز کو اس کے وقت پر ادا نہیں کرتا مگر میں اسے جنت میں داخل فرماتا ہوں۔ اور جو انہیں وقت گذرنے کے بعد ادا کرتا ہے، اگر چاہوں تو اس پر رحم فرماؤں اور اگر چاہوں تو اسے عذاب دوں۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کی اسناد ان شاء اللہ حسن ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نمازیں ٹھیک وقت پر ادا کیں۔ ان کے لئے وضو اچھی طرح کیا اور ان کے قیام، خشوع، رکوع اور سجود کو پورا کیا تو یہ نماز (اللہ کی طرف) اس حال میں جاتی ہے کہ روشن اور چمکدار ہوتی ہے۔ کہتی ہے: اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جیسے تو نے میری حفاظت کی ہے۔ اور جو شخص ان نمازوں کو ٹھیک وقتوں پر ادا نہیں کرتا۔ نہ ان کے لئے وضو درست کرتا ہے اور نہ ہی ان کے خشوع، رکوع اور سجود کو مکمل ادا کرتا ہے تو اس حال میں نماز جاتی ہے کہ تاریک و سیاہ ہوتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ ''ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ'' جا اللہ تجھے ایسے ہی ضائع کرے جیسے تو نے مجھے ضائع کیا۔ حتیٰ کہ اس حال میں ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ چاہے ''لُفَّتْ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ ثُمَّ ضُرِبَ بِهَا وَجْهُهٗ'' تو اسے لپیٹا جاتا ہے جیسے کسی پرانے کپڑے کو لپیٹا جاتا ہے۔ پھر اس نمازی کے منہ ماردی جاتی ہے۔

اسے طبرانی نے اَوْسط میں روایت کیا۔

ترغیب

باجماعت نماز اور اس آدمی کا ثواب جو جماعت میں شامل ہونے کے ارادے سے نکلا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے لوگ نماز باجماعت سے فارغ ہو چکے تھے

حدیث: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صَلٰوۃُ الرَّجُلِ تَضْعُفُ عَلٰی صَلٰوتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ وَ فِیْ سُوْقِہٖ خَمْسًا وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَۃً" آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اپنے گھر یا بازار میں اکیلے پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ جب کوئی شخص وضو کرے کہ اسے خوب اچھی طرح کرے پھر مسجد کی طرف چلے اس طرح کہ نماز کے علاوہ کسی اور ارادے نے اسے گھر سے نہ نکالا ہو تو وہ جو بھی قدم اٹھائے گا اس کے بدلہ میں اس کا ایک درجہ (جنت میں) بلند کر دیا جائے گا اور ایک گناہ معاف کر دیا جائے گا۔ پھر (مسجد میں پہنچ کر) جب وہ نماز ادا کر لیتا ہے تو جب تک اپنی جائے نماز پر رہتا ہے فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ بے وضو نہ ہو جائے۔ فرشتے یہ دعا کرتے ہیں کہ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ" اے اللہ! اس کی مغفرت فرما دے۔ اے پروردگار! اس پر رحم فرما۔ "وَلَا یَزَالُ فِیْ صَلٰوۃٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوۃَ" اور وہ جب تک نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے، نماز ہی میں رہتا ہے۔ (نماز پڑھنے کا ثواب پاتا ہے اگرچہ پڑھ نہیں رہا ہوتا)۔

بخاری (لفظ انہیں کے ہیں)، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوۃِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً" باجماعت نماز اکیلے پڑھنے سے ستائیس(1) درجہ افضل ہے۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی۔

حدیث: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جو شخص پسند کرتا ہو کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ ان نمازوں کی وہاں پابندی کرے جہاں اذان دی جاتی ہے (یعنی مسجد میں)۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کیلئے سُنَنِ ہُدیٰ جاری فرمائی ہیں اور یہ نمازیں بھی سُنَنِ ہدیٰ میں سے ہیں۔ اب اگر تم نے اپنے گھروں میں نمازیں پڑھ لیں جیسا کہ یہ (کسی خاص منافق کی طرف اشارہ ہے) یہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ترک کر دیا اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ترک کر دیا تو تم گمراہ ہو گئے۔ اور جو شخص وضو کرے تو خوب اچھی طرح وضو کرے پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کے ارادے سے نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے جو وہ اس کی راہ میں اٹھاتا ہے، ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے

1۔ حدیث نمبر 1 میں پچیس درجہ بیان ہوا۔ دونوں فرمان حق ہیں۔ اخلاص اور تقویٰ کے اعتبار سے نمازی کے ثواب میں کمی یا زیادتی ہوتی ہے۔ (مترجم)

اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔مَیں نے اپنے ساتھیوں کو اس حال میں دیکھا ہے کہ جماعت سے وہی منافق پیچھے رہتا تھا جس کی منافقت سب کو معلوم ہوتی تھی۔اور بعض آدمیوں کو (جو بیماری و کمزوری کی وجہ سے چل نہیں سکتے تھے) دو آدمیوں کے درمیان پکڑ کر لایا جاتا اور صف میں کھڑا کیا جاتا تھا۔

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ۔"مَیں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا ہے کہ نماز سے سوائے منافق کے کوئی پیچھے نہیں رہتا تھا اور اس کی منافقت سب کو معلوم ہوتی تھی۔یا مریض پیچھے رہ جاتے تھے۔اگر کوئی آدمی دو شخصوں کے درمیان (سہارے سے) چل سکتا تو وہ چلتا تھا حتی کہ نماز میں آشامل ہوتا۔

راوی کہتے ہیں:"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سُنن الہُدیٰ سکھائیں اور یہ کہ اذان والی مسجد میں نماز (باجماعت) پڑھنا سنن الہدیٰ(1) میں سے ہے"۔مسلم،ابوداؤد،نسائی،ابنِ ماجہ۔

حدیث: اور انہی (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے۔کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا،اکیلے پڑھنے پر بیس سے زائد درجہ فضیلت رکھتا ہے۔

ایک روایت میں اس طرح ہے۔"نماز باجماعت بیس سے زائد درجہ افضل ہے ہر اس نماز پر جو اس نے اپنے گھر میں پڑھی"۔امام احمد نے باسنادِ حسن روایت کیا۔ابویعلیٰ،بزار،طبرانی اور ابنِ خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں اس جیسی روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيَعْجَبُ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي الْجَمْعِ" بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے بہت خوش ہوتا ہے۔

امام احمد نے باسنادِ حسن روایت کیا اور اسی طرح طبرانی نے باسنادِ حسن ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے وضو کیا تو خوب وضو کیا پھر (جانبِ مسجد) نمازِ فرض کے لئے چلا "فَصَلَّاهَا مَعَ الْاِمَامِ غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ" تو امام کے ساتھ نماز پڑھی،اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اسے ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کو میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا۔اور ایک روایت میں ہے کہ "رَأَيْتُ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ" مَیں

1۔سید العلمین ﷺ نے جو کام بطورِ عبادت کئے ہیں وہ سنن الہدیٰ ہیں۔یہ کام اگر کبھی کبھی کئے تو سنتِ غیر موکدہ ہیں۔اگر ہمیشہ کئے مگر کسی کو ان کے کرنے کا حکم نہ دیا تو سنتِ موکدہ اور حکم بھی دیا ہو تو ایسے کام واجب ہیں۔عطاء فرماتے ہیں کہ مسجد کی حاضری اور جماعت واجب ہیں اور حق بھی یہی ہے۔جو کام آپ ﷺ نے بطورِ عبادت کئے ہوں،انہیں سُنن زوائد کہا جاتا ہے۔(مترجم)

نے اپنے رب کو حسین صورت میں دیکھا۔ تو میرے رب نے مجھے فرمایا: یا محمد (ﷺ) مَیں نے عرض کیا: اے میرے رب! مَیں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ ملائکہ مقربون کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا۔ مَیں نہیں جانتا۔ تو اللہ کریم نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے کے درمیان، یا فرمایا: اپنے سینے میں محسوس کی اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب جان لیا! یا آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے سب جان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا محمد (ﷺ)! کیا آپ جانتے ہیں کہ ملائکہ مقربون کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا: ہاں۔ وہ "درجات، کفارات(1)، با جماعت نمازوں کے لئے قدم اٹھانے، سخت سردی میں کامل وضو کرنے، ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری کا انتظار کرنے اور" جو شخص ان پر پابندی کرے وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بھلائی کے ساتھ فوت ہوگا۔ اور گناہوں سے پاک ہونے میں اس دن کی طرح ہو جائے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا" کے متعلق جھگڑتے ہیں (کہ کون ان اعمالِ خیر کو لے کر بارگاہِ الٰہی میں پیش ہو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد ﷺ! میں نے عرض کیا۔ مَیں حاضر ہوں اے میرے پروردگار! تو فرمایا: جب آپ نماز پڑھ لیں تو یہ دعا کیا کریں " اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ وَاِذَا اَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ "(2) سید عالم ﷺ نے فرمایا: درجات سے مراد " السلام علیکم کو عام کرنا، کھانا کھلانا اور رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں " ہے

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا: اگر یہ نماز با جماعت سے پیچھے رہ جانے والا جانتا کہ اس کے لئے چل کر آنے والے کو کتنا ثواب ملتا ہے تو یہ ضرور حاضر ہوتا اگرچہ اسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں پر رینگ کر آنا پڑتا۔

اسے طبرانی نے اس حدیث میں روایت کیا ہے جو مکمل ترک جماعت کے باب میں آئندہ آ رہی ہے۔ ان شاء اللہ۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چالیس دن با جماعت نماز پڑھے کہ تکبیر اُولیٰ پائے " كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ، بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ " اس کے لئے دو براءتیں لکھ دی جاتی ہیں نمبر 1 نارِ جہنم سے بری ہونا اور نمبر 2 منافقت سے بری ہونا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ مَیں سوائے مسلم بن قتیبہ عن طعمہ بن عمرو کی روایت کے کسی کو نہیں جانتا جس نے اسے مرفوع کہا ہو۔

1۔ وہ اعمالِ صالحہ جو گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ جن کا بیان حدیث مذکور میں ہے۔

2۔ ترجمہ: اے میرے پروردگار! مَیں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیک اعمال کرنے، گناہ ترک کرنے اور مساکین سے محبت کا۔ اور جب تو اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالے تو مجھے بغیر آزمائش کے دنیا سے اٹھا لے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: جس نے چالیس راتیں مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی کہ نماز عشاء کی رکعتِ اُولیٰ فوت نہ ہوئی ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لئے آگ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔

اسے ابنِ ماجہ نے روایت کیا (لفظ انہیں کے ہیں) ترمذی نے بھی روایت کی اور کہا: یہ حدیث بھی حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مثل ہے۔ اس کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔ اور یہ بھی کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا۔ پھر رات کے وقت جانبِ مسجد چلا۔ تو دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں (جماعت ہو چکی ہے) تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی اجر عطا فرمائے گا جتنا جماعت میں حاضر ہو کر پڑھنے والوں کو اور ان کے اجر میں بھی اس سے کچھ کمی نہ کی جائے گی۔ ابوداؤد، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرطِ مسلم صحیح ہے۔ اور مسجدوں کی طرف جانے کے باب میں انصار میں سے کسی صاحب سے مروی حضرت سعید بن مسیّب کی حدیث گذر چکی ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ پھر حدیث ذکر کرتے ہیں۔ جس میں ہے کہ۔ ''پھر اگر وہ (وضو کر کے گھر سے چلنے والا) مسجد میں پہنچا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔ اگر مسجد میں اس وقت پہنچا کہ لوگ کچھ نماز پڑھ چکے ہیں اور کچھ ابھی باقی ہے تو اس نے جتنی ملی جماعت کے ساتھ پڑھ لی باقی کو اکیلے مکمل کیا تو بھی ایسے ہی ہے۔ اور اگر اس وقت مسجد میں پہنچا کہ لوگ نماز پڑھے چکے تھے پھر اس نے اپنی نماز مکمل کر لی تو ابھی ایسے ہی ہے۔ (پھر بھی گناہ معاف)''۔

ترغیب

جماعت میں نمازیوں کی کثرت

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: ایک دن ہمیں جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ بعد از نماز فرمایا: کیا فلاں حاضر ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں فرمایا: کیا فلاں موجود ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں نمازیں (فجر و عشاء) منافقین پر سب نمازوں سے زیادہ بھاری ہیں۔ اور اگر انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان میں کتنا ثواب ہے تو وہ ان میں ضرور حاضر ہوتے اگر چہ انہیں گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑتا۔ اور صفِ اول فرشتوں کی صف کی مثل ہے۔ اگر تم اس کی فضیلت جانتے تو ضرور جلدی کر کے اس میں شامل ہوتے۔ آدمی کا ایک دوسرے آدمی کے ساتھ نماز (باجماعت) پڑھنا، اکیلے پڑھنے سے افضل ہے۔ اور دو کے ساتھ مل کر پڑھنا، ایک کے پڑھنے سے بہتر ہے۔ ''وَكُلُّ مَاكَثُرَ فَهُوَاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ'' اور جتنے زیادہ ہوں گے اتنے ہی زیادہ اللہ عزوجل کو محبوب ہوں گے۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابنِ خزیمہ، ابنِ حبان (اپنی اپنی صحیح میں) اور حاکم نے روایت کیا۔ یحییٰ بن معین اور ذہلی نے اس حدیث کی صحت پر جزم کیا ہے۔

حدیث:۔ حضرت قباث بن اشیم لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کا اس طرح نماز پڑھنا کہ ان میں سے ایک اپنے ساتھی کی امامت کرائے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان چار آدمیوں کی نماز سے بہتر ہے جنہوں نے الگ الگ پڑھی (اسی طرح) چار آدمیوں کا نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کے ہاں الگ الگ پڑھنے والے آٹھ آدمیوں کی نماز سے زیادہ اچھا ہے اور آٹھ آدمیوں کا اس طرح نماز پڑھنا کہ ان میں سے ایک امامت کرائے، الگ الگ (بغیر جماعت) پڑھنے والے سو آدمیوں کی نماز سے افضل ہے۔

اسے بزار اور طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

ترغیب

بیابان جنگل میں نماز پڑھنا

حافظ (صاحبِ کتاب) رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بعض علماء نے اسے نمازِ باجماعت سے بھی افضل قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز باجماعت پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور جب کوئی بیابان میں نماز پڑھے اور اس کے رکوع وسجود پورے کرے تو یہ پچاس نمازوں (کے ثواب) تک پہنچ جاتی ہے۔

ابوداؤد نے روایت کیا اور کہا کہ عبدالواحد بن زیاد اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں۔ ''آدمی کا جنگل بیابان میں نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ پڑھنے سے دوگنا ثواب رکھتا ہے''۔ اسے حاکم نے بلفظہٖ روایت کیا اور کہا کہ یہ بخاری ومسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔ حدیث کا ابتدائی حصہ بخاری وغیرہ کے نزدیک ہے۔

ابنِ حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں۔ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کے لئے اکیلے پڑھنے پر پچیس درجہ بڑھ جاتا ہے۔ تو اگر کسی نے جنگلی زمین میں نماز پڑھی اور اس کے رکوع وسجود مکمل کئے تو اس کی یہ نماز پچاس درجہ زیادہ لکھی جاتی ہے''۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی قطعہ زمین ایسا نہیں جس پر نماز یا ذکر سے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہو مگر وہ ساتوں زمینوں کی اِنتہا تک اس سے مشرف ہو جاتا ہے ''وَفَخَرَتْ عَلٰی مَاحَوْلَهَا مِنَ الْبِقَاعِ'' اور اپنے اردگرد کے قطعوں پر فخر کرتا ہے۔ اور کوئی بندہ نہیں جو کسی جنگل میں نماز کے ارادے سے کھڑا ہو مگر وہ جنگل اس کے لیے مزین وآراستہ ہو جاتا ہے۔ ابویعلیٰ۔

حدیث: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی

آدمی جنگلی زمین میں ہو پھر نماز کا وقت آ جائے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے۔ پانی نہ پائے تو تیمم کر لے۔ اب اگر نماز میں کھڑا ہو تو اس کے دونوں فرشتے (کراماً کاتبین) اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اور اگر وہ اذان و اقامت بھی کہہ لے تو اللہ کا اتنا بڑا لشکر اس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے جس کی دونوں طرفیں معلوم نہیں ہو سکتیں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی نبی سرور ﷺ سے مروی حدیث گذر چکی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا رب پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چرانے والے اس چرواہے سے خوش ہوتا ہے جو نماز کے لئے اذان کہتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ میرے اس بندے کی طرف دیکھو جو اذان کہتا ہے، نماز قائم کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے "قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ" میں نے اپنے اس بندے کی مغفرت فرما دی اور اسے جنت میں داخل کر دیا(1)۔

ابوداؤد، نسائی نے روایت کیا۔ اذان کے باب میں یہ حدیث گذری۔

ترغیب

نمازِ عشاء اور فجر کا ثواب، خصوصاً جبکہ جماعت کے ساتھ ہوں

ترہیب

ان نمازوں میں شامل نہ ہونے پر وعید

حدیث: حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ" جس نے نمازِ عشاء جماعت کے ساتھ ادا کی، اس نے گویا نصفِ شب تک عبادت کی۔ اور جس نے نمازِ فجر باجماعت پڑھی، اس نے گویا ساری رات نماز پڑھی۔

امام مالک، مسلم (لفظ انہی کے ہیں) اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں۔ "جس نے نمازِ عشاء جماعت کے ساتھ پڑھی وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے نمازِ فجر جماعت کے ساتھ ادا کی وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے ساری رات قیام (عبادت) میں گذاری"۔

1۔ جنگل میں نماز پڑھنے کا ثواب جو اس قدر بیان ہوا ہے۔ ایک تو اس لئے ہے کہ وہاں تنہائی ہوتی ہے۔ شور و شغب نہیں ہوتا جس کی وجہ سے نمازی کا دل خشوع و خضوع میں خوب لگتا ہے۔ دوم اس لئے کہ یہ نمازی ایسی جگہ ہے جہاں سے جماعت کے لئے پہنچنا ممکن نہیں اس لئے اس نے وہیں اذان و اقامت کہہ کر نماز ادا کر لی۔ سوم اس لئے کہ جہاں اذان وغیرہ کی آواز نہ پہنچنے کی وجہ سے اللہ و رسول جل وعلاو ﷺ کا ذکر نہ پہنچا تھا اس نے وہاں ذکر خدا و ذکر مصطفیٰ جل وعلاو ﷺ بلند کیا۔

یاد رہے کہ یہ معنی ہرگز نہیں کہ بستی میں جماعت کو چھوڑ کر جنگل میں جا کر نماز پڑھے۔ مطلب یہ ہے کہ اتفاقاً وہاں تھا کہ بستی میں آ کر مسجد میں جماعت کے ساتھ شریک نہ ہو سکتا تھا۔ (واللہ اعلم) (مترجم)

ترمذی نے بھی ابوداؤد کی مثل روایت کی اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں کہا" باجماعت نمازِ عشاء وفجر کا باب" اور اس بات کا بیان کہ" نمازِ فجر جماعت کے ساتھ پڑھنا، نمازِ عشاء کو باجماعت پڑھنے سے افضل ہے اور نمازِ فجر جماعت کے ساتھ پڑھنا، نمازِ عشاء باجماعت پڑھنے پر دوگنا فضیلت رکھتی ہے"۔ پھر مسلم کے الفاظ جیسے الفاظ ذکر کئے۔ حالانکہ ابوداؤد اور ترمذی کے الفاظ ان کے مذکورہ خیال کی تردید کرتے ہیں۔(واللہ اعلم)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک منافقوں پر سب سے زیادہ بھاری نمازیں، نمازِ عشاء اور نمازِ فجر ہیں۔اور اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان میں کیا (ثواب) ہے تو ضرور ان میں شامل ہوتے، اگرچہ ہاتھ پاؤں کے بل چل کر آنا پڑتا۔اور مَیں نے ارادہ کرلیا تھا کہ نماز کا حکم دوں، وہ قائم کی جائے پھر کسی صاحب کو حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر اپنے ساتھ ڈھیر ساری لکڑیاں لئے ہوئے آدمیوں کو لے کر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے "فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ" تو ان پر ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔مسلم و بخاری۔

حدیث: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو بعض نمازوں میں حاضر نہ پایا تو ارشاد فرمایا: مَیں نے ارادہ کیا کہ کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر مَیں خود ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوئے تو ان کے لئے حکم دوں کہ لکڑیوں کا ایک ڈھیر ان پر ڈال کر آگ لگادی جائے؛ اور اگر ان میں سے کسی کو معلوم ہو جائے کہ کسی فربہ جانور کی ہڈی پالے گا تو اس نماز یعنی عشاء کی نماز میں ضرور حاضر ہو۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بعض روایات میں اس حدیث کا یہ حصہ بھی ہے۔"اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوں تو میں نمازِ عشاء قائم کروں اور اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ "يُحَرِّقُوْنَ مَا فِي الْبُيُوْتِ بِالنَّارِ" گھروں میں جو کچھ ہے اس آگ سے جلاڈالیں"۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔کہتے ہیں کہ جب ہم کسی آدمی کو نمازِ فجر اور عشاء میں حاضر نہ پاتے تو اسے سُوءِ ظن رکھتے تھے (کہ یہ کوئی اچھا انسان نہیں ہے)

اسے طبرانی اور ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: قبیلہ نخع کے ایک صاحب سے روایت ہے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرتِ ابودرداء رضی اللہ عنہ کو اپنی وفات کے وقت کہتے ہوئے سُنا: کیا میں تمہیں وہ حدیث سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنی تھی؟ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تُو اسے دیکھ رہا ہے تو اگر تو اُسے نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔اپنے کو مُردوں میں شمار کر اور مظلوم کی بددعا سے بچ کہ وہ قبول ہوکر رہتی ہے۔اور تم میں سے جو دونوں نمازوں عشاء اور فجر میں حاضر ہوسکتا ہو اگرچہ گھٹنوں کے بل چل کر ہو تو اسے ایسا کرنا چاہیے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور راوی مذکور مبہم کا نام جابر بتایا اور کہا کہ اس کا حال مجھے معلوم نہیں ہے۔(ثقہ

ہے، یا غیر ثقہ)

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَقَدْ اَخَذَ بِحَظِّهِ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ" جس نے نمازِ عشاء جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے لیلۃ القدر میں سے اپنا حصہ حاصل کر لیا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کونین ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: جس نے مسجد میں جماعت کے ساتھ چالیس راتیں نماز ادا کی کہ نمازِ عشاء کی رکعتِ اُولیٰ فوت نہ ہوئی ہو "كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عِتْقًا مِّنَ النَّارِ" تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم کی آگ سے آزادی لکھ دے گا۔ اسے ابنِ ماجہ نے اسمٰعیل عن عمارہ بن عزیہ عن انس بن مالک عن عمر (رضی اللہ عنہم) کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ ترمذی نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا اور اس کے الفاظ ذکر نہیں کئے اور کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے یعنی عمارہ بن غزیہ جن کا اصلی نام مازنی مدنی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نہیں ملے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کیا پھر مسجد میں آیا۔ دو رکعت نماز (سُنت) فجر (کے فرضوں) سے پہلے پڑھی۔ پھر بیٹھا رہا یہاں تک کہ فجر کی نماز (فرض) پڑھی تو اس دن اس کی نماز ابرار (اولیاء) کی نماز کے ساتھ لکھی جائے گی۔

اور اسے رحمٰن کے وفد میں لکھا جائے گا۔ اسے طبرانی نے قاسم ابو عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں نمازِ فجر پڑھائی۔ پھر فرمایا: کیا فلاں آدمی حاضر ہے؟ حاضرین نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: فلاں شخص موجود ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں نمازیں (فجر وعشاء) منافقین پر سب سے زیادہ بھاری ہیں، اور اگر انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان میں کیا (ثواب) ہے تو وہ ان میں ضرور آتے اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑتا۔

امام احمد، ابوداؤد، ابنِ خزیمہ، ابنِ حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ "کثرۃ الجماعت کے باب" میں پوری حدیث گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جُندُب رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى" جس نے نمازِ فجر جماعت کے ساتھ پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔

ابنِ ماجہ نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا اور یہ الفاظ زائد کئے۔ "تو تم اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد میں خیانت نہ کرو۔ جس نے اسے توڑا، اللہ اسے طلب فرمائے گا حتی کہ منہ کے بل آگ

میں ڈال دے گا''۔

اسے مسلم نے جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''مَنْ غَدَا اِلیٰ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَأْيَةِ الْاِيْمَانِ'' جو شخص صبح سویرے نماز فجر کے لئے چلا وہ ایمان کے جھنڈے کے ساتھ چلا اور جو صبح صبح بازار کی جانب چلا وہ شیطان کے جھنڈے کو لے کر چلا۔

اسے ابنِ ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت میثم رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں، روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک فرشتہ صبح سویرے اس آدمی کے ساتھ اپنا پرچم لے کر نکلتا ہے جو صبح کے وقت مسجد کی طرف چلتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ اس کے ساتھ گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور شیطان بھی اپنا جھنڈا لے کر صبح کے وقت بازار کی طرف اس آدمی کے ساتھ نکلتا ہے جو صبح ہی صبح (بغیر نماز ادا کئے) بازار کی طرف چلا جاتا ہے۔ پھر یہ اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے حتی کہ وہ آدمی لوٹ کے آتا ہے تو یہ شیطان اس کے ساتھ گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔

اسے ابنِ ابی عاصم اور ابونعیم نے ''مَعْرِفَةُ الصَّحَابَه'' وغیرھا میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوبکر بن سلیمان بن ابی خیثمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن خیثمہ کو نمازِ فجر میں حاضر نہ پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کے وقت بازار کی طرف چلے گئے۔ سلیمان کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان تھا۔ آپ سلیمان کی والدہ ''شفاء'' کے پاس سے گذرے تو انہیں فرمایا: مَیں نے سلیمانؓ کو نمازِ فجر میں نہیں دیکھا؟ انہوں نے جواب عرض کیا کہ وہ رات کو نماز (نفل) پڑھتے رہے تو ان پر نیند کا غلبہ ہو گیا (سوتے رہ گئے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لَاَنْ اَشْهَدَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِيْ جَمَاعَةٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَقُوْمَ لَيْلَةً'' نماز فجر میں جماعت کے ساتھ حاضر ہونا میرے نزدیک ساری رات کے قیام (عبادت) سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

اسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

حدیث: روایت ہے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو رات کے اندھیرے میں (نماز کے لئے) جانبِ مسجد چلا، وہ قیامت کے دن اللہ عزوجل سے نُور کے ساتھ ملاقات کرے گا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ابنِ حبان کی صحیح میں بھی اس کی مثل ہے۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تاریکیوں میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو قیامت کے روز ایک کامل نور کی خوشخبری دے دو۔

ابنِ ماجہ، ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ لفظ حاکم کے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ حدیث برشرطِ شیخین (بخاری ومسلم) صحیح ہے۔ پہلے گذر چکی ہے۔

ترہیب

وہ شخص جو بلاعذر جماعت کی حاضری چھوڑ دے

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اذان سنی اور اذان سن کر مسجد جانے سے عذر مانع نہ ہو۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: عذر کیا ہے؟ فرمایا: خوف یا بیماری۔ تو "لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ صَلٰوةُ الَّتِیْ صَلّٰی" اس کی یہ نماز قبول نہیں کی جائے گی جو اس نے (گھر یا بازار وغیرہ میں) ادا کی۔

ابوداؤد اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ابنِ ماجہ نے بھی اسی کی مثل روایت کیا۔

حدیث: انہی (ابنِ عباس) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے اذان سنی پھر اس کا جواب نہ دیا (جماعت کے لئے مسجد نہ گیا) "فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اِلَّا بِعُذْرٍ" تو اس کی کوئی نماز نہیں، ہاں مگر عذر ہو تو ہو جاتی ہے۔ قاسم بن اصبغ نے اپنی کتاب میں، ابنِ ماجہ اور ابنِ حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کسی بستی یا جنگل میں تین آدمی ایسے نہیں جن میں نماز قائم نہ کی گئی ہو (جماعت نہ کرائیں) مگر ان پر شیطان غالب ہو جاتا ہے۔ اس لئے (اے مسلمانو!) "فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا يَاْكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِيَةِ" تم جماعت کو لازم پکڑو۔ کیونکہ (ریوڑ سے) الگ رہنے والی بکری کو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ اور رُزین نے اپنی جامع میں یہ الفاظ زائد کئے ہیں۔ "اور بے شک انسان کے لئے شیطان ایک بھیڑیا ہے۔ جب اسے اکیلا پاتا ہے کھا جاتا ہے"۔

اور حضرتِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے۔ جس میں ہے کہ "اگر تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لی جیسا کہ یہ (منافق) جماعت سے پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم نے اپنے نبی (ﷺ) کی سنت کو ترک کر دیا "لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ" اور اگر تم نے اپنے نبی (علیہ السلام) کی سنت کو ترک کر دیا تو تم گمراہ ہو گئے۔ الحدیث۔ مسلم و ابوداؤد و غیرہما۔

حدیث: اور ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے کہ "لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَكَفَرْتُمْ" اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت چھوڑ دی تو تم نے کفر کیا۔ اس معنی کی حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی حدیث گذر چکی۔

حدیث: حضرت مُعاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پوری پوری بے وفائی ہے۔ اور کفر و نفاق ہے، جو شخص اللہ کے منادی کو سنے کہ وہ نماز کی طرف چلنے کی ندا دے رہا ہے پھر اسے قبول نہ کرے۔ (شامل جماعت ہونے کو نہ چلے)

اسے احمد وطبرانی نے زبان بن فائد کی روایت سے روایت کیا۔

حدیث: اور طبرانی کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی بدبختی اور نامرادی کے لئے کافی ہے کہ وہ مؤذن کو سنے جونماز کے لئے بلا رہا ہے پھر اسے قبول نہ کرے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَیں نے ارادہ کیا کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیوں کے ڈھیر جمع کر کے میرے پاس لائیں پھر مَیں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ انہیں کوئی عذر بھی نہیں۔تو ان پر آگ لگا دوں۔یزید بن اصم سے پوچھا گیا کہ اس سے مراد جمعہ ہے یا دیگر نمازیں؟ تو انہوں نے کہا: میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر مَیں نے حضرت ابو ہریرہ کو وہی کہتے نہ سنا ہو جو وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں۔انہوں نے جمعہ یا غیر جمعہ کا ذکر نہیں کیا۔مسلم،ابوداؤد،ابن ماجہ،ترمذی مختصراً۔

حدیث: حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: مَیں نے عرض کیا۔یارسول اللہ (ﷺ)! مَیں نابینا ہوں،گھر دُور ہے۔اور مجھے لانے والا ایسا ہے کہ میری موافقت نہیں کرتا۔تو کیا آپ مجھے رخصت عطا فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ فرمایا: کیا تم اذان سنتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں۔فرمایا: ''مَا اَجِدُ لَکَ رُخْصَۃً'' مَیں تمہارے لئے رخصت نہیں پاتا۔

امام احمد،ابوداؤد،ابن ماجہ،ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔

حدیث: اور امام احمد رحمہ اللہ کی انہی (عمرو بن ام مکتوم) سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں میں کچھ کمزوری دیکھی۔فرمایا: مَیں ارادہ کرتا ہوں کہ لوگوں کے لئے کسی کو امام بناؤں پھر نکلوں تو کسی انسان کو جو اپنے گھر میں بیٹھا نماز سے پیچھے رہ جاتا ہے اس کو نہ چھوڑوں مگر اسے آگ لگا دوں۔اس پر حضرت ابنِ ام مکتوم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ میرے گھر اور مسجد کے راستہ میں کھجوریں اور درخت ہیں اور مَیں لانے والے کی ہر گھڑی قدرت نہیں رکھتا۔کیا آپ مجھے رخصت عطا فرماتے ہیں کہ مَیں گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اقامت کی آواز سنتے ہو؟ عرض کیا: ہاں۔فرمایا: پھر نماز کے لئے حاضر ہوا کرو۔اور اس کی اسناد جید ہے۔

حافظ ابوبکر بن منذر نے فرمایا: ہم نے متعدد اصحابِ رسول اللہ ﷺ ورضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے: ''جس نے اذان سُنی پھر بلا عذر جماعت کے لئے حاضر نہیں ہوا تو اس کی نماز (کامل) نہیں''۔ان اصحاب میں سے حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔اور یہ بھی نبی پاک ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔جن لوگوں نے جماعت کی حاضری کو فرض سمجھا ہے،وہ عطاء،امام احمد بن حنبل اور ابوثور ہیں۔امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آدمی نماز با جماعت پر قدرت رکھتا ہو مَیں اسے بغیر کسی عذر کے جماعت میں حاضر نہ ہونے کی رخصت نہیں دیتا۔انتہیٰ۔

امام خطابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ والی حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ جماعت کی حاضری واجب ہے۔اور اگر یہ مستحب ومندوب ہوتی تو اہل ضرورت،ضعیف اور حضرت ابن ام مکتوم

جیسے لوگوں کے لئے جماعت میں حاضر نہ ہونے کی گنجائش ہوتی۔ اور حضرت عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں: ''اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو گھر اور بستی میں یہ رخصت نہیں کہ جب وہ اذان سنے تو نماز کی حاضری کو ترک کر سکے''۔

اور امام اَوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جمعہ اور جماعت کے ترک کر دینے پر باپ کی بھی کوئی اطاعت نہیں ہوتی۔ (اگر باپ ایسا کرنے کو کہے)۔ انتہی۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: نبی پاک ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا آدمی (ابنِ ام مکتوم) حاضر ہوئے اور عرض گذار ہوئے کہ یارسول اللہ (ﷺ)! مجھے کوئی مسجد تک لانے والا نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے گھر میں نماز پڑھ لینے کی رخصت مانگی تو آپ ﷺ نے انہیں رخصت عطا فرمادی۔ جب وہ واپس جانے لگے تو سرکار ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا: کیا تم نماز کے لئے اذان سنتے ہو؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: پھر مسجد میں حاضر ہوا کرو۔ مسلم ونسائی وغیرہما۔

حدیث: حضرت ابوشعثاء محاربی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں: ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دی تو ایک آدمی مسجد سے اٹھ کر جانے لگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسے دیکھتے رہے حتی کہ وہ مسجد سے باہر نکل گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اَمَا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' اس شخص نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت ابن ام مکتوم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ نابینا تھے۔ انہی کے بارے میں عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۭ (عبس)(1) نازل ہوئی تھی اور یہ قریش میں سے تھے۔ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ (ﷺ) میرے ماں باپ آپ پر قربان! جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں، میں بوڑھا ہو گیا ہوں، ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ نظر جاتی رہی ہے اور میرا لانے والا ایسا ہے کہ اس کا مجھے لے کر آنا موافقت نہیں کرتا (کبھی ملا کبھی نہ ملا) تو کیا آپ میرے لئے اجازت فرماتے ہیں کہ میں نمازیں اپنے گھر میں پڑھ لیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں تم رہتے ہو وہاں مؤذن کی آواز سنتے ہو؟ عرض کیا: ہاں یارسول اللہ (ﷺ)، رسول اللہ ﷺ نے

1۔ سورہ عبس۔ پارہ نمبر 30، سید عالم ﷺ سردارانِ قریش کو دعوت اسلام دے رہے تھے۔ اسی دوران حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے۔ نابینا ہونے کی وجہ سے رنگ محفل نہ جان سکے اور بلند آواز سے عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ کو سکھایا مجھے بھی تعلیم فرمائیے۔ آپ ﷺ کو ان کی یہ دخل اندازی گراں گذری اور آثارِ ناگواری چہرہ انور پر عیاں ہوئے۔ کاشانہ اقدس کی طرف تشریف لائے تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ۙ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۭ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى (عبس:1-6)

تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا۔ اس پر کہ آپ کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ ستھرا ہو یا نصیحت لے تو نصیحت اسے فائدہ دے، وہ جو بے پروا بنتا ہے تم اس کے پیچھے تو پڑتے ہو''۔ ان آیات کے نزول کے بعد سرکار ﷺ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ کی بہت عزت فرمایا کرتے تھے۔ انہیں نابینا فرمانے میں ان کی معذوری کا بیان ہے۔ (مترجم)

فرمایا: مَیں تمہارے لئے اجازت نہیں پاتا۔ اور اگر یہ نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانے والا جانتا کہ اس (مسجد کی طرف) چل کر آنے والے کے لئے کیا (ثواب) ہے تو ضرور حاضر ہوتا اگر چہ ہاتھ پاؤں کے بل چل کر آنا پڑتا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں علی بن یزید الہانی عن القاسم عن ابی امامہ کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت ابنِ ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) میرا گھر دور ہے۔ نابینا ہوں اور اذان کی آواز سنتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اذان کی آواز سنتے ہو تو مسجد آیا کرو اگر چہ گھسٹ کر یا سُرین (دُبر) کے بل چل کر آنا پڑے۔

امام احمد و ابویعلیٰ، طبرانی نے اوسط میں اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور ابنِ حبان کی صحیح میں ''سُرین کے بل'' کے الفاظ نہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے لیکن جماعت اور جمعہ میں حاضر نہیں ہوتا۔ ''فَقَالَ هٰذَا فِي النَّارِ'' آپ نے فرمایا: یہ شخص دوزخ کی آگ میں جائے گا۔

اسے ترمذی نے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: اور انہی (حضرت ابنِ عباس) رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: جس نے ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' (اذان) کے الفاظ سُنے پھر جماعت کے لئے نہیں آیا، ''فَقَدْ تَرَكَ سُنَّةَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ'' اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ ترکِ جماعت سے باز آجائیں ورنہ مَیں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں گا۔

اسے ابنِ ماجہ نے زبرقان بن عمرو ضمری عن اسامہ کی روایت سے ذکر کیا اور کہا کہ ان کا حضرت اسامہ سے سماع نہیں۔

حدیث: حضرت ابن بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ اپنے والد صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اذان سنی حالانکہ وہ فارغ (کوئی عذر نہ ہو) اور تندرست ہو پھر مسجد میں جماعت کے لئے نہ آئے تو اس کی کوئی نماز نہیں۔

اسے حاکم نے ابوبکر بن عیاش عن ابی حصین عن ابن بریدہ کی روایت سے بیان کیا اور فرمایا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ حافظ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس حدیث کا موقوف ہونا ہی صحیح ہے۔

ترغیب

نفلی نماز گھروں میں پڑھنا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اِجْعَلُوْا مِنْ صَلٰوتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا" اپنی نمازوں کا کچھ حصہ (نوافل) اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور انہیں قبریں مت بنالو۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی مسجد میں نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھر کے لئے بھی رکھ لے کہ "فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلٰوتِهٖ خَيْرًا" اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں اس کی نماز سے بھلائی عطا فرمانے والا ہے۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔ اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں ابوسعید کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس گھر کی جس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا، زندہ اور مُردہ کی طرح ہے۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: کون سی نماز افضل ہے: میرا اپنے گھر میں نماز پڑھنا یا مسجد میں؟ فرمایا: تم دیکھتے نہیں کہ میرا گھر مسجد سے کس قدر قریب ہے؟ مجھے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ فرض نماز ہو۔

امام احمد، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: اہلِ عراق کی ایک جماعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف چلی۔ جب یہ لوگ آپ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے آپ سے آدمی کے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کے بارے میں مسئلہ پوچھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی مسئلہ پوچھا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "اَمَّا صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ بَيْتِهٖ فَنُوْرٌ فَنَوِّرُوْا بُيُوْتَكُمْ" آدمی کا اپنے گھر میں (نفل) نماز پڑھنا تو ایک نور ہے۔ لہٰذا تم اپنے گھروں کو منور کیا کرو۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو۔ کیونکہ آدمی کی افضل نماز تو وہ ہے جو اس کے اپنے گھر میں ہو سوائے نماز فرض کے۔ (کہ یہ مسجد میں جماعت کے ساتھ ہوتی ہے)۔

اسے نسائی نے باسنادِ جید اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب سے روایت ہے۔ میرا خیال ہے انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا۔ فرماتے ہیں: آدمی کے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی اس جگہ نماز پڑھنے پر جہاں لوگ دیکھ رہے ہوں ایسی فضیلت ہے جیسی فرض کی نفل پر۔

اسے بیہقی نے روایت کیا اور اس کی اسناد ان شاء اللہ جید ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَکْرِمُوْا بُیُوْتَکُمْ بِبَعْضِ صَلوٰتِکُمْ" اپنے گھروں کو اپنی بعض نمازوں سے معزز کرو۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

ترغیب

ایک نماز پڑھ چکنے کے بعد دوسری کے انتظار میں رہنا

حدیث: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک نماز اس کو روکے رکھتی ہے۔ اسے اپنے اہلِ خانہ کے پاس جانے سے نماز ہی منع کر رہی ہوتی ہے۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: بخاری شریف کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک کہ نماز اس کو روکے رکھتی ہے۔ اور فرشتے کہتے ہیں۔ اے اللہ! اس کی مغفرت فرمادے، اے پروردگار! اس پر رحم فرما۔ جب تک کہ وہ اپنی جائے نماز سے اُٹھ نہیں جاتا یا بے وضو نہیں ہو جاتا۔

حدیث: اور مسلم و ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ فرمایا: بندہ اس وقت تک نماز میں ہی ہوتا ہے جب تک وہ اپنی جائے نماز پر بیٹھا نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ اور ملائکہ کہتے رہتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ یہاں تک کہ وہ اُٹھ جائے یا بے وضو ہو جائے۔ عرض کیا گیا: بے وضو ہونا کیا ہے؟ فرمایا: ریح خارج کرے یا گوز مار دے۔ اور اس کو امام مالک نے بھی نعیم بن عبداللہ المجمر سے موقوفاً روایت کیا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے پھر اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے تو فرشتے اس کے لئے اس طرح دعاے رحمت کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! اس کی مغفرت کر، اے پروردگار اس پر رحم فرما۔ پھر اگر اپنی جائے نماز سے اٹھ جائے اور مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے تو نماز پڑھنے تک وہ نماز ہی کی حالت میں ہوتا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نمازِ عشاء نصفِ شب تک مؤخر فرمائی۔ پھر نماز پڑھ چکنے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا'' لوگ نماز پڑھ کر سو چکے اور تم اس وقت تک نماز ہی کی حالت میں رہے جب تک اس کا انتظار کرتے رہے۔ بخاری۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (السجدہ: 16)'' (ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں) اس نماز کا انتظار کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی جسے (عشاء) اندھیرے کی نماز کہا جاتا ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھی۔ جسے جانا تھا وہ چلا گیا اور جسے (مسجد میں) بیٹھنا تھا وہ بیٹھا رہا۔ رسول اللہ ﷺ اس جلدی کے ساتھ تشریف لائے کہ

آپکا سانس شریف پھولا ہوا تھا۔آپ گھٹنوں کے سہارے بیٹھ گئے اور فرمایا: تمہیں خوش خبری ہو۔تمہارے رب نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا ہے اور تمہاری وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔ فرماتا ہے: ''اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ قَدْ قَضَوْا فَرِیْضَةً وَ ھُمْ یَنْتَظِرُوْنَ اُخْریٰ'' میرے بندوں کی طرف دیکھو کہ انہوں نے ایک فریضہ ادا کرلیا ہے اور دوسرے کا انتظار کررہے ہیں۔

اسے ابنِ ماجہ نے ابوایوب سے روایت کیا ہے۔اس کے راوی ثقہ ہیں۔اور ابوایوب جن کا نام مُراغی عتکی ہے ثقہ ہیں: ابن ماجہ کے خیال میں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سماع نہیں کیا۔واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک نماز کے بعد دوسری نماز (جس کا انتظار کیا جارہا ہو) علیّین میں لکھی جاتی ہے جبکہ ان کے درمیان کوئی لغو بات نہ کی گئی ہو۔

یہ ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹاتا اور گناہوں کو چھپا دیتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ! فرمایا: وہ ہے مشکلات کے وقت کامل وضو کرنا، مسجدوں کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری کا انتظار کرنا۔یہی تمہارا سامانِ جہاد ہے۔اس کو ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔اور امام مالک، مسلم، ترمذی اور نسائی نے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا جو گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وَجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضرتِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سختیوں میں کامل وضو کرنا، قدموں کا مساجد کی جانب چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا خطاؤں کو مکمل طور پر دھوڈالتا ہے۔

اسے ابویعلیٰ اور بزار نے صحیح اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: اور یہ بھی آپ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب نماز پڑھنے کے بعد مصلے پر بیٹھا رہتا ہے تو ملائکہ اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ان کی دعا اس کے حق میں یہ ہوتی ہے کہ اے اللہ! اس کی مغفرت فرمادے۔اور اگر وہ نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو تو فرشتے اس کے حق میں دعائے رحمت کرتے ہیں۔ان کی دعا ہوتی ہے کہ اے اللہ! اس کی مغفرت فرما۔اے اللہ! اس پر رحم فرما۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔اس میں عطاء بن سائب ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک نماز پڑھ چکنے کے بعد دوسری کا انتظار کرنے والا اس گھڑسوار کی مانند ہے جس کا گھوڑا جہاد فی سبیل اللہ میں پیاس کی سختی برداشت کرے۔ ''وَھُوَ فِی الرِّبَاطِ الْاَکْبَرِ'' اور وہ انتظار کرنے والا جہادِ اکبر میں ہوتا ہے۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ امام احمد کی اسناد صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات میرے پاس ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور ایک روایت میں ہے کہ مَیں نے اپنے رب کو حسین صورت میں دیکھا۔ میرے رب نے مجھے فرمایا: یا محمد (ﷺ)، میں نے عرض کیا: اے میرے رب میں حاضر ہوں۔ فرمایا: کیا آپ جانتے ہیں کہ ملائکہ مقربین کس بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا۔ تو اس نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا حتی کہ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے کے درمیان یا فرمایا اپنے سینے میں محسوس کی۔ اس سے میں نے زمین وآسمان کی ہر چیز جان لی۔ یا فرمایا کہ جو کچھ مشرق ومغرب کے درمیان ہے سب جان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد (ﷺ)! کیا آپ جانتے ہیں کہ ملاء اعلیٰ کے ملائکہ کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ وہ درجات، کفارات، جماعت کی طرف قدموں کے منتقل ہونے، سردیوں میں کامل وضو کرنے اور ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری کا انتظار کرنے میں جھگڑ رہے ہیں (کہ ان اعمال کو کون اٹھا کر لے جائے) جس نے ان (نمازوں) پر پابندی کی وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بہتری کے ساتھ فوت ہوگا۔ ''وَكَانَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ'' اور وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جائے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ الحدیث۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ مکمل حدیث پہلے گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا مَیں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹاتا اور نیکیوں کو بڑھاتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، یارسول اللہ (ﷺ ضرور ارشاد فرمایئے) فرمایا: مصائب کے وقت کامل وضو یا پاکیزگی حاصل کرنا، مسجد کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا۔ اور جو شخص اپنے گھر سے باوضو ہو کر نکلے حتی کہ مسجد میں آئے پھر مسلمانوں کے ساتھ یا امام کے ساتھ نماز پڑھے اس کے بعد اگلی نماز کا انتظار کرے تو ملائکہ دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ'' اے پروردگار! اس کی مغفرت فرما۔ اور اے اللہ! اس پر رحمت نازل فرما۔ الحدیث۔

اس کو ابنِ ماجہ، ابن خزیمہ، ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں (الفاظ بھی انہی کے ہیں) اور دارمی نے اپنی مسند میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں کفارات (گناہوں کو مٹانے والی) ہیں، تین درجات (کو بلند کرنے والی) ہیں، تین نجات دلانے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔ کفارات یہ ہیں نمبر 1 سردیوں میں کامل وضو کرنا، نمبر 2 ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا اور نمبر 3 قدموں کا جماعت کے لئے چلنا۔ درجات یہ ہیں نمبر 1 کھانا کھلانا، نمبر 2 سلام کو عام کرنا اور نمبر 3 جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا (تہجد)۔ نجات دلانے والی چیزیں یہ ہیں، نمبر 1 ناراضگی ورضا میں عدل کرنا، نمبر 2 غریبی اور امیری میں میانہ روی اختیار کرنا اور نمبر 3 ظاہر وباطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ اور ہلاکت میں ڈالنے والی چیزیں یہ ہیں۔ نمبر 1 بُخل،

جس کی اطاعت کی جائے، نمبر 2 حرص و لالچ، جس کے پیچھے چلا جائے اور نمبر 3 آدمی کا اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔

اسے بزار (لفظ انہی کے ہیں) اور بیہقی نے روایت کیا۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اسے روایت کرنے والی ہے وغیرہما۔ اس کی اسناد میں اگر چہ کچھ قیل وقال ہے تاہم مجموعی طور پر حسن ہے۔ ان شاء اللہ۔

حدیث:۔ حضرت داؤد بن صالح سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضرت ابوسلمہ نے مجھے فرمایا: اے بھتیجے! جانتے ہو اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا (آل عمران:200)(1) آیت کس بارے میں نازل ہوئی؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: رسول اللہ ﷺ کے (ابتدائی) زمانہ میں جہاد نہیں تھا کہ جس میں ثابت قدمی کا اظہار کیا جاتا۔ بلکہ اس وقت ایک نماز پڑھ چکنے کے بعد دوسری انتظار ہوتا تھا۔ (یہی ثابت قدمی کا اظہار تھا)۔

اس کو حاکم نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حضرتِ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انتظارِ نماز میں بیٹھنے والا نماز میں کھڑے رہنے والے کی مانند ہے۔ "وَيُكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهِ" اور اسے اسی وقت سے نماز پڑھنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے جب وہ اپنے گھر سے نکلتا ہے تا آنکہ اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔

اسے ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور امام احمد وغیرہ نے اس سے کچھ لمبی روایت کی ہے۔ مگر اس میں یہ الفاظ ہیں۔ "نماز کے انتظار میں بیٹھنے والا جو نماز کا خیال رکھتا ہے، نماز میں قیام کرنے والے ہی کی طرح ہے"۔ پوری حدیث "مسجدوں کی طرف جانے" کے باب میں گذر گئی۔

حدیث: نبی پاک ﷺ کی بیعت کرنے والی خواتین میں سے ایک صاحبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ قبیلہ بنی سلمہ سے تعلق رکھنے والے آپکے کچھ صحابہ (رضی اللہ عنہم) بھی تھے۔ ہم نے کھانا پیش کیا۔ آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔ پھر ہم نے وضو کے لئے پانی کا برتن پیش کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو فرمایا: پھر اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تمہیں گناہوں کو مٹا ڈالنے والی چیز بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا۔ فرمایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشکلات (سردی وغیرہ) کے وقت کامل وضو کرنا، مساجد کی جانب قدموں کی کثرت اور ایک نماز پڑھ لینے کے بعد دوسری کا انتظار کرنا۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ایک صاحب غیر معروف ہیں اور باقی اسناد صحیح ہے۔

1۔ صبر کرو، صبر کے ساتھ مقابلہ کرو اور مقابلہ کے وقت ثابت قدم رہو۔ (آل عمران:200)۔ مترجم

ترغیب

نمازِ فجر اور عصر کی پابندی

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ"، جس نے دو ٹھنڈی نمازیں (فجر و عصر) پڑھیں وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوزہیرہ عمارہ بن رُوَیبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: وہ شخص ہرگز جہنم کی آگ میں نہیں جائے گا جس نے آفتاب کے طلوع اور غروب سے پہلے نماز پڑھی۔ یعنی نمازِ فجر اور عصر ادا کی۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو مالک اَشجعی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز فجر ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے اور اس کا حساب و کتاب اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ ہَیثم ابنِ یَمان کے علاوہ اس کے تمام راوی صحیح کے ہیں۔ راوی مذکور میں کچھ کلام ہے۔ بہرحال اس حدیث کے دیگر شواہد موجود ہیں۔ ابو مالک (حدیث کے راوی اول) کا اصل نام سعد بن طارق ہے۔

حدیث: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز فجر پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔ اللہ تم سے اپنے ذمہ (فرض) کا مطالبہ نہیں فرمائے گا۔ اس لئے کہ جس سے اس نے اپنے ذمہ کا مطالبہ فرمالیا (اور اس بندے نے وہ ذمہ یعنی فرض پایا مگر ادا نہ کیا) "ثُمَّ يَكُبُّهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ" تو اس کو منہ کے بل آگ میں پھینکے گا۔ مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نمازِ فجر ادا کی، اس کی ذمہ داری پوری ہوگئی۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی حمایت مباح ہوگئی۔ اور اس کی وفاداری کامل ہوگئی اور مَیں (نبی ﷺ) اس کی ذمہ داری کا چاہنے والا ہوں۔ ابویعلیٰ۔

حدیث: حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے مُخمص (ایک جگہ کا نام ہے) میں نمازِ عصر پڑھائی اور ارشاد فرمایا: یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کی گئی تھی تو انہوں نے اسے ضائع کردیا۔ "وَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ" اور جو شخص اس کی پابندی کرے گا اس کے لئے دوگنا اجر ہوگا۔ (مسلم و نسائی)۔

حدیث: حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نمازِ فجر باجماعت ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم میں ہوگا۔ جس نے اللہ کے ذمہ (عہد) کو توڑا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل آگ میں

گرائے گا۔

اسے ابن ماجہ اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔ اس کی اسناد کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے نمازِ فجر ادا کی تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ضمان میں ہوتا ہے۔ پس تم اللہ کے ساتھ عہد مت توڑو۔ کیونکہ جس نے اس عہد کو توڑا، اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے اس کا مطالبہ کرے گا حتی کہ اسے منہ کے بل دوزخ میں پھینک دے گا۔

اسے امام احمد و بزار نے روایت کیا۔ طبرانی نے بھی کبیر واوسط میں اس جیسی روایت کی ہے۔ اس واقعہ کی ابتدا میں یوں ہے کہ حجاج (بن یوسف) نے حضرت سالم بن عبداللہ (بن عُمر رضی اللہ عنہم) کو ایک آدمی کے قتل کا حکم دیا۔ حضرت سالم نے اس آدمی سے کہا: کیا تو نے نمازِ فجر ادا کی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو سالم نے اس کہا، جا چلا جا۔ حجاج نے سالم سے سوال کیا کہ اس آدمی کے قتل سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ سالم نے جواب دیا: مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: جس نے نماز فجر پڑھی وہ اس دن اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ اس وجہ سے مَیں نے اس بات کو بُرا جانا کہ ایسے آدمی کو قتل کروں جسے اللہ تعالیٰ نے پناہ دے رکھی ہو۔ حجاج نے حضرت (عبداللہ) ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں سنی ہے۔

حافظ کہتے ہیں: پہلی حدیث کی اسناد میں ابن لہیعہ اور دوسری میں یحیٰی بن عبدالحمید حمانی راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ کہتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس رات کے اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں۔ اور نمازِ فجر اور عصر پر جمع ہوتے ہیں۔ پھر رات کو تمہارے پاس رہنے والے آسمانوں پر چلے جاتے ہیں تو ان کا رب ان سے سوال کرتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: ہم انہیں نماز کی حالت میں چھوڑ کر آئے ہیں اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

اسے امام بخاری و مسلم، نسائی اور ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ابنِ خزیمہ کی روایات میں سے ایک میں ہے۔ فرماتے ہیں: ''رات کے اور دن کے فرشتے نمازِ فجر اور نمازِ عصر میں جمع ہوتے ہیں۔ جب فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ تو رات کے فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں اور دن کے فرشتے ٹھہرے رہتے ہیں۔ پھر نمازِ عصر پر جمع ہوتے ہیں تو دن کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور رات کے ٹھہرے رہتے ہیں۔ تو ان کا پروردگار ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ تو وہ عرض کرتے ہیں: ''اَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَتَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ فَاغْفِرْ لَهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ'' جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم انہیں چھوڑ کر آئے تو اس وقت بھی وہ نماز ہی پڑھ رہے تھے۔ قیامت کے روز ان کی مغفرت فرمادے''۔

ترغیب

نمازِ فجر وعصر پڑھنے کے بعد جائے نماز پر بیٹھنا

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی پھر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا حتی کہ آفتاب طلوع ہوگیا پھر دو رکعت (اشراق) ادا کیں تو "كَانَتْ لَهُ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ" قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ" اس کے لئے ایک حج اور ایک عمرہ کا اجر ہے۔ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: کامل حج اور کامل عمرہ کا اجر ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: انہی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے لوگوں کے ساتھ نمازِ فجر ادا کر کے بیٹھے رہنا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، مجھے اولادِ اسمٰعیل (علیہ السلام) میں سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے اور نمازِ عصر ادا کر کے ان اللہ کے ذاکرین کے ساتھ بیٹھنا حتی کہ سورج غروب ہو جائے مجھے اولادِ اسمٰعیل (علیہ السلام) میں سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

اسے ابوداؤد اور ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ نے "موضعین" میں کہا: "مجھے اولادِ اسمٰعیل (علیہ السلام) میں سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ جن میں سے ہر غلام کی دیت بارہ ہزار (درہم) ہو"۔ اس کو ابن ابی الدنیا نے پہلے حصے کے ساتھ روایت کیا ہے مگر اس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ "اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ" مجھے ان تمام اشیاء سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے" (سارے جہان سے زیادہ محبوب ہے)

حدیث: حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی نمازِ فجر پڑھنے کے بعد اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہا حتی کے چاشت (کے وقت) کی دو رکعت ادا کیں اس دوران میں سوائے خیر کے کوئی بات نہ کی ہو "غُفِرَ لَهٗ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ" تو اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

اسے امام احمد، ابوداؤد اور ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے۔ میرے گمان میں ابویعلیٰ کے الفاظ اس طرح ہیں: "جس نے صبح کی نماز ادا کی پھر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا حتی کہ آفتاب طلوع ہوگیا، "وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" اس کے لئے جنت واجب ہوگئی"۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جس نے نمازِ فجر پڑھی پھر اللہ کے ذکر (تلاوت و درود وغیرہ) میں مشغول رہا حتی کہ سورج طلوع ہوگیا۔ پھر اس نے دو یا چار رکعات پڑھیں تو اس کی جلد کو آگ نہیں چھوئے گی اور اس کی جلد حسین ہو جائے گی پھر یہ حسن بڑھتا رہے گا۔ (بیہقی)

حدیث: سیدہ عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہتی ہیں: میں نے سیدہ اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا: وہ فرماتی تھیں کہ مَیں نے سنا: رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: جس نے نمازِ فجر پڑھی پھر اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ دنیوی معاملات میں سے کوئی لغو بات نہ کی اور اللہ کا ذکر کرتا رہا حتی کہ چاشت کی چار رکعات پڑھ لیں تو گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جائے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا کہ اس وقت اس پر کوئی گناہ نہیں تھا(1)۔

ابو یعلیٰ وطبرانی، الفاظ ابو یعلیٰ کے ہیں۔

حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا۔ اہلِ لشکر نے بہت سا مالِ غنیمت حاصل کیا اور بہت جلد واپس لوٹ آئے۔ ہم میں سے ایک صاحب جو لشکر کے ہمراہ نہیں گئے تھے کہنے لگے: ہم نے ایسا کوئی لشکر نہیں دیکھا جو اس لشکر سے جلدی واپس لوٹا ہو اور اس سے زیادہ مالِ غنیمت ساتھ لایا ہو۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا مَیں تمہیں ایسے لوگ نہ بتاؤں جو مالِ غنیمت بھی بہت حاصل کرتے ہیں اور لوٹ بھی جلدی آتے ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو نمازِ فجر میں (جماعت کے ساتھ) حاضر ہوتے ہیں پھر (نماز پڑھنے کے بعد بیٹھ کر طلوعِ آفتاب تک اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں "اُولٰٓئِکَ اَسْرَعُ رَجْعَۃً وَّاَفْضَلُ غَنِیْمَۃً" یہی ہیں وہ لوگ جو جلدی لوٹ آنے والے اور زیادہ غنیمت (ثواب) حاصل کرنے والے ہیں۔

اسے امام ترمذی نے اپنی جامع کے باب "دعوات" میں روایت کیا ہے۔ اور بزار، ابو یعلیٰ اور ابنِ حبان نے بھی اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ بزار نے اپنی روایت میں ذکر کیا کہ "ہم نے ایسا لشکر نہیں دیکھا" یہ کہنے والے حضرتِ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ "نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ)! کیا مَیں تمہیں ایسا شخص نہ بتاؤں جو بہت جلد لَوٹنے والا اور بہت مالِ غنیمت (ثواب) حاصل کرنے والا ہے؟ یہ وہ شخص جو نمازِ فجر با جماعت پڑھے پھر طلوعِ آفتاب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے"۔

ترغیب

نمازِ فجر، عصر اور مغرب کے بعد ذکر کرنا

حدیث: حضرت حارث بن مسلم تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں: حضرتِ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جب تم فجر کی نماز پڑھ چکو تو بات کرنے سے پہلے "اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ" (اے اللہ! مجھے آگ سے پناہ عطا فرما) سات مرتبہ پڑھ لیا کرو پھر اگر تم اس دن مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آگ سے امان لکھ دے گا۔ اور جب مغرب کی نماز

خلاصہ

1۔ اس باب میں مذکورہ احادیث میں نمازِ اشراق اور نمازِ چاشت کا بیان فرمایا گیا ہے۔ نمازِ اشراق کا وقت طلوعِ آفتاب کے بیس پچیس منٹ بعد ہے اور چاشت کا بہتر وقت دن کا چوتھائی حصہ گذرنے پر سے نصف النہار شرعی تک ہے۔ اشراق کی دو رکعت اور چاشت کی دو سے بارے رکعات تک ہیں۔ ترمذی و ابنِ ماجہ میں ہے: سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: جس نے چاشت کی بارے رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔ (مترجم)

پڑھ لوتو کوئی کلام کرنے سے پہلے سات مرتبہ ''اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ'' پڑھ لیا کرو اب اگر تم اس رات میں فوت ہو گئے تو ''کَتَبَ اللّٰہُ لَکَ جِوَارًا مِّنَ النَّارِ'' اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آگ سے امان لکھ دے گا۔

اسے امام نسائی نے انہی الفاظ کے ساتھ اور ابوداؤد نے حارث بن مسلم سے اور انہوں نے اپنے باپ مسلم بن حارث سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کے وقت ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ(1)'' دس مرتبہ پڑھ لیا، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا، دس گناہ مٹا دے گا، دس درجے بلند فرما دے گا، اس کے لئے چار غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔ شام تک اس کے لئے یہ (کلمات شیطان سے) حفاظت ہوں گے۔ اور جو شخص نمازِ مغرب پڑھنے کے بعد یہ کلمات پڑھ لے گا تو صبح تک اسی طرح ہوگا۔

اسے امام احمد، نسائی اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ الفاظ ابنِ حبان کے ہیں۔ ان کی ایک اور روایت میں ہے: ''وَکُنَّ لَہٗ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ'' یہ الفاظ اس (پڑھنے والے) کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوں گے''۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص نماز فجر کے بعد تین مرتبہ اور نمازِ عصر کے بعد تین مرتبہ ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ(2)'' کہہ لے، ''کُفِّرَتْ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ'' اس کے گناہ مٹ جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ اسے ابنِ سنی نے اپنی کتاب میں روایت کیا۔

ترہیب

بلا عذر نمازِ عصر(3) فوت کر دینا

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: جنابِ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃَ

1۔ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں، اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (مترجم)

2۔ ترجمہ: میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں جو حي و قیوم ہے۔ اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ یہ وظائف تسبیحاتِ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے علاوہ ہیں۔

3۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ (البقرۃ:238)
ترجمہ: پابندی کرو نمازوں کی اور درمیانی نماز کی اور اللہ کے لئے عاجزی کے ساتھ کھڑے رہا کرو۔
درمیانی نماز سے مراد نمازِ عصر ہے۔ حضرتِ علی، حضرتِ عبداللہ بن مسعود اور سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کا فرمان اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہی ہے۔ جنگ خندق میں نمازِ عصر قضاء ہوگئی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کافروں کی قبور کو آگ سے بھر دے جنہوں نے ہمیں درمیانی نماز سے مصروف رکھا۔ بخاری و مسلم۔ (مترجم)

الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ'' جس نے نمازِ عصر ترک کردی، اس کے اعمال باطل ہو گئے۔

اسے امام بخاری، نسائی اور ابنِ ماجہ نے روایت کیا۔ ابنِ ماجہ کے الفاظ ہیں کہ فرمایا: ''ابر آلود دن میں نماز کے لئے جلدی کرو۔ کیونکہ جس کی نمازِ عصر فوت ہو گئی اس کے اعمال باطل ہو گئے''۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی سرور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلَّذِیْ تَفُوْتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ'' وہ شخص جس کی نمازِ عصر فوت ہو جاتی ہے وہ گویا اپنے اہل وعیال اور مال گنوا بیٹھتا ہے۔

اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے آخر میں فرمایا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''نمازِ عصر فوت ہو جانے کا مطلب ہے کہ وقتِ عصر گذر جائے''۔

ترغیب

حسن نیت کے ساتھ درست امامت کرنا

ترہیب

وہ امام جو یہ صفات نہ رکھتا ہو

حدیث: حضرت ابوعلی مصری رحمۃُ اللہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: ہم حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کہیں سفر میں تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ ہم نے چاہا کہ وہ ہمیں امامت کرائیں۔ تو وہ فرمانے لگے: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو کسی قوم کا امام بنا اگر اس نے ٹھیک ٹھیک امامت کرائی تو اسے بھی پورا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے لئے بھی کامل اجر ہوگا۔ ''وَاِنْ لَّمْ یُتِمَّ فَلَهُمُ التَّمَامُ وَعَلَیْهِ الْاِثْمُ'' اور اگر اس نے امامت درست نہ کرائی۔ (شروط وارکان میں کہیں کمی بیشی کی) تو مقتدیوں کو تو پورا پورا اجر ملے گا مگر یہ امام گناہ گار ہوگا۔

اسے امام احمد (الفاظ انہی کے ہیں) ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ابنِ خزیمہ اور ابنِ حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: ''جس نے لوگوں کی امامت کی پھر ٹھیک وقت پر کامل نماز پڑھائی تو یہ اور اس کے مقتدی (جماعت کا) ثواب پائیں گے۔ اور جس نے ان چیزوں میں کوئی کمی بیشی کی تو یہ گناہ گار ہوگا۔ مقتدی گناہ گار نہیں ہوں گے''۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کی امامت کرائے تو اسے چاہیے کہ اللہ سے ڈرے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ ایسا امین ہے جس سے اس کی امانت کے متعلق سوال ہوگا۔ اگر صحیح صحیح امامت کرائی تو اسے اپنے پیچھے نماز پڑھنے والوں کے برابر اجر ملے گا جبکہ ان کے اجر میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی اور اگر امامت میں کوئی نقص ہوا تو اس کا گناہ اسی پر ہوگا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں مبارک بن عباد کی روایت سے ذکر کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ روای کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا قیامت کے دن ہوگا۔ پہلا وہ بندہ جو اپنے اللہ کے اور اپنے آقا کے حقوق ادا کرے۔ دوسرا وہ آدمی جو کسی قوم کی امامت کرائے جبکہ وہ قوم اس کی امامت پر راضی ہو۔ اور تیسرا وہ شخص جو ہر رات دن میں پانچ نمازوں کے لئے ندا (اذان) دیتا ہو۔

اس کو امام احمد و امام ترمذی نے روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ طبرانی نے بھی صغیر و اوسط میں اچھی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں۔ ''جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص وہ ہیں کہ بڑی

گھبراہٹ (قیامت کی ہولناکی) انہیں خوف زدہ نہ کر سکے گی۔ نہ انہیں حساب وکتاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور مخلوقات کے حساب سے فراغت تک وہ مشک کے ٹیلوں پر رہیں گے۔ ان میں پہلا شخص وہ ہے جس نے اللہ کی رضا کے لئے قرآن پڑھا اور اس سے کسی قوم کی امامت کی حالانکہ وہ قوم اس پر راضی (1) ہو'' ۔الحدیث۔

اس باب میں اس قسم کی اور احادیث بھی ہیں جن میں یہ بھی ہے۔ ''اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَّالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمِنٌ'' امام (مقتدیوں کی نماز کا) ضامن اور مؤذن امین ہے''۔

ترہیب

ایسے آدمی کی امامت جسے لوگ ناپسند کرتے ہوں

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ہیں کہ اللہ ان کی نماز قبول نہیں فرماتا۔ ''مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَّھُمْ لَهٗ كَارِھُوْنَ'' ایک وہ آدمی جو کسی قوم کا امام بنے حالانکہ وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں، دوسرا وہ جو نماز کو بہت دیر کر کے پڑھتا ہے یعنی اس وقت پڑھتا ہے جب اس کا وقت فوت ہو چکا ہوتا ہے۔ اور تیسرا وہ شخص جو کسی آزاد کو اپنا غلام بنالے۔

اسے ابوداؤد وابن ماجہ نے عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی کی روایت سے بیان کیا ہے۔

حدیث: حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کسی قوم کو امامت کرائی۔ جب فارغ ہوئے تو کہا: میں نماز پڑھانے سے پہلے تم لوگوں سے اجازت طلب کرنا بھول گیا تھا۔ کیا تم میرے نماز پڑھانے پر راضی ہو؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ اے رسول اللہ ﷺ کے جان نثار! بھلا اسے ناپسند کون کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص کسی قوم کو نماز پڑھائے درانحالیکہ وہ قوم اسے ناپسند کرتی ہو ''لَمْ تُجَاوِزْ صَلٰوتُهٗ اُذُنَيْهِ'' تو اس کی نماز اس کے کانوں سے آگے نہیں بڑھتی۔ (قبول نہیں ہوتی)۔

طبرانی نے اسے کبیر میں سلیمان بن ایوب کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ یہ طلحی کوفی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ان کی منکر روایات بھی ہیں۔

حدیث: حضرت عطا بن دینار ھذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین افراد ہیں جن کی نماز کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ نہ ان کی نماز آسمان کی طرف چڑھتی ہے اور نہ ان کے سروں سے آگے بڑھتی ہے۔ ایک وہ شخص جو کسی قوم کو نماز پڑھائے جبکہ وہ اسے ناپسند کرتی ہو۔ دوسرا وہ جو کسی جنازے کی نماز پڑھائے حالانکہ اسے اس کا امر نہ دیا

1۔ قوم کے راضی ہونے سے مراد یہ ہے کہ امام پر انہیں کوئی شرعی اعتراض نہ ہو۔ وگرنہ آجکل لوگ اماموں پر کہاں راضی ہوتے ہیں؟ الا ماشاء اللہ ہر مقتدی اما م کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حق بات سننا گوارا نہیں کرتا۔ تجربہ ہے کہ جو بات، جو مسئلہ عوام کے اطوار، رسوم ورواج اور مفادات کے خلاف ہو چاہے قرآن پاک کی آیت ہو یا صحیح بخاری کی روایت، وہ عوام کی ناراضگی کا باعث بن جاتی ہے۔ لائق صد مبارک باد ہیں وہ ائمہ وخطباء جو ایسی ناراضگیوں کی پروا نہ کرتے ہوئے حق بات کہتے ہیں۔ (مترجم)

گیا ہو۔ اور تیسری وہ عورت جس کا شوہر اس کو اپنے پاس بلائے تو یہ انکار کردے۔

اسے ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسی طرح مرسلاً روایت کیا ہے۔ اس کی ایک اور سند بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین افراد کی نماز ان کے سروں سے بالشت بھی اوپر نہیں جاتی۔ وہ آدمی جو کسی قوم کو نماز پڑھائے اور وہ قوم اسے ناپسند کرتی ہو۔ وہ عورت جو رات اس حال میں گذارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور وہ دو بھائی جو آپس میں قطع تعلق کئے ہوئے ہوں۔

اسے ابن ماجہ و ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین انسانوں کی نماز ان کے کانوں سے آگے نہیں جاتی۔ نمبر 1 بھاگا ہوا غلام جب تک لوٹ نہ آئے۔ نمبر 2 عورت جو اس حال میں رات بسر کرے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور نمبر 3 کسی قوم کا امام جسے قوم (1) پسند نہ کرتی ہو۔

ترمذی شریف، امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

1۔ یہاں بھی ناپسندیدگی سے مراد شرعاً ناپسندیدہ ہونا ہے۔ خیال رہے کہ عنوانِ باب سے متعلق تو ایک حدیث کا نقل کردینا ہی کافی تھا مگر مترجم نے دیگر فوائد کے پیشِ نظر متعدد احادیث کو شاملِ باب کرلیا۔ مثلاً نماز کو بہت تاخیر سے ادا کرنا، بیوی کا شوہر کے حقوق ادا نہ کرنا، غلام کا آقا سے بھاگ جانا اور بھائیوں کا آپس میں قطع رحمی کرنا وغیرہ ایسے گناہ ہیں جو نماز کی قبولیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ لہٰذا نمازی حضرات کو ان کی طرف بھی خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ (مترجم)

ترغیب

صفِ اوّل کی فضیلت۔صفوں کو سیدھا کرنا اور مل کر کھڑے ہونا

دائیں جانب کی فضیلت اور دوسرے کی اذّیت کے ڈر سے آخری صف میں نماز پڑھنا

حدیث: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَهِمُوْا عَلَیْهِ لَاسْتَهَمُوْا'' اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اذان میں اور پہلی صف میں کیا (خیر و برکت) ہے پھر اگر سوائے قرعہ اندازی کے اس کو نہ حاصل کر سکتے تو ضرور قرعہ اندازی کرتے۔

مسلم و بخاری۔

حدیث: یہ روایت بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا''مردوں کی بہترین صف پہلی اور بدترین آخری ہے۔اور عورتوں کی بہترین صف آخری اور بدترین پہلی ہے(1)۔

مسلم، ابوداوٗد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔صحابہ رضوان اللہ علیہم کی جماعت سے یہ حدیث مروی ہے۔جن میں حضرت ابن عباس، عمر بن خطاب، انس بن مالک، ابوسعید، ابوامامہ اور جابر بن عبداللہ وغیرھم رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

حدیث: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ پہلی صف کے لئے تین مرتبہ دعائے مغفرت فرمایا کرتے تھے ''وَلِلثَّانِیْ مَرَّةً''اور دوسری صف کے لئے ایک مرتبہ۔

اسے ابن ماجہ، نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بر شرط بخاری ومسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ'' بے شک اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر درود بھیجتے ہیں(اللہ رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! اور دوسری صف پر بھی؟ فرمایا: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر درود بھیجتے ہیں۔انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! اور دوسری صف پر؟ فرمایا: اور دوسری صف پر بھی۔اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو سیدھا رکھو۔اپنے کندھوں کو برابر کرو۔اپنے بھائیوں کے سامنے نرمی اختیار کیا کرو اور خلا پُر کرو کیونکہ شیطان تمہارے درمیان بھیڑ کے بچوں کی طرح داخل ہو جاتا ہے۔

1۔ یہ اس وقت ہے جب مرد اور عورتیں ایک جماعت میں شامل ہوں۔چونکہ اس صورت میں عورتوں کی صفوف مردوں کے آخر میں ہوتی ہیں۔مردوں کی آخری صف کا عورتوں کی پہلی صف کے ساتھ اختلاط کا اندیشہ ہوتا ہے۔اس لئے ان کو بدترین فرمایا گیا۔اور مردوں کی پہلی صف کا عورتوں کی آخری صف کے ساتھ ایسا کوئی خدشہ نہیں ہوتا۔اس لئے ان کو بہترین قرار دیا گیا۔اگر مرد اور عورتیں الگ تھلگ نماز پڑھ رہے ہوں تو پھر یہ حکم نہیں ہوگا۔(مترجم)

اس کو امام احمد نے اچھی اسناد کے ساتھ اور طبرانی وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صف کی ایک طرف سے تشریف لاتے۔لوگوں کے سینوں اور کندھوں کو برابر فرماتے اور ارشاد فرمایا کرتے:"لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ" آپس میں اختلاف نہ کیا کرو(کھڑا ہونے میں آگے پیچھے نہ ہوا کرو) ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔بے شک اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر درود بھیجتے ہیں۔(ابن خزیمہ)

حدیث: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صفیں بناتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! فرشتے اپنے رب کے سامنے کس طرح صفیں بناتے ہیں؟ فرمایا: "یُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ وَیَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ" وہ پہلی صف مکمل کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

مسلم،ابوداؤد،نسائی وابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خِیَارُکُمْ اَلْیَنُکُمْ مَنَاکِبَ فِی الصَّلٰوۃِ" تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جو نماز میں اپنے کندھوں کو نرم رکھتے ہیں(1)۔ابوداؤد۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں۔نماز کی اقامت ہو چکی تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اپنی صفیں سیدھی کرو اور مل کر کھڑے ہوا کرو "فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ" کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں (سبحان اللہ)۔

بخاری ومسلم۔اور بخاری شریف کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ "ہم میں سے ہر کوئی اپنے ساتھی کے کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑا ہوتا تھا"۔

حدیث: سیدہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اس کے ملائکہ صفوں کے دائیں جانب والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

ابوداؤد،ابن ماجہ باسناد حسن۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔فرماتے ہیں: ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو اس بات کو محبوب رکھتے تھے کہ آپ ﷺ کی دائیں جانب کھڑے ہوں تاکہ (سلام کے بعد) آپ ﷺ ہماری طرف توجہ فرمائیں۔(چہرہ شریف ہماری طرف ہو) مَیں نے سنا: رسول اللہ ﷺ دعا فرماتے تھے:"رَبِّ قِنِیْ

1۔مطلب یہ ہے کہ اگر صف میں کہیں خلاء رہ گیا ہو اور اسے پر کرنے کے لئے کوئی صاحبِ صف میں داخل ہونا چاہیں تو انہیں روکتے نہیں۔یا اگر پہلی صف پوری ہو چکی ہو تو بعد میں آنے والا اکیلا ہو اور اگلی صف سے کسی کو پیچھے کر کے اپنے ساتھ کھڑا کرنا چاہتا ہو تو اس کے لئے پیچھے ہو جاتے ہیں۔کیونکہ اکیلا پچھلی صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔(مترجم)

عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ'' اے میرے رب! مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ (یہ دعا تعلیم امت کے لئے ہے)۔ مسلم۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے پہلی صف اس خوف سے چھوڑ دی کہ کہیں کسی کو تکلیف نہ پہنچ جائے ''اَضْعَفَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ'' تو اللہ تعالیٰ اس کو پہلی صف سے دو گنا زیادہ اجر عطا فرمائے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

ترغیب

صف کو مکمل اور خلا کو پر کرنا

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ صف کی ایک جانب سے دوسری جانب تشریف لے جاتے۔ ہمارے کندھوں اور سینوں کو چھوتے اور ارشاد فرماتے: مختلف ہو کر کھڑے نہ ہوا کرو کہ کہیں تمہارے دل مختلف نہ ہو جائیں۔ راوی فرماتے ہیں: اور سرکار ﷺ یہ بھی فرماتے تھے: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو پہلی صف کو مکمل کرتے ہیں۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ'' جس نے صف کو ملایا (مکمل کیا) اللہ اس کو ملائے گا اور جس نے صف کو توڑا اللہ اس کو توڑے گا۔

نسائی، ابنِ خزیمہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِي الصَّفِّ غُفِرَ لَهٗ'' جو صف کے اندر خلا کو پر کرے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ البزار باسناد حسن۔

حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام وہب بن عبداللہ سوائی ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں ان لوگوں پر جو صفوں کو ملاتے ہیں (پورا کرتے ہیں) اور جو بندہ صف کو ملاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ (جنت میں) بلند فرما دیتا ہے ''وَذَرَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَآئِكَةُ مِنَ الْبِرِّ'' اور فرشتے اس پر نیکیوں کی بارش کر دیتے ہیں۔

خلاصہ

اگلی صفوں کو پہلے مکمل کرنا، درمیان میں ہر خلا کو پُر کرنا، اور صف کی بائیں جانب کو بالکل نہیں چھوڑ دینا چاہیے بلکہ اس جانب بھی کھڑا ہونا چاہیے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔اس کی اسناد ٹھیک ہے۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ درود بھیجتے ہیں ان پر جو پہلی صفوں کو ملاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اس قدم سے بڑھ کر دوسرا کوئی قدم پیارا نہیں جو بندہ صف کو پورا کرنے کے لئے اٹھاتا ہے۔ابوداؤد۔

حدیث: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دو قدم ہیں کہ ان میں سے ایک تو اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہے اور دوسرا نہایت ہی ناپسندیدہ۔ جسے اللہ پسندیدہ رکھتا ہے وہ اس آدمی کا قدم ہے جس نے صف کے اندر خلا دیکھا تو اس نے بند کر دیا (یعنی قدم اٹھا کر وہاں پہنچا) اور جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے وہ اس شخص کا قدم ہے جس نے اٹھتے وقت دائیں قدم کو لمبا کیا پھر اس پر ہاتھ رکھا اور بائیں قدم کو زمین پر لگائے رکھا پھر اٹھا۔ (متکبرانہ طریقہ سے اٹھتا ہے)

(حاکم) امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بر شرطِ مسلم صحیح ہے۔

حدیث: روایت ہے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ مسجد کی بائیں جانب غیر آباد ہوگئی ہے (اس جانب کوئی بھی نہیں کھڑا ہوا) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسجد کی بائیں جانب کو آباد کرے گا اس کے لئے دوگنا اجر لکھا جائے گا۔ (ابنِ خزیمہ وغیرہ)۔

ترہیب

مردوں کا اپنی پچھلی صفوں میں اور عورتوں کا اپنی اگلی صفوں میں ہونا نیز صفوں کا ٹیڑھا ہونا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی افضل صف پہلی اور ابتر آخری ہے اور عورتوں کی بہتر صف آخری اور ابتر پہلی ہے۔

مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو پیچھے رہتے دیکھا تو فرمایا: آگے آؤ میری پیروی کرو اور تمہارے پیچھے والے تمہاری پیروی کریں: ''لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَأَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ'' کوئی قوم پیچھے ہٹتی رہی تو اللہ تعالیٰ بھی اسے (اپنی رحمت سے) پیچھے کر دے گا۔

مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ۔

حدیث: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز کے وقت ہمارے کندھوں کو چھوا کرتے اور فرماتے: برابر کھڑے رہا کرو اور آگے پیچھے نہ ہوا کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔تم میں سے اہلِ عقل اور سمجھدار میرے قریب کھڑے ہوں۔ پھر وہ جوان سے قریب تر ہوں۔ پھر وہ جوان کے قریب ہوں۔ مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ضروری ہے کہ تم اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو مختلف کر دے گا(1)۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ۔ بخاری کے علاوہ صحاح کی باقی کتابوں میں یہ روایت بھی ہے کہ ''جنابِ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرمایا کرتے تھے جیسا کہ کسی تیر کی لکڑی کو سیدھا فرما رہے ہوں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے دیکھ لیا کہ ہم صف سیدھا کرنا سیکھ گئے ہیں۔ پھر ایک دن تشریف لاکر کھڑے ہوئے نماز کی تکبیر کہنے ہی والے تھے کہ ایک آدمی کو صف سے سینہ آگے نکالے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: ''عِبَادَ اللّٰهِ: لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ'' اللہ کے بندو! اپنی صفیں سیدھی کیا کرو ورنہ اللہ تمہارے اندر اختلاف پیدا فرما دے گا (یا صورتیں تبدیل کر دے گا)''۔ اور ابوداؤد و ابنِ حبان کی روایت میں اس طرح ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اپنی صفیں سیدھی کرلو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔ راوی فرماتے ہیں: پھر میں نے دیکھا کہ ہر آدمی اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ کندھا، گھٹنے کے ساتھ گھٹنا اور ٹخنے کے ساتھ ٹخنہ ملاتا تھا''۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: صفوں کو ضرور برابر رکھا کرو۔ ورنہ تمہارے چہرے بگاڑ دیئے جائیں گے یا تمہاری آنکھیں اندھی کر دی جائیں گی یا تمہاری نظر اچک لی جائے گی۔

اسے امام احمد و طبرانی نے روایت کیا ہے۔

1۔ یعنی تمہاری صورتیں تبدیل کر دے گا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ یا تمہارے درمیان اختلاف پیدا فرما دے گا۔ (مترجم)

ترغیب

اِمام کے پیچھے آمین کہنا اور دُعا وغیرہ کا بیان

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے ''فَقُوْلُوْا: اٰمِيْن، فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ''، تم 'امین'' کہا کرو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو گیا اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

مالک، بخاری، مسلم، ابوداوٗد، نسائی، ابن ماجہ۔ اس حدیث کے الفاظ بخاری کے ہیں۔ بخاری کی ایک اور روایت ہے کہ ''جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمان پر امین کہتے ہیں۔ اگر ایک دوسرے کے ساتھ موافق ہو گیا تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔ ابن ماجہ ونسائی کی روایت میں ہے۔ ''جب قاری (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو''۔ اور نسائی کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لئے کہ جس کا کلام فرشتوں کے کلام کے موافق ہو گیا ''غُفِرَ لِمَنْ فِي الْمَسْجِدِ'' تو جو بھی مسجد میں موجود ہوگا اس کی مغفرت ہو جائے گی''۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہود نے اتنا حسد تمہارے اوپر کسی چیز کے متعلق نہیں کیا جتنا تمہارے سلام اور امین کہنے پر کیا۔

اسے امام ابنِ ماجہ نے اسنادِ حسن کے ساتھ، ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔ امام احمد کے الفاظ یہ ہیں۔ ''جنابِ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہود کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے ہمارے اوپر کسی چیز کے متعلق اتنا حسد نہیں کیا جتنا کہ جمعہ پر کیا جس کی ہمیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی اور وہ اس سے گمراہ ہوئے۔ جتنا کہ قبلہ پر کیا جس کی اللہ نے ہمیں ہدایت دی اور وہ گمراہ ہو گئے اور جس قدر ہمارے امام کے پیچھے آمین کہنے پر کیا''۔

اس کو طبرانی نے بھی اوسط میں اُسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں ''بے شک یہود نے اپنے دین کو بوجھ بنا لیا ہے۔ یہ سخت حاسد لوگ ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں پر تین چیزوں سے بڑھ کر کسی چیز میں حسد نہیں کیا۔ (وہ تین یہ ہیں) السلام علیکم کا جواب دینا، صفیں سیدھی کرنا اور فرض نمازوں میں امام کے پیچھے آمین کہنا''۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تین چیزیں عطا فرمائی ہیں۔ نمبر 1 اس نے مجھے سیدھی صفوں کے ساتھ نماز دی، نمبر 2 مجھے وہ سلام عطا فرمایا جو اہلِ جنت کا سلام ہے۔ اور نمبر 3 آمین عطا فرمائی۔ مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو یہ چیزیں نہ دی گئیں۔ ہاں اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے حضرت ہارون علیہ السلام کو آمین دی تھی اور ہارون علیہ السلام آمین کہا کرتے تھے۔

اسے ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں زربی مولیٰ آلِ مہلب کی روایت سے بیان کیا ہے اور اس کے ثبوت میں کچھ تردد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے، پیچھے والے ''آمین'' کہیں۔ جب یہ زمین والوں اور آسمان والوں کی آمین سے مل جاتی ہے تو بندے کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ فرمایا: جو آدمی آمین نہیں کہتا، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کسی قوم کے ساتھ جہاد کے لئے نکلا، پھر انہوں نے تیر پھینکے۔ سب کے تیر (کمان سے) نکل گئے مگر اس کا تیر نہیں نکلا تو یہ کہتا ہے: میرے تیر کو کیا ہو گیا کہ یہ نکلا نہیں؟ کوئی کہنے والا اس کو کہتا ہے: ''اِنَّكَ لَمْ تَقُلْ اٰمِیْنَ'' تو نے آمین نہیں کہی۔

اس روایت کو ابو یعلیٰ نے لیث بن ابی سلیم کی روایت سے بیان کیا۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: نبی سرور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو ''فَقُوْلُوْا: اٰمِیْنَ، یُجِبْكُمُ اللّٰهُ'' تم آمین کہا کرو، اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے بھی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے۔ جس میں ہے۔ ''جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کر لیا کرو اور تم میں سے بزرگ کو امامت کرانی چاہیے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم مین کہا کرو، اللہ قبول فرماتا ہے''۔

حدیث: حضرت حبیب بن سلمہ فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یہ بڑے مقبول الدعا تھے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی گروہ اکٹھا نہیں ہوتا کہ اس میں بعض دعا کریں اور بعض آمین کہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما لیتا ہے۔ حاکم۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ قوم میں سے ایک آدمی نے کہا ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا''۔ (نماز کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: یہ کلمات کہنے والا کون ہے؟ قوم میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مَیں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! یہ مجھے بہت اچھے لگے ہیں۔ ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ذَالِكَ'' جب سے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے مَیں نے کلمات (1) کو کبھی ترک نہیں کیا۔ مسلم۔

حدیث: حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ہم نبی پاک ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے سر شریف رکوع سے اٹھایا فرمایا ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' پیچھے سے ایک صاحب نے کہا: ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَكًا فِیْهِ'' جب آپ ﷺ نے نماز ختم کی، فرمایا: بولنے والا کون ہے؟ ان

1۔ ممکن ہے ان صاحب نے یہ الفاظ نماز میں شامل ہونے سے پہلے پڑھے ہوں یا نماز میں ذرا بلند آواز سے کہے ہوں کہ سید عالم ﷺ نے سماعت فرما لئے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کلمات پڑھے تو آہستہ ہوں مگر آپ ﷺ نے اپنے خداداد علم سے جان لئے۔

صاحب نے عرض کیا: مَیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''رَأَیْتُ بِضْعَةً وَّ ثَلَاثِیْنَ مَلَکاً یَبْتَدِرُوْنَهَا اَیُّهُمْ یَکْتُبُهَا اَوَّلُ'' مَیں نے دیکھا کہ تیس سے زیادہ ملائکہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے تھے کہ کون اس کو پہلے لکھتا ہے۔

مالک، بخاری، ابوداؤد، نسائی۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' کہے تو تم ''اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' کہو۔ کیونکہ جس کی بات ملائکہ کی بات کے موافق ہوگئی، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اس کو بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت فرمایا ہے۔ اور بخاری ومسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے۔

''(جب امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے) تُم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ(1)، (واؤ کے ساتھ) کہو''۔

1۔ اس باب کے متعلق چند باتیں ذہن نشین رہیں۔ نمبر 1 ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' اور ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ''۔ واؤ کے ساتھ یا بغیر واؤ کے دونوں طرح درست اور ثابت بالحدیث ہے۔ نمبر 2 امام ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' کہے گا اور مقتدی ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ یا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ''۔ نمبر 3 احناف کے نزدیک امین آہستہ کہی جائے۔ بلند آواز سے کہنا درست نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً (اعراف:55) دعا مانگو اپنے رب سے عاجزی کے ساتھ آہستہ۔ چونکہ آمین بھی دعا ہے۔ اس لئے آہستہ کہی جائے گی۔ ترمذی، کتاب الصلوٰۃ باب ماجآء فی التامین میں ہے۔ ''اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْن وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ'' نبی پاک ﷺ نے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ پڑھا تو آمین کہا اور اپنی آواز شریف کو آہستہ کیا۔ اس مضمون کی احادیث متعدد کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ علاوہ ازیں اسی باب میں آپ پڑھ چکے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کی آمین ملائکہ کی امین سے موافق ہوگئی، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے'' ظاہر ہے موافقت آہستہ امین کہنے میں ہے کیونکہ ملائکہ آہستہ ہی کہتے ہیں۔

جہاں کہیں نبی سرور ﷺ کا بآواز بلند آمین کہنا مذکور ہے۔ وہ احناف کے ہاں تعلیم امت کے لئے ہے۔

بایں ہمہ موجودہ دور میں بآواز بلند یا آہستہ آمین کہنے کو وجہِ نزاع بنانا کوئی دانش مندی نہیں۔ حدیث سے بآوازِ بلند کہنا بھی ثابت ہے اور بہت سے ائمہ اسلام کا مذہب ہے مثلاً امام شافعی وغیرہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ان ائمہ کرام نے تو اسے وجہ نزاع نہیں بنایا۔ پھر ہم کیوں بنائیں؟ اللہ تعالیٰ اس امتِ مرحومہ کو اتفاق واتحاد کی نعمت کا احساس عطا فرمائے۔ آمین۔ (مترجم)

ترہیب

رکوع وسجود میں مقتدی کا اِمام سے پہلے سر اُٹھالینا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی رکوع یا سجدے سے امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے تو کیا وہ اس بات سے ڈرتا نہیں کہ "اَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ رَأْسَہٗ رَأْسَ حِمَارٍ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ صُوْرَۃَ حِمَارٍ" اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے یا اللہ اس کی شکل کو گدھے کی شکل بنادے۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ۔

اور طبرانی نے اوسط میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں۔" جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بے خوف نہ ہو جب وہ امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کے سر کو کتے کا سر بنادے"۔

طبرانی نے اسے کبیر میں بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: اور انہی (ابوہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی پاک ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص امام سے پہلے جھکتا اور پہلے اٹھتا ہے "اِنَّمَا نَاصِیَتُہٗ بِیَدِ شَیْطَانٍ" اس کی پیشانی تو شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے(1)۔

اسے بزار اور طبرانی نے باسنادِ حسن روایت کیا ہے۔

1۔ امام سے پہلے رکوع وسجود میں جانا یا پہلے اُٹھنا اگر اس طرح ہو کہ امام ومقتدی رکوع یا سجود میں ایک دوسرے کے ساتھ مل ہی نہ پائیں یعنی امام ابھی رکوع یا سجود میں گیا ہی نہیں کہ مقتدی اس سے پہلے ہی اُٹھ آیا تو ایسے مقتدی کی نماز سرے سے ہوتی ہی نہیں۔ اور اگر رکوع وسجود میں مل تو جاتے ہیں مگر مقتدی پہلے سر جھکاتا یا اٹھاتا ہے تو اگرچہ اس کا فرض تو ادا ہو جاتا ہے مگر یہ سخت گناہ گار ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنی اس نماز کا اعادہ کرے۔ اور اللہ سے معافی مانگے۔ بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو فرماتے ہیں "لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ"۔ جس نے ایسا کیا اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ (مترجم)

ترہیب

نامکمل رکوع وسجود، ان کے درمیان کمر سیدھی نہ کرنا اور خشوع کا بیان

حدیث: حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ" آدمی کی نماز ادا نہیں ہوتی جب تک کہ اپنی پشت کو رکوع وسجود میں سیدھا نہ کرے۔

اسے امام احمد، ابوداؤد (الفاظ انہی کے ہیں) ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابنِ حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ طبرانی و بیہقی نے بھی روایت کیا اور فرمایا کہ اس کی اسناد صحیح ثابت ہے اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (نماز میں) کوے کی طرح ٹھونگے مارنے، درندوں کی طرح بیٹھنے اور اونٹ کی طرح آدمی کے مسجد میں جگہ مقرر کرنے سے منع فرمایا(1)۔

اسے امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ" لوگوں میں سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! نماز میں کیسے چوری کرسکتا ہے؟ فرمایا: اس کے رکوع اور سجود کو پورا پورا نہ کرے۔ "لَا یُقِیْمُ صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ" یا فرمایا: رکوع وسجود میں اپنی پشت کو سیدھا نہ کرے۔

اسے امام احمد، طبرانی، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: ہم (اپنے گھروں سے) نکلے۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کی بیعت کی اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے اپنی آنکھ شریف کے کونے سے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز ٹھیک نہیں پڑھ رہا یعنی اپنی پشت کو رکوع میں سیدھا نہیں کرتا۔ جب نبی کریم ﷺ نے نماز پوری فرمائی تو ارشاد فرمایا: اے گروہِ مسلمین! جو آدمی رکوع وسجود میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا، اس کی

1۔ رکوع وسجود کو پورا نہ کرنا بلکہ جھکتے ہی اٹھ کھڑا ہونا رکوع میں پشت کو سُرین کے برابر کئے بغیر اور سجدہ میں پیشانی اور ناک کو ٹھیک طرح زمین پر جمائے بغیر اٹھ جانے کو کوے کے ٹھونگوں سے تعبیر فرمایا۔ سجدہ میں کلائیوں کو زمین پر بچھا لینا درندہ کی طرح بیٹھنا ہے۔ اور اونٹ کی طرح جگہ مقرر کرنے کا مطلب ہے کہ اپنے لئے کوئی خاص جگہ مسجد میں متعین کرلینا کہ اسی جگہ نماز پڑھے کسی اور جگہ نہ پڑھے۔ یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ جیسے اونٹ بیٹھتے وقت پہلے اگلی ٹانگیں زمین پر رکھتا ہے پھر پچھلی، اسی طرح نمازی سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر رکھے اور بعد میں گھٹنے۔ (مترجم)

نماز نہیں ہوتی۔

اسے امام احمد وابن ماجہ اور ابنِ خزیمہ وابنِ حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت طلق بن علی حنفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز کی طرف نظر نہیں فرماتا (قبول نہیں کرتا) جو رکوع وسجود کے درمیان اپنی پشت سیدھی نہیں کرتا۔

اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوعبداللہ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا جو رکوع پورا نہ کر رہا تھا اور سجدہ میں بھی ٹھونگے مار رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ شخص اپنی اسی حالت میں مر گیا تو ملت محمد ﷺ کے غیر پر مرے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسے شخص کی مثال جو رکوع مکمل نہیں کرتا اور سجدے میں ٹھونگے مارتا ہے اس بھوکے کی سی ہے جو ایک دو کھجوریں کھاتا ہے کہ یہ اس کی بھوک نہیں مٹاتیں۔ ابوصالح کہتے ہیں: مَیں نے ابوعبداللہ (راوی حدیث) سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ سے اس روایت کو کس نے بیان کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: لشکرِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اُمراء حضرت عمرو بن العاص، حضرتِ خالد بن ولید اور حضرت شُرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

طبرانی نے کبیر میں، ابویعلیٰ نے اسنادِ حسن کے ساتھ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی سرور ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے حالانکہ اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی کیونکہ وہ رکوع مکمل کرتا ہے تو سجدہ مکمل نہیں کرتا اور اگر سجدہ پورا کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا۔

ابوالقاسم اصفہانی نے اسے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں قیل وقال ہے۔

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں نمازِ فرض کا ایک وزن ہے۔ جس نے اس میں کوئی کمی کی تو اس سے اس کمی کا حساب لیا جائے گا۔ الاصبہانی۔

حدیث: حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا (رکوع میں تسبیحاتِ رکوع پڑھی جائیں) اور ارشاد فرمایا: اے علی! اس آدمی کی مثال جو نماز میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا، اس حاملہ عورت کی سی ہے کہ حاملہ ہوئی اور بچے کی ولادت سے پہلے ہی اس کا حمل ساقط ہو گیا۔ اب نہ وہ حمل والی ہے اور نہ ہی بچے والی۔

اسے ابویعلیٰ اور اصفہانی نے روایت کیا۔ اصفہانی نے یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں: ''نمازی کی مثال تاجر کی طرح ہے کہ تاجر نفع نہیں پا سکتا جب تک کہ اپنے اصل سرمائے کو محفوظ نہ رکھے۔ اسی طرح نمازی کے نوافل قبول نہیں ہوتے جب تک کہ فرائض ادا نہ کرے۔''

حدیث: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نمازی کے دائیں جانب ایک فرشتہ اور بائیں جانب ایک فرشتہ ہوتا ہے۔ اگر نمازی نماز کو پورا پورا ادا کرے تو یہ دونوں اس نماز کو لے کر (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں "وَاِنْ لَّمْ یُتِمَّهَا ضَرَبَا بِهَا عَلٰی وَجْهِهٖ" اور پورا پورا نہ ادا کرے تو اس کے منہ پر مار دیتے ہیں۔ (اصفہانی)

حدیث: حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا نماز پڑھی۔ اس کے بعد (حضرت رفاعہ) نے آگے حدیث بیان کی (کہ نماز پڑھ کر وہ شخص جانے لگے سلام عرض کیا تو سرکار ﷺ نے فرمایا: "وَعَلَیْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" دوبارہ نماز پڑھ کہ تو نے ٹھیک نماز نہیں پڑھی۔ ایسا تین دفعہ ہوا) یہاں تک کہ اس آدمی نے عرض کیا: میں نہیں جانتا کہ میری نماز میں کیا عیب ہے؟ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کی نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اس طرح کامل وضو نہ کرے جس طرح اللہ نے اس کو حکم دیا ہے۔ اپنے چہرے کو دھوئے، ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئے، سر کا مسح کرے، اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھوئے۔ پھر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہے، حمد و ثناء کرے اور قرآن پاک میں سے اللہ کے اذن کے مطابق جتنا آسانی سے پڑھ سکتا ہو پڑھے۔ پھر تکبیر کہے۔ رکوع کرے کہ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے حتیٰ کہ اس کے جوڑ سکون کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں۔ پھر کہے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" اور سیدھا کھڑا ہو جائے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر پہنچ جائے۔ اور کمر کو سیدھا کرے۔ پھر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور اپنی پیشانی کو زمین پر ٹکائے۔ حتیٰ کہ اس کے جوڑ سکون کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں۔ پھر تکبیر کہے سر اٹھائے اور اپنی مقعد پر سیدھا ہو کر بیٹھ جائے۔ اور پشت کو سیدھا کرے۔ نبی پاک ﷺ اس طرح نماز کا بیان فرماتے رہے حتیٰ کہ فارغ ہو گئے۔ پھر فرمایا: "لَا تُتِمُّ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ حَتّٰى يَفْعَلَ ذٰلِكَ" تم میں سے کسی کی نماز کامل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اسی طرح نہ کرے۔

اسے نسائی (یہ الفاظ انہی کے ہیں) اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔ اور اس کے آخر میں فرمایا: "جب تم نے ایسا کیا تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی اور اگر تم نے اس میں کچھ کمی کی تو تمہاری نماز میں کمی ہو گئی (ناقص ہو گئی)"۔ ابو عمر بن عبدالبر نمری کہتے ہیں: یہ حدیث ثابت ہے۔

حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: آدمی نماز ختم کرتا ہے تو (اس کا ثواب) دسواں حصہ، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا یا آدھا لکھا جاتا ہے۔ (خشوع و خضوع اور تکمیل و طمانیت کے مطابق)۔

اسے ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا اور ابنِ حبان نے بھی اسی جیسی روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت حریث بن قبیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا تو میں نے دعا کی: یا اللہ! مجھے کوئی نیک ساتھی عطا فرما۔ فرماتے ہیں: میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا اور کہا کہ میں

نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا وہ مجھے کوئی اچھا ساتھی عطا فرمائے۔ اب کوئی ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ شاید اللہ تعالیٰ اس سے مجھے فائدہ عطا فرمائے۔ وہ فرمانے لگے: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلوتُهٗ'' بندے سے اس کے عمل کے متعلق سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر وہ درست نکلی تو بندہ کامیاب ہوا اور نجات پا گیا۔ اگر ٹھیک نہ نکلی تو یہ ناکام ونامراد ہوا۔ اگر اس کے فرائض میں کمی نکلی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو! میرے بندے کا کوئی نفل ہے کہ اس سے اس کے فرائض پورے کر لئے جائیں۔ پھر تمام اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔ (نفل سے فرض پورا کر لیا جائے گا)۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا تو فرمایا: اے فلاں! تو نماز اچھی طرح نہیں پڑھتا۔ کیا نمازی یہ نہیں سوچتا کہ وہ کیسے نماز پڑھتا ہے؟ وہ تو اپنی ذات (کے فائدہ) کے لئے نماز پڑھتا ہے۔ بے شک میں پیچھے سے بھی یوں ہی دیکھتا ہوں جیسے اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں۔

اسے امام مسلم، نسائی اور ابنِ خزیمہ نے روایت کیا۔ ابن خزیمہ کے الفاظ ہیں۔ ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نمازِ ظہر پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو ایک آدمی کو آواز دی جو صفوں کے آخر میں تھا۔ فرمایا: اے فلاں! کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ دیکھتے نہیں کہ کیسے نماز پڑھتے ہو؟ تم میں سے جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے رب سے محوِ گفتگو ہوتا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ مَیں تمہیں دیکھ رہا ہوتا ہوں۔ اللہ کی قسم مَیں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے بھی یوں ہی دیکھتا ہوں جیسے اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں''۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: مَیں اسی کی نماز قبول فرماتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے جھکتا ہے، میری مخلوق کے سامنے تکبر نہیں کرتا اور میری نافرمانی کے ساتھ رات نہیں گذارتا (پہلے ہی توبہ کر لیتا ہے) دن کو میری یاد میں بسر کرتا ہے۔ مسکین، مسافر اور حاجت مندوں پر رحم کرتا اور مصیبت زدہ پر مہربانی کرتا ہے۔ اس کا نور سورج کے نور کی طرح ہوگا۔ مَیں اپنی عزت کے ساتھ اس کی رعایت فرماؤں گا اور اپنے ملائکہ سے اس کی حفاظت کرواؤں گا۔ اس کو اندھیرے میں روشنی اور جہالت میں بردباری عطا کروں گا ''وَمَثَلُهٗ فِیْ خَلْقِیْ كَمَثَلِ الْفِرْدَوْسِ فِی الْجَنَّةِ'' میری مخلوق میں اس کی مثال ایسی ہے جیسی جنت میں مقام فردوس کی۔

اسے بزار نے عبداللہ بن واقد حرانی کی روایت سے بیان کیا۔ اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بندہ جب نماز پڑھے اور اپنی نماز کے رکوع وخشوع کو پورا نہ کرے اور اِدھر اُدھر دیکھتا رہے تو اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ اور جو شخص اپنے کپڑے کو از روئے تکبر گھسیٹ کر چلے اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرماتا اگرچہ وہ (عبادت وریاضت سے) اللہ کے ہاں بڑا نیک ہو چکا ہو۔ (طبرانی)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے۔ فرماتے ہیں فرض نماز کی مثال میزان (ترازو) کی طرح ہے۔ جو اسے پورا رکھے گا۔ پورا (ثواب) حاصل کرے گا۔

اسے بیہقی نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ نے اسے امام حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کیا اور یہی درست بھی ہے۔

حدیث: حضرت مطرف رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ "وَفِیْ صَدْرِهٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الرَّحیٰ مِنَ الْبُکَاءِ" آپ ﷺ کے سینہ سے رونے کی وجہ سے چکی کی گڑگڑاہٹ کی طرح آواز آ رہی تھی۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ امام نسائی کے الفاظ یہ ہیں۔ "مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے پیٹ سے ہنڈیا کے اُبلنے کی سی آواز نکل رہی تھی یعنی آپ ﷺ رو رہے تھے۔

خلاصۃ الباب

نماز کو پورے اطمینان و سکون کے ساتھ پڑھا جانا چاہیے، بوجھ سمجھنا، سستی و کاہلی کرنا، رکوع و سجود میں بے احتیاطی سے کام لینا، جلسہ و قومہ میں پشت کو پوری طرح سیدھا نہ کرنا اور اسی طرح کی بے شمار خرابیاں ہیں جو آج کل نمازی حضرات میں بہت زیادہ دیکھنے میں آتی ہیں۔ اس باب میں مذکورہ احادیث کو ایک دفعہ پھر بنظرِ غائر پڑھ لیا جانا چاہیے۔ معلوم ہو جائے گا کہ ان نقائص کے ساتھ پڑھی گئی نماز کس درجہ کی ہے؟

خدائے لم یزل نے اپنے پاک کلام میں متعدد مقامات پر اس بارے میں ارشادات فرمائے ہیں۔ بس ذرا توجہ کی ضرورت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (المومنون:2-1)

ترجمہ: "یقیناً کامیاب ہوئے وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں"۔

"خشوع" یہ ہے کہ دل میں خوفِ خدا ہو اور اعضائے بدن پُرسکون ہوں۔ بعض علماء فرماتے ہیں: نماز میں خشوع یہ ہے کہ اس میں دل لگا ہوا ہو۔ دنیا کی طرف توجہ نہ ہو۔ نظر جائے نماز پر ہو، کوئی بے کار کام نہ کرے۔ کندھوں پر کپڑا نہ لٹکائے، انگلیاں چٹخانا اور اعضاء یا کپڑے وغیرہ کے ساتھ کھیلتے رہنا۔ اسی طرح آنکھوں کو ادھر ادھر اور آسمان کی طرف اٹھانا بھی منافیِ خشوع ہے۔

سورہ بقرہ میں حکم ہے۔ "وقوموا للّٰہ قانتین" اور اللہ کے حضور ادب کے ساتھ کھڑے ہوا کرو۔

کون مسلمان ہے جسے تقاضائے ادب بھی معلوم نہ ہو؟

ایک اور جگہ ارشاد ہوا:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوةَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ (البینہ:5)

ترجمہ: "ان لوگوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی ہی عبادت کریں دین کو اسی کے لئے خاص کر کے ہر طرف سے یکسو ہو کر۔ اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں۔ اور یہی سیدھا دین ہے"۔

سورۃ الحج میں ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (الحج:77)

"اے ایمان والو! رکوع و سجود کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیکی کے کام کرتے رہا کرو تا کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو"۔

ظاہر ہے باعثِ فلاح وہی نماز ہوگی جو تمام ارکان و شرائط، مکمل خشوع و خضوع اور پوری توجہ کے ساتھ ادا کی جائے گی۔ حضورِ قلب نہ ہو تو عبادت میں نور و سرور کیونکر پیدا ہو سکتا ہے۔ (مترجم)

ابن خزیمہ و ابن حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں نسائی کی روایت کے مانند بیان کیا ہے مگر ابن خزیمہ کے الفاظ ہیں:
''آپ ﷺ کے سینہ پاک سے چکی کی سی آواز آرہی تھی''۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ کوئی چھوٹا سا پرندہ اُڑا۔ وہ ادھر اُدھر دوڑنے لگا تا کہ نکلنے کا رستہ پائے مگر کامیاب نہ ہوا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عجیب سا لگا۔ وہ کچھ دیر تک اسی کو دیکھتے رہے۔ پھر نماز کی طرف لوٹے تو جان نہ سکے کہ کتنی پڑھی ہے۔ (دل میں) کہنے لگے: مجھے یہ فتنہ میرے اس مال کی وجہ سے ہی پہنچا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز میں پیش آنے والا قصہ بیان کیا۔ اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ''هُوَ صَدَقَةٌ فَضَعْهُ حَيْثُ شِئْتَ'' میں اسے صدقہ کرتا ہوں۔ آپ اسے جیسے چاہیں استعمال فرمائیں۔

اسے امام مالک نے روایت کیا۔ عبداللہ بن ابوبکر نے اس قصہ کو نہیں پایا۔ امام مالک نے اسے ایک اور طریق سے بھی روایت کیا ہے۔ جس میں ابوطلحہ اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے الفاظ ہیں۔ ''انصار میں سے ایک صاحب اپنے باغ میں جو مدینہ طیبہ کی وادی قف میں واقع تھا۔ نماز پڑھ رہے تھے۔ پھل آنے کا زمانہ تھا۔ کھجور کے درخت جھکے ہوئے تھے کیونکہ پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ سب دیکھا تو خوش ہونے لگے۔ پھر نماز کی جانب رجوع کیا تو معلوم نہ کر سکے کہ کتنی پڑھ چکے تھے (اور کتنی باقی تھی) تو (دل ہی دل میں) کہنے لگے: یہ فتنہ مجھے میرے اس مال کی وجہ سے پہنچا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے جو اس وقت خلیفہ تھے اور سارا واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ میں اس باغ کو صدقہ کرتا ہوں۔ آپ اسے بھلائی کے کاموں میں صرف کردیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو پچاس ہزار میں فروخت کیا اور اس کا نام خَمْسِيْن (پچاس ہزار) رکھ دیا''۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان نے وضو کیا تو کامل وضو کیا پھر نماز میں اس طرح کھڑا ہوا کہ جو کچھ کہتا ہے اسے سمجھتا بھی ہے۔ تو وہ (گناہوں سے) پاک ہوگیا اور اس دن کی طرح ہوگیا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ مسلم وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے۔

ترہیب

دورانِ نماز آسمان کی طرف دیکھنا

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا حال ہے ان لوگوں کا جو اپنی نمازوں میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں(1)۔آپ ﷺ نے اس بارے میں سخت ارشاد فرمایا حتی کہ فرمایا: "لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذَالِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ" لوگ اس سے باز آجائیں ورنہ ان کی آنکھیں اُچک لی جائیں گی۔ بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو چاہیے کہ نماز میں دعا(2) کرتے وقت اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز رہیں یا پھر ان کی آنکھیں اُچک لی جائیں گی۔ مسلم ونسائی۔

حدیث: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو نماز میں آنکھیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز رہنا چاہیے ورنہ آنکھیں واپس نہ لوٹیں گی۔ (نظر جاتی رہے گی)۔

اسے مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ابوداؤد شریف میں یہ روایت بھی ہے۔"رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ کچھ لوگ آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں تو فرمایا: "لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ يَشْخَصُوْنَ اَبْصَارَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ اَوْ لَا تَرْجِعُ اِلَيْهِمْ اَبْصَارُهُمْ" ایسے لوگوں کو باز آجانا چاہیے جو نماز میں آنکھیں آسمان کی طرف لگائے ہوئے ہیں۔ ورنہ ان کی آنکھیں ان کی طرف واپس نہ لوٹیں گی"۔

1۔حالتِ نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا بھی خشوع فی الصلوٰۃ کے خلاف ہے اس لئے سختی کے ساتھ منع فرمایا گیا۔

2۔نماز کے علاوہ دعا کے وقت آسمان کی طرف آنکھیں اٹھانے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ بعض حضرات کراہت کے قائل ہیں اور بعض نے جائز رکھا ہے۔ مجوزین فرماتے ہیں: آسمان دعا کا قبلہ ہے جیسے کعبہ نماز کے لئے قبلہ ہے۔ اس لئے بوقت دعا نظر کا جانب آسمان اٹھانا مکروہ نہیں۔ نماز کے اندر دعا کرتے وقت ہاتھ بھی نہیں اٹھائے جاتے حالانکہ بیرون نماز دعا کے وقت ہاتھ جانب آسمان اٹھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح بیرون نماز آنکھیں بھی آسمان کی طرف اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔

دعا بھی چونکہ عبادت بلکہ سید عالم ﷺ کے فرمانِ عالی شان کے مطابق عبادت کا مغز ہے۔ لہٰذا اس میں بھی خشوع وخضوع اور کامل توجہ الی اللہ کا ہونا ضروری ہے۔ دعا سے متعلق چند آیات ملاحظہ ہوں۔ ارشاد ہے۔ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (الاعراف:29) اور اس (اللہ تعالیٰ) سے دعا کرو اپنے دین کو اسی کے لئے خاص کرتے ہوئے۔

سورہ اعراف ہی میں ارشاد ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (الاعراف:55) اپنے پالنے والے سے عاجزی کے ساتھ اور آہستہ آہستہ دعا کیا کرو۔ اس سے اگلی آیت میں حکم ہوتا ہے۔ وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا (الاعراف:56) اور اس (اللہ کریم) سے ڈرتے ہوئے اور (اپنی بخشش کا) طمع کرتے ہوئے دعا کرو۔

ترہیب

دورانِ نماز دائیں بائیں التفات وغیرہ

حدیث: حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرتِ یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ آپ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو عمل کا حکم دیں۔ اور جب اس کام میں کچھ تاخیر ہونے کا اندیشہ ہوا تو حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام(1) نے انہیں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ باتوں پر عمل کا اور بنی اسرائیل کو ان پر عمل کرنے کا حکم دینے کا امر فرمایا تھا۔ اب آپ انہیں ان کا حکم دیتے ہیں یا میں دوں؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر آپ مجھ سے پہلے انہیں حکم دیدیں گے تو میں ڈرتا ہوں، کہیں زمین میں دھنسا دیا جاؤں یا مجھے عذاب دیا جائے۔ اب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا۔ بیت المقدس لوگوں سے بھر گیا اور لوگ اونچی اونچی جگہوں پر بھی بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا: اللہ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ ان پر خود عمل کروں اور تمہیں ان پر عمل کرنے کا حکم دوں۔ ان میں پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے اپنے خاص سونے چاندی کے مال سے ایک غلام خریدا اور اسے کہا کہ یہ ہے میرا گھر اور یہ ہے میرا کام (جو تجھے کرنا ہے) اب تُو کام کر اور کمائی مجھے دیتا جا۔ وہ غلام کام کرنے لگا اور کمائی اپنے آقا کے سوا کسی اور کو دینے لگا۔ بتاؤ تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو؟ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے۔ "فَاِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ يَنْصِبُ وَجْهَهٗ لِوَجْهِ عَبْدِهٖ فِيْ صَلٰوتِهٖ مَالَمْ يَلْتَفِتْ" جب تم نماز پڑھو تو ادھر اُدھر نہ دیکھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے چہرے کی طرف حالتِ نماز میں اس وقت تک اپنی رحمت کو متوجہ رکھتا ہے جب تک کہ وہ خود ادھر اُدھر نہیں دیکھنے لگتا۔ اُس نے تمہیں روزے کا حکم دیا ہے۔ اس کی مثال ایسے آدمی کی طرح ہے جو کسی جماعت میں ہو۔ اس کے پاس ایک تھیلی ہو جس میں مُشک ہو تو وہ ان سب لوگوں کو خوش کرتا ہے یا اس کی خوشبو اسے خوش کرتی ہے۔ روزہ دار (کے منہ) کی بُو اللہ کے ہاں مُشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اس نے تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے جسے دشمن نے قید کر لیا اس کے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھ دیا اور اس کی گردن مارنے کے لئے سامنے لے آئے۔ تو اس نے کہا: میں تمہیں اپنی جان کے بدلہ میں ہر قلیل و کثیر چیز کا فدیہ دیتا ہوں۔ پھر اس نے انہیں اپنی جان کا فدیہ ادا کر دیا۔ (تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا)۔ اور اس نے تمہیں اپنا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی مثل اس آدمی کی سی ہے جس کے پیچھے تیزی کے ساتھ دشمن آ رہے ہوں۔ یہاں تک کہ وہ ایک محفوظ قلعہ میں آ گیا اور اپنی جان کو محفوظ کر لیا۔ اسی طرح بندہ اپنے آپ کو شیطان سے سوائے ذکر اللہ کے نہیں بچا سکتا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔ نمبر 1 (امیر کی

1۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام ہمعصر پیغمبر ہیں اور خالہ زاد بھائی بھی۔ (مترجم)

بات) سننا، نمبر2 اطاعت کرنا، نمبر3 جہاد، نمبر 4 ہجرت(1)، نمبر5 جماعت (کے ساتھ وابستگی) اس لئے کہ جو آدمی جماعت سے ایک بالشت بھر بھی جُدا ہوا تو اس نے قلادہ اسلام اپنی گردن سے اتار پھینکا۔ مگر یہ کہ واپس لوٹ آئے۔ اور جس نے جہالت کے دور کی باتیں کیں، وہ جہنمی گروہوں میں سے ہوگا۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر چہ وہ نماز پڑھتا اور روزے رکھتا ہو؟ فرمایا: اگر چہ نماز پڑھتا اور روزے رکھتا ہو۔ تو "فَادْعُوا اللّٰهَ الَّذِیْ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ، عِبَادَ اللّٰهِ" اے اللہ کے بندو! اس اللہ کی عبادت کیا کرو جس نے تمہارا نام مومن مسلمان رکھا ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا (الفاظ انہی کے ہیں) اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نسائی نے اس کا کچھ حصہ، ابن خزیمہ و ابنِ حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرطِ بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر اُدھر گردن پھیرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اِخْتِلَاسٌ، یَخْتَلِسُهُ الشَّیْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ" یہ کسی چیز کا اُچک لینا ہے کہ شیطان بندے کی نماز سے کچھ اُچک لیتا ہے۔ (نماز میں خشوع نہیں رہتا)۔

بخاری، نسائی، ابوداؤد، ابنِ خزیمہ۔

حدیث: حضرت ابوالاحوص حضرتِ ابوذر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی طرف اس کی حالتِ نماز میں (اپنی رحمت کے ساتھ) متوجہ رہتا ہے جب تک کہ بندہ خود گردن نہیں پھیر لیتا۔ جب بندہ منہ پھیرتا ہے تو اللہ بھی (اپنی رحمت) پھیر لیتا ہے۔

اسے امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے میرے خلیل ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی اور تین چیزوں سے منع فرمایا: آپ ﷺ نے مجھے (نماز میں) نمبر1 مُرغ کی طرح ٹھونگے مارنے، نمبر2 کُتے کی طرح بیٹھنے اور نمبر3 لومڑی کی طرح ادھر اُدھر دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔

اس کو احمد و ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ امام احمد کی اسناد زیادہ حسن ہے۔ اور ابنِ ابی شیبہ نے بھی روایت کیا۔ اور "کُتے کی بجائے بندر کی طرح بیٹھنے کے الفاظ" روایت کئے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پھر جب بندہ اِدھر اُدھر چہرہ پھیرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "یَا ابْنَ اٰدَمَ! اِلٰی مَنْ تَلْتَفِتُ، اِلٰی مَنْ هُوَ خَیْرٌ لَّكَ مِنِّی؟ اَقْبِلْ اِلَیَّ" اے ابنِ آدم! تو کس کی طرف چہرہ پھیر رہا ہے؟ کیا مجھ سے کسی بہتر کی طرف؟ (کہ مجھ سے بہتر تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا) میری طرف توجہ کر۔ جب دوسری مرتبہ بندہ

1۔ ہجرت سے مراد مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت ہے۔ یہ اُس وقت کی بات تھی اب چونکہ مکہ معظمہ دارالاسلام ہے۔ اس لئے اب ہجرت نہیں۔ یا ممکن ہے ایسی جگہ سے ہجرت مراد ہو جہاں مسلمان کا ایمان و جان محفوظ نہ ہو۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

چہرہ پھیرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی فرماتا ہے۔ جب تیسری مرتبہ بھی بندہ ادھر اُدھر چہرہ پھیرتا ہے "صَرَفَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ وَجْهَهٗ عَنْهُ" تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس سے اپنی رحمت پھیر لیتا ہے۔ (بزار)

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز ادا کر کے اپنے رب سے دعا کرے تو اس کی دعا جلد یا بدیر قبول فرمائی جاتی ہے۔ نماز میں اِدھر اُدھر گردن پھیرنے سے بچو۔ کیونکہ اِدھر اُدھر گردن پھیرنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔ اگر تمہیں مجبوری ہو، تو نفل میں کر سکتے ہو مگر فرائض میں خود کو مجبور نہ بناؤ۔ طبرانی فی الکبیر۔

طبرانی ہی کی ایک اور روایت میں ہے۔ فرماتے ہیں: "مَنْ قَامَ فِي الصَّلٰوةِ فَالْتَفَتَ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ صَلٰوتَهٗ" جو بندہ نماز میں کھڑا ہوا پھر اِدھر اُدھر گردن پھیری(1) تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز اس کی طرف رد کر دیتا ہے"۔ (قبول نہیں فرماتا)۔

ترہیب

جائے سجدہ سے کنکری وغیرہ ہٹانا اور بلاضرورت اس جگہ پھونکیں مارنا

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو "فَلَا يَمْسَحِ الْحَصٰى فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهٗ" تو کنکریوں کو ہاتھ نہ لگائے کیونکہ رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

اسے امام ترمذی نے (اور حسن بھی قرار دیا) نسائی، ابن ماجہ، ابنِ خزیمہ اور ابنِ حبان نے روایت کیا۔ ابنِ خزیمہ کے الفاظ ہیں: "جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو رحمتِ خداوندی اس کی طرف توجہ فرما ہوتی ہے اس لئے تم کنکریوں کو حرکت نہ دو"۔ سب نے اسے ابوالاحوص سے مروی روایت سے بیان کیا۔

حدیث: حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز پڑھتے ہوئے کنکریوں کو ہاتھ مت لگاؤ۔ اور اگر تمہیں ایسا کرنا ضروری ہو جائے تو صرف ایک دفعہ انہیں برابر کر سکتے ہو۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے نبی پاک ﷺ سے دورانِ نماز کنکریاں چھونے کے متعلق مسئلہ پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صرف ایک دفعہ ایسا کر سکتے ہو۔ اور اگر تم اس سے بھی باز رہو تو یہ تمہارے لئے سیاہ آنکھوں والی (قیمتی) سو اونٹنیوں سے بہتر ہے۔

1۔ چونکہ حالتِ نماز میں دائیں بائیں گردن پھیرنا بھی خشوع فی الصلوٰۃ کے منافی ہے۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ "نامکمل رکوع وسجود، ان کے درمیان کمر سیدھی نہ کرنا اور خشوع کا بیان" کے حاشیہ جات ملاحظہ فرمائے جائیں۔

حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ نفل نماز میں بامر مجبوری تھوڑا بہت اِدھر اُدھر گردن پھیری جا سکتی ہے مگر فرض میں ہرگز اجازت نہیں۔

فقہاء فرماتے ہیں: دورانِ نماز اگر 45 درجہ کے زاویہ سے زیادہ سینہ جہتِ قبلہ سے پھر گیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ (مترجم)

اسے ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو صالح مولیٰ طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر تھا کہ ان کا کوئی رشتہ دار جوان آیا۔ اس کے بال کندھوں تک تھے۔ وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب سجدہ کو جانے لگا تو (جائے سجدہ میں) پھونک ماری۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ایک سیاہ غلام کو فرمایا: "یَا رَبَاحُ! تَرِّبْ وَجْهَكَ" اے رباح! (غلام کا نام) اپنے چہرہ کو خاک آلود کرو(1)۔

اسے ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ترمذی نے اسے میمون ابو حمزہ عن صالح عن ام سلمہ کی روایت سے یوں بیان کیا ہے کہ "سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمارے ایک غلام کو جسے "اَفلح" کہا جاتا تھا دیکھا کہ جب وہ سجدہ میں جاتا ہے تو پھونک مارتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے افلح! اپنے چہرے کو خاک آلود کرو"۔

اور نماز کی ترغیب میں حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذری، جس میں یہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایسی کوئی حالت نہیں جس میں بندہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہو سوائے اس کے کہ وہ بندے کو سجدہ کی حالت میں دیکھے کہ وہ اپنے چہرے کو خاک آلود کر رہا ہے۔ (طبرانی)

ترہیب

حالتِ نماز میں ہاتھ پہلوؤں پر رکھنا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: "نُهِيَ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ" نماز کی حالت میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنے(2) سے منع فرمایا گیا ہے۔

اسے بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ بخاری و مسلم کے الفاظ یہ ہیں: "نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے۔ اور نسائی نے اسی کی مثل اور ابوداؤد نے اس طرح روایت کیا کہ" اور وہ (نمازی) کھڑا ہو یعنی اس طرح کہ اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں پر رکھے (یعنی ایسا نہ کرے)"۔

حدیث: انہی (حضرت ابو ہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْاِخْتِصَارُ فِي الصَّلٰوةِ رَاحَةُ اَهْلِ النَّارِ" نماز میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا اہلِ نار کی(3) راحت ہے۔

اسے ابنِ خزیمہ اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

1۔ جائے سجود پر کنکریاں ہوں یا گرد و غبار ہو تو بہتر یہی ہے کہ اس پر سجدہ کر لیا جائے لیکن اگر ایک دفعہ ہاتھ کے ساتھ انہیں برابر کیا جائے کہ پیشانی میں چبھ نہ جائیں اور خشوع نماز میں خلل نہ آئے تو جائز ہے۔ اگر سانپ یا بچھو وغیرہ موذی کیڑا ظاہر ہو تو اسے بھی ایک ضرب کے ساتھ مارنے میں حرج نہیں۔ (مترجم)

2۔ پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا تکبر و بے ادبی پر دلالت کرتا ہے۔ اسی لئے بیرونِ نماز بھی ناپسندیدہ ہے۔

3۔ اہلِ نار سے مراد یہود ہیں کہ وہی اپنی نمازوں میں اس انداز سے کھڑے ہوتے ہیں۔ ورنہ جہنم کے اندر نہ نماز ہے اور نہ کسی جہنمی کو کوئی راحت۔ (مترجم)

ترہیب

نمازی کے سامنے سے گذرنا

حدیث: حضرت ابوجہم عبداللہ بن حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گذرنے والے کومعلوم ہوجائے کہ اس پر کیا (گناہ) ہے "لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ" تو چالیس تک کھڑا رہنا اس کے لئے نمازی کے آگے سے گذرنے سے بہتر ہو (بہتر جانے)۔ ابونصر کہتے ہیں: مَیں نہیں جانتا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس دن فرمایا، چالیس مہینے فرمایا یا چالیس سال۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بزار نے بھی روایت کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: "مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر نمازی کے آگے سے گذرنے والے کومعلوم ہوجائے کہ اس پر کیا (گناہ) ہے تو چالیس (1) سال تک کھڑا رہنا اس کے لئے نمازی کے آگے سے گذرنے سے بہتر ہے"۔

اس روایت کے راوی صحیح کے ہیں امام ترمذی نے فرمایا: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت ہے کہ فرمایا: "لِاَنْ يَّقِفَ اَحَدُكُمْ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَّهٗ" تم میں سے کسی کے لئے سوسال کھڑا رہنا اپنے بھائی کے آگے سے گذرنے سے بہتر ہے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی جان لے کہ اپنے بھائی کے سامنے سے گذرنے میں کیا (گناہ) ہے جبکہ وہ اپنے رب کے ساتھ مناجات (نماز) کررہا ہے تو اس کے لئے اسی جگہ پر سوسال کھڑا رہنا ایک قدم اٹھانے سے زیادہ بہتر ہو۔

اسے ابن ماجہ نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ابن خزیمہ و ابن حبان نے بھی یہ روایت کی ہے اور حدیثِ مذکور کے الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی ایسی چیز کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ رہا ہو جو لوگوں سے اس کو سترہ کا کام دے رہی ہو پھر کوئی اس کے سامنے سے گذرنا چاہے تو یہ اپنے سامنے سے اسے روکے۔ اگر وہ نہ رُکے تو اس سے لڑائی کرے (2) "فَاِنَّمَا هُوَ

1۔ بزار کی روایت سے وضاحت ہوگئی کہ چالیس سے مراد دن یا مہینے نہیں بلکہ سال ہیں مفہوم دونوں روایتوں کا واضح ہے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو اگر اس گذرنے کا گناہ معلوم ہوجائے تو وہ چالیس سال تک کھڑا رہنا بہتر سمجھے۔ (مترجم)

2۔ لڑائی کرنے سے مراد ہے گذرنے والے کو روکنے میں مبالغہ کرنا نہ کہ نماز توڑ کر کسی کے گلے پڑ جانا۔ اس میں گذرنے والے کو گناہ سے بچانے کی ترغیب ہے ورنہ وہ گذر ہی گیا تو خود گناہ گار ہوگا۔ نمازی کی نماز میں فرق نہیں آئے گا۔ کھلے میدان یا بڑی مسجد میں نمازی کے قدموں سے لے کر موضع سجود تک کے درمیان میں سے گذرنا جائز نہیں۔ یعنی اگر قیام کی حالت میں جائے سجدہ پر نظر رکھے تو آگے جہاں تک نظر پھیلے وہاں تک موضع سجود ہے۔ اور یہاں تک کے اندر سے نمازی کے سامنے گذرنا جائز نہ ہوگا۔ اور چھوٹا مکان یا چھوٹی مسجد میں قدم سے لے کر دیوارِ قبلہ تک موضع سجود ہوگا۔ کھلے میدان وغیرہ میں نماز پڑھیں تو سترہ رکھنا چاہیے۔ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔ (مترجم)

شَیْطَانٌ" کیونکہ وہ شیطان ہے۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے سامنے سے کسی کو گذرنے نہ دے بلکہ امکانی حد تک اس کو روکے۔ اگر وہ نہ رُکے تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے"۔

اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں اور ابوداؤد نے بھی اس جیسی روایت کی ہے۔

ترہیب

جان بوجھ کر نماز چھوڑنا اور بوجہ غفلت وقت گذر جانے کے بعد پڑھنا

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ" آدمی (کے ایمان) اور کفر کے درمیان نماز کو ترک کرنا ہے(1)۔

اسے امام احمد اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ مسلم کے الفاظ ہیں: "آدمی (کے ایمان) اور شرک و کفر کے درمیان نماز کو ترک کرنا (ہی فاصلہ) ہے"۔

اسے ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا اور امام نسائی کے الفاظ یہ ہیں: "بندے (کے ایمان) اور کفر کے درمیان ترکِ نماز ہی کا فاصلہ ہے"۔ امام ترمذی کے الفاظ ہیں۔ فرمایا: "بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ" کفر اور ایمان کے درمیان ترکِ نماز ہی ہے۔ اور امام ابنِ ماجہ کے روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔ فرمایا: "بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ" بندے (کے ایمان) اور کفر کے درمیان صرف ترکِ نماز (کا فاصلہ ہی) ہے۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میرے خلیل، اللہ کے رسول ﷺ نے

1۔ یعنی نماز کو چھوڑنا آدمی کو کفر کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ اس حدیث کے تحت مختلف حوالہ جات سے مندرج ارشاداتِ سید عالم ﷺ کا یہی مفہوم ہے۔
قرآن پاک میں متعدد مقامات پر نماز ترک کرنے والوں اور اس کی ادائیگی میں غفلت و سُستی کرنے والوں کی مذمت فرمائی گئی ہے۔ اور ایسے لوگوں کو عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (مریم:59)

ترجمہ: "تو ان کے بعد وہ نالائق لوگ آئے جنہوں نے نمازیں ضائع کیں اور خواہشات کے پیچھے چلے تو جلد ہی وہ (جہنم کی وادی) غی میں پڑیں گے"۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: غی جہنم کے اندر ایک ایسی وادی کا نام ہے جس سے جہنم کی دوسری وادیاں پناہ مانگتی ہیں۔ اس میں زنا، شراب اور سودخوری کے عادی اور والدین کے نافرمان پھینکے جائیں گے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (ماعون:5-4)

ترجمہ: "تباہی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غفلت و سستی کرتے ہیں"۔

اندازہ فرمائیے نماز میں غفلت کرنے والے کے لئے تباہی و بربادی ہے تو جو بالکل نماز پڑھتا ہی نہ ہو اس کا عذاب کس قدر سخت ہوگا؟ خلاقِ عالم اس پر کس قدر ناراض ہوگا؟ (العیاذ باللہ تعالیٰ) (مترجم)

مجھے سات کاموں کا تاکیدی حکم فرمایا: (ان میں سے چار یہ ہیں) ارشاد فرمایا: نمبر 1 اللہ کا کوئی شریک نہ بناؤ اگر چہ تمہارے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تمہیں جلا دیا جائے یا سولی چڑھا دیا جائے۔ نمبر 2 ''وَلَا تَتْرُکُوا الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدِیْنَ فَمَنْ تَرَکَھَا مُتَعَمِّدًا خَرَجَ مِنَ الْمِلَّۃِ'' جان بوجھ کر نماز ترک نہ کرنا کہ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی وہ ملت (اسلامیہ) سے نکل گیا۔ نمبر 3 گناہ کا ارتکاب نہ کرنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی (کا باعث) ہے۔ نمبر 4 اور شراب نہ پینا کیونکہ شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ (الحدیث)

اسے طبرانی نے اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں دو ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جن میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرتِ محمد کریم ﷺ کے اصحاب نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کو کفر خیال نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو امانتدار نہیں ان کا ایمان نہیں۔ جس کا وضو نہ ہو اس کی نماز نہیں۔ ''لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ'' اور جس کی نماز نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔ دین میں نماز کا وہی مقام ہے جو جسم میں سر کا ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور صغیر میں روایت کیا اور کہا کہ حسین بن حکم حبری اسے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جب ان (ابن عباس) کی نظر جاتی رہی تو انہیں کہا گیا کہ ہم آپ کا علاج کریں گے مگر آپ چند روز کے لئے نماز چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ (میں ایسا نہیں کر سکتا) بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ لَقِیَ اللّٰہَ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ'' جس نے نماز چھوڑی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر سخت ناراض ہوگا۔

اسے بزار اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل سکھایئے کہ جب میں وہ کرلوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اگر چہ تجھے عذاب دیا جائے یا تجھے جلا دیا جائے۔ والدین کی فرماں برداری کر اگر چہ وہ تجھے تیرے مال سے اور تیری ہر چیز سے نکال دیں۔ ''وَلَا تَتْرُکِ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ'' اور جان بوجھ کر نماز کو ترک نہ کر کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس سے اللہ کی ذمہ داری ختم ہوگئی۔ (الحدیث)

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ''متابعات'' میں اس کی اسناد ''لاباس'' ہے۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابرآلود دِن

میں نماز کے لئے جلدی کرو۔ ''فَاِنَّهٗ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَقَدْ كَفَرَ'' اس لئے کہ جس نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا(1)۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت زیاد بن نعیم خضری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض فرمائی ہیں۔ جو کوئی تین ادا کرے (ایک چھوڑ دے) تو یہ تین اسے کوئی فائدہ نہ دیں گی جب تک سب کو ادا نہ کرے۔ (وہ چار چیزیں یہ ہیں) نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور حج بیت اللہ۔

اسے امام احمد نے روایت فرمایا ہے۔ اور یہ مرسل ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی رسیاں (احکام) ایک ایک کر کے ٹوٹتی رہیں گی۔ جب ایک ٹوٹ جائے گی تو لوگ اس کے ساتھ والی کو پکڑ لیں گے۔ سب سے پہلے ٹوٹنے والی رسی حکم (حق بات کہنا) ہے۔ اور سب سے آخر میں نماز ہے۔ اسے ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا اَحْبَطَ اللّٰهُ عَمَلَهٗ'' جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی، اللہ تعالیٰ اس کے عمل باطل کر دے گا۔ اور اس سے اللہ کی ذمہ داری اُٹھ گئی تا آنکہ وہ توبہ(2) کر کے اللہ کی طرف لوٹ نہ آئے۔ (اصبہانی)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ ایک دن نماز کا ذکر فرما رہے تھے کہ فرمایا: ''مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ'' جس نے نماز کی پابندی کی قیامت کے روز یہ نماز اس کے لئے نور، برہان اور باعثِ نجات ہوگی۔ اور جس نے اس کی پابندی نہیں کی اس کے لئے نہ نور ہوگا نہ برہان اور نہ ہی اس کی نجات ہوگی ''وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ اُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ'' اور بروز قیامت وہ قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف (لعنہم اللہ) کے ساتھ ہوگا۔

1۔ اس سے قبل حضرتِ عبداللہ بن شقیق عقیلی رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی کہ اصحابِ رسول اللہ ﷺ و رضی اللہ عنہم ترکِ نماز کو کفر خیال کرتے تھے۔ حضرت عمرِ فاروق، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود وغیرھم رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے کہ بلا عذر دانستہ نماز ترک کرنے والا کافر ہے۔ ائمۃ دین میں سے حضرت امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور ابنِ مبارک رحمہم اللہ کا قول بھی یہ ہی ہے۔ اگر چہ دیگر ائمہ وعلماء نے اس قسم کے فرامین کو زجر و توبیخ اور تہدید پر یا انکار پر محمول کیا ہے۔ پھر بھی یہ کیا کم ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت اور آئمہ مجتہدین کی ایک تعداد ترک نماز کو کفر قرار دیتی ہے۔ چند جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم کے اقوال یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔ اور یہ ''الترغیب والترہیب'' کے اسی باب میں مذکور ہیں: نمبر 1 حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہے۔ نمبر 2 حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: جس نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔ نمبر 3 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس نے نماز چھوڑی وہ بے دین ہے۔ نمبر 4 حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے: جس نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہے۔ نمبر 5 حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے نماز کا ایمان نہیں اور بے وضو کی نماز نہیں۔ نمبر 6 حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ترکِ نماز بلا اختلاف کفر ہے۔ (مترجم)

2۔ طریقِ توبہ یہ ہوگا کہ نمازیں ضائع ہونے پر نادم و شرمندہ ہو۔ آئندہ پابندی کا عزمِ صمیم کرے اور جتنی نمازیں ضائع ہوئی ہوں انہیں قضا کرے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے معافی کا خواستگار ہو۔ (مترجم)

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ طبرانی نے کبیر و اوسط میں اور ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے اپنے باپ سے پوچھا: اَبِ محترم! آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ ''اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ'' (الماعون:5) (ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی نمازیں بھولے بیٹھے ہیں) ہم میں سے کون ہے جو بھولتا نہیں؟ کون ہے جس کے دل میں خیالات پیدا نہیں ہوتے؟ میرے باپ نے فرمایا: یہ مطلب نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب ہے وقت ضائع کر دینا کہ بندہ لہو و لعب میں پڑا رہے یہاں تک کہ وقت ضائع کر دے۔ اسے ابو یعلیٰ نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ فَاتَتْہُ صَلٰوۃٌ فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ'' جس کی کوئی نماز فوت ہوگئی اس کے اہل و عیال اور مال گویا چھین لیا گیا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جو باتیں اکثر اپنے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے دریافت فرمایا کرتے تھے ان میں یہ بھی تھا کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ تو جو چاہتا اپنا خواب آپ ﷺ کے سامنے بیان کرتا۔ ایک صبح سید عالم ﷺ نے فرمایا: رات کو دو آنے والے میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے اٹھایا اور مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلیں۔ مَیں ان کے ساتھ چل پڑا۔ ہم ایک لیٹے ہوئے شخص کے پاس آئے جس کے پاس ایک اور آدمی پتھر لئے کھڑا تھا۔ وہ اس کے سر پر پتھر مارتا تو اس کا سر اس پتھر سے پھٹ جاتا۔ پتھر لڑھک جاتا۔ پھر یہ پتھر پکڑ کر لاتا۔ اس کے آنے سے پہلے اس کا سر پہلے کی طرح ٹھیک ہو چکا ہوتا۔ وہ کھڑا شخص پھر اس کے سر پر پتھر مارتا اور پھر اسی طرح ہوتا جس طرح پہلی دفعہ ہوا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مَیں نے ان دونوں سے پوچھا: سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ دونوں مجھے کہنے لگے: آپ آگے چلیں۔ تو ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اور ایک اور آدمی اس کے پاس آگے سے مڑی ہوئی لوہے کی سلاخ لئے کھڑا تھا۔ یہ اس لیٹے ہوئے شخص کے چہرے کی ایک طرف آتا۔ اس کے ایک جبڑے کو، ناک کو اور آنکھ کو گدی تک چیر ڈالتا۔ راوی کہتے ہیں کہ بعض اوقات ابو رجاء (راوی دیگر) پھاڑنے کا لفظ استعمال کرتے۔ کہتے ہیں: پھر وہ سلاخ والا شخص لیٹے ہوئے شخص کی دوسری جانب جاتا اور اسی طرح (چیر پھاڑ) کرتا جس طرح اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ ابھی دوسری جانب سے فارغ بھی نہ ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی پہلی والی صحیح حالت پر آ جاتی تھی۔ پھر دوبارہ اسی طرح کرتا جس طرح اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ فرماتے ہیں: مَیں نے کہا: سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ وہ دونوں بولے: آپ آگے چلیے۔ ہم آگے چلے حتی کہ ایک تنور جیسی چیز کے پاس پہنچ گئے۔ راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: اس میں شور اور آوازیں تھیں۔ ہم نے اس کے اندر جھانکا تو اس میں کچھ بے پردہ مرد اور عورتیں تھیں۔ اور ان کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی تھی۔ جب آگ کی لپٹ ان تک پہنچتی تو یہ چلانے لگتے تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: آگے چلتے جایئے۔ فرمایا: چنانچہ ہم چلنے لگے اور ایک نہر پر پہنچے۔

میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: وہ نہر خون کی طرح سرخ تھی۔ نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور کنارے پر ایک اور آدمی تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے تھے۔ یہ تیرنے والا تیرتا رہتا۔ پھر پتھر جمع کرنے والے کے پاس آتا اور اپنا منہ کھول دیتا تو کنارے والا شخص اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ یہ پھر لوٹ جاتا اور تیرنے لگتا۔ پھر اسی کی طرف واپس آتا۔ جب بھی واپس آتا تو اپنا منہ کھول دیتا اور کنارے والا اس کے مُنہ میں پتھر ڈال دیتا۔ مَیں نے کہا کہ یہ دونوں کون شخص ہیں؟ وہ پھر کہنے لگے کہ آپ آگے چلتے جائیں۔ سو ہم آگے بڑھے تو ایک بدصورت آدمی کے پاس پہنچے۔ تم نے جتنے بدصورت لوگ دیکھے ہوں گے یہ ان میں سب سے بدصورت تھا۔ اس کے پاس آگ تھی یہ اسے جلاتا اور اس کے اردگرد دوڑتا پھرتا تھا۔ فرماتے ہیں: میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں: وہ کہنے لگے: آگے چلیں، آگے چلیں۔ لہٰذا ہم آگے چلنے لگے تو ایک ہرے بھرے باغ کے پاس پہنچ گئے۔ اس باغ میں موسمِ بہار کے سب پھول تھے۔ اس کے درمیان میں ایک بہت لمبا شخص تھا۔ وہ اس قدر لمبا تھا کہ اس کا قد آسمان تک پہنچا ہوا سر میرے لئے دیکھنا ممکن نہ تھا۔ اس کے اردگرد بہت سے بچے تھے کہ میں نے اتنے کبھی نہ دیکھے تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: یہ شخص کون اور یہ بچے کون ہیں؟ دونوں مجھے کہنے لگے کہ آپ چلتے ہی جایئے۔ ہم پھر چلے تو ایک عظیم الشان باغ تک پہنچے۔ میں نے اتنا عظیم اور اتنا خوبصورت باغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: اوپر چڑھیں۔ ہم اوپر چڑھے تو ہم نے ایک شہر دیکھا جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ ہم اس شہر کے دروازے کے پاس پہنچے اور اسے کھلوانا چاہا تو ہمارے لئے اسے کھول دیا گیا۔ ہم اس کے اندر داخل ہو گئے۔ اس میں ہم سے کچھ آدمی ملے جن کے جسموں کا ایک حصہ اتنا خوبصورت کہ تم نے نہ دیکھا ہو گا اور ایک حصہ اتنا بدصورت کہ تم نے اتنا بدصورت نہ دیکھا ہو گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: میرے دونوں ساتھی ان آدمیوں کو کہنے لگے کہ جاؤ اور اس نہر میں داخل ہو جاؤ۔ فرماتے ہیں: وہاں ایک نہر تھی جو سامنے بہہ رہی تھی۔ اس کا پانی نہایت ہی سفید تھا۔ وہ گئے اور اس میں کود پڑے۔ پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے۔ تو ان کی بدصورتی زائل ہو چکی تھی اور وہ بہت خوبصورت ہو گئے تھے۔ فرماتے ہیں: میرے ساتھی مجھے کہنے لگے کہ یہ جنت عدن ہے اور یہی آپ کی منزل ہے۔ فرماتے ہیں: میری نظر اوپر کی جانب اٹھی تو بادل کی طرح سفید ایک محل نظر آیا۔ فرماتے ہیں: وہ بولے کہ یہ بھی آپ کی منزل ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے انہیں کہا کہ اللہ تمہیں برکت دے مجھے اس میں داخل ہونے دو۔ بولے کہ آپ اس میں داخل تو ہوں گے مگر اس وقت نہیں۔ فرمایا: مَیں نے انہیں کہا کہ آج رات مَیں نے عجیب وغریب چیزیں دیکھیں۔ یہ سب کیا تھا۔ جو مَیں نے دیکھا؟ فرمایا: وہ کہنے لگے کہ ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ پہلا آدمی جس کے پاس آپ گئے تھے جس کا سَر پتھروں کے ساتھ کچلا جا رہا تھا "فَاِنَّهُ الرَّجُلُ يَاْخُذُ الْقُرْاٰنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ" وہ ہے جو قرآن سیکھتا ہے پھر اسے چھوڑ دیتا ہے۔ اور فرض نماز چھوڑ کر پڑا سوتا رہتا ہے۔(1) جس دوسرے شخص کے پاس آپ پہنچے تھے جس کے جبڑے ناک اور آنکھیں گدی تک چیری جا رہی تھیں وہ ہے جو صبح ہی صبح

1۔ظاہر ہے اس طویل حدیث میں عنوان سے متعلق تو یہی خط کشیدہ جملہ تھا۔ مگر بہت سے دیگر فوائد ونصائح پر مشتمل ہونے کی وجہ سے پوری حدیث پاک درج کر دی گئی ہے۔ (مترجم)

گھر سے نکلتا ہے تو ایسا جھوٹ بولتا ہے جو ہر طرف پھیل جاتا ہے۔ ننگے مرد اور ننگی عورتیں جو تنور جیسی عمارت میں تھیں وہ زنا کار مرد عورتیں تھیں۔ اور وہ نہر میں تیرنے والا آدمی جس کے پاس آپ گئے تھے جس کے منہ میں پتھر ڈالے جا رہے تھے، سود کھانے والا ہے۔ وہ شخص جو آگ کے پاس تھا، آگ جلا کر اس کے ارد گرد دوڑتا پھرتا تھا اور نہایت بدصورت تھا۔ وہ مالک داروغہ جہنم ہے۔ جو باغ میں طویل القامت شخص تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے ارد گرد جو تھے وہ وہ بچے ہیں جو فطرت پر مر گئے۔ (بچپن ہی میں فوت ہو گئے) راوی کہتے ہیں: بعض مسلمانوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! مشرکین کے بچے کہاں ہوں گے۔ فرمایا: مشرکین کے بچے بھی (وہیں ہوں گے) اور وہ لوگ جن کے آدھے جسم خوبصورت اور آدھے بدصورت تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملے جلے عمل کئے۔ کچھ اچھے اور کچھ برے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں معافی عطا فرما دی۔ (بخاری)۔

حدیث: بزار نے ربیع بن انس کی ابوالعالیہ وغیرہ سے مروی حدیث روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: پھر آپ یعنی نبی سرور ﷺ ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے۔ جب ایک دفعہ کچلے جاتے تو دوبارہ اسی حالت پر صحیح ہو جاتے اور اس کام میں کوئی وقفہ نہ ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل: یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: "هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ تَتَاقَلَتْ رُؤُوْسُهُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ" یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نماز سے بھاری ہو جاتے ہیں۔ (فرض نماز کو بوجھ سمجھتے ہیں اور ادا نہیں کرتے) پھر باقی حدیث، معراج اور فرض نماز کے قصہ میں بیان کی۔

کتاب النوافل

ترغیب

دن رات میں بارہ رکعت (1) سنت کی پابندی

حدیث: سیدہ ام المومنین ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ جو بندہ مسلم ہر دن میں فرائض کے علاوہ بارہ رکعات نوافل (سنن مؤکدہ) پڑھے، "بَنَی اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔ یا اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کر دیا جاتا ہے۔

اسے مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد میں ہے: "(وہ بارہ رکعات یہ ہیں) چار ظہر (کے فرضوں) سے پہلے، دو ان کے بعد، دو مغرب (کے فرضوں) کے بعد، دو عشاء (کے فرضوں) کے بعد اور دو نمازِ فجر (کے فرضوں) سے پہلے"۔

حدیث: سیدہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رات دن میں بارہ رکعت کی پابندی کرے، "دَخَلَ الْجَنَّةَ" وہ جنت میں داخل ہوگا۔ چار ظہر سے پہلے، دو اس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔

اسے امام نسائی، ترمذی اور ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور الفاظ امام نسائی کے ہیں۔

ترغیب

سنت فجر کی پابندی

حدیث: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" فجر کی دو (سنت) رکعتیں دنیا اور دنیا کے تمام مال و منال سے بہتر ہیں۔ (مسلم و ترمذی) اور مسلم شریف کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا: "لَهُمَا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيْعًا" یہ دونوں رکعتیں مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں"۔

حدیث: آپ (سیدہ محترمہ ام المومنین) رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے۔ فرماتی ہیں: نبی پاک ﷺ نوافل میں سے کسی پر اتنی سخت پابندی نہ فرماتے تھے جتنی کہ فجر کی دو (سنت) رکعتوں پر فرماتے تھے۔

1۔ یہ بارہ رکعات سنن مؤکدہ ہیں۔ ان کے ترک کی عادت سخت گناہ ہے۔ مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کی تعریف پہلے بیان ہو چکی ہے۔ (مترجم)

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! مجھے کوئی ایسا عمل سکھایئے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عَلَيْكَ بِرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَإِنَّ فِيهَا فَضِيْلَةٌ" فجر کی دو (سنت) رکعتوں کو اپنے لئے لازم کرلو کیونکہ ان میں بڑی فضیلت ہے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اور طبرانی ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرماتے ہیں: "مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: نمازِ فجر سے پہلے دو رکعتوں کو ترک نہ کرو "فَإِنَّ فِيهِمَا الرَّغَائِبَ" کیونکہ ان میں بڑی بڑی بخششیں ہیں"۔ اور امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: "فجر کی دو رکعتوں پر پابندی کرو کہ ان میں بڑی بخشش ہے"۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورہ اخلاص) تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (سورہ کافرون) چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ سید عالم ﷺ ان دونوں سورتوں کو فجر کی دونوں (سنت) رکعتوں میں (1) پڑھا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ "هَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ فِيهِمَا رُغَبُ الدَّهْرِ" ان دونوں رکعتوں میں (بخشش کے) موتیوں کی رغبت ہے۔

ابویعلیٰ نے اسے اسناد حسن کے ساتھ اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا تَدَعُوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ" فجر کی دو رکعتیں کبھی ترک نہ کرو اگرچہ تمہیں (دشمن کے) گھوڑے روند ڈالیں۔ ابوداؤد۔

ترغیب
نمازِ ظہر کی سنتیں

حدیث: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: مَیں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ظہر (کے فرض) سے پہلے چار رکعات کی اور بعد میں چار (2) کی پابندی کرے، "حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ" اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرما دے گا۔

احمد، ابوداؤد، نسائی، ترمذی (رحمہم اللہ)

حدیث: حضرت سیدنا ابوایوب (انصاری) رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ظہر (کے فرض) سے پہلے چار رکعتیں جن کے درمیان سلام نہ پھیرا جائے، ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے

1۔ اس طرح کہ پہلی رکعت میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ نماز میں ترتیب سُوَر بھی واجب ہے۔ یاد رہے کہ مؤکد ترین یہی فجر کی دو سنتیں ہیں۔ (مترجم)

2۔ نماز ظہر کے فرض کے بعد چار رکعت میں دو سنت موکدہ اور دو نفل شامل ہیں۔ پہلی چار رکعت بھی موکدہ ہیں۔ (مترجم)

جاتے ہیں۔

اس کو ابوداؤد نے (الفاظ انہی کے ہیں) اور ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔ دونوں کی اسناد میں احتمالِ تحسین ہے۔ طبرانی نے بھی کبیر واوسط میں روایت کی جس کے الفاظ یہ ہیں: "(حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: جب سے رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس قیام فرمایا۔ مَیں نے آپ ﷺ کو ظہر سے پہلے چار رکعتوں پر پابندی کرتے ہوئے دیکھا اور فرماتے تھے کہ جب زوالِ آفتاب شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جب تک نمازِ ظہر پڑھ نہ لی جائے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ مَیں پسند کرتا ہوں کہ اس گھڑی میں میری نیکیاں اُٹھائی جائیں"۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نصف النہار کے بعد نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے۔ اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! مَیں دیکھتی ہوں کہ آپ اس ساعت میں نماز پڑھنا پسند فرماتے ہیں؟ (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: اس ساعت میں در ہائے آسمان کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت کے ساتھ دیکھتا ہے۔ یہ ایسی (عظیم الشان) نماز ہے کہ اس کی پابندی حضرتِ آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ صلوات اللہ علیہم فرماتے رہے ہیں۔ (البزار)

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھیں، اس نے گویا کہ رات کی تہجد پڑھ لی۔ (اس کا ثواب پالیا) اور جس نے ان چار رکعتوں کو عشاء کے بعد پڑھا تو گویا کہ اس نے انہیں لیلۃ القدر میں پڑھا۔ طبرانی فی الاوسط۔

حدیث: حضرت اسود، مرہ اور مسروق رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دن کی نماز میں کوئی نماز ایسی نہیں جو رات کی نماز کے برابر ہو سوائے ظہر کی پہلی چار رکعتوں کے۔ دن کی (نفلی) نماز پر ان چار رکعتوں کی ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ باجماعت نماز کی فضیلت اکیلئے کی نماز پر ہوتی ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور یہ روایت موقوف ہے مگر اس میں حرج کوئی نہیں۔

حدیث: سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ظہر سے پہلے زوال کے بعد چار رکعت (سنت) رات کے پچھلے پہر پڑھی جانے والی رکعتوں کے برابر شمار کی جاتی ہیں (یعنی ثواب میں) کوئی شئے ایسی نہیں جو اس گھڑی اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ" (نحل:48)(1)

اسے امام ترمذی نے اپنی جامع کی کتاب التفسیر میں روایت فرمایا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم (محدثین) اسے علی بن عاصم کی حدیث کے سوا نہیں پہنچانتے۔

1۔ ترجمہ: اللہ کی مخلوق میں سے ہر چیز کا سایہ دائیں بائیں اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے جھکتا ہے۔ اور وہ سب اس کے حضور ذلیل وخوار ہیں۔

ترغیب

نمازِ عصر کی سنتیں

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا" اللہ اس آدمی پر رحم فرمائے جو عصر (کے فرض) سے پہلے چار رکعت (سنت غیر موکدہ) پڑھتا ہے۔

اسے امام احمد، ابوداؤد اور امام ترمذی نے روایت کیا اور امام ترمذی نے حسن بھی قرار دیا۔ ابن خزیمہ اور ابنِ حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: سیدہ ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت کی پابندی کی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں محمد بن سعد موذن ہیں۔ معلوم نہیں وہ کون ہیں؟

حدیث: سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی عصر سے پہلے چار رکعت ادا کرے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔ الحدیث۔ طبرانی فی الکبیر۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں حاضر بارگاہ ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کے درمیان تشریف رکھتے تھے جن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ میں نے حدیث کے آخری الفاظ پائے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: "مَنْ صَلّٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الْعَصْرِ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ" جو شخص عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے۔ اسے آگ نہیں چھوئے گی۔ طبرانی فی الکبیر۔

حدیث: حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت ہمیشہ یہ چار رکعتیں عصر سے پہلے پڑھتی رہے گی حتی کہ زمین پر بخشی ہوئی چلے گی کہ اس (میری امت) کے لئے حقیقی بخشش ہوگی۔

طبرانی نے اسے اوسط میں روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث غریب ہے۔

ترغیب

مغرب اور عشاء کے درمیان نماز

(صلوٰۃ اوّابین)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعات (نوافل) پڑھے اس طرح کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے "عُدِلْنَ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً" تو

یہ بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گے۔

اسے امام ابن ماجہ، ابنِ خزیمہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ (ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے)۔

حدیث: حضرت محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور فرمایا: میں نے اپنے حبیب جنابِ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھیں اور ارشاد فرمایا: جس نے نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں، "غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ" اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اسے طبرانی نے اپنی تینوں کتابوں (کبیر، اوسط اور صغیر) میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (السجدہ:16)(1) کے بارے میں روایت ہے کہ یہ اس نماز کا انتظار کرنے والوں کے متعلق نازل ہوا جسے اندھیرے کی نماز (عشاء) کہتے ہیں۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ابوداوٗد نے بھی اسے روایت کیا ہے مگر ان کے الفاظ ہیں: "وہ (صحابہ رضی اللہ عنہم) مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل پڑھتے رہتے تھے، اور حسن (بصری رحمہ اللہ) نے فرمایا: اس سے مراد رات(2) کا قیام (نمازِ تہجد) ہے"۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھی تو آپ ﷺ (اس کے بعد) عشاء تک نماز (نفل) پڑھتے رہے۔

اسے امام نسائی نے اسناد جید کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔

ترغیب

نمازِ عشاء کے بعد نوافل

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظہر سے پہلے چار رکعات ایسی ہیں جیسی عشاء کے بعد چار رکعات ہوتی ہیں۔ اور عشاء کے بعد چار رکعات نوافل لیلۃ القدر میں پڑھے گئے

1۔ پوری آیت اس طرح ہے:
تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (السجدہ:16)
ترجمہ: ان کی کروٹیں ان کی خواب گاہوں سے جدا رہتی ہیں۔ وہ اپنے پروردگار سے ڈر اور امید سے دعا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے سے خیرات کرتے ہیں۔ یعنی مغرب کے بعد عشاء کا انتظار کرتے ہیں اور اس دوران نوافل پڑھتے رہتے ہیں۔ (مترجم)

2۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس آیت کا نزول ان لوگوں کے حق میں ہے جو مغرب و عشاء کے درمیان نوافل اوابین پڑھتے ہیں۔ اور امام حسن بصری رحمہ اللہ کے نزدیک مراد وہ لوگ ہیں جو تہجد گذار ہیں۔ (مترجم)

نوافل کے (ثواب کے) برابر ہیں(1)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور قبل ازیں حضرت براء رضی اللہ عنہ والی حدیث گذر گئی جس میں تھا کہ: ''جس نے ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھ لیں، اس نے گویا کہ اپنی رات کی تہجد پڑھ لی۔ اور جس نے یہ چار رکعات عشاء کی پڑھیں تو یہ ان رکعات کے برابر ہیں جو لیلۃ القدر میں پڑھی گئیں''۔

اور کبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نبی پاک ﷺ سے مروی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ صَلَّی الْعِشَآءَ الْاٰخِرَۃَ فِیْ جَمَاعَۃٍ وَ صَلّٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ قَبْلَ اَنْ یَّخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ کَانَ کَعَدْلِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ'' جس نے نمازِ عشاء باجماعت پڑھی اور مسجد سے نکلنے سے پہلے چار رکعتیں پڑھ لیں تو یہ لیلۃ القدر کے (نوافل کے) برابر ہوں گی۔

ترغیب

نمازِ وتر اور وتر نہ پڑھنے والے کا بیان

حدیث: حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: وتر فرض نمازوں کی طرح فرض نہیں ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایک طریقہ جاری فرمایا۔ ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُّحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا یَا اَھْلَ الْقُرْاٰنِ'' بے شک اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے۔ وتر کو پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا اے قرآن والو! (مسلمانوں) تم نمازِ وتر(2) پڑھا کرو۔

اسے ابوداؤد، ترمذی (الفاظ ترمذی ہی کے ہیں)، نسائی، ابنِ ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرتِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اس بات کا خوف ہو کہ رات کے آخری پہر اُٹھ نہ سکے گا، وہ رات کے اول حصہ میں (فرضِ عشاء کے بعد) وتر پڑھ لیا کرے۔ اور جسے آخری پہر اُٹھنے کی امید ہو وہ رات کے آخری پہر ہی میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری پہر کی نماز مشہودہ و محضورہ ہے (اس وقت ملائکہ رحمت نازل ہوتے ہیں) ''وَذَالِکَ اَفْضَلُ'' اور یہی افضل ہے۔

مسلم، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہم۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے چاشت کی نماز پڑھی، ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھے اور نمازِ وتر کو سفر و حضر میں ترک نہ کیا، ''کُتِبَ لَہٗ اَجْرُ

1۔ عشاء کے فرض کے بعد دو سنت مؤکدہ کے بعد دو رکعت نفل اور آخر میں وتر کے بعد دو نفل مراد ہیں۔ ممکن ہے مکمل عشاء کے بعد الگ چار رکعت مراد ہوں۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

2۔ وتر کے لفظی معنی ''طاق'' کے ہیں یعنی جو دو پر برابر تقسیم نہ ہو سکے۔ اصطلاحِ شریعت میں وتر اس نماز کو کہتے ہیں جو عشاء کے فرضوں کے بعد طلوعِ صبح صادق سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ احناف کے نزدیک نمازِ وتر ایک سلام کے ساتھ تین رکعت واجب ہیں۔ اور ان کی آخری رکعت میں رکوع سے پہلے سارا سال دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے۔ نمازِ وتر اگر چھوٹ جائے تو اس کی قضا واجب ہے۔ (مترجم)

شَهِيْدٍ'' اس کے لئے ایک شہید کا ثواب لکھا جائے گا۔

طبرانی نے اسے کبیر میں روایت کیا۔ اس میں کچھ نِکارت ہے۔

حدیث: حضرت خارجہ ابن حذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک دن جنابِ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک نماز کے ساتھ تمہاری مدد فرمائی ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ یہ نماز وتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے نماز عشاء اور طلوعِ فجر کے درمیان رکھا ہے۔

ابوداوٗد، ابن ماجہ، ترمذی، امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ ''اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا'' وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں۔ وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں۔ وتر حق ہے۔ جو وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں (1)۔ تین دفعہ فرمایا۔

اسے امام احمد وابوداوٗد نے روایت کیا۔ الفاظ ابوداوٗد کے ہیں۔ اس کی اسناد میں عبید اللہ بن عبداللہ ابومنیب عتکی ہیں۔ حاکم نے بھی اس کی روایت کی اور فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

ترغیب

انسان کا رات کو اُٹھ کر نماز پڑھنے کی نیت سے باوضو ہو کر سونا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص باوضو ہو کر رات کو سوئے تو ایک فرشتہ رات بھر اس کے بستر کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ سونے والا جب بھی بیدار ہوتا ہے۔ تو فرشتہ کہتا ہے: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا'' اے پروردگار! اپنے فلاں بندے (اس کا نام لیتا ہے) کی مغفرت فرمادے کیونکہ یہ باوضو ہو کر سویا تھا۔ اسے ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان جسموں کو پاک صاف رکھا کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں (گناہوں سے) پاک صاف فرمادے گا۔ کوئی بندہ ایسا نہیں جو رات کو وضو کر کے سوئے مگر ایک فرشتہ اس کے ساتھ اس کے بستر میں رات بسر کرتا ہے۔ رات کی کسی ساعت میں یہ بندہ کروٹ نہیں بدلتا مگر فرشتہ دعا کرتا ہے: اے اللہ! اپنے اس بندے کی مغفرت فرمادے کہ یہ رات کو باوضو سویا تھا۔

طبرانی نے اسے اوسط میں اسناد جید کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے

1۔ حق بمعنی لازم وضروری ہے۔ اسی لئے حکم ہوا کہ جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں بلکہ گمراہ ہے۔ مرقات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے تحت حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا: وتر فرض عملی اور واجب اعتقادی ہے۔ (مترجم)

ہوئے سنا: جوشخص باوضو ہو کر سونے کے لئے اپنے بستر پر جائے۔ اللہ کا ذکر کرتا رہے حتی کہ اسے نیند آ جائے۔ پھر رات کی کسی گھڑی میں جب وہ کروٹ بدلے اور اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی و بہتری مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دے گا۔

اسے امام ترمذی نے شہر بن حوشب عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوشخص رات کو اٹھ کر نماز (تہجد وغیرہ) پڑھتا ہو پھر اس پر نیند غالب آ جائے۔ (رات کو اٹھ نہ سکے) "كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَجْرَ صَلٰوتِهٖ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً" تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نماز کا اجر لکھ دیتا ہے اور نینداس پر صدقہ ہوتی ہے (اللہ کی طرف سے)۔

مالک، ابوداؤد، نسائی۔

حدیث: حضرت ابوذر یا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما (شعبہ رضی اللہ عنہ کو شک ہوا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اپنے دل میں رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہے۔ پھر اس سے سو جاتا ہے۔ (نہیں پڑھ پاتا) تو نیند اس پر صدقہ ہوتی ہے جو اللہ نے اس پر کیا اور اس کے لئے اس کی نیت کا ثواب لکھ دیا۔ (سبحان اللہ)۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں مرفوعاً اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں موقوفاً روایت کیا۔

ترغیب

سوتے وقت کیا کلمات پڑھے جائیں

اور وہ شخص جو سونے کے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تو بستر پر جانے کا ارادہ کرے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کر، پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جا اور پھر یہ کہہ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡلَمۡتُ نَفۡسِیۡ اِلَیۡكَ وَوَجَّھۡتُ وَجۡھِیۡ اِلَیۡكَ وَ فَوَّضۡتُ اَمۡرِیۡ اِلَیۡكَ وَاَلۡجَأۡتُ ظَھۡرِیۡ اِلَیۡكَ رَغۡبَةً وَّرَھۡبَةً اِلَیۡكَ لَا مَنۡجَاً وَلَا مَلۡجَأً مِنۡكَ اِلَّا اِلَیۡكَ ط اٰمَنۡتُ بِکِتَابِكَ الَّذِیۡ اَنۡزَلۡتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیۡ اَرۡسَلۡتَ(1)" اب اگر تو اسی رات کو مر گیا تو فطرت (دین اسلام) پر مرے گا۔اور ان کلمات کو اپنا آخری کلام بنا لے۔(حضرت براء رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: میں نے یہ کلمات نبی پاک ﷺ کو (بطورِ تصدیق) سُنائے۔جب میں "اٰمَنۡتُ بِکِتَابِكَ الَّذِیۡ اَنۡزَلۡتَ" تک پہنچا تو میں نے اس کے بعد پڑھا "وَرَسُوۡلِكَ" آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ "نَبِیِّكَ الَّذِیۡ اَرۡسَلۡتَ(2)"

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔اور بخاری و ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: "تو اگر تو اسی رات کو فوت ہو گیا تو فطرت پر فوت ہو گا اور اگر صبح کو اٹھا تو بھلائی کے ساتھ اٹھے گا"۔

حدیث: حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن اعبد سے فرمایا: کیا میں تمہیں اپنا اور رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ نہ بتاؤں؟ وہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیاری تھیں اور میرے نکاح میں تھیں۔چکی پیستی تھیں حتیٰ کہ ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے۔مشکیزے سے پانی بھر کر لایا کرتیں حتیٰ کہ سینے شریف پر نشان پڑ گئے تھے۔گھر میں جھاڑو دیا کرتیں یہاں تک کہ ان کے کپڑے گرد آلود ہو جاتے تھے۔نبی پاک ﷺ کے پاس کچھ غلام آئے۔تو میں نے انہیں کہا کہ کاش تم اپنے والدِ کریم کے پاس جاتیں اور ان سے کوئی غلام مانگ لاتیں۔آپ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں تو دیکھا کہ سرکار ﷺ کے ساتھ کچھ لوگ محوِ گفتگو ہیں اس لئے واپس لوٹ آئیں۔اگلے دن خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہیں کیا ضرورت پیش آ گئی تھی؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! میں بتاتا ہوں: یہ چکی پیستی ہیں کہ ان کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے ہیں اور پانی کا مشکیزہ اٹھا کر لاتے لاتے ان کے سینے پر نشان ظاہر ہو گئے ہیں۔جب آپ کے پاس غلام آئے تو میں نے

1۔ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں نے خود کو تیری اطاعت میں دے دیا۔اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور اپنا سب کچھ تیرے حوالے کر دیا۔تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیرے ساتھ امید رکھتے ہوئے۔تیرے سوا کوئی پناہ اور کوئی ٹھکانہ نہیں۔میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی اور تیرے نبی ﷺ پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا۔

2۔یعنی وہی الفاظ کہو جو تمہیں سکھائے گئے ہیں۔اپنی طرف سے کوئی تبدیلی نہ کرو۔معلوم ہوا زبانِ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے نکلے ہوئے الفاظ کی اپنی ہی تاثیر ہے۔(مترجم)

انہیں کہا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر ایک خادم مانگ لائیں جو انہیں اس گرمی سے بچائے جو یہ برداشت کر رہی ہیں۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! اللہ سے ڈرتی رہو۔ اپنے پروردگار کا فریضہ ادا کرو اور اپنے گھر والوں کے کام کرتی رہا کرو۔ جب سونے کے لئے اپنے بستر پر جاؤ تو تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو۔ ''فَتِلْكَ مِائَةٌ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكِ مِنْ خَادِمٍ، قَالَتْ رَضِيْتُ عَنِ اللّٰهِ وَ عَنْ رَسُوْلِهٖ'' یہ کل سو مرتبہ ہو جائیں گے۔ یہ (عمل) تمہارے لئے خادم سے زیادہ بہتر ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے راضی ہوں۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں: ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں خادم عطا نہیں فرمایا''۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

حدیث: حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ اپنے والد سے راوی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت نوفل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: سورہ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھو پھر اسے ختم کر کے سو جاؤ کہ ''فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ'' یہ سورۃ شرک سے بچانے والی ہے۔

اسے ابوداؤد (الفاظ انہی کے ہیں)، ترمذی، نسائی نے متصلا اور مرسلا، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت فرمایا ہے اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو وظیفے ہیں کہ جو مسلمان بندہ ان کی پابندی کرے گا، جنت میں داخل ہوگا۔ وہ دونوں ہیں تو آسان مگر ان پر عمل کرنے والے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور دس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ یہ زبان پر تو ڈیڑھ سو ہوں گے لیکن میزان پر ڈیڑھ ہزار ہو جائیں گے۔ اور بندہ جب اپنے بستر پر جائے تو چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھ لے۔ یہ زبان پر سو مرتبہ ہوں گے مگر میزان پر ایک ہزار مرتبہ ہو جائیں گے۔ (راوی فرماتے ہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ انہیں انگلیوں پر گنا کرتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کلمات آسان کیسے ہیں اور ان پر عمل کرنے والے تھوڑے کیوں ہیں؟ فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس (جو پڑھنا چاہتا ہے) شیطان آ جاتا ہے اور پڑھنے سے پہلے ہی اسے سلا دیتا ہے اور نماز کی حالت میں بھی شیطان اس کے پاس آتا ہے اور انہیں پڑھنے سے پہلے اس کی کوئی حاجت یاد دلا دیتا ہے۔

اسے امام ابوداؤد (الفاظ انہیں کے ہیں) ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور اس فرمان ''یہ میزان میں ڈیڑھ ہزار ہوں گے'' کے بعد یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وَاَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ اَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ'' اور تم میں سے کون

ہے جورات میں اڑھائی ہزار(1) گناہ کرتا ہو؟''

حدیث: جناب عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ سونے سے پہلے ''مسبحات(2)'' سورتیں پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ''اِنَّ فِیْهِنَّ اٰیَةً خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰیَةٍ'' ان سورتوں میں ایک آیت ہے جو ہزار آیتوں(3) سے بہتر ہے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام نسائی نے بھی اسے روایت کیا اور فرمایا کہ معاویہ بن صالح کہتے ہیں: ''بعض اہل علم ''مسبحات'' چھ سورتیں شمار کرتے ہیں۔ یعنی نمبر 1 سورہ حدید، نمبر 2 سورہ حشر، نمبر 3 سورہ حواریین (صف)، نمبر 4 سورہ جمعہ، نمبر 5 سورہ تغابن اور نمبر 6 سبح اسم ربك الاعلیٰ۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بستر پر جاتے وقت پڑھ لے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' اس کے گناہ یا خطائیں (مسعر راوی کو شک ہے) بخش دی جائیں گی اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

اسے نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ اور نسائی کے ہاں ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کی بجائے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' کے الفاظ ہیں۔ آخر میں ہے ''غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَلَوْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ'' اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں''۔

حدیث: روایت ہے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان اپنے بستر پر جائے اور اللہ کی کتاب سے کوئی سورت پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے۔ پھر نیند سے بیدار ہونے تک کوئی تکلیف دہ چیز اس کے قریب نہیں آتی۔ وہ جس وقت بھی جاگے۔

اسے ترمذی اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔ مگر امام احمد کی روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ بھیج دیتا ہے جو ہر اذیت پہنچانے والی چیز سے بیدار ہونے تک اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ وہ جب بھی بیدار ہو''۔ امام احمد کی روایت کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

1۔ یعنی ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ پڑھنے سے ڈیڑھ سو ہوئے جو میزان میں ڈیڑھ ہزار ہوں گے اور سوتے وقت سو مرتبہ پڑھ لئے جو میزان میں ایک ہزار ہو جائیں گے۔ مجموعہ اڑھائی ہزار ہوا۔ فرمان نبوی کا مطلب یہ ہے اگر کوئی بندہ اڑھائی ہزار گناہ بھی دن رات میں کر لے تو اڑھائی ہزار کلمات اس کے ان گناہوں کے برابر ہو کر بخشش کا ذریعہ بن جائیں گے۔ حالانکہ اتنے قلیل وقت میں اس قدر گناہ بندہ عموماً نہیں کر سکتا۔ (مترجم)

2۔ ''مسبحات'' ان سورتوں کو کہا جاتا ہے جن کی ابتداء تسبیح خداوندی سے ہوتی ہے۔

3۔ یعنی ان سورتوں میں ایک ایسی آیت ہے جو ایک ہزار آیت کی تلاوت سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ مگر اس آیت کو ظاہر نہ فرمایا تاکہ مسلمان سب کو پڑھا کریں۔ یہ معنٰی بھی ہو سکتا ہے کہ ان سورتوں کی ہر آیت ہی ایک ہزار آیت کی تلاوت سے زیادہ اجر و ثواب رکھتی ہے۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنے بستر پر جاتا ہے تو ایک فرشتہ اور شیطان اس کے پاس جلدی سے آجاتے ہیں۔فرشتہ کہتا ہے: بھلائی کے ساتھ (اپنے کام) ختم کر (اور سو جا)۔شیطان کہتا ہے: برائی کے ساتھ ختم کر۔اگر اس آدمی نے اللہ کا ذکر کیا پھر سو گیا تو فرشتہ اس کی حفاظت کرتے ہوئے رات بسر کرتا ہے۔جب بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: بھلائی کے ساتھ (اپنے دن کا) آغاز کر۔اور شیطان کہتا ہے: برائی کے ساتھ ابتدا کر۔اب اگر وہ آدمی پڑھ لے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ نَفْسِیْ وَلَمْ یُمِتْهَا فِیْ مَنَامِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ''(1) پوری آیت اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ'' ''فَاِنْ وَّقَعَ عَنْ سَرِیْرِهٖ فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' اگر وہ اپنی چارپائی سے گر کر مر گیا تو (سیدھا) جنت میں جائے گا۔اسے ابو یعلی نے اسناد صحیح کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔حاکم نے آخر میں یہ الفاظ زائد کئے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ''۔

اور فرمایا کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنی کروٹ کو بستر پر لگائے اور سورہ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لے '' فَقَدْ اَمِنْتَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ اِلَّا الْمَوْتَ '' تو موت کے سوا ہر چیز سے امن پالے گا۔

اسے بزار نے روایت کیا۔غسان بن عبید کے سوا اس کے راوی صحیح جیسے ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے بستر پر سونا چاہے وہ دائیں کروٹ لیٹے اور پھر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورہ اخلاص پوری) ایک سو بار پڑھ لے تو جب روز قیامت ہوگا اسے رب تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندے! اپنی دائیں جانب سے جنت میں داخل ہو جا۔

امام ترمذی نے اسے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بستر پر جا کر سوتے وقت پڑھے '' اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ'' اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، اگر چہ درختوں کے پتوں کی تعداد کے برابر ہوں، اگر چہ وسیع صحرا کی ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر ہوں اور اگر چہ دنیا کے دنوں کی تعداد کے برابر ہوں۔

1۔قرآن حکیم میں پوری یہ ہے

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا (فاطر:41)

پورے وظیفے کا ترجمہ یہ ہے:۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے میری جان مجھے لوٹا دی اور اسے نیند میں موت نہیں دے دی۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے زمین اور آسمانوں کو جنبش کرنے سے روک رکھا ہے۔اور اگر وہ جنبش کرنے لگیں تو انہیں اللہ کے سوا کون روک سکتا ہے۔وہی ہے بردبار اور بخشنے والا ہے۔تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے آسمان کو زمین پر گر پڑنے سے روک رکھا ہے مگر جب اس کا اذن ہوگا تو آسمان گر پڑے گا۔(مترجم)

اسے ترمذی نے الوصافی عن عطیہ عن ابی سعید کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف عبید اللہ بن ولید وصافی کی حدیث سے اسی وجہ سے جانتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوعبدالرحمٰن حبلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ہمیں ایک پرچہ نکال کر دکھایا اور کہا کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ یہ پڑھنا سکھایا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَۃِ اَنْتَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلٰہُ کُلِّ شَیْءٍ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّیْطَانِ وَشِرْکِہٖ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ سُوْءًا اَوْ اَجُرَّہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ(1)'' حضرت ابوعبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو یہ سکھاتے تھے کہ جب سونے لگیں تو اسے پڑھ لیا کریں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے اسے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان میں فطرانے کے مال کی حفاظت پر مقرر فرمایا تو ایک آنے والا آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ مَیں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر چلوں گا۔ وہ کہنے لگا: محتاج ہوں، مقروض ہوں، بچے دار ہوں اور سخت حاجت مند ہوں۔ فرماتے ہیں: مَیں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! ''مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَۃَ'' تمہارے رات والے قیدی نے کیا کیا؟ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) اس نے سخت حاجت اور بال بچوں کا عذر پیش کیا مجھے رحم آ گیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ تم سے جھوٹ بول گیا ہے اور پھر آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پھر لوٹ کر آئے گا۔ مَیں اس کا انتظار کرنے لگا۔ وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ پھر حدیث کو یہاں تک بیان کیا کہ آپ یعنی حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: مَیں(2) نے اسے تیسری مرتبہ پھر پکڑ لیا۔ مَیں نے اسے کہا کہ مَیں تجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ضرور لے کر جاؤں گا۔ یہ آخری تیسری بار ہے کہ تو کہہ کر جاتا ہے اب نہیں آئے گا مگر پھر آ جاتا ہے۔ وہ بولا: مجھے چھوڑ دیں۔ میں آپ کو کچھ ایسے کلمات بتاؤں گا جن سے اللہ تعالیٰ آپ کو فائدہ دے گا۔ مَیں نے کہا: وہ کیا کلمات ہیں؟ اس نے کہا: جب آپ بستر پر سونے کے لئے جائیں تو آیت الکرسی: اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (البقرۃ:255) پڑھ لیا کریں حتی کہ ختم کر لیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر ہمیشہ ایک محافظ موجود رہے گا اور صبح تک شیطان آپ کے قریب بھی نہیں آئے گا۔ مَیں نے اسے رہا کر دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: تمہارے رات والے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے

1۔ ترجمہ: اے پروردگار! اے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمانے والے، چھپی اور ظاہر چیز کو جاننے والے، تو ہی رب ہے ہر شی کا اور تو ہی معبود ہے ہر چیز کا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے تیرے کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔ میں شیطان اور اس کے شرک سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور مَیں اپنی جان پر گناہ کے ارتکاب اور اس گناہ کو دوسرے مسلمان تک پہنچانے سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (مترجم)

2۔ یعنی وہ تین دن تک اسی طرح آتا رہا۔ میں اسے پکڑ لیتا۔ وہ بال بچوں اور قرض وغیرہ کا عذر پیش کرتا تو میں رحم کھا کر چھوڑ دیتا۔ آج تیسری دفعہ تھی۔ درمیان میں دو دفعہ آنے جانے کا ذکر راوی نے چھوڑ دیا۔ (مترجم)

کچھ کلمات بتائے گا جن سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دے گا۔ تو میں نے اس کو رہا کر دیا۔ نبی ﷺ نے پوچھا: کیا کلمات ہیں؟ مَیں نے عرض کیا اس نے مجھے کہا: جب تم بستر پر سونے کے لئے جانے لگو تو آیت الکرسی (اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ) آخر آیت تک پڑھ لیا کرو۔ اور کہا کہ اللہ کی طرف سے تمہارے اوپر ہمیشہ ایک محافظ موجود رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نیکی پر بہت زیادہ حریص ہوتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ ہے تو بہت جھوٹا مگر تم سے سچی بات کہہ گیا ہے۔ اے ابو ہریرہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تین رات تک تم کس سے گفتگو کرتے رہے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں: فرمایا: ''ذَاكَ الشَّیْطَانُ'' وہ شیطان ہی تھا۔

اسے بخاری، ابن خزیمہ وغیر ہما نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَمْ یَذْكُرِ اللّٰهَ فِیْهِ كَانَ عَلَیْهِ تِرَةٌ یَّوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ یَذْكُرِ اللّٰهَ فِیْهِ كَانَ عَلَیْهِ تِرَةٌ یَّوْمَ الْقِیَامَةِ'' جو شخص بستر پر لیٹے کہ اس میں اللہ کا ذکر نہ کرے تو قیامت کے دن یہ (لیٹنا) اس پر حسرت ہوگا اور جو کسی مجلس میں بیٹھا کہ اس میں کوئی ذکر اللہ نہ کیا تو یہ (بیٹھنا) بھی قیامت کے روز اس کے لئے حسرت و یاس ہوگا۔

اسے امام ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور امام نسائی نے بھی انہی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا مگر اس میں صرف بستر پر لیٹنے کا ذکر ہے۔ مجلس کا ذکر نہیں۔

ترغیب

رات کو بیدار ہونے پر کیا پڑھنا چاہیے

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس کی رات کو آنکھ کھل جائے تو وہ پڑھے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ(1)'' پھر اس کے بعد پڑھے '' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی '' یا کوئی اور دعا کرے تو قبول فرمائی جائے گی۔ اور اگر وضو کر کے پھر دو رکعت ادا کرے تو اس کی یہ نماز مقبول ہوگی۔

بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک

1۔ ترجمہ: کوئی لائق عبادت نہیں سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے اور اللہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ اور کوئی لائق عبادت نہیں سوائے اللہ کے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو کوئی طاقت و قوت نہیں۔

جب بندہ مومن کو اللہ تعالیٰ رات کے وقت اس کی جان واپس دیتا ہے۔ (بندے کی آنکھ کھل جاتی ہے) تو یہ اس کی تسبیح وتحمید کرتا ہے۔ اور استغفار کرتا ہے پھر کوئی دعا مانگتا ہے تو اس کو قبول فرماتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے رات کو حرکت کرتے (آنکھ کھلتے) وقت دس مرتبہ بسم اللہ، دس مرتبہ سبحان اللہ اور دس مرتبہ " اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَکَفَرْتُ بِالطَّاغُوْتِ" (میں اللہ پر ایمان لایا اور میں نے باطل کا انکار کیا) پڑھ لیا، اسے ہر ایسے گناہ سے بچالیا جائے گا جس میں پڑنے کا اس کو خوف تھا۔ اور دوسری رات بھی اس کو اسی طرح گناہوں میں نہیں پڑنے دیا جائے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

ترغیب

رات کی نماز (تہجد(1))

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی آدمی سو رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کی گردن پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے: رات بہت لمبی پڑی ہے، سوتا رہ۔ اگر وہ بیدار ہوتا ہے اور اللہ کو یاد کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اگر وضو کر لے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز بھی پڑھ لے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ پھر وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ خوش وخرم اور ہشاش بشاش ہوتا ہے ورنہ پریشانی اور پژمردگی کی حالت میں صبح کو اٹھتا ہے۔

اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت فرمایا: ابن ماجہ میں اس طرح ہے ''تو وہ آدمی خوش وخرم، ہشاش بشاش ہو کر صبح کو اٹھتا اور بھلائی پاتا ہے اور اگر وہ اس طرح نہیں کرتا تو صبح کو سست اور پژمردہ ہو کر اٹھتا ہے اور کوئی بھلائی حاصل نہیں کر پاتا''۔ ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں اسی طرح روایت کیا۔ اس کے آخر میں ہے: ''فَحُلُّوْا عُقَدَ الشَّیْطَانِ وَلَوْ بِرَکْعَتَیْنِ'' تو تم شیطان کی لگائی ہوئی گرہیں کھول ڈالو اگرچہ دو ہی رکعت کے ساتھ ہو''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔

مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ فی صحیحہ۔

1۔ نماز تہجد کے بڑے فضائل بیان ہوئے ہیں جیسا کہ قارئین اس باب میں احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم پڑھیں گے۔ قرآن حکیم میں بھی اس نماز کی اہمیت کو خوب اجاگر فرمایا گیا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل میں ہے:

وَمِنَ الَّیْلِ فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ۖ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل:79)

یعنی اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد ادا کیا کرو۔ یہ خاص آپ کے لئے (اے محبوب) زیادہ کی گئی ہے۔ عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

دوسری جگہ فرمان ہے:

اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا (مزمل:6)

یعنی بے شک رات کو اٹھنا زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی (دل سے) نکلتی ہے۔

سورہ الفرقان میں ہے:

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا (الفرقان:64)

اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے لئے سجدے اور قیام کی حالت میں راتیں گذارتے ہیں۔ بعد نماز عشاء سو کر طلوع فجر سے پہلے اٹھ کر پڑھے جانے والے نوافل کو تہجد کہتے ہیں۔ یہ نماز نبی العلمین ﷺ پر فرض تھی۔ امت کے لئے سنت ہے۔ اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں۔ دو دو کر کے پڑھنا مسنون طریقہ ہے۔ تہجد کے عادی کو یہ نماز ترک کرنا مکروہ ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (1) سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ جب مدینہ پاک تشریف فرما ہوئے تو لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ ان حاضر ہونے والوں میں مَیں بھی تھا میں نے جب آپ ﷺ کے چہرہ انور کو غور سے دیکھا تو "عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ" پہچان گیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے آپ ﷺ کے کلام شریف سے جو سب سے پہلی بات سنی وہ یہ تھی کہ آپ فرما رہے تھے، "يَاأَيُّهَا النَّاسُ! اَفْشُوا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَ صِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" اے لوگو! سلام عام کرو (مسلمان ایک دوسرے کو سلام ضرور کیا کریں) لوگوں کو کھانا کھلایا کرو، صلہ رحمی کرو۔ اور جب دوسرے لوگ سو رہے ہوں، تم رات کو اٹھ کر نماز پڑھا کرو تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی مکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کچھ ایسے بالا خانے ہیں کہ ان کے اندر سے باہر کی چیزیں اور باہر سے ان کے اندر کی اشیاء نظر آتی ہیں (دیواریں اتنی شفاف ہیں) اس پر حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کن لوگوں کے لئے ہیں؟ فرمایا: ان کے لئے جو میٹھی گفتگو کرتے ہیں۔ کھانا کھلاتے ہیں اور رات قیام (نماز) میں گذارتے ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم و رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جنت میں ایک درخت ہے جس کی اوپر کی جانب سے (جنتی) لباس نکلیں گے اور نیچے سے گھوڑے برآمد ہوں گے جن پر سونے کی زینیں اور ان کی لگامیں موتی و یاقوت کی ہوں گی۔ بول و براز نہیں کریں گے۔ یہ گھوڑے پروں والے ہوں گے اور ان کا ایک ایک قدم منتہائے نظر پر پڑے گا۔ اہل جنت ان پر سوار ہوں گے اور جہاں چاہیں گے پرواز کریں گے۔ ان سے ایک درجہ نیچے والے جنتی پوچھیں گے۔ اے ہمارے پروردگار! تیرے ان بندوں نے یہ مقام عزت کیسے حاصل کر لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں کہا جائے گا: یہ رات کو نمازیں پڑھا کرتے تھے جبکہ تم سو رہے ہوتے، یہ روزہ رکھتے تھے جبکہ تم کھا رہے ہوتے، یہ (اللہ کے رستہ میں) خرچ کرتے تھے جبکہ تم بخل کرتے اور یہ (فی سبیل اللہ) لڑتے تھے جبکہ تم بزدل بن جاتے۔

1۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہود کے بہت بڑے عالم تھے اور ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ انہوں نے کتب سابقہ میں حضور سرور عالم ﷺ کی صفات عالیہ پڑھی تھیں۔ جب سید المرسلین ﷺ کے چہرہ پر انوار کو دیکھا تو پہچان گئے اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ حدیث پاک میں اس واقعہ کا بیان ہے۔ (مترجم)

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے راویہ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بروز قیامت لوگوں کو ایک ہی میدان میں جمع کیا جائے گا۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا۔ کہے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو (رات کو نماز میں ہونے کی وجہ سے) ان کی خواب گاہوں سے جدا رہتے تھے؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔ "فَیَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ثُمَّ یُؤۡمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ اِلَی الۡحِسَابِ" بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر باقی سب لوگوں کو حساب دینے کا حکم کیا جائے گا۔ بیہقی شریف۔

حدیث: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضور نبی کریم ﷺ (نماز میں اتنا طویل) قیام فرماتے کہ قدم ہائے مبارکہ متورم ہو جاتے۔ عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام پچھلی خطائیں(1) معاف فرمادیں ہیں (پھر بھی آپ اس قدر عبادت فرماتے ہیں؟) فرمایا: "اَفَلَا اَکُوۡنَ عَبۡدًا شَکُوۡرًا" کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟ بخاری، مسلم، نسائی۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں زیادہ محبوب نماز، داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ آپ ﷺ نصف رات تک آرام فرماتے اور ایک تہائی رات قیام (نماز) کیا کرتے پھر رات کا چھٹا حصہ نیند فرماتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے تھے۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، حضرت امام ترمذی نے صرف روزے کا ذکر کیا ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ بے شک رات میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے اگر مسلمان بندہ اسے پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کے بارے میں جو مانگے "اَعۡطَاہُ اِیَّاہُ وَذَالِکَ کُلَّ لَیۡلَۃٍ" اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمادیتا ہے۔ اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے۔ مسلم

حدیث: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "عَلَیۡکُمۡ بِقِیَامِ اللَّیۡلِ فَاِنَّہٗ دَاۡبُ الصَّالِحِیۡنَ قَبۡلَکُمۡ وَ قُرۡبَۃٌ اِلٰی رَبِّکُمۡ وَمَکۡفَرَۃٌ لِلسَّیِّئَاتِ وَمَنۡھَاۃٌ عَنِ الۡاِثۡمِ" رات کے قیام کو لازم کرلو کہ یہ تم سے پہلے نیک بندوں کی عادت ہے، تمہارے رب کے قرب کا ذریعہ، خطاؤں کو مٹانے والا اور گناہوں سے بچانے والا ہے۔

اسے ترمذی نے اپنی جامع میں کتاب الدعاء میں، ابن ابی الدنیا نے کتاب التہجد میں، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور

1۔ علمائے امت دامت برکاتہم العالیہ کے نزدیک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے تصدق سے آپ کی امت کی خطائیں معاف فرمائے گا۔ کیونکہ ذنب، گناہ اور خطاء کا سید المعصومین ﷺ کے ساتھ کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ طراوت قلب وجگر اور تازگی ایمان کے لئے سورہ الفتح 26 پارہ کی ابتدائی آیات سے متعلق تفاسیر ملاحظہ فرمائی جائیں۔ (مترجم)

حاکم نے روایت کیا۔ (حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث برشرط بخاری صحیح ہے)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے۔ اگر وہ نہیں اٹھتی تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔ اور اللہ اس عورت پر بھی رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز ادا کرتی ہے۔ اور اپنے شوہر کو جگاتی ہے۔ اگر وہ نہیں اٹھتا تو اس کے منہ پر پانی چھڑکتی ہے۔

ابوداؤد (الفاظ انہیں کے ہیں) نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم (رحمہم اللہ) حاکم نے فرمایا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جو مرد رات کو اٹھتا ہے پھر اپنی بیوی کو بھی اٹھاتا ہے اگر اس پر نیند غالب ہو تو اس کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے لگاتا ہے۔ دونوں اپنے گھر میں قیام (نماز) کرتے ہیں اور اللہ عزوجل کو رات کی کسی ساعت میں یاد کرتے ہیں تو دونوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کی نماز کو دن کی نماز پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی کہ خفیہ کئے جانے والے صدقے کو علانیہ صدقے پر ہوتی ہے۔ (یہ فضیلت فرائض کے علاوہ کی ہے) طبرانی فی الکبیر باسناد حسن۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم رات کو نماز پڑھا کریں چاہے تھوڑی ہو یا بہت، اور اس کے آخر میں وتر پڑھا کریں (1)۔ طبرانی و بزار۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اسے مرفوع بیان کیا۔ کہتے ہیں (حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا) میری مسجد (نبوی) میں نماز پڑھنا (ثواب کے اعتبار سے) دس ہزار (2) نمازوں کے برابر ہے۔ مسجد حرام (مکہ معظمہ) میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ مجاہدین کے خیموں میں ایک نماز بیس لاکھ کے برابر ہے۔ ''وَاَكْثَرُ مِنْ ذَالِكَ كُلِّهِ الرَّكْعَتَانِ يُصَلِّيهِمَا الْعَبْدُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ لَا يُرِيْدُ بِهِمَا اِلاَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ'' اور ان سب سے بڑھ کر وہ دو رکعتیں ہیں جو بندہ رات کے کسی حصہ میں پڑھے کہ ان سے اس کی نیت سوائے اللہ عزوجل کی رضا کے اور کچھ نہ ہو۔

اسے ابو الشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کیا ہے۔

1۔ جن خوش بخت حضرات کو بوقت تہجد اٹھنے کا اپنے اوپر اعتماد ہو وہ تہجد کے نوافل کے بعد وتر پڑھیں۔ اور جو ایسے نہیں انہیں عشاء کے ساتھ ہی پڑھ لینے چاہئیں۔

2۔ ایک حدیث میں مسجد نبوی کی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر فرمائی گئی ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ایاس بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات میں نماز (نفل) ضروری ہے چاہے بکری کا دودھ دوہنے کے وقت کے برابر (مختصر) ہو "وَمَا كَانَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ فَهُوَ مِنَ اللَّيْلِ" اور جو عشاء کی نماز کے بعد (نوافل) ہیں وہ بھی رات کی نماز سے ہی ہیں۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ محمد بن اسحاق کے علاوہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ رات کی نماز کا حکم دیا کرتے اور اس کا شوق بھی دلایا کرتے تھے۔ یہاں تک فرمایا کرتے کہ رات کی نماز لازم کرلو اگر چہ ایک(1) ہی رکعت ہو۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد ﷺ! جب تک جی چاہے زندگی گذاریں، پھر وصال فرما جائیں گے۔ جو چاہے عمل کریں۔ ان کا بدلہ آپ کو دیا جائے گا اور جس سے چاہے محبت کریں۔ پھر اس سے جدا ہونا ہوگا۔ "وَاعْلَمْ اَنَّ شَرَفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَعِزَّهُ اِسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ" جان لیجیے کہ مومن کا شرف اس کی رات کی نماز میں اور اس کی عزت لوگوں سے مستغنی ہونے میں ہے۔

طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے افضل ترین افراد حاملین قرآن (قرآن پڑھنے، پڑھانے اور اس پر عمل کرنے والے) اور رات کے وقت نماز پڑھنے والے ہیں۔ ابن ابی الدنیا و بیہقی۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی تم میں سے رات کو نماز پڑھے اسے چاہیے کہ قرآن پاک بلند آواز سے پڑھے۔ کیونکہ فرشتے اس کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے اور اس کی قرآن خوانی سنتے ہیں۔ اور مومنین جن جو ہوا میں اور اس کے گھر کے پڑوس میں ہوتے ہیں وہ بھی اس کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے اور اس کی قرأت سنتے ہیں۔ اور یہ نمازی اپنی قرأت کے ذریعے بدکار جنوں اور سرکش شیطانوں کو اپنے اور ارد گرد کے گھروں سے بھگاتا ہے۔ وہ گھر جس میں قرآن پڑھا جاتا ہے اس پر نور کا ایک خیمہ لگا دیا جاتا ہے جس سے اہل آسمان (فرشتے) راستے تلاش کرتے ہیں۔ جیسے کہ سمندری رستوں اور صحرائی زمین میں قطب تارے سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ جب یہ قرآن پڑھنے والا فوت ہو جاتا ہے تو وہ خیمہ اٹھا لیا جاتا ہے۔ فرشتے آسمان پر سے دیکھتے ہیں تو اس نور کو نہیں پاتے۔ پھر ایک آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان کے فرشتوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ تو یہ فرشتے روحوں کے درمیان اس کی

1۔ ایک رکعت کا ذکر کی میں مبالغہ ہے۔ ورنہ ایک رکعت نماز نہیں ہوتی۔ جیسے تعمیر مساجد میں چڑیا کے گھونسلے کے برابر مسجد تعمیر کرنے کا ثواب بیان فرمایا گیا۔ (مترجم)

روح کے لئے دعا کرتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے متوجہ ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت پر مامور تھے "ثُمَّ تَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ" اور پھر یہ سب فرشتے قیامت تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ اور جو آدمی کتاب اللہ سیکھتا ہے پھر رات کی کسی گھڑی میں نماز پڑھتا ہے تو گذشتہ رات آنے والی رات کو حکم کرتی ہے کہ اسے اس گھڑی میں بیدار کرے۔ اور اس پر ہلکی رہے۔ (اس گھڑی نیند غالب نہ ہو) جب یہ فوت ہوتا ہے اور اس کے اہل خانہ اس کے غسل وکفن میں مصروف ہوتے ہیں تو قرآن حسین وجمیل صورت میں آ کر اس کے سر کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اسے کفنا دیا جاتا ہے۔ پھر قرآن پاک اس کے سینے پر کفن کے اوپر ٹھہر جاتا ہے۔ جب اسے قبر میں رکھ کر مٹی برابر کر دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو منکر ونکیر علیہما السلام آتے ہیں اور اسے قبر میں اٹھا کر بٹھاتے ہیں تو قرآن پاک آ کر اس کے اور ان کے درمیان کھڑا ہو جاتا ہے۔ منکر ونکیر کہتے ہیں: درمیان سے ہٹ جا تا کہ اس سے سوالات کریں۔ قرآن کہتا ہے: رب کعبہ کی قسم! نہیں ہٹوں گا کیونکہ یہ میرا دوست اور ساتھی ہے۔ اور مَیں اسے اس حال میں پریشان نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر تمہیں کسی کام کا حکم ہے تو تم کرلو "وَدَعَانِيْ مَكَانِيْ فَاِنِّيْ لَسْتُ اُفَارِقُهٗ حَتّٰى اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ" اور مجھے میرے مقام پر چھوڑ دو۔ میں جب تک اسے جنت میں داخل نہ کرادوں اس سے الگ نہیں ہوسکتا۔ پھر قرآن حکیم اپنے اس دوست کی طرف دیکھ کر کہتا ہے: میں وہ قرآن ہوں جسے تو کبھی بلند آواز سے اور کبھی آہستہ تلاوت کیا کرتا تھا۔ اور مجھ سے محبت کرتا تھا۔ مَیں تیرا حبیب ہوں۔ جس سے مَیں محبت کرتا ہوں اس سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ منکر نکیر کے سوال کے بعد تجھے کوئی پریشانی اور غم نہیں ہوگا۔ اس کے منکر نکیر سوالات کر کے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور قرآن وصاحب قرآن رہ جاتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے: میں تیرے لئے نرم ونازک بستر بچھاؤں گا۔ اور حسین وجمیل لباس پہناؤں گا۔ کیونکہ تو راتوں کو (عبادت وتلاوت کی وجہ سے) جاگتا رہا اور دنوں کو عبادت میں گذارتا رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: قرآن پاک آنکھ جھپکنے سے پہلے آسمان پر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے سوال کرتا ہے تو اللہ اسے وہ عطا فرما دیتا ہے۔ پھر قرآن آتا ہے اور اس شان سے نازل ہوتا ہے کہ آسمان ششم کے دس لاکھ مقربین فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ قرآن آ کر اسے سلام دیتا ہے اور کہتا ہے: کیا تو گھبرا گیا ہے؟ مَیں نے تجھ سے الگ ہو کر زیادہ دیر نہیں کی۔ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ سے بات کی۔ تیرے لئے بستر، لباس اور چراغ لیا اور لے کر تیرے پاس آ گیا ہوں۔ اب اٹھ تا کہ فرشتے تیرے لئے بستر لگائیں۔ فرماتے ہیں ﷺ کہ فرشتے اسے بڑی نرمی کے ساتھ اٹھاتے ہیں۔ پھر اس کی قبر کو چار سو سال کی راہ تک کشادہ کر دیتے ہیں اور اس کے لئے ایسا بستر بچھاتے ہیں جس کا استر سبز ریشم کا ہوتا ہے اور اس میں انتہائی خوشبودار مشک بھرا ہوتا ہے۔ پھر اس کے پاؤں اور سر کے پاس نرم اور موٹے ریشم کے بنے ہوئے دو تکیے رکھے جاتے ہیں اور اس کے سر اور پاؤں کے پاس جنتی نور کے دو چراغ روشن کئے جاتے ہیں جو قیامت تک جگمگاتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد فرشتے اسے دائیں پہلو پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لٹا دیتے ہیں۔ پھر جنتی خوشبو لائی جاتی ہے اور اس سے بھی خوشبو اٹھتی ہے۔ اب پھر قرآن اور صاحب قرآن قبر میں رہ جاتے ہیں۔ اور قرآن جنتی خوشبو لے کر تازگی کے لئے اس کی ناک پر رکھتا ہے اور اسے سنگھاتا ہے حتیٰ کہ یہ اٹھ بیٹھتا ہے۔ پھر قرآن اس کے

گھر والوں کے پاس آتا ہے اور انہیں ہر رات اور دن اس کی خبر دیتا رہتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے جس طرح مہربان باپ اپنے بچے کے ساتھ بھلائی سے پیش آتا ہے۔ اگر کوئی بچہ اس باپ سے قرآن پڑھتا ہے تو قرآن اس کے لئے بھی ان چیزوں کی خوشخبری دیتا ہے۔ اور اگر اس بچے کو کوئی حادثہ پیش آنے والا ہوتا ہے۔ تو قرآن اس کے لئے بہتری اور خوش بختی کی دعا کرتا ہے۔ (یا جیسے کہ ذکر ہوا اس حدیث(1) کو بزار نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جو آدمی رات کو کھانا پینا ہلکا رکھے اور رات کو نماز پڑھے، "تَرَاكَضَتْ حَوْلَهُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ حَتّٰى يُصْبِحَ" خوبصورت آنکھوں والی حوریں صبح تک اس کے ساتھ رہتی ہیں۔ طبرانی فی الکبیر۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین شخصوں سے اللہ محبت کرتا ہے۔ ان سے خوش ہوتا ہے اور ان پر فخر کرتا ہے۔ نمبر 1 وہ شخص کہ جب کوئی گروہ (کافروں کا) سامنے آیا تو اس نے اپنی جان کو اللہ عزوجل کے لئے اس سے لڑا دیا۔ پھر خود قتل (شہید) ہو گیا یا اللہ عزوجل نے اس کی مدد فرمائی اور اسے بچا لیا (غازی بن گیا) اللہ فرماتا ہے: میرے اس بندے کو دیکھو کہ کیسے اس نے اپنی جان پر صبر کیا؟ نمبر 2 وہ شخص جس کی بیوی خوبصورت اور بستر نرم و نازک اور بہترین ہو۔ پھر یہ شخص رات کو (نماز کے لئے) اٹھے تو اللہ فرماتا ہے: اس نے اپنی خواہش نفسانی کو ترک کیا اور میرا ذکر کیا۔ اگر یہ چاہتا تو سویا رہتا۔ نمبر 3 وہ آدمی کہ سفر میں تھا۔ اس کے ساتھ اور بھی سوار مسافر تھے جو رات سفر میں جاگنے پھر رات بھر سوئے رہتے اور یہ بوقت سحر (نماز کے لئے) ہر مشکل و آسانی میں اٹھتا رہا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارا پروردگار دو آدمیوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ نمبر 1 وہ آدمی جس نے اپنے بستر اور لحاف کو، اپنے اہل خانہ اور دوستوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی نماز کے لئے چھوڑا۔ اللہ جل وعلا فرماتا ہے: میرے بندے کی طرف دیکھو کہ اس نے اپنے بستر اور بچھونے کو اپنے اہل وعیال اور دوستوں کی موجودگی میں نماز کے لئے میرے ثواب کے شوق میں اور میرے عذاب کے خوف میں چھوڑ دیا۔ نمبر 2 وہ آدمی جس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔ اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ یہ بھاگنے کا گناہ جانتا تھا اور ڈٹے رہنے کا ثواب بھی اسے معلوم تھا۔ برابر جہاد میں مصروف رہا حتی کہ شہید کر دیا گیا۔ تو اللہ فرماتا ہے: دیکھو میرے اس بندے کو کہ مقابلہ میں میرے ثواب کی امید میں اور میرے عذاب کے خوف میں ڈٹا رہا ہے حتی کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔ (شہید ہو گیا)۔

اسے امام احمد، ابو یعلیٰ، طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا ہے۔ اور طبرانی نے اسے موقوفاً بھی اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں: "بے شک اللہ تعالیٰ دو آدمیوں پر نظر رحمت فرماتا ہے۔ نمبر 1 وہ آدمی جو سرد رات میں

1۔ محدثین اس حدیث کو ضعیف وغریب قرار دیتے ہیں۔ لیکن چونکہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی معتبر ہوتی ہے۔ اس لئے ہم نے اسے شامل کر لیا۔ (مترجم)

اپنے بستر اور گرم لحاف وغیرہ سے اٹھا۔ وضو کیا پھر نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ اللہ عزوجل اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے: کس چیز نے اس کو اس کام پر آمادہ کیا؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: تیرے ثواب کی امید اور تیرے عذاب کے خوف نے۔ اللہ پاک فرماتا ہے: مَیں نے اسے وہ سب کچھ دے دیا ہے جس کی یہ امید کرتا تھا اور ہر چیز سے امن دے دیا جس سے خوف کرتا تھا۔ (اس کے بعد باقی حصہ ذکر کیا)۔

حدیث: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: حضرت عبداللہ (بن سلام جو پہلے یہودیوں کے عالم تھے) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تورات میں لکھا ہوا ہے کہ وہ لوگ جن کے پہلو اپنی خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے (جنت میں) وہ کچھ تیار فرمایا ہوا ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا، کسی بشر کے دل میں نہیں کھٹکا۔ اور نہ اسے کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی نبی مرسل جانتا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم اس بارے میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (السجدہ: 17) (1) الایۃ۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رات کے قیام کو ترک نہ کرو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اسے ترک نہیں کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ جب کبھی بیمار یا تھکے ہوئے ہوتے تو (رات کی) نماز بیٹھ کر پڑھ لیا کرتے تھے۔

اسے ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسد (غبطہ و رشک) صرف دو آدمیوں پر جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن سکھایا اور وہ اسے رات اور دن کے اوقات میں (نماز و غیر نماز میں) تلاوت کرتا رہتا ہے۔ اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا فرمائی اور وہ اسے رات دن کے اوقات میں (فی سبیل اللہ) خرچ کرتا رہتا ہے۔ مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے (رات کی نماز میں) دس آیات کھڑے ہو کر پڑھیں۔ اسے غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔ جس نے سو آیات پڑھ لیں اسے عابدین میں لکھا جائے گا ''وَمَنْ قَامَ بِاَلْفِ اٰيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِيْنَ'' اور جس نے ایک ہزار آیات پڑھ لیں اسے تو (ثواب کے) ڈھیر کمانے والوں میں لکھ لیا جائے گا۔

اسے ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

1۔ پوری آیت اس طرح ہے:
فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (السجدہ: 17)
ترجمہ: کسی نفس کو معلوم نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ بدلہ ہے ان کے اعمال کا۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک ڈھیر (قنطار) بارہ ہزار اوقیہ کے برابر ہے۔ اور ایک اوقیہ آسمان وزمین کی تمام دولت(1) سے بہتر ہے۔ ابن حبان فی صحیحہ۔

حدیث:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رات (کی نماز میں) دس آیتیں پڑھیں اسے غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔ جس نے سو آیات پڑھیں، اس کے لئے پوری رات کی عبادت لکھی جائے گی۔ جس نے دوسو آیات پڑھیں، اسے انکسار والوں میں لکھا جائے گا۔ جس نے چار سو آیات پڑھیں اسے عابدین میں، جس نے پانچ سو آیات پڑھیں اسے حافظین میں، جس نے چھ سو آیات پڑھیں۔ اسے خوف اللہ والوں میں اور جس نے آٹھ سو آیات پڑھیں اسے انتہائی متواضعین میں لکھا جائے گا۔ اور جو کوئی ایک ہزار آیات پڑھے تو صبح کو اس کے لئے (اجر وثواب کے) ڈھیر لگے ہوں گے۔ ایک ڈھیر بارہ سو اوقیہ کے برابر ہوگا۔ اور ہر ایک اوقیہ آسمان و زمین کی ساری دولت سے بہتر ہے۔ یا فرمایا: ہر چیز سے بہتر ہے جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے اور جس نے دو ہزار آیات پڑھیں وہ ان میں سے ہوگا جن کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

ترہیب

نماز وقرات جبکہ نیند غالب ہو

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آرہی ہو تو وہ سو جائے حتی کہ اس کی نیند جاتی رہے(2)۔ اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی اونگھ کی حالت میں نماز پڑھے گا تو ہوسکتا ہے وہ استغفار کرنا چاہتا ہو مگر اپنے لئے بددعا کر بیٹھے۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی اور امام نسائی کے الفاظ ہیں: ''تم میں سے جب کوئی نماز پڑھتے ہوئے اونگھ رہا ہو تو نماز چھوڑ دے (اور سو جائے) ممکن ہے وہ اپنے لئے بددعا کر بیٹھے اور اسے معلوم بھی نہ ہو''۔

1۔ اس حدیث سے ماقبل کی حدیث کی وضاحت ہوگئی کہ رات کی نماز میں ایک ہزار آیات تلاوت کرنے والے کو جو اجر وثواب کے ڈھیر حاصل ہوتے ہیں۔ ان ڈھیروں میں سے ایک بارہ ہزار اوقیہ کے برابر ہے۔ الخ۔ (مترجم)

2۔ یہ حکم نماز نفل کا ہے کہ دوران نماز نیند غالب ہو اور درست ادائیگی نہ ہو رہی ہو تو نماز چھوڑ کر نیند لے لی جائے اور تازہ دم ہو کر نماز شروع کی جائے۔ فرض نماز میں اگر یہ صورت پیش آجائے اور جماعت جاری ہو یا وقت تنگ ہو رہا ہو تو نماز چھوڑ کر سونے کی بجائے کسی اور طریقہ سے نیند دور کی جائے اور نماز و جماعت کو ضائع نہ ہونے دیا جائے۔ مثلاً منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارنا وغیرہ۔ (مترجم)

ترہیب

صبح تک سوتے رہنا اور رات بھر کوئی نفلی نماز نہ پڑھنا

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے پاس اس آدمی کا ذکر ہوا جو رات بھر سوتا رہا حتی کہ صبح ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنَيْهِ'' یہ ایسا آدمی ہے کہ اس کے کانوں میں شیطان بول کر دیتا ہے۔ یا فرمایا: اس کے کان میں بول کر دیتا ہے۔

بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے۔ اس کے الفاظ ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات کو بندہ نماز کا ارادہ کرتا ہے۔ (اور اٹھنا چاہتا ہے) تو ایک فرشتہ اس کے پاس آ کر کہتا ہے: ''قُمْ فَقَدْ اَصْبَحْتَ فَصَلِّ وَاذْكُرْ رَبَّكَ'' اٹھ، صبح ہوگئی ہے۔ نماز پڑھ اور اپنے رب کو یاد کر۔ اس کے بعد اس کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے: ابھی تو بہت لمبی رات پڑی ہوئی ہے تھوڑی دیر بعد اٹھ جانا۔ اب اگر وہ بندہ اٹھ کھڑا ہوا اور نماز پڑھ لی تو صبح کو خوش باش، ہلکا پھلکا اور پرسکون اٹھے گا۔ اور اگر شیطان کی بات مانی اور صبح تک سوتا رہا تو شیطان اس کے کان میں بول کر دیتا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! فلاں آدمی کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو (نماز کے لئے) اٹھا کرتا تھا۔ پھر اس نے رات کا اٹھنا ترک کر دیا۔ بخاری، مسلم، نسائی وغیرہم۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت سلیمان بن داؤد (علیہما السلام) کی والدہ محترمہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو فرماتی تھیں: میرے بیٹے! رات کو بہت زیادہ نہ سویا کرنا۔ ''فَإِنَّ كَثْرَةَ النَّوْمِ بِاللَّيْلِ تَتْرُكُ الرَّجُلَ فَقِيْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' کیونکہ رات کو بہت زیادہ سونا آدمی کو قیامت کے دن فقیر بنا دے گا۔ اسے ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت فرمایا۔ اس کی اسناد میں احتمال تحسین ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتا ہے ہر بدخلق، پیٹو، بازاروں میں چیخنے والے، رات مردہ(1) کی طرح پڑے رہنے والے اور دن کو گدھے کی طرح گذرنے والے کو جو دنیوی معاملات کو خوب سمجھتا ہے اور آخرت کے معاملات سے جاہل رہتا ہے۔

اسے ابن حبان اور اصبہانی نے روایت کیا۔

1۔ عشاء کی نماز کے بعد پڑھے جانے والے نوافل بھی رات کی نماز میں داخل ہیں۔ اسی طرح قارئین پڑھیں گے کہ جو شخص عشاء اور فجر باجماعت پڑھتا ہے۔ اسے پوری رات عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ یعنی ایسا شخص اس باب میں مذکورہ احادیث کی وعید میں شامل نہیں۔ تاہم کوشش چاہیے کہ رات کے کسی حصہ میں خصوصاً آخری پہر میں نیند سے بیدار ہو کر چند رکعت ادا کر لی جائیں کہ ان کی روحانیت و نورانیت تو حد بیان سے باہر ہے۔ (مترجم)

ترغیب

وہ آیات واذکار جو صبح اور شام پڑھے جائیں

حدیث: روایت ہے حضرت معاذ بن عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے، وہ اپنے والد صاحب سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم ایک سخت اندھیری اور برسات والی رات میں نکلے۔ رسول اللہ ﷺ کو تلاش کر رہے تھے تاکہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھائیں۔ جب ہم نے آپ کو تلاش کر لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہو۔ مَیں نے کچھ نہ کہا۔ پھر فرمایا: کہو۔ مَیں نے پھر بھی کچھ نہ کہا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کہو۔ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کہوں؟ فرمایا: صبح اور شام "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور "معوذتین" (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کہہ لیا کرو۔ "تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ" یہ تمہیں ہر چیز سے کفایت کریں گی۔

اسے ابوداؤد (الفاظ انہی کے ہیں) اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور نسائی نے اسے مسند اور مرسل دونوں طرح روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ: "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھنے کے بعد (بسم اللہ پڑھ کر) سورہ حشر کی آخری تین آیات پڑھ لے "وَ كَّلَ اللّٰهُ بِهٖ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُّصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ مَّاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا" تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اس کے لئے شام تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر اس دن مر گیا تو شہید کی موت مرے گا۔ اور جس نے یہ آیات شام کے وقت پڑھ لیں اس کا بھی (صبح تک) یہی رتبہ ہوگا۔

اسے امام ترمذی نے خالد بن طہمان کی روایت سے بیان کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اور بعض نسخوں میں ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کے وقت پڑھا۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ (الروم:19-17)(1) وہ اس دن کی اس سے فوت ہو جانے والی نیکیاں پالے گا اور جس نے یہ (آیات) شام کے وقت پڑھ

1۔ ترجمہ: تو تم صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے رہو۔ اور زمین و آسمان میں اسی کی تعریفیں ہیں۔ اور سہ پہر اور دوپہر کو بھی (اس کی پاکی بیان کرو) وہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ اور زمین کو مردہ ہونے کے بعد (پھر مینہ برسا کر) زندہ فرماتا ہے۔ اور اسی طرح تم بھی (حساب و کتاب کے لئے قیامت کے دن) نکالے جاؤ گے۔

پس وہ اس رات کی فوت ہو جانے والی تمام اچھائیاں حاصل کر لے گا

اسے امام ابوداؤد نے روایت کیا اور تضعیف نہیں کی۔ البتہ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اس پر کلام کیا ہے۔

حدیث: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سید الاستغفار یہ کلمات ہیں: "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلاَّ اَنْت(1)" جو شخص ان کلمات کو یقین کے ساتھ شام کے وقت پڑھ لے پھر اگر اسی رات مر گیا۔ تو جنت میں داخل ہوگا اور جس نے انہیں صبح کے وقت یقین کے ساتھ پڑھ لیا اور اسی دن میں فوت ہو گیا تو وہ بھی جنت میں جائے گا۔

اسے بخاری، نسائی اور ترمذی نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! آج رات مجھے بچھو نے کاٹ لیا ہے۔ فرمایا: اگر تم شام کو پڑھ لیتے: "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ(2)" تو وہ تمہیں تکلیف نہ دیتا۔

امام مالک، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی۔ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "جس شخص نے شام کے وقت تین دفعہ پڑھ لیا: "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" اسے اس رات (کسی زہریلے جانور کا) زہر نقصان نہیں دے گا۔ حضرت سہیل فرماتے ہیں: ہمارے اہل خانہ ان الفاظ کو سیکھا کرتے تھے اور ہر رات کو پڑھتے تھے۔ (ایک رات) ان میں سے ایک لڑکی کو کسی جانور نے ڈنگ لیا تو اسے اس کا درد محسوس نہیں ہوا" اسے ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں ترمذی کی مثل روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح اور شام کے وقت سو مرتبہ: "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" کہہ لیا، قیامت کے روز اس سے افضل کوئی شخص نہیں آئے گا، سوائے اسکے جس نے یہ کلمات (سو مرتبہ) یا اس سے زائد کہے ہوں گے۔

اسے امام مسلم (الفاظ بھی انہیں کے ہیں) ترمذی، نسائی اور ابوداؤد نے روایت فرمایا ہے۔ امام ابوداؤد کے الفاظ ہیں: "سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ" اسے ابن ابی الدنیا اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔ حاکم کے الفاظ ہیں: "جس شخص نے صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ: "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" کہہ لیا، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔

1۔ ترجمہ: اے اللہ تو ہی میرا پروردگار ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے ساتھ کئے ہوئے وعدہ و عہد پر قائم ہوں۔ میں کوئی طاقت نہیں رکھتا بس تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے اعمال کی برائی سے۔ میں اپنے اوپر تیری نعمت کا اقرار اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ مجھے بخش دے کہ تیرے سوا کوئی بخش نہیں سکتا۔ (مترجم)

2۔ ترجمہ: میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ اس کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (مترجم)

حدیث: اور یہ روایت بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک دن میں سو مرتبہ پڑھ لیا: ''لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' یہ کلمات اس کے لئے دس غلاموں (کو آزاد کرنے) کے برابر ہوں گے۔ اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی۔ سو گناہ مٹائے جائیں گے۔ اس دن شام تک اس کے لئے شیطان سے حفاظت (کا باعث) ہوں گے۔ ''وَلَمْ یَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِہٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَکْثَرَ مِنْہُ'' اور روز قیامت کوئی شخص اس سے افضل نہ آئے گا سوائے اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ عمل کیا ہوگا۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے (اپنے والد) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا کوئی بندہ نہیں جو ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین مرتبہ پڑھ لے: ''بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ(1)'' پھر اسے کوئی چیز نقصان پہنچائے۔ حضرت ابان کو فالج گر گیا تھا۔ ایک آدمی ان کی طرف دیکھنے لگا تو حضرت ابان نے فرمایا: کیا دیکھتے ہو؟ حدیث بے شک اسی طرح ہے جیسے کہ مَیں نے تم سے بیان کی ہے۔ لیکن مَیں ایک دن یہ الفاظ نہیں کہہ سکا تھا کہ اللہ نے اپنی تقدیر جاری فرما دی۔

اسے ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی (رحمہم اللہ) نے روایت فرمایا: امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح و شام پڑھا: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اُشْھِدُکَ وَاُشْھِدُ حَمَلَۃَ عَرْشِکَ وَمَلَآئِکَتَکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ(2)'' اللہ تعالیٰ اس کے ایک چوتھائی حصہ کو آگ سے آزاد فرما دے گا۔ جس نے دو مرتبہ پڑھا اللہ اس کے نصف کو آگ سے آزاد فرما دے گا۔ جس نے تین مرتبہ پڑھا اللہ اس کے تین چوتھائی کو آگ سے آزاد فرما دے گا ''فَاِنْ قَالَھَا اَرْبَعًا اَعْتَقَہُ اللّٰہُ مِنَ النَّارِ'' اور جس نے چار مرتبہ پڑھ لیا تو اللہ اسے (مکمل طور پر) آگ سے آزاد فرما دے گا۔

اسے ابوداؤد (لفظ ان ہی کے ہیں) اور ترمذی نے اس کی مثل روایت کی اور فرمایا: حدیث حسن ہے۔ امام نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسلام رضی اللہ عنہ جن کا نام ممطور حبشی ہے، سے روایت ہے کہ وہ حمص کی مسجد میں تھے کہ ایک آدمی ان

1۔ ترجمہ: اس اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ہوتے ہوئے زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ (مترجم)

2۔ ترجمہ: اے میرے پروردگار! مَیں نے صبح کی، میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے حاملین عرش کو اور فرشتوں کو، تیری تمام مخلوق کو گواہ بناتا ہوں اس بات پر کہ تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔ (مترجم)

کے قریب سے گذرا۔ لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے خادم ہیں۔ تو وہ آدمی ان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ آپ کے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان کسی جھوٹے کا واسطہ نہ ہو۔ تو ابو سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے صبح و شام کہہ لیا: "رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا(1)" تو "كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّرْضِيَهٗ" اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے راضی فرمائے۔

اسے ابوداؤد (الفاظ ان ہی کے ہیں) اور ترمذی نے ابو سعد سعید بن مرزبان عن ابی سلمہ عن ثوبان (رضی اللہ عنہم) کی روایت سے بیان کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور بعض نسخوں میں ہے کہ حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن غنام بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کے وقت پڑھا: "اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ(2)" تو اس نے اس دن کے لئے شکر یہ ادا کر دیا۔ اور جس نے ایسا ہی شام کے وقت پڑھ لیا تو اس نے اس رات (اللہ کا) کا شکر ادا کر دیا۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ الفاظ نسائی کے ہیں۔

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے "سُبْحَانَ اللّٰهِ" سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام کو کہہ لیا وہ ایسے ہے جیسے اس نے سو حج کر لیے۔ جس نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام کو کہہ لیا وہ ایسے ہے جیسے اس نے سو گھوڑوں پر (مجاہدین کو) فی سبیل اللہ سوار کرایا۔ یا فرمایا: جیسے کہ اس نے سو جہاد فی سبیل اللہ کئے۔ جس نے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" سو مرتبہ صبح اور شام کو کہہ لیا وہ ایسے ہے جیسے کہ اس اولاد اسمٰعیل علیہ السلام میں سے سو غلام آزاد کئے۔ اور جس نے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام کو کہہ لیا تو اس دن اس سے زیادہ نیک اعمال والا کوئی دوسرا نہیں ہوگا ماسوائے اس کے جس نے اتنا ہی یا اس سے زیادہ مرتبہ پڑھا ہوگا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا۔ (اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)

حدیث: حضرت عبدالحمید مولیٰ بنی ہاشم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ نے ان سے حدیث بیان کی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی کسی صاحبزادی کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ کہتی ہیں: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی نے ان سے بیان کیا کہ نبی پاک ﷺ انہیں سکھایا کرتے اور فرمایا کرتے تھے: (اے بیٹی) جب صبح کرو تو یہ پڑھا کرو: "سُبْحَانَ اللّٰهِ

1۔ ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین حق ہونے اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے رسول ہونے پر خوش ہیں۔

2۔ ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! مجھے اور تیری مخلوق میں سے جس کسی کو جو بھی نعمت ملی وہ سب تیری ہی طرف سے ہے۔ تو اکیلا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ تیرے ہی لئے سب تعریفیں اور تیرے ہی لئے شکریہ ہے۔ (مترجم)

وَبِحَمْدِهٖ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا(1)" "فَاِنَّهٗ مَنْ قَالَهُنَّ حِيْنَ يُصْبِحُ حُفِظَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ قَالَهُنَّ حِيْنَ يُمْسِيْ حُفِظَ حَتّٰى يُصْبِحَ" جس نے یہ کلمات صبح کہہ لئے شام تک محفوظ رہے گا اور جس نے شام کو کہہ لئے صبح تک اس کی حفاظت کی جائے گی۔

اسے ابوداؤد ونسائی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ صبح وشام کبھی ان کلمات کو ترک نہیں فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ يَمِيْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ(2)" وکیع بن جراح کہتے ہیں کہ (آخری جملہ کا معنی ہے) زمین مین دھنس جانے سے تیری عظمت کی پناہ پکڑتا ہوں۔

اسے ابوداؤد (الفاظ انہی کے ہیں)، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص شام کے وقت پوری سورہ دخان (پارہ 25)، حٰمٓ غافر (سورہ مومن، پارہ 24 کی پہلی تین آیات) اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ، تک اور آیت الکرسی پڑھ لے، صبح تک محفوظ رہے گا۔ اور جس نے یہ صبح کو پڑھ لیں شام تک محفوظ رہے گا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کی اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ بعض نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن ابی ملیکہ (ایک راوی) کے حافظہ کے بارے میں کلام کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے دن کی ابتدا خیر کے ساتھ کی ہو اور اس کا اختتام بھی خیر کے ساتھ کیا ہو، اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو فرماتا ہے: اس کی ابتدا وانتہا کے درمیانی گناہوں کو مت لکھو۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اور اس کی اسناد ان شاء اللہ حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کے وقت "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" ایک ہزار دفعہ پڑھ لیا تو اس نے اپنی جان کو اللہ تعالیٰ سے خرید لیا۔ اور یوم آخرت وہ اللہ کی

1۔ ترجمہ: ہر عیب ونقص سے پاک ہے اللہ، اس کی تعریف ہے۔ سب قوتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ جو وہ چاہے ہوتا ہے اور جو نہ چاہے نہیں ہوتا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ ہر شی پر قدرت رکھتا ہے۔ اور بے شک اللہ اپنے علم سے ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

2۔ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے دنیا وآخرت میں عفو وعافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے پروردگار! میں تجھ سے اپنی دنیا، دین، اپنے اہل وعیال اور مال کے بارے میں عفو وعافیت مانگتا ہوں۔ اے مالک! میری پردہ پوشی فرما اور میرے دل کو مطمئن فرما۔ اے میرے اللہ! آگے پیچھے، دائیں بائیں اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما۔ اور زمین میں دھنس جانے سے میں تیری عظمت کی پناہ پکڑتا ہوں۔

طرف سے (آگ سے) آزاد ہوگا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں، خرائطی اور اصبہانی وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: تمہیں میری وصیت سننے سے کیا چیز مانع ہے؟ جب صبح یا شام ہو تو پڑھا کرو: ''يَاحَيُّ يَاقَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيثُ اَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ(1)''

اسے نسائی، بزار نے صحیح اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا کھجوروں کا ایک بڑا ڈھیر تھا جو کم ہوتا جا رہا تھا۔ وہ ایک رات اس کی حفاظت کی خاطر گئے۔ دیکھا کہ وہاں ایک چار پایہ ہے جس کی شکل نوجوان لڑکے جیسی ہے۔ اسے سلام کیا۔ اس نے جواب دیا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم جن ہو یا انسان؟ اس نے کہا: جن ہوں۔ کہا: اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ۔ اس نے اپنا ہاتھ پکڑا دیا۔ اس کا ہاتھ کتے کے ہاتھ کی طرح اور اس کے بال کتے کے بالوں کی طرح تھے۔ پوچھا: کیا جن اسی طرح کے ہوتے ہیں؟ وہ کہنے لگا۔ جن جانتے ہیں کہ ان میں ایک آدمی مجھ سے زیادہ طاقتور ہے۔ پوچھا: تم یہاں کیوں آئے ہو؟ کہنے لگا: ہمیں معلوم ہوا تھا کہ تم صدقہ دینا پسند کرتے ہو۔ ہم تمہارے غلے میں سے اپنا حصہ وصول کرنے آئے ہیں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں کیا چیز تم سے محفوظ رکھ سکتی ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ آیت (اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ، آیت الکرسی، البقرہ:255) جو سورہ بقرہ میں ہے۔ جو کوئی شام کو اسے پڑھ لے، صبح تک ہم سے محفوظ رہے گا۔ اور جو صبح کو پڑھ لے، وہ ہم سے شام تک حفاظت میں رہے گا۔ جب صبح ہوئی تو ابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صَدَقَ الْخَبِيْثُ'' جن نے سچی بات کہی ہے۔

اسے نسائی اور طبرانی نے جید اسناد کے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔

حدیث: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں وہ حدیث نہ سناؤں جو مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی مرتبہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کئی مرتبہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کئی مرتبہ سنی ہے؟ مَیں نے کہا: ضرور سنائیے۔ تو فرمانے لگے: جس نے صبح اور شام کے وقت پڑھا۔ ''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنْتَ تَهْدِيْنِيْ وَاَنْتَ تُطْعِمُنِيْ وَاَنْتَ تَسْقِيْنِيْ وَاَنْتَ تُمِيْتُنِيْ وَاَنْتَ تُحْيِيْنِيْ(2)'' وہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگے گا اللہ اسے ضرور عطا فرمائے گا۔ فرماتے ہیں: پھر عبداللہ بن سلیم سے میری ملاقات ہوئی تو مَیں نے

1۔ ترجمہ: اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، ہمیشہ قائم اور ہر ایک کو قائم رکھنے والے! میں تیری رحمت کے ساتھ فریاد کرتا ہوں۔ میرے ہر حال کی اصلاح فرما۔ اور مجھے ایک لمحے کے لئے بھی میرے نفس کے سپرد نہ فرما۔ (مترجم)

2۔ ترجمہ: اے اللہ! تو نے مجھے پیدا کیا۔ مجھے ہدایت دی، کھانے کو دیا پینے کو دیا، تو ہی مجھے مارتا ہے اور تو ہی مجھے دوبارہ زندہ فرمائے گا۔

کہا: کیا میں تمہیں وہ حدیث نہ سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی دفعہ اور حضرات ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما سے کئی دفعہ سنی ہے؟ وہ بولے: ضرور سنائیں۔ تو میں نے انہیں یہ حدیث سنائی۔ کہنے لگے: میرے ماں باپ قربان۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کلمات اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے۔ وہ ان کے ساتھ ہر روز سات مرتبہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ تو وہ جو چیز بھی اللہ سے مانگتے، اللہ انہیں عطا فرما دیتا تھا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے صبح کے وقت دس مرتبہ اور شام کے وقت دس مرتبہ درود پڑھا، "اَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" قیامت کے دن اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔

اسے طبرانی نے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا جن میں سے ایک جید ہے۔

حدیث: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک دعا سکھائی اور حکم دیا کہ خود بھی اس کی ہر روز پابندی کروں اور اپنے اہل خانہ سے بھی کراؤں۔ فرمایا: جب صبح ہو تو پڑھا کرو۔ "لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ وَمِنْكَ وَاِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ مَاقُلْتُ مِنْ قَوْلٍ اَوْ حَلَفْتُ مِنْ حَلْفٍ اَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ فَمَشِيْئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْهِ، مَا شِئْتَ كَانَ وَمَا لَمْ تَشَاْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ مَا صَلَّيْتُ مِنْ صَلٰوةٍ فَعَلٰى مَنْ صَلَّيْتَ وَمَا لَعَنْتُ مِنْ لَّعْنٍ فَعَلٰى مَنْ لَّعَنْتَ اِنَّكَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَشَوْقًا اِلٰى لِقَائِكَ فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَّلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ، وَاَعُوْذُ بِكَ اللّٰهُمَّ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَعْتَدِيَ اَوْ يُعْتَدٰى عَلَيَّ اَوْ اَكْسِبَ خَطِيْئَةً اَوْ ذَنْبًا لَّا تَغْفِرُهٗ، اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، فَاِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاُشْهِدُكَ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا، اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ، لَكَ الْمُلْكُ وَلَكَ الْحَمْدُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَاَشْهَدُ اَنَّ وَعْدَكَ حَقٌّ وَّ لِقَاءَكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّكَ تَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ وَاَنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى ضَعِيْفٍ وَّعَوْرَةٍ وَّ ذَنْبٍ وَّ خَطِيْئَةٍ، وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ، فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ كُلَّهَا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ(1)"

اس کو امام احمد، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابان محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ مسلم صبح و شام کہے:

1۔ ترجمہ: میں حاضر ہوں اے میرے پروردگار! میں حاضر ہوں۔ تیرے حکم کی اطاعت کے لئے میں حاضر ہوں۔ بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے تجھ سے اور تیری ہی طرف سے ہے۔ اے اللہ! میں نے جو بات کی یا قسم اٹھائی یا نذر مانی، اس میں تیری مشیت ہی کارگر تھی۔ جو تو نے چاہا وہی ہوا اور جو نہ چاہا، نہیں ہوسکا۔ قوت و طاقت صرف تیرے ہی ساتھ ہے۔ اور تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ! جس کے لئے میں نے دعائے رحمت کی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

"رَبِّیَ اللّٰہُ لَااُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا وَّاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ(1)" (صبح کہا) تو اس کے شام تک کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اسی طرح ہے اگر یہ الفاظ (شام کو) کہے تو صبح تک کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ بزار وغیرہ۔

حدیث: حضرت وہیب بن ورد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رات کا کچھ حصہ گذرنے کے بعد ایک آدمی صحراء کی طرف نکل گیا۔ وہ بیان کرتا ہے۔ میں نے آہٹ اور کچھ شدید آوازیں سنیں اور ایک چار پائی لا کر رکھ دی گئی۔ ایک چیز (جن) آئی اور اس پر بیٹھ گئی۔ اس کا لشکر اس کے سامنے جمع ہو گیا۔ پھر وہ چیخی اور کہا: کون ہے جو عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (ایک صحابی) کو پکڑ کر میرے پاس لائے۔ کسی نے جواب نہ دیا حتی کہ کئی آوازیں آتی رہیں۔ پھر ایک بولا کہ مَیں لے کر آتا ہوں۔ راوی کہتا ہے: وہ مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑا۔ میں اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر جتنی دیر، اللہ نے چاہا، گذری کہ وہ لوٹ آیا اور کہنے لگا: عروہ کو نہیں پکڑا جا سکتا۔ چار پائی پر بیٹھنے والی چیز نے کہا: تیرا خانہ خراب: کیوں؟ وہ بولا: میں نے انہیں صبح و شام کچھ کلمات پڑھتے ہوئے پایا ہے جن کے ہوتے ہوئے عروہ تک رسائی ممکن نہیں۔ واقعہ بیان کرنے والے صاحب کہتے ہیں: صبح ہوئی تو میں نے اپنے گھر والوں کو اپنی تیاری کا حکم دیا پھر مَیں مدینہ پہنچ کر حضرت عروہ کے بارے میں پوچھتا پچھاتا ان کے پاس پہنچ گیا۔ دیکھا کہ وہ ایک عمر رسیدہ بزرگ ہیں۔ مَیں نے عرض کیا وہ شئے بتایئے جو آپ صبح و شام پڑھا کرتے ہیں۔ انہوں نے بتانے سے گریز کیا تو میں نے انہیں رات کو جو دیکھا سنا تھا سب بتا دیا۔ فرمانے لگے: مَیں جو کچھ پڑھتا ہوں، اس کی میرے سوا کسی کو خبر نہیں۔ مَیں صبح و شام یہ کلمات پڑھا کرتا ہوں: "اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَکَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَاانْفِصَامَ لَھَا۔ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ(2)"۔ صبح بھی تین تین مرتبہ اور شام کو بھی تین تین مرتبہ پڑھتا ہوں۔ اسے ابن ابی الدنیا نے "مکائد الشیطان" میں روایت کیا ہے۔

(بقیہ سابقہ صفحہ) وہ اسی کے لئے تھی جس پر تو نے رحمت کی اور جس کے لئے میں نے بددعا کی وہ اس کے لئے ہوئی جسے تو نے اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ دنیا و آخرت میں تو ہی میرا والی ہے۔ مجھے اسلام کی حالت میں وفات دینا اور نیکوں کے ساتھ ملانا۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری تقدیر پر رضا کا، موت کے بعد اچھی زندگی کا، تیرے دیدار کی لذت کا اور تیری ملاقات کے شوق کا اس طرح کہ کوئی نقصان دہ واقعہ اور کوئی گمراہ فتنہ نہ ہو۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری اس بات سے کہ کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم ہو، کسی پر زیادتی کروں یا مجھ پر زیادتی ہو۔ اور اس بات سے بھی پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی خطا یا گناہ کروں جس کو تو معاف نہ فرمائے۔

اے اللہ! اے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمانے والے، چھپی اور ظاہر چیز کو جاننے والے، بزرگی اور عزت والے! میں اس دنیوی حیات میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اور تجھے اپنا شاہد بناتا ہوں۔ اور اللہ ہی شاہد کافی ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ایک ہے لاشریک ہے۔ تیری ہی بادشاہی اور تیری ہی تعریفیں ہیں۔ تو ہر شی پر قدرت رکھتا ہے۔ اور مَیں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔ شہادت دیتا ہوں کہ تیرا وعدہ سچا، تیری ملاقات برحق، جنت حق اور قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ کہ تو اہل قبور کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔ اگر تو نے مجھے میرے نفس کے حوالے کر دیا تو ایک کمزور، عورت، گناہ اور خطا کے حوالے کر دیا۔ مَیں تو صرف تیری رحمت پر بھروسہ کرتا ہوں۔ پس میرے تمام گناہ معاف فرما دے کہ تیرے سوا گناہوں کو معاف کرنے والا کوئی نہیں۔ اور میری توبہ قبول فرما بے شک تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا رحمت کرنے والا ہے۔ (مترجم)

1۔ ترجمہ: میرا پروردگار اللہ ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں۔

2۔ ترجمہ: میں اللہ عظمت والے پر ایمان لایا۔ بتوں اور شیطانوں کا انکار کیا۔ مَیں ایسی مضبوط رسی کو پکڑتا ہوں جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (مترجم)

ترغیب

رات کا وظیفہ فوت ہو جائے تو قضاء کیسے کرے

حدیث: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وارضاہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اپنے رات کے وظیفے یا اس کے کچھ حصے سے سو گیا۔ پھر اسے نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لیا تو اس کے لیے اتنا ہی (اجر و ثواب) لکھا جائے گا گویا کہ اس نے رات کو ہی پڑھا ہو (1)۔

مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے (رحمۃ اللہ علیہم)۔

1۔ یعنی رات کو لیٹتے وقت اتنی شدید نیند غالب آ گئی۔ یا کوئی اور مجبوری و معذوری لاحق ہوگئی کہ رات کا ورد یا اس کا کوئی حصہ پورا نہ ہو سکا ہو تو فجر و ظہر کے درمیان ادا کر لیا جائے تو اس کا ثواب عطا فرما دیا جائے گا۔ (مترجم)

ترغیب

نماز(1) چاشت کا بیان

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: میرے خلیل ﷺ نے مجھے تاکیدی حکم دیا تھا کہ ہر ماہ تین روزے رکھوں، چاشت کی دو رکعت پڑھوں اور سونے سے پہلے وتر ادا کرلوں۔

اسے بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ترمذی اور نسائی نے بھی ایسی ہی روایت کی۔اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا۔ان کے الفاظ ہیں: ''مجھے میرے خلیل ﷺ نے تین باتوں کا حکم دیا۔میں انہیں چھوڑتا نہیں ہوں۔نمبر 1 وتر پڑھے بغیر نہ سوؤں۔نمبر 2 چاشت کی دو رکعت ترک نہ کروں کیونکہ یہ تائبین کی نماز ہے۔اور نمبر 3 ہر ماہ کے تین روزہ رکھا کروں''۔

حدیث: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک پر ہر جوڑ کے بدلہ میں (بطور شکریہ) صدقہ ہے۔ہر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) صدقہ ہے۔ہر تحمید (الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے۔ہر تہلیل (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا) صدقہ ہے۔ہر تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا) صدقہ ہے۔نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ ''وَیُجْزِیْ مِنْ ذَالِکَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُھُمَا مِنَ الضُّحٰی'' اور ان سب کے برابر وہ دو رکعتیں ہیں جو کوئی بوقت چاشت پڑھے۔مسلم۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی دو رکعتوں کی پابندی کی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

اسے ابن ماجہ، ترمذی نے روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا: اس حدیث کو متعدد ائمہ حدیث نے نہاس بن قہم سے روایت کیا ہے۔انتہٰی۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے چاشت کی نماز بارہ رکعتیں ادا کیں، ''بَنَی اللّٰہُ لَہٗ قَصْرًا فِی الْجَنَّۃِ مِنْ ذَھَبٍ'' اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا ایک محل بنائے گا۔

اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے ایک ہی اسناد کے ساتھ ایک ہی شیخ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (جہاد کے

1۔اس نماز کی کم از کم رکعات دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں اور افضل بارہ ہی ہیں۔کیونکہ سرکار کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات کا فرمان ہے: جس نے چاشت کی بارہ رکعات پڑھیں، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔(ترمذی و ابن ماجہ)
اس کا وقت سورج بلند ہونے سے نصف النہار شرعی تک ہے۔یعنی سورج کے عین سر پر آجانے سے پہلے۔اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھتے پڑھی جائے۔نماز اشراق کے فوراً بعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔

لئے) ایک دستہ روانہ فرمایا: اہل دستہ نے مال غنیمت حاصل کیا اور (اپنے کام سے فارغ ہوکر) بہت جلد واپس لوٹ آئے۔ تو لوگ ان کے جہاد کے قریب ہونے، مال غنیمت کے کثیر ہونے اور جلد لوٹ آنے کے بارے میں باتیں کرنے لگے (بطور رشک) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ان سے زیادہ قریب جہاد، زیادہ مال غنیمت اور جلد لوٹ آنے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (وہ یہ ہے کہ) جس نے وضو کیا، پھر صبح سویرے مسجد کی جانب نماز چاشت کے لئے گیا۔ وہ ان سب سے زیادہ قریبی جہاد کرنے والا، زیادہ مال غنیمت حاصل کرنے والا اور جلد لوٹ آنے والا ہے۔

اسے امام احمد نے ابن لہیعہ کی روایت سے اور طبرانی نے باسناد جید روایت کیا۔

حدیث: حضرت مرہ طائفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''یَا ابْنَ اٰدَمَ! صَلِّ لِیْ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ النَّھَارِ اَکْفِلْکَ اٰخِرَہٗ'' اے ابن آدم! تو اول دن میں میرے لئے چار رکعتیں پڑھ، میں آخر دن تک تیرے لئے کفایت کروں گا۔

اسے امام احمد نے روایت فرمایا ہے اور اس کے راویوں سے صحیح میں احتجاج کیا گیا ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: غزوہ تبوک میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جہاد کے لئے) نکلے۔ ایک دن ایک جگہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے۔ اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) سے باتیں کرتے ہوئے فرمایا: جو آدمی (بارادۂ نماز) کھڑا ہوا جبکہ آفتاب طلوع ہوکر اس کے سامنے آچکا ہو۔ تو اس نے خوب اچھی طرح وضو کیا۔ پھر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھ لی، اس کے گناہ بخش دیئے گئے اور وہ یوں ہوگیا جیسا کہ اسے اس کی ماں نے (بے خطا) جنا تھا۔ ابویعلیٰ۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص گھر سے وضو کرکے فرض نماز کے لئے نکلا، اس کا اجر احرام باندھ کر حج کے لئے نکلنے والے کی طرح ہے اور جو شخص نماز چاشت کے لئے چلا بشرطیکہ اسے اس نماز کے سوا کسی اور کام نے نہ چلایا ہو تو اس کا اجر عمرہ کرنے والے کی طرح ہے۔ اور ایک نماز کے پیچھے دوسری نماز علیین (1) میں لکھی جاتی ہے۔ جبکہ ان کے درمیان کوئی لغو بات نہ کی ہو۔ (ابوداؤد)۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز چاشت دو رکعت پڑھی، اسے غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا۔ جس نے چار رکعت پڑھی اسے عابدین میں لکھا جائے گا۔ جس نے چھ رکعت پڑھی، اس دن اس کی کفایت کی جائے گی۔ جس نے آٹھ رکعت پڑھی، اسے متواضعین میں لکھا جائے گا۔ اور جس نے بارہ رکعت پڑھی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ ہر دن اور ہر رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ایک خاص احسان اور صدقہ فرماتا ہے۔ اور اپنے بندوں میں جن پر احسان فرماتا ہے۔ سب سے افضل وہ ہے جسے اس نے اپنے ذکر کی توفیق دی۔

1۔ علیین، ساتویں آسمان کے اوپر عرش کے نیچے جنت اعلیٰ کا نام ہے۔ یعنی یہ نماز اس جنت میں پہنچنے کا سبب ہے۔ (مترجم)

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔اس کے راوی ثقہ ہیں۔موسیٰ بن یعقوب زمعی میں اختلاف ہے۔یہ روایت مختلف طرق سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے۔اور میرے (صاحب کتاب کے) علم کے مطابق یہ سند سب سے حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ضحیٰ کہا جاتا ہے۔جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا۔''اَیْنَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُدِیْمُوْنَ صَلٰوۃَ الضُّحٰی ھٰذَا بَابُکُمْ فَادْخُلُوْہُ بِرَحْمَۃِ اللّٰہِ'' کہاں ہیں وہ لوگ جو نماز چاشت کی پابندی کیا کرتے تھے۔تمہارا دروازہ یہ ہے۔چلو اللہ کی رحمت کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

ترغیب

نمازتسبیح

حدیث: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہما) سے ارشاد فرمایا: اے عباس! اے میرے چچا! کیا میں تم پر عنایت نہ کروں؟ کیا تمہارے ساتھ صلہ رحمی نہ کروں؟ کیا تم سے حق محبت ادا کرنہ کردوں؟ کیا تمہیں وہ دس چیزیں نہ بتادوں کہ جب تم انہیں کرلو، اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے، نئے پرانے، خطاء عمداً، صغیرہ کبیرہ، چھپے کھلے سب گناہ معاف فرمادے۔ وہ دس چیزیں یہ ہیں کہ چار رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت پڑھو جب پہلی رکعت میں قرأت مکمل کر چکو تو (1) حالت قیام ہی میں پندرہ مرتبہ پڑھو: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' پھر رکوع کرو اور حالت رکوع میں بھی یہ کلمات دس مرتبہ پڑھو۔ پھر رکوع سے سر کو اٹھاؤ اور (حالت قومہ میں) یہی کلمات دس مرتبہ کہو۔ پھر سجدہ کو جاؤ اور حالت سجدہ میں بھی دس مرتبہ کہو۔ پھر سر کو سجدہ سے اٹھاؤ اور دس مرتبہ (حالت جلسہ میں) کہو پھر سجدہ (ثانیہ) کرو تو اس میں بھی دس بار پڑھو۔ پھر اس سجدہ سے سر اٹھاؤ تو دس بار (2) یہی کلمات کہو۔ تو ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ ہوگئے۔ چاروں رکعتوں میں اسی طرح کرو۔ اگر روزانہ یہ نماز پڑھ سکو تو پڑھا کرو۔ اگر روزانہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک دفعہ پڑھا کرو۔ اگر یہ نہ کرسکو تو ہر ماہ میں ایک دفعہ پڑھا کرو۔ اگر یہ نہ کرسکو تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا کرو۔ اور اگر یہ بھی نہ کرسکو تو عمر میں ایک مرتبہ پڑھ لو۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ (3)

1۔ مگر ترمذی شریف میں بروایت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اس طرح ہے کہ ثناء کے بعد قرأت سے پہلے پندرہ مرتبہ یہ کلمات پڑھے اور بعد از قرأت قبل رکوع دس بار پڑھے۔ احناف اسی پر عامل ہیں۔ یہ حدیث ''الترغیب والترہیب'' کے اسی باب میں موجود ہے۔ (مترجم)

2۔ یعنی اس دوسرے سجدے کے بعد کھڑے ہونے سے پہلے مگر احناف کے ہاں اس جگہ نہ پڑھے۔ کیونکہ قیام میں پچیس بار پڑھ چکا ہے۔ عبداللہ بن مبارک سے مروی ترمذی کی حدیث میں اسی طرح ہے۔ کمامر۔

3۔ بعض لوگ اس حدیث کو موضوع وضعیف قرار دیتے ہیں مگر ان کا قول غلط ہے اس لئے یہ حدیث متعدد طرق سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ محدثین کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع و ضعیف کہا ہے۔ وہ جلد باز ہیں۔

نمازتسبیح کا طریقہ اور چند ضروری مسائل

قارئین وعابدین کی آسانی کے لئے اس عظیم الشان نماز کی ادائیگی کا طریقہ اور چند ضروری مسائل درج کیے جارہے ہیں جو شوق عبادت رکھنے والوں کے لئے معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔ سب سے پہلے مندرجہ ذیل کلمات کو اچھی طرح زبانی یاد کرلیجئے: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' ان کلمات کو نماز تسبیح کی چاروں رکعت میں مختلف مواقع پر اس طرح پڑھیں گے کہ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ اور پوری چار رکعتوں میں تین سو مرتبہ ہوجائیں۔ اب وہ مواقع اور ہر موقع پر پڑھنے کی تعداد ذہن نشین کرلیں۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اے لڑکے! کیا مَیں تجھ سے محبت نہ کروں، کیا میں تجھے کوئی تحفہ نہ عطا فرماؤں؟ کیا میں تجھے کچھ عنایت نہ فرماؤں؟ مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! ضرور ارشاد فرمائیے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے خیال کیا: شاید مجھے کوئی مال عطا فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چار رکعتیں نماز پڑھو۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سابق حدیث کی طرح حدیث ذکر کی جس کے آخر میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اے ابن عباس رضی اللہ عنہما!) جب تم فارغ ہو جاؤ تو تشہد (التحیات) پڑھ چکنے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا پڑھو: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ تَوْفِیْقَ اَهْلِ الْهُدٰی وَاَعْمَالَ اَهْلِ الْیَقِیْنِ وَ مُنَاصَحَةَ اَهْلِ التَّوْبَهِ وَعَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَهْلِ الْخَشْیَةِ وَطَلَبَ اَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ اَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَخَافَكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مَخَافَةً تَحْجُزُنِیْ عَنْ مَعَاصِیْكَ حَتّٰی اَعْمَلَ

(بقیہ سابقہ صفحہ)

مواقع	تعداد
نمبر 1 تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد ثناء پڑھیں۔ ثناء کے بعد اور قرأت کے لئے تعوذ وتسمیہ سے پہلے	15
نمبر 2 قرأت مکمل کرنے کے بعد رکوع سے پہلے	10
نمبر 3 رکوع میں تسبیحات رکوع یعنی ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ'' کے بعد	10
نمبر 4 رکوع سے اٹھ کر ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' اور ''رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ'' کے بعد قومہ میں	10
نمبر 5 پہلے سجدہ میں تسبیحات سجدہ کے بعد	10
نمبر 6 دونوں سجدوں کے درمیان یعنی جلسہ میں	10
نمبر 7 دوسرے سجدے میں تسبیحات سجدہ کے بعد	10
کل تعداد	75

اس طرح ایک رکعت مکمل ہوگئی۔ ہر رکعت میں اسی طرح پچھتر مرتبہ پڑھیں گے۔ حتی کہ چار رکعتوں میں تین سومرتبہ ہو جائے گا۔

مسئلہ: اکٹھی چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں اور دو دو کرکے دو سلاموں کے ساتھ بھی۔

مسئلہ: دوسری رکعت میں چونکہ ثناء نہیں ہوتی اس لئے اس میں کھڑا ہوتے ہی قرأت شروع کرنے سے پہلے کلمات مذکورہ پندرہ دفعہ پڑھیں اور باقی رکعت پہلی رکعت کی طرح مکمل کریں۔

مسئلہ: رکوع اور سجدہ میں پہلے رکوع وسجدہ کی تسبیحات کہیں اور بعد میں دس دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں۔

مسئلہ: سورہ فاتحہ کے بعد کوئی بھی سورت پڑھی جاسکتی ہے۔ تاہم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ تکاثر، دوسری میں سورہ والعصر، تیسری میں سورہ کافرون اور چوتھی میں سورہ اخلاص پڑھی جائے۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں: پہلی رکعت میں سورہ الحدید، دوسری میں سورہ الحشر، تیسری میں سورہ الصف اور چوتھی میں سورہ التغابن پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر کہیں سجدہ سہو واجب ہوگیا تو سہو کے دونوں سجدوں میں مذکورہ الصدر کلمات نہیں پڑھے جائیں گے۔

مسئلہ: اگر کسی موقع پر بھول کر مقدار پوری نہ ہوسکی تو اس کے بعد والے موقع پر پوری کر لی جائے۔ مثلاً قومہ میں کمی رہ گئی ہو تو رکوع میں پوری کر لی جائے اور اگر سجدہ میں رہ گئی تو دوسرے سجدہ میں پوری کر لی جائے۔ البتہ رکوع کی کمی کو قومہ میں اور سجدہ کی کمی کو جلسہ میں پورا نہ کیا جائے کیوں کہ قومہ وجلسہ کا وقت تھوڑا ہوتا ہے۔

مزید تفصیل کے لئے کتب علمائے اسلام کو دیکھ لیا جائے۔ (مترجم)

بِطَاعَتِكَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰی اُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفاً مِّنْكَ وَحَتّٰی اُخْلِصَ لَكَ النَّصِيْحَةَ حُبًّا لَّكَ وَحَتّٰی اَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فِي الْاُمُوْرِ حُسْنَ ظَنٍّ بِكَ، سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ(1)" اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! جب تم یہ پڑھو گے تو "غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذُنُوْبَكَ كُلَّهَا صَغِيْرَهَا وَكَبِيْرَهَا وَ قَدِيْمَهَا وَ حَدِيْثَهَا وَ سِرَّهَا وَعَلَانِيَتَهَا وَعَمَدَهَا وَخَطَاهَا" اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا، چاہے صغیرہ ہوں یا کبیرہ، پرانے ہوں یا نئے، پوشیدہ ہوں یا علانیہ، جان بوجھ کر کئے ہوں یا بھول کر ہوئے ہوں۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

1۔ترجمہ: اے میرے پروردگار! مَیں تجھ سے سوال کرتا ہوں اہل ہدایت کی سی توفیق کا، اہل یقین کے سے اعمال کا، اہل توبہ کی سی خیر خواہی کا، اہل صبر کے سے پکے ارادے کا، اہل رغبت کی سی طلب کا، اہل تقویٰ کی سی عبادت کا اور اہل علم کے سے عرفان کا، تاکہ میں تجھ سے ڈرتا رہوں۔ اے اللہ! مَیں تجھ سے ایسے خوف کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری نافرمانیوں سے روکے حتی کہ مَیں تیری اطاعت کے ساتھ ایسے اعمال کروں جن کی وجہ سے مَیں تیری رضا کا حق دار ٹھہروں تیرے خوف کی وجہ سے سچی توبہ کرلوں اور تیری محبت کی بنا پر خیر خواہی کو تیرے لئے خاص کروں اور اس لئے کہ تیرے ساتھ نیک گمان رکھتے ہوئے تمام معاملات میں تیرے اوپر ہی بھروسہ کروں۔ پاک ہے (ہر عیب و برائی سے) نور کا پیدا فرمانے والا۔

ترغیب

نمازتوبہ

حدیث: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی آدمی گناہ کر بیٹھے۔پھر (نادم ہوکر) کھڑا ہو وضو کرے پھر نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ(1)'' (آل عمران:135)

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ حدیث حسن ہے۔علاوہ ازیں ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا۔ابن حبان و بیہقی کی روایت میں ہے کہ:'' پھر وہ (گناہگار) دو رکعت نماز پڑھے'' اور ابن خزیمہ نے بھی اسے اپنی صحیح میں بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے، اس میں بھی دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔وہ اپنے والد صاحب سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ایک دن صبح صبح جناب رسول اللہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: اے بلال (رضی اللہ عنہ)! تم مجھ سے پہلے جنت میں کیسے پہنچ گئے؟ مَیں آج رات جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی۔انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے جب کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو میں ضرور (ندامۃً) دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔اور (اسی طرح) جب کبھی بے وضو ہوتا ہوں تو اسی وقت وضو کر لیتا ہوں اور دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں۔(تحیۃ الوضو)

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

1۔ اور وہ لوگ جو کوئی گناہ کرلیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اللہ کا ذکر کریں (نماز پڑھیں) پھر اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں۔اور اللہ کے سوا گناہ کون بخش سکتا ہے اور اپنے کئے پر جانتے بوجھتے اڑے نہ رہیں۔(مترجم)

ترغیب

نماز حاجت اوراس کی دعا

حدیث: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کرعرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ میری آنکھیں روشن فرما دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اگر تو صبر کرے تو بہتر ہے) یا مَیں دعا کردوں؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آنکھوں کا چلا جانا میرے لئے بہت تکلیف دہ ہے۔ ارشاد فرمایا: جا، جاکر وضو کر پھر دو رکعت نماز پڑھ۔ پھر یہ دعا مانگ: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّیْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلٰی رَبِّیْ بِكَ اَنْ یَّكْشِفَ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ، اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ وَشَفِّعْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ(1)'' (یہ سن کر وہ چلا گیا اور یہ عمل کیا) واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کو روشن فرما دیا تھا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ علاوہ ازیں نسائی (یہ الفاظ انہیں کے ہیں) ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا۔ حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ ترمذی میں دو رکعت پڑھنے کا ذکر نہیں۔ وہاں صرف یہ ہے کہ: ''اسے حکم دیا کہ خوب اچھی طرح وضو کرے اور یہ مذکورہ دعا کرے'' پھر اس کے بعد اسی جیسی حدیث ذکر کی اور اسے ''دعوات'' میں روایت کیا۔ طبرانی نے بھی اسے روایت کیا ہے اور اس کے شروع میں یہ قصہ بھی ذکر کیا ہے کہ: ''ایک آدمی اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی طرف التفات نہ فرماتے اور نہ ہی اس کی حاجت میں غور کرتے تھے۔ وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور اس معاملے کی ان سے شکایت کی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ جا وضو کا برتن لے۔ وضو کر پھر مسجد کو جا اور دو رکعت نماز پڑھ پھر یہ دعا کر: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ، وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ، یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فَیَقْضِیْ حَاجَتِیْ(2)''۔

اور اپنی حاجت بیان کر۔ اس کے بعد میرے پاس آ، تاکہ میں تیرے ساتھ چلوں۔ وہ آدمی چلا گیا اور جو اسے بتایا گیا تھا، اس نے کیا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جا کر دستک دی، اندر سے چوکیدار آیا اس کا بازو پکڑ کر اندر لے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چٹائی پر بٹھا دیا۔ اور کہنے لگا: بتا تیری حاجت کیا ہے؟ اس نے اپنی حاجت بتائی

1۔ ترجمہ: اے میرے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنے نبی ﷺ کے وسیلے سے جو رحمت والے نبی ہیں۔ یا محمد ﷺ! میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں آپ کے وسیلہ سے تاکہ وہ میری آنکھیں بینا فرما دے۔ اے اللہ! ان کی سفارش میرے لئے اور میرے حق میں میری دعا قبول فرما۔ (مترجم)

2۔ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوں اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو رحمتوں والے نبی ہیں۔ اے محمد ﷺ! میں آپ کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں کہ وہ میری حاجت برآری فرمائے۔

جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوری فرما دی۔ اور ساتھ ہی فرمایا: مجھے تیری حاجت اس گھڑی تک یاد ہی نہیں آئی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جب بھی تجھے کوئی حاجت ہو تو ہمارے پاس آجایا کر (حاجت پوری ہوگی) پھر یہ آدمی ان کے پاس سے نکلا۔ حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ جب تک آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ سے میرے بارے میں بات نہیں کی وہ تو میری حاجت پر غور ہی نہ کرتے تھے اور نہ میری طرف توجہ فرماتے تھے۔ حضرت عثمان حنیف نے فرمایا: قسم بخدا، میں نے ان سے کوئی بات نہیں کی، لیکن ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ پاک میں موجود تھا کہ ایک نابینا شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی نظر ضائع ہو جانے کی شکایت کی، نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اگر تم صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرا کوئی راستہ بتانے والا نہیں ہے۔ اور بہت مشکل محسوس کرتا ہوں۔ تو جناب نبی سرور ﷺ نے فرمایا: وضو کا برتن لو، وضو کرو، دو رکعت نماز ادا کرو اور پھر ان کلمات کے ساتھ دعا کرو۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ابھی اٹھ کر گئے نہیں تھے، وہیں باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ شخص ہمارے پاس آئے۔ لگتا تھا گویا وہ کبھی نابینا تھے ہی نہیں۔

طبرانی نے اس روایت کے طرق بیان کرنے کے بعد فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ سے یا بنی آدم میں سے کسی سے کوئی حاجت ہو، اسے چاہیے کہ وضو کرے اور خوب اچھی طرح کرے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر اللہ کی حمد و ثنا کرے، اپنے نبی ﷺ پر درود پڑھے اور پھر یہ دعا کرے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ، وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ(1)''

اسے امام ترمذی اور ابن ماجہ دونوں نے فائد بن عبدالرحمٰن بن ابی الورقاء عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے ''اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ'' کے بعد یہ الفاظ زائد کئے ہیں: ''ثُمَّ يَسْئَلُ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا شَآءَ فَاِنَّهٗ يُقَدَّرُ'' پھر دنیا و آخرت کے بارے میں جو چاہے سوال کرے تو وہ اس کی تقدیر میں لکھ دیا جائے گا۔

حدیث: اصبہانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی، جس کے الفاظ یہ ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''يَا عَلِيُّ! اَلَا اُعَلِّمُكَ دُعَآءً اِذَا اَصَابَكَ غَمٌّ اَوْهَمٌّ تَدْعُوْ بِهٖ رَبَّكَ فَيُسْتَجَابُ لَكَ'' اے علی رضی اللہ عنہ! کیا

1۔ ترجمہ: کوئی لائق عبادت نہیں سوائے اللہ بردبار کریم کے، اللہ عرش عظیم کا رب پاک ہے۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان اعمال کا جو تیری رحمت کا باعث ہوں۔ اور تیری مغفرت کا سبب ہوں۔ ہر نیکی کے حصول کا اور ہر بدی سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔ میرا کوئی گناہ نہ رہنے دے جسے تو بخش نہ دے اور کوئی پریشانی نہ رہنے دے جسے تو دور نہ کر دے۔ اور نہ ہی کوئی ایسی حاجت جو تیری ہی رضا کے لئے ہو رہنے دے بلکہ اس کو پورا فرما دے۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔ (مترجم)

مَیں تمہیں ایسی دعا نہ سکھادوں کہ جب تمہیں کوئی غم یا پریشانی پہنچے تو تم اپنے رب کے سامنے اسے پیش کرو، تمہاری دعا باذن اللہ مقبول ہو جائے؟ اور تمہاری پریشانی دور کردی جائے؟ وضو کرو، دو رکعت نماز ادا کرو، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرو، اپنے نبی (ﷺ) پر درود بھیجو اور اپنے لئے نیز تمام مومنین ومومنات کے لئے طلب مغفرت کرو پھر یہ دعا کرو: ''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ،لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ،اَللّٰھُمَّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُفَرِّجَ الْھَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّیْنَ اِذَا دَعَوْكَ، رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِیْمَھُمَا فَارْحَمْنِیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ بِقَضَائِھَا وَ نَجَاحِھَا رَحْمَةً تُغْنِیْنِیْ عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ(1)''۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: رات کو یادن کو بارہ رکعات نماز اس طرح پڑھو کہ ہر دو رکعت پر تشہد (التحیات) پڑھو۔ پھر جب اپنی اس نماز کے آخری تشہد کے لئے بیٹھو تو اللہ عزوجل کی ثنا کرو اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجو۔ پھر سجدہ میں جاکر سورہ فاتحہ (الحمدللہ) سات مرتبہ آیت الکرسی سات مرتبہ اور ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' دس مرتبہ پڑھو۔ پھر یہ دعا پڑھو: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَھَی الرَّحْمَةِ مِنْ کِتَابِكَ وَاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْاَعْلٰی وَکَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ(2)'' پھر اپنی حاجت کیلئے سوال کرو۔ پھر سر اٹھاؤ اور دائیں بائیں سلام پھیرلو۔ نادانوں کو یہ دعا مت سکھاؤ کہ کہیں وہ ان کلمات کے ساتھ (اپنے خلاف) دعا کر بیٹھے تو قبول ہو جائے گی۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا: احمد بن حرب کہتے ہیں: مَیں نے اس کا تجربہ کیا تو اسے سچا پایا۔ ابراہیم بن علی دبیلی کہتے ہیں: میں نے بھی اسے آزمایا تو اسی طرح حق پایا۔ حاکم کہتے ہیں: ہمیں ابوزکریا نے فرمایا: مَیں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور حق پایا ہے۔ حاکم خود فرماتے ہیں کہ میں نے بھی اس کا تجربہ کیا تو حق پایا۔ عامر بن خداش اس روایت میں منفرد ہیں لیکن ثقہ اور مامون۔ انتہیٰ۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام چند دعائیں لے کر آئے اور کہا: جب آپ کو کوئی دنیوی معاملہ درپیش ہو تو پہلے یہ دعائیں کریں پھر اپنی

1۔ ترجمہ: اے اللہ! تو ہی اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا جن معاملات میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔ اللہ بلندی وعظمت والے کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اللہ حلیم وکریم کے سوا کسی کی عبادت نہیں۔ پاک ہے اللہ جو ساتوں زمینوں کا رب اور عرش عظیم کا رب ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے سب جہانوں کا۔ اے اللہ غموں کو کھولنے والے، پریشانیوں کو دور فرمانے والے، مجبوروں کی دعا قبول فرمانے والے جب وہ تجھ سے دعا کریں۔ دنیا وآخرت کے رحمٰن ورحیم! میری اس حاجت کے پوری فرمانے میں مجھ پر رحمت فرما۔ ایسی رحمت فرما جو مجھے تیرے سوا کے رحم وکرم سے بے نیاز کردے۔

2۔ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان صفات کے وسیلہ سے جن سے تیرا عرش معزز ہوا، تیری کتاب کی انتہائی رحمت کے وسیلہ سے، تیرے اسم اعظم، اعلیٰ بزرگی اور تیرے مکمل کلمات کے وسیلہ سے۔ (مترجم)

حاجت کے لئے سوال کریں (وہ دعائیں یہ ہیں)۔ "يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَا كَاشِفَ السُّوْءِ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ يَا اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ بِكَ اُنْزِلُ حَاجَتِيْ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا فَاقْضِهَا(۱)"۔

اسے اصبہانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں اسمٰعیل بن عیاش ہیں۔ تاہم اس روایت کے شواہد کثیرہ ہیں۔

ترغیب

نماز استخارہ اور اس کے ترک کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ اِسْتِخَارَتُهُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ" اللہ عزوجل سے استخارہ (طلب خیر) کرنا ابن آدم کی خوش بختی ہے۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے یہ الفاظ زائد کئے: "اور ابن آدم کی بدبختی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ نہ کرے" اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ امام ترمذی نے بھی یہ حدیث روایت فرمائی ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: "ابن آدم کی خوش بختی سے ہے یہ بات کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ استخارہ (دعائے خیر) کرے۔ اور اس کی قضا پر راضی رہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے استخارہ ترک کر دینا اور اس کی قضا پر راضی نہ رہنا ابن آدم کی بدبختی ہے"۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے(2)۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام امور کے بارے میں اس طرح استخارہ سکھایا کرتے جیسا کہ قرآن پاک کی سورت سکھایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے: جب تم میں سے کوئی کسی معاملہ کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھے پھر یہ کلمات کہے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ، یا یوں کہے: عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِيْ۔ یا یوں کہے: عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ

1۔ ترجمہ: اے آسمانوں اور زمین کو بغیر سابق نمونہ کے پیدا فرمانے والے! اے بزرگی ولطف وکرم والے! اے پکارنے والوں کی پکار سننے والے اور فریاد کرنے والوں کے فریادرس! اے مصیبت کو دور کرنے والے، سب سے زیادہ رحم فرمانے والے اور مجبوروں کی دعا قبول کرنے والے! اے سب جہانوں کے معبود! میں اپنی حاجت تیرے سامنے پیش کرتا ہوں، تو ہی اسے بہتر جانتا ہے۔ اسے پورا فرما دے۔

2۔ یہ حدیث بزار، ابن حبان اور اصبہانی نے بھی روایت کی ہے۔ (مترجم)

اَرْضِنِیْ بِہٖ(1)''فرمایا: پھر اپنی حاجت بیان کرے۔

بخاری، ابوداوٗد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ (رحمہم اللہ تعالٰی)۔

1۔ترجمہ: اے میرے پروردگار! مَیں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ۔ اور تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت کے ساتھ، تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اور اس لئے کہ تو قدرت رکھتا ہے مَیں نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے مَیں نہیں جانتا۔ تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے میرے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے دین و معیشت اور انجام کار میں میرے لئے اچھا ہے یا اس وقت اور آئندہ کے لئے اچھا ہے۔ تو اس کو میرے مقدر میں کردے۔ اور اسے میرے لئے آسان فرمادے، اس میں برکت فرما اور اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے دین و معیشت اور انجام کار میں میرے لئے برا ہے یا اس وقت اور آئندہ کے لئے برا ہے اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے پھیر دے۔ اور بہتری میرے لئے مقرر فرمادے جہاں بھی ہو اور مجھے اس سے راضی فرمادے۔

استخارہ کے متعلقہ چند مسائل: نمبر1 دعائے مذکور کے اول و آخر سورہ فاتحہ اور درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ نمبر2 نماز استخارہ کی پہلی رکعت میں سورہ: قل یاایھا الکافرون، دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا مستحب ہے۔ نمبر3 بہتر یہ ہے کہ استخارہ سات مرتبہ کرے۔ تاکہ دل کسی ایک جانب جم جائے۔ نمبر4 مشائخ فرماتے ہیں کہ مذکورہ دعا پڑھ کر باوضو قبلہ رو ہو کر سو جائے۔ اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو سمجھے کہ وہ کام جس کے لئے استخارہ کیا ہے بہتر ہے۔ اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو برا ہے، نہ کرے۔ (مترجم)

کتاب الجمعہ

ترغیب

نماز جمعہ اور اس کے لئے سعی کرنا(1)

یوم جمعہ اور اس میں ساعت مخصوصہ کی فضیلت

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح کیا۔پھر جمعہ (کی نماز کے لئے مسجد) کو آیا۔(خطبہ) سنا اور خاموش رہا۔اس کے اس اور دوسرے جمعہ کے درمیان والے گناہ اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔اور جس نے کنکریوں کو چھوا اس نے بیکار کام کیا(2)۔

مسلم،ابوداؤد،ترمذی،ابن ماجہ۔

حدیث: یہی (حضرت ابوہریرہ) رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پانچوں نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک اپنے درمیان والے گناہوں کے لئے کفارہ ہیں۔جبکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: پانچ چیزیں ہیں کہ جس نے ان پر کسی دن میں عمل کیا اللہ تعالیٰ اسے اہل جنت سے لکھ دے گا۔نمبر 1 جس نے بیمار کی عیادت کی، نمبر 2 جنازہ میں حاضر ہوا، نمبر 3 کسی دن کا (نفلی) روزہ رکھا۔نمبر 4 نماز جمعہ کے لئے پہنچا، نمبر 5 کوئی غلام آزاد کیا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت یزید بن ابی مریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: مجھے عبایہ بن رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ مل

1۔نماز جمعہ کی فرضیت اور اس کے لئے سعی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (جمعہ:9)

''یعنی اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو''۔نماز جمعہ فرض ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔مگر اس کی فرضیت کے لئے کچھ شرائط ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک یا کئی نہ پائی جائیں تو اس کی فرضیت ساقط ہو جائے گی اور نماز ظہر ہی ادا کرنا فرض ہوگی۔چنانچہ شرائط ملاحظہ ہوں۔نمبر 1 اسلام، نمبر 2 مرد ہونا، نمبر 3 عقل، نمبر 4 بلوغ، نمبر 5 آزادی، نمبر 6 تندرستی، نمبر 7 شہر، نمبر 8 جماعت، نمبر 9 خطبہ، نمبر 10 اذن عام۔مزید تفصیلات و دلائل کے لئے مطولات فقہاء کی طرف رجوع کیا جائے۔

2۔ یعنی نماز جمعہ کا ثواب ضائع کرلیا۔واللہ اعلم۔(مترجم)

گئے جبکہ میں جمعہ کے لئے جارہا تھا کہنے لگے: تمہیں خوش خبری ہو۔ کیونکہ تمہارے یہ قدم اللہ کے راستے میں اٹھ رہے ہیں۔ میں نے ابوعبس سے سنا: کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوئے تو وہ قدم آگ پر حرام ہوں گے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور امام بخاری نے بھی روایت فرمائی ہے۔ ان کے ہاں الفاظ یہ ہیں۔ "عبایہ کہتے ہیں: ابوعبس مجھے مل گئے جبکہ میں جمعہ کے لئے جارہا تھا۔ فرمانے لگے: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ" جس کے قدم اللہ کے رستہ میں غبار آلود ہوئے، اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرمادے گا۔

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک آدمی جمعہ کے دن غسل کرے، جہاں تک ممکن ہو صفائی کرے۔ اپنا تیل لگائے اور اپنے گھر کی خوشبو میں سے کچھ استعمال کرے پھر (جمعہ کے لئے) نکلے تو دو آدمیوں کے درمیان جدائی نہ کرے(1) پھر فرض نماز ادا کرے پھر جب تک امام کلام (خطبہ) کرتا ہے خاموش رہے تو "اِلاَّ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرىٰ" اس کے اب سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ بخش نہ دیئے جائیں۔ بخاری ونسائی۔

حدیث: جناب سیدنا عتیق ابوبکر صدیق اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، اس کے گناہ اور خطائیں مٹادی گئیں۔ اور جب وہ (نماز جمعہ کے لئے) چلنے لگا تو اس کے ہر قدم کے بدلے بیس نیکیاں لکھی گئیں۔ "فَاِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلٰوةِ اُجِيْزَ بِعَمَلِ مِائَتَيْ سَنَةٍ" پھر جب اس نے نماز پڑھ کر سلام پھیرا تو دو سو سال کا ثواب اسے عطا فرمادیا گیا۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔ اور اوسط میں صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ہے۔ جس میں یہ ہے کہ: "كَانَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ عِشْرِيْنَ سَنَةً" اسے ہر قدم کے بدلے بیس سال کے عمل کا ثواب دیا گیا۔

حدیث: حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے سنا، جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمارہے تھے: جو شخص جمعہ کے دن خود غسل کرے اور غسل کرائے(2)، جلدی آئے اور جلدی کام کرے، پیدل چلے، سواری پر نہ آئے۔ امام کے قریب ہوکر بیٹھے، خطبہ کان لگا کر سنے اور کوئی فضول کام نہ کرے "كَانَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرُ صِيَامِهَا وَ قِيَامِهَا" تو اسے ہر قدم کے بدلے پورے سال کے روزوں اور شب بیداریوں کے عمل کا ثواب دیا

1۔ یعنی لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے یا دو آدمیوں کے درمیان سے نہ گذرے یا دو مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کے ذریعے جھگڑا فساد کرا کے جدائی پیدا کرنے والا نہ ہو۔ (مترجم)

2۔ یعنی رات کو اپنی بیوی سے ہم بستری کرے تاکہ وہ بھی غسل کرے۔ یا یہ معنی ہے کہ غسل کرنے کے ساتھ اپنے کپڑے بھی دھولے تاکہ خوب صفائی ہوجائے۔ (مترجم)

جائے گا۔

یہ حدیث امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم اور طبرانی نے روایت فرمائی (رحمہم اللہ) امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے سامنے جمعہ پیش کیا گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام اسے اپنے ہاتھ میں لے کر آئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے سفید آئینے کے درمیان سیاہ نقطہ ہو۔ حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا: جبریل! یہ کیا چیز ہے؟ عرض کیا: یہ جمعہ ہے جو آپ کے رب نے آپ کو بھیجا ہے تاکہ یہ آپ کے لیے اور آپ کے بعد آپ کی قوم کے لئے عید ہو جائے۔ آپ کیلئے اس میں بہتری ہی بہتری ہے۔ آپ پہلے ہوں گے اور یہود و نصاریٰ آپ کے بعد ہوں گے۔ اس روز ایک ایسی ساعت ہوتی ہے کہ اس میں بندہ کسی اچھائی کی اپنے رب سے دعا مانگے جو اس کی قسمت میں ہو تو اللہ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ اور کسی شر سے پناہ مانگے تو اس سے بڑے شر کو دور فرما دیتا ہے۔ ہم اسے آخرت میں یوم المزید (زیادہ اجر دیئے جانے کا دن) کہتے ہیں۔

اسے طبرانی نے اوسط میں باسناد جید روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جمعہ کا دن باقی دنوں کا سردار ہے۔ اللہ کے ہاں عظمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عظمت عید قربان اور عید الفطر سے بھی زیادہ ہے۔ اس میں پانچ خصوصیتیں ہیں۔ نمبر 1 اللہ نے اسی روز آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ نمبر 2 اسی روز اللہ نے انہیں زمین پر اتارا۔ نمبر 3 اسی روز اللہ نے آدم علیہ السلام کو وفات دی "وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْئَلُ اللّٰهَ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ مَا لَمْ يَسْئَلْ حَرَامًا" نمبر 4 اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ بندہ جس چیز کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے، اللہ اسے عطا فرماتا ہے۔ جب تک کہ حرام چیز کا سوال نہ کرے۔ نمبر 5 اور اسی میں قیامت برپا ہوگی۔ کوئی مقرب فرشتہ، زمین، آسمان، ہوا، پہاڑ اور سمندر ایسا نہیں جو جمعہ کے دن (قیامت برپا ہونے کے خوف سے) ڈر نہ جاتا ہو۔

اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے ایک جیسے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ دونوں کی اسناد میں عبداللہ بن محمد بن عقیل ہیں جن سے امام احمد وغیرہ نے روایات لی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ" سب سے افضل دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اسی میں وہ جنت میں داخل فرمائے گئے اور اسی میں اس سے باہر نکالے گئے۔

اسے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا۔ ابن خزیمہ کے الفاظ ہیں: "جمعہ سے افضل کسی دن پر سورج طلوع ہوا نہ غروب، (ایسا کوئی دن نہیں) اللہ نے ہمیں اس کی ہدایت دی اور دوسرے لوگ اس سے گمراہ رہے۔ تو لوگ اس بارے میں ہمارے پیچھے ہیں۔ یہ دن ہمارے لئے ہے۔ یہود کے لئے ہفتہ اور نصاریٰ کے لئے اتوار ہے۔

اس دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر بندہ مومن اس کو پالے اور اللہ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے عطا فرماتا ہے۔ اس کے بعد بقیہ حدیث ذکر کی۔

حدیث: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تمہارے دنوں میں افضل جمعہ کا دن ہے۔اسی دن آدم علیہ السلام کو اللہ نے پیدا فرمایا۔اسی دن ان کی روح قبض ہوئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن لوگ بے ہوش ہوں گے۔ پس تم اس دن مجھ پر درود کثرت کے ساتھ پڑھا کرو۔''فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مَعْرُوضَۃٌ عَلَیَّ'' کیونکہ تمہارا درود جمعہ کے دن مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ تو وصال فرما چکے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:''اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَعَلَا حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَامَنَا'' اللہ عزوجل وعلا نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ ہمارے (انبیاء علیہم السلام کے) جسموں کو کھائے۔

اسے ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن سے افضل کسی دن پر سورج نہ طلوع کرتا ہے نہ غروب اور جمعہ کے دن ہر چار پایہ خوف زدہ ہوتا ہے۔سوائے ان جنوں اور انسانوں کے دو گروہوں کے۔

اسے ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ابوداؤد وغیرہ نے اس سے طویل روایت کی ہے۔جس کے آخر میں ہے۔''وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا وَھِیَ مُصِیْخَۃٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِنْ حِیْنَ تُصْبِحُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِّنَ السَّاعَۃِ اِلَّا الْاِنْسَ وَالْجِنَّ'' زمین پر چلنے والی کوئی مخلوق ایسی نہیں جو جمعہ کے دن صبح کے وقت طلوع آفتاب تک قیامت کے خوف سے چیختی نہ ہو سوائے انسانوں اور جنوں کے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (روز قیامت) دنوں کو ان کی شکل پر لایا جائے گا اور جمعہ کو چمکتا دمکتا روشنی پھیلاتا لایا جائے گا۔ جمعہ ادا کرنے والے لوگ اسے اس دلہن کی طرح ڈھانپے ہوں گے جسے اس کے کمرے کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ جمعہ ان کے لئے روشنی کر رہا ہوگا۔ وہ اس کی روشنی میں چل رہے ہوں گے۔ان کے رنگ برف کی طرح سفید اور ان کی خوشبو مشک کی مانند ہوگی۔ کافور کے پہاڑوں میں غوطے لگا رہے ہوں گے۔جن وانس کے دونوں گروہ ان کی طرف دیکھیں گے۔تو بوجہ تعجب چل نہیں سکیں گے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔''لَا یُخَالِطُھُمْ اَحَدٌ اِلَّا الْمُؤَذِّنُوْنَ الْمُحْتَسِبُوْنَ'' سوائے ثواب کی نیت سے اذان کہنے والوں کے ان کے ساتھ کوئی دوسرا شامل نہیں ہو سکے گا۔

اسے طبرانی نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: ''اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَیْسَ بِتَارِکٍ

اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِلاَّ غَفَرَ لَہٗ'' بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ جمعہ کے روز مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑتا بلکہ سب کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اسنادحسن کے ساتھ میرے (صاحب کتاب کے) خیال میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ وحضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم سے پہلے لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جمعہ سے گمراہ کردیا۔ یہود کے لئے ہفتہ اور نصاریٰ کے لئے اتوار تھا۔ وہ قیامت تک ہمارے پیچھے رہیں گے۔ ہم دنیا میں (آنے کے لحاظ سے) پیچھے ہیں اور روز قیامت پہلے ہوں گے۔ تمام مخلوقات سے پہلے ہمارا فیصلہ فرمایا جائے گا۔

اسے ابن ماجہ و بزار نے روایت فرمایا۔ دونوں کے راوی صحیح کے ہیں۔ البتہ بزار کے الفاظ ہیں کہ: ''نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ فِی الدُّنْیَا الْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الْمَغْفُوْرُ لَھُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ'' ہم دنیا میں آخر ہیں اور قیامت میں اول ہوں گے کہ سب مخلوقات سے پہلے بخشش ہوجائے گی۔ اور مسلم شریف میں یہ روایت پہلے الفاظ کے ساتھ صرف حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حدیث: جناب سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات چوبیس گھنٹے کے ہوتے ہیں: ''لَیْسَ فِیْھَا سَاعَۃٌ اِلاَّ وِلِلّٰہِ فِیْھَا سِتُّمِائَۃِ اَلْفِ عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ'' جس کے ہر گھنٹہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چھ لاکھ افراد آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں: ہم ان کے پاس سے نکلے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے پاس پہنچے انہیں حضرت ثابت سے مروی (یہی) حدیث سنائی تو فرمایا کہ میں نے اسے سنا ہے۔ اور یہ الفاظ زائد کئے۔ ''کُلُّھُمْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ'' یہ سب کے سب ایسے ہوتے ہیں جن پر آگ واجب ہوچکی ہوتی ہے۔ اسے ابویعلیٰ اور بیہقی نے مختصراً روایت کیا۔ بیہقی میں ہے: ''اللہ کی طرف سے ہر جمعہ کو چھ لاکھ افراد آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں''۔

حدیث: حضرت ابوبردہ بن حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں۔ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم نے اپنے والد صاحب کو جمعہ کی خصوصی ساعت کی شان میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ ہاں سنا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''ھِیَ مَا بَیْنَ اَنْ یَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰی اَنْ تُقْضَی الصَّلٰوۃُ'' وہ (ساعت مخصوصہ) امام کے بیٹھنے سے لے کر نماز پوری ہونے تک ہوتی ہے۔

اسے مسلم وابوداؤد نے روایت فرمایا۔ اور ابوداؤد فرماتے ہیں: ''امام کے بیٹھنے سے مراد منبر پر بیٹھنا ہے۔ اور اہل علم کے کئی گروہ اسی طرف گئے ہیں''۔

حدیث: حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ میں ایک

ایسی گھڑی ہے کہ بندہ اللہ سے اس میں کوئی چیز نہیں مانگتا مگر اللہ اسے وہ ضرور عطا فرما دیتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ گھڑی کون سی ہے؟ فرمایا: ''هِيَ حِيْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ اِلَى الْاِنْصِرَافِ مِنْهَا'' وہ نماز قائم ہونے سے لے کر ختم ہونے تک ہوتی ہے۔

ترمذی و ابن ماجہ دونوں نے اسے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک اس ساعت کی تلاش کرو جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ مَیں نے عرض کیا: ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پاتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ نماز پڑھتے ہوئے اسے پالے پھر اللہ تعالیٰ سے اس میں کسی چیز کا سوال کرے تو اللہ ضرور اس کی حاجت پوری فرما دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے میری طرف اشارہ کیا کہ وہ تو ایک ساعت کا بھی حصہ ہے۔ تو مَیں نے عرض کیا: آپ سچ فرماتے ہیں کہ وہ ساعت کا بھی کچھ حصہ ہے۔ پھر میں نے عرض کیا۔ وہ کون سی ساعت ہے؟ فرمایا: دن کے آخری چند لمحے (1)۔ مَیں نے عرض کیا: وہ تو نماز کی ساعت نہیں ہے؟ (حالانکہ نماز کی ساعت ہونی چاہیے) ارشاد فرمایا: کیوں نہیں۔ بندہ جب نماز پڑھ لیتا ہے پھر بیٹھ جاتا ہے اور اسے نماز کے انتظار کے سوا کوئی اور کام نہیں بٹھاتا تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

ابن ماجہ نے اسے روایت کیا۔ اس کی اسناد صحیح کی شرائط کے مطابق ہے۔

1۔ اس اور اس سے قبل تین احادیث کے خط کشیدہ الفاظ سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن مخصوص گھڑی جس میں ہر جائز دعا قبول فرمائی جاتی ہے۔ اس کے مختلف اوقات ہیں، نمبر 1 امام کے منبر پر بیٹھنے سے اختتام نماز تک، نمبر 2 ابتدائے نماز جمعہ سے اختتام تک، نمبر 3 نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک، نمبر 4 غروب آفتاب سے کچھ دیر قبل، علاوہ ازیں کتب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساعت دیگر اوقات میں بھی پائی جاتی ہے۔ بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ اس بارے میں چالیس اقوال ہیں۔ بہر کیف اکثر علماء کے نزدیک یہ ساعت قریب مغرب ہوتی ہے۔ اور بہتر یہی ہے کہ دیگر اوقات میں بھی دعا مانگی جائے۔ مخبر صادق ﷺ کے کوئی خاص وقت مقرر ارشاد نہ فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ امت دیگر ساعات میں بھی دعا سے غافل نہ ہو جائے۔ حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے مرقات میں فرمایا کہ روز جمعہ قبولیت کی ساعتیں بہت سی ہیں مگر سب سے زیادہ ساعت قبولیت مخفی رکھی گئی ہے۔ یا یہ گھومتی رہتی ہے کسی جمعہ کسی وقت میں اور کسی میں کسی اور وقت میں۔ واللہ و رسولہ اعلم جل وعلا و ﷺ۔ (مترجم)

ترغیب

جمعہ کے دن غسل کرنا(1)

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الْغُسْلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ لَیَسُلُّ الْخَطَایَا مِنْ اُصُوْلِ الشَّعْرِ اسْتِلَا لًا'' جمعہ کے دن غسل خطاؤں کو بالوں کی جڑوں سے نکال پھینکتا ہے۔

اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میرے والد صاحب میرے پاس آئے درانحالیکہ مَیں جمعہ کے دن غسل کر رہا تھا۔ فرمانے لگے: تمہارا یہ غسل، غسل جنابت ہے یا جمعہ کے لئے؟ مَیں نے جواب دیا: غسل جنابت ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ اور غسل کرلو۔ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، وہ دوسرے جمعہ تک طہارت میں رہے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن کے قریب ہے اور ابن خزیمہ نے بھی اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر بالغ پر جمعہ کے دن غسل کرنا اور مسواک کرنا واجب (مؤکد) ہے اور جتنی ہو سکے خوشبو بھی لگائے۔ مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس (جمعہ) کو اللہ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔ جو جمعہ کے لئے آئے تو غسل کرے۔ اگر اپنے پاس خوشبو رکھتا ہو تو وہ بھی لگائے۔ اور تم مسواک ضرور کیا کرو۔

اسے ابن ماجہ نے اسناد حسن کے ساتھ روایت فرمایا۔

1۔ غسل جمعہ کے متعلق اس سے پہلے باب میں بھی احادیث گذر چکی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، اس کے گناہ او خطائیں مٹادی گئیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ (مترجم)

ترغیب

نماز جمعہ کے لئے جلدی جانا

اور

بلا وجہ تاخیر کرنے والے کے متعلق ارشادات

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی جمعہ کے دن غسل جنابت کرے پھر پہلی گھڑی ہی میں (جمعہ کے لئے) نکل پڑے تو اس نے گویا اونٹ کی قربانی کی۔ جو دوسری گھڑی میں چلا، اس نے گویا گائے کی قربانی کی۔ جو تیسری گھڑی چلا، اس نے گویا دنبہ قربان کیا، جو چوتھی ساعت میں نکلا، اس نے گویا مرغی کی قربانی پیش کی۔ اور جو پانچویں ساعت چلا، اس نے گویا ایک انڈا پیش کیا۔ پھر جب امام (خطبہ کے لئے) نکلتا ہے تو فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں۔ ذکر (خطبہ) سننے لگتے ہیں۔

مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: بخاری، مسلم اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے: ''جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں، پہلے آنے والوں کو پہلے لکھتے ہیں۔ اور دوپہر کو پہلے آنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے اونٹ کی قربانی (مکہ مکرمہ) بھیجی۔ پھر اس کی طرح جس نے گائے کی قربانی بھیجی۔ پھر دنبہ، پھر مرغی اور پھر انڈے کی قربانی بھیجی۔

ابن خزیمہ نے بھی اس جیسی روایت اپنی صحیح میں کی۔

حدیث: حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے۔ شیاطین نکلتے ہیں۔ لوگوں کو بازاروں میں دیر کرواتے رہتے ہیں۔ حالانکہ فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ لوگوں کو ان کے مراتب کے اعتبار سے لکھتے رہتے ہیں۔ یعنی پہلے آنے والے اور نماز پڑھنے والے کو پہلے لکھتے ہیں پھر اسے جو اس کے بعد آنے والا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ امام (خطبہ کے لئے) نکل آئے۔ تو اب جو کوئی امام کے قریب ہوا، خاموشی سے (خطبہ) سنا۔ اور کوئی بیکار کام نہ کیا، اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔ اور جو کوئی امام سے دور ہو۔ خطبہ سنے اور خاموش رہے تو اس کے لئے ایک گنا اجر ہے۔ جو شخص امام کے قریب ہو پھر بیکار کام کرے۔ نہ خاموش رہے اور نہ کان لگا کر خطبہ سنے، اس پر دوگنا گناہ ہے۔ اور جس نے دوسرے کو کہا'' خاموش رہو'' اس نے کلام کیا اور جس نے کلام کیا، اس کا جمعہ نہیں ہوتا۔ پھر سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: میں نے اسی طرح تمہارے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا ہے۔ الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔ اور ابوداؤد نے بھی اسے روایت کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: '' جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو شیاطین اپنے جھنڈے لے کر بازاروں میں نکل آتے ہیں اور لوگوں کو ان کی ضروریات

اور کام میں لگا کر جمعہ میں آنے سے روکتے ہیں۔ ادھر فرشتے صبح ہی صبح آ کر مسجدوں کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ایک گھڑی اور دو گھڑی پہلے آنے والے آدمی کو لکھتے ہیں۔ حتی کہ امام خطبہ کے لئے نکل آتا ہے۔ پھر جب یہ پہلے آنے والا ایسی جگہ بیٹھتا ہے جہاں سے امام کو سننا اور دیکھنا ممکن ہوتا ہے۔ اور خاموش رہتا ہے، کوئی لغو کام نہیں کرتا، اس کو دوگنا اجر ملتا ہے۔ اور اگر دور بیٹھتا ہے کہ امام کو سن نہیں سکتا مگر خاموش رہتا ہے اور کوئی لغو کام نہیں کرتا، اس کو یک گنا اجر دیا جاتا ہے۔ اگر ایسی جگہ بیٹھا کہ امام کو سننے اور دیکھنے پر قادر نہیں پھر لغو کام بھی کیا اور خاموش بھی نہ رہا۔ تو اس پر دوگنا گناہ ہے۔ اور اگر ایسی جگہ پر بیٹھا کہ امام کو سن اور دیکھ تو سکتا ہے لیکن بیکار کام میں لگا رہا اور خاموشی اختیار نہ کی تو اس پر ایک گنا گناہ ہے۔ فرمایا: جس نے جمعہ کے دن (دوران خطبہ) اپنے ساتھی سے کہا ''خاموش رہو'' اس نے بھی بیکار کام کیا اور جس نے بیکار کام کیا اسے جمعہ میں کوئی ثواب نہ ملا۔ پھر آخر میں فرمایا: مَیں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے''۔

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے اور وہ نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے روز فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر بھیجے جاتے ہیں۔ لوگوں کا (آگے پیچھے) آنا لکھتے ہیں۔ پھر جب امام نکلتا ہے تو رجسٹر بند کر دیئے جاتے ہیں اور قلمیں اٹھالی جاتی ہیں۔ فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں: فلاں شخص کو کس چیز نے روک رکھا؟ تو فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اگر وہ گمراہ ہے تو اسے ہدایت عطا فرما۔ اگر بیمار ہے تو شفاء دے اور اگر غریب ہے تو اسے غنی کر دے۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کے روز نکلا۔ تو انہوں نے دیکھا کہ تین آدمی ان سے پہلے مسجد میں پہنچ چکے تھے۔ تو فرمایا: چار میں سے چوتھا میں ہوں۔ اور چوتھا بھی اللہ تعالیٰ سے دور نہیں ہے۔ بے شک مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن لوگ جمعہ میں اپنے پہلے آنے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے قریب بیٹھیں گے۔ پہلے پہلا پھر دوسرا پھر تیسرا اور پھر چوتھا اور چوتھا بھی دور نہیں ہے۔

اسے ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے۔ دونوں کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو کیونکہ آدمی اہل جنت میں سے ہوتا ہے پھر وہ جمعہ میں تاخیر سے آنے لگتا ہے تو جنت سے بھی موخر کر دیا(1) جاتا ہے۔ حالانکہ یقیناً وہ اہل جنت میں سے ہی ہوتا ہے۔

اسے طبرانی واصبہانی وغیرہما نے روایت کیا۔

1۔ کاش کہ آج کا مسلمان اپنے سچے نبی ﷺ کے سچے فرامین کو اپنے قلب وذہن میں جگہ دیتا تو مساجد یوں بے آباد نہ ہوتیں۔ مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے۔ (مترجم)

ترہیب

جمعہ کے روز (مسجد میں) گردنیں پھلانگنا

حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جمعہ کے روز ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے آیا جبکہ نبی سرور ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''اِجلِس فَقَدْ اٰذَیْتَ وَاٰنَیْتَ'' بیٹھ جاؤ تم نے تکلیف (لوگوں کو) دی ہے حالانکہ بعد میں آئے ہو۔

اسے امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ابوداؤد و نسائی کے ہاں ''بعد میں آئے ہو'' کے الفاظ نہیں ہیں۔ اور ابن خزیمہ کے ہاں یہ الفاظ ہیں۔ ''تم نے (لوگوں کو) تکلیف دی اور خود بھی تکلیف اٹھائی''۔

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن (مسجد میں) لوگوں کی گردنوں کو پھلانگا، اس نے دوزخ کی طرف (اپنے لئے) ایک پل بنالیا۔

اسے ابن ماجہ و ترمذی نے روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور اہل علم کا عمل اسی پر ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ خطبہ (جمعہ) ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے آیا حتی کہ نبی اکرم ﷺ کے قریب بیٹھ گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمالی تو اس سے فرمایا: تمہیں ہمارے ساتھ جمعہ ادا کرنے سے کس چیز نے روکا(1)؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اس بات کی حرص کی تھی کہ اپنے آپ کو ایسی جگہ رکھوں جہاں آپ دیکھتے ہوں۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ لوگوں کی گردنیں پھلانگ رہے تھے اور انہیں اذیت پہنچا رہے تھے۔ (یاد رکھو) جس نے کسی مسلمان کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔ اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی۔ اس نے اللہ عزوجل کو غضب ناک کیا۔

اسے طبرانی نے صغیر و اوسط میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ارقم بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نبی پاک ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو جمعہ کے روز امام کے (خطبہ کیلئے) نکل آنے کے بعد لوگوں کی گردنیں(2) پھلانگتا ہے اور دو شخصوں کے درمیان تفریق ڈالتا ہے وہ اس دوزخی کی طرح ہے جو دوزخ میں اپنی آنت کھینچتا ہے۔ اسے امام احمد و طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

1۔ یعنی تم بعد میں آئے پھر لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے آنے کی کوشش میں لوگوں کو اذیت دی۔ تمہیں آگے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ جب تم مسجد میں داخل ہوئے تو لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ تمہیں چاہیے تھا کہ پچھلی صف میں ہی ہمارے ساتھ جمعہ کی جماعت میں شریک ہو جاتے۔ اسی جگہ پچھلی صف میں ہمارے ساتھ جمعہ پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟

2۔ علماء فرماتے ہیں: جمعہ کی طرح دیگر مجالس میں بھی گردنیں پھلانگنا ناپسندیدہ ہے۔ کیونکہ اس طرح پہلے آکر بیٹھنے والوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ البتہ اگر اگلی صفوں میں جگہ ہو اور اسے آگے بیٹھنے والے پورا نہ کریں تو بعد میں آنے والا وہاں جا کر بیٹھ سکتا ہے۔ اسی طرح امام کو محراب و منبر تک پہنچنے میں گردنیں پھلانگنی پڑیں جبکہ لوگ پہلے سے بیٹھے ہوں تو معذوری ہے کہ امام کو تو وہاں بہرصورت پہنچنا ہی ہے۔ (مترجم)

ترہیب

باتیں کرنا جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو

ترغیب

خطبہ ہوتے وقت خاموش رہنا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ:اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ'' جب تم نے اپنے ساتھی سے کہا'' خاموش رہ'' جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو یقیناً تم نے لغو کام کیا(1)۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ (رحمہم اللہ تعالیٰ)۔

حدیث: آپ رضی اللہ عنہ ہی نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نے بات کی جمعہ کے دن تو بے شک لغو کام کیا اور (ثواب) ضائع کر لیا یعنی جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن بات کی جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو وہ اس گدھے کی طرح ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے پھرتا ہے اور وہ جس نے اسے کہا: '' خاموش رہ'' اس کا جمعہ نہیں ہوا۔(جمعہ کا ثواب نہیں ملا)۔

امام احمد، بزار، طبرانی۔

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے (خطبہ میں) سورہ تبارک (سورہ ملک) تلاوت فرمائی: آپ ﷺ اللہ کے (مخصوص) ایام یاد دلا رہے تھے۔حضرت ابوذر نے اشارہ کر کے حضرت ابی بن کعب سے پوچھا: یہ سورت کب نازل ہوئی؟ میں نے تو اس وقت تک نہیں سنی۔تو حضرت ابی نے حضرت ابوذر کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔جب نماز ختم ہوئی تو کہا کہ بھئی میں نے تم سے پوچھا تھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی، تم نے بتایا کیوں نہیں؟ حضرت ابی نے کہا: آج تمہاری نماز نہیں ہوئی بلکہ تم نے ایک لغو کام کیا۔اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ابی یوں کہتے ہیں۔تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابی نے سچ کہا ہے۔

1۔لغو کام کیا: کے مختلف معانی بیان فرمائے گئے ہیں۔نمبر 1 اجر جمعہ ضائع کر لیا، نمبر 2 کلام کیا، نمبر 3 خطاء کی، نمبر 4 جمعہ کی فضیلت باطل کر لی، نمبر 5 جمعہ ظہر میں تبدیل ہو گیا۔وغیرہ وغیرہ۔(مترجم)

اسے ابن ماجہ نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی سے کہا کہ تمہارا جمعہ نہیں ہوا۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیوں اے سعد؟ حضرت سعد نے عرض کیا: اس لئے کہ یہ باتیں کررہے تھے جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سعد نے سچ کہا۔ابویعلیٰ و بزار۔

حدیث: یہ حدیث بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔فرماتے ہیں: حضور نبی مکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے۔اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گئے۔ان سے کوئی بات پوچھی یا کوئی کلام کیا۔تو حضرت ابی نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔حضرت عبداللہ نے خیال کیا کہ کوئی ناراضگی ہوگی۔جب نبی پاک ﷺ نے نماز ختم فرمائی۔تو حضرت عبداللہ نے کہا: اے ابی! مجھے جواب دینے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ انہوں نے جواب میں کہا: تم ہمارے ساتھ جمعہ میں حاضر نہ تھے۔(تمہارا جمعہ نہ ہوا) کہا: کیوں؟ حضرت ابی نے جواب دیا۔اس لئے کہ تم نے کلام کیا حالانکہ نبی سرور ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھے۔بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور یہ تمام باتیں عرض کیں۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صَدَقَ اُبَیٌّ صَدَقَ اُبَیٌّ اَطِعْ اُبَیًّا" ابی نے سچ کہا۔ابی نے درست بات کی، ابی کی اطاعت کرو۔

اسے ابویعلیٰ نے اسناد جید کے ساتھ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے لئے تین طرح کے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ایک وہ جو آکر بیہودہ باتیں کرتا ہے۔اس کا یہی حصہ ہے۔دوسرا وہ جو حاضر ہوکر دعا کرتا ہے۔تو یہ وہ آدمی ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔اب اللہ چاہے تو اسے دے نہ چاہے تو نہ دے۔اور تیسرا وہ شخص جو خاموشی و سکوت کے ساتھ حاضر ہوا۔کسی مسلمان کی گردن نہیں پھلانگی اور نہ کسی کو تکلیف پہنچائی۔تو یہ اس کے لئے آئندہ جمعہ تک (گناہوں کا) کفارہ ہے۔اس کے لئے مزید تین دنوں کیلئے بھی کفارہ ہے۔اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (انعام:160) جو ایک نیکی کرے اس کے لئے دس گنا (ثواب) ہے۔

اسے ابوداؤد نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ترہیب

بلا عذر جمعہ چھوڑنے والا

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کے بارے میں جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں فرمایا: مَیں چاہتا ہوں کہ کسی آدمی کو حکم دوں جو لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ان لوگوں پر جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

اسے امام مسلم نے روایت کیا اور حاکم نے بھی شیخین کی شرائط کے مطابق روایت کیا ہے۔علاوہ ازیں ''باب الحمام'' میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے جس میں تھا کہ: ''اور جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے۔اسے بھاگ کر جمعہ کے لئے جانا چاہیے۔اور جو شخص کھیل کود یا خرید وفروخت کی وجہ سے جمعہ سے بے پروا ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس سے بے پروا ہو جائے گا۔اور اللہ تو بے پروا، بے پناہ تعریفوں والا ہے''۔(طبرانی)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر شریف کی لکڑیوں پر بیٹھے یہ ارشاد فرماتے سنا: ''لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْلَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنَنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ''، ضروری ہے کہ لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔مسلم وابن ماجہ وغیرہما۔

حدیث: حضرت ابو الجعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔آپ نبی پاک ﷺ کے صحابی ہیں۔فرماتے ہیں کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ'' جس نے سستی سے (بلا عذر) تین جمعے چھوڑ دیئے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

اسے ابوداؤد، نسائی، ترمذی (آپ نے اس حدیث کو حسن بھی قرار دیا) ابن ماجہ، ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ برشرط مسلم صحیح ہے۔ابن خزیمہ وابن حبان کی روایت میں یہ بھی ہے کہ: ''مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَا ثًا مِّنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَهُوَ مُنَافِقٌ'' جو شخص بلا عذر تین جمعے چھوڑ دے وہ منافق ہے''۔اور ایک اور روایت میں ہے جسے رزین نے روایت کیا اور یہ روایت اصول میں نہیں: ''وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری سے بری ہو گیا''۔

حدیث: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ہوسکتا ہے کہ کوئی آدمی مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر ہو پھر جمعہ کا وقت آجائے اور وہ جمعہ میں نہ پہنچے۔پھر دوسری مرتبہ فرمایا: ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہو پھر وقت جمعہ ہو جائے اور وہ جمعہ میں نہ پہنچے۔پھر تیسری دفعہ ارشاد فرمایا: ہوسکتا ہے کہ کوئی آدمی مدینہ سے تین میل (1) کے فاصلہ پر ہو پھر جمعہ کا وقت ہو جائے

1۔یعنی جمعہ کے دن اتنی دور نہیں جانا چاہیے کہ جمعہ کا وقت ہو جائے تو جمعہ میں شامل ہونا ممکن نہ رہے۔(مترجم)

اور وہ جمعہ میں حاضر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ اسے ابویعلیٰ نے باسناد لین روایت کیا ہے۔

حدیث: یہ حدیث بھی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلو، (دنیا سے کوچ کی تیاری میں) مصروف کردیئے جانے سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرلو، کثرت ذکر سے اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلق پیدا کرلو، ظاہر اور پوشیدہ صدقہ کی کثرت سے تمہیں رزق دیا جائے گا، تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہارے نقصان کی تلافی کی جائے گی۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر اس مقام، اس دن اور اس مہینہ میں جمعہ فرض کیا ہے جو اس سال سے قیامت تک کے لئے فرض ہو گیا ہے۔ تو جس نے اسے میری زندگی میں یا میرے بعد حقیر سمجھ کر یا انکار کرتے ہوئے چھوڑا حالانکہ اس کے لئے امام موجود ہو چاہے عادل ہو یا ظالم تو اللہ اس کے بکھرے کاموں کو جمع نہ کرے (کسی کام میں کامیابی نہ ہو) اور نہ اس کے معاملات میں برکت فرمائے۔ خبردار! ایسے شخص کی نہ نماز ہے نہ زکوۃ، نہ حج ہے نہ روزہ اور نہ ہی کوئی نیکی قبول ہوتی ہے تاوقتیکہ توبہ نہ کرلے۔ جو توبہ کرلے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور طبرانی نے بھی ایسی ہی حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جو اس سے مختصر ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جس نے یکے بعد دیگرے تین جمعے ترک کردیئے، اس نے دین اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔

ابویعلیٰ نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ موقوفاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے اور میں نے اپنے درمیان ان سے زیادہ ہم شکل کسی کو نہیں دیکھا۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن اذان سنی مگر جمعہ کے لئے آیا نہیں۔ پھر (آئندہ جمعہ کی) اذان سنی مگر آیا نہیں۔ پھر (اس سے اگلے جمعہ کی) اذان سنی مگر پھر بھی نہیں آیا تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیگا اور اس کا دل منافق کے دل کی طرح کردے گا۔

اسے بیہقی نے روایت کیا۔ اور امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ: "اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ وَلَا يَشْهَدُ الْجَمَاعَةَ وَلَا الْجُمُعَةَ قَالَ: هُوَ فِي النَّارِ" ان سے ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا رہتا ہے لیکن جماعت اور جمعہ میں حاضر نہیں ہوتا۔ انہوں نے فرمایا: وہ آگ میں ہوگا"۔

ترغیب

جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت اور دیگر اذکار و وظائف کرنا

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھی، اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیان نور روشن ہوگا۔

اسے نسائی و بیہقی نے مرفوعاً اور حاکم نے مرفوعاً و موقوفاً روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور دارمی نے اسے اپنی سند میں حضرت ابوسعید پر موقوف کرتے ہوئے روایت کیا۔ اس کے الفاظ ہیں کہ فرمایا: ''جس نے جمعہ کی رات کو سورہ کہف تلاوت کی، اس کے لئے اس کے اور بیت العتیق (خانہ کعبہ) کے درمیان نور روشن ہوگا''۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کی، اس کے لئے اس کے قدم سے آسمان تک ایک نور چمکے گا۔ جو روز قیامت اس کے لئے روشنی کرے گا۔ اور اس کے دو جمعوں کے درمیان والے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اسے ابوبکر بن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اچھی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کی رات کو ''سورہ الدخان'' پڑھ لی اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔ ایک اور روایت میں ہے: ''جس نے سورہ ''الدخان'' صبح سے پہلے رات کو پڑھی، اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں''۔

اسے ترمذی اور اصبہانی نے روایت کیا۔ اصبہانی کے الفاظ یہ ہیں۔ ''جس نے سورہ ''الدخان'' اس رات میں پڑھی جو رات اس نے گذاری ہے تو ''يَسْتَغْفِرُ لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ'' اس کے لئے ستر ہزار ملائکہ دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں''۔ اسے طبرانی نے اور اصبہانی نے بھی حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا دونوں کے الفاظ یہ ہیں فرمایا: ''جس نے سورہ ''الدخان'' جمعہ کی رات کو یا جمعہ کے دن کو پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا''۔

حدیث: اور یہ حدیث بھی انہی (ابوہریرہ) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ قَرَءَ سُوْرَةَ يٰسٓ فِيْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهٗ'' جس نے جمعہ کی رات کو سورہ ''یٰسٓ'' پڑھ لی، اس کی مغفرت(1) کردی گئی۔

اسے اصبہانی نے روایت کیا ہے۔

1۔ ایسے مواقع پر گناہوں کی مغفرت سے صغیرہ گناہوں کی مغفرت مراد ہوتی ہے۔ کئی احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ کبیرہ گناہ بغیر سچی توبہ کے معاف نہیں ہوتے بالخصوص جن کا تعلق حقوق العباد سے ہو۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وہ سورت، جس میں آل عمران کا ذکر ہے (سورہ آل عمران) جمعہ کے روز پڑھی، غروب آفتاب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر رحمتیں(1) بھیجتے ہیں۔

اسے طبرانی نے اوسط اور کبیر میں روایت کیا۔

1۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس قاری پر رحمت نازل فرماتا ہے اور ملائکہ رحمت اس پر نزول رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ (مترجم)

کتاب الصدقات

ترغیب

زکوٰۃ(1) کی ادائیگی اور اس کے فرض ہونے کی تاکید

حدیث: حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ نمبر 1 اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اس کے بندے اور رسول ہیں، نمبر 2 نماز قائم کرنا، نمبر 3 زکوٰۃ ادا کرنا، نمبر 4 بیت اللہ کا حج اور نمبر 5 رمضان کے روزے۔

اسے امام بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ

1۔ رزاق کائنات سبحانہ وتعالیٰ نے صدقات وزکوٰۃ کا بیان اپنی پاک کتاب میں متعدد مقامات پر فرمایا ہے۔ سورہ بقرہ میں اپنے پرہیز گار بندوں کی صفات کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (بقرہ:3) ''اور وہ ہماری دی ہوئی روزی سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں''۔ اسی سورہ مبارکہ میں ہے۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (بقرہ:43) ''اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو''۔ یہ جملہ تو قرآن کریم میں کثرت کے ساتھ آیا ہے۔ سورۃ المومنون آیت نمبر 4 میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ''(کامیاب مومنین وہ ہیں) جو زکوٰۃ ادا کرنے کا کام کرتے رہتے ہیں''۔ صدقہ وزکوٰۃ ادا کرنے سے اموال پاکیزہ ہو جاتے ہیں۔ اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (توبہ:103)

''اے محبوب ﷺ ان کے مالوں میں سے صدقہ وصول کرو جس کے ساتھ انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے لئے دعائے خیر فرماؤ''۔ اللہ زکوٰۃ وصدقہ دینے والوں کے ساتھ اپنے فضل ورحمت کا یوں وعدہ فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ یَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۞ (بقرہ:268)

''اللہ تم سے اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا علم والا ہے''۔

وَمَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا۠ فِیْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (روم:39)

''اور جو زکوٰۃ تم اپنے اللہ کی خوشی کے لئے ادا کرتے ہو یہی (دینے والے) لوگ اپنے اموال بڑھانے والے ہیں''۔ زکوٰۃ وصدقہ ادا نہ کرنے والوں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشاد ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ۞ یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (توبہ:35-34)

''اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، انہیں (اے پیغمبر ﷺ) دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ جس دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیاں، کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ (کہا جائے گا) یہ ہے وہ کچھ جو تم نے اپنے لئے جوڑ رکھا تھا۔ اب اپنے اس جوڑنے کا مزہ چکھو''۔ دیگر متعدد مقامات زکوٰۃ وصدقہ کی ادائیگی کی رغبت اور عدم ادائیگی پر وعید سنائی گئی ہے۔ (مترجم)

ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔ پھر سرکار ﷺ جھک گئے تو ہم میں سے ہر آدمی جھک کر رونے لگا۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ آپ ﷺ نے کس چیز پر قسم اٹھائی ہے۔ اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرانور اوپر اٹھایا۔ چہرہ پاک پر آثار مسرت تھے۔ آپ کی یہ مسرت ہمیں سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ ارشاد فرمایا: جو بندہ پانچ نمازیں ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، زکوٰۃ نکالتا رہے اور سات کبیرہ(1) گناہوں سے بچتا رہے "فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَقِيْلَ لَهُ ادْخُلْ بِسَلَامٍ" تو اس کے لئے دربائے جنت کھول دیئے جائیں گے اور فرمایا جائے گا: سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا۔

اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا اور یہ الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔ ان کے علاوہ ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: قبیلہ بنی تمیم کا ایک آدمی بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس مال بہت ہے، اہل وعیال والا ہوں اور مہمان بھی آتے رہتے ہیں۔ ارشاد فرمائیے کہ میں کیا طریقہ اختیار کروں اور کس طرح خرچ کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مال سے زکوٰۃ نکالا کر کہ یہ تجھے پاک کرنے والی ہے۔ اپنے رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کیا کر اور مسکین، پڑوسی اور سائل کا حق پہچان۔ الحدیث۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلزَّكٰوةُ قَنْطَرَةُ الْاِسْلَامِ" زکوٰۃ اسلام کا پل ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط وکبیر میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کا اسلام میں کوئی حصہ ہے اللہ تعالیٰ اسے اس شخص کی طرح نہیں بنائے گا جس کا کوئی حصہ نہ ہو۔ اور اسلام کے (کثرت کے ساتھ معمول بہا) حصے تین ہیں۔ نماز، روزہ اور زکوٰۃ۔ اور اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ دنیا میں دوستی رکھتا ہے۔ قیامت کے دن اس پر کسی غیر کو مسلط نہیں کرے گا۔ (بلکہ اپنی رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا) الحدیث۔

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے اپنے پاس حاضر افراد امت سے ارشاد فرمایا: تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دوں گا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ

1۔ یہ سات کبیرہ گناہ یہ ہیں۔ نمبر 1 شرک، نمبر 2 جادو، نمبر 3 خون ناحق کرنا، نمبر 4 سود، نمبر 5 مال یتیم کھانا، نمبر 6 جہاد سے بھاگ جانا اور نمبر 7 پاک دامن خواتین پر بہتان باندھنا۔ (مترجم)

چیزیں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: نماز، زکوٰۃ، امانت، شرمگاہ، پیٹ اور زبان (کی حفاظت کرنا)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی نقص نہیں اور اس کے شواہد بھی کثیرہ ہیں۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دین اسلام آٹھ حصوں پر مشتمل ہے۔ اسلام (یعنی توحید و رسالت کی گواہی) ایک حصہ، نماز ایک حصہ، زکوٰۃ ایک حصہ، روزہ ایک حصہ، بیت اللہ کا حج ایک حصہ، اچھائی کا حکم کرنا ایک حصہ، برائی سے روکنا ایک حصہ اور جہاد فی سبیل اللہ ایک حصہ ہے "وَقَدْ خَابَ مَنْ لَّا سَهْمَ لَهٗ" اور جس کے لئے (ان حصوں میں سے) کوئی حصہ نہ ہو وہ (دین و دنیا میں) نامراد ہوا۔

اسے بزار نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اسکی اسناد میں یزید بن عطا یشکری راوی ہیں۔ (اسے ابویعلیٰ وغیرہ نے بھی مرفوعاً و موقوفاً روایت کیا)۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ اَدّٰی زَكٰوةَ مَالِهٖ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّهٗ" جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو یقیناً اس کے مال کا شر دور ہو گیا۔ (وہ مال ہلاک یا چوری نہیں ہوگا)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں (یہ الفاظ بھی انہیں کے ہیں) اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور حاکم نے بھی مختصراً یہ الفاظ روایت کئے ہیں: "جب تو نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو بے شک تو نے اپنے سے مال کے شر کو دور کر دیا"۔ حاکم نے یہ بھی کہا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حَصِّنُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ، وَ دَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَاسْتَقْبِلُوْا اَمْوَاجَ الْبَلَآءِ بِالدُّعَآءِ وَالتَّضَرُّعِ" زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مالوں کی حفاظت کرو۔ صدقہ دے کر اپنے بیماروں کا علاج کرو اور دعا و زاری کر کے مصیبتوں کا مقابلہ کرو۔

اسے بزار نے روایت کیا۔

حدیث: جناب (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو وہ کنز نہیں ہے اگرچہ سات زمینوں کے نیچے دفن ہو اور ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ نہ نکالی گئی ہو وہ کنز(1) ہے چاہے وہ زمین کے اوپر ظاہر پڑا ہوا ہو۔

اسے طبرانی نے اوسط میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور ان کے سوا دوسروں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوفاً روایت کیا۔ صحیح

1۔ یعنی وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو وہ اس وعید کے ذیل میں نہیں آتا جس کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت میں ہے۔
وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (توبہ:34)
یعنی جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں عذاب الیم کی خوش خبری دیدو۔ اس پر حاشیہ پہلے گذر چکا ہے۔ (مترجم)

بھی یہی ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جس نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، بیت اللہ شریف کا حج کیا، رمضان المبارک کے روزے رکھے اور مہمان کی عزت وتوقیر کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔اس کے کئی شواہد ہیں۔

حدیث: حضرت جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: مَیں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمارہے تھے: جو شخص اللہ اور اس کے رسول (جل وعلاو ﷺ) پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ جو بندہ اللہ اور اس کے رسول (جل وعلاو ﷺ) پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ حق بات کہے ورنہ خاموش رہے۔اور جو آدمی اللہ اور اس کے رسول (جل وعلاو ﷺ) پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کا اکرام کرنا چاہیے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

حدیث: جناب ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی العلمین ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل تعلیم فرمایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرتا رہ،، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کر، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کیا کر اور (رشتے داروں کے ساتھ) صلہ رحمی اختیار کر۔

یہ بخاری ومسلم رحمہما اللہ کی روایت ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! کوئی عمل ارشاد فرمایئے کہ جب اس کو بجالاؤں تو جنت میں داخل ہوجاؤں۔فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کر، فرض نمازیں قائم کر، فرض زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ، اس نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔مَیں نہ اس سے زیادہ کروں گا اور نہ ہی کم۔ جب وہ جانے لگا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا'' جسے جنتی آدمی دیکھنا پسند ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

اسے بھی بخاری ومسلم نے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: قبیلہ بنی قضاعہ کے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، پانچوں نمازیں پڑھتا ہوں، رمضان کے روزے رکھتا ہوں اور اس کی راتوں کو عبادت میں گذارتا ہوں اور زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ مَاتَ عَلٰى هٰذَا كَانَ مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ'' جو شخص اس

حالت پر مر گیا وہ (بروز قیامت) صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

اسے بزار نے باسناد حسن روایت کیا۔ اور ابن حبان و ابن خزیمہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔

بخاری و مسلم وغیرہما۔

حدیث: حضرت عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد صاحب سے روایت کی کہ وہ کہتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقعہ پر جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ کے ولی (دوست) نمازی لوگ ہی ہیں۔ اور جو شخص پانچوں نمازیں ادا کرے جو اللہ نے اس پر فرض فرمائی ہیں، رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس روزے سے ثواب کا طالب ہو۔ اجر وثواب کی نیت سے زکوٰۃ ادا کرے کہ اس کا دل اس ادائیگی پر خوش ہو اور ان کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے جن سے اللہ نے روکا ہے (وہ بھی اللہ کا ولی ہے)۔ اس وقت آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟ فرمایا: نو ہیں۔ نمبر 1 ان میں سے سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ نمبر 2 ناحق قتل مومن، نمبر 3 جہاد سے فرار، نمبر 4 پاکدامن خاتون پر بہتان لگانا، نمبر 5 جادو کرنا، نمبر 6 یتیم کا مال کھانا، نمبر 7 سود خوری، نمبر 8 مسلمان والدین کی نافرمانی،، اور نمبر 9 عزت والے بیت العتیق (خانہ کعبہ) کی بے حرمتی کرنا جو تمہارا زندگی اور بعد از موت دونوں حالتوں میں قبلہ ہے۔ جو آدمی اس حالت میں مرے کہ ان مذکورہ کبائر کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ نماز قائم کرتا ہو، اور زکوٰۃ ادا کرتا ہو وہ جنت کے وسط میں (مجھ) محمد ﷺ کا ساتھی ہوگا۔ اس جنت کے دروازوں کے کواڑ سونے کے ہوں گے۔

اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ بعض میں کلام بھی کیا گیا ہے۔ ابو داؤد شریف میں اس روایت کا بعض حصہ مروی ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم نے زکوٰۃ ادا کر دی تو تم پر جو فرض تھا اسے پورا کر دیا۔ اور جس نے مال حرام جمع کیا پھر اس میں سے صدقہ کیا تو اسے اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ اس پر اس کا گناہ ہوگا (بلکہ فقہاء نے اس پر اندیشہ کفر ظاہر کیا ہے)۔

اسے ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

ترہیب

زکوٰۃ ادا نہ کرنا اور زیورات کی زکوٰۃ کا بیان

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جو سونا و چاندی رکھنے والا اس سونے و چاندی کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز اس کے لئے آگ کی چٹانیں بچھائی جائیں گی اور جہنم کی آگ میں انہیں تپا کر اس کے پہلو، ماتھے اور پشت پر داغ لگائے جائیں گے۔ جب یہ ٹھنڈی پڑنے لگیں گی تو پھر گرم کر لی جائیں گی۔ یہ عمل اس پورے دن میں ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی۔ حتی کہ بندوں کے درمیان آخری فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اس وقت اسے جنت کا یا جہنم کا راستہ دکھایا جائے گا۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ! اونٹوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا: اونٹوں والا بھی نہیں بچے گا جو ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ اور ان کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ ان کو پانی پلانے کے (1) دن ان کا دودھ دوہا جائے (اور مساکین کو پلایا جائے) ایسے شخص کو بروز قیامت ایک چٹیل میدان میں اوندھے منہ لٹایا جائے گا وہ اونٹ خوب موٹے تازے ہو کر آئیں گے کہ ان کا کوئی بچہ بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ وہ اسے اپنے کھروں کے ساتھ روندیں گے اور مونہوں کے ساتھ کاٹیں گے۔ جونہی ان کی ایک جماعت گذر جائے گی تو دوسری آ جائے گی۔ یہ کام اس روز پورا دن ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔ یہاں تک کہ بندوں میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اب اسے جنت کا یا جہنم کا راستہ بتا دیا جائے گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! گائے اور بکری کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: کوئی گائے اور بکریوں والا نہیں چھوڑا جائے گا۔ جو ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا تھا۔ قیامت کے دن اسے چٹیل میدان میں لٹایا جائے گا اور کوئی گائے اور بکری کم نہیں ہوگی چاہے الٹے سینگوں والی ہو بغیر سینگوں کے ہو یا ٹوٹے ہوئے سینگوں والی، سب اسے اپنے کھروں کے ساتھ روندیں گی اور سینگوں کے ساتھ ماریں گی۔ جب ان کا پہلا گروہ گذرے گا تو دوسرا آ جائے گا۔ اور یہ عذاب اسے اس روز سارا دن ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی۔ تا آنکہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا پھر اس کو جنت یا دوزخ کا راستہ دکھا دیا جائے گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! گھوڑوں کے متعلق فرمایئے۔ ارشاد ہوا کہ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو مالک کے لئے بوجھ ہو۔ ایک وہ جو اس کے لئے بچاؤ کا ذریعہ ہو اور ایک وہ جو آدمی کے لئے اجر و ثواب کا باعث ہو۔ وہ گھوڑے جو مالک کے لئے بوجھ ہوتے ہیں، وہ ہیں جنہیں مالک نے ریاکاری تکبر اور اہل اسلام کی دشمنی کے لئے باندھا ہوا ہو۔ یہ اس کے لئے (گناہوں کا) بوجھ ہیں۔ وہ گھوڑے جو مالک کے لئے بچاؤ کا ذریعہ ہیں یہ وہ ہیں جنہیں مالک نے فی سبیل اللہ باندھا ہوا ہو اور جو حقوق ان کی پشتوں اور گردنوں سے متعلق ہیں انہیں بھی ادا کرتا ہو۔ ایسے گھوڑے مالک کے لئے (عذاب سے) بچاؤ کا ذریعہ ہیں اور وہ گھوڑے جو کسی کے لئے

1۔ اسے زمانے میں عرب میں رواج تھا کہ جس دن لوگ اپنے اونٹوں کو پانی پلانے گھاٹ پر لے جاتے، غرباء و مساکین بھی وہاں پہنچ جاتے تھے۔ لوگ اونٹوں کا دودھ دوہ کر انہیں پلایا کرتے تھے۔ (مترجم)

باعث اجر وثواب ہیں وہ ہیں جن کو کسی آدمی نے اہل اسلام کی فی سبیل اللہ جہاد میں (امداد ونصرت کے لئے) چراگاہ یا باغ میں باندھ رکھا ہو۔ یہ گھوڑے اس چراگاہ یا باغ میں سے جو کچھ کھائیں گے ان کے کھانے کی مقدار کے برابر مالک کے لئے نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ ان کی لید اور پیشاب کی مقدار کے برابر بھی اس کے لئے نیکیاں مکتوب ہوں گی۔ اور یہ گھوڑے اگر کبھی اپنی رسیاں توڑ کر ایک یا دو گھاٹیوں کا چکر لگائیں گے تو ان کے قدموں کے نشانات اور لید کی مقدار وتعداد کے برابر مالک کے لئے اللہ تعالیٰ نیکیاں لکھے گا۔ اور اگر ان کا مالک ان کو لے کر کسی نہر کے پاس سے گذرا، پانی پلانے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا تھا، اس کے باوجود گھوڑوں نے کچھ نہ کچھ پانی پی لیا تو اللہ تعالیٰ اس مالک کے لئے اس پیئے ہوئے پانی کے قطروں کے برابر نیکیاں لکھ دے گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! گدھوں کے متعلق کیا مسئلہ ہے؟ فرمایا: گدھوں کے متعلق مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں کیا گیا۔ البتہ یہ بے مثال جامع آیت ہے۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (زلزال: 7-8) (1)"

اسے بخاری اور مسلم نے روایت فرمایا۔ الفاظ مسلم شریف کے ہیں اور امام نسائی نے بھی مختصراً روایت کیا ہے۔

حدیث: اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کا مال قیامت کے دن آگ کے اس سانپ کی شکل میں آئے گا "فَيُكْوىٰ بِهَا جَبْهَتُهٗ وَجَنْبُهٗ وَظَهْرُهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ" پھر اس آگ سے اس کی پیشانی،، پہلو اور پیٹھ پر داغ لگائے جائیں گے اور یہ عمل اس پورے دن میں ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجے اژدھے کی صورت بنا کر اس کی گردن کا طوق بنا دیا جائے گا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کی تصدیق میں ہمیں کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھ کر سنائی: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ...... (2)"

اسے ابن ماجہ (الفاظ انہی کے ہیں)، نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: اصبہانی نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی

1۔ یعنی جو کوئی ایک ذرہ برابر بھلائی کرے (قیامت کے روز) اسے دیکھ لے گا۔ اور جو کوئی ایک ذرہ برابر برائی کرے وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔ (مترجم)

2۔ پوری آیت اور ترجمہ ملاحظہ ہو:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (آل عمران: 180)

ترجمہ: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے انہیں دی، ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے۔ عنقریب وہ چیز جس میں بخل کرتے تھے قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگی۔ اور اللہ ہی آسمانوں کا اور زمین کا وارث ہے۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب خبردار ہے۔ (مترجم)

سود کھانے اور کھلانے والے پر، سود کے گواہ اور لکھنے والے پر، جسم پر نقش و نگار بنانے والی اور بنوانے والی عورت پر، صدقہ نہ کرنے والے پر، حلالہ کرنے اور کروانے والے پر۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ویل (جہنم کی ایک وادی کا نام یا ہلاکت و بربادی) ہوگی ان مالداروں کے لئے جو فقراء سے بے پرواہیں۔ فقراء عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ان مالداروں نے ہمارے اوپر ظلم کیا ان حقوق کے بارے میں جو تو نے ہمارے لئے ان پر فرض کئے تھے۔ تو اللہ عزوجل فرمائے گا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم، میں تمہیں ضرور (اپنی نعمتوں کے) قریب کروں گا اور ان مالداروں کو ضرور دور کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَ الَّذِیْنَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۙ۝ لِّلسَّآىٕلِ وَ الْمَحْرُوْمِ (معارج: 24-25) اور وہ جن کے مالوں میں مانگنے والے اور محروم کے لئے ایک معین حصہ ہے۔

اسے طبرانی نے صغیر و اوسط میں اور ابو الشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے تین شخص اور سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہونے والے تین شخص میرے سامنے پیش کئے گئے۔ جنت میں پہلے داخل ہونے والے تین شخص یہ تھے۔ نمبر 1 شہید، نمبر 2 غلام جس نے اپنے رب کی خوب عبادت کی اور اپنے مولیٰ کی خیر خواہی کی۔ نمبر 3 پاکباز متوکل عیالدار۔ ''وَاَمَّا اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ یَّدْخُلُوْنَ النَّارَ فَاَمِیْرٌ مُّسَلَّطٌ وَذُوْثَرْوَةٍ مِّنْ مَّالٍ لَّا یُؤْدِیْ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ مَالِهٖ وَفَقِیْرٌ فَخُوْرٌ'' اور جہنم میں پہلے داخل ہونے والے یہ تھے، نمبر 1 ظالم حاکم، نمبر 2 مالدار، جس نے اپنے مال میں سے اللہ کا حق ادا نہیں کیا تھا۔ نمبر 3 تکبر کرنے والا فقیر۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور ابن حبان نے دو مختلف مقامات پر روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ہمیں نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ''وَمَنْ لَّمْ یُزَكِّ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ'' جو آدمی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، اس کی نماز بھی نہیں ہوتی۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسی طرح کئی اسناد کے ساتھ روایت کیا جن میں سے ایک صحیح ہے۔ اور اصبہانی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں: ''مَنْ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَلَمْ یُؤْتِ الزَّكٰوةَ فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ یَّنْفَعُهٗ عَمَلُهٗ'' جو شخص نماز تو قائم کرے مگر زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ ایسا مسلمان نہیں کہ اس کا عمل اسے کچھ فائدہ دے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے پیچھے خزانہ (مال و دولت) چھوڑ جائے (اور زکوٰۃ ادا نہ کی ہو) اس خزانے کو ایک گنجے اژدھے کی شکل میں لایا جائے گا۔ اس کی آنکھوں پر دو سیاہ (1) دھبے ہوں گے۔ مال والے کے پیچھے پیچھے بھاگے گا۔ وہ پوچھے گا تو کون ہے؟ اژدھا کہے گا: میں تیرا وہ خزانہ ہوں جسے تو اپنے پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ یہ اژدھا اس کے پیچھے بھاگتا رہے گا حتیٰ کہ اس کا ہاتھ منہ میں ڈال کر چبا ڈالے گا۔ پھر بھاگتے ہوئے اس کے

1۔ اس قسم کا سانپ انتہائی زہریلا ہوتا ہے۔

سارے جسم کو اسی طرح چبالے گا۔

اسے بزار نے روایت کیا اور کہا کہ اس کی اسناد حسن ہے۔ علاوہ ازیں طبرانی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے مال عنایت فرمایا پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز اس مال کو گنجے سانپ کی شکل میں لایا جائے گا۔ اس کی آنکھوں پر دو سیاہ دھبے ہوں گے اور اس کو مالدار کے گلے میں ڈالا جائے گا۔ پھر وہ اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا: ''اَنَا مَالُكَ، اَنَا كَنْزُكَ'' میں ہوں تیرا مال اور میں ہوں تیرا خزانہ۔ پھر سید عالم ﷺ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ (آل عمران) (1)۔ بخاری، مسلم، نسائی۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (شب معراج) ایک گھوڑا لایا گیا جو اپنا ہر قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ سوار ہو کر چلے۔ حضرت جبریل علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ ایک قوم کے پاس پہنچے جو ایک دن میں کھیتی بوتی ہے اور دوسرے دن کاٹ لیتی ہے۔ جونہی وہ قوم کھیتی کو کاٹتی ہے تو کھیتی دوبارہ پہلے کی طرح لہلہانے لگتی ہے۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ان کی نیکیوں کو سات سو گنا بڑھایا جاتا ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا وہ اس کے علاوہ ہے۔ اس کے بعد ایک قوم کے پاس تشریف لائے۔ ان لوگوں کے سروں کو بڑے بڑے پتھروں کے ساتھ کچلا جا رہا تھا۔ جب ایک مرتبہ سروں کو کچلا جاتا تو وہ دوبارہ پہلے کی طرح صحیح سلامت ہو جاتے اور اس عمل میں کوئی وقفہ یا تخفیف نہیں ہو رہی تھی۔ ارشاد فرمایا: یہ کون ہیں؟ عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہو جایا کرتے تھے (نماز کو بوجھ سمجھتے تھے اور ادا نہ کرتے تھے) پھر ایک قوم کے پاس پہنچے۔ ان کے سامنے بھی (ان کے گناہوں کے) دفتر ہیں اور پیچھے بھی۔ آگ کے کانٹے، تھوہر (جو حلق سے اترتی نہیں) اور آگ کے انگارے کھانے کو جا رہے ہیں جس طرح چوپائے (چراگاہوں کی طرف) چلتے ہیں۔ فرمایا: یہ لوگ کون ہیں؟ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں میں سے صدقات (زکوٰۃ وغیرہ) نہیں ادا کرتے تھے۔ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا اور اللہ تو بندوں پر ظلم نہیں کرتا (بلکہ خود انہوں نے زکوٰۃ ادا نہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا، جس کی سزا بھگت رہے ہیں)۔ الحدیث۔ یہ حدیث طویل ہے جو معراج اور نماز کے بیان میں ذکر ہوئی۔

اسے بزار نے ربیع بن انس عن ابی العالیہ سے اور دیگر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سنی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔ میں نے آپ سے یہ نہیں سنی تھی۔ حالانکہ میں سب سے زیادہ بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضر رہنے والا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول

1۔ پوری آیہ مبارکہ اور اس کا ترجمہ اسی باب میں گذر چکا ہے۔ (مترجم)

اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَاتَلِفَ مَالٌ فِیْ بَرٍّ وَّلَا بَحْرٍ اِلَّا بِحَبْسِ الزَّکٰوۃِ" خشکی یا تری میں کبھی مال ضائع نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ اس کی زکوٰۃ روک لی جائے (ادا نہ کی جائے)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَانِعُ الزَّکٰوۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی النَّارِ" زکوٰۃ روک لینے والا قیامت کے روز دوزخ کی آگ میں ہوگا۔

اسے طبرانی نے صغیر میں سعد بن سنان سے روایت کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کی اسناد میں سنان بن سعد ہیں جنہوں نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ یا زکوٰۃ جس مال میں مخلوط ہو جائے اسے ضائع کر دیتی ہے۔

روایت کیا اسے بزار اور بیہقی نے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کچھ لوگوں کے لئے ظاہر تھی انہوں نے اسے قبول کیا (ادا کی) اور زکوٰۃ خفیہ تھی (کسی کو کیا معلوم دی ہے کہ نہیں) تو اسے کھا گئے "اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُنَافِقُوْنَ" یہی لوگ منافق ہیں۔ بزار۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّکٰوۃَ اِلَّا ابْتَلَاھُمُ اللّٰہُ بِالسِّنِیْنَ" جو قوم زکوٰۃ ادا کرنا چھوڑ دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا کر دیتا ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ حاکم و بیہقی نے بھی اسے روایت کیا مگر ان کے الفاظ اس طرح ہیں: "جو قوم زکوٰۃ ادا کرنا چھوڑ دیتی ہے، اللہ اس سے بارش روک لیتا ہے"۔ حاکم نے فرمایا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔ اور ابن ماجہ، بزار اور بیہقی نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ بیہقی کے الفاظ ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے گروہ مہاجرین! پانچ خصلتیں ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہو گئے اور وہ تم پر نازل ہو گئیں تو میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔ نمبر 1 کسی قوم میں بدکاری اس حد تک پھیل جائے کہ لوگ اسے اعلانیہ کرنے لگیں تو اس میں وہ بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان کے پہلے لوگوں میں نہیں تھیں(1)۔ نمبر 2 ناپ اور تول میں کمی کرنے لگتے ہیں تو قحط میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں۔ سخت مشقت اور بادشاہ کے ظلم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ نمبر 3 اپنے اموال کی زکوٰۃ روک لیتے ہیں تو ان پر آسمان پر سے بارش روک لی جاتی ہے۔ اگر زمین پر ڈھور ڈنگر نہ ہوں تو ان پر بارش نہ کی جائے نمبر 4 اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کئے ہوئے عہد توڑتے ہیں تو غیر قوموں میں سے ان پر دشمن مسلط کر دیئے جاتے ہیں وہ ان کے مال و اسباب چھین لے جاتے ہیں۔ اور نمبر 5 ان کے حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو ان کے درمیان لڑائی

1۔ اللہ اکبر کبیرا، کتنے سچے فرمان ہیں مخبر صادق ﷺ کے! ایڈز (Aids) کا نام پہلے کس نے سنا تھا؟ (مترجم)

ڈال دی جاتی ہے (فتنہ وفساد برپا ہو جاتا ہے)''۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: (زکوٰۃ نہ دینے والے) آدمی کو اس کے خزانے (دراہم و دنانیر) کے ساتھ اس طرح داغ لگائے جائیں گے کہ کوئی درہم دوسرے درہم کے ساتھ اور کوئی دینار دوسرے دینار کے ساتھ نہ لگے گا۔ اس کے لئے اس کے چمڑے (جسم) کو وسیع کیا جائے گا حتی کہ ہر دینار اور ہر درہم الگ الگ لگایا جاسکے گا۔

طبرانی نے اسے کبیر میں صحیح اسناد کے ساتھ موقوفاً روایت کیا ہے۔

حدیث: اور یہ بھی انہی (حضرت ابن مسعود) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں: جس آدمی نے حلال مال کمایا (اور زکوٰۃ نہ دی) تو زکوٰۃ نہ دینا اس مال کو نجس کر دے گا اور جس نے حرام و ناجائز کمائی کی تو زکوٰۃ دینا اس مال کو پاک نہیں کرے گا۔ اسے بھی طبرانی نے کبیر میں منقطع اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں قریش کے سرداروں کی ایک محفل میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک صاحب آئے جن کے بال کھر درے، کپڑے موٹے اور جسم سخت قسم کا تھا۔ وہ ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور السلام علیکم کہا پھر کہنے لگے: مال جمع کرنے والوں کو پتھر کی خوشخبری دے دو جسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان کی چھاتی کی نوک پر رکھا جائے گا حتی کہ کندھے کی ہڈی سے نکل جائے گا اور کندھے کی ہڈی پر رکھا جائے گا حتی کہ چھاتی کی نوک سے نکل جائے گا۔ یہ پتھر اسی طرح حرکت کرتا رہے گا (داخل ہوتا اور نکلتا رہے گا) پھر وہ صاحب چلے اور ایک ستون کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہولیا اور پاس جا کر بیٹھ گیا۔ مجھے معلوم نہیں تھا وہ کون ہیں؟ میں نے ان سے کہا: میرا خیال ہے لوگوں نے آپ کی بات کو برا منایا ہے۔ کہنے لگے: انہیں کچھ بھی سمجھ نہیں ہے۔ مجھے خلیل نے فرمایا تھا۔ میں بول پڑا کہ آپ کے خلیل کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا تھا۔ کیا تم احد پہاڑ کو دیکھ رہے ہو؟ کہتے ہیں: میں نے سورج کی طرف دیکھا کہ کتنا دن ابھی باقی ہے۔ میرا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے کسی کام کیلئے بھیجنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا میں نے عرض کیا: ہاں دیکھ رہا ہوں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اسے (فی سبیل اللہ) خرچ نہ کر ڈالوں سوائے تین دیناروں کے (جن کو قرض وغیرہ کی ادائیگی کے لئے باقی رہنے دوں) (وہ صاحب پھر فرمانے لگے کہ) یہ لوگ عقل نہیں رکھتے یہ تو صرف دنیا جمع کر رہے ہیں۔ قسم خدا کی میں ان سے دنیا کا سوال نہیں کروں گا اور نہ دین کے بارے میں ان سے کوئی مسئلہ پوچھوں گا یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جاملوں(1)۔ اسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے روایت فرمایا ہے۔

1۔ راوی حدیث حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ گفتگو فرمانے والے صاحب سید عالم ﷺ کے مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کا نکتہ نگاہ یہ تھا کہ ضرورت کے سوا اپنے پاس کوئی مال جمع کرنا جائز نہیں اور اسی لئے اتنی سخت گفتگو فرمائی۔ ورنہ از روئے قرآن و حدیث زکوٰۃ و صدقات واجبہ ادا کرنے کے بعد مال جمع کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ (مترجم)

فصل

زیورات کی زکوٰۃ

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ انکے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ساتھ ان کی بچی بھی تھی جس کے ہاتھوں میں چاندی کے دو وزنی کنگن تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں فرمایا: کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا: کیا تمہیں اچھا لگتا ہے کہ ان کے بدلہ میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنا دے؟ راوی کہتے ہیں کہ خاتون نے کنگن اتار کر بارگاہ نبوت میں پیش کر دیئے "وَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ" اور عرض کی کہ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہیں (جہاں چاہیں صرف فرمائیں)۔

اسے امام احمد، ابوداؤد (الفاظ ابوداؤد کے ہیں) ترمذی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی اور دارقطنی کے الفاظ اس طرح ہیں: "دو عورتیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: کیا ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ وہ بولیں کہ نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم پسند کرتی ہو کہ (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنا دے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اس کی زکوٰۃ ادا کرو"۔ اسے امام نسائی نے مرسلاً اور متصلاً دونوں طرح روایت کیا اور مرسل کو ترجیح دی۔

حدیث: حضور نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ میرے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھیاں ہیں۔ فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ کیا ہے؟ مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ مَیں نے آپ کے لئے زینت وسنگار کیا ہے۔ ارشاد فرمایا: ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ مَیں نے عرض کیا: نہیں۔ یا جو اللہ نے چاہا وہ کہا۔ فرمایا "هِيَ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ" (اگر زکوٰۃ نہ دی تو) آگ میں لے جانے کے لئے یہ کافی ہیں(1)۔

اسے ابوداؤد اور دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے گلے میں سونے کا ہار پہنا، قیامت کے روز اسے اسی جیسا آگ کا ہار پہنایا جائے گا۔ اور جس عورت نے کانوں میں سونے کے

1۔ سونے کی زکوٰۃ کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا ساڑھے باون تولے ہے۔ ظاہر ہے کہ عموماً ہاتھوں میں پہنی جانے والی انگوٹھیاں وغیرہ اتنی وزنی نہیں ہوتیں۔ فلہذا اس قسم کی احادیث کو سمجھنے کے لئے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یا تو مذکورہ کنگن اور انگوٹھیاں اتنی وزنی ہوں گی کہ نصاب زکوٰۃ کو پہنچتی ہوں گی جیسے کہ پرانے زمانوں میں عورتیں بلکہ امیر مرد بھی بھاری بھاری زیورات پہنا کرتے تھے یا معنی یہ ہے کہ احادیث میں مذکورہ خواتین کے پاس ان انگوٹھیوں اور کنگنوں کے علاوہ بھی سونا چاندی ہوگا۔ جس کے بارے میں ارشاد ہوا کہ ان زیورات کو دوسرے سونے چاندی کے ساتھ ملا کر نصاب کامل کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ (مترجم)

کانٹے پہنے، اسے روز قیامت انہی جیسے آگ کے کانٹے پہنائے(1) جائیں گے۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ترغیب

صدقہ وزکوٰۃ وصول کرنے والا متقی و پرہیز گار رہو

وترہیب

مال صدقہ میں زیادتی وخیانت سے بچنا

جسے اپنے نفس پر اعتماد نہ ہو وہ صدقہ وصول کرنے کا کام نہ کرے

اور

صدقہ، زکوٰۃ وعشر وصول کرنے والوں کا بیان

حدیث: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ ''اَلْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى كَالْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ'' حق کے ساتھ (نہ کم نہ زیادہ) اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صدقہ وصول کرنے والا اپنے گھر لوٹنے تک اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔

اسے امام احمد (الفاظ انہی کے ہیں) ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور اسے طبرانی نے کبیر میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: ''جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وصولی کرنے والے کو جب اس کام پر مقرر کیا جائے پھر وہ حق (مقررہ مقدار) کے مطابق وصول کرے اور حق کے مطابق دے تو وہ فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ تا آنکہ اپنے گھر واپس لوٹ آئے''۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان امانت دار خزانچی جسے جس چیز کا حکم دیا جائے اسے منتقل کرتا ہے۔ پھر کامل اور پورا پورا خوش دلی کے ساتھ دیتا ہے اور اسی کو دیتا ہے جسے دینے کا (مالک کی طرف سے) اسے حکم ملا ہو تو وہ بھی دو صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے (اسے بھی صدقہ کرنے کا

1۔ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اس قسم کے زیورات سے مراد یہ ہے کہ ان کا وزن نصاب زکوٰۃ کو پہنچتا ہو۔ یا اگر وزن اس قدر نہیں تو زیور پہننے والی عورت کے پاس دیگر اموال بھی ہوں کہ انہیں ان زیورات کے ساتھ ملا کر نصاب زکوٰۃ مکمل ہو جاتا ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ احکام اس وقت کے ہوں جب عورت کو بھی سونا چاندی پہننے کی اجازت نہ ہو۔ اور بعد میں اجازت ہوگئی۔ اس توجیہ سے اس قسم کی احادیث منسوخ مانی جائیں گی۔ (مترجم)

ثواب ملے گا)۔

اسے امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "خَيْرُ الْكَسْبِ كَسْبُ الْعَامِلِ إِذَا نَصَحَ" بہترین کام، صدقہ وصول کرنے کا کام ہے جبکہ یہ کام کرنے والا (اہل اسلام کی) خیر خواہی کے ساتھ کرے۔

اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب ہم کسی کو (صدقہ وزکوۃ) وصول کرنے کے کام پر مقرر کریں پھر اسے اس کا حصہ (وظیفہ) دے دیں۔ اس کے بعد جو کچھ وہ لے گا خیانت میں شمار ہوگا۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا تو فرمایا: اے ابوولید! (حضرت عبادہ کی کنیت) اللہ سے ڈرنا، قیامت کے دن اس حال میں نہ آنا کہ تم بلبلاتا ہوا اونٹ، یا آواز نکالتی ہوئی گائے یا ممناتی ہوئی کوئی بکری اٹھائے ہوئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا یہ کام ایسا ہی ہے؟ فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایسا ہی ہے۔ عرض کیا: تو قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا میں یہ کام کبھی نہ کروں گا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تم میں سے ہم جسے کسی کام پر مقرر کریں۔ پھر وہ سوئی یا اس سے بھی چھوٹی کوئی چیز ہم سے چھپائے وہ خیانت ہوگی جس کو لئے ہوئے وہ بروز قیامت آئے گا۔ تو انصار میں سے سانولے رنگ کا ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔ راوی کہتے ہیں: گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اپنا کام مجھ سے واپس فرما لیجئے۔ فرمایا: کیوں کیا ہوا؟ عرض گذار ہوا: مَیں نے آپ کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: اور میں تو اب بھی یہی کہتا ہوں کہ "مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَلْيَجِئْ بِقَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ فَمَا أُوْتِيَ مِنْهُ اَخَذَ وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهٰى" تم میں سے جسے ہم کسی کام پر مقرر کریں اسے چاہیے کہ قلیل وکثیر لے کر حاضر ہو۔ اب جو اسے دیا جائے لے لے اور جس سے روکا جائے اس سے باز رہے۔

اسے مسلم وابوداؤد وغیرہما نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بنی ازد کے ایک

صاحب کو صدقہ کے مال وصول کرنے پر مقرر فرمایا۔ ان کا نام لتبیہ تھا۔ جب یہ مال صدقہ لے کر حاضر ہوئے۔ تو عرض کرنے لگے: یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے۔ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا: امابعد! اللہ تعالیٰ نے جس کام کا مجھے والی بنایا ہے اس پر تم میں سے کسی آدمی کو میں والی بناتا ہوں تو وہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے۔ اگر وہ سچا ہے تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہا کہ اس کا ہدیہ وہیں پہنچ جاتا؟ اللہ کی قسم، تم میں سے جو کوئی ناحق چیز لے گا وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اسے اپنے اوپر لادے ہوئے ہوگا۔ میں پہچان لوں گا تم میں سے اس شخص کو جو اللہ سے ملے گا اور اپنے اوپر اونٹ لادے ہوگا اور اونٹ بڑبڑاتا ہوگا یا گائے اٹھائے ہوئے گا اور وہ آواز نکال رہی ہوگا یا بکری اٹھائے ہوئے گا کہ وہ منمنا رہی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اتنے بلند فرمائے کہ بغل شریف کی سفیدی نظر آنے لگی۔ ارشاد فرمایا: اے میرے پروردگار! میں نے (تیرے احکام) پہنچا دیئے ہیں۔

اسے بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ناپسندیدہ سوار (زکوٰۃ وصول کرنے) آیا کریں گے۔ جب وہ آئیں تو انہیں خوش آمدید کہو۔ جو وہ لینا چاہیں انہیں لینے دو۔ پھر اگر وہ انصاف کریں گے تو ان کا اپنا فائدہ ہوگا۔ اگر ظلم کریں گے تو اپنا ہی نقصان کریں گے۔ تم انہیں راضی رکھنا۔ ان کو راضی کرنے سے تمہاری زکوٰۃ کی تکمیل ہو جائے گی (1) انہیں بھی چاہیے کہ تمہیں دعا دیں۔

امام ابوداؤد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

1۔ یعنی ان کی اپنی عادات کچھ بھی ہوں تمہیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ حکومت وقت کے کارندے ہیں۔ اگر وہ زیادتی کریں تو ان سے الجھنے کی ضرورت نہیں بلکہ عدالت میں ان کی زیادتی کی شکایت کر کے ازالہ کراؤ۔ (مترجم)

فصل

ناجائز محصول چونگی، چوہدراہٹ اور تحصیلداری

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: محصول لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ اس سے مراد دسواں حصہ (1) وصول کرنے والا ہے۔

اسے ابوداؤد، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ سب نے محمد بن اسحاق سے یہ روایت لی ہے۔ اور حاکم کہتے ہیں یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کلاب بن امیہ کے پاس سے گذرے جو بصرہ میں کسی دسواں حصہ محصول لینے والے کی مجلس میں کھڑے تھے۔ حضرت عثمان نے ان سے پوچھا تمہیں یہاں کس چیز نے کھڑا کیا ہے؟ کہنے لگے: مجھے اس جگہ زیاد (جو ان دنوں گورنر بصرہ تھا) نے مقرر کیا ہے۔ حضرت عثمان نے ان سے فرمایا: میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی؟ کلاب بولے: ضرور سنایئے۔ عثمان نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ساعت مخصوص کی ہوئی تھی جس میں وہ اپنے اہل وعیال کو جگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ اے آل داؤد! اٹھو اور نماز پڑھو۔ کیونکہ یہ ایسی ساعت ہے جس میں جادوگر اور دسواں حصہ محصول لینے والے کے علاوہ اللہ تعالیٰ سب کی دعا قبول فرماتا ہے۔ یہ سن کر کلاب بن امیہ کشتی پر سوار ہوئے۔ زیاد کے پاس پہنچے اور اپنا استعفیٰ پیش کر دیا جو زیاد نے قبول کر لیا۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا ہے۔ طبرانی کے الفاظ یہ ہیں: ''نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ فرمایا: آدھی رات کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک منادی ندا دیتا ہے کہ ہے کوئی دعا مانگنے والا۔ اس کی دعا قبول کی جائے۔ ہے کوئی سائل کہ اسے عطا فرمایا جائے۔ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کی مصیبت دور کر دی جائے۔ ''فَلَا یَبْقٰی مُسْلِمٌ یَدْعُوْبِدَعْوَۃٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا زَانِیَۃً تَسْعٰی بِفَرْجِھَا اَوْعَشَارًا'' کوئی دعا کرنے والا مسلمان باقی نہیں رہتا جس کی دعا کو اللہ عزوجل قبول نہ فرماتا ہو۔ سوائے زانیہ کے جو اپنی شرمگاہ (بدکاری کے لئے) لئے پھرتی ہے اور دسواں حصہ محصول لینے والے کے (ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں)۔

حدیث: سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ کسی صحراء میں

1۔ دسواں حصہ محصول لینے والے سے مراد وہ مسلمان ہے جو مسلمانوں سے جاہلیت کے زمانے کے مطابق دسواں حصہ وصول کرتا ہو۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ نے مسلمان تاجروں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ لینے کا حکم دیا ہے۔ ظاہر ہے دسواں حصہ لینا ظلم ہے اور جو مسلمان ظلم کو حلال سمجھتا ہو وہ کافر ہو جاتا ہے اور کافر کبھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہر دسواں حصہ لینے والے کا یہ حکم نہیں کیونکہ مسلمانوں کی زرعی پیداوار سے دسواں حصہ ہی وصول کیا جاتا ہے۔ جسے عشر کہا جاتا ہے۔ البتہ اموال تجارت وغیرہ میں چالیسواں حصہ ہی ہوگا۔ اس کے علاوہ جہاں دسواں حصہ لینے والے (عشار) کا ذکر ہے اور اس کے لئے عذاب کی وعید ہے۔ یہی مراد ہے جو ہم نے عرض کیا ہے۔ (مترجم)

تھے کہ کسی پکارنے والے نے پکارا: یارسول اللہ ﷺ! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادھر دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔ دوبارہ توجہ فرمائی تو دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے۔ عرض کرنے لگی: یارسول اللہ ﷺ! میرے قریب تشریف لائیے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے قریب تشریف لے گئے اور فرمایا: بتا تیری کیا حاجت ہے؟ عرض گذار ہوئی: اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ مجھے رہا کر دیجئے تا کہ میں انہیں دودھ پلا آؤں۔ پھر آپ کے پاس لوٹ آؤں گی۔ ارشاد فرمایا: کیا واقعی تو ایسا ہی کرے گی؟ بولی! اگر میں ایسا نہ کروں اللہ مجھے وہ عذاب دے جو دسواں حصہ محصول کرنے والے کو دے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے آزاد کر دیا۔ وہ گئی، بچوں کو دودھ پلایا اور واپس آ گئی۔ آپ نے اسے دوبارہ باندھ دیا۔ (اتنے میں شکاری) اعرابی جاگ اٹھا۔ عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کچھ ارشاد فرماتے ہیں: فرمایا: ہاں۔ اس ہرنی کو آزاد کر دے۔ اعرابی نے اسے آزاد کر دیا۔ وہ دوڑتی ہوئی نکل گئی۔ دور جاتے ہوئے کہتی جاتی تھی: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' میں شہادت دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ویل (ہلاکت و بربادی یا جہنم کی ایک وادی کا نام) ہے (ظالم) حکمرانوں کے لئے ویل ہے (بے انصاف اور جھوٹے) (چودھریوں کے لئے اور ویل ہے (خائن) چوکیداروں کے لئے۔ کچھ لوگ قیامت کے دن تمنا کریں گے کہ ان کی پیشانی کے بالوں کو ثریا ستاروں کے ساتھ باندھ کر لٹکا دیا جاتا اور وہ زمین و آسمان کے درمیان لٹکے ہلتے رہتے مگر انہیں کسی کام کا اختیار و حکومت نہ دی جاتی۔ (یہ تمنا کرنے والے یہی ظالم حکمران،، بے انصاف چودھری اور خائن چوکیدار ہوں گے)۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا الفاظ حاکم کے ہیں اور حاکم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ کے قریب سے ایک جنازہ گذرا۔ اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''طُوْبٰى لَهٗ اِنْ لَّمْ يَكُنْ عَرِيْفًا'' اگر یہ (میت ظالم و بے انصاف) سردار و چودھری نہیں ہے تو اس کو جنت کی خوش خبری ہو۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ اس کی اسناد ان شاء اللہ تعالیٰ حسن ہے۔

حدیث: حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے کندھے پر ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا: ''اَفْلَحْتَ يَا قُدَيْمُ! اِنْ مُّتَّ وَلَمْ تَكُنْ اَمِيْرًا وَّلَا كَاتِبًا وَّلَا عَرِيْفًا'' اے قدیم! (حضرت مقدام کے نام کی تصغیر) اگر تم فوت ہو جاؤ اور حال یہ ہو کہ تم (زندگی میں) امیر، منشی یا کھڑ پینچ نہیں تھے تو تم کامیاب ہو گئے۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت ابوسعید و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک زمانے میں تمہارے اوپر حکمران آئیں گے جو بدترین لوگوں کو اپنا مقرب بنائیں گے اور نمازیں اپنے وقتوں سے مؤخر کیا

کریں گے۔ "فَمَنْ اَدْرَكَ ذَالِكَ مِنْكُمْ فَلَا يَكُوْنَنَّ عَرِيْفًا وَّشُرْطِيًّا وَّلَا حَاجِبًا وَّلَا خَازِنًا"، جو کوئی تم میں سے انہیں پائے تو ہرگز ان کی طرف سے سردار، سپاہی، تحصیلدار یا خزانچی (1) نہ بنے۔

اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

ترہیب

بھیک مانگنا، باوجود مال و دولت کے مانگنے کی حرمت اور لالچ و طمع کی برائی

ترغیب

سوال کرنے سے بچنا، تھوڑے پر صبر اور اپنے ہاتھ سے کما کر کھانا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: "لَا تَزَالُ الْمَسْئَلَةُ بِاَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ" تم میں سے کوئی (بلاضرورت) ہمیشہ مانگتا رہے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔ بخاری، مسلم، نسائی۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مانگنا ایک زخم ہے جس سے آدمی اپنے چہرے کو زخمی کر لیتا ہے۔ اب جو چاہے اپنے چہرے پر اس زخم کو باقی رکھے اور جو چاہے اسے چھوڑ دے ہاں لیکن اگر مانگنا ہی ہے تو بادشاہ وقت سے مانگے یا ایسے معاملہ میں مانگے کہ سوائے مانگنے کے کوئی چارہ کار نہ ہو۔

اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا۔ (امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

حدیث: حضرت مسعود بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ ہمیشہ مانگتا رہتا ہے حالانکہ غنی ہے حتی کہ مانگتے مانگتے اپنے چہرے کو بوسیدہ کر لیتا ہے۔ جب یہ اللہ کے پاس حاضر ہوگا تو اس کا چہرہ نہیں ہوگا۔

اسے بزار و طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں سے بغیر فاقہ کے جو اس پر نازل ہو چکا ہو یا بغیر ایسے بال بچوں کے جن کے اخراجات کی طاقت نہیں رکھتا مانگتا پھرے تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت نہیں ہوگا۔

حدیث: اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اپنے آپ پر بغیر حاجت کے جو اسے درپیش ہو یا بغیر ایسے اہل و عیال کے جن کی ضروریات پوری نہیں کر سکتا، مانگنے کا دروازہ کھول لیتا ہے۔ "فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَاقَةٍ مِّنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ"

1۔ کاش اہل اسلام اپنے سچے نبی ﷺ کے فرامین پر عمل کرتے! کیا کوئی شک ہے نبی صادق ﷺ کے ارشادات کی صداقت میں؟ اور کیا وہ زمانہ آج کے دور کے بعد کوئی اور ہے؟ یہ باتیں ہم سب کے خصوصاً حکمران طبقے کے سوچنے کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس پر غربت کا دروازہ ایسی جگہ سے کھولے گا کہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

انہیں بیہقی نے روایت کیا ہے۔اور یہ ایسی حدیث ہے کہ شواہد میں جید ہے۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: مالدار کا مانگنا، قیامت کے دن اس کے چہرے میں عیب (نشان ذلت) ہوگا۔

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ اور طبرانی و بزار نے روایت کیا ہے۔اور بزار نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں: ''وَمَسْئَلَةُ الْغَنِيِّ نَارٌ وَاِنْ اُعْطِيَ قَلِيْلًا فَقَلِيْلٌ وَّاِنْ اُعْطِيَ كَثِيْرًا فَكَثِيْرٌ'' غنی مالدار کا مانگنا آگ ہے۔مانگنے پر اگر اسے تھوڑا ملا تو تھوڑی آگ اور اگر زیادہ ملا تو زیادہ آگ ہوگی''۔

حدیث: حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے، ''مَنْ سَاَلَ مِنْ غَيْرِ فَقْرٍ فَكَاَنَّمَا يَاْكُلُ الْجَمْرَ'' غربت نہ ہونے کے باوجود جو شخص مانگتا ہے وہ گویا آگ کے انگارے کھاتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔اس کے راوی صحیح کے راویوں کی طرح ہیں۔علاوہ ازیں ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا۔بیہقی کے الفاظ یہ ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی بلاضرورت مانگتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو انگارے چنتا ہے''۔اسے ترمذی نے بھی مجالد عن عامر عن حبشی کی روایت سے ذرا طویل ذکر کیا ہے۔ان کے الفاظ یہ ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرماتے سنا، آپ میدان عرفات میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کی چادر شریف کا ایک کونہ پکڑ کر سوال کرنے لگا۔آپ ﷺ نے اسے چادر عطا فرما دی اور وہ لے کر چلا گیا،، اس وقت (بلاوجہ) سوال کرنا حرام کر دیا گیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی غنی اور سالم الاعضاء تندرست آدمی کو سوال کرنا حلال نہیں۔صرف انتہائی تنگ دستی کو پہنچا ہوا فقیر اور شدید حاجت مند ہی سوال کر سکتا ہے۔اور جو صرف اپنا مال بڑھانے کی غرض سے سوال کرتا پھرے قیامت کے دن اس کے چہرے پر خراشیں ہوں گی۔اور دہکتے پتھر ہوں گے جنہیں وہ جہنم میں کھائے گا۔اب جو چاہے کم مال پر اکتفاء کر لے اور جو چاہے زیادہ جمع کر لے''۔امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْئَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ'' جو شخص مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے مانگتا ہے وہ انگارے مانگتا ہے۔چاہے تو کم پر قناعت کر لے اور اگر چاہے تو زیادہ کر لے۔

مسلم، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص باوجود غنی ہونے کے لوگوں سے سوال کرے وہ جہنم کے گرم پتھر زیادہ کر رہا ہے۔(جو اسے دوزخ میں کھانے پڑیں گے) صحابہ

رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: غناء کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: رات کا کھانا۔

اسے عبداللہ بن احمد نے مسند پر زوائد میں اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔اس کی اسناد جید ہے۔

حدیث: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: بحرین سے مال آیا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بلا کر لپ بھر کر دیا۔ پھر فرمایا: اور چاہیے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لپ بھرا اور دے دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا تمہیں مزید دوں عرض کیا: ہاں۔ جناب نے انہیں لپ بھر اور دے دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا اور ضرورت ہے؟ عرض کرنے لگے: ہاں۔ اس پر سید العلمین ﷺ نے فرمایا: اپنے بعد والوں کے لئے بھی کچھ رہنے دو۔ پھر مجھے طلب فرمایا اور ایک لپ بھر کر مجھے عطا فرمائی۔ مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ مال میرے لئے اچھا ہے یا برا؟ فرمایا: اچھا نہیں بلکہ برا ہے (کیونکہ سوال کی عادت پڑتی ہے) تو آپ نے جو مجھے عطا فرمایا تھا۔مَیں نے واپس کر دیا۔ پھر عرض کیا کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔آپ کے بعد میں کسی سے کوئی عطیہ قبول نہیں کروں گا۔ (پھر ایسا ہی ہوا) امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں: حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا فرمادیں۔تو آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِيْ صَفْقَةِ يَدِهٖ" اے اللہ! اس کے ہاتھ کے کام میں برکت عطا فرما۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: مجھے عطیے کے اونٹوں میں سے کوئی اونٹ بتاؤ جس پر سواری کے لئے امیر المومنین سے درخواست کروں۔مَیں نے کہا کہ (عطیہ کے تو نہیں) ہاں صدقہ کے اونٹ موجود ہیں۔عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما مجھے کہنے لگے: کیا تم پسند کرو گے کہ کوئی بھاری بھر کم آدمی گرمیوں کے دن (جب پسینہ بہت آتا ہے) اپنے تہبند کے نیچے والا حصہ جسم اور بغلیں دھوئے پھر استعمال شدہ پانی تمہیں دے کہ تم اس کو پی لو؟ اسلم کہتے ہیں: مَیں نے غضب ناک ہو کر کہا کہ خدا تمہیں معاف کرے تم نے اس قسم کی بات مجھے کیوں کہی ہے؟ "قَالَ: فَاِنَّمَا الصَّدَقَةُ اَوْسَاخُ النَّاسِ يَغْسِلُوْنَهَا عَنْهُمْ" عبداللہ نے کہا: صدقہ تو لوگوں کے جسموں کی میل ہی ہے جسے وہ اپنے آپ سے دھوتے ہیں۔

اسے امام مالک نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: مَیں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرو کہ آپ ﷺ تمہیں مال صدقہ جمع کرنے پر مقرر فرمادیں۔انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں سوال کیا تو آقائے کائنات ﷺ نے فرمایا: "مَاكُنْتُ لِاَسْتَعْمِلَكَ عَلٰى غُسَالَةِ ذُنُوْبِ النَّاسِ" میں تمہیں لوگوں کے گناہوں کا دھوون جمع کرنے پر مقرر نہیں فرماتا۔

اس کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوعبدالرحمٰن عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضور رسالتمآب ﷺ کی خدمت میں ہم نو، یا آٹھ یا سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ فرمانے لگے: کیا تم اللہ کے رسول ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟ حالانکہ ہم نے کچھ عرصہ پہلے بیعت کر لی تھی۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے تو بیعت کر لی ہوئی ہے۔ راوی کہتے ہیں: آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟ اس پر ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا دیئے اور عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ! بیعت تو ہم کر چکے ہیں، اب کس بات پر بیعت کریں؟ فرمایا: اس بات پر کہ اللہ ہی کی عبادت کرو گے،، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، پانچ نمازیں پڑھو گے۔ اور اللہ و رسول (جلا و علا و ﷺ) کی اطاعت کرو گے۔ اور ایک بات آپ ﷺ نے آہستہ سے فرمائی کہ لوگوں سے مانگتے نہ پھرو گے۔ (راوی کا بیان ہے کہ) ان حضرات میں سے میں نے بعض کو دیکھا ہے کہ اگر کسی صاحب کا کوڑا (سواری پر سے) گر جاتا تو وہ لوگوں کو اٹھا کر پکڑا دینے کے لئے بھی نہ کہتے تھے (بلکہ اتر کر خود اٹھاتے تھے)۔

اسے مسلم، ترمذی اور نسائی نے اختصاراً روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: بسا اوقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے (سواری کی حالت میں) نکیل چھوٹ کر گر جاتی تو آپ اونٹنی کی پنڈلی پر مار کر اس کو بٹھاتے اور اتر کر خود نکیل پکڑ لیا کرتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے ان سے عرض کیا: آپ ہمیں حکم کیا کریں۔ ہم اٹھا کر دے دیا کریں گے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے محبوب ﷺ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں لوگوں سے کوئی سوال نہ کروں۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) فرمایا: کون بیعت کرتا ہے؟ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمیں بیعت فرمالیجئے۔ فرمایا: تمہیں اس شرط پر بیعت فرماتے ہیں کہ تم کسی سے کوئی سوال نہ کرو گے۔ جناب ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس کا ثواب کیا ہوگا؟ فرمایا: جنت ملے گی۔ اس پر حضرت ثوبان بیعت ہو گئے۔ حضرت ابوامامہ راوی حدیث فرماتے ہیں: میں نے ثوبان کو مکہ مکرمہ میں دیکھا کہ سواری پر لوگوں کے مجمع میں ہوتے۔ ہاتھ سے کوڑا گر پڑتا (اٹھا دینے کے لئے کسی کو نہ کہتے) بلکہ کئی مرتبہ تو کسی آدمی کے کندھے پر گر پڑتا وہ آدمی اٹھا کر انہیں پکڑا تا تو نہ پکڑا کرتے حتی کہ خود نیچے اترتے اور کوڑا پکڑتے تھے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامہ (رضی اللہ عنہم) کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے میرے خلیل ﷺ نے سات چیزوں کی وصیت فرمائی۔ نمبر 1 مساکین سے محبت کروں اور نمبر 2 ان کے قریب رہوں۔ نمبر 3 ایسے شخص کی طرف نظر کروں جو مجھ سے (صحت و دولت وغیرہ میں) کم ہو اور ایسے شخص کی طرف نہ دیکھوں جو مجھ سے اوپر ہو۔ نمبر 4 رشتے داروں سے صلہ رحمی

کروں اگر چہ وہ مجھ سے بے وفائی کریں۔ نمبر5 کثرت کے ساتھ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' پڑھتا رہوں۔ نمبر6 حق بات کہوں اور کسی ملامت کنندہ کی ملامت اللہ کے رستہ میں مجھے خوف زدہ نہ کرسکے اور نمبر7 یہ کہ کسی چیز کا لوگوں سے سوال نہ کروں۔

اسے امام احمد وطبرانی نے امام شعبی کی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت سے ذکر کیا ہے۔ شعبی کی حضرت ابوذر سے سماعت ثابت نہیں۔

حدیث: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ آپ نے مجھے عطا فرمایا: مَیں نے پھر مانگا۔ آپ نے پھر عطا فرمایا: مَیں نے پھر کچھ مانگا۔ آپ نے مجھے دیا اور پھر فرمایا: اے حکیم! یہ مال بڑا دلکش اور مرغوب ہوتا ہے۔ جو شخص اسے سخاوت نفس کے ساتھ لیتا ہے، اسے اس میں برکت دی جاتی ہے۔ اور جو اسے دل کے لالچ کے ساتھ لیتا ہے، اس کے لئے اس میں برکت نہیں کی جاتی۔ اور وہ ایسے آدمی کی طرح ہوتا ہے جو کھائے تو جاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اوپر والا (دینے والا) ہاتھ، نیچے والے (لینے والے) سے بہرصورت بہتر ہوتا ہے۔ حکیم فرماتے ہیں: مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ مَیں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا حتی کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت حکیم کو بلاتے تاکہ انہیں کچھ عطا کریں مگر وہ کچھ بھی قبول کرنے سے انکار کردیتے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تاکہ انہیں کچھ عطیہ دیں مگر انہوں نے اسے قبول کرنے سے بھی انکار کردیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا: اے گروہ مسلمین! میں تمہیں حکیم کے بارے میں گواہ بناتا ہوں کہ مَیں نے اس مال فے میں سے حکیم کا حصہ جو اللہ نے ان کے لئے مقرر فرمایا تھا، دینا چاہا مگر انہوں نے اسے لینے سے انکار کردیا ہے۔ (راوی فرماتے ہیں) نبی مکرم ﷺ کے بعد حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں سے کسی سے کبھی کچھ نہیں لیا۔ حتی کہ وفات پاگئے، رضی اللہ عنہ۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی باختصار۔

حدیث: حضرت ابوبشر قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مجھ پر بہت قرضہ ہوگیا تو میں بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوا کہ کچھ مانگوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم یہاں ٹھہرو ہمارے پاس صدقے کا مال آنے والا ہے۔ اس میں سے تمہیں کچھ دینے کا ہم حکم کردیں گے۔ پھر فرمایا: اے قبیصہ! تین آدمیوں کے علاوہ کسی کو مانگنا حلال نہیں ہے۔ ایک وہ آدمی، جس پر قرضہ ہو جائے، اسے صرف اس قدر مانگنا حلال ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو جائے۔ اس کے بعد وہ مانگنے کو ترک کردے۔ دوسرا وہ جس کے مال کو کوئی حادثہ پیش آگیا کہ مال ضائع ہوگیا، اسے مانگنا جائز ہے۔ یہاں تک کہ اسے اس قدر مال مل جائے جس سے اس کی گذر بسر ہوسکے۔ اور تیسرا وہ آدمی جسے فاقہ کشی نے آگھیرا ہو اور اس کی قوم کے تین صاحبان عقل شہادت دے دیں کہ فلاں شخص فاقہ زدہ ہے تو اس کے لئے اس قدر سوال کرنا جائز ہے جس سے اس کی زندگی بحال رہے ''فَمَا سِوَاهُنَّ الْمَسْئَلَةِ يَا قُبَيْصَةُ سُحْتٌ تَاكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا'' اور قبیصہ! ان

تین اشخاص کے علاوہ کسی اور کو مانگنا حرام ہے اور اسے کھانے والا حرام ہی کھاتا ہے۔

مسلم، ابوداؤد، نسائی۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کے شر و فساد سے محفوظ نہ ہو جائے۔ جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو، اسے اپنے مہمان کا اکرام کرنا چاہیے۔ (احسان سے پیش آنا اور اپنا مال اس پر خرچ کرنا چاہیے) اور جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اچھی بات زبان سے نکالنی چاہیے ورنہ خاموشی اختیار کرے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سخی، بردبار اور سوال سے بچنے والے کو محبوب رکھتا ہے۔ اور بدزبان، فاجر، بہت سوال کرنے والے اور سوال کر کے اڑ جانے والے کو انتہائی ناپسند فرماتا ہے۔

اس کو بزار نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں (رضی اللہ عنہما) وہ فرماتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے مجھے کچھ عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہوا تھا۔ جب بنی قریظہ پر فتح حاصل ہوئی تو مَیں حاضر خدمت ہوا تاکہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام وعدہ پورا فرمائیں اور مجھے کچھ عطا ہو۔ مَیں نے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے: جو بندہ استغناء اختیار کرتا ہے (سوال کرنے سے باز رہتا ہے) اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دیتا ہے اور جو آدمی قناعت (تھوڑے پر صبر و شکر) کرتا ہے، اللہ کریم اسے توفیق قناعت عطا فرماتا ہے۔ (زحمت سوال سے بچا لیتا ہے اور رحمت مزید برآں) مَیں نے اپنے دل میں کہا: میرے آقا ﷺ سچ فرماتے ہیں۔ مَیں آپ سے کوئی سوال نہ کروں گا۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ ابن معین وغیرہ کا کہنا ہے کہ ابوسلمہ نے اپنے والد سے سماعت نہیں کی۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور صدقہ دینے اور سوال سے بچنے کا ذکر ہو رہا تھا کہ "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَالْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَ السُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ" اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ دینے والا اور نیچے والا ہاتھ سوال کرنے والا ہوتا ہے۔

اسے امام بخاری، امام مالک، مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاتھ تین قسم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ سب سے بلند ہے۔ دینے والے (فی سبیل اللہ خرچ کرنے والے) کا ہاتھ اس کے نیچے ساتھ والا ہے۔ اور مانگنے والے کا ہاتھ قیامت کے دن تک سب سے نیچے ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سوال کرنے سے بچتے رہو۔ اگر کوئی مال تمہیں دیا جائے تو تمہارے اوپر اس کا اظہار ہونا چاہیے۔ جب خرچ کرو تو اپنے اہل و عیال سے ابتداء کرو۔ بچے ہوئے مال کو صدقہ کیا کرو۔ اور بمقدار کفایت اپنے پاس رکھ لو تو اس پر تمہیں کوئی ملامت نہ ہو گی۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ ان کے راوی غالبًا ثقہ ہیں۔ اور حاکم نے بھی اسے روایت کی اور اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے حضور رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں دیا۔ انہوں نے پھر سوال کیا۔ آپ نے پھر عطا فرمایا۔ انصاریوں نے پھر مانگا تو سرکار دوعالم ﷺ نے انہیں پھر تیسری مرتبہ بھی عطا فرمایا: اب موجودہ مال ختم ہو چکا تھا۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس مال ہوا تو میں تم سے ہرگز بچا کر نہیں رکھوں گا۔ لیکن جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے زحمت سوال سے بچائے رکھتا ہے۔ جو بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔ جو بندہ صبر سے کام لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے صبر و استقامت عطا فرماتا ہے: "وَمَاۤ اَعْطَی اللّٰهُ اَحَدًا عَطَآءً هُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَ اَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ" اور کسی کو اللہ تعالیٰ نے صبر سے بہتر اور اس سے زیادہ بڑا تحفہ عطا نہیں فرمایا۔

اسے امام مالک، مسلم، بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا محمد ﷺ! جب تک چاہیں آپ (ظاہری) زندگی کو استعمال فرمائیں لیکن آخر کار وصال ہوگا۔ جو چاہیں عمل کریں، ہر عمل کی جزا دی جائے گی۔ جس سے چاہیں محبت فرمائیں، آخر کار وہ آپ سے جدا ہوگا۔ "وَاعْلَمْ اَنَّ شَرَفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَعِزُّهٗ اِسْتِغْنَاءُهٗ عَنِ النَّاسِ" اور یاد رکھیے کہ مومن بندے کا شرف رات کی عبادت اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیازی ہے۔ اسے طبرانی نے اوسط میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ" تونگری کثرت اموال کا نام نہیں بلکہ تونگری وغنا تو دل کی بے نیازی سے حاصل ہوتی ہے۔ (تونگری بدل است نہ بحال)۔ بخاری مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔

حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو کچھ فائدہ نہ دے، ایسے دل سے جو خشوع سے خالی ہو، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو مقبول نہ ہو۔ اسے مسلم وغیرہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسکین وہ نہیں جسے ایک یا دو لقمے اور ایک یا دو کھجوریں در بدر پھراتے ہوں بلکہ مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کی ضروریات کی کفایت کر سکے۔ نہ اس کا حال کسی کو معلوم ہے کہ اس پر صدقہ ہی کیا جا سکے اور نہ ہی وہ لوگوں سے مانگنے کے لئے اٹھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامیابی پا گیا وہ شخص جس نے اسلام

قبول کیا، بقدر کفایت اسے رزق ملا اور جو کچھ اللہ نے دیا اس پر اسے قناعت کی توفیق بخشی۔ (مسلم و ترمذی وغیرہما)۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِیَّاکُمْ وَالطَّمَعَ فَاِنَّهٗ هُوَ الْفَقْرُ وَاِیَّاکُمْ وَمَا یُعْتَذَرُ مِنْهُ'' طمع ولالچ سے بچو کہ یہ فقیری لاتا ہے۔ اور لالچ کے لئے بہانے بازیوں سے پرہیز کرو۔ اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْقَنَاعَةُ کَنْزٌ لَا یَفْنٰی'' قناعت لا فانی خزانہ ہے۔ اسے بیہقی نے کتاب الزہد میں روایت کیا ہے۔ اس کا مرفوع ہونا غریب ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک صاحب نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سوال کیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز نہیں ہے؟ عرض کیا: کیوں نہیں، میرے گھر میں ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ ہم اوڑھتے ہیں اور کچھ حصہ نیچے بچھاتے ہیں۔ اور ایک پیالہ بھی ہے جس میں پانی پیتے ہیں۔ فرمایا: ان دونوں چیزوں کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ لے آئے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے انہیں اپنے دست مبارک میں پکڑ کر حاضرین سے فرمایا: ہے کوئی جو انہیں خرید لے؟ ایک صاحب بولے: میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا: ایک درہم سے زیادہ دینے والا کوئی ہے؟ ایک اور صاحب عرض کرنے لگے کہ میں دو درہم میں لیتا ہوں۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں چیزیں انہیں دے دیں اور دو درہم لے کر انصاری کو دیئے اور فرمایا: ایک درہم کا کھانا خرید کر اپنے بال بچوں کو دو اور ایک کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے کر آؤ۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی کلہاڑی لے کر حاضر ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس میں دستہ ٹھونک دیا۔ پھر فرمایا: جاؤ، لکڑیاں کاٹو اور انہیں بیچو اور پندرہ دن تک میں تمہیں نہ دیکھوں۔ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ جب (پندرہ دن کے بعد) حاضر ہوئے تو ان کے پاس دس درہم تھے۔ کچھ کے کپڑے اور کچھ سے کھانا خریدا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ مانگنا قیامت کے دن تمہیں اس حال میں لائے کہ تمہارے چہرے پر مانگنے کا داغ ہو۔ تین آدمیوں کے علاوہ مانگنا کسی کو جائز نہیں۔ نمبر 1 جو شدید محتاجی رکھتا ہو، نمبر 2 جو ذلت آمیز قرضہ میں پھنس گیا ہو اور نمبر 3 جس کے ذمہ دردناک خون بہا (قتل وغیرہ کی فوری دیت) ہو۔ اسے ابوداؤد اور بیہقی نے بطوالت روایت کیا۔ یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ ترمذی اور نسائی نے صرف پیالے والا واقعہ تخریج کیا ہے۔ اور امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی رسی لے کر آئے پھر لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر اپنی پشت پر رکھے، اسے بیچے اور اس طرح اللہ اس کی عزت کی حفاظت فرمائے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے۔ اب وہ چاہیں تو اسے دیں۔ چاہیں تو نہ دیں۔

اسے بخاری اور ابن ماجہ وغیرہما نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مَا اَکَلَ اَحَدٌ

طَعَامًا خَیْرًا مِّنْ اَنْ یَّاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ وَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ'' کسی شخص نے اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے (1) سے بہتر کھانا نہیں کھایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے دست مبارک سے کما کر کھاتے تھے۔ (بخاری)

ترغیب

جسے فاقہ یا کوئی حاجت درپیش ہو، اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرے

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کوئی فاقہ درپیش ہوا اور اس نے لوگوں کے سامنے پیش کیا تو اس کا یہ فاقہ ختم نہیں ہوگا۔ اور جسے فاقہ پہنچا، اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا تو جلد یا بدیر اللہ تعالیٰ اس کو رزق ارزانی فرمائے گا۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت فرمایا۔ ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ثابت ہے۔ حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور کہا کہ یہ صحیح الاسناد ہے۔ مگر اس میں یہ الفاظ ہیں: ''اَرْسَلَ اللّٰہُ لَہٗ بِالْغِنٰی اِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ اَوْغِنًی اٰجِلٍ'' اللہ تعالیٰ اس کے لئے بے نیازی کے سامان کر دے گا۔ یا جلد ہی موت دے کر یا کچھ عرصہ بعد رزق دے کر''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے بھوک پہنچی یا محتاج ہو گیا تو اس نے لوگوں سے چھپایا اور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کے لئے ایک سال تک حلال روزی کے دروازے کھول دے (2)۔

اسے طبرانی نے صغیر و اوسط میں روایت کیا ہے۔

1۔ اپنے لئے، اپنے اہل وعیال کے لئے اور ادائے قرض کے لئے کمانا فرض ہے۔ جن لوگوں کا نان ونفقہ اس کے ذمہ ہو یا والدین محتاج ہوں تو بھی فرض ہے کہ کما کر ان کی ضروریات پوری کرے۔ ان ذمہ داریوں کے علاوہ بھی کما کر پس انداز کرتا ہے تو یہ اگرچہ فرض نہیں لیکن مستحسن ہے بشرطیکہ محبت مال میں خدا فراموش نہ ہو جائے۔ مال کما کر فخر و تکبر اور غرور و عجب مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو اپنے عظیم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین عالیہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اگر مسلمان قوم ان ارشادات وفرامین پر عمل کرنے لگے تو دین و دنیا کی عزت و آبرو اور فوز وفلاح مسلمانوں کی لونڈیاں ہوں۔ کاش کبھی ایسا ہو جائے۔ آمین بحرمت سید المرسلین۔ (مترجم)

2۔ دونوں احادیث کا سیدھا سا معنی یہ ہے کہ مصائب وشدائد میں اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کیا جائے۔ اسی کی بارگاہ میں دست سوال دراز کیا جائے تو وہ رحمٰن و رحیم اپنی رحمت سے ضرور دستگیری فرماتا ہے۔ خود ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۙ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسْبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا (طلاق: 3)

ترجمہ: '' اور جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے راہ نجات نکال دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے۔ بے شک اللہ اپنے امر کو پورا فرمانے والا ہے۔ یقیناً اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ رکھا ہے''۔

سورہ ذاریات میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ (ذاریات: 58) ترجمہ: '' بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا، قوت والا، طاقت والا ہے''۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ترہیب

دینے والا دلی طور پر دینا نہ چاہتا ہو مگر سائل لئے بغیر ٹلتا نہ ہو

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مال بڑا دلکش وشیریں ہوتا ہے۔ جس کو ہم اپنی خوشدلی کے ساتھ اور اس کے لالچ وطمع کے بغیر کوئی چیز عطا فرمائیں تو اس کے لئے اس میں برکت کی جاتی ہے۔ اور جسے ہم اپنی دلی رضا کے بغیر اور اس کے لالچ اور طمع کی وجہ سے کچھ دیں۔ اس میں برکت نہیں دی جاتی۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ حضرت امام احمد و بزار نے بھی آخری حصہ اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوال کرتے وقت اڑ نہ جایا کرو۔ کیونکہ اللہ کی قسم،، تم میں سے کوئی مجھ سے کچھ مانگتا ہے اور اس کے مانگنے کی وجہ سے میرے ہاتھ سے کوئی چیز نکلتی ہے حالانکہ میں اسے دینا پسند نہیں کرر ہا ہوں تو میرے اس دیے ہوئے میں بھلا برکت کیسے ہو سکتی ہے؟

اسے مسلم، نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مَیں (اللہ کے خزانوں کا) خزانچی ہوں۔ جس کو مَیں دل کی خوشی سے کچھ دوں، اس کو اس میں برکت عطا فرمائی جاتی ہے۔ اور جسے (دل کی خوشی سے نہیں بلکہ) اس کے سوال اور اس کی حرص نفس کی وجہ سے دوں تو ''كَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ'' وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھائے جاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الرَّجُلَ يَاْتِيْنِيْ فَيَسْاَلُنِيْ فَاُعْطِيْهِ فَيَنْطَلِقُ وَمَايَحْمِلُ فِيْ حِضْنِهٖ اِلاَّ النَّارَ'' کوئی شخص میرے پاس آ کر سوال کرتا ہے۔ (حالانکہ نہ وہ حق دار ہوتا ہے نہ مَیں اسے دلی طور پر دینا چاہتا ہوں لیکن اس کے اصرار کی وجہ سے) میں اسے دے دیتا ہوں وہ لے کر چل پڑتا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ اپنی جھولی میں آگ ہی اٹھائے جا رہا ہوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) توکل کے ہرگز یہ معنی نہیں ہیں کہ بندہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائے۔ اسباب معاش کو ترک کر دے۔ اور کہنے لگے کہ اب اللہ ہی سارے کام کرے گا۔ وہ دے گا تو کھاؤں گا۔ بھوکا رہوں گا۔ کچھ کروں گا نہیں۔ بلکہ توکل کا مطلب یہ ہے کہ اسباب و ذرائع اختیار کرے محنت و مشقت کرے اور انجام کو خدا کے سپرد کر دے۔ اسباب اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جبین نیاز جھکائے اور دامن سوال پھیلائے پھر نتیجہ دیکھے۔ وہ معبود و رازق خود ارشاد فرماتا ہے۔

فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (عنکبوت:17)

ترجمہ: ''تو تم اللہ کے پاس رزق تلاش کرو۔ اور اس کی بندگی کرو۔ اور اس کا شکر ادا کرتے رہو۔ تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (مترجم)

اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک دن سونا تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور کہنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے بھی عطا فرمائیے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے عطا فرمایا۔ وہ پھر بولا کہ مجھے زیادہ دیجئے۔ سرکار دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے مزید عطا فرمایا۔ اس نے تین مرتبہ سوال کیا اور تین مرتبہ ہی اسے عنایت فرمایا گیا۔ پھر وہ چلا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس کوئی آدمی آکر مانگتا ہے میں اسے دیتا ہوں وہ پھر مانگتا ہے۔ میں پھر عطا فرماتا ہوں۔ پھر وہ لے کر چلا جاتا ہے۔ ''وَقَدْ جَعَلَ فِيْ ثَوْبِهٖ نَارًا اِذَا انْقَلَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ'' حالانکہ جب وہ اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچتا ہے تو اپنے دامن میں آگ بھر کر (1) پہنچتا ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

ترغیب

بن مانگے اور حرص نفس کے بغیر کچھ ملتا ہو تو قبول کر لینا چاہیے، خصوصاً جبکہ حاجت مند بھی ہو اور اگرچہ غنی بھی ہو ایسا عطیہ رد نہ کرنا چاہیے

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی مال عطا فرماتے تو میں عرض کرتا: یارسول اللہ ﷺ! جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو، اسے عنایت فرمادیں۔ کہتے ہیں: اس پر آپ ﷺ فرماتے: جب یہ مال تمہارے پاس سوال اور حریصانہ نظر کے بغیر آئے تو اسے لے لیا کرو۔ اور اسے اپنی ملکیت میں لے لو۔ اب اگر چاہو تو اسے استعمال میں لے آؤ اور چاہو تو صدقہ کر دیا کرو۔ اور اگر ایسا نہیں (مال خود بخود بلا سوال نہیں ہے) تو اپنے دل میں اس کا خیال تک بھی نہ لاؤ۔ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ (میرے والد) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے کبھی سوال نہ کرتے تھے اور اگر کوئی عطیہ آجاتا تو اسے رد بھی نہ فرماتے تھے۔

اسے بخاری، مسلم (2) اور نسائی نے روایت فرمایا ہے۔

1۔ اس سے قبل احادیث گذر چکی ہیں کہ بلا ضرورت مانگنا جائز ہی نہیں اور بلا ضرورت مانگنے والے کے چہرے پر قیامت کے دن گوشت کا ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔ کتنا بھیانک اور وحشت انگیز ہوگا چہرہ ایسے شخص کا؟ العیاذ باللہ۔ باب مذکور کی احادیث سے معلوم ہوا کہ چاہے سائل حقیقت میں حاجت مند ہی کیوں نہ ہو، اگر مسئول عنہ نہ دینا چاہتا ہو یا انکار کردے یا اس کے پاس اس وقت دینے کو کچھ نہ ہو تو سائل کو خواہ مخواہ اڑ کے نہ بیٹھ جانا چاہیے۔ جیسا کہ موجودہ دور کے پیشہ ور بھکاری ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسوں کو تو دینا بھی نہ چاہیے۔ (مترجم)

2۔ لیکن ان تینوں کتابوں میں یہ واقعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعلق نہیں بلکہ خود حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے اور حضرت ابن عمر صرف اس واقعہ کے راوی ہیں۔ بخاری ومسلم اور نسائی کے الفاظ ہیں کہ'' حضرت (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ جب مجھے کچھ عطا فرماتے تو میں عرض کرتا............ (مترجم)

حدیث: حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے کوئی عطیہ بھیجا۔ حضرت عمر نے اسے واپس لوٹا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے واپس کیوں کر دیا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ہی نے خود ہمیں نہیں بتایا کہ ہمارے لئے بہتر یہ ہے کہ ہم کسی سے کچھ نہ لیا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ صرف اس وقت ہے، جب تم مانگ کر لو۔ لیکن وہ جو بن مانگے ملے یہ تو ایسا رزق ہے جو تمہیں خود اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اَمَاوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَسْئَلُ اَحَدًا شَیْئًا وَّلَا یَاْتِیْنِیْ شَیْءٌ مِنْ غَیْرِ مَسْئَلَۃٍ اِلَّا اَخَذْتُہٗ'' قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ (آج کے بعد کسی سے کچھ مانگوں گا نہیں اور مانگے آ گیا تو اسے قبول کر لیا کروں گا (لوٹاؤں گا نہیں)۔

اسے امام مالک رحمہ اللہ نے مرسلاً روایت فرمایا ہے۔ اور بیہقی نے بھی زید بن اسلم عن ابیہ سے روایت کیا: کہ زید کہتے ہیں: مَیں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: الخ۔

حدیث: حضرت خالد بن علی جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اللہ کے پیارے رسول ﷺ کو سنا: آپ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: جس کو اپنے بھائی کی جانب سے کوئی ہدیہ بلا سوال اور بغیر حریصانہ نظر کے پہنچے تو اسے قبول کر لینا چاہیے۔ رد نہ کرنا چاہیے۔ یہ تو وہ رزق ہے جو اللہ عزوجل نے اس کی طرف بھیجا ہوتا ہے۔

اس روایت کو امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں ابو یعلیٰ، طبرانی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عابد بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کسی کو یہ رزق بلا طلب و بلا حرص نفس پیش کیا جائے۔ اسے چاہیے کہ اپنے رزق کو اس کے ساتھ وسیع کرے (اسے قبول کر لے رد نہ کرے) پھر اگر خود غنی و غیر محتاج ہو تو اپنے سے زیادہ ضرورت مند کی خدمت کر دے (1)۔

اسے امام احمد، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کی اسناد جید و قوی ہے۔ حضرت عبداللہ بن امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد (امام احمد) سے پوچھا حرص نفس (استشراف) کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''تَقُوْلُ فِیْ نَفْسِکَ سَیَبْعَثُ اِلَیَّ فُلَانٌ سَیَصِلُنِیْ فُلَانٌ'' حرص نفس یہ ہے کہ تم اپنے دل میں کہتے ہو کہ ابھی فلاں شخص کی جانب سے مجھے کچھ بھیجا جائے گا۔ ابھی فلاں مجھے ملنے آئے گا (کچھ دے کے جائے گا)۔

حدیث: حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَا الْمُعْطِیْ مِنْ

1۔ یعنی شکریے کے ساتھ قبول کر لے اور اپنے کسی محتاج بھائی پر خرچ کر دے۔ دوگنا ثواب پائے گا۔ ہدیہ کو قبول کرنے کا اور ضرورت مند پر خرچ کرنے کا۔ اس سے محبت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ تعلقات میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ صرف ہدیے قبول کرنے پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ کبھی کبھار ہدیہ دینے والے کو خود بھی کچھ نہ کچھ بطور ہدیہ دے دیا کرے کہ یہ بھی احادیث میں مذکور ہے۔

سِعَةٍ بِاَفْضَلَ مِنَ الْاٰخِذِ اِذَا كَانَ مُحْتَاجًا" مال دار دینے والا، لینے والے محتاج فقیر سے افضل نہیں ہے(1)۔
اسے طبرانی نے کبیر میں روایت فرمایا ہے۔

1۔یعنی یہ مال دار صدقہ دینے والا، لینے والے محتاج فقیر سے افضل نہیں کیونکہ اس نے اس کا صدقہ وہدیہ قبول کر کے اس کو نیکی کرنے کا موقع فراہم کیا۔وہ بھی اس نیکی میں شامل ہے۔مگر وہ شخص جو مال دار بھی نہ ہو اور خود ضرورت مند بھی ہو پھر اپنی ضروریات کو نظر انداز کر کے دوسرے محتاج کو اپنے پر ترجیح دیتا ہو تو اس کی بات ہی اور ہے۔یہ عظیم وصف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خوب موجود تھا۔قرآن حکیم ان بزرگوں کی تعریف میں فرماتا ہے۔
وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ (الحشر:9)
یعنی اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود بھوکے ہوں۔ان سے افضل تو کیا۔ان کے برابر بھی کون ہو سکتا ہے؟(مترجم)

ترہیب
اللہ تعالیٰ کے نام پر جنت کے علاوہ کچھ اور مانگنا

ترہیب
اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگنے والے کو نہ دینا

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "مَلْعُوْنٌ مَنْ سَالَ بِوَجْهِ اللّٰهِ وَمَلْعُوْنٌ، مَنْ سُئِلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ ثُمَّ مَنَعَ سَائِلَهٗ مَا لَمْ يَسْئَلْ هُجْرًا" ملعون (رحمت الٰہی سے دور) ہے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے واسطہ سے مانگے۔ اور ملعون ہے وہ شخص جس سے اللہ کی ذات کے واسطہ سے مانگا گیا مگر اس نے سائل کو نہ دیا جب تک کہ مانگنے والے نے کوئی بری چیز (1) نہ مانگی ہو۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ہیں صحیح کے راوی ہیں مگر طبرانی کے ایک شیخ یحییٰ بن عثمان میں ثقہ ہونے کے باوجود کلام ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ جل شانہ کے نام پر سوال کرے، اسے عطا کرو۔ جو تمہیں دعوت دے، اس کی دعوت قبول کرو۔ اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے، اس کا اسے بدلہ دو۔ اگر تم اسے بدلہ دینے کے قابل اپنے آپ کو نہیں پاتے تو "فَادْعُوْا لَهٗ حَتّٰى تَرَوْا اَنَّكُمْ قَدْ كَافَاْتُمُوْهُ" اس کے لئے اتنی دعائیں کرو کہ تم سمجھ لو کہ تم نے اسے بدلہ دے دیا ہے۔

اسے ابوداؤد، نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم رحمہم اللہ نے روایت فرمایا ہے اور حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث برشرط شیخین صحیح ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں لوگوں میں سے بدترین شخص نہ بتاؤں؟ "رَجُلٌ يُسْئَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِيْ" یہ وہ شخص ہے جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے مگر وہ (باوجود قدرت عطا کے) کچھ نہ دے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ان کے علاوہ امام نسائی اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام کے

1۔ ایسی چیز نہ مانگی ہو جو اس کے لئے قبیح اور بری ہو۔ یا اس نے سوال ہی برے انداز میں کیا ہو۔ سید العلمین ﷺ کا یہ فرمان شریف مسلمان قوم پلے باندھ لیتی تو آج گلی، کوچوں، ریلوے سٹیشنوں، بس اڈوں اور ادھر اُدھر سے "اللہ کے نام پر ایک روپے کا سوال ہے بابا" کی عجیب و غریب صدائیں نہ آتیں۔ (مترجم)

بارے میں تمہیں نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ ضرور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا: ایک دن آپ (خضر علیہ السلام) کہیں بنی اسرائیل کے کسی بازار میں سے گذر رہے تھے کہ ایک مکاتب(1) آدمی نے انہیں دیکھ لیا اور عرض کرنے لگا کہ اللہ آپ کو برکت دے مجھے کچھ صدقہ دیجئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: مَیں اللہ کا مومن بندہ ہوں۔ ماشاء اللہ، معاملہ یہ ہے کہ میرے پاس اس وقت کوئی چیز نہیں جو تمہیں دوں۔ مسکین (مکاتب) بولا کہ اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں مجھے ضرور کچھ دیں۔ مَیں آپ کے چہرے میں آثار سخاوت دیکھتا ہوں اور آپ سے برکت (کچھ دینے) کی امید رکھتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا: میں اللہ کا مومن بندہ ہوں (سچ کہتا ہوں کہ) میرے پاس کچھ نہیں جو میں تمہیں دوں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ تم مجھے بازار لے جا کر فروخت کردو (اور جو قیمت ملے اس سے اپنی غرض پوری کرلو) مسکین عرض کرنے لگا: کیا آپ درست کہتے ہیں؟ فرمایا: ہاں سچ کہتا ہوں۔ تم نے سوال ہی بڑے عظیم امر کا کیا ہے۔ تم نے میرے رب کے نام پر مانگا ہے میں تمہیں مایوس نہیں کرسکتا۔ جاؤ مجھے بیچ لو۔ سرکار ﷺ فرماتے ہیں: مسکین نے انہیں بازار جا کر چار سو درہم میں فروخت کردیا۔ حضرت خضر علیہ السلام خریدار کے پاس ایک عرصہ رہے مگر اس نے آپ سے کوئی کام نہ لیا۔ ایک دن فرمایا کہ تم نے مجھے کسی بھلائی کے لئے خریدا ہوگا۔ مجھے کوئی کام بتاؤ۔ وہ کہنے لگا: مَیں آپ کو مشقت میں ڈالنا مناسب نہیں سمجھتا۔ آپ بوڑھے اور بڑی عمر والے ضعیف آدمی ہیں۔ فرمایا: مجھے مشقت نہیں ہوگی (تم کام بتاؤ) کہنے لگا: اچھا تو پھر اٹھیے اور یہ پتھر یہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کر دیجئے۔ حالانکہ پتھر اتنا وزنی تھا کہ ایک دن میں چھ سے کم آدمی اسے دوسری جگہ نہیں لے جاسکتے تھے۔ وہ خریدار اپنے کسی کام کے لئے چلا گیا۔ جب وہ واپس آیا تو خضر علیہ السلام اس کے آنے سے پہلے پتھر کو ایک ساعت میں دوسری جگہ منتقل کر چکے تھے۔ یہ دیکھ کر کہنے لگا: بہت خوب: آپ نے تو کمال کر دیا۔ اور وہ طاقت دکھائی جو مَیں آپ میں نہیں دیکھتا تھا۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: پھر اس آدمی کو کوئی سفر درپیش آگیا۔ کہنے لگا: میں آپ کو امین سمجھتا ہوں۔ میرے سفر پر چلنے کے بعد میرے اہل خانہ کا اچھی طرح خیال رکھیے گا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے کوئی کام بتاتے جاؤ۔ بولا: مَیں آپ پر کوئی مشقت نہیں ڈالنا چاہتا۔ فرمایا: مجھے کوئی مشقت نہ ہوگی۔ کہنے لگا: تو پھر میرے واپس آنے تک میرے گھر کے لئے اینٹیں بناتے رہیں۔ یہ کہہ کر وہ سفر پر چلا گیا۔ سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: وہ شخص واپس لوٹا تو آپ اس کے مکان کی تعمیر مکمل کر چکے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگا: خدارا،، بتائیے۔ یہ کیا ہے اور آپکا معاملہ کیا ہے؟ (آپ کون ہیں) فرمایا: تم نے اللہ کے نام پر پوچھا ہے حالانکہ اللہ کے نام ہی نے مجھے اس غلامی میں ڈالا ہوا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ مَیں کون ہوں۔ مَیں وہی خضر (علیہ السلام) ہوں جس کے بارے میں تم نے بھی سنا ہوا ہے۔ مجھ سے ایک مسکین نے صدقہ مانگا تھا۔ دینے کو میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ پھر اس نے اللہ کے نام پر سوال کیا۔ تو مَیں نے اسے اپنی

1۔ مکاتب، اس غلام کو کہتے ہیں جس نے اپنے آقا کے ساتھ اپنی قیمت طے کرلی ہو اس بات پر دونوں متفق ہوں کہ جب یہ غلام اپنی قیمت ادا کردے گا، آزاد ہوجائے گا۔ اگر ادا نہ کرسکے تو پھر غلامی ہی میں رہے گا۔ خضر علیہ السلام سے اس نے اسی لئے سوال کیا تھا کہ وہ اپنی قیمت اپنے آقا کو ادا کرسکے۔ (مترجم)

ذات پر قبضہ دے دیا، اس نے مجھے فروخت کردیا (اور تم نے خرید لیا۔ اس طرح میں تمہارے پاس پہنچا ہوں) اور تمہیں بتادوں کہ جس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نام پر مانگا گیا اور اس نے مانگنے والے کو بے دیئے لوٹا دیا حالانکہ دے سکتا تھا، وہ قیامت کے دن بغیر گوشت کے کھال کا ڈھانچہ ہوگا جو حرکت کررہا ہوگا (کتنا خوف ناک ہوگا؟ العیاذ باللہ) وہ شخص عرض کرنے لگا: میں اللہ پر ایمان لایا۔ اے اللہ کے نبی (علیہ السلام)! بے علمی میں میں نے آپ کو مشقت میں ڈالے رکھا۔ آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں۔ تم نے اچھا سلوک کیا اور مجھ پر بھروسہ کیا۔ وہ آدمی بولا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، یا نبی اللہ! میرے اہل و مال میں جو چاہیں حکم فرمائیں۔ (آپ کی کیا خدمت کروں؟) یا پسند فرمائیں تو میں آپ کو آزاد کردوں۔ آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ مجھے آزاد کردو تاکہ اپنے رب کی عبادت کرسکوں۔ اس نے آزاد کردیا۔ اس پر جناب خضر علیہ السلام(1) نے یہ کلمات کہے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَوْثَقَنِیْ بِالْعُبُوْدِیَّةِ ثُمَّ نَجَّانِیْ مِنْهَا'' سب تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے مجھے غلامی میں قید کیا پھر اس سے نجات عطا فرمائی۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور طبرانی کے علاوہ نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض مشائخ نے اس کی اسناد کو حسن قرار دیا ہے۔ حالانکہ اس میں کچھ بعد ہے۔ واللہ اعلم۔

1۔ لفظ ''خضر'' کے تین لغات ہیں۔ نمبر 1 خِضر، نمبر 2 خَضر، نمبر 3 خَضِر، یہ حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب ہے۔ آپ کا نام بلیا بن ملکان اور کنیت ابو العباس ہے۔ آپ کا لقب خضر اس لئے ہوا کہ آپ جہاں تشریف فرما ہوتے وہاں گھاس اگر خشک ہوتی تو سبز ہو جایا کرتی تھی۔ ایک روایت کے مطابق آپ بنی اسرائیل میں سے ہیں اور ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ شہزادے تھے۔ پھر دنیا ترک کر کے زہد اختیار فرما لیا۔

خضر علیہ السلام کے نبی ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض محققین کے قول کے مطابق آپ نبی ہیں۔ ان کی دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا وہ واقعہ ہے جس میں خضر علیہ السلام نے بیچ منجدھار کشتی کو پھاڑا۔ ایک بچے کو قتل کیا اور ایک گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآن حکیم کی سورہ کہف کے رکوع نمبر 9 اور نمبر 10 میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ ولی کا علم ظنی ہوتا ہے۔ اس میں خطا کا احتمال رہتا ہے۔ اس علم کی بنیاد پر قتل جیسے سنگین فعل کا ارتکاب نہیں کیا جاسکتا اور جناب خضر علیہ السلام نے بچے کا قتل کیا ہے۔ فلہٰذا ماننا پڑے گا کہ آپ نبی ہیں کیونکہ نبی کا علم قطعی، یقینی اور بذریعہ وحی الٰہی ہوتا ہے۔ اس میں خطا کا احتمال نہیں ہوتا۔ متن میں مذکور حدیث سے بھی آپ کا نبی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام اب زندہ ہیں یا وفات پاچکے؟ اس میں بھی علماء کے دو گروہ ہیں۔ دونوں کے دلائل بالتفصیل تفاسیر میں مذکور ہیں۔ آپ کی حیات و وفات کے دلائل سے قطع نظر ہم یہاں تفسیر مظہری سے حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا ایک واقعہ نقل کردینا مناسب سمجھیں گے۔ امام صاحب سے سوال ہوا تھا کہ خضر علیہ السلام باحیات ہیں یا وفات پاچکے ہیں تو آپ بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوئے اور پھر:

''فَرَاَی الْخِضَرَ حَاضِرًا عِنْدَهٗ فَسَاَلَهٗ عَنْ حَالِهٖ فَقَالَ اَنَا وَاِلْیَاسُ لَسْنَا مِنَ الْاَحْیَاءِ لٰكِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ اَعْطٰی لِاَرْوَاحِنَا قُوَّةً نَتَجَسَّدُ بِهَا وَنَفْعَلُ بِهَا اَفْعَالَ الْاَحْیَاءِ مِنْ اِرْشَادِ الضَّالِّ وَاِغَاثَةِ الْمَلْهُوْفِ اِذَا شَاءَ اللّٰهُ وَتَعْلِیْمِ الْعِلْمِ اللَّدُنِّیِّ وَ اِعْطَاءِ النِّسْبَةِ لِمَنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجُعِلْنَا مُعِیْنًا لِلْقُطْبِ الْمَدَارِ مِنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی الَّذِیْ جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَدَارًا لِلْعَالَمِ وَجَعَلَ بَقَاءَ الْعَالَمِ بِبَرَكَةِ وَجُوْدِهٖ وَاِفَاضَتِهٖ وَقَالَ الْخِضَرُ اِنَّ الْقُطْبَ فِیْ هٰذَا الزَّمَانِ فِیْ دِیَارِ یَمَنٍ مُتَّبِعٌ لِلشَّافِعِیِّ فِی الْفِقْهِ قَالَ فَنَحْنُ نُصَلِّیْ مَعَ الْقُطْبِ صَلٰوةً عَلٰی مَذْهَبِ الشَّافِعِیِّ فَبِهٰذَا الْكَشْفِ الصَّحِیْحِ اِجْتَمَعَ الْاَقْوَالُ وَ ذَهَبَ الْاِشْكَالُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَبِیْرِ الْمُتَعَالِ'' (تفسیر مظہری عربی جلد نمبر 6 صفحہ 62 پارہ 16 سورۃ الکہف) ترجمہ: حضرت مجدد الف ثانی نے حضرت خضر علیہ السلام کو اپنے پاس تشریف فرما پایا۔ ان سے ان کا حال دریافت کیا۔ تو خضر علیہ السلام نے فرمایا: میں اور حضرت الیاس زندوں میں سے نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو ایسی قوت عطا فرما رکھی ہے کہ ہم مجسم ہوسکتے ہیں اور زندوں جیسے کام کرسکتے ہیں: مثلاً جب اللہ تعالیٰ چاہے تو ہم گمراہ کی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

الحمد للہ حمداً کثیراً، آج بروز جمعرات ۲۷/ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ، 7 جولائی 1994ء نماز فجر کے بعد جامع مسجد مکہ بولٹن انگلینڈ (Bolton - England) میں ''الترغیب والترہیب'' کی جلد اول کا انتخاب مکمل کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم، رؤف رحیم، صاحب خلق عظیم، وارث جنت وکوثر وتسنیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ جمیلہ سے عطا فرمائی۔

اس کی تکمیل میں قریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ لگا۔ ضروری وغیر ضروری وجوہات کی بنا پر بہت وقت ضائع کیا۔ درمیان میں تین ماہ کے لئے پاکستان والدین کی زیارت اور بیوی بچوں سے ملاقات کے لئے جانا پڑا۔ اس دوران ایک لفظ بھی نہ لکھا جاسکا اگرچہ کتاب لے کر پاکستان گیا تھا کہ وقت ملا تو کچھ لکھ لوں گا مگر کہاں جی؟ اور پھر سب سے بڑی وجہ ناکارہ خلائق کی اپنی کاہلی و نالائقی تھی۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سرکار مدینہ،، راحتِ قلب وسینہ علیہ التحیۃ والثناء کے طفیل باقی کی تین جلدوں کو جلد از جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ حضرت بھی دعا فرمائیں۔ آمین۔

احقر العباد

محمد صابر علی صابر

جامع مسجد مکہ بولٹن، یو۔ کے

07/07/94

(بقیہ سابقہ صفحہ) رہنمائی کرتے ہیں۔ مصیبت زدہ کی مدد کرتے ہیں۔ علم لدنی کی تعلیم دیتے ہیں اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ چاہے اسے روحانی نسبت عطا کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ میں سے جو قطب مدار ہوتا ہے ہمیں اس کا مددگار بنایا گیا ہے جسے اللہ نے مدار عالم بنایا ہوتا ہے اور اس کی فیض و برکت سے دنیا کی بقاء ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: آج کل کے قطب مدار یمن کے علاقہ میں ہیں جو فقہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد ہیں۔ ہم اس قطب کے ساتھ شافعی مذہب کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں۔ (صاحب تفسیر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) امام مجدد الف ثانی کے اس کشف صحیح سے علماء کے دونوں گروہوں کے مختلف اقوال کا تضاد اٹھ گیا۔ اور اشکال دور ہو گیا۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے جو کبیر اور متعال ہے۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

تم المجلد الاول

الترغیب والترہیب

جلد اوّل (حصہ دوم)

مُصَنِّف

امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

محمد صابر علی صابر بولٹن انگلینڈ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔کراچی پاکستان

فہرست مضامین

کتاب الصوم

کتاب الحج

کتاب الجہاد

کتاب قرأۃ قرآن

کتاب الذکر والدعا

کتاب البیوع وغیرہا

تمت بالخیر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ترغیب

صدقہ (1) اور اس کی ترغیب، غریب کا صدقہ دینے کے لئے محنت و کوشش کرنا

حدیث: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص

---

(1) صدقہ وخیرات کے متعلق چند آیات

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرۃ:261)

ترجمہ: مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال اللہ کے رستے میں خرچ کرتے ہیں اس ایک دانے کی سی ہے (جو زمین میں بویا جائے) اگاتا ہے سات بالیں،، ہر بالی میں سو دانہ ہو (ایک دانہ اللہ کے راستہ میں دیا تو سات سو دانہ کا ثواب حاصل ہوگا) اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ کردیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور اللہ وسیع بخشش والا علم والا ہے۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ (الانفال:60)

ترجمہ: اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ عطا فرمایا جائے گا اور کسی قسم کا تم پر ظلم روا نہ رکھا جائے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (النحل:90)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ انصاف کرو اور بھلائی اختیار کرو اور (اپنے اموال میں سے) رشتہ داروں کو بھی دیا کرو اور وہ منع فرماتا ہے بے حیائی سے اور برے کاموں سے اور سرکشی سے۔ وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ (الذاریات:17 تا 19)

ترجمہ: (اہل جنت کی صفات حمیدہ کا بیان فرماتے ہوئے ارشاد ہوا) یہ حضرات راتوں کو بہت تھوڑا سویا کرتے تھے۔ اور بوقت سحر اپنے گناہوں کی بخشش طلب کیا کرتے تھے۔ اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق تھا (جسے ادا کرتے تھے)۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ فِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ (المعارج:19 تا 25)

ترجمہ: بے شک انسان بڑی لالچی پیدا کیا گیا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچے تو سخت گھبرا جانے والا ہے اور جب اسے مال و دولت نصیب ہو تو سخت کنجوسی کرنے والا ہوتا ہے۔ سوائے ان نمازی لوگوں کے جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں اور وہ جن کے مالوں میں مقررہ حق ہے سائل اور محروم کے لئے۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝ (الدھر:8 تا 13)

ترجمہ: اور (وہ خوش بخت اہل جنت) جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو۔ (کھلا کر احسان نہیں جتلاتے بلکہ کہتے ہیں کہ) ہم تو تمہیں کھلاتے ہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے۔ نہ ہم کسی بدلہ کے تم سے طلبگار ہیں اور نہ ہی شکریہ کے۔ ہم ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے اس دن کے لئے جو بڑا ترش بڑا سخت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے بچالے گا۔ اور انہیں بخش دے گا چہروں کی تازگی اور دلوں کا سرور۔ اور انہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔ وہ وہاں پلنگوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ جنت میں نہ سورج کی گرمی دیکھیں گے اور نہ سخت سردی۔

قرآن مجید میں اس عنوان کی مزید بہت سی آیات تلاش کی جاسکتی ہیں۔ اہل ذوق طلباء اپنے مطالعہ میں وسعت پیدا کریں۔ (مترجم)

اپنی حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ حلال ہی قبول فرماتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔ "ثُمَّ يُرَبِّيهَا كَمَا يُرَبِّي اَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ" پھر صدقہ کرنے والے کے لئے اس طرح پرورش فرماتا ہے جس طرح تم اپنے کسی بچھیرے کی پرورش کرتے ہو حتی کہ (وہ کھجور کے برابر صدقہ) پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

اسے بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ترمذی کی ایک صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ صدقہ قبول فرماتا ہے اور اسے دائیں ہاتھ (1) سے لیتا ہے۔ پھر اسے اس طرح بڑھاتا ہے جس طرح تم اپنے بچھیرے کو پالتے ہو۔ یہاں تک کہ ایک لقمہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے: اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ (توبہ:104) ترجمہ: "کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور ان کے صدقات اپنے دست قدرت میں لیتا ہے"۔ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ (البقرۃ:276) ترجمہ: "اللہ تعالیٰ سود کو ہلاک کرتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے"۔

اور اس روایت کو امام مالک رحمہ اللہ نے بھی ترمذی کی طرح ہی حضرت سعید بن یسار سے روایت فرمایا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روٹی کا ایک لقمہ اور ایک چٹکی بھر کھجور یا ان جیسی کوئی اور چیز، جس سے مسکین فائدہ اٹھائے۔ اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تین اشخاص کو جنت میں داخل فرماتا ہے۔ نمبر 1 صاحب خانہ جس نے مسکین کو دینے کا حکم دیا۔ نمبر 2 اس کی اہلیہ، جس نے اس لقمہ کو تیار کیا اور نمبر 3 وہ خادم، جس نے مسکین کو پکڑایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَنْسَ خَدَمَنَا" سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں،، جس نے ہمارے خادموں کو بھی فراموش نہیں فرمایا۔

اسے حاکم اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ یہ الفاظ طبرانی کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے یہ روایت بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ مال میں کوئی کمی پیدا نہیں کرتا۔ بندے کے معاف کر دینے سے اللہ اس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے۔ اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کی

---

(1) مذکورہ بالا دونوں احادیث میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے "دائیں ہاتھ سے لینے" کے الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں۔ معنی یہ ہے کہ اللہ اس طرح کے صدقہ کو بہت محبوب رکھتا ہے۔ محبت سے قبول فرماتا ہے۔ جیسے کہ کسی بہت اچھی چیز کو کسی سے محبت سے وصول کریں تو دائیں ہاتھ سے پکڑتے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ جسم وجسمانیات سے پاک ہے۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ الفاظ بھی متشابہات قرآنی کی طرح ہی ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ہاتھ وغیرہ کے الفاظ ذکر فرمائے ہیں مثلاً يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (الفتح:10) وغیرہ ان کے معانی اللہ ورسول عزوجل و ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ خداوند کریم کے ہاتھ یا چہرہ ہماری طرح نہیں۔ وہ اسی کی ذات کی شان کے لائق ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ امام ترمذی نے اس حدیث کے تحت تسلی بخش بحث فرمائی ہے۔ اہل ذوق وہاں رجوع فرمائیں۔ (مترجم)

خاطر تواضع وانکساری اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے درجات کو بلند فرما دیتا ہے۔

اسے مسلم وترمذی نے روایت کیا ہے اور امام مالک نے بھی مرسلاً روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ آپ اسے مرفوع کرتے ہوئے فرماتے ہیں صدقہ دینے سے مال میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور جب کوئی بندہ صدقہ دینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تو وہ مال صدقہ سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پہنچ جاتا ہے۔ (اشارہ ہے جلد قبولیت کی طرف) اور جب کوئی بندہ اپنے لئے ایسے سوال کا دروازہ کھول لیتا ہے جس کی اسے ضرورت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے فقر (ذلت ولالچ) کے دروازے کھول دیتا ہے۔ (طبرانی)

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضور رسالتمآب ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: لوگو! موت آنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلو (توبہ کرلو)۔ (حالت نزع میں) مشغول ہونے سے پہلے پہلے اعمال صالحہ بجالاؤ۔ اور اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان، اپنے رب کا کثرت کے ساتھ ذکر کے اور ظاہر وباطن میں صدقہ کی کثرت سے رابطہ پیدا کرلو۔ تاکہ تمہیں رزق ملے، تمہاری مدد کی جائے اور تمہارے نقصانات کا ازالہ کیا جائے۔ (ابن ماجہ)

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے (اہل بیت رسول ﷺ ورضی اللہ عنہم) بکری ذبح کی۔ نبی پاک ﷺ نے دریافت فرمایا: گوشت سے کچھ باقی بچا ہے؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ایک کندھے کے علاوہ کچھ نہیں بچا۔ فرمایا: "بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا" سارا گوشت بچ گیا ہے صرف کندھا نہیں (1) بچا ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ انہوں نے بکری کا سارا گوشت سوائے کندھے کے صدقہ کردیا تھا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ کہتا ہے۔ میرا مال، میرا مال۔ حالانکہ اس کے لئے اس کے مال سے صرف تین چیزیں ہیں۔ نمبر 1 جو اس نے کھا کر ضائع کردیا۔ نمبر 2 جو پہن کر پرانا کردیا اور نمبر 3 یا (راہ خدا میں) دے کر محفوظ کرلیا۔ "وَمَا سِوىٰ ذَالِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَّ تَارِكُهُ لِلنَّاسِ" اور جو اس کے علاوہ ہے وہ تو فنا ہونے والا ہے اور یہ اسے لوگوں (وارثوں) کے لئے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اپنے وارثوں کے مال کو اپنے مال سے زیادہ پسند کرتا ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر کوئی اپنے ہی مال کو پسند کرتا ہے۔ (وارث کے مال کو کون پسند کرے گا؟) اس پر ارشاد فرمایا: "فَإِنَّ مَالَهُ مَاقَدَّمَ

---

(1) سید العالمین ﷺ کے فرمان کا مطلب ظاہر ہے کہ درحقیقت بچا وہی گوشت ہے جو راہ خدا میں صدقہ ہو کر محفوظ ہو گیا۔ اور جو صدقہ میں نہیں دیا جا سکا وہ بچا نہیں بلکہ ضائع ہو گیا کہ اسے صدقہ کرنے کا ثواب نہ مل سکا۔ سبحان اللہ (مترجم)

وَمَالَ وَارِثِہٖ مَااَخَّرَ'' اپنا مال تو صرف وہی ہے جو (صدقہ و خیرات کی صورت میں) آگے بھیج دیا اور وارث کا مال جو باقی رکھ لیا۔ (بخاری و نسائی)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کہیں جنگلی علاقہ میں تھا، اس نے بادل میں سے ایک آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر،، یہ بادل ایک جانب چلا گیا اور پتھریلی زمین پر پانی برسانے لگا۔ ایک کھال نے اس پانی کو اپنے اندر جمع کر لیا (اور یہ پانی ایک طرف بہنے لگا) یہ شخص پانی کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا بیلچے کے ساتھ پانی پھیر رہا ہے۔ اس نے پوچھا: اے بندہ خدا! تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرا نام فلاں ہے یعنی وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سے سنا تھا۔ اب باغ والے نے کہا کہ اللہ کے بندے، تم میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ مَیں نے اس بادل میں سے جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی تھی، کوئی تمہارا نام لے کر کہہ رہا تھا کہ (اے بادل!) فلاں کے باغ کو سیراب کر، اب بتاؤ کہ تم اس میں کیا نیکی کرتے ہو؟ باغ والا بولا: اب اگر تم نے پوچھ ہی لیا ہے تو سنو، مَیں اس باغ کی پیداوار کو دیکھتا ہوں (جس قدر ہوتی ہے اس میں سے) ایک تہائی صدقہ کر دیتا ہوں۔ ایک تہائی میں اور میرے اہل وعیال کھاتے ہیں اور ایک تہائی دوبارہ اسی باغ میں (بیج وغیرہ پر) خرچ کر دیتا ہوں (1)۔ مسلم۔

حدیث: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس طرح کلام فرمائے گا کہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ (اب گناہ گار بندہ شرم وخوف سے) دائیں طرف دیکھے گا تو اسے اپنے پہلے اعمال نظر آئیں گے۔ بائیں جانب دیکھے تو بھی اپنے سابقہ اعمال ہی کو دیکھے گا پھر سامنے دیکھے گا تو اپنے چہرے کے سامنے آگ ہی آگ نظر آئے گی۔ لہٰذا تم آگ سے بچو،، چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے کو (صدقہ کرنے کے) ساتھ ہی ہو۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ ''مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَتِرَ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ'' تم میں سے جو اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچا سکے اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی ہو، وہ ایسا ضرور کرے۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے کعب بن عجرہ! جنت میں وہ گوشت اور خون داخل نہیں ہوگا جس کی پرورش حرام سے ہوئی ہو،، اس کے لئے دوزخ کی آگ ہی زیادہ مناسب ہے۔ اے کعب بن عجرہ! لوگ دو طرح کی راہیں چلنے والے ہیں۔ نمبر 1 جو اپنی ذات کو (اعمال صالحہ کے ساتھ دوزخ سے) چھڑانے کی راہ چلتے ہیں تو اسے آزاد کرا لیتے ہیں۔ اور نمبر 2 وہ لوگ جو (گناہوں کی راہ چلتے ہیں) تو اپنی جان کو آگ کا

---

(1) صدقہ کی برکات کا اندازہ فرمائیں۔ بادلوں کا فرشتہ بادلوں کو حکم دیتا ہے کہ فلاں صدقہ کرنے والے کے باغ کو پانی پہنچا۔ ظاہر کہ بارش برسی ہوگی تو کچھ نہ کچھ تری تو ارد گرد کے کھیتوں کو میسر ہوئی ہوگی۔ اللہ اپنے نیک بندوں پر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ان نیکوں کے سبب بدوں کو بھی کوئی نہ کوئی چھینٹا نصیب ہو ہی جاتا ہے۔ (مترجم)

قیدی بنالیتے ہیں۔اے کعب بن عجرہ! نماز قربت الٰہی کا ذریعہ ہے۔روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسا کہ موٹا بھاری بھرکم آدمی پتھر سے پھسل جاتا ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: مَیں کسی سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد حضرت معاذ حدیث بیان کرتے ہیں۔جس کے آخر میں یہ ہے کہ" پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اچھائی و بھلائی کے دروازے نہ بتادوں؟ مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ضرور ارشاد فرمائیں۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے۔ "وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ" اور صدقہ گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

اسے ترمذی نے روایت فرمایا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک صدقہ رب کے غضب کو ٹھنڈا کرتا اور (انسان کو) سوء خاتمہ سے بچاتا ہے۔

اسے ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔اور ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔اور ابن المبارک نے کتاب البر میں آخری حصہ کی روایت کی ہے جس کے الفاظ ہیں: "اِنَّ اللّٰهَ لَيَدْرَءُ بِالصَّدَقَةِ سَبْعِيْنَ بَاباً مِنْ مِيْتَةِ السُّوْءِ" اللہ تعالیٰ صدقہ کی برکت سے انجام بد کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔

حدیث: حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تین چیزیں ہیں کہ مَیں ان پر قسم اٹھاتا ہوں اور تمہیں ایک بات بتاتا ہوں، تم اسے خوب یاد کرلو۔فرمایا: صدقہ دینے سے بندے کے مال میں کمی نہیں ہوتی۔جس بندے پر زیادتی ہو اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بڑھا دیتا ہے اور بندہ اگر اپنے لئے (بلاضرورت) مانگنے کا دروازہ کھول لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے فقر (ذلت وغربت) کے دروازے کھول دیتا ہے۔یا ایسی ہی کوئی بات ارشاد فرمائی۔اور مَیں (نبی اکرم ﷺ) تمہیں ایک اور بات بتاتا ہوں، اسے یاد رکھنا۔فرمایا: دنیا چار شخصوں کے لئے ہے۔نمبر 1 وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا وہ اس میں اللہ سے ڈرتا (اور نیک عمل کرتا) ہے۔صلہ رحمی کرتا ہے اور اس مال وعلم میں اللہ کا حق پہچانتا ہے۔یہ سب سے افضل درجہ میں ہوگا۔نمبر 2 جسے اللہ نے علم تو دیا ہے مگر مال عطا نہیں فرمایا حالانکہ اس کی نیت میں خلوص ہے۔یہ دل میں کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا میں بھی فلاں (پہلے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کی طرح عمل کرتا (صدقہ وزکوٰۃ وغیرہ دیتا) اسے اس کی نیت کا ثواب ملے گا۔یہ (اور پہلا) دونوں اجر وثواب میں برابر ہوں گے۔نمبر 3 وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال تو دیا ہے مگر علم سے بہرہ ور نہیں کیا، وہ اپنے مال میں بلاسوچے سمجھے تصرف کرتا ہے۔اس کے استعمال کرنے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا، صلہ رحمی نہیں کرتا اور نہ اس میں حقوق اللہ ہی کو پہچانتا ہے (صدقہ وزکوٰۃ نہیں ادا کرتا) اس کا ٹھکانہ بہت برا ہوگا۔اور نمبر 4 وہ آدمی ہے جسے اللہ نے نہ

اماَل دیا نہ علم، یہ کہتا ہے، اگر میرے پاس مال ہوتا تو مَیں فلاں (نمبر 3) کی طرح اس مال میں تصرف کرتا۔ اسے بھی اپنی نیت کا پھل ملے گا۔ ان (آخری) دونوں کا گناہ برابر ہوگا۔

اسے امام ترمذی وابن ماجہ نے روایت فرمایا اور امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کنجوس اور سخی کی مثال بیان فرمائی کہ دونوں ایسے دو آدمیوں کی طرح ہیں جن کے جسم پر لوہے کی بنی ہوئی دو زر ہیں ہوں اور ان کے ہاتھ ان کے سینوں اور گردنوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہوں۔ جب سخی صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اس کی زرہ کھل جاتی ہے حتی کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو بھی گھیر لیتی ہے اور اس کے نشانات قدم مٹا دیتی ہے اور بخیل و کنجوس جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ تنگ ہو جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر پھنس جاتا ہے۔ راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گریبان شریف میں ہاتھ ڈال کر انگشت شریف سے اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرما رہے تھے: وہ (کنجوس) اپنی زرہ کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

اسے امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی رحمہم اللہ نے روایت فرمایا ہے۔ نسائی کے الفاظ ہیں: ''سخی اور کنجوس کی مثال اس طرح ہے، جیسے کہ دو مرد ہوں جن کے جسم پر سینے سے لے کر گردن تک لوہے کے بنے ہوئے دو کرتے یا دو زر ہیں ہیں۔ سخی جب سخاوت کرنا چاہتا ہے تو اس کی زرہ کھل جاتی ہے اور اتنی کھلتی ہے کہ اس کے پوروں تک پہنچ جاتی ہے۔ اور انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ اور اس کے قدم کے نشان کو مٹا (1) دیتی ہے۔ اور جب کنجوس کچھ دینا چاہتا ہے۔ تو اس کی زرہ سمٹ سکڑ جاتی ہے۔ ہر حلقہ دوسرے حلقے کو پکڑ لیتا ہے۔ حتی کہ زرہ اس کی گردن کو پکڑ لیتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شہادت دیتے ہیں: انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ (سمجھانے کے لئے) اسے کشادہ کرتے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتی تھی۔

حدیث: حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں خبر پہنچی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزے سے تھیں کہ ان کے پاس کسی مسکین نے آ کر سوال کیا۔ گھر میں سوائے ایک روٹی کے اور کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی خادمہ سے فرمایا: یہ روٹی اس مسکین کو دے دے۔ خادمہ نے عرض کیا: آپ کے افطار کے لئے اور کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: تو یہ روٹی مسکین کو دے دے۔ اس نے روٹی مسکین کو دے دی۔ جب شام ہوئی انہیں (ام المومنین کو) اہل بیت نے یا کسی اور شخص نے جو ہدیہ نہ دیا کرتا تھا، ایک بکری کا ہدیہ بھیجا۔ لانے والا اس گوشت کو کپڑے سے ڈھانپے ہوئے لے کر آیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ کو بلا کر فرمایا: اسے کھا لے، یہ تیری روٹی کی ٹکیہ سے بہتر ہے۔

---

(1) یعنی زرہ اتنی کشادہ اور ڈھیلی ہو جاتی ہے کہ زمین پر گھسٹنے لگتی ہے۔ جس سے اس کے پاؤں کے نشان مٹ جاتے ہیں۔ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ مال سے محبت سبھی کو ہوتی ہے۔ اسی محبت کو لوہے کی زرہ فرمایا گیا ہے۔ لیکن سخی کو یہ محبت سخاوت سے روک نہیں سکتی۔ بلکہ سخاوت سے اس کا دل اطمینان پاتا ہے اور دوسری طرف بخیل کو یہی محبت مال صدقہ وخیرات سے روک لیتی ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اس سے میرا مال کم ہو جائے گا۔ بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے۔ (مترجم)

اسے امام مالک نے موطا میں ذکر کیا۔

حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بنی اسرائیل کے) ایک آدمی نے (دل میں) کہا کہ مَیں صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو (غلطی سے) کسی چور کو دے آیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ دیکھو۔ چور کو آج رات صدقہ دیا گیا۔ وہ سن کر بولا! اے پروردگار تیرے لئے سب تعریف ہے (تیرا شکر ہے) چور کو صدقہ مل گیا، میں صدقہ ضرور کروں گا۔ وہ اپنا مال صدقہ دینے کو گھر سے نکلا۔ اب ایک زانیہ کو دے دیا۔ صبح ہوئی تو لوگ باتیں کررہے تھے کہ آج رات زانیہ کو صدقہ دے دیا گیا۔ تو وہ یہ سن کر کہنے لگا: اے اللہ تیرا شکر ہے۔ صدقہ زانیہ کو چلا گیا۔ چلو خیر مَیں صدقہ ضرور کروں گا۔ وہ پھر صدقہ کا مال لے کر چلا تو کسی مالدار کو دے دیا۔ حسب معمول صبح کو لوگ پھر باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک مالدار شخص کو صدقہ دیا گیا۔ وہ بولا: یا مولیٰ! ساری تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ کیا چور، زانیہ اور مالدار کو میرا صدقہ صرف ہوگیا ہے؟ تو خواب میں اسے بتایا گیا کہ تیرا چور پر صدقہ (بیکار نہیں گیا بلکہ) ہوسکتا ہے اس سے چور چوری کرنے سے باز آجائے۔ زانیہ پر تیرا صدقہ کرنا (بھی رائیگاں نہیں) ممکن ہے وہ زنا کی برائی سے بچ جائے اور مالدار کو جو تیرا صدقہ پہنچا (تو بے فائدہ یہ بھی نہیں) شاید وہ مالدار اس سے عبرت حاصل کرلے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے خود بھی راہ خدا میں خرچ (1) کرنے لگے۔

اسے بخاری نے روایت فرمایا ہے۔ اور مسلم ونسائی نے بھی روایت کیا۔ انہوں نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بھی زائد کہے ہیں۔ ''اسے خواب میں بتایا گیا کہ تیرا صدقہ قبول فرمالیا گیا ہے'' اس کے بعد حدیث کا باقی حصہ ذکر کیا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: (بروز قیامت) ہر شخص اپنے دیئے ہوئے صدقہ کے سائے (حفاظت) میں ہوگا تا آنکہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہوجائے۔ یزید کہتے ہیں: حضرت ابوالخیر مرثد رحمہ اللہ جس دن کوئی خطا سرزد ہوجاتی ضرور صدقہ کرتے تھے، چاہے روٹی کا کوئی ٹکڑا یا پیاز کا دانہ ہوتا۔

اسے امام احمد، ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ حاکم نے بھی اس کی روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: ابن خزیمہ ہی کی ایک روایت میں یزید بن ابی حبیب، (ابوالخیر) مرثد بن ابی عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ شہر میں سب سے پہلے وہ (ابوالخیر) مسجد (نماز کے لئے) آتے تھے۔ میں نے جب بھی انہیں مسجد میں داخل ہوتے دیکھا،

---

(1) اگر یہ صدقہ نافلہ تھا تو کوئی اعتراض نہیں ہوتا کہ صدقہ نافلہ ہر کسی کو دے سکتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ یہ صدقہ بیکار نہیں گیا۔ اور اگر یہ صدقہ واجبہ یا زکوٰۃ تھی تو اس سلسلہ میں کچھ اختلاف ہے۔ طرفین (امام قاضی ابو یوسف وامام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمہما اللہ) کا قول ہے کہ اگر غلطی سے زکوٰۃ ایسی جگہ دے دی جو مصرف زکوٰۃ نہ تھی بعد کو معلوم ہوا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔ دیگر ائمہ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ البتہ اس مصرف نے اب دیا ہوا مال واپس نہ لے۔ خود لینے والے کے لئے یہ حلال ہے کہ حرام؟ قوی یہ ہے کہ اگر غلطی سے لے لیا ہے تو حلال ہے اور دانستہ کیا ہے تو حرام۔ (مترجم)

ان کے ہاتھ میں صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ ہوتا، کبھی پیسے، کبھی روٹی اور کبھی گندم ہوتی۔ کہتے ہیں: بسااوقات مَیں نے انہیں پیاز اٹھائے ہوئے بھی دیکھا۔ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے انہیں کہا: اے ابوالخیر! یہ پیاز آپ کے کپڑوں کو بدبودار کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں: انہوں نے جواب دیا: اے ابن ابی حبیب! گھر میں اس کے سوا صدقہ کرنے کے لئے کوئی اور چیز نہیں تھی (اور میں ایسا اس لئے کرتا ہوں کہ) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کسی صاحب نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن مومن کے لئے سایہ اس کا صدقہ ہوگا۔

حدیث: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حدیث قدسی میں فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے ابن آدم! میرے پاس اپنے خزانے کو (صدقہ وخیرات کرکے) مکمل کرلے۔ پھر یہ نہ جلے گا، نہ غرق ہوگا اور نہ چوری ہوگا۔ مَیں (قیامت کے روز) تیری حاجت سے بھی زیادہ کرکے عطا فرماؤں گا۔

اسے طبرانی و بیہقی نے روایت کیا اور بیہقی کہتے ہیں: یہ حدیث مرسل ہے۔ اور ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ کی حدیث روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اسْتُوْدِعَ شَیْئًا حَفِظَہٗ'' اللہ تعالیٰ کے پاس جو چیز امانت رکھی جائے، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

حدیث: حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمیں صدقہ کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: صدقہ دوزخ کی آگ سے حجاب بن جائے گا اس آدمی کے لئے جس نے بہ نیت ثواب دیا اور اس سے اللہ عزوجل کی رضا چاہی۔ (طبرانی)

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی کسی چیز کا صدقہ دیتا ہے تو اس چیز کو ستر شیطانوں کے جبڑوں سے چھڑا کر نکالتا ہے۔

اسے امام احمد، بزار، طبرانی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اعمش کے حضرت بریدہ سے سماع میں تردد ہے۔ حاکم اور بیہقی نے بھی اسے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ اور بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی موقوفاً روایت کی ہے۔ جس میں ہے۔ ''جب صدقہ نکالا جاتا ہے تو اس سے ستر شیطانوں کے جبڑے چھڑائے جاتے ہیں۔ یہ شیاطین سب کے سب صدقہ دینے سے روکتے ہیں''۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں تمام انصار سے زیادہ باغات والے تھے۔ اور انہیں اپنے تمام اموال میں سب سے زیادہ پیارا مال ''بیرحاء'' کا باغ تھا۔ (یہ باغ کا نام تھا) جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے جاتے اور وہاں کنویں کا پاکیزہ پانی نوش فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:92) ''یعنی تم بھلائی ہرگز نہیں پاسکو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو گے''۔ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''تم بھلائی ہرگز نہ پاسکو گے

جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو گے"۔ اور مجھے سب سے زیادہ پیارا مال "باغ بیرحاء" ہے۔ اب وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے پاس سے اس کے اجر وثواب اور ذخیرہ کی امید رکھتا ہوں۔ اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ! آپ اسے وہاں صرف فرمائیں جہاں اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرمائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت خوب یہ تو بڑے نفع کا مال ہے۔ بڑے فائدہ کا مال ہے(1)۔

بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے اسے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! نماز کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: یہ ایک مکمل عمل ہے۔ (اس کے ارکان وشرائط کو باحسن واکمل طریق ادا کرنا چاہیے) مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک افضل عمل کو اپنے دل میں چھپایا ہوا ہے۔ (اس کے بارے میں سوال نہیں کیا) فرمایا: وہ کیا ہے۔ عرض کیا: روزہ۔ فرمایا: روزہ نیکی ہے۔ اور اس کی بات یہاں نہیں ہوئی۔ میں عرض گذار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی بات فرمائی۔ (حضرت انس کو یاد نہیں رہی) میں نے عرض کیا: اگر میں صدقہ نہ کرسکوں تو؟ فرمایا: ضرور کرو اگرچہ اپنے بچے ہوئے کھانے کا ہی ہو۔ عرض کیا: اگر یہ بھی نہ کرسکوں پھر؟ فرمایا: چاہے کھجور کا کوئی حصہ صدقہ کردو۔ عرض کیا: یہ بھی نہ ہو سکے تو؟ فرمایا: کسی سے اچھی بات ہی کہہ دو۔ عرض کیا: اگر یہ بھی نہ کرسکوں؟ فرمایا: لوگوں کو تکلیف دینا چھوڑ دو یہ بھی ایک صدقہ ہے جو تم اپنی جان پر کرتے ہو۔ میں نے پھر عرض کیا کہ یہ بھی نہ کرسکوں تو پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا: "تُرِيْدُ اَنْ لَّا تَدَعَ فِيْكَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا" تم چاہتے ہو کہ اپنے اندر نیکی کی کوئی خصلت باقی نہ رہنے دو۔

اسے بزار نے روایت کیا الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس جیسی اس سے طویل روایت کی۔ اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: اور بیہقی شریف نے بھی مندرجہ بالا واقعہ روایت کیا ہے۔ ان کی روایات میں سے ایک کے الفاظ ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا چیز بندے کو دوزخ کی آگ سے بچاتی ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ پر ایمان۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ایمان کے ساتھ کوئی اور عمل؟ فرمایا: جن چیزوں کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے ان میں سے کچھ راہ خدا میں دینا اور جو کچھ اللہ نے تم کو بطور رزق عطا فرمایا ہے اس سے تھوڑا بہت صدقہ کرتے رہنا۔ مَیں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! اگر کوئی فقیر ہو دینے کے لئے اپنے پاس کچھ نہ پائے تو؟ فرمایا: تو وہ نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے۔ مَیں نے گذارش کی: اگر نیکی کا حکم اور برائی سے منع نہ کرسکتا ہو۔ پھر کیا کرے؟ فرمایا: بے ہنر شخص کی مدد

(1) بخاری ومسلم میں اس سے آگے بھی چند جملے ہیں کہ" جو تم نے کہا ہے وہ میں نے سن لیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں ایسے ہی کروں گا۔ پھر ابوطلحہ نے یہ باغ اپنے قریبی عزیزوں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔ (بخاری ومسلم) (مترجم)۔

کرے۔ مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کیا فرماتے ہیں، اگر وہ اچھی طرح یہ بھی نہ کرسکے تو؟ فرمایا: اسے مظلوم کی امداد کرنی چاہیے۔ مَیں نے پھر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی رائے شریف کیا ہے اگر وہ کمزور ہو کہ مظلوم کی مدد نہ کرسکتا ہو؟ فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے (ایسے) دوست کے لئے بھلائی کی کوئی بات باقی نہ رہنے دو؟ اسے چاہیے کہ اپنی ایذارسانی سے لوگوں کو بچائے رکھے۔ (کسی کو ایذا نہ پہنچائے) میں نے پھر پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ارشاد ہے، اگر کوئی یہ اعمال کرے تو یہ اسے جنت میں داخل کردیں گے؟ فرمایا: ''مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يُصِيْبُ خَصْلَةً مِّنْ هٰذِهِ الْخِصَالِ اِلاَّ اَخَذَتْ بِيَدِهٖ حَتّٰى تُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ'' جس بندہ مومن نے ان خصلتوں میں سے کوئی خصلت اختیار کرلی تو یہ اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائے گی۔

حدیث: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلصَّدَقَةُ تَسُدُّ سَبْعِيْنَ بَاباً مِّنَ السُّوْءِ'' صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کرتا ہے۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ دینے میں جلدی کرو اس لئے کہ مصیبت صدقہ کو پھلانگ کر آگے نہیں آسکتی۔

اسے بیہقی نے موقوفاً ومرفوعاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت رافع بن لکیث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ حدیبیہ میں شریک ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اخلاق کثرت (مال وزر وغیرہ کا باعث) ہے اور بدخلقی بدقسمتی ہے۔ نیکی سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور صدقہ گناہوں کو مٹاتا اور سوء خاتمہ سے بچاتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ایک راوی کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ اس روایت کا کچھ حصہ ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ مسلم کا صدقہ عمر میں اضافہ کرتا ہے۔ انجام بد سے بچاتا ہے ''وَيُذْهِبُ اللّٰهُ بِهَا الْكِبْرَ وَالْفَخْرَ'' اور اللہ تعالیٰ اس صدقہ کی برکت سے صدقہ دینے والے سے تکبر وفخر کو دور فرمادیتا ہے۔

اسے طبرانی نے کثیر بن عبداللہ عن ابیہ، عن جدہ عمرو بن عوف (رضی اللہ عنہم) کے طریق سے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کی تحسین کی اور ابن خزیمہ نے اس متن کے علاوہ اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا کہ اعمال (صالحہ) ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں ''فَتَقُوْلُ الصَّدَقَةُ اَنَا اَفْضَلُكُمْ'' صدقہ کہتا ہے۔ مَیں تم سب سے افضل ہوں۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط شیخین صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: (ایک دن) رسول اللہ ﷺ (مسجد میں)

تشریف لائے۔آپ کے دست مبارک میں چھڑی تھی۔دیکھا کہ ایک شخص نے (غرباء کے لئے بطور صدقہ) ردی کھجوروں کا ایک خوشہ لٹکا رکھا ہے۔آپ اس خوشہ کو چھڑی کے ساتھ مارنے لگے۔پھر فرمایا: کاش کہ یہ صدقہ کرنے والا اس سے عمدہ چیز کا صدقہ کرتا، بے شک یہ صدقہ (اس قسم کا ردی) کرنے والا قیامت کے دن ردی کھجوریں (1) ہی کھائے گا۔

اسے نسائی نے روایت کیا۔الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔ابوداؤد، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مال حرام جمع کیا۔پھر اس میں سے صدقہ کیا اسے اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا (بلکہ الٹا) گناہ اس پر ہوگا۔

اسے ابن خزیمہ، ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کو باقی رہنے دے (2)۔اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہرحال بہتر ہے۔ اور صدقہ کی ابتدا اپنے اہل وعیال سے کرو۔(ایسا نہ ہو کہ) تمہاری بیوی کہے: مجھے خرچہ دو یا طلاق دے دو۔تمہارا غلام کہے: مجھ پر خرچ کرو یا مجھے بیچ ڈالو۔اور تمہاری اولاد کہے: آپ ہمیں کس کے سہارے چھوڑے بیٹھے ہیں؟ (ہمیں خرچہ کون دے؟)

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ممکن ہے کہ ''تمہاری بیوی کہے'' سے آخر تک حضرت ابوہریرہ کا اپنا قول ہو جسے راوی نے درج کر دیا ہو۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کبھی کبھی) ایک درہم، ایک لاکھ درہم سے (ثواب میں) بڑھ جاتا ہے۔ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کیسے؟ فرمایا: ایک ایسا شخص، جس کے پاس مال کثیر ہے وہ اپنے مال سے ایک لاکھ درہم پکڑتا ہے اور صدقہ کرتا ہے اور ایک دوسرا شخص ہے جس کے پاس صرف دو ہی درہم ہیں۔وہ ان میں سے ایک کو صدقہ کر ڈالتا ہے۔(تو یہ ایک درہم، صاحب مال کثیر کے ایک لاکھ درہم سے ثواب میں بڑھ جائے گا)۔

---

(1) یعنی صدقہ اچھی اور عمدہ چیز کا کرنا چاہیے۔ثواب کامل اچھی چیز ہی صدقہ کرنے سے حاصل ہوگا۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:92) تم ہرگز بھلائی نہیں پاسکو گے جب تک اپنی پیاری چیز راہ حق میں خرچ نہ کرو۔(مترجم)

1۔یعنی صدقہ اتنا مال کرے کہ خود بھی غنی رہے۔ایسا نہ ہو کہ سارا مال صدقہ کر دے اور بعد میں خود اپنی ضروریات کے لئے ہاتھ پھیلاتا پھرے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (بنی اسرائیل:29) یعنی اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورے کا پورا کھول دے کہ بعد میں ملامت زدہ تھکا ہارا بیٹھ رہے۔مطلب یہ کہ بالکل بخیل بھی نہ ہو کہ یوں لگے جیسے تمہارے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہوں کچھ دینے کے لئے ہل ہی نہیں سکتے اور نہ اس قدر دے ڈالو کہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے خود سوال کرنا پڑے اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔یہ حکم عام لوگوں کا ہے۔خاص اس سے مستثنیٰ ہیں۔انہیں سب کچھ دے ڈالنے کے بعد نہ سوال کرنا پڑتا ہے نہ پریشانی ہوتی ہے۔ ان کی ضروریات خزانہ غیب سے پوری ہوتی رہتی ہیں۔جیسے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب کچھ بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں پیش کر دیا تھا۔(مترجم)

اس کو نسائی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ اور حاکم فرماتے ہیں: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ام بجید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مسکین سائل میرے دروازے پر کھڑا ہو اور میں اپنے پاس اسے دینے کے لئے کوئی چیز نہ پاؤں تو؟ (ایسی صورت میں کیا کروں؟) رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: ''اِنْ لَّمْ تَجِدِیْ اِلاَّ مُحْرَقًا فَادْفَعِیْهِ اِلَیْهِ فِیْ یَدِهٖ'' اگر تمہارے پاس کسی جانور کے جلے ہوئے کھر کے سوا اور کچھ نہ ہو تو وہی اس کے ہاتھ میں دے دو۔

اسے امام ترمذی و ابن خزیمہ نے روایت کیا۔ اور ابن خزیمہ نے اپنی ایک اور روایت میں زیادہ کیا کہ: ''سائل کو بغیر کچھ دیئے واپس مت کرو چاہے جلا ہوا کھر ہی دو''۔ ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک بہت عبادت گذار راہب تھا۔ اس نے اپنے عبادت خانے میں ساٹھ سال تک اللہ کی عبادت کی۔ پھر زمین پر بارش ہوئی جس سے زمین سرسبز ہوگئی۔ راہب نے اپنے عبادت خانے سے سر باہر نکال کر دیکھا تو (دل میں) کہا: اگر میں (عبادت خانے سے) نیچے زمین پر اتروں پھر اللہ کو یاد کروں تو اپنی نیکیوں میں اس طرح اضافہ کرلوں۔ اس کے بعد وہ نیچے اتر آیا، اس کے پاس ایک یا دو روٹیاں تھیں۔ وہ زمین میں پھر رہا تھا کہ ایک عورت ملی۔ اس عورت سے اس نے کبھی کلام نہ کیا تھا اور نہ ہی عورت نے کبھی اس سے بات کی تھی۔ اب اس نے اس عورت کو پکڑ کر بدکاری کرلی۔ پھر (خوف جرم سے) اس پر غشی طاری ہوگئی۔ ہوش آنے پر نہانے کے لئے کسی تالاب پر پہنچا۔ وہاں ایک سائل آگیا۔ راہب نے اسے اشارہ کیا کہ اس کی دونوں روٹیاں لے لے۔ پھر راہب مرگیا تو اس کی ساٹھ سالہ عبادت کا اس ایک بدکاری کے ساتھ وزن کیا گیا۔ بدکاری کا گناہ اس کی عبادت کے ثواب سے بڑھ گیا۔ پھر اس کی نیکیوں کے پلڑے میں (وہی سائل کو دی جانے والی) ایک یا دو روٹیاں رکھی گئیں اب اس کی نیکیاں (گناہوں سے) بڑھ گئیں۔ تو اس کی مغفرت فرمادی گئی۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت مغیرہ بن عبداللہ جعفی رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: نبی پاک ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب کے پاس ہم بیٹھے تھے۔ جن کا اسم گرامی خصفہ بن خصفہ تھا۔ وہ ایک بھاری بھرکم آدمی کی طرف دیکھنے لگے۔ مَیں نے ان سے کہا کہ آپ اس کی طرف کیا دیکھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: مجھے ایک حدیث یاد آرہی ہے۔ جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ مَیں نے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے: کیا تم جانتے ہو کہ طاقتور کون ہوتا ہے؟ ہم (صحابہ) نے عرض کیا: وہ آدمی جو دوسرے آدمی کو (کشتی وغیرہ) میں گرادے۔ فرمایا: پورا طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھ سکتا ہے۔ جانتے ہو کہ بے اولاد کس کو کہتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: وہ آدمی جس کا کوئی بچہ پیدا نہ ہوتا ہو۔ فرمایا: بے اولاد

وہ ہے جس کے بچے تو ہوں مگر اس نے ان میں سے کسی کو آگے نہ بھیجا ہو (راہ خدا پر نہ لگایا ہو) کیا تمہیں معلوم ہے کہ محتاج وفقیر کون ہوتا ہے؟ ہم نے عرض کیا: وہ شخص جس کے پاس کوئی مال نہ ہو۔ فرمایا: ''اِنَّ الصَّعْلُوْكَ كُلَّ الصَّعْلُوْكِ الَّذِیْ لَهُ الْمَالُ لَمْ یُقَدِّمْ مِنْهُ شَیْئًا'' پورا پورا محتاج وہ شخص ہے جس کے پاس مال ودولت تو ہو لیکن اس مال سے اس نے آگے کچھ نہ بھیجا ہو (صدقہ وخیرات نہ کیا ہو)۔

اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں کچھ جرح کی جاتی ہے۔

ترغیب
صدقہ چھپا کر دینا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں:مَیں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا ہے کہ سات اشخاص ہیں،جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں اس دن جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔(یعنی قیامت کے دن)۔نمبر 1 انصاف کرنے والا بادشاہ،نمبر 2 وہ نوجوان جو اللہ عزوجل کی عبادت میں وقت گذارتا ہے،نمبر 3 وہ آدمی جس کا دل مسجدوں کے ساتھ اٹکا رہتا ہے(مسجد میں آکر ہی اسے سکون ملتا ہے)۔نمبر 4 وہ دو آدمی جو محض اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں۔ملتے ہوں تو اسی وجہ سے اور جدا ہوتے ہوں تو بھی اسی وجہ سے،نمبر 5 وہ بندہ جسے کسی مال ومنال اور حسن و جمال والی عورت نے دعوت گناہ دی ہو تو اس نے کہہ دیا ہو کہ مَیں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (یہ کہہ کرانکار کر دیا ہو)،نمبر 6 ''وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ'' وہ شخص جو صدقہ کرے اور اسے اس طرح چھپائے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے اور نمبر 7 وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہو تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہوں۔

اسے بخاری ومسلم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا۔اور امام مالک وترمذی نے حضرت ابوہریرہ یا حضرت سعید سے روایت کیا ہے۔صحابی کے نام میں شک ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو یہ ہلنے لگی۔اللہ نے اسے پہاڑوں کے ساتھ باندھ دیا۔فرشتے پہاڑوں کی شدت دیکھ کر متعجب ہوئے اور عرض کرنے لگے:اے ہمارے پروردگار!کیا تو نے پہاڑوں سے زیادہ سخت وشدید کوئی اور مخلوق پیدا فرمائی ہے؟اللہ تعالیٰ نے فرمایا:ہاں وہ لوہا ہے۔فرشتے بولے:کیا تو نے لوہے سے زیادہ سخت کوئی مخلوق بنائی ہے؟فرمایا:ہاں،وہ آگ ہے۔وہ بولے: کیا آگ سے بھی زیادہ سخت کوئی مخلوق پیدا فرمائی ہے؟ارشاد ہوا:ہاں،پانی۔ملائکہ پھر عرض گذار ہوئے:کیا پانی سے زیادہ سخت کوئی مخلوق تو نے تخلیق کی ہے؟جواب ملا:ہاں وہ ہوا ہے۔وہ پھر عرض کرنے لگے کہ کیا ہوا سے بھی زیادہ سخت تو نے کسی مخلوق کو پیدا فرمایا ہے؟اللہ تعالیٰ نے فرمایا:ہاں وہ ہے اولاد آدم کہ جب دائیں ہاتھ کے ساتھ صدقہ کرے اور بائیں ہاتھ (1) سے اس کو چھپائے۔

اسے امام ترمذی اور بیہقی وغیرہما نے روایت فرمایا ہے۔الفاظ ترمذی کے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔آپ فرماتی ہیں:رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(1) اس طرح سے صدقہ کرنے والا اللہ جل شانہ کے غیظ وغضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔حدیث میں مذکورہ باقی اشیاء سے یہ کام نہیں ہوسکتا۔اسی لئے فرمایا کہ آدم زادان تمام اشیاء سے زیادہ سخت وشدید ہے۔ورنہ مومن تو مومن کے ساتھ بریشم سے زیادہ نرم ہوتا ہے۔(مترجم)

نیکی کے کام برائی میں گرنے سے بچاتے ہیں۔ ''وَالصَّدَقَةُ خَفِيًّا تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ''چھپا کر صدقہ دینا رب تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ صلہ رحمی عمر بڑھاتی ہے۔ ہر نیک عمل صدقہ ہے۔ دنیا میں نیک کام کرنے والے ہی آخرت میں نیک کام (کا ثواب پانے) والے ہوں گے۔ دنیا میں برے عمل کرنے والے آخرت میں بھی برے عمل (کی سزا اٹھانے) والے ہوں گے۔ اور جنت میں سب سے پہلے نیک اعمال کرنے والے داخل ہونگے۔

طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! صدقہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا اجر دوگنا ہے اور اللہ کے ہاں اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ پھر یہ آیہ مبارکہ کی تلاوت فرمائی: مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً (البقرۃ:245) ترجمہ: ''ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے لئے کئی گنا بڑھا دے گا''۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: جو فقیر کو چھپا کر دیا جائے یا غریب آدمی کا سخت محنت کر کے صدقہ دینا۔ پھر سرکار ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ وَیُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (البقرۃ:271) ترجمہ: ''اگر تم صدقات ظاہر کر کے دو تو کیا ہی خوب ہے اور اگر چھپا کر فقراء کو دو تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے۔ اور اس سے تمہارے گناہ مٹائے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے''۔

اسے امام احمد نے مطولاً اور طبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ دونوں کی اسناد میں علی بن یزید راوی ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ وَثَلَاثَةٌ يَبْغَضُهُمُ اللّٰهُ''، تین شخص ہیں جن سے اللہ محبت رکھتا ہے اور تین آدمی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ جن سے محبت رکھتا ہے ان میں نمبر 1 ایک آدمی کسی قوم کے پاس آیا اور اللہ کے نام پر سوال کیا۔ اپنے اور اس قوم کے درمیان اپنی رشتے داری کا واسطہ نہیں دیا۔ قوم نے اسے کچھ دینے سے انکار کر دیا۔ ایک شخص اس کے پیچھے ہولیا اور اسے چھپا کر کچھ دے دیا کہ اس کے دینے کو اللہ اور لینے والے کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ نمبر 2 ایک قوم نے رات کو سفر کیا حتی کہ جب انہیں نیند ہر چیز سے پیاری ہوگئی (بہت تھک گئے) تو سر زمین پر رکھ کر سو گئے۔ تو ان میں سے ایک آدمی اٹھا اپنی آرام گاہ چھوڑی اور میری آیات کی تلاوت شروع کر دی۔ نمبر 3 ایک آدمی کسی لڑائی پر گیا، دشمن سے مقابلہ ہوا، ساتھی بھاگ گئے۔ یہ سینہ تانے مقابلہ کرتا رہا حتی کہ شہید ہو گیا یا فتح یاب ہو کر لوٹا۔ اور وہ تین (بدقسمت) اشخاص جنہیں اللہ ناپسند فرماتا ہے۔ وہ ہیں نمبر 1 بوڑھا زناکار، نمبر 2 متکبر فقیر اور نمبر 3 ظالم مالدار۔

اسے ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے روایت کیا۔ یہ الفاظ دونوں کے ہیں۔

ترغیب

شوہر، بیوی اور اقارب (ماں باپ بچے) پر صدقہ اور انہیں دوسروں سے مقدم کرنا

حدیث: حضرت زینب ثقفیہ زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے گروہ خواتین! صدقہ ضرور کیا کرو اگرچہ اپنے زیورات ہی میں سے دے دیا کرو۔ فرماتی ہیں: مَیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا کہ آپ غریب و تنگ دست آدمی ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم دیا ہے۔ آپ سرکار دو عالم ﷺ سے جا کر پوچھ آئیں کہ اگر میرا صدقہ تم لوگوں پر جائز ہے تو ٹھیک ورنہ مَیں تمہارے علاوہ کسی اور کو دے دوں۔ حضرت عبداللہ کہنے لگے کہ تم خود جاؤ۔ لہٰذا مَیں گئی۔ مَیں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا رعب و دبدبہ بہت تھا (اس وجہ سے اندر جانے کی ہمت نہ ہوئی) حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر ہمارے پاس آئے۔ ہم نے انہیں کہا کہ اندر جایئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیجئے کہ باہر دو عورتین دروازے پر کھڑی مسئلہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا ان کی طرف سے ان کے شوہروں پر اور شوہروں کی پرورش میں یتیم بچوں پر صدقہ کرنا جائز ہے؟ یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں۔ فرماتی ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ اندر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہمارا مسئلہ دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: وہ دونوں خواتین ہیں کون؟ انہوں نے عرض کیا: ایک انصاریہ بی بی اور دوسری زینب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون سی زینب؟ (زینب نام کی بہت سی صحابیات تھیں) عرض کیا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَهُمَا اَجْرَانِ، اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ'' ان کے لئے دو ثواب ہیں۔ ایک قرابت داری کا اور دوسرا صدقہ کرنے کا۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت فرمایا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَّ عَلٰى ذَوِى الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَّ صِلَةٌ'' مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ (کا ثواب) ہے اور اہل قرابت پر صدقہ دوگنا اجر رکھتا ہے۔ صدقہ کرنے کا بھی اور صلہ رحمی کا بھی۔

اسے نسائی اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حسن ہے اور ابن خزیمہ، ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ ابن خزیمہ کے الفاظ میں ہے کہ: ''فرمایا: مسکین پر صدقہ، ایک ہی صدقہ ہے اور قرابت دار پر صدقہ دو صدقے ہیں۔ نمبر 1 صدقہ، نمبر 2 صلہ رحمی''۔

حدیث: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: صدقات

میں سے سب سے افضل صدقہ کون سا ہے؟ فرمایا: "عَلٰی ذِی الرَّحِمِ الْکَاشِحِ" اپنے دل میں تمہاری عداوت رکھنے والے رشتے دار پر تمہارا صدقہ (1) کرنا۔ (اللہ اکبر کبیرا)

اسے امام احمد وطبرانی نے روایت کیا۔ امام احمد کی اسناد حسن ہے۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے اور حاکم کہتے ہیں یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

ترہیب

انسان اپنے آقا سے یا رشتے دار اپنے رشتے دار سے اس کے زائد از ضرورت مال میں سے کچھ مانگے اور یہ بخل سے کام لے یا صدقہ اجنبیوں کو دے حالانکہ اپنے اہل قرابت محتاج ہوں

حدیث: سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس شخص کو عذاب نہیں دے گا جس نے یتیم پر مہربانی کی، اس کے ساتھ نرم گفتگو کی اور اس کی یتیمی و کمزوری پر رحم کھایا۔ اور اللہ کی عطا فرمودہ نعمتوں کی وجہ سے اپنے پڑوسی پر فخر و تکبر نہ کیا اور ارشاد فرمایا: اے امت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام! "وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَدَقَۃً مِّنْ رَجُلٍ وَّلَہٗ قَرَابَۃٌ مُّحْتَاجُوْنَ اِلٰی صِلَتِہٖ وَیَصْرِفُھَا اِلٰی غَیْرِھِمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا، اللہ تعالیٰ اس آدمی کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جس کے اپنے رشتے دار محتاج ہوں مگر وہ صدقہ غیروں کو دیتا پھرے۔ قسم اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے روز نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیرا باپ، پھر درجہ بدرجہ جو زیادہ قریب ہو۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: کسی غلام آدمی نے اپنے آقا سے اس کے زائد از ضرورت مال میں سے کچھ مانگا۔ آقا نے دینے سے انکار کر دیا تو قیامت کے دن آقا کا یہ زائد از ضرورت مال جو اس نے اپنے غلام کو نہ دیا تھا، گنجے سانپ کی صورت میں لایا جائے گا (جو اس آقا کو اذیت دے گا)۔

(1) گالیاں بکنے والوں کو دعائیں دینے والے، ایذائیں دینے والوں کو پناہیں دینے والے اور قطع رحمی کرنے والوں کی طرف دست رحمت بڑھانے والے پیغمبر اعظم ﷺ نے اپنے چاہنے والوں کو بھی کتنی خوبصورت تعلیم دی ہے۔ قربان جایئے اس رحمت و رافت کے پیکر پر، ایسی ہی تعلیمات ہیں جن سے بیگانے اپنے، دشمن دوست، کافر مسلم اور منافق مخلص بن گئے تھے۔ کتنی شدید ضرورت ہے دور حاضر میں ان پر عمل پیرا ہونے کی! (مترجم)

اسے ابوداؤد (الفاظ انہی کے ہیں) نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ امام ابوداؤد کہتے ہیں۔ ''یہ وہ گنجا سانپ ہے جس کے سر کے بال زہر کی وجہ سے گر گئے ہوں''۔

حدیث: حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی ذی رحم (رشتہ دار) کے پاس اس کا ذی رحم آئے اور اس سے اللہ کے دیئے ہوئے ضرورت سے زائد مال میں سے کچھ مانگے۔ یہ بخل کا اظہار کرے (نہ دے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت کے دن جہنم سے ایک سانپ نکالے گا، جس شجاع کہا جاتا ہے۔ جو اسے کاٹے گا اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط اور کبیر میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کے پاس اس کے چچازاد بھائی نے آ کر اس کے مال میں سے کچھ مانگا۔ مالدار نے دینے سے انکار کر دیا تو بروز قیامت اللہ تعالیٰ اس سے اپنا فضل روک لے گا۔

اسے طبرانی نے صغیر واوسط میں روایت کیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

ترغیب

کسی کو قرض دینا اور اس کی فضیلت

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس آدمی نے کسی کو دودھ (1) یا چاندی کا عطیہ دیا یا کسی بھولے ہوئے راہی کو راستہ بتایا تو ''كَانَ لَهُ مِثْلَ عِتْقِ رَقَبَةٍ'' اسے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

اسے امام احمد، ترمذی (الفاظ انہی کے ہیں) اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: ''كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ'' ہر قرض صدقہ ہے۔

اسے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک (نیک) آدمی جنت میں داخل ہوا تو اس نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا: ''اَلصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ'' صدقہ کا دس گنا ثواب ہے اور قرض دینے کا اٹھارہ گنا۔

---

(1) دودھ دینے والا جانور دے دیا تاکہ وہ اس کا دودھ پیتا رہے۔ چاندی کا عطیہ سے مراد قرض دینا ہے۔ (مترجم)

اسے طبرانی و بیہقی دونوں نے عقبہ بن حمید کی روایت سے ذکر کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان دوسرے مسلمان کو ایک مرتبہ قرض دیتا ہے تو وہ ایسے ہوتا ہے جیسے دو مرتبہ صدقہ کیا ہو۔

اسے ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے مرفوعاً و موقوفاً روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ کسی تنگ دست پر آسانی کرتا ہے "یَسَّرَ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ" اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا۔

اس کو ابن حبان، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے۔

ترغیب

تنگ دست مقروض پر آسانی کرنا، مہلت دینا اور کچھ تھوڑا بہت قرضہ چھوڑ دینا

حدیث: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے کسی مقروض کو طلب کیا تو وہ چھپ گیا۔ پھر ایک دن اسے پالیا (ملاقات ہوگئی) وہ کہنے لگا کہ بہت تنگ دست ہوں (ابھی ادائیگی نہیں کر سکتا) حضرت قتادہ نے کہا کیا اللہ کی قسم؟ اس نے جواب دیا: ہاں اللہ کی قسم۔ قتادہ رضی اللہ عنہ فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے: "مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْيَضَعْ عَنْهُ" جسے یہ اچھا لگتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی سختیوں سے نجات عطا فرمائے، اسے تنگ دست پر آسانی کرنی چاہیے یا قرض کا بوجھ اتار دینا چاہیے (معاف کر دینا چاہیے)۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔ اور طبرانی نے بھی اوسط میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ فرمایا: "جسے یہ بات اچھی لگتی ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت کی سختیوں سے نجات عطا کرے اور اپنے عرش کے نیچے اسے سایہ عطا فرمائے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دے"۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کی روح کو (بعد از مرگ) فرشتے ملے، اس سے پوچھا: تو نے کوئی نیک عمل کیا؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ فرشتوں نے کہا: یاد کر۔ وہ بولا: مَیں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور مَیں نے اپنے کارندوں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تنگ دست کو مہلت دیا کریں اور کھاتے پیتے لوگوں سے درگذر کیا کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے فرشتو! "تَجَاوَزُوْا عَنْهُ" اس سے درگذر کرو۔ ہم نے اس کی مغفرت فرما دی ہے۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت فرمایا۔ الفاظ مسلم شریف کے ہیں۔

حدیث: مسلم اور ابن ماجہ کی ایک اور روایت میں ہے، حضرت حذیفہ ہی نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں: ایک آدمی فوت ہوا۔ جنت میں داخل ہوا تو اس سے پوچھا گیا: تو کیا عمل کرتا تھا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اسے یاد آ گیا یا اسے یاد دلایا گیا تو کہنے لگا: میں لوگوں کے ساتھ خرید و فرخت کرتا تھا۔ تنگ دست کو مہلت دیتا اور رقم یا نقد وصول کرنے میں درگذر سے کام لیتا تھا۔ فَغُفِرَ لَهٗ اسی پر اس کو بخش دیا گیا۔

حدیث: اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا۔ ملک الموت اس کی روح قبض کرنے اس کے پاس پہنچے۔ اور کہا: تو نے کوئی نیکی کا عمل بھی کیا؟ بولا: مجھے معلوم نہیں۔ کہا گیا کہ سوچ لو۔ وہ کہنے لگا: مجھے اس کے سوا کچھ علم نہیں کہ مَیں دنیا میں لوگوں سے تجارت کا کاروبار کرتا تھا۔ صاحب مال کو مہلت دیتا اور تنگ دست سے درگذر کرتا تھا۔ ''فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ'' اللہ تعالیٰ نے اسے (بعد از موت) جنت میں داخل فرما دیا۔ حضرت ابو مسعود نے فرمایا کہ میں نے بھی یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک آدمی، جسے اللہ نے مال سے نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اللہ نے فرمایا: تو نے دنیا میں کیا عمل کیا؟ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں: حالانکہ لوگ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات، چھپا نہیں سکتے۔ (اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم تھا) عرض کرنے لگا: اے میرے پروردگار! تو نے مجھے دولت عطا کی تھی میں لوگوں کے ساتھ بیع و شراء کرتا تھا۔ میرے خلق میں درگذر تھی۔ صاحب حیثیت پر (وصولگی میں) آسانی کرتا اور غریب سے درگذر کرتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَیں تجھ سے زیادہ اس (درگذر) کا حق دار ہوں۔ اے فرشتو! میرے اس بندے سے درگذر کرو۔ حضرت عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نے بھی اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے سنا ہے۔

اسے مسلم نے اسی طرح حضرت حذیفہ پر موقوفاً اور حضرت عقبہ و ابو مسعود رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص لوگوں کو قرضے دیا کرتا تھا۔ اور خادم کو کہتا تھا: جب تم کسی تنگ دست کے پاس وصولی کے لئے جاؤ تو اس سے درگذر سے کام لو۔ شاید اللہ عزوجل ہم سے بھی درگذر فرمائے۔ جب (بعد از وفات) اللہ کے حضور پیش ہوا تو اللہ کریم نے اسے معاف فرما دیا۔

اسے بخاری، مسلم اور نسائی نے روایت فرمایا ہے۔ نسائی کے الفاظ ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی تھا جس نے کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا تھا۔ لوگوں کو قرض فراہم کیا کرتا تھا۔ اور اپنے قاصد کو کہتا تھا۔ جو میسر ہو وہ وصول کر لو، جو میسر نہ ہو چھوڑ دو اور درگذر سے کام لو۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگذر فرمائے۔ جب فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے کبھی کوئی نیک عمل بھی کیا؟ عرض کیا: نہیں۔ صرف یہ تھا کہ میرا ایک غلام تھا۔ مَیں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ جب غلام کو وصولی کے لئے بھیجتا تو یہ کہتا تھا: جو میسر ہو وصول کر لو، جو میسر نہ ہو چھوڑ دو اور درگذر سے کام لو۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگذر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جا میں نے تجھ سے درگذر کیا۔

حدیث: حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کا حساب لیا گیا تو اس کے پاس کوئی نیک عمل نہ پایا گیا۔ سوائے اس کے کہ وہ لوگوں سے ملتا جلتا تھا اور تھا مال دار آدمی۔ اپنے غلاموں سے کہا کرتا کہ تنگ دست غریب سے درگذر سے کام لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم تجھ سے زیادہ اس (درگذر) کا حق رکھتے ہیں۔ اے فرشتو! اس سے درگذر کرو (1) اور اسے معاف کر دیا گیا۔

اسے مسلم و ترمذی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: جو شخص تنگ دست مقروض کو قرض وصول کرنے میں مہلت دے، اس کے لئے روزانہ قرض کے برابر صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔ پھر (ایک دن) مَیں نے سنا آپ فرما رہے تھے: جو شخص تنگ دست کو مہلت دے، اس کے لئے قرض سے دوگنا روزانہ صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔ تو میں نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مَیں نے آپ کو ارشاد فرماتے سنا تھا کہ جو شخص تنگ دست مقروض کو مہلت دے اس کے لئے قرض کے برابر روزانہ صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔ پھر مَیں نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں: جو شخص تنگ دست مقروض کو مہلت دے اس کے لئے قرض سے دوگنا روزانہ صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔ (اس کی کیا وجہ ہے؟) سید دو عالم ﷺ نے انہیں فرمایا: قرض وصول کرنے کا ثواب ہے اور جب وصولی کا وقت آ پہنچے۔ پھر مہلت دے دے تو ایسے شخص کے لئے قرض سے دوگنا روزانہ صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور اس کے راویوں سے صحیح میں روایت کی گئی ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان سے دنیا کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کر دی، اللہ تعالیٰ روز قیامت کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت اس پر سے دور فرما دے گا۔ جس نے کسی تنگ دست پر دنیا میں آسانی کی، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی دنیا میں کی، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ''وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ'' اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

اسے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے مختصراً اور حاکم نے روایت فرمایا ہے۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی یہ روایت بھی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی

---

(1) مندرجہ بالا چھ احادیث میں تقریباً ایک جیسا مضمون مذکور ہے۔ تقاضائے انتخاب تو یہ تھا کہ کوئی ایک حدیث درج کر دی جاتی مگر میرے خیال میں اگر چہ مضمون ایک جیسا ہے لیکن یہ چھ مختلف واقعات ہیں جو سید عالم ﷺ کی پاک زبان سے بیان ہوئے اس لئے ان کو درج کر دیا۔ کیے بعد دیگرے ان واقعات کو پڑھ کر ایمان کو تازگی نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان صفات سے ہر مومن کو نوازے۔ آمین۔ (مترجم)

مسلمان سے کوئی تکلیف دور کردے، اللہ تعالیٰ بروز قیامت پل صراط پر اس کے لئے نور کے دو حصے پیدا فرمائے گا۔ جن کی روشنی سے اتنے عالم منور ہوں گے جن کی تعداد اللہ رب العزت کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

طبرانی نے اوسط میں اسے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ اَرَادَ اَنْ تُسْتَجَابَ وَاَنْ تُكْشَفَ كُرْبَتُهٗ فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ'' جو بندہ چاہتا ہو کہ اس کی دعا قبول ہو اور اس کی مشکلات دور کر دی جائیں اسے چاہیے کہ مفلوک الحال پر آسانی کرے۔

ابن ابی الدنیا نے اسے ''کتاب اصطناع المعروف'' میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تنگ دست کو اس کے غنی ہونے تک مہلت دے گا، ''اَنْظَرَهُ اللّٰهُ بِذَنْبِهٖ اِلٰى تَوْبَتِهٖ'' اللہ تعالیٰ توبہ تک اس کے گناہوں سے صرف نظر فرماتا رہے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: انہی (ابن عباس) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ آپ اس طرح فرما رہے تھے۔ یہاں ابوعبدالرحمٰن (راوی) نے اپنے ہاتھ کے ساتھ زمین کی طرف اشارہ کیا جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا قرضہ کا بوجھ اس سے اتار دیا (معاف کردیا) ''وَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ'' اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی گرمی سے بچالے گا۔

اسے امام احمد نے باسناد جید روایت فرمایا۔ اور ابن ابی الدنیا نے بھی ''کتاب اصطناع المعروف'' میں روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: '' جناب رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور فرما رہے تھے۔ تم میں سے کسے بھلا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی گرمی سے محفوظ فرمائے؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم سب کو یہ بھلا معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا: '' مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ لَهٗ وَقَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ'' جو کوئی تنگ دست (1) کو مہلت دے یا معاف کردے، اللہ عزوجل اسے جہنم کی گرمی سے محفوظ فرمائے گا۔

---

(1) آپ نے باب مذکور میں پڑھا کہ تنگ دست مقروض کو مہلت دینے، سارا یا کچھ قرض معاف کردینے کا کس قدر اجر و ثواب بیان ہوا۔ ایسا خوش بخت و نیک نہاد انسان قیامت کے روز عرش الٰہی کے سائے میں ہوگا۔ دنیا و آخرت میں مشکلات آسان ہوجائیں گی۔ قیامت کی سختیوں سے رہائی نصیب ہوگی۔ گناہ معاف فرمادیئے جائیں گے۔ وغیرہ، تقریباً سب ہی احادیث میں تنگ دست مقروض کے الفاظ ہیں۔ جس کا معنی یہ ہوا کہ مقروض واقعی تنگ دست مفلوک الحال ہو۔ مکار، دغاباز اور دھوکا باز وفریب کار نہ ہو۔ ایسے مقروض سے ضرور قرض وصول کیا جانا چاہیے۔ اسے معاف کرنا یا مہلت دینا اسے گناہ پر دلیر کرنے کے مترادف ہوگا۔ ایسا شخص خبیث ہے۔ قابل معافی نہیں۔ اور ذرا موجودہ دور پر بھی نظر کرلی جائے۔ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی محض ہوس دنیا اور نمود و نمائش کے لئے قرض لیتے ہیں اور پھر واپس کرنے کا نام تک نہیں لیتے۔ بلکہ آج کل تو مملکت خداداد پاکستان میں ایک وبا زوروں پر ہے کہ فیکٹریاں، بڑی بڑی ملیں اور کارخانے لگانے کے لئے، بڑے بڑے قرض لیتے ہیں۔ پھر وقت آنے پر سیاسی اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے عوام کا مال معاف کرالیا جاتا ہے۔ آج کل سیاسی جماعتیں اس لعنت میں بری طرح گرفتار ہیں۔ تقریباً ہر ایم این اے اور ایم پی اے کئی کئی کروڑ ہضم کرچکا اور مزید کی تگ و دو میں ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے، چوروں اور لیٹروں سے غریب عوام کی جان کب چھوٹے گی؟ (مترجم)

ترغیب
نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا

ترہیب
مال ودولت اپنے پاس بخل و کنجوسی کی وجہ سے ذخیرہ کیے رکھنا،
نیکی کے کام میں خرچ نہ کرنا

حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر روز جبکہ بندوں پر صبح طلوع ہوتی ہے، تو دو فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے: ''اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا'' اے پروردگار عالم! (اپنے رستہ میں) خرچ کرنے والے کو مزید عطا فرما۔ دوسرا کہتا ہے: ''اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا'' اے اللہ! بخیل کے مال کو برباد فرما۔

اسے بخاری، مسلم اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ابن حبان کے الفاظ ہیں: ''جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ایک فرشتہ ہے جو کہتا ہے: جو شخص آج (اس دنیا میں) قرض دیتا ہے (راہ خدا میں خرچ کرتا ہے) اسے کل (قیامت کے روز) اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور جنت کے دوسرے دروازہ پر ایک فرشتہ ہے وہ کہتا ہے: خرچ کرنے والے (سخی) کو اور عطا فرما اور بخیل کے مال کو ہلاک و برباد فرما۔ طبرانی نے بھی ابن حبان جیسی روایت کی ہے لیکن اس میں ''درہائے جنت'' کی بجائے ''درہائے آسمان'' کا ذکر ہے۔

حدیث: اور انہی (حضرت ابو ہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندے! (میری راہ میں) خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ اور سرکار ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے (خزائن اللہ بھرے ہوئے ہیں) دن رات کا خرچ کرنا اس میں کچھ کمی پیدا نہیں کرتا۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے، کس قدر خرچ کیا ہے۔ اس خرچ کرنے نے اس کے خزانہ میں کوئی کمی پیدا نہیں کی۔ اس کا عرش پانی پر ہے ''وَبِیَدِہِ الْمِیْزَانُ یَخْفِضُ وَیَرْفَعُ'' اور اس کے ہاتھ میں میزان ہے، کسی کو پست کر دیتا ہے اور کسی کو بلند۔

بخاری و مسلم نے اسے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن آدم! حاجت سے زائد (راہ خدا میں) خرچ کر دے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اسے روک کے رکھنا تیرے لئے برا ہے۔ قدر کفایت رکھنے پر تجھے ملامت نہیں ہوگی (اس کا حساب نہ ہوگا) خرچ کرنے میں اپنے اہل وعیال سے ابتدا کر ''وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی'' اور (یاد رکھ) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہرکیف بہتر ہے۔

اسے مسلم وترمذی نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی دونوں طرف دوفرشتے ہوتے ہیں جو پکارتے ہیں: اے پروردگار! جو بندہ (تیری راہ میں) خرچ کرے، اسے اور زیادہ عطا فرما اور جو بخل کرے اس (کے مال) پر ہلاکت نازل فرما۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اور بیہقی نے بھی حاکم کے طریق پر روایت کی ہے۔ ان کی روایات میں سے ایک کے الفاظ یہ ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس دن بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی دونوں جانب دوفرشتے ہوتے ہیں جو ایسی آواز کے ساتھ پکارتے ہیں جسے جن وانس کے سوا اللہ کی تمام مخلوق سنتی ہے۔ وہ کہتے ہیں: لوگو! اپنے پروردگار کی طرف بھاگو۔ بے شک وہ مال جو اگرچہ تھوڑا ہو مگر ضروریات کے لئے کافی ہو، اس مال سے کہیں بہتر ہے جو زیادہ ہو مگر (یادِ خدا سے) غافل کردے۔ اور سورج جب غروب ہوتا ہے تو اس وقت بھی اس کی دونوں جانب دوفرشتے ہوتے ہیں جو اس طرح پکار کر دعا کرتے ہیں کہ ان کی آواز انس وجن کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے، کہتے ہیں: بارالٰہ! سخی کو مزید عطا فرما اور بخیل کے مال کو تلف فرمادے۔ فرشتوں کے اس قول کو ''لوگو! اپنے رب کی طرف بھاگو'' کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ یونس میں یہ آیت نازل فرمائی: وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (یونس:25) ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت (1) دیتا ہے''۔ اور فرشتوں کے اس قول کہ ''سخی کو مزید عطا فرما اور بخیل کے مال کو ہلاک کر'' کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائی گئیں: وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۝ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ (اللیل:1 تا 10) ترجمہ: ''اور رات کی قسم جب چھائے اور دن کی قسم جب چمکے اور اس ذات کی قسم جس نے نر و مادہ پیدا فرمائے۔ بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔ تو جس نے (راہ خدا میں) دیا اور پرہیزگار بنا اور سب سے اچھی بات (قرآن) کی تصدیق کی۔ تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کردیں (2) گے۔ اور جس نے بخل کیا اور لاپروا بنا اور سب سے اچھی بات (قرآن واسلام) کی تکذیب کی، بہت جلد ہم اسے تنگی میں ڈال (3) دیں گے''۔

---

(1) یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں بلاتا ہے لہٰذا تم اس کی طرف بھاگو۔ یہ اس رحمٰن ورحیم کی رحمت ہی تو ہے کہ خود بندوں کو جنت کی دعوت دیتا ہے۔ صراط مستقیم، دین اسلام ہے۔

(2) کتب تفسیر میں ہے کہ یہ آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں۔ انہیں سخی، متقی اور سچا فرمایا گیا۔ کیوں نہ ہو، ان جیسا سخی، متقی اور سچا چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔ بارگاہ رسالت سے صدیق کا عظیم الشان لقب انہیں کو عطا ہوا۔

(3) ان آیات میں امیہ بن خلف لعنہ اللہ کی شقاوت، بدبختی اور بخل وکنجوسی کی مذمت فرمائی گئی ہے۔ یہ بڑا ظالم تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو گرم ریت پر لٹا کر کوڑے یہی برسایا کرتا تھا۔ (مترجم)

حدیث: حضرت قیس بن سلع انصاری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ان کے بھائیوں نے حضور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں میری شکایت کی کہ یہ اپنے مال میں فضول خرچی کرتا ہے اور بہت زیادہ اجاڑتا ہے۔ مَیں نے بارگاہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مَیں کھجوروں سے اپنا حصہ لے لیتا ہوں پھر اسے فی سبیل اللہ اور اپنے دوست احباب پر خرچ کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینہ پر ہاتھ شریف مارا اور فرمایا: (اسی طرح) خرچ کر، اللہ تعالیٰ تجھ پر خرچ فرمائے گا۔ یہ الفاظ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین مرتبہ فرمائے۔ (حضرت قیس فرماتے ہیں) اس کے بعد مَیں جب بھی راہ خدا میں جہاد کے لئے نکلتا تو میرے پاس اپنی سواری ہوتی تھی۔ آج میں اپنے اہل خانہ (بھائیوں) سے زیادہ مال رکھتا ہوں اور ان سے زیادہ آسانی میں بھی ہوں۔

طبرانی نے اسے اوسط میں روایت کیا اور کہا کہ ابو عاصم سعید بن زیاد اس میں متفرد ہیں۔

حدیث: جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے دوست تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ دوست جو کہتا ہے: مَیں تیرے قبر میں پہنچنے تک تیرے ساتھ ہوں (یہ انسان ہے)، دوسرا وہ جو کہتا ہے: تیرا وہی ہے جو تو نے (راہ خدا میں) خرچ کیا اور جو بچا کے رکھا وہ تیرا نہیں ہے۔ یہ تیرا مال ہے۔ اور تیسرا دوست وہ ہے جو کہتا ہے: تو جہاں بھی جائے اور جہاں سے بھی آئے میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں۔ یہ آدمی کا اپنا عمل ہے۔ بندہ کہتا ہے: تو ہی مجھ پر (دنیا میں) سب سے زیادہ ہلکا تھا۔ (تیرے ساتھ دوستی نہ رکھی)

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ اس میں کوئی علت نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ پسند کرتا ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر کوئی اپنے وارث کے مال سے زیادہ اپنے ہی مال کو پسند کرتا ہے۔ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: ''فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ'' آدمی کا اپنا مال وہ ہے جو اس نے (صدقات وخیرات کی صورت میں) آگے بھیجا اور وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے بچا رکھا۔

امام بخاری ونسائی نے اسے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: انہی (ابن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ ان کے پاس کھجوروں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے بلال! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: میں نے یہ آپ ﷺ کے مہمانوں کے لئے جمع کر رکھا ہے۔ فرمایا: کیا تم ڈرتے نہیں ہو کہ کہیں یہ تمہارے لئے جہنم کی آگ کا دھواں بن جائے؟ بلال! اسے خرچ کر ڈالو، عرش والے سے تنگ دستی کا خوف نہ رکھو۔ (مہمانوں کے لئے وہ اور عطا فرما دے گا)۔

اسے بزار نے حسن اسناد کے ساتھ اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

حدیث: سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتی ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(راہ خدا میں خرچ کرتی چلی جاؤ) باندھ کر نہ رکھو ورنہ تم پر بھی روزی باندھ دی جائے گی۔

اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے: ''خرچ کرتی رہو اور گن گن کر نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تمہیں گن گن کر دے گا۔ اور محفوظ کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ (اپنا رزق) تم سے محفوظ کر لے گا۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد۔

حدیث: حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: یا بلال! حالت فقیری میں دنیا سے جانا، دولت مند ہو کر فوت نہ ہونا۔ میں نے عرض کیا: میں یہ کیسے کر سکوں گا؟ فرمایا: جو رزق ملے وہ جمع نہ کر کے رکھ چھوڑو اور جو تم سے مانگا جائے اسے روکو نہیں۔ میں نے پھر گذارش کی: یہ مجھ سے کیوں کر ہو گا؟ فرمایا: ایسے ہی کرنا ہو گا پھر آگ ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں، ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ ان کے ہاں یہ الفاظ بھی ہیں: ''حضرت بلال رضی اللہ عنہ فقیری کی حالت میں اللہ سے ملے، مالدار ہو کر فوت نہیں ہوئے''۔ باقی حدیث حسب سابق ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حسد (1) صرف دو آدمیوں پر کرنا جائز ہے۔ ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا اور اسے راہ حق میں خرچ کرنے کی ہمت دی۔ دوسرا وہ جسے اللہ نے (قرآن وحدیث کا) علم دیا وہ اس سے لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو یہ علم سکھاتا ہے۔

ایک اور روایت میں یوں ہے: ''حسد صرف دو شخصوں پر جائز ہے۔ ایک وہ جسے اللہ نے (علم) قرآن دیا، اور وہ دن رات اس کے اوقات میں اسے پڑھتا پڑھاتا رہتا ہے۔ دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال و دولت عطا فرمائی اور وہ اسے دن رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا رہتا ہے''۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت طلحہ بن یحییٰ اپنی دادی سُعدیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: مَیں ایک روز (اپنے شوہر) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ مَیں نے انہیں بیمار دیکھا۔ میں نے پوچھا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ شاید ہماری طرف سے کوئی شکایت ہو۔ اگر ایسا ہے تو فرمائیں۔ ہم اسے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہنے لگے: ایسی بات نہیں، بلکہ تم تو مسلمان مرد کے لئے ایک بہت اچھی بیوی ثابت ہوئی ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ میرے پاس مال جمع ہو گیا ہے اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اس کو کیا کروں (اسی حالت میں موت ہو گئی تو جواب کیا دوں گا؟) سُعدیٰ نے کہا: اس کے بارے میں مغموم نہ ہوں، اپنی قوم کے لوگوں کو بلائیے اور ان میں تقسیم فرما دیجئے۔ اس پر طلحہ بن عبید اللہ نے اپنے غلام کو آواز دی کہ میری قوم کے لوگوں کو بلا لائے۔ (اور اس طرح انہوں نے مال تقسیم کر دیا) مَیں (سعدی) نے ان کے خزانچی سے پوچھا کہ کتنا مال تقسیم

---

(1) حسد سے مراد یہاں غبطہ ہے، جس کے معنی ہیں دوسرے کو دیکھ کر اس جیسا ہونے کی تمنا کرنا۔ اور یہ جائز ہے۔ کسی کے منصب و مرتبہ یا مال و دولت کو دیکھ کر یہ تمنا کہ اس کا یہ سب کچھ زائل ہو جائے اور مجھے مل جائے، یہ حسد ہے اور یہی حرام و مذموم ہے۔ اللہ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔ (مترجم)

کیا؟ اس نے جواب دیا: چار لاکھ (درہم یا دینار)۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے دو کو (ان کے مرنے کے بعد) زندہ فرمایا، جنہیں اس نے مال و اولاد بکثرت عطا فرمائے تھے۔ ان میں سے ایک سے فرمایا: اے فلاں بن فلاں؟ اس نے عرض کیا: حاضر ہوں میرے پروردگار مَیں حاضر ہوں۔ فرمایا: کیا مَیں نے تجھے مال و اولاد کثرت سے عطا نہ فرمائے تھے؟ عرض کیا: کیوں نہیں میرے پالنے والے؟ (یہ سب مجھے دیا گیا تھا) اللہ نے فرمایا: پھر مَیں نے جو کچھ تجھے عطا فرمایا تھا تو نے اس میں کیا عمل کیا؟ اس نے عرض کی: غربت کے ڈر سے اولاد کے لئے چھوڑ آیا ہوں (خرچ نہیں کیا) فرمایا: اگر تو حقیقت جان لیتا تو بہت کم ہنستا اور بہت زیادہ روتا۔ خبردار ہو جا کہ جس (غربت) کا تو اپنی اولاد پر خوف کھاتا تھا (اور اس خوف سے مال جمع رکھتا تھا خرچ نہ کرتا تھا) وہ مَیں نے ان پر نازل فرما دی ہے۔ (وہ غریب ہو چکے ہیں) اس کے بعد دوسرے بندے سے ارشاد فرمایا: اے فلاں بن فلاں؟ اس نے عرض کیا: حاضر ہوں میرے مولیٰ، کیا حکم ہے؟ فرمایا: کیا مَیں نے تجھے مال و اولاد کی کثرت نہ دی تھی؟ اس نے عرض کیا: بے شک، میرے پروردگار۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے میرے عطا کردہ مال و اولاد کو کس طرح استعمال کیا؟ اس بندے نے عرض کی: تیری فرمان برداری میں خرچ کیا اور اپنی اولاد کے لئے اپنے بعد تیرے حسن کرم پر بھروسہ کیا۔ اللہ پاک نے فرمایا: اگر تو حقیقت کو جان جائے تو بہت ہنسے (خوش ہو) اور بہت کم روئے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تو نے جس (حسن کرم) کا مجھ پر بھروسہ کیا وہ مَیں نے ان (تیرے بچوں) پر نازل فرما دی ہے۔

اسے طبرانی نے صغیر و اوسط میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت مالک الدار سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے چار سو دینار ایک تھیلی میں ڈالے اور غلام سے فرمایا کہ اسے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جا کر دے دو اور گھر میں کچھ دیر ٹھہرو تا کہ دیکھ سکو کہ وہ اس تھیلی کا کیا کرتے ہیں۔ غلام تھیلی لے کر پہنچا اور عرض کیا: امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ اسے آپ اپنی ضروریات میں استعمال کر لیں۔ ابوعبیدہ فرمانے لگے: اللہ عمر کو اس کا صلہ دے اور ان پر رحم فرمائے۔ پھر اپنی لونڈی کو بلا کر فرمایا: تھیلی میں سے سات دینار فلاں کو دے آ، پانچ فلاں کو اور پانچ فلاں کو حتی کہ اس طرح انہوں نے سارے دینار تقسیم کر ڈالے۔ غلام نے واپس آ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کے بارے میں بتایا پھر غلام نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جیسی ایک تھیلی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لئے تیار کر رکھی ہے۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: یہ تھیلی معاذ بن جبل کے پاس لے جاؤ۔ انہیں دے کر گھر میں کچھ دیر ٹھہرو تا کہ دیکھ سکو، وہ اس کو کیسے استعمال کرتے ہیں۔ غلام یہ تھیلی لے کر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچا اور عرض کیا: امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ آپ اسے اپنی ضروریات میں استعمال

کرلیں۔ معاذ بن جبل فرمانے لگے: اللہ امیر المومنین پر رحم فرمائے اور اس کا صلہ عطا کرے۔ اے کنیز! ادھر آ، فلاں کے گھر میں اتنے دینار دے آ۔ فلاں کے ہاں اتنے اور فلاں کے ہاں اتنے۔ اتنی دیر میں حضرت معاذ کی زوجہ آ گئیں۔ کہنے لگیں: اللہ کی قسم ہم خود بھی مسکین ہیں۔ کچھ ہمیں بھی دیجئے۔ اس وقت تک تھیلی میں صرف دو دینار باقی رہ گئے تھے۔ حضرت معاذ نے یہ بیوی کی طرف پھینک دیئے۔ غلام یہ سب کچھ دیکھ کر واپس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا "اِنَّهُمْ اِخْوَةٌ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ" یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔ اس کے راوی مالک الدار تک ثقہ مشہور ہیں۔ مالک الدار کی معرفت حاصل نہیں ہوئی۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس سات دینار تھے جو آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ بیمار ہو گئے تو فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ سونا (دنانیر) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بھیج دو (تاکہ وہ صدقہ کر دیں) پھر آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں مشغول ہو گئیں۔ یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارشاد کئی مرتبہ فرمایا اور ہر مرتبہ رسول اللہ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی رہی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تیمارداری میں مشغول ہو جاتی رہیں۔ اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ دینار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے اور انہوں نے یہ صدقہ کر دیئے۔ پیر کی رات کی شام رسول اللہ ﷺ پر عالم نزع طاری ہو گیا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنا چراغ محلے کی عورتوں میں سے کسی کے پاس بھیجا اور فرمایا: اپنے گھی کے ڈبہ میں سے تھوڑا سا گھی ہمارے چراغ میں ہدیۃً ڈال دیں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ عالم نزع میں (1) ہیں۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں معناً حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ وہ گھر سے نکلے۔ ان کے پاس اپنے وظیفہ کی رقم اور ساتھ ان کی ایک کنیز تھی۔ وہ کنیز ابوذر رضی اللہ عنہ کی ضروریات میں ان کی رقم خرچ کرنے لگی۔ اب اس کے پاس (ضروریات پوری کرنے کے بعد) سات دینار بچ گئے۔ آپ نے اسے حکم

---

(1) یعنی وصال پاک سے پہلے ہی جو کچھ موجود تھا وہ صدقہ فرما دیا۔ اس وقت چراغ میں تیل بھی نہیں حالانکہ دونوں عالم کی نعمتیں انہی کے صدقہ میں بٹتی ہیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں   دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں (مترجم)

دیا کہ ان کے بدلہ میں پیسے لے آئے (تا کہ تھوڑے تھوڑے کر کے غرباء میں تقسیم کر دیئے جائیں) عبداللہ بن صامت کہتے ہیں: میں نے ان سے کہا: اگر آپ انہیں کسی پیش آمدہ ضرورت کے لئے یا مہمانوں کے لئے جو آپ کے ہاں آتے رہتے ہیں، بچا لیتے (تو بہتر ہوتا) وہ فرمانے لگے: میرے خلیل ﷺ نے مجھ سے عہد لیا ہوا ہے کہ جو بھی سونا یا چاندی محفوظ کر کے رکھا جائے وہ رکھنے والے پر اس وقت تک انگارا ہے جب تک وہ اسے اللہ عزوجل کے راستہ میں خرچ نہ کر دے۔

اسے امام احمد نے روایت فرمایا ہے۔ اس کے راوی صحیح کے راویوں کی طرح ہیں۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ بے شک میں اس بالا خانے میں داخل ہوتا ہوں۔ جب داخل ہوتا ہوں تو یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں اس میں مال ہو۔ میں انتقال کر جاؤں اور اس مال کو خرچ نہ کیا ہو۔

اسے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ اے بھتیجے! میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کا دست مبارک پکڑے کہیں جا رہا تھا کہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر (رضی اللہ عنہ)! میں یہ پسند نہیں کرتا کہ احد پہاڑ میرے لئے سونا اور چاندی بن جائے، میں اسے فی سبیل اللہ خرچ کروں پھر جب دنیا سے جاؤں تو اس میں سے ایک قیراط (بروایتے ایک دینار کا چوبیسواں حصہ) باقی چھوڑ جاؤں۔ میں نے عرض کیا: ایک ڈھیر (1)۔ فرمایا: اے ابوذر! میں کم از کم کی بات کرتا ہوں اور تم زیادہ کی بات کرتے ہو۔ میں آخرت چاہتا ہوں اور تم دنیا کا ارادہ کرتے ہو۔ میں ایک قیراط کا باقی رہ جانا بھی پسند نہیں کرتا۔ یہ جملہ نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔

اسے بزار نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔

حدیث: انہیں (ابن عباس) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے احد پہاڑ کی جانب نظر فرمائی پھر ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ احد پہاڑ آل محمد ﷺ کے لئے سونے میں تبدیل ہو جائے جسے میں اللہ کے رستہ میں خرچ کروں پھر میں اپنے وصال کے روز انتقال کروں تو اس میں سے دو دینار باقی چھوڑ جاؤں ہاں اگر مجھ پر قرض ہو تو اس کی ادائیگی کے لئے چھوڑ جاؤں۔

اسے امام احمد و ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے۔ امام احمد کی اسناد جید قوی ہے۔

حدیث: حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں سعید بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے ان کے ہاں گیا۔ تو وہ فرمانے لگے: معلوم نہیں لوگ میرے بارے میں کیا کہتے ہیں (لوگوں کا خیال تھا ان کے پاس

---

(1) یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ایک قیراط تو کوئی چیز نہ ہوئی۔ احد پہاڑ جتنے سونے چاندی سے تو کوئی ڈھیر بچ جائے تو ناپسندیدگی بھی ہو۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وضاحت فرما دی۔ (مترجم)

دولت بہت ہے) لیکن کاش کہ میرے صندوق میں یہ آگ (جمع شدہ مال) نہ ہوتی۔ جب وہ فوت ہو گئے تو لوگوں نے دیکھا ان کے صندوق میں ایک یا دو ہزار (دینار یا درہم) تھے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاک زمانے میں ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس کے پاس سے کفن کا خرچہ بھی برآمد نہ ہوا۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا: اس کے تہبند کے نیچے دیکھو۔ دیکھا گیا تو ایک یا دو دینار مل گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بچھو کے ڈنگ ہیں یہ دونوں۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے۔" اصحاب صفہ (رضی اللہ عنہم) میں سے ایک صاحب فوت ہو گئے۔ ان کے تہبند میں بندھا ہوا ایک دینار برآمد ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بچھو کا ڈنگ ہے۔ پھر دوسرے صاحب فوت ہوئے تو ان کے تہبند سے دو دینار نکلے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں بچھو کے ڈنگ ہیں۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے مختلف طرق سے روایت کیا ہے۔ بعض کے راوی سوائے شہر بن حوشب کے ثقہ ثابت ہیں۔

ترغیب

شوہر کی اجازت سے اس کے مال میں سے بیوی کا صدقہ کرنا

اورترہیب

بلااجازت شوہر بیوی صدقہ نہ کرے

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت جب اپنے (شوہر کے) گھر کے دانے پانی سے خرچ کرتی ہے جبکہ یہ خرچ کرنا باعث فساد نہ ہو (بلااجازت شوہر نہ ہو) تو اسے خرچ کرنے کا ثواب ملے گا، شوہر کو کما کر لانے کا اجر ملے گا اور خادم (بھی ثواب میں) اسی طرح شامل ہوگا۔ "لَا یَنْقُصُ بَعْضُهُمْ مِنْ اَجْرِ بَعْضٍ شَیْئًا" ان میں سے کسی کا ثواب دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی پیدا نہیں کرے گا

اسے امام بخاری، مسلم (لفظ انہی کے ہیں)، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ بعض کے ہاں خرچ کرنے کی بجائے صدقہ کرنے کے الفاظ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کو حلال نہیں کہ وہ (نفلی) روزہ رکھے جبکہ اس کا شوہر گھر پر موجود ہو ہاں اگر شوہر اجازت دے دے تو رکھ سکتی ہے۔ اور نہ ہی یہ حلال ہے کہ شوہر کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی (1) کو آنے کی اجازت دے۔

امام بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے اسے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے عورت کے بارے میں مسئلہ پوچھا گیا کہ کیا وہ اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ کر سکتی ہے؟ فرمایا: نہیں کر سکتی۔ ہاں اپنے حصے کے کھانے پینے سے کر سکتی ہے اور اس کا ثواب دونوں کو ملے گا۔ "وَلَا یَحِلُّ لَهَا اَنْ تَتَصَدَّقَ مِنْ مَّالِ زَوْجِهَا اِلَّا بِاِذْنِهٖ" اور عورت کو یہ اجازت نہیں کہ بلااجازت شوہر، اس کے مال سے صدقہ کرے۔

زرین العبدری نے اپنی جامع میں یہ الفاظ زیادہ کئے۔ "اگر شوہر بیوی کو اجازت دے دے (اور وہ صدقہ کر لے تو) ثواب دونوں کو ہوگا اور اگر بیوی نے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ کیا تو ثواب صرف شوہر کو ہوگا اور خود اسے گناہ ہوگا"۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا یَجُوْزُ لِامْرَاَةٍ عَطِیَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا" عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ دینا جائز نہیں ہے۔

اسے ابوداؤد ونسائی نے عمرو بن شعیب کے طریق سے روایت فرمایا۔

---

(1) یعنی شوہر کی اجازت کے بغیر کسی محرم کو گھر میں داخل نہ ہونے دے باقی غیر محرم کے گھر میں داخل ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (مترجم)

حدیث: سیدہ اسماء (بنت ابوبکر صدیق) رضی اللہ عنہما وعن ابیہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں۔ مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس صرف وہی مال ہوتا ہے جو حضرت زبیر (ان کے شوہر) رضی اللہ عنہ میرے پاس لاتے ہیں۔ تو کیا مَیں اس سے صدقہ کرسکتی ہوں؟ ارشاد فرمایا: صدقہ کر اور باندھ باندھ کے نہ رکھ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے باندھ کر رکھ لے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: ''حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نبی پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! میرے پاس کوئی مال نہیں ہوتا۔ ہاں صرف وہ مال ہوتا ہے جو حضرت زبیر لا کر میرے پاس رکھتے ہیں۔ اگر مَیں اس مال میں سے تھوڑا بہت (راہ خدا میں) خرچ کردوں تو مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں؟ رسول دوعالم ﷺ نے فرمایا: اپنی حیثیت کے مطابق خرچ (1) کر اور باندھ باندھ کر نہ رکھ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے باندھ کر رکھ لے گا۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے سنا ہے کہ عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز (صدقہ وخیرات میں) خرچ نہیں کرسکتی۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! کھانا بھی نہیں؟ فرمایا: یہ تو ہمارے افضل اموال میں سے ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

1۔ علماء فرماتے ہیں: حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی رضا کا علم تھا۔ اس لئے اسماء رضی اللہ عنہا کو صدقہ وغیرہ کی اجازت فرمائی۔ عورت کو شوہر کی طرف سے اجازت دو طرح سے ہوسکتی ہے۔ نمبر 1 شوہر نے خود کہہ رکھا ہو کہ بیوی جتنا چاہے یا فلاں مقدار تک صدقہ کرسکتی ہے۔ نمبر 2 کہا تو نہیں مگر عام رواج ہو کہ گھروں میں عام طور پر روٹی دو روٹیاں یا لپ بھر آٹا یا روپیہ دو روپے فقیر کو دے دیا کرتی ہوں۔ جیسے ہمارے پنجاب میں رواج ہے۔ تیسری صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عورت کو شوہر کی عادات واخلاق سے علم ہو کہ تھوڑا بہت صدقہ وخیرات کرنے سے وہ ناراض نہ ہوگا تو ان صورتوں میں عورت کو خاوند کے گھر سے تھوڑا بہت صدقہ کرنے کا اختیار ہے۔ البتہ اگر خاوند نے منع کردیا ہو کہ کسی طرح کا کوئی صدقہ وخیرات نہ کرے تو پھر ظاہر ہے اسے کسی صورت میں اس کا اختیار نہیں۔ ہاں اگر اپنے حصے کے دانے پانی سے چاہے کرسکتی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں گذرا۔ (مترجم)

ترغیب
کھانا کھلانا اور پانی پلانا

ترہیب
ایسے نیکی کے کام نہ کرنا

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سا اسلام (میں عمل) بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا: ''تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَ تَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ'' یہ کہ تو لوگوں کو کھانا کھلائے۔ اور واقف و ناواقف سب کو سلام (السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) کہے۔

اسے بخاری، مسلم اور نسائی نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مَیں جب آپ کو دیکھتا ہوں، میرا دل باغ باغ ہوجاتا ہے، میری آنکھوں میں ٹھنڈک آجاتی ہے۔ مجھے تمام چیزوں (کی حقیقت) کے بارے میں کچھ بتائیں۔ فرمایا: ہر شے پانی سے پیدا فرمائی گئی ہے۔ پھر مَیں نے عرض کیا: کوئی ایسا عمل ارشاد ہو کہ اگر بجالاؤں تو جنت میں چلا جاؤں۔ ارشاد ہوا: کھانا کھلاؤ۔ سلام پھیلاؤ۔ صلہ رحمی کرو اور جب دوسرے لوگ نیند کے مزلے لے رہے ہوں، تم اٹھ کر نماز (تہجد) پڑھا کرو۔ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں (الفاظ بھی انہی کے ہیں) اور حاکم نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحمٰن (جل شانہ) کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ اور سلام پھیلاؤ، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا: اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں کئی بالا خانے (چوبارے) ہیں جن کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے نظر آتا ہے (اتنے خوبصورت ہیں) ''اَعَدَّھَا اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَفْشَی السَّلَامَ وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ'' یہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے بنائے ہیں جو کھانا کھلاتے، سلام پھیلاتے اور رات کو نماز (تہجد) پڑھتے ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب پہلے پہل رسول اللہ ﷺ مدینہ

طیبہ تشریف لائے تو لوگ جلدی جلدی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جانے لگے۔ مَیں بھی ان جانے والوں میں تھا۔ مَیں نے جب آپ کے چہرہ انور کو توجہ وغور سے دیکھا تو مَیں نے جان لیا کہ ''اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ'' آپ کا چہرہ انور کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ اور سب سے پہلے جو مَیں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام سنا یہ تھا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ'' لوگو! سلام (السلام علیکم) عام کرو، کھانا کھلاؤ اور جب لوگ سو رہے ہوں تم رات کو نماز پڑھو، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن ماجہ اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط شیخین صحیح ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مِنْ مُوْجِبَاتِ الرَّحْمَةِ اِطْعَامُ الْمُسْلِمِ الْمِسْكِيْنِ'' رحمت الٰہی کے اسباب میں سے ایک سبب، مسلمان مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔ اور بیہقی نے بھی انہی کے طریق سے متصلاً و مرسلاً روایت کیا ہے مگر ان کے الفاظ ہیں: ''بے شک اسباب بخشش میں سے بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا بھی ہے''۔ اور ابوالشیخ (ابن حبان) نے بھی اسے کتاب الثواب میں روایت کیا۔ مگر ان کے الفاظ ہیں: ''یقیناً (دخول) جنت کے اسباب میں سے بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا بھی ہے''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل روٹی کے ایک لقمے، کھجوروں کی ایک مٹھی یا اس جیسی کسی چیز کے بدلہ میں جس سے مساکین کا فائدہ ہوا ہو، تین افراد کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ نمبر 1 دینے کا حکم کرنے والا، نمبر 2 بیوی جس نے اس لقمہ کو تیار کیا اور نمبر 3 وہ خادم جس نے یہ لقمہ وغیرہ مسکین کو پکڑایا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب تعریفیں ہیں اس اللہ کریم کے لئے جس نے ہمارے خادموں کو بھی فراموش نہیں فرمایا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! کوئی ایسا عمل ارشاد فرمایئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ فرمایا: تو نے بات تو مختصر کی لیکن سوال بہت بڑا پوچھا ہے، جاندار کو آزاد کرا، اور گردن چھڑا، اگر اس کی قدرت نہیں رکھتا تو بھوکے کو کھانا کھلا اور پیاسے کو پانی پلا۔ الحدیث۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے نے اپنے بھائی کو کھانا کھلایا حتی کہ اس کا پیٹ بھر دیا اور اسے پانی پلایا یہاں تک اس کی پیاس بجھا دی، ''بَاعَدَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ سَبْعَ خَنَادِقَ مَا بَيْنَ كُلِّ خَنْدَقَيْنِ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ'' اللہ تعالیٰ اسے آگ سے سات خندقیں دور کر دے گا ہر دو

خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہوگا۔

اس کو طبرانی نے کبیر میں، ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں اور حاکم و بیہقی نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ مومن دوسرے مومن کو بھوک کے وقت کھانا کھلائے گا۔ بروز قیامت اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا۔ جو مومن دوسرے مومن کو پیاس کے وقت پانی پلائے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے صاف (1) ستھری مہر شدہ شراب پلائے گا۔ اور جو مومن دوسرے مومن کو بے لباسی کی حالت میں لباس پہنائے گا۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے جنتی حلے پہنائے گا۔

اسے امام ترمذی نے (الفاظ انہی کے ہیں) ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ حضرت ابوسعید پر موقوفاً بھی مروی ہے اور یہی صحیح ہے۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع المعروف میں موقوفاً علیٰ ابن مسعود روایت کی ہے جس کے الفاظ ہیں: ''لوگوں کو قیامت کے روز اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ ایسے ننگے ہوں گے کہ پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں گے۔ ایسے بھوکے ہوں گے کہ پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں گے۔ اور اس قدر تھکے ہوئے ہوں گے کہ پہلے کبھی تھکے نہ ہوں گے۔ تو جو شخص محض اللہ کے لئے کسی کو لباس پہنائے اللہ عزوجل اسے لباس عطا فرمائے گا۔ جو کسی کو اللہ عزوجل کیلئے کھانا کھلائے گا، اللہ عزوجل اسے کھانا کھلائے گا، جو کسی کو اللہ عزوجل کے واسطے پانی پلائے گا، اللہ عزوجل اسے سیراب فرمائے گا۔ جو اللہ کی رضاء کے لئے عمل کرے گا، اللہ اسے غنی کر دے گا اور جو بندہ اللہ عزوجل کے لئے کسی کو معاف کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے معافی دے دے گا۔

اس کو ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً بھی روایت کیا گیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا: اے ابن آدم! مَیں بیمار ہوا تھا، تو میری عیادت کو نہ آیا۔ بندہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مَیں تیری عیادت کیسے کرتا تو تو رب العلمین ہے۔ (تو بیمار نہیں ہوتا) اللہ پاک فرمائے گا: کیا تجھے یاد نہیں، میرا فلاں بندہ بیمار

---

(1) صاف ستھری مہر شدہ شراب ''رَحِیْقٍ مَّخْتُوْم'' کا ترجمہ ہے۔ جس کے بارے میں قرآن حکیم فرماتا ہے:

یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۝ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

(مطففین: 25 تا 28)

ترجمہ: یعنی انہیں صاف ستھری مہر شدہ شراب پلائی جائے گی۔ اس کی مہر مشک کی ہوگی اور حرص کرنے والوں کو اسی کی حرص کرنی چاہیے۔ اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ تسنیم ایک چشمہ ہے جس سے مقربان بارگاہ الٰہی پیتے ہیں۔

اس شراب کے برتن پر مشک سے بنی مہر لگائی جائے گی۔ جیسے آج کل لاکھ وغیرہ کی مہر لگائی جاتی ہے اور مہر صرف اس کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ ورنہ وہاں جنت میں حفاظت وغیرہ کی ضرورت ہی کیا ہے؟ آیات قرآنی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاص مقربین کو تو خاص چشمہ تسنیم سے سیراب کیا جائے گا اور باقی جنتیوں کو اس چشمہ میں سے کچھ حصہ دیگر مشروبات میں ملا کر دیا جائے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ آمین (مترجم)

ہو گیا تھا تو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی۔ "اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهٗ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَهٗ" کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! مَیں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ عرض کرے گا: اے میرے پالنے والے! تجھے کھانا کیسے کھلاتا کہ تو تو رب کائنات ہے (تجھے کھانے کی ضرورت ہی نہیں) خداوند کریم فرمائے گا۔ کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا، تو نے اسے کھانا نہیں دیا تھا۔ "اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذَالِكَ عِنْدِیْ" کیا تجھے خبر نہ تھی کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس (کے ثواب) کو میرے پاس موجود پاتا۔ اے آدم زاد! مَیں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے نہ پلایا۔ وہ پھر کہے گا: اے میرے رب! مَیں کیسے پانی پلاتا تو تو خود سارے جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔ اللہ جل شانہ فرمائے گا: تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی کا سوال کیا تھا اور تو نے اسے پانی نہیں دیا تھا۔ "اَمَا اِنَّكَ لَوْ سَقَیْتَهٗ وَجَدْتَ ذَالِكَ عِنْدِیْ" تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تو اگر اسے پانی پلا دیتا تو اس (پانی پلانے کے ثواب) کو میرے پاس پالیتا۔

اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ رحمہ اللہ۔

حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) پوچھا: آج تم میں سے کس نے روزے کی حالت میں صبح کی؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مَیں نے، فرمایا: آج تم میں سے کس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مَیں نے، فرمایا: آج تم میں سے کون کسی جنازہ کے ساتھ گیا؟ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا: مَیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے آج کسی مریض کی عیادت کس نے کی؟ حضرت ابو بکر نے عرض کیا: مَیں نے (یارسول اللہ ﷺ)! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَا اجْتَمَعَتْ هٰذِهِ الْخِصَالُ قَطُّ فِیْ رَجُلٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ" یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ جس آدمی میں یہ عادات جمع ہو جائیں وہ جنت میں نہ جائے۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: کسی مومن بندے کو تیرا خوش کر دینا، اس طرح کہ اس کو پیٹ بھر کھانا کھلا دے یا اسے ستر عورت کے لئے لباس پہنا دے یا اس کی کوئی حاجت پوری کر دے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔ اور ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں اسی طرح کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث روایت کی ہے۔ ان کی ایک روایت کے الفاظ ہیں: "سب سے زیادہ اللہ عزوجل کو محبوب عمل یہ ہے کہ تو کسی مسلمان کو خوش کر دے، یا اس کی کوئی تکلیف دور کر دے یا اس کی بھوک مٹانے کا بندوبست کر دے یا پھر اس کا قرض چکا دے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ فرمایا: جو شخص کسی مومن کو کھانا کھلائے حتیٰ کہ اس کی بھوک مٹ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دروازوں میں سے ایک ایسے دروازے سے داخل فرمائے گا کہ سوائے

اس جیسے شخص کے اور کوئی اس دروازے سے داخل نہ ہوگا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت جعفر عبدی اور حسن رحمہما اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاھِیُ مَلَا ئِکَتَہٗ بِالَّذِیْنَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ مِنْ عَبِیْدِہٖ" بے شک اللہ عزوجل فرشتوں کے سامنے اپنے ان بندوں پر فخر فرماتا ہے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اسے ابوالشیخ نے "الثواب" میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین خصائل ہیں، جس بندے میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنا سایہ (رحمت) پھیلا دے گا اور اسے اپنی جنت میں داخل فرمائے گا۔ وہ خصائل یہ ہیں: نمبر 1 کمزور کے ساتھ نرمی، نمبر 2 والدین پر شفقت و مہربانی اور نمبر 3 غلاموں کے ساتھ احسان کرنا اور اسی طرح تین دیگر خصائل ہیں، جس میں یہ پائی جائیں گی۔ اسے اللہ تعالیٰ اس دن اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ نمبر 1 (سردی وغیرہ کی) سخت مشکل میں وضو کرنا، نمبر 2 اندھیرے میں (نماز کے لئے) مساجد کی طرف جانا اور نمبر 3 بھوکے کو کھانا کھلانا۔

امام ترمذی نے صرف پہلی تین خصلتیں روایت کی ہیں۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ ابوالشیخ نے "الثواب" میں اور ابوالقاسم الاصبہانی نے پوری حدیث روایت کی ہے۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ایک یا دو صاع(1) کھانے پر اپنے بھائیوں کا جمع کرنا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں تمہارے بازار میں جاؤں پھر وہاں سے ایک غلام خرید کر آزاد کروں۔

ابوالشیخ نے اسے "الثواب" میں موقوفاً روایت کیا۔ اس کی اسناد میں لیث بن ابی سلیم ہے۔

حدیث: سیدنا حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے کسی دینی بھائی کو ایک لقمہ کھانا کھلانا مجھے اس سے زیادہ اچھا لگتا ہے کہ کسی مسکین پر ایک درہم صدقہ کروں اور اپنے کسی دینی بھائی کو ایک درہم دینا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ کسی اور مسکین پر (جو دینی بھائی نہ ہو) سو درہم تصدق کروں۔

اسے بھی ابوالشیخ نے "الثواب" میں روایت کیا۔ شاید یہ بھی پہلی حدیث کی طرح موقوف ہی ہو۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمی کسی صحرا میں سفر کر رہے تھے۔ ایک عابد و زاہد تھا اور دوسرا بدکار و گناہگار۔ اثنائے سفر میں عابد کو اس قدر پیاس نے ستایا کہ وہ زمین

---

(1) صاع غلہ ماپنے کا ایک پیمانہ ہے۔ جیسے ہمارے پنجاب میں ٹوپا یا دڑوپا ہوتا ہے۔ اس کا وزن قریباً دو کلو کے برابر ہوتا ہے۔ البتہ اہل عراق کا صاع چار کلو کے قریب ہوتا ہے۔ (مترجم)

پر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ اس کا ساتھی (گناہگار) اسے دیکھنے لگا اور دل میں خیال کرنے لگا کہ اگر یہ نیک بندہ پیاس سے مر گیا حالانکہ میرے پاس پانی موجود ہے تو اللہ کی طرف سے مَیں کبھی بھلائی نہیں پا سکوں گا۔ اور اگر اپنا پانی اسے پلاتا ہوں تو میں خود پیاسا مر جاؤں گا۔ (اب کیا کروں؟) پھر اس نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے پانی دینے کا عزم کر لیا اور پانی اس کے منہ پر چھڑکا اور کچھ پانی اس کو پلا دیا۔ عابد کو ہوش آ گیا وہ اٹھا اور (دونوں سفر کرنے لگے اس طرح) صحرا کو طے کر لیا۔ (تقدیر الٰہی سے اپنے اپنے وقت پر دونوں فوت ہو گئے۔ جب قیامت کے روز (حساب و کتاب ہو گا تو) گناہگار کو حساب کے لئے روک لیا جائے گا اور جہنم میں ڈالے جانے کا حکم صادر فرما دیا جائے گا۔ فرشتے جانب دوزخ لے کر چلیں گے تو یہ اسی عابد کو دیکھ لے گا۔ آواز دے گا: اے فلاں! کیا تو مجھے پہچانتا نہیں؟ عابد کہے گا: تو کون ہے؟ یہ کہے گا: مَیں وہی ہوں جس نے تجھے صحرا کے سفر کے دوران شدت پیاس کی حالت میں اپنی جان پر ترجیح دی تھی۔ عابد کہے گا: ہاں ٹھیک ہے، مَیں نے تجھے پہچان لیا ہے۔ فرشتوں سے کہے گا: ٹھہر جاؤ، فرشتے ٹھہر جائیں گے۔ قریب ہو کر عابد کھڑا ہو جائے گا۔ اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرے گا۔ کہے گا: اے میرے پروردگار! اس کا مجھ پر جو احسان ہے تو جانتا ہے، کس طرح اس نے اپنی جان پر مجھے ترجیح دی تھی (خود پیاسا رہ کر مجھے پانی پلایا تھا) ''يَا رَبِّ هَبْهُ لِي، فَيَقُولُ: هُوَ لَكَ فَيَجِيءُ بِيَدِ اَخِيْهِ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ'' اے میرے مولا! یہ بندہ مجھے دے دے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا تجھے دیا۔ عابد اس گناہگار کے قریب آ کر ہاتھ پکڑ لے گا: پھر جنت میں لے جائے گا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے ابوظلال (ایک اور راوی) سے پوچھا: کیا تمہارے سامنے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بیان کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔ ابوظلال (جن کا متن حدیث کے آخر میں ذکر ہوا) کا نام ہلال بن سوید یا ابن ابی سوید ہے۔ امام بخاری اور ابن حبان نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت ثابت بنانی حضرت انس رضی اللہ عنہما سے اور آپ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک جنتی شخص اہل جہنم کی طرف نظر کرے گا۔ تو اہل جہنم میں سے ایک شخص پکارے گا۔ کہے گا: اے فلاں: کیا مجھے پہچانتا ہے؟ جنتی جواب دے گا: نہیں۔ قسم بخدا مَیں نہیں جانتا تو کون ہے؟ وہ بولے گا: مَیں وہی ہوں کہ دنیا میں تو میرے پاس سے گذرا تھا تو نے مجھ سے پینے کو پانی مانگا تھا تو میں نے تجھے پانی پلایا تھا۔ جنتی کہے گا: بے شک مَیں نے تجھے پہچان لیا ہے۔ دوزخی کہے گا: اپنے رب کی بارگاہ میں میری سفارش کر۔ سرکار ﷺ فرماتے ہیں: جنتی شخص اللہ جل ذکرہ سے سوال کرے گا۔ کہے گا: میں نے اہل دوزخ کی طرف نظر کی تھی تو ان میں سے اس شخص نے مجھے پکارا۔ مجھے کہنے لگا: کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں نے جواب دیا تھا: نہیں، قسم اللہ کی میں نہیں جانتا تو کون ہے؟ تو وہ کہنے لگا: مَیں وہ ہوں جس کے پاس سے دنیا میں تو گذرا تھا تو نے پینے کو پانی مانگا تھا اور مَیں نے تجھے پانی پینے کو دیا تھا۔ اب اپنے رب کی بارگاہ میں میری سفارش اور شفاعت کر۔ ''فَيُشَفِّعُهُ اللّٰهُ فَيَأْمُرُ بِهٖ فَيُخْرَجُ مِنَ النَّارِ'' اللہ تعالیٰ اس کی سفارش کو قبول فرمائے گا۔ پھر حکم دے گا تو اس دوزخی کو دوزخ سے نکالا جائے گا (اور جنت میں داخل فرمایا جائے گا)۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ان کے الفاظ ہیں: فرمایا: ''قیامت کے روز لوگوں کی صفیں بنائی جائیں گی۔پھر اہل جنت گذریں گے۔تو ایک جنتی اہل دوزخ کے قریب سے گذرے گا۔ایک دوزخی اس جنتی کو دیکھ کر کہے گا: کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب تو نے مجھ سے پانی مانگا تھا تو میں نے تجھے پانی پلایا تھا؟ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: یہ جنتی اس دوزخی کی شفاعت کرے گا (جو منظور ہوگی) اور اسی طرح ایک (جنتی) آدمی ایک (دوزخی) کے پاس سے گذرے گا اور دوزخی کہے گا: کیا تجھے وہ دن یاد نہیں جب میں نے تجھے وضو کا پانی دیا تھا؟ تو یہ اس کی سفارش کرے گا۔پھر ایک اور شخص دوسرے شخص کے قریب سے گذرے گا تو یہ راستہ میں کھڑا گذرنے والے جنتی آدمی کو کہے گا: کیا تجھے وہ دن یاد ہے اے فلاں! جب تو نے مجھے اپنے فلاں فلاں کام کے لئے بھیجا تھا؟ تو میں تیرا کام انجام دینے کو چلا گیا تھا۔یہ بھی اس کی سفارش کرے گا۔(اور ان سفارش کنندگان کی سفارش قبول کر کے ان جہنمیوں کو بخش دیا جائے گا)۔اسے اصبہانی نے ابن ماجہ کی مثل روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض گذار ہوا: ایسا کیا عمل ہو سکتا ہے کہ میں کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں؟ ارشاد فرمایا: کیا تم ایسے شہر میں رہتے ہو جہاں پانی باہر سے لایا جاتا ہے؟ اس نے عرض کیا: ہاں۔فرمایا: تم وہاں ایک نیا مشکیزہ خریدو اور اس سے پانی پلاؤ حتیٰ کہ پانی پلاتے پلاتے وہ پھٹ جائے۔اس لئے کہ مشکیزہ ابھی پھٹنے نہ پائے گا کہ تم جنت میں دخول کا عمل پا لو گے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔اس کی اسناد کے راوی یحییٰ یمانی کے سوا ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: میں اپنے حوض میں بھرنے کے لئے کنویں سے پانی نکالتا ہوں حتیٰ کہ جب اپنے اونٹ کے لئے اسے بھر لیتا ہوں تو کسی اور کا اونٹ آ جاتا ہے۔میں اسے بھی پانی پلا دیتا ہوں۔تو اس عمل میں کیا کوئی ثواب مجھے ملتا ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ اَجْرًا'' ہر جگر رکھنے والی (کھانے پینے کی حاجت مند مخلوق کو کھلانے پلانے) میں اجر و ثواب ہے۔

اسے حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا ہے۔اور اس کے راوی مشہور ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی آدمی کہیں جا رہا تھا کہ راستہ میں اس پر گرمی کا غلبہ ہوا۔ایک کنواں مل گیا۔اس نے اس میں اتر کر پانی پیا۔پھر باہر نکلا۔دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور شدت پیاس سے مٹی چاٹ رہا ہے۔اس آدمی نے (اپنے دل میں) کہا کہ اس کتے کو میری طرح ہی پیاس لگی ہوئی ہے۔یہ پھر کنویں میں اتر گیا۔اپنا جوتا اتار کر پانی سے بھرا۔منہ کے ساتھ پکڑا حتیٰ کہ کنویں سے باہر آیا پھر یہ پانی کتے کو پلایا اور اس (نیک عمل کی توفیق ملنے) پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔اس پر اللہ نے اس کی بخشش فرما دی۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ کیا چوپایوں (کے ساتھ ایسا کرنے) میں ہمارے لئے ثواب ہے؟ ارشاد فرمایا: ہر تر جگر رکھنے والی (زندہ جاندار) مخلوق (کے ساتھ احسان کرنے میں) ثواب ہے۔

اس کو امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ البتہ ابن حبان کے الفاظ ہیں: ''اس آدمی نے اس عمل پر اللہ کا شکر ادا کیا تو اللہ نے اسے جنت میں داخل فرما دیا''۔

حدیث: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات عمل ہیں جو بندے کے لئے مرنے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں حالانکہ وہ قبر میں ہوتا ہے۔ نمبر 1 وہ شخص جس نے کسی کو علم سکھایا۔ نمبر 2 نہر بنوائی، نمبر 3 کنواں کھدوا دیا، نمبر 4 درخت لگوایا، نمبر 5 مسجد بنوائی، نمبر 6 اپنے پیچھے کوئی علم دین کی کتاب لکھ کر چھوڑ گیا اور نمبر 7 اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے۔

اسے بزار نے اور ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَيْسَ صَدَقَةٌ اَعْظَمَ اَجْرًا مِّنْ مَّاءٍ'' پانی پلانے سے بڑھ کر کوئی اور عظیم صدقہ نہیں۔

یہ روایت بیہقی نے کی ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ فوت ہوگئی ہیں اور انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی۔ کیا میرا ان کی طرف سے صدقہ کرنا انہیں فائدہ دے سکتا ہے؟ فرمایا: ''نَعَمْ وَعَلَيْكَ بِالْمَاءِ'' ہاں۔ اور تمہیں ان کی طرف سے پانی کا صدقہ کرنا چاہیے۔ (کنواں کھدواؤ)۔

اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا، اس کے راوی صحیح کے ہیں۔

حدیث: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ فوت ہوگئی ہیں۔ کون سا صدقہ افضل ہے (جو ان کی طرف سے کروں) فرمایا: پانی۔ اس پر حضرت سعد نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: ''هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ'' یہ کنواں سعد کی ماں کی طرف (1) سے ہے۔

اسے ابوداؤد (اور الفاظ بھی انہیں کے ہیں)، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے پانی کا کنواں کھدوایا پھر اس سے کسی پیاسی جان نے پانی پیا چاہے جن ہو، انسان ہو یا پرندہ، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کنواں کھدوانے والے کو اجر عطا فرمائے گا۔

اسے امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت علی بن حسن بن شقیق رحمہم اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے ابن مبارک کو کہتے سنا جبکہ ایک آدمی ان سے پوچھ رہا تھا کہ اے ابوعبدالرحمٰن (ابن مبارک کی کنیت)! میرے گھٹنے میں ستر سال سے ایک پھوڑا ہے۔ مختلف قسم کے

---

(1) معلوم ہوا زندوں کا فوت شدگان کو ایصال ثواب فرمان نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے عین مطابق ہے۔ (مترجم)

علاج کر چکا ہوں۔ کئی طبیبوں سے بھی مشورہ کیا ہے مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ ابن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: جاؤ کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں کے لوگ پانی کے محتاج ہوں اور وہاں کنواں کھدوا دو۔ مجھے امید ہے وہاں ایک چشمہ پھوٹے گا اور تمہارے پھوڑے سے بہنے والا خون رک جائے گا۔ اس آدمی نے ایسا ہی کیا تو اس کو شفا ہو گئی۔

اس کو بیہقی نے روایت کیا اور کہا: اس طرح کی ہمارے شیخ ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ کی بھی ایک حکایت ہے کہ: "ان کے چہرہ پر زخم ہو گیا۔ مختلف قسم کا علاج معالجہ کیا مگر افاقہ نہ ہوا اور یہ زخم کوئی سال بھر تک رہا۔ انہوں نے اپنے استاد امام ابوعثمان صابونی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ جمعہ کے روز اپنی مجلس میں ان کے لئے دعا کریں۔ استاد نے دعاء کی اور لوگوں نے بہت آمین کہی۔ اگلا جمعہ آیا تو ایک خاتون نے ان کی مجلس میں ایک عریضہ بھیجا جس میں تحریر تھا کہ جب وہ آپ کی مجلس سے گھر لوٹی تو اس رات ابوعبداللہ حاکم کے لئے اس نے بہت دعا مانگی۔ پھر رات کو اس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گویا کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں: ابوعبداللہ سے کہو کہ مسلمانوں کے لئے پانی کا وسیع انتظام کریں۔ (راوی کہتے ہیں) میں یہ رقعہ لے کر ابوعبداللہ حاکم کے پاس گیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ ان کے دروازے کے پاس ایک بہت بڑی سبیل بنائی جائے۔ اور جب لوگ یہ سبیل بنا کر فارغ ہوئے تو انہوں نے اس میں پانی بھرنے اور پانی میں برف ڈالنے کا حکم دیا۔ اور پھر لوگ اس سے پانی پینے لگے۔ ایک ہفتہ گذرا تھا کہ شفا ہونے لگی۔ پھر وہ زخم زائل ہو گیا۔ ان کا چہرہ پہلے سے بھی حسین ہو گیا۔ اور وہ اس کے بعد کئی سال تک زندہ رہے۔

فصل

پانی، آگ، نمک اور گھاس وغیرہ کا حکم

حدیث: ایک خاتون جنہیں بہیسہ کے نام سے پکارا جاتا تھا، اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں: میرے والد نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کا اذن مانگا۔ اذن ملنے پر اندر آ کر رسول اللہ ﷺ کی قمیص مبارک میں منہ داخل کر کے آپ ﷺ کے جسم مبارک کو چومنے، اور اس سے لپٹنے لگے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کون سی چیز ہے جس سے کسی کو روکنا جائز نہیں؟ فرمایا: پانی سے۔ عرض کیا: پھر کون شے ہے جس سے کسی کو منع نہیں کرنا چاہیے؟ فرمایا: نمک سے۔ انہوں نے پھر پوچھا: یا نبی اللہ! کون سی چیز ہے جس سے کسی کو روکنا حلال نہیں؟ ارشاد فرمایا: "اَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَّكَ" تم نیکی کرتے رہو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)۔

حدیث: حضور نبی اکرم ﷺ کے مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تین غزوات میں شرکت کی ہے۔ مَیں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِيْ ثَلَاثٍ فِي الْكَلَاءِ وَ الْمَاءِ وَالنَّارِ" تین چیزوں میں مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہیں۔

نمبر1 گھاس، نمبر2 پانی اور نمبر3 آگ۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کون سی چیز سے کسی کو منع کرنا جائز نہیں؟ فرمایا: پانی، نمک اور آگ سے۔ فرماتی ہیں: مَیں نے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ جو پانی ہے اس کے متعلق تو ہم جانتے ہیں۔ نمک اور آگ سے نہ روکنے کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا: "اے حمیراء (ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بارگاہ رسالت سے عطا شدہ لقب) جس نے کسی کو آگ دی، اس نے گویا ہر وہ چیز صدقہ کی جسے آگ پکاتی ہے۔ جس نے کسی کو نمک دیا، اس نے گویا کہ ہر وہ چیز صدقہ کردی جسے نمک خوشگوار بناتا ہے اور جس کسی نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی ایک گھونٹ پلایا جہاں پانی موجود ہو، اس نے گویا ایک غلام آزاد کیا۔ اور جس نے کسی مسلمان کو ایسے مقام پر پانی کا ایک گھونٹ پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو تو اس نے گویا ایک غلام کو زندہ کر دیا۔

اسے امام ابن ماجہ نے روایت کیا۔

ترغیب

احسان کرنے والے کا شکریہ ادا کرنا، بدلہ دینا اور اس کے لئے دعا کرنا اور محسن کا شکریہ ادا نہ کرنے والے کا بیان

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے نام پر پناہ مانگے اسے پناہ دے دو، جو اللہ کے واسطے سے تم سے سوال کرے، اسے دو۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے نام کے طفیل تمہاری پناہ میں آنا چاہیے اسے اپنی پناہ میں لے لو۔ اور جو تمہارے ساتھ احسان کرے، اسے اس کا بدلہ دو۔ اگر بدلہ دینے کی سکت نہیں پاتے تو اس کے حق میں اس قدر دعا کرو کہ تم سمجھنے لگو کہ بدلہ دے چکے ہو۔

یہ روایت ابوداؤد، نسائی (الفاظ ان ہی کے ہیں) نے، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے کی ہے۔ حاکم فرماتے ہیں۔ یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ اور طبرانی نے بھی اوسط میں اسے مختصراً روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں: ''جو بندہ تمہارے ساتھ احسان کرے تم اسے اس کا بدلہ دو اور اگر بدلہ چکانے سے عاجز ہو تو اس کے لئے اس قدر دعائے خیر کرو کہ تم سمجھو، تم نے اس کا شکریہ ادا کردیا۔ ''فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ یُحِبُّ الشَّاکِرِیْنَ'' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ شکریہ قبول فرمانے والا ہے اور شکریہ ادا کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے''۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو کوئی عطیہ دیا جائے، اگر اپنے پاس کچھ رکھتا ہو تو اس کا بدلہ دے۔ اگر بدلہ دینے کو کچھ نہیں پاتا تو دینے والے کی تعریف ہی کردے ''فَاِنَّ مَنْ اَثْنٰی فَقَدْ شَکَرَ وَمَنْ کَتَمَ فَقَدْ کَفَرَ'' کہ جس نے تعریف کردی، اس نے شکریہ ادا کردیا۔ اور جس نے ملنے والے عطیے کو چھپایا (نہ بدلہ دیا نہ تعریف ہی کی) تو اس نے کفران نعمت کیا۔ ''وَمَنْ تَحَلّٰی بِمَا لَمْ یُعْطَ کَانَ کَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ'' اور جس نے خود کو ایسی چیز سے آراستہ کیا جو اسے نہیں ملی تو وہ فریب کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح (1) ہے۔

اس کو امام ترمذی نے ابی الزبیر سے اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس بندے کے ساتھ نیک سلوک کیا گیا تو اس نے سلوک کرنے والے کو کہہ دیا: ''جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا'' اللہ آپ کو جزائے خیر

---

(1) یعنی علماء کی سی وضع قطع اور لباس پہن کر عالم کہلواتا پھرے اور پڑھنا صحیح قرآن پاک بھی نہ آتا ہو۔ صوفیاء کی طرح خود کو ظاہر کرے اور قریب مسجد ہوتے ہوئے بھی شریک جماعت نہ ہوتا ہو، یا دیگر معاملات میں جھوٹی لاف زنی کرتا ہو۔ اللہ کی پناہ۔ انگلینڈ میں یہ بیماری اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ بے شمار خطباء و ائمہ یہاں کی مساجد میں ایسے ہیں کہ کلام اللہ کی سمجھ تو بڑی بات ہے، صحیح پڑھ بھی نہیں سکتے۔ امامت وخطابت کا سکہ جمائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح پاک وہند سے تشریف لائے ہوئے ولایت کے بے شمار دعوے دار دیکھنے کو ملتے ہیں مگر قول وفعل میں بعد المشرقین ہے۔ (مترجم)

دے، ''فَقَدْ اَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ'' اس نے پوری پوری تعریف کر دی۔

ایک اور روایت ہے: ''جس پر احسان کیا گیا یا اس سے نیکی کی گئی، اس نے نیکی اور احسان کرنے والے سے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر سے نوازے (1) تو اس نے تعریف پوری کر دی''۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اَشْكَرَ النَّاسِ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَشْكَرُهُمْ لِلنَّاسِ'' بے شک لوگوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا سب سے زیادہ شکر گزار وہ بندہ ہے جو لوگوں کا زیادہ شکریہ ادا کرنے والا ہو۔

ایک اور روایت میں ہے: ''لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ''، جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار نہیں ہوتا۔

اسے امام احمد نے روایت فرمایا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور طبرانی نے بھی حضرت اسامہ کی پہلے والی حدیث کی طرح روایت کی۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص اللہ کا شکر گزار نہیں ہوتا جو بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔

اسے امام ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ احسان کیا جائے، اسے چاہیے کہ اس کا چرچا کرے یا اسے یاد رکھے۔ کیونکہ جس نے (اپنے پر کئے گئے احسان کا) چرچا کیا، اس نے شکریہ ادا کر دیا اور جس نے چھپایا (چرچا و ذکر نہ کیا) اس نے کفران نعمت کیا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور ابن ابی الدنیا نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تھوڑی چیز ملنے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر گذار (2) نہیں ہوتا۔ اور جس نے بندوں کا شکریہ ادا نہ کیا، اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔

---

(1) معلوم ہوا بندہ اپنے محسن کو یاد رکھے، اس کا شکریہ ادا کرنے اس کی تعریف کرنے ممکن ہو تو بدلہ دینے کی کوشش کرے۔ اللہ پاک فرماتا ہے:
هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ (رحمٰن:60)

(2) قرآن کریم میں ہے:
لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ (ابراہیم:7)
ترجمہ: ''اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے''۔ پھر فرمایا:
''ومن شكر فانما يشكر لنفسه'' (نحل:40) ترجمہ: ''اور جو شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کرتا ہے''۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

"وَالتَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُكْرٌ" "اللہ کی نعمت کا چرچا کرنا شکر(1) ہے اور اس کی نعمت کو چھپانا کفران نعمت ہے۔" "وَالْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ وَّالْفُرْقَةُ عَذَابٌ" جماعت کے ساتھ وابستگی رحمت اور اس سے علیحدگی عذاب ہے۔

اسے عبداللہ بن احمد نے اپنی "زوائد" میں ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی علت نہیں۔ اور ابن ابی الدنیا نے بھی اسے کتاب اصطناع المعروف میں مختصراً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مہاجرین صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! انصار صحابہ رضوان اللہ علیہم تو سارے کا سارا ثواب لے گئے۔ ہم نے ایسی کوئی قوم نہیں دیکھی جو مال کثیر ہونے کی صورت میں بہت زیادہ خیرات کرنے والی ہو اور مال کم ہونے کی صورت میں ان سے زیادہ ہمدرد و غمگسار ہو۔ ہماری ضروریات کو یہی لوگ کفایت کرتے ہیں۔ سید العلمین ﷺ نے فرمایا: "اَلَيْسَ تُثْنُوْنَ عَلَيْهِمْ وَ تَدْعُوْنَ لَهُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى۔ قَالَ: فَذَاكَ بِذَاكَ" کیا تم اس پر ان کی تعریف نہیں کرتے اور ان کے لئے دعائے خیر نہیں کرتے؟ مہاجرین رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم ایسا تو کرتے ہیں۔ فرمایا: تو اس کا بدلہ ہے۔ (تمہارا ان کی تعریف اور ان کے حق میں دعا کرنا ان کے احسانات کے بدلہ میں ہو گیا)۔

اسے امام ابوداؤد اور امام نسائی نے روایت فرمایا۔ الفاظ امام نسائی کے ہیں۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں ارشاد ہے: شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ (نحل:121) ترجمہ: "کہ اللہ کے احسانات کا شکر ادا کرنے والے ہیں"۔

اسی طرح حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے:

اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (بنی اسرائیل:3) ترجمہ: "بے شک نوح (علیہ السلام) شکر گذار بندے تھے۔ (مترجم)

(3) اسی لئے حکم ہوتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (ضحیٰ:11) ترجمہ: "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"۔ (مترجم)

کتاب الصوم (1)

ترغیب

مطلقاً روزہ، روزہ اور روزہ دار کی دعا کی فضیلت

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ'' ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزہ کے کہ یہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا(2) دیتا ہوں۔روزہ (دوزخ سے) ڈھال ہے۔جس دن تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو وہ بے ہودہ گوئی نہ کرے اور نہ چیخے چلائے۔اگر کوئی اسے گالی دے دے یا لڑائی جھگڑا کرے تو یہ کہہ دے کہ بھائی میں روزہ دار ہوں، میں روزے سے ہوں۔ ''وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ'' قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے روزے دار کے منہ کی باس (بو) اللہ کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جو اس کو فرحت بخشتی ہیں۔نمبر 1 جب روزہ افطار کرتا ہے تو اسے افطار کی فرحت و مسرت ہوتی ہے۔نمبر 2 جب اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت فرمایا: الفاظ بخاری کے ہیں۔

---

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ:183)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔تاکہ تمہیں پرہیزگاری نصیب ہو''۔

اس آیہ مبارکہ میں روزے کی فضیلت کا بیان ہے۔روزے دس شعبان ۲ھ کو فرض ہوئے۔آیت مبارکہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ روزہ قدیم عبادت ہے اور پہلی امتوں پر بھی فرض رہا ہے۔اگرچہ احکام وایام میں اختلاف رہا ہو۔ ''صوم'' کے لغوی معنیٰ ''رک جانے، باز رہنے'' کے ہیں۔شریعت مطہرہ میں طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور مجامعت سے باز رہنے کا نام صوم ہے۔روزے کا بنیادی مقصد خواہشات نفس پر قابو، فقراء و مساکین کی موافقت و محبت دل میں عجز و انکسار اور ارشادات خدا و مصطفےٰ جل وعلا و ﷺ پر دل و جان سے عمل پیرا ہو کر رضا و خوشنودیٔ حق حاصل کرنا ہے۔اسی کا نام تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔اسی کو قرآن حکیم نے روزے کا مقصد قرار دیا ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ اولاً صرف ایک روزہ یعنی یوم عاشوراء کا فرض ہوا۔پھر اسے منسوخ کر کے ہر چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے فرض فرمائے گئے۔بعدازیں یہ بھی منسوخ ہوگئے اور ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔مگر اختیار دیا گیا کہ چاہو تو روزہ رکھ لو اگر چاہو تو صدقہ فطر کے برابر ہر روزہ کا فدیہ دے دو۔اس کے بعد یہ اختیار منسوخ کر دیا گیا۔مگر پابندی یہ رہی کہ سونے سے پہلے پہلے کھا پی لو سونے کے بعد اٹھ کر کچھ نہیں کھا پی سکتے۔پھر یہ پابندی بھی اٹھالی گئی اور صبح صادق تک کھانا پینا جائز کر دیا گیا۔لیکن ہم بستری حرام رہی۔اور آخر میں اسے بھی صبح صادق تک حلال فرما دیا گیا۔(عامہ تفاسیر) (مترجم)

(2) یہ ترجمہ ''اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ'' کا ہے اور اگر اسے ''اَنَا اُجْزٰى بِهٖ'' پڑھا جائے تو پھر ترجمہ ہوگا: میں خود ہی اس کی جزا ہوں: یعنی باقی عبادات کی جزا جنت اور روزہ کی جزا خود رب تعالیٰ (سبحان اللہ)۔(مترجم)

حدیث: اور بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ (روزہ دار) صرف میرے ہی لئے کھانا، پینا اور نفسانی خواہش چھوڑ دیتا ہے۔ لہٰذا روزہ خاص میرے ہی لئے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دیتا ہوں (یا میں خود اس کی جزا ہوں) اور باقی نیکیوں کی جزا اس جیسی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ (مگر روزہ کے لئے تعداد ہی مقرر نہیں ہے)۔

حدیث: مسلم شریف کی ایک روایت یوں ہے فرمایا: ابن آدم کا ہر عمل دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزہ اس حساب سے الگ ہے یہ تو صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا عطا فرماتا ہوں۔ روزہ دار اپنا کھانا پینا میرے لئے ہی چھوڑتا ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ اور روزہ دار کے منہ کی باس (بو) اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ و پسندیدہ ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ عزوجل کے ہاں اعمال سات قسم کے ہیں۔ دو عمل ایسے ہیں جو (جنت یا جہنم) واجب کرنے والے ہیں۔ دو وہ عمل ہیں جن کا بدلہ ان جیسا ہی ہے۔ ایک عمل وہ ہے جس کی جزا اس جیسے دس اعمال کے برابر ہے۔ اسی طرح ایک عمل کی جزا سات سو گنا تک ہے۔ اور ایک عمل ایسا ہے جس کا ثواب اللہ عزوجل کے سوا کسی کو معلوم ہی نہیں (سب سے بڑھ کر ثواب ہے) اب وہ دو عمل جو واجب کرنے والے ہیں یہ ہیں نمبر 1 وہ بندہ جو اللہ سے اس حال میں ملے کہ خالص اسی کی عبادت کرتا ہو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرتا ہو، اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ نمبر 2 وہ بندہ جس نے اللہ سے اس حال میں ملاقات کی کہ شرک کا مرتکب ہوا (اور توبہ نہ کی) اس کے لئے آگ واجب ہوگئی۔ جس شخص نے گناہ کیا اسے اسی کے برابر بدلہ ملے گا۔ اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور وہ نیکی کر نہ سکا تو اس کو اس نیکی کے برابر جزا دی جائے گی۔ جس نے ارادہ کرنے کے بعد نیکی کر بھی لی تو اس کو دس گنا بدلہ دیا جائے گا۔ جس نے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا، اس کے اس خرچ کرنے کے ثواب کو بڑھایا جائے گا۔ ایک درہم کو سات سو درہم تک اور ایک دینار کو سات سو دینار تک "وَالصِّيَامُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَعْلَمُ ثَوَابَ عَامِلِهٖ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ" اور روزہ ایسا عمل ہے کہ یہ خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے۔ اس کے عامل کا ثواب سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں جانتا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے روایت کیا۔ اور یہ روایت صحیح ابن حبان میں بھی حریم بن فاتک کی حدیث سے اسی طرح مروی ہے۔ لیکن اس میں روزہ کا بیان نہیں ہے۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام "رَیَّان" ہے (پیاس بجھا کر سیراب کر دینے والا) بروز قیامت اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ ان کے سوا کوئی اور نہیں داخل ہو سکے گا۔ جب روزہ دار داخل ہو جائیں گے تو اسے مقفل کر دیا جائے گا۔ پھر کوئی شخص اس میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

اسے بخاری، مسلم، نسائی اور ترمذی نے روایت فرمایا: امام ترمذی نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں: "وَمَنْ دَخَلَهٗ لَمْ يَظْمَاْ

اَبَدًا'' اور جو اس میں داخل ہو گیا اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔ اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے مگر وہاں یہ الفاظ ہیں: ''جب روزہ دار داخل ہو جائیں گے تو دروازہ مقفل کر دیا جائے گا۔ جو اس میں داخل ہو گا وہ پئے گا اور جو پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہو گا''۔

حدیث: سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاد کرو، (مال و دولت اور ثواب واجر میں) وسعت پیدا کر لو گے۔ روزے رکھو، صحت و تندرستی حاصل کرو گے اور (تجارت وغیرہ کے لئے دنیا میں) سفر کرو، غنی ہو جاؤ گے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضور نبی اللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ وَحِصْنٌ حَصِينٌ مِّنَ النَّارِ'' روزہ ڈھال ہے اور نار جہنم سے بچنے کے لئے ایک محفوظ قلعہ ہے۔

اسے امام احمد نے اسناد حسن کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ يَسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ'' روزہ ایسی ڈھال ہے جس کے ساتھ بندہ اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے۔

اسے بھی امام احمد نے حسن اسناد کے ساتھ اور امام بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ روزہ آگ سے بچانے کے لئے اس طرح ڈھال ہے جس طرح جنگ میں خود کو بچانے کے لئے تم میں سے کسی کے پاس ڈھال ہوتی ہے۔ ''وَصِيَامٌ حَسَنٌ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ'' اور بہترین روزے ہر مہینے میں تین دن کے ہیں۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں بھلائی و نیکی کے دروازے نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا: ضرور یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ اور قرآن بندے کے لئے قیامت کے دن سفارش کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو کھانے اور خواہش نفسانی سے روکے رکھا تھا۔ اس لئے اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے اس کو رات کے وقت سونے سے باز رکھا تھا۔ لہٰذا اس کے لئے میری شفاعت قبول فرما۔ ''قَالَ فَيُشَفَّعَانِ'' فرمایا سید العلمین ﷺ نے: ان دونوں کی سفارش قبول فرمائی جائے گی۔

اسے امام احمد نے اور طبرانی نے کبیر میں روایت فرمایا۔ اس کے راویوں سے صحاح میں روایات لی گئی ہیں۔ اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع میں حسن اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت سلمہ بن قیصر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنم سے دور کردے گا۔ یہ دوری اتنی ہوگی کہ کوا اپنے بچپنے میں اڑنا شروع کرے پھر مسلسل اڑتا رہے حتیٰ کہ بوڑھا ہو کر مرے تو اس دوری کو طے کرسکے۔

اسے ابویعلیٰ، بیہقی اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ (امام احمد اور بزار نے بھی یہ روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی آدمی نے ایک دن کا نفلی روزہ رکھا، پھر اسے اس کے بدلہ میں زمین بھر سونا دیا جائے تو اس کے ثواب کے برابر نہیں ہوسکتا۔ سوائے حساب کے دن کے (کہ اسے اس روزہ کا ثواب حساب کے دن ہی پورا پورا ملے گا)۔

اسے ابویعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس کے راوی سوائے لیث بن ابی سلیم کے ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو کسی بحری لشکر میں بھیجا۔ جونہی لشکر کے لوگوں نے اندھیری رات میں چلنے کے لئے بادبان اٹھائے اچانک ان کے اوپر ہاتف نے غیب سے آواز دی: کشتی والو! ٹھہر جاؤ، میں تمہیں ایک فیصلے کی خبر دیتا ہوں جو اللہ نے اپنے لئے فرمایا ہوا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: بتاؤ کیا خبر دینا چاہتے ہو۔ ہاتف غیبی سے آواز آئی: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لئے فیصلہ فرمایا ہے "مَنْ اَعْطَشَ نَفْسَهٗ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ صَائِفٍ سَقَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْعَطَشِ" کہ جو بندہ خود کو سخت گرمی کے دن (روزے کی وجہ سے) پیاسا رکھے گا، اللہ اسے پیاس والے (قیامت کے) دن سیراب فرمائے گا۔

اسے بزار نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اور ابن ابی الدنیا نے بھی لقیط عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہم کی حدیث سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔ مگر اس روایت میں ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فیصلہ کیا ہے کہ جو بندہ اپنے آپ کو گرمی کے روز (روزہ کی وجہ سے) پیاسا رکھے گا، اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ اسے قیامت کے دن سیراب فرمائے۔ راوی فرماتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ سخت گرمی کے ایسے دن کا انتخاب کرتے جس میں انسان کی گرمی کی وجہ سے کھال اتر جاتی ہو پھر اس دن میں روزہ رکھتے تھے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَّ زَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ وَالصِّيَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ" ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ روزہ نصف (1) صبر ہے۔ یہ روایت ابن ماجہ شریف کی ہے۔

(1) اور صبر کا اجر بے حساب و بے شمار ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (زمر: 10) صبر والوں کو ہی اجر و ثواب بے حساب دیا جائے گا۔ (مترجم)

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے سینہ کے ساتھ سہارا دیا ہوا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کہا: ''لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ)(1)'' اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو گیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک یوم کا روزہ رکھا اور اسی میں اس کی موت ہوگئی وہ بھی جنت میں جائے گا۔ اور جس نے اللہ کی رضا کی خاطر صدقہ کیا پھر فوت ہو گیا وہ بھی جنت میں جائے گا۔

اسے امام احمد نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی خرابی نہیں اور اصبہانی نے بھی روایت کیا ان کے الفاظ ہیں: ''یَا حُذَیْفَۃُ مَنْ خُتِمَ لَہٗ بِصِیَامِ یَوْمٍ یُرِیْدُ بِہٖ وَجْہَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ'' ''اے حذیفہ! اس بندے کا خاتمہ ایک دن کے روزے پر ہو گیا جس سے اس نے اللہ عزوجل کی خوشنودی چاہی، اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا''۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کسی عمل کا حکم فرمایئے۔ فرمایا: روزے کو لازم پکڑلو۔ اس لئے کہ اس کے برابر کوئی اور عبادت نہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کسی اور عمل کا ارشاد فرمایئے۔ ارشاد فرمایا: اپنے لئے روزہ لازم کرلو۔ کیونکہ کوئی عبادت اس کی برابری نہیں کرسکتی۔ مَیں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کوئی اور عمل کرنے کا حکم ہو۔ بارگاہ رسالت سے حکم ہوا: ''عَلَیْکَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَا مِثْلَ لَہٗ'' تم روزہ اختیار کرلو کہ اس کی کوئی مثل نہیں ہے۔

اسے امام نسائی نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسی طرح تکرار سے اور بلاتکرار اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح قرار دیا۔

حدیث: اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ (حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: مَیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کسی ایسے عمل کا حکم فرمائیں جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نفع عطا فرمائے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اپنے لئے روزہ لازم پکڑلو۔ کیونکہ اس کی کوئی مثل نہیں ہے۔

اور ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں ایک حدیث میں روایت کیا الفاظ یہ ہیں: ''فرماتے ہیں: مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی عمل بتایئے جس کو کرکے جنت چلا جاؤں۔ فرمایا: روزہ لازم کرلو کہ اس کی کوئی مثل نہیں۔ راوی کہتے ہیں: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ ان کے گھر میں دن کے وقت کبھی دھواں نظر نہیں آتا تھا (آگ نہ جلتی تھی) سوائے اس کے کہ ان کے ہاں مہمان آئے ہوئے ہوں''۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن کا بھی روزہ رکھ لے، اس ایک دن کے روزہ کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کی

---

(1) لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ سے مراد مکمل کلمہ طیب ہے۔ جیسا کہ ہم نے قوسین میں عرض کردیا۔ کیونکہ نجات کے لئے توحید ہی کافی نہیں بلکہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ کلمہ طیب تمام ضروریات دین پر مشتمل ہوتا ہے۔ (مترجم)

راہ دور فرمادے گا۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ صَامَ يَوْماً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ'' جس شخص نے اللہ کو راضی کرنے کے لئے ایک دن کا روزہ رکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان اتنی چوڑی خندق بنادے گا جتنی آسمان اور زمین کے درمیان چوڑائی ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اسناد حسن کے ساتھ روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ صَامَ يَوْماً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بُعِّدَتْ مِنْهُ النَّارُ مَسِيْرَةَ مِائَةِ عَامٍ'' جو بندہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے۔ آگ اس سے ایک سو سال کے فاصلہ تک دور ہٹادی جاتی ہے۔

طبرانی نے اسے اوسط اور کبیر میں روایت کیا، اس کی اسناد میں کوئی خرابی نہیں۔

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے نے اللہ کی راہ میں رمضان کے علاوہ ایک دن کا روزہ رکھا، اسے آگ سے اتنی دور کردیا جائے گا کہ شرط جیتنے کے لئے تیار کیا گیا بہترین گھوڑا سو سال میں اتنی دور(1) جاسکتا ہے۔

اسے ابویعلیٰ نے زبان بن فائد کے طریق سے روایت کیا ہے۔

فصل

بوقت افطار دعا کی فضیلت

حدیث: حضرت عبداللہ یعنی ابن ابی ملیکہ حضرت عبداللہ یعنی ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: بے شک افطار کے وقت روزے دار کی دعا رد نہیں فرمائی جاتی۔ اور میں (راوی) نے حضرت عبداللہ (بن عمرو رضی اللہ عنہما) کو افطاری کے وقت یہ دعا کرتے سنا ہے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ'' اے میرے پروردگار! میں تجھ سے تیری اس رحمت کے واسطہ سے دعا کرتا ہوں جو ہر چیز پر وسعت رکھتی ہے کہ میری مغفرت فرمادے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ ''میرے گناہوں کی مغفرت فرمادے''۔ اسے بیہقی نے اسحاق بن عبیداللہ سے

---

(1) یہ حدیث، اس سے ماقبل کی تین احادیث اور ترمذی وغیرہ کی اس طرح کے مضمون کی دیگر احادیث کے بارے میں بعض علماء فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا ثواب اسی وقت ہے جبکہ روزہ نفلی ہو اور روزہ دار سفر جہاد یا سفر حج وغیرہ میں ہو۔ بعض دیگر علماء کا ارشاد ہے کہ ہر نفلی روزہ جو خالص اللہ کی رضا خوشنودی کے لئے رکھا جائے اور اس میں ریاء وسمعہ نہ ہو یہی اجر وثواب رکھتا ہے ''فی سبیل اللہ'' کے الفاظ سے مراد پہلی جماعت کے نزدیک سفر حج یا سفر جہاد ہے اور دوسری جماعت علماء کے ہاں اس کا معنی رضائے الٰہی اور عدم ریا ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ بالصواب۔ (مترجم)

روایت کیا ہے۔ یہ اسحاق مدنی ہیں جو معروف نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص ہیں جن کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ نمبر 1 روزہ دار کی دعا بوقت افطار، نمبر 2 عدل وانصاف کرنے والے حکمران کی اور نمبر 3 مظلوم کی دعاء کہ اللہ اس دعا کو آسمان کے اوپر اٹھا لیتا ہے۔ (ضرور قبول فرماتا ہے) اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے میری عزت وجلال کی قسم تیری مدد ضرور ضرور کروں گا اگرچہ (تیرے فائدے کی خاطر) کسی قدر دیر کے بعد کروں۔

اسے امام احمد نے ایک حدیث میں اور امام ترمذی نے روایت فرمایا۔ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا الفاظ بھی ترمذی کے ہیں۔ علاوہ ازیں ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر ان کے ہاں "یہاں تک کہ روزہ افطار کر چکے" کے الفاظ بھی ہیں۔ بزار نے بھی مختصراً اس کی روایت کی ہے۔ الفاظ ہیں: "ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يَرُدَّ لَهُمْ دَعْوَةً: اَلصَّآئِمُ حَتّٰى يُفْطِرَ وَالْمَظْلُوْمُ حَتّٰى يَنْتَصِرَ وَالْمُسَافِرُ حَتّٰى يَرْجِعَ" تین حضرات ہیں کہ اللہ کریم کے ذمہ کرم پر ہے کہ ان کی دعا کو رد نہ فرمائے: نمبر 1 روزہ دار کی دعا حتی کہ افطار کر لے، نمبر 2 مظلوم کی دعا یہاں تک کہ اس کی مدد فرمادی جائے اور نمبر 3 مسافر کی دعا تا آنکہ وہ گھر لوٹ آئے"۔

ترغیب

ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھنا

رمضان کی راتوں خصوصاً لیلۃ القدر کی عبادت اور اس کی فضیلت

حدیث: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" جس بندے نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام (عبادت) کیا، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔ "وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پہلے گناہوں کی مغفرت فرمادی گئی۔

اسے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے اور ابن ماجہ نے مختصراً روایت فرمایا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حدیث: اور نسائی شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ایمان کی حالت میں اور اجر و ثواب کے حصول کی نیت کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، اس کے پہلے گناہ معاف فرمادیئے گئے۔ اور جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کے ارادے سے شب قدر میں قیام کیا، اس کے بھی پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔ راوی کہتے ہیں: قتیبہ کی حدیث میں ہے کہ: "اس کے اگلے گناہ بھی بخش دیئے گئے" (یعنی پچھلے اور اگلے تمام گناہوں کی مغفرت فرمادی گئی)۔

حدیث: انہی (حضرت ابوہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ (صحابہ رضی اللہ عنہم کو) رمضان کے قیام (عبادت) کا شوق دلاتے تھے۔ لیکن اسے فرض سمجھنے کا حکم نہیں فرماتے تھے۔ پھر ارشاد فرماتے: جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور طلب ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس بندے نے رمضان کے روزے رکھے، اس کی حدوں کو پہچانا اور اس کی شان کے لائق اس کا تحفظ کیا، اس کے ماقبل کے گناہ مٹادیئے جائیں گے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی محترم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مکہ مکرمہ میں رمضان کا مہینہ پایا پھر اس کے روزے رکھے اور جتنا ہوسکا اس میں قیام کیا (عبادت و ریاضت کی) اللہ تعالیٰ اس کیلئے اس رمضان کے علاوہ ایک لاکھ ماہ رمضان کا ثواب لکھ دے گا۔ ہر دن کے بدلہ میں اور ہر رات کے بدلہ میں ایک ایک غلام آزاد کرنے کا اجر لکھ دے گا۔ اور ہر دن میں (ایک مجاہد کو) جہاد فی سبیل اللہ کے لئے گھوڑے پر سوار کرانے کا ثواب بھی

اس کے لئے لکھے گا۔ علاوہ ازیں ہر دن میں نیکی اور ہر رات میں نیکی بھی اس کے واسطے لکھ دے گا۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور اس کی سند اس وقت میرے (صاحب کتاب) کے ذہن میں نہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کو رمضان میں پانچ ایسی چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں کہ ان سے پہلے کسی امت کو نہیں عطا کی گئیں۔ نمبر 1 روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ نمبر 2 افطاری تک سمندر کی مچھلیاں ان کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔ نمبر 3 اللہ عزوجل ہر روز ان کے لئے جنت کو آراستہ فرماتا ہے، پھر ارشاد فرماتا ہے: عنقریب میرے نیک بندے اپنے ثواب کو پالیں گے اور (اے جنت) تیری طرف آئیں گے۔ نمبر 4 اس مہینے میں سرکش شیاطین مضبوطی کے ساتھ باندھ دیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ اس ماہ میں چھوٹ نہیں سکتے جیسا کہ غیر رمضان میں کھلے چھٹے پھرتے تھے اور نمبر 5 رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت فرمادی جاتی ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ آخری رات کیا لیلۃ القدر ہے؟ فرمایا: ''لَا وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا يُوَ فّٰى اَجْرُهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ'' نہیں، لیکن عمل کرنے والا جب عمل کرتا ہے تو اسے اس کا پورا پورا اجر عطا فرمایا جاتا ہے۔

اسے امام احمد، بزار اور بیہقی نے روایت کیا اور ابوالشیخ ابن حبان نے بھی کتاب الثواب میں روایت کی جس میں مچھلیوں کی دعائے مغفرت کی بجائے یہ الفاظ ہیں: ''ان کے لئے فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں''۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: پانچوں نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹادینے والے ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب(1) کیا جاتا رہے۔ مسلم۔

حدیث: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! میرے منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ ہم حاضر ہو گئے۔ جب آپ ﷺ پہلی سیڑھی پر چڑھے، فرمایا: آمین (اے اللہ قبول فرما) دوسری پر چڑھے تو فرمایا: آمین جب تیسری سیڑھی پر تشریف فرما ہوئے تو پھر فرمایا: آمین۔ (خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد) جب نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آج آپ سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے نہیں سنتے تھے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: (جب میں پہلی سیڑھی پر چڑھا تھا) حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس حاضر ہو کر دعا کرنے لگے: ''بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ قُلْتُ اٰمِيْنَ'' رحمت الٰہیہ سے دور ہو جائے وہ بندہ جو رمضان کا مہینہ پائے پھر اس کی بخشش نہ ہو۔ میں نے کہا: آمین۔ جب دوسری سیڑھی پر بلند ہوا تو جبریل علیہ السلام نے کہا: ''بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ'' دور ہو وہ بندہ جس کے پاس آپ کا ذکر شریف کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا: آمین۔ اور جب تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل علیہ السلام نے پھر دعا کی: ''بَعُدَ مَنْ

(1) اس مضمون کی بہت سی احادیث کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہیں جن میں فضیلت رمضان کا بیان بھی ہے۔ (مترجم)

اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرُ عِنْدَهٗ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ اٰمِيْنَ" دور ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے ماں اور باپ دونوں کو یا ایک کو بڑھاپا پہنچا اور انہوں نے اسے جنت میں داخل (1) نہ کرایا۔ میں نے کہا: آمین۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اس کی روایت کی)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر شریف پر تشریف فرما ہوئے تو تین مرتبہ فرمایا: آمین، آمین، آمین۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، پھر آپ نے فرمایا: آمین، آمین، آمین (اس کی کیا وجہ ہے؟) حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے: جس شخص نے ماہ رمضان پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی تو وہ آگ میں گیا، اسے اللہ اپنی رحمت سے دور کرے۔ (اے محبوب ﷺ!) آپ آمین کہیں۔ اس پر میں نے آمین کہی۔ الحدیث۔

اسے ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پھر رمضان المبارک کی آخری رات تک کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ جو بندہ مومن اس کی راتوں کو نماز پڑھتا ہے (تراویح ہوں یا دیگر نوافل) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر سجدہ کے بدلہ میں پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے۔ اور سرخ یاقوت کا محل اس کے لئے جنت میں بناتا ہے۔ اس محل کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے کے اندر ایک اور سونے کا محل ہوگا اس پر سرخ یاقوت کی کشیدہ کاری کی ہوگی۔ جب کوئی بندہ رمضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اس کے پچھلے رمضان کے اس دن تک کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ہر روز نماز فجر سے لے کر غروب آفتاب تک ستر ہزار فرشتہ اس کی بخشش کی دعا کرتا ہے۔ اور ہر سجدہ جو اس نے ماہ رمضان کے دن یا رات میں کیا ہو اس کے لئے اس کے بدلہ میں ایک درخت (جنت میں) لگایا جاتا ہے۔ اس کا سایہ اس قدر دراز ہوگا کہ ایک گھوڑسوار اس کے سایہ میں پانچ سو سال تک چلتا رہے۔

اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ احادیث مشہورہ میں اس قسم کی روایات موجود ہیں۔

حدیث: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ کو ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: اے لوگو! تمہارے اوپر ایک عظیم برکت والا مہینہ سایہ فگن ہوا ہے۔ اس مہینہ میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے (لیلۃ القدر)۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام (نماز تراویح وغیرہ) نفل قرار دیا ہے۔ اس ماہ میں کوئی ایک نفلی نیکی کا کام کرے وہ ایسے ہے جیسے غیر رمضان میں فرض ادا کرنے والا ہوتا ہے۔ اور جس نے اس میں فرض ادا کیا وہ ایسے ہے جیسے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرنے والا۔ یہ صبر کا مہینہ

(1) یعنی والدین دونوں یا ان میں سے ایک بوڑھا ہو گیا اور اس نے ان کی کوئی خدمت نہ کی۔ معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت سے جنت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ توفیق دے۔ (مترجم)

ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔ اور یہ ہمدردی و غمگساری کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن بندے کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس ماہ میں جو کوئی کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو یہ افطار کرانا اس کے گناہوں کے لئے باعث مغفرت ہوگا اور اسے ایک غلام آزاد کرانے کا ثواب بھی حاصل ہوگا۔ اور اسے روزہ دار کے برابر ثواب ہوگا حالانکہ روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے کسی کا روزہ افطار کرا سکے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اسے بھی عطا فرماتا ہے جو روزہ دار کا روزہ ایک کھجور کے ساتھ، پانی کے ایک چلو کے ساتھ یا دودھ کے ایک گھونٹ کے ساتھ افطار کرا دے۔ یہ ایسا ماہ مقدس ہے کہ اس کا اول (عشرہ) رحمت ہے۔ درمیانی (عشرہ) بخشش اور اس کا آخری (عشرہ) جہنم سے آزادی کا ہے۔ جو بندہ اس مہینے میں اپنے غلام (نوکر وغیرہ) پر آسانی کرے (کام وغیرہ کم لے) اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔ اس میں چار کام کثرت کے ساتھ کرو۔ دو تو وہ ہیں جن سے تم اپنے پروردگار کو راضی کر سکتے ہو اور دو وہ ہیں، جن کے بغیر تمہارا گذارہ نہیں ہوسکتا۔ وہ دو کام جن سے تم اپنے پروردگار کو راضی کر سکتے ہو یہ ہیں۔ نمبر 1 "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ)" کی شہادت دینا۔ اور نمبر 2 اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہنا۔ اور وہ دو کام جن کے بغیر گذارہ نہیں وہ ہیں۔ نمبر 1 اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتے رہو اور نمبر 2 جہنم کی آگ سے اس کی پناہ طلب کرتے رہو۔ جو شخص اس میں روزے دار کو پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض (کوثر) سے ایسا جام پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہ لگے گی۔ (سبحان اللہ وبحمدہ)۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا پھر کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور بیہقی کے طریق سے بھی اسے روایت کیا۔ علاوہ ازیں ابوالشیخ ابن حبان نے بھی کتاب الثواب میں اختصاراً روایت کیا۔

حدیث: اور ابوالشیخ کی ایک اور روایت میں یوں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی حلال کمائی سے رمضان کے مہینہ میں روزہ دار کو افطار کرائے، تو رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس پر نزول رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور لیلۃ القدر میں حضرت جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے حضرت جبریل علیہ السلام مصافحہ کریں (نشانی یہ ہے کہ) اس کے دل میں رقت پیدا ہو جاتی ہے اور آنکھوں سے اکثر آنسو بہتے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو افطار کرانے کے لئے اپنے پاس کچھ نہ پاتا ہو؟ فرمایا: "فَقَبْضَةٌ مِنْ طَعَامٍ" چٹکی بھر کھانے سے کرا دے۔ میں نے گزارش کی: اگر کسی کے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ فرمایا: "فَمَذْقَةٌ مِنْ لَبَنٍ" دودھ کا ایک گھونٹ پلا دے۔ کہتے ہیں: میں نے پھر عرض کیا: جس کے پاس یہ بھی نہ ہو وہ کیا کرے؟ ارشاد فرمایا: "فَشَرْبَةٌ مِنْ مَآءٍ" پانی کے ایک چلو ہی سے افطار کرا دے۔

ابن خزیمہ اور بیہقی نے بھی اختصاراً اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ

اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ'' جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، درہائے نار بند کردیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

اسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت فرمایا۔

حدیث: اور مسلم شریف کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو پابہ زنجیر کردیا جاتا ہے۔

اسے بیہقی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ ان تمام نے ابوبکر بن عیاش عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایت لی ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: ''فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ ابن خزیمہ نے ''شیاطین سرکش جن'' بغیر واؤ کے کہا۔ آگ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ درہائے بہشت کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی در بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک صدا دینے والا صدا دیتا ہے۔ اے بھلائی تلاش کرنے والے! آگے بڑھ۔ (مزید نیکی کرلے کہ یہ وقت نیکیاں کرنے کا ہے) اور اے بدی کے چاہنے والے: رک جا (بدی سے باز آجا کہ اس میں بدی زیبا نہیں) اللہ لوگوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہے۔ اور یہ سب کچھ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے''۔

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور امام نسائی اور حاکم نے بھی اسے انہیں الفاظ کے ساتھ روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظر فرماتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر نظر کرم فرمادے تو اسے کبھی عذاب نہیں دیتا۔ ''وَلِلّٰهِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفُ اَلْفِ عَتِيْقٍ مِّنَ النَّارِ'' اور ہر روز اللہ تعالیٰ دس لاکھ افراد کو جہنم کی آگ سے آزاد فرماتا ہے (جن پر دوزخ واجب ہوچکی ہوتی ہے) پھر رمضان کی انتیسویں شب ہوتی ہے تو اس شب میں اللہ تعالیٰ اتنے افراد کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جتنے کہ پورے رمضان میں آزاد فرمائے ہوتے ہیں۔ اور جب عید کی رات ہوتی ہے تو ملائکہ میں ہلچل مچ جاتی ہے، اللہ جبار و تعالیٰ ایک ایسی تجلی فرماتا ہے جسے بیان کرنے والے احاطہ بیان میں نہیں لاسکتے۔ لوگ صبح عید کی تیاریاں کررہے ہوتے ہیں تو فرشتے آپس میں کہتے ہیں: اے گروہ ملائکہ! تمہاری طرف وحی کرکے پوچھا جاتا ہے کہ بتاؤ کیا جزا ہے اس مزدور کی جس نے اپنا کام پورا کرلیا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اسے پوری پوری مزدوری ملنی چاہیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ'' میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کی مغفرت فرمادی ہے۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا جبکہ رمضان مبارک شروع ہوچکا تھا: تمہارے پاس برکتوں بھرا مہینہ رمضان آگیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے ڈھانپ لیتا ہے۔ رحمت نازل فرماتا ہے، گناہوں کو مٹاتا ہے اور دعائیں قبول فرماتا ہے۔ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر نظر

فرماتا ہے اور تمہاری وجہ سے اپنے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔ لہٰذا تم اپنے دلوں سے اچھائی و بھلائی ظاہر کرو۔ کیونکہ بدبخت ہے وہ جو اس ماہ میں اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم رہا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ البتہ ایک راوی محمد بن قیس کے بارے میں جرح و تعدیل میرے (مصنف کے) ذہن میں اس وقت حاضر نہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رمضان مبارک آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ مقدس مہینہ تمہارے پاس آ چکا ہے۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے افضل ہے (شب قدر)۔ جو اس رات کی برکات سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔ اور اس سے وہی محروم رہتا ہے جو (ازلی) محروم ہوتا ہے۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور اس کی اسناد ان شاء اللہ حسن ہے۔

حدیث: اور طبرانی نے اوسط میں انہی سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: یہ رمضان کا مہینہ تمہارے پاس تشریف لا چکا ہے۔ اس میں جنت کے دوازے کھولے جاتے ہیں، آگ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیریں پہنا دی جاتی ہیں۔ "بُعْدًا لِمَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ اِذَا لَمْ يُغْفَرْ لَهٗ فَمَتٰی؟" ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس نے رمضان پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی۔ اس مہینہ میں بھی اس کی بخشش نہ ہوئی تو پھر کب ہوگی؟

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جنت کو شروع سال سے آخر سال تک رمضان کی آمد کے سلسلہ میں آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے۔ ماہ رمضان کی جب پہلی رات آتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جسے "مثیرہ" کہا جاتا ہے۔ (اللہ کی طرف سے فرستادہ) اس ہوا سے جنت کے درختوں کے پتے اور جنت کے محلات کے کواڑوں کے حلقے ایک دوسرے سے بجنے لگتے ہیں۔ جس سے ایسی سریلی آواز سنائی دیتی ہے کہ اس سے زیادہ اچھی آواز کسی نے کبھی سنی نہیں ہوگی۔ پھر خوبصورت آنکھوں والی حوریں ظاہر ہوتی ہیں حتیٰ کہ جنت کے کنگروں کے درمیان کھڑی ہو جاتی ہیں اور ندا دیتی ہیں کہ ہے کوئی اللہ کی طرف سے نکاح کرنے والا کہ اللہ اس کا ہمارے ساتھ نکاح کر دے۔ پھر وہ خوبصورت آنکھوں والی حوریں داروغہ جنت سے کہتی ہیں: اے رضوان جنت! یہ کون سی رات ہے؟ وہ لبیک کہتے ہوئے انہیں جواب دیتا ہے پھر کہتا ہے: یہ ماہ رمضان کی شب اول ہے۔ اس میں حضرت محمد ﷺ کی امت کے روزہ داروں کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: اور اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے رضوان جنت! جنتوں کے دروازے کھول دے اور اے داروغہ جہنم! احمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے روزہ داروں کے لئے جہنم کے دروازوں کو بند کر دے۔ اے جبریل! زمین پر اترو اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دو، انہیں زنجیروں کے ساتھ باندھو اور سمندروں میں پھینک دو تاکہ میرے حبیب محمد ﷺ کی امت کے روزے فاسد نہ کر سکیں۔ فرمایا: اللہ عزوجل رمضان کی ہر رات ایک ندا کرنے والے کو حکم دیتا ہے کہ وہ تین مرتبہ ندا کرے: ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں اس کا سوال

پورا کردوں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا میں اس کی توبہ قبول فرمالوں؟ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اس کو بخش دوں؟ جو کوئی پورا پورا قرض دے کمی نہ کرے اسے بلا کم وکاست پورا پورا بدلہ ادا کیا جائے گا(1)۔ ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل ماہ رمضان میں افطاری کے وقت ہر روز دس لاکھ افراد کو آگ سے آزاد فرماتا ہے۔ یہ سب وہ افراد ہوتے ہیں جن پر آگ واجب ہو چکی ہوتی ہے (اعمال سیئہ کی وجہ سے)۔ پھر جب ماہ رمضان کا آخری دن ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس روز اتنے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے ابتدائے رمضان سے آخر تک آزاد فرمائے ہوتے ہیں۔ اور جب شب قدر ہوتی ہے تو اللہ عزوجل حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے۔ وہ ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں۔ ملائکہ کے ساتھ ایک سبز رنگ کا جھنڈا ہوتا ہے جسے وہ کعبہ معظمہ کی چھت پر نصب کرتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام کے ایک سو پر(2) ہوتے ہیں جن میں سے دو کو تو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں آپ جب اپنے دو پروں کو کھولتے ہیں تو وہ مشرق و مغرب سے بھی آگے نکل جاتے ہیں۔ پس اس رات میں جبریل علیہ السلام ملائکہ کو ترغیب وشوق دلاتے رہتے ہیں تو ملائکہ ہر کھڑے، بیٹھے نماز پڑھنے والے اور ذکر کرنے والے پر سلام بھیجتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔ نیز ان لوگوں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں حتی کہ صبح طلوع ہو جاتی ہے۔ جب صبح ہوتی ہے تو جناب جبریل علیہ السلام منادی کرتے ہیں: اے گروہ ملائکہ! چلو اب واپس چلیں، تو فرشتے کہتے ہیں: اے جبریل! احمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے مومنین کی حاجات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا فیصلہ فرمایا ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس رات ان کی طرف نظر رحمت فرمائی اور چار شخصوں کے سوا سب کو معاف فرما دیا اور ان کی مغفرت فرما دی۔ اس پر ہم (صحابہ رضوان اللہ علیہم) نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ چار شخص کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: نمبر 1 ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا، نمبر 2 والدین کا نافرمان، نمبر 3 قطع رحمی کرنے والا اور نمبر 4 مشاحن (بہت نفاق و افتراق پھیلانے والا)۔ ہم نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! یہ مشاحن کون ہوتا ہے؟ فرمایا: ہر طرح تعلقات توڑ لینے والا۔ جب عید کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام لیلۃ الجائزہ (انعام واکرام کی رات) رکھا جاتا ہے۔ پھر جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ عزوجل ہر قریہ وشہر کی طرف فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ فرشتے زمین پر اترتے ہیں اور راستوں کے موڑوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ایسی آواز کے ساتھ پکارتے ہیں کہ جنوں اور انسانوں کے سوا اللہ کی تمام مخلوق سنتی ہے۔ کہتے ہیں: اے امت محمد (صلی اللہ علی صاحبہا وسلم) اپنے کرم نواز رب کی طرف چلو جو بہت عطائیں فرماتا ہے اور بڑے بڑے گناہ معاف کرتا ہے۔ جب لوگ اپنی عیدگاہوں کی جانب (نماز عید کے لئے) چلتے ہیں تو اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتا ہے: بتاؤ کیا بدلہ ہے مزدور کا جب وہ اپنا

---

(1) اللہ پاک فرماتے ہیں:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةًؕ (البقرة:245)

ترجمہ: کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لئے کئی گنا بڑھا دے گا۔

(2) دیگر احادیث میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں۔ ممکن ہے اس رات آپ سو پروں کے ساتھ زمین پر تشریف لاتے ہوں۔ یا یہ معنی ہو کہ ملائکہ جو جھنڈا لے کر آتے ہیں اس کے ایک سو کنارے ہوں کہ جناح کے معنی کنارہ کے بھی ہوتے ہیں۔ اب ان کے کناروں میں سے دو کنارے یعنی دو جنہیں اسی رات کھلتی ہوں۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب جل جلالہ و ﷺ (مترجم)۔

کام پورا کر چکے؟ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے معبود و مالک! اس کا بدلہ یہ ہے کہ تو اسے پوری پوری مزدوری عطا فرمائے۔ فرمایا: اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! مَیں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ مَیں نے رمضان کے روزوں اور اس کی راتوں کے قیام کے بدلہ میں انہیں اپنی رضا اور مغفرت عطا فرمادی ہے اور فرماتا ہے: اے میرے بندو! مجھ سے مانگو۔ مجھے میری عزت و جلال کی قسم، آج اپنے اس مجمع میں مجھ سے تم جو کچھ اپنی آخرت کے بارے میں مانگو گے ضرور عطا فرماؤں گا اور جو کچھ تم اپنی دنیا کے بارے میں سوال کرو گے، اس میں تمہارے فائدے پر نظر فرماؤں گا۔ مَیں اپنی عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ جب تک تم مجھ سے ڈرتے رہو گے مَیں تمہاری لغزشوں کی پردہ پوشی فرماتا رہوں گا۔ مجھے میری عزت و جلال کی قسم، میں تمہیں ذلیل نہ کروں گا اور نہ حقوق لینے والوں کے درمیان تمہیں رسوا ہونے دوں گا۔ ''وَانْصَرِفُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ قَدْ اَرْضَيْتُمُوْنِيْ وَ رَضِيْتُ عَنْكُمْ'' اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ کہ تم بخش دیئے گئے ہو۔ تم نے مجھے راضی کر دیا ہے اور مَیں تم سے راضی ہو گیا ہوں۔ فرشتے خوش ہوتے ہیں اور ماہ رمضان کے اختتام پر، اللہ عزوجل جو اس امت پر عطائیں فرماتا ہے، ان کی وجہ سے اظہار مسرت کرتے ہیں۔

اس کو شیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ بیہقی کے ہیں۔ اور اس کی اسناد میں ایسا کوئی راوی نہیں ہے۔ جس کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اجماع ہو۔

حدیث: حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جس دن رمضان کا چاند ظاہر ہوا مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا: آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے تھے: بندے اگر جان لیں کہ رمضان کس قدر برکات والا مہینہ ہے تو میری امت تمنا کرے کہ پورا سال رمضان ہی رہے۔ بنی خزاعہ کے ایک صاحب عرض کرنے لگے: یا نبی اللہ ﷺ! رمضان کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: رمضان کے لئے ابتدائے سال سے انتہائے سال تک جنت کو مزین کیا جاتا ہے۔ جب رمضان کا پہلا روزہ ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے۔ جس سے اشجار جنت کے پتے بجنے لگتے ہیں (جس سے ایک خوبصورت آواز پیدا ہوتی ہے کما مر) تو خوبصورت آنکھوں والی حوریں اس کی طرف دیکھتی ہیں اور کہتی ہیں: اے ہمارے پروردگار! اپنے بندوں میں سے اس مہینے میں ہمارے لئے شوہر بنا۔ جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ فرمایا سرکار دو عالم ﷺ نے کہ جو بندہ ماہ رمضان کا ایک روزہ رکھتا ہے تو موتیوں کے خیمہ میں خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے بیان فرمایا ہے: حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ (الرحمٰن:72) یعنی خیموں میں پردہ نشین (1) حوریں ہیں) ان میں سے ہر عورت پر ستر جنتی حلے (لباس) ہوں گے کہ ایک رنگ دوسرے سے ملتا نہ ہوگا۔ اور انہیں خوشبو کے ستر رنگ عطا ہوں گے جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے۔ ہر عورت کی خدمت کے لئے ستر ہزار خادمائیں ہوں گی اور ستر ہزار ہی خادم ہوں گے۔ ہر خادم کے

---

(1) حدیث میں ہے کہ جنتی عورتوں میں سے کسی کی جھلک زمین کی طرف پڑ جائے تو زمین و آسمان کی درمیانی فضا روشن ہو جائے۔ اور خوشبو سے بھر جائے۔ ان کے خیمے موتی اور زبرجد کے ہوں گے۔

پاس سونے کا ایک طباق ہوگا جس میں ایسا لذیذ کھانا ہوگا کہ پہلے لقمہ سے لے کر آخری لقمہ تک ہر لقمہ کا مزہ مختلف ہوگا۔ اور ان میں سے ہر عورت (جنتی حور) کے لئے سرخ یاقوت کے ستر تخت ہوں گے اور ہر تخت پر ستر بستر ہوں گے۔ جن کے اندر موٹا ریشم بھرا ہوا(1) ہوگا۔ ہر بستر پر ستر تکیے ہوں گے اور یہ سب کچھ اس کے شوہر کو بھی عطا کیا جائے گا۔ وہ سرخ یاقوت کے تخت پر ہوگا جس پر موتی جڑے ہوں گے اور اسے سونے کے دو کنگن پہنائے جائیں گے۔ یہ سب تو رمضان کے صرف روزے کے بدلہ میں ہوگا۔ رمضان میں دوسرے اعمال صالحہ کا بدلہ اس کے علاوہ ہوگا۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور بیہقی نے اپنے طریق سے اور ابوالشیخ نے "ثواب" میں روایت کیا اور ابن خزیمہ نے کہا: جریر بن ایوب (راوی) کے متعلق میرے دل میں کچھ خدشہ ہے۔

حدیث: حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ذَاكِرُ اللّٰهِ فِيْ رَمَضَانَ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ وَسَآئِلُ اللّٰهِ فِيْهِ لَا يَخِيْبُ" ماہ رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخش دیا جاتا ہے۔ اور اس میں اللہ سے مانگنے والے کو نامراد نہیں کیا جاتا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں بیہقی واصبہانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر فرمایا: اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور ارشاد فرمایا: جس نے ایمانداری اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام (عبادت) کیا اور وہ گناہوں سے یوں نکل گیا جیسے کہ اسے آج اس کی ماں نے جنم دیا ہو۔

اسے امام نسائی نے روایت کیا اور فرمایا کہ اس میں کچھ غلطی ہے۔ درست یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت عبدالرحمٰن سے نہیں بلکہ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ رضی اللہ عنہما۔

حدیث: اور نسائی ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض فرمائے۔ اور اس (کی راتوں میں نماز تراویح) کا قیام میں نے تمہارے لئے سنت قرار دیا۔ اب جو کوئی اس کے روزے رکھے اور اس میں قیام کرے حالانکہ حالت ایمان میں حصول ثواب کی نیت رکھتا ہو تو وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جائے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

حدیث: حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک صاحب نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! کیا ارشاد ہے، اگر میں شہادت دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ دن میں پانچوں نمازیں ادا کروں۔ زکوٰۃ دوں۔ رمضان کے روزے رکھوں اور اس میں قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ"

1۔ قرآن پاک میں ہے: مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ (الرحمٰن: 54) "ایسے بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے اندر موٹا ریشم بھرا ہوا ہوگا"۔ (مترجم)

صدیقین اور شہداء میں سے ہو گے۔

اسے بزار اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت فرمایا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے لیلۃ القدر میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے گئے۔ الحدیث۔

اسے بخاری و مسلم نے تخریج کیا اور مسلم کی روایت میں گذر چکا کہ فرمایا: ''جو لیلۃ القدر میں قیام کرے پھر اسے پالے (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ فرمایا: ایمان اور نیت ثواب کے ساتھ پالے تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

حدیث: روایت ہے حضرت امام احمد سے، وہ عبداللہ بن محمد بن عقیل عن عمرو بن عبدالرحمٰن عن عبادہ بن الصامت کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ القدر کے بارے میں خبر دی۔ فرمایا: لیلۃ القدر ماہ رمضان کے آخری عشرے میں اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں، انتیسویں یا رمضان کی آخری رات ہوتی ہے۔ جو بندہ اس میں ایمان و ثواب کے ارادہ سے قیام کرے ''غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ'' اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حدیث: حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ثقہ اہل علم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو پہلے لوگوں کی عمریں دکھائی گئیں۔ یا اس بارے میں جو اللہ نے چاہا دکھایا۔ تو آپ ﷺ نے اپنی امت کی عمروں کا خیال فرماتے ہوئے خیال کیا کہ میری امت اس قدر اعمال نہ کر سکے گی جس قدر ان کے غیروں (1) نے کر لئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لیلۃ القدر عطا فرما دی جو ہزار مہینے سے بھی افضل ہے۔

امام مالک نے اسے اسی طرح موطا میں ذکر فرمایا ہے۔

(1) کیونکہ پہلی امتوں کے لوگوں کی عمریں بہت لمبی ہوا کرتی تھیں اور نبی اکرم ﷺ کی امت کے لوگوں کی عمریں، ساٹھ اور ستر سال کے درمیان میں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث پاک میں بھی ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جن کی عمر ستر سے تجاوز کرے۔ (مترجم)

ترہیب

بلا عذر رمضان کا کوئی روزہ چھوڑ دینا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ اَفْطَرَ یَوْماً مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَۃٍ وَّ لَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِہٖ صَوْمُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ وَاِنْ صَامَ'' جس نے رمضان کے روزوں میں سے کوئی روزہ بغیر رخصت (سفر وغیرہ) اور بغیر بیماری کے چھوڑ دیا تو ساری عمر کا روزہ رکھنا اس کی قضا نہیں بن سکتا اگرچہ پھر ساری عمر روزہ رکھتا رہے۔

اسے ترمذی (الفاظ انہی کے ہیں)، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: میں نیند فرما رہا تھا کہ دو شخص (فرشتے) میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے کندھوں سے تھاما اور ایک دشوار گذار پہاڑ کے پاس لے کر پہنچے، کہنے لگے: اس پر چڑھیں۔ مَیں نے کہا: مَیں نہیں چڑھ سکتا۔ عرض کرنے لگے: ہم آپ کے لئے اسے آسان کردیتے ہیں۔ پھر میں چڑھ گیا۔ جب پہاڑ کے درمیان میں پہنچا تو اچانک میں نے سخت آوازیں سنیں۔ مَیں نے پوچھا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ وہ بولے: یہ اہل نار کی چیخیں ہیں۔ پھر مجھے آگے لے جایا گیا۔ مَیں ایسی قوم کے پاس پہنچ گیا۔ جن کو ایڑھیوں کے ساتھ لٹکایا گیا تھا۔ ان کے جبڑے کھلے ہوئے تھے اور جبڑوں سے خون بہہ رہا تھا۔ فرماتے ہیں: مَیں نے پوچھا: یہ لوگ کون ہیں؟ ایک نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے اپنے روزے افطار کرلیا کرتے تھے۔ (الحدیث)۔

اسے ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ (حماد بن زید فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے نبی اکرم ﷺ تک مرفوع کیا ہے یا نہیں) فرماتے ہیں: اسلام کی مضبوط رسیاں اور دین کی بنیادیں تین چیزیں ہیں۔ جن پر دین اسلام کی عمارت تعمیر فرمائی گئی ہے۔ جس نے ان میں سے کسی کو بھی ترک کردیا اس نے اس کا انکار کردیا اس کا خون بہانا (قتل کرنا) حلال ہے۔ نمبر 1 لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ) کی شہادت۔ نمبر 2 فرض نماز اور نمبر 3 روزہ رمضان۔

اسے ابویعلیٰ نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔ ایک اور روایت میں یوں ہے: ''جس نے ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دیا، اس نے اللہ کے ساتھ (1) کفر کیا۔ اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہیں ہوگا اور اس کا خون (2) اور مال حلال ہوگیا۔

---

(1) نماز کے باب میں عرض کیا جاچکا کہ جس نے ان اعمال کو ترک کیا۔ اس نے گویا کافروں والا کام کیا کیونکہ کافر ہی ان اعمال کو ترک کرتے ہیں۔ نہ کہ وہ خود کافر ہوگیا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جس نے ان کا انکار کیا۔ اب ظاہر ہے کہ ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اب کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

(2) معنی یہ نہیں کہ ہر کسی کو اجازت ہے کہ اسے قتل کردے اور اس کا گھربار لوٹ لے بلکہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اسے راہ راست پر لائے ورنہ تادیبی کارروائی کرے۔ (مترجم)

ترغیب

ماہ شوال کے چھ روزے

حدیث: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالَ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ ''جس نے رمضان کے (پورے) روزے رکھے پھر ان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو ایسے ہے جیسے اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔ اسے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور طبرانی نے روایت کیا۔ طبرانی نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں: '' فرماتے ہیں: مَیں نے عرض کیا: کیا ہر دن کے روزے کے بدلہ میں دس روزوں(1) کا ثواب ہے؟ فرمایا: ہاں''۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو عیدالفطر کے بعد چھ روزے رکھے اسے پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ کیونکہ (قرآن پاک میں ہے) مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام:161) جس نے ایک نیکی کی اس کے لئے اس جیسی دس نیکیوں کا ثواب ہے۔ اسے امام ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا۔ نسائی کے الفاظ ہیں: '' اللہ نے ایک نیکی کو اس جیسی دس نیکیوں کے برابر بنایا ہے۔ اس لئے ایک مہینہ دس مہینوں کے برابر ہوگا اور عیدالفطر کے بعد چھ روزے (دو مہینوں کے برابر ہوکر) پورا سال مکمل ہو جائے گا''۔ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ایک اور روایت کی جس کے الفاظ یہ ہیں، نسائی کی ایک روایت بھی اس طرح ہے کہ فرمایا: '' ماہ رمضان کے روزے دس ماہ کے برابر ہیں اور (شوال کے) چھ روزے دو ماہ کے برابر، اس طرح یہ پورے سال کے روزے ہو گئے''۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔'' جس نے رمضان کے پورے اور شوال کے چھ روزے رکھے اس نے پورا سال روزہ رکھا''۔ اسے احمد، بزار اور طبرانی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَاَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ'' جس بندے نے رمضان کے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے (2) رکھ لئے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل گیا جیسے کہ وہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے

---

(1) چونکہ ہر نیکی کا کم از کم ثواب دس کے برابر ہے اس لحاظ سے رمضان کے روزے دس مہینوں کے برابر ہوئے اور شوال کے چھ روزے ساٹھ یعنی دو مہینوں کے برابر، تو گویا رمضان اور شوال کے روزے پورے سال کے روزے کے برابر ہو گئے۔ کہ سال بارہ ماہ کا ہی ہوتا ہے۔ (مترجم)

(2) شوال مکرم کے چھ روزوں کے بارہ میں عموماً لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ کیا یہ روزے اکٹھے رکھے جائیں؟ الگ الگ رکھے جائیں؟ عیدالفطر کے فوراً بعد رکھے جائیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ تو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ روزے کم شوال یعنی یوم عید کو چھوڑ کر پورے مہینے میں جب چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ عید کے فوراً بعد رکھ لیں۔ مہینے کے آخر میں رکھ لیں یا درمیان میں، سب درست و جائز ہے۔ پھر یکے بعد دیگرے اکٹھے رکھ لیں یا متفرق، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اسے جنم دیا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

ترغیب

نویں ذوالحجہ کو جو میدان عرفات میں نہ ہو اس کے لئے روزے رکھنے کی فضیلت اور جو وہاں ہو اس کے لئے اس دن کے روزہ کی ممانعت

حدیث: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ) کے روزہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یُکَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِیَةَ وَالْبَاقِیَةَ" یہ روزہ ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

اسے مسلم (الفاظ انہی کے ہیں)، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت فرمایا اور ترمذی کے الفاظ اس طرح ہیں: "جناب نبی سرور ﷺ نے فرمایا: یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں مَیں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ایک سال اس کے بعد کے اور ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دے گا"۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ) کا روزہ رکھا اس کے ایک سال کے پہلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس نے یوم عاشوراء (دسویں محرم) کا روزہ رکھا، اس کے ایک سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن یعنی نو ذوالحجہ کو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے اور عرض کیا: مجھے کچھ پینے کو دیجئے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے غلام سے فرمایا کہ انہیں شہد پلائے۔ پھر فرمایا: کیا تم روزے سے نہیں ہو اے مسروق؟ عرض کرنے لگے: نہیں، دراصل مجھے خوف تھا کہیں یہ قربانی کی عید کا دن نہ ہو (ورنہ روزہ رکھتا) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایسی بات نہیں ہے۔ یہ عرفہ کا ہی دن ہے جس دن امام میدان عرفات میں جاتا ہے اور قربانی کا دن تو وہ ہوتا ہے جس دن امام قربانی کرتا ہے۔ اے مسروق! کیا تم نے نہیں سنا کہ "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْدِلُہٗ بِاَلْفِ یَوْمٍ" رسول اللہ ﷺ اس دن کو ایک ہزار دن کے برابر قرار

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اس میں بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔ ارشادات رسول مقبول ﷺ میں بیان فرمودہ ثواب حاصل ہو جائے گا۔ البتہ الگ الگ یعنی ایک دن روزہ اور ایک دو دن افطار، زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ شوال کے اور دیگر کسی بھی قسم کے نفلی روزوں کے لئے نماز تراویح نہیں ہے۔ ہاں نفلی عبادت جتنی چاہے کرے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شوال کے روزے رکھنے والے لوگ چھ روزے پورے کرنے کے بعد عید کا سا اہتمام کرتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (مترجم)

دیا کرتے تھے۔

اسے طبرانی نے حسن اسناد کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: اور بیہقی کی ایک اور روایت میں ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: یوم عرفہ کا روزہ ایک ہزار دن کے روزہ کے برابر ہے۔ (گویا پہلی روایت کی شرح ہے کہ اس دن کی ایک نیکی دوسرے دنوں کی ہزار نیکی کے برابر ہے)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میدان عرفات میں (حاجی کے لئے) یوم عرفہ کے روزہ سے (1) منع فرمایا۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ علاوہ ازیں طبرانی نے بھی اوسط میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسے روایت کیا ہے۔

---

(1) یوم عرفہ ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو کہا جاتا ہے۔ اسی دن حج ہوتا ہے۔ اس دن میدان عرفات میں حجاج کرام کو روزہ رکھنا درست نہیں تاکہ وہاں دعا و مناجات میں توجہ اور یکسوئی رہے۔ باقی لوگ اس دن روزہ رکھ سکتے ہیں اور انہیں اس روزے کا ثواب عطا فرمایا جاتا ہے۔ (مترجم)

ترغیب

اللہ کے مہینے محرم الحرام کے روزے

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ صَلٰوةُ اللَّیْلِ" رمضان کے بعد اللہ کے مہینے محرم کے روزے افضل ہیں۔ اور فرائض کے بعد افضل نماز رات کی (تہجد کی) نماز ہے۔

اسے مسلم (الفاظ بھی انہی کے ہیں)، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا اور ابن ماجہ نے بھی مختصراً اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے پوچھا: ماہ رمضان کے بعد کس مہینے میں روزے رکھنے کا آپ مجھے حکم فرماتے ہیں؟ آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے اسے فرمایا: میں نے کسی کو یہ سوال کرتے نہیں سنا ہاں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا جبکہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا تھا کہ یارسول ﷺ! ماہ رمضان کے بعد آپ مجھے کس مہینے کے روزے رکھنے کا ارشاد فرماتے ہیں؟ تو سرکار ﷺ نے فرمایا: اگر تم ماہ رمضان کے بعد روزہ رکھنا چاہتے ہو تو ماہ محرم کے روزے رکھو کیونکہ یہ اللہ کا مہینہ ہے، اس میں ایک دن ایسا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول فرمائی (1) تھی۔ اور اس میں دوسری قوموں کی توبہ بھی قبول فرماتا ہے۔ اسے عبداللہ بن امام احمد نے اپنے والد کے غیر سے اور امام ترمذی نے عبدالرحمٰن بن اسحاق کی روایت سے روایت کیا ہے۔ (اور کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نویں ذوالحجہ کا روزہ رکھا، اس کے لئے یہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ اور جس نے محرم (2) کے کسی دن کا روزہ رکھا تو اسے ہر دن کے بدلہ میں تیس دنوں کے روزے کا ثواب حاصل ہوگا۔

اسے طبرانی نے صغیر میں روایت کیا۔ حدیث غریب ہے مگر اس کی اسناد میں کوئی خرابی نہیں۔

---

(1) اس دن سے مراد ہوسکتا ہے کہ یوم عاشوراء یعنی دسویں محرم ہو اور جس قوم کی توبہ اس روز قبول فرمائی گئی وہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم ہو۔ کیونکہ اس روز اس قوم کی سچی توبہ کی وجہ سے آیا ہوا عذاب واپس فرمالیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔ تفصیلات تفسیرات میں دیکھئے۔ (مترجم)

(2) حضور سرور عالم ﷺ نفلی روزے زیادہ تر شعبان معظم میں رکھا کرتے تھے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں وارد ہوا۔ ترغیب مذکور میں محرم الحرام کو رمضان کے بعد افضل فرمایا گیا۔ تطبیق میں علماء فرماتے ہیں کہ محرم کی فضیلت بعد از رمضان سے مراد صرف یوم عاشور ہے نہ کہ پورا محرم۔ اگر رمضان کے بعد ماہ محرم افضل ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اپنے نفلی روزے اسی میں رکھتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ ماہ محرم کی فضیلت کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آخری عمر میں دی۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔ جل وعلا و ﷺ۔ (مترجم)

ترغیب

یوم عاشوراء (دسویں محرم الحرام) کا روزہ اور اس روز اپنے اہل وعیال پر خوب خرچ کرنا

حدیث: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یوم عاشوراء(1) کے روزہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ" یہ روزہ گذشتہ سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

اسے مسلم وغیرہ اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ابن ماجہ کے الفاظ ہیں: "یوم عاشوراء کے روزے کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس روز کے بعد سے ایک سال تک کے گناہوں کو مٹا دے گا"۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کا روزہ خود بھی رکھا اور لوگوں کو یہ روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔ (یعنی فرضیت رمضان سے پہلے) (بخاری ومسلم)۔

حدیث: انہی (حضرت ابن عباس) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے یوم عاشوراء کے روزہ کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی دن کا روزہ رکھا ہو اور اسے دوسرے دنوں پر فضیلت دی ہو ہاں اس دن (عاشوراء) کو فضیلت دیتے تھے اور یہ کسی مہینے کو دوسرے مہینوں پر فضیلت دیتے ہوں سوائے اس رمضان المبارک کے مہینے کے۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یوم عرفہ

---

(1) اس دن کو "عاشوراء" کہنے کے بارہ میں مختلف اقوال ہیں، نمبر 1 اکثر علماء کا قول ہے کہ یہ چونکہ محرم الحرام کا دسواں دن ہے اس لئے اس کو عاشوراء کہتے ہیں۔ عاشوراء "عشر" سے ماخوذ ہے بمعنی دس، نمبر 2 بعض کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنوں کے اعتبار سے جو فضائل امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے، ان میں یہ دن دسویں نمبر ہے۔ اور نمبر 3 ایک قول یہ ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے دس انبیاء کرم علیہم السلام پر مختلف انعامات فرمائے۔ اس وجہ سے اس کو عاشوراء کہتے ہیں (واللہ اعلم)۔ یہ دن بڑی عظمتوں کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، سمندروں اور لوح وقلم کو اسی دن پیدا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور آپ کا جنت میں داخلہ اسی دن ہوا۔ جنت سے نزول اور قبول توبہ بھی اسی دن ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا جودی پہاڑ پر ٹھہرنا، حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام سے ملنا، فرعون کا غرق آب ہونا اور موسیٰ علیہ السلام کا بمع اپنی قوم کے نجات پانا، حضرت ایوب علیہ السلام کو شفا ملنا، حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ کا قبول ہونا اور ان سے عذاب کا ٹلنا، آپ کا مچھلی کے پیٹ سے باہر تشریف لانا، حضرت ادریس علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور زندہ آسمانوں پر جانا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو جن وانس پر حکومت عطا فرمایا جانا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر آگ کا گلزار ہونا، یہ سارے واقعات اسی دن ہوئے۔ زمین پر سب سے پہلی بارش اسی دن ہوئی تھی۔ قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔ اور حضرت سیدنا امام عالی مقام امام حسین اور آپ کے رفقاء رضی اللہ عنہم کی شہادت بھی اسی دن ہوئی اور کئی دیگر بڑے بڑے واقعات اسی دن وقوع پذیر ہوئے۔ رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے مسلمانوں پر اس دن کا روزہ فرض تھا۔ بعد میں اس کی فرضیت منسوخ فرمادی گئی اور سنیت کو باقی رکھا گیا۔ (مترجم)

(نویں ذوالحجہ) کا روزہ رکھا، اس کے سال گذشتہ اور سال آئندہ کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا، اس کے ایک سال کے گناہ معاف فرمائے(1) جائیں گے۔

طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ اسے روایت کیا۔ یہ حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عاشوراء کے دن اپنے اہل وعیال پر کشادگی کے ساتھ مال خرچ کیا، اللہ تعالیٰ پورا سال اس پر وسعت وکشادگی رکھے گا۔

اسے بیہقی نے مختلف طرق سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایت کیا۔

(1) اس سے معلوم ہوا کہ یوم عرفہ یوم عاشوراء سے افضل ہے۔ (مترجم)

ترغیب

ماہ شعبان کے روزے

حضور نبی پاک ﷺ کا اس ماہ میں روزے رکھنا

اور نصف شعبان کی رات یعنی شب برات کی فضیلت

حدیث: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جتنے روزے آپ ماہ شعبان میں رکھتے ہیں، مَیں نے آپ کو کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ مہینہ ہے کہ لوگ اس (کی فضیلت) سے غافل ہیں۔ یہ رجب اور رمضان کے درمیان میں ہے۔ ''وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْاَعْمَالُ اِلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَاُحِبُّ اَنْ يُّرْفَعَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَآئِمٌ'' اسی مہینے میں بندوں کے اعمال پروردگار دو جہاں کی بارگاہ میں اٹھائے جاتے ہیں۔ اور مجھے یہ پسند ہے کہ میرے اعمال اٹھائے جائیں تو میرا روزہ ہو۔

یہ امام نسائی کی روایت ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ (ماہ شعبان میں) روزے رکھتے رہتے اور کوئی ناغہ نہ فرماتے حتی کہ ہم (اپنے دلوں میں) کہتے کہ اب رسول اللہ ﷺ پورا سال روزے کا ناغہ نہیں فرمائیں گے۔ پھر (کبھی کسی شعبان میں) افطار ہی فرمائے رہتے کوئی روزہ نہ رکھتے حتی کہ ہم سوچنے لگتے کہ پورا سال آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ ''وَكَانَ اَحَبُّ الصَّوْمِ اِلَيْهِ فِيْ شَعْبَانَ'' اور آپ ﷺ کو شعبان میں روزہ رکھنا بہت محبوب تھا۔

اسے امام احمد و طبرانی نے روایت فرمایا۔

حدیث: امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت انس فرماتے ہیں: نبی محترم ﷺ سے سوال عرض کیا گیا کہ کون سا روزہ رمضان کے بعد افضل ہے؟ فرمایا: رمضان المبارک کی آمد کی تعظیم میں ماہ شعبان کے (1) روزے افضل ہیں۔ سائل نے عرض کیا: صدقہ کونسا افضل ہے؟ ارشاد ہوا: ''صَدَقَةٌ فِيْ رَمَضَانَ'' رمضان میں صدقہ کرنا افضل ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و عن ابیہا سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھتے، فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! سب مہینوں میں آپ کو یہ محبوب ہے کہ آپ شعبان میں روزہ رکھتے

(1) اس سے ہمارے قول کی تائید ہوتی ہے کہ محرم کا پورا مہینہ شعبان کے مہینے سے افضل نہیں بلکہ صرف یوم عاشوراء شعبان سے افضل ہے۔ کمامر۔ (مترجم)

ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سال ہر مرنے والے کی اجل لکھتا ہے۔ ''فَاُحِبُّ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ اَجَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ'' اس لئے مجھے یہ بات محبوب ہے کہ میری اجل آئے تو میں روزے سے ہوں۔

اسے ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ حدیث غریب ہے مگر اس کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ شعبان کے علاوہ کسی اور مہینہ میں زیادہ روزے نہ رکھا کرتے تھے۔ شعبان کا تو پورا مہینہ ہی آپ روزے سے رہتے تھے۔ اور ارشاد فرمایا کرتے تھے: اعمال اپنی طاقت کے مطابق اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ (اجر و ثواب دیتے ہوئے) نہیں تھکتا۔ بلکہ تم خود تھک جاؤ گے (اگر طاقت سے زیادہ اعمال شروع کر دیئے تو) آپ ﷺ کو وہ نماز بہت محبوب تھی جس پر ہمیشگی فرمایا کرتے تھے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یکے بعد دیگرے دو مہینوں کے اکٹھے روزے رکھتے ہوئے صرف شعبان اور رمضان ہی میں دیکھا ہے۔

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ یہ روایت ابوداؤد میں بھی ہے الفاظ یہ ہیں: ''فرماتی ہیں رضی اللہ عنہا کہ سال بھر میں نبی اکرم ﷺ صرف شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھتے تھے اور اسے رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے''۔ امام نسائی نے مذکورہ دونوں روایتیں بیان کی ہیں۔

شعبان المعظم کی پندرھویں رات

شب براءت کی فضیلت

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یَطَّلِعُ اللّٰهُ اِلٰی جَمِیْعِ خَلْقِهٖ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ'' اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنی تمام مخلوق کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے پھر اپنی جمیع مخلوق کو سوائے مشرک اور مشاحن (کھلا منافق اور چغل خور) کے بخش دیتا ہے۔ اسے طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: امام بیہقی نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا: یہ شعبان کی پندرھویں شب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہے۔ اور اس مبارک شب میں مشرک، مشاحن، قطع رحمی کرنے والے، کپڑے زمین پر لٹکا کر چلنے والے، اپنے والدین کے نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والے پر اللہ کریم نظر رحمت نہیں فرماتا۔ (اس کے بعد حدیث طویل ہے)۔

حدیث: اور امام احمد رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب کو اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور دو کے سوا اپنے سب بندوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ وہ

بدقسمت دو ہیں، نمبر 1 مشاحن اور نمبر 2 کسی جان کا قاتل (مراد خودکشی کرنے والا بھی ہوسکتا ہے)۔

حدیث: ام المومنین سیدہ طیبہ عائشہ صدیقہ عتیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا وعن ابیہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: ایک رات رسول اللہ ﷺ اٹھے۔ نماز شروع فرمائی۔ سجدہ کو اس قدر طویل فرمایا کہ مجھے گمان گذرا، آپ ﷺ وصال فرما گئے ہیں۔ جب مَیں نے یہ کچھ دیکھا تو اٹھی۔ مَیں نے آپ ﷺ کے انگوٹھے پاک کو حرکت دی، اس پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرکت فرمائی تو مَیں واپس اپنی جگہ آ گئی۔ پھر مَیں نے سنا کہ آپ ﷺ اپنے سجدہ میں یہ دعا فرما رہے ہیں: اے اللہ! مَیں تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ لیتا ہوں۔ تیرے غصے سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور میں تجھ سے تیری ہی طرف تیری ہی پناہ پکڑتا ہوں۔ میں تیری ثناء وتعریف اس طرح نہیں کر سکتا جس طرح تو اپنی ثناء خود کر سکتا ہے۔ پھر جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا اور نماز ختم فرمائی تو مجھے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! یا اے حمیراء! (ام المومنین رضی اللہ عنہا کا دربار رسالت سے ملا ہوا لقب) کیا تم نے گمان کیا کہ نبی ﷺ نے تیرے ساتھ بے وفائی کی ہے؟ مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! نہیں، قسم بخدا ایسا نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے سجدہ کی طوالت کی وجہ سے میں سمجھی کہ شاید آپ وصال فرما گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جانتی ہو یہ کون سی رات ہے؟ مَیں بولی! اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ شعبان کی پندرھویں رات میں اللہ عزوجل اپنے بندوں کی جانب نظر رحمت فرماتا ہے۔ ''وَيُؤَخِّرُ اَهْلَ الْحِقْدِ كَمَا هُمْ'' اور دل میں کینہ رکھنے والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

اسے بیہقی نے علاء بن حارث کے طریق سے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث مرسل جید ہے۔ یعنی علاء بن حارث نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے سماعت نہیں کی۔ (درمیان میں کوئی راوی چھوٹ گیا ہے) واللہ سبحانہ اعلم۔

حدیث: حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب نصف شعبان کی شب (پندرھویں رات) ہو تو اس رات قیام (نماز، تلاوت، ذکر، فکر، درود وسلام وغیرہ) کرو اور اس کے دن کو روزہ رکھو (استحبابی حکم ہے) کیونکہ اس رات میں اللہ تبارک وتعالیٰ غروب آفتاب کے ساتھ ہی آسمان دنیا پر طلوع اجلال فرماتا ہے (اپنی شان کے لائق) پھر فرماتا ہے: ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ مَیں اس کی مغفرت فرما دوں؟ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ اس کو رزق عطا فرما دوں؟ ہے کوئی گرفتار بلا کہ مَیں اسے رہائی دلا دوں؟ ہے کوئی ایسا؟ ہے کوئی ایسا؟ حتیٰ کہ فجر طلوع (1) ہو جاتی ہے۔ اسے امام ابن ماجہ نے روایت فرمایا ہے۔

---

(1) اس مقدس، مبارک اور رحمتوں بھری رات میں جو بھی اور جس طرح بھی عبادت کی جائے، مقبول ومنظور ہے۔ نوافل، تلاوت کلام پاک، تسبیح وتحمید اور سید العالمین علیہ الصلوات والتسلیمات پر درود وسلام بڑی مقبول ومحبوب عبادات ہیں۔ اس رات کو عموماً لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ نوافل وغیرہ کس قدر اور کس طرح پڑھے جائیں، لہٰذا قارئین کرام کی سہولت کے لئے ہم یہاں مختلف منقولہ وماثورہ اوراد ووظائف اور دعائیں درج کر دیتے ہیں۔ ممکن ہے بخشش وعطاء کی اس رات دعائیں کرنے والے کسی نیک بندے کے ذہن کے کسی گوشے میں ہم جیسے بدکاروں کی یاد آ جائے۔ نمبر 1 تفسیر کبیر وتفسیر صاوی میں ہے کہ سید الانس والجان سرور عالمیان علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا: جو بندہ اس رات میں ایک سو رکعات نوافل پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک سو فرشتے بھیجے گا، تیس فرشتے اسے جنت کی بشارت دیں گے، تیس اسے عذاب جہنم سے بچائیں گے، تیس آفات وبلیات دنیا سے اس کی حفاظت کریں گے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ترغیب

ہر ماہ میں تین روزے رکھنے کی فضیلت

خصوصاً ایامِ بیض(1) یعنی 13، 14، 15 تاریخوں کے روزے

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میرے خلیل ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی ہر ماہ تین روزے رکھنے کی، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کی اور سونے سے پہلے وتر ادا کر لینے کی۔

اسے امام بخاری، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت فرمایا۔ (ایسی ہی روایت حضرت ابو درداء سے بھی ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر ماہ تین دن کے روزے رکھ لینا، ساری زندگی کے روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام:161)

یہ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔

حدیث: انہی (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اور دس فرشتے اسے شیطان کے مکر وفریب سے بچائیں گے۔ ان نوافل کی ادائیگی کا کوئی خاص طریقہ نہیں اور نہ ہی ان میں پڑھنے کے لئے کوئی سورت مخصوص ہے۔ بس عام نوافل کی طرح پڑھ لیں۔ نمبر 2 سید الکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: میرا جو امتی شبِ برات میں دس رکعت نوافل اس طرح پڑھے کہ سورہ فاتحہ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اس کی عمر میں برکت فرمائی جائے گی۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم:131)۔ نمبر 3 صلحاء و اولیائے امت سے منقول ہے کہ ایک سو رکعات اس طرح پڑھی جائیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں گویا سو رکعات میں سورہ اخلاص کی تعداد ایک ہزار ہو۔ اس نماز کا نام صلوٰۃ الخیر ہے۔ اس کی خیرات و برکات، فضائل اور ثواب کے بارے میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: حضور رسالتماب ﷺ کے تیس صحابہ رضوان اللہ علیہم نے مجھ سے بیان کیا کہ جو شخص شبِ برات میں یہ نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر دفعہ نظرِ رحمت فرمائے گا۔ اور ہر نظر میں ستر حاجات پوری کرے گا۔ جن میں سے سب سے چھوٹی حاجت اس کے گناہوں کی معافی ہے۔ نمبر 4 شعبان کی چودہ تاریخ غروبِ آفتاب کے قریب چالیس مرتبہ: "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" اور اس کے بعد ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کے چالیس سال کے گناہ معاف ہوں گے اور چالیس حوریں جنت میں اس کی خدمت کے لئے مقرر فرمائی جائیں گی۔ (مفتاح الجنان)۔ نمبر 5 شبِ برات میں یہ دعا بکثرت پڑھیں: "اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاتِ الدَّآئِمَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ" اور درود پاک کا ورد کثرت کے ساتھ رکھیں۔ خداوند لم یزل کی رحمتوں کے نزول کی یہ مخصوص رات ہے۔ اسے ضائع کر دینا بڑی محرومی ہے۔ پتہ نہیں مسلمانوں نے اس رات میں پٹاخے اور آتش بازی کہاں سے لے لی ہے؟ ہمارا پروردگار تو ہمیں آگ سے بچانا چاہتا ہے اور ہم ہیں کہ آگ سے کھیلتے ہیں، اور وہ بھی اس بخشش و رحمت والی رات؟ تف بر ایں عقل و دانش۔ آپ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی اس خطرناک کھیل سے بچائیں۔ اخبارات شاہد ہیں کہ یہ کھیل کئی لوگوں کے لئے فرشتہ اجل بن جاتا ہے۔ (مترجم)

(1) ایامِ بیض ہر ماہ کی 13، 14، 15 تاریخوں کو کہتے ہیں۔ ایامِ بیض کے معنی ہیں "سفید و روشن دن" ان دنوں کو ایامِ بیض کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی راتوں میں چاند مکمل رہتا ہے اور راتیں روشن رہتی ہیں۔ (مترجم)

فرماتے سنا: حضرت نوح علیہ السلام نے یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ (یکم شوال و دسویں ذوالحجہ) کے سوا ساری زندگی روزہ رکھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے آدھی زندگی روزہ رکھا (ایک دن روزہ ایک دن افطار) اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہر ماہ تین روزے رکھتے تھے۔ گویا انہوں نے ساری زندگی روزہ بھی رکھا اور ساری زندگی افطار بھی رکھا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے روایت کیا۔ ان دونوں کی اسناد میں ابوفراس راوی ہیں جن کی جرح و تعدیل پر میں (صاحب کتاب) واقف نہ ہو سکا اور میرے خیال میں وہ معروف نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "ثَلَاثٌ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ" ہر ماہ میں تین روزے اور رمضان اگلے رمضان تک، یہ پوری زندگی روزے رکھنے کے برابر ہے۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ماہ صبر (رمضان) کے روزے اور ہر ماہ میں تین روزے سینے سے کینے کو دور کر دیتے ہیں۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ اس کے رواۃ صحیح ہیں۔ اور امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بھی روایت کی۔ ان تینوں کی روایت ایک اعرابی کی حدیث سے ہے جس کا انہوں نے نام ذکر نہیں کیا۔ علاوہ ازیں بزار نے اس کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! روزے کے متعلق ہمیں کچھ ارشاد فرمایئے۔ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہر ماہ میں تین روزے جو رکھ سکتا ہو وہ رکھے۔ کیونکہ ہر دن کا روزہ دس گناہوں (1) کو مٹا دیتا ہے۔ اور گناہوں سے یوں پاک کر دیتا ہے جیسے کپڑے کو پانی۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مہینے میں تین روزے رکھنا، یہ پوری زندگی روزے رکھنے کے برابر ہے اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی پاک کتاب میں نازل فرمائی ہے کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام: 161) ترجمہ: "یعنی جو شخص ایک نیکی کرے اس کے لئے اس جیسی دس نیکیوں کا ثواب ہے"۔ "اَلْيَوْمُ بِعَشَرَةِ اَيَّامٍ" "ایک دن دس دنوں کے برابر ہے۔

اسے امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے اور الفاظ بھی انہی کے ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: مجھے خبر پہنچی

---

(1) اور ممکن ہے دس گناہوں سے مراد دس دنوں کے گناہ ہوں۔ جیسا کہ گذرا کہ ہر ماہ تین روزے پوری زندگی کے روزوں کے برابر ہیں۔ اور اگلی حدیث میں تو اس کی بالکل مثل تصریح موجود ہے۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات بھر قیام و عبادت کرتے ہو۔ تم ایسا نہ کیا کرو اس لئے کہ تمہارے جسم کا بھی تمہارے اوپر حق ہے۔ تمہاری آنکھوں کا بھی تمہارے اوپر حق ہے۔ اور تمہاری زوجہ کا بھی تمہارے اوپر حق ہے۔ لہٰذا روزہ بھی رکھا کرو اور روزے کا ناغہ بھی کیا کرو۔ ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو۔ یہ پوری زندگی روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: تو پھر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ لیا کرو یعنی ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن ناغہ کیا کرو۔ (پھر جب عبداللہ بن عمرو بوڑھے ہو گئے اور کمزوری غالب آ گئی تو تمنا کرتے ہوئے) کہا کرتے تھے: کاش میں (رسول اللہ ﷺ کی عطا فرمائی ہوئی) رخصت کو اختیار کر لیتا۔

اسے امام بخاری، مسلم اور نسائی نے روایت فرمایا: (یہ حدیث مبارک بہت سی مختلف اسناد کے ساتھ اور مختلف الفاظ کے ساتھ صحاح میں مذکور ہے۔ مفہوم ایک ہی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مہینے میں تین روزے رکھو تو تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخوں کے روزے رکھا کرو۔

اسے امام احمد، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ نے روایت فرمایا: امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت جریر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر ماہ میں تین روزے پوری زندگی کے روزوں کے برابر ہیں۔ اور یہ ایام بیض یعنی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے ہیں۔

اسے امام نسائی نے جید اسناد کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا۔

ترغیب

پیر اور جمعرات کا روزہ

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں (1)۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش کئے جائیں کہ میں روزہ دار ہوں۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے یہ روایت بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں۔ (کیا وجہ ہے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: پیر اور جمعرات ایسے دن ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرما دیتا ہے سوائے (دنیوی) عداوت رکھنے والوں کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انہیں چھوڑ دو حتی کہ صلح کر لیں۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور امام مالک، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے روزے کے ذکر پر اختصار کرتے ہوئے اسے روایت کیا ہے۔ مسلم کے الفاظ ہیں: ''ہر پیر اور جمعرات کو اعمال (بارگاہ خداوندی میں) پیش کئے جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل ان دنوں میں ہر ایسے شخص کو جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو، بخش دیتا ہے مگر اس شخص کو نہیں بخشتا کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو۔ ان کے متعلق فرماتا ہے: ان دونوں کو چھوڑ دو حتی کہ آپس میں صلح کر لیں۔ اور مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ: ''تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلًا كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَآءُ'' پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر وہ بندہ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو بخش دیا جاتا ہے۔ سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو۔ الحدیث۔ (یہ روایت طبرانی میں بھی مختلف الفاظ کے ساتھ ہے)۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال پیر اور جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں تو بخشش مانگنے والے کو بخش دیا جاتا ہے توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمائی جاتی ہے۔ اور کینہ رکھنے والوں کو ان کے توبہ کر لینے تک چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اسے طبرانی نے روایت فرمایا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ''كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ'' رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کے روزے کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔

اسے امام نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت فرمایا رحمہم اللہ۔ اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

1۔ یاد رہے کہ سال بھر کے اعمال کی تفصیلی پیشی ماہ شعبان میں ہوتی ہے کہ یہ اللہ کے ہاں سال کا آخری مہینہ ہے۔ اور اجمالی پیشی ہفتہ میں دوبار یعنی پیر اور جمعرات کو۔ اور اعمال کا اٹھایا جانا، یہ روزانہ دو مرتبہ ہوتا ہے۔ دن کے اعمال رات سے پہلے اور رات کے اعمال دن سے پہلے اٹھا لئے جاتے ہیں۔ یہ سب مختلف احادیث میں مذکور ہے۔ (مترجم)

ترغیب

بدھ، جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور اتوار کا روزہ
اور جمعہ یا ہفتہ کو روزے کے لئے خاص کر لینے کی ممانعت

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ صَامَ یَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ وَالْخَمِیْسِ کُتِبَتْ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ'' جس نے بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھا، اس کے لئے آگ سے بری ہونا لکھ دیا جائے گا۔ (رواہ ابویعلیٰ)

حدیث: انہی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک ایسا گھر تعمیر فرمائے گا جس کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے نظر آتا ہوگا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور کبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی مکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں موتیوں، یاقوت اور زبرجد کا ایک محل بنائے گا۔ اور اس کے لئے آگ سے نجات لکھ دے گا۔ اسے طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن کا روزہ رکھے۔ پھر جمعہ کے روز تھوڑا / بہت صدقہ کرے تو اس نے جتنے گناہ کئے ہوں گے سب بخش دیئے جائیں گے حتی کہ وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف ہو جائے گا، جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبید اللہ بن مسلم قرشی رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے پوچھا، یا نبی اکرم ﷺ سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایسا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ تمہارے اہل وعیال کا تمہارے اوپر حق ہے۔ رمضان کے اور اس کے ساتھ والے مہینے (شوال) کے (چھ) روزے رکھا کرو اور ہر بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھ لیا کرو۔ اگر تم نے ایسا کر لیا تو تم نے ہمیشہ کا روزہ رکھا اور ہمیشہ افطار کا ثواب بھی پایا۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت نبی پاک ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: راتوں میں صرف جمعہ کی رات کو ہی قیام وعبادت کے لئے خاص نہ کرلو(1) اور دنوں میں صرف جمعہ ہی کے دن کو روزہ رکھنے کے لئے

---

(1) یعنی صرف جمعہ کی رات کو ہی عبادت کرنا اور باقی راتوں میں بالکل نہ کرنا، اسی طرح صرف جمعہ کے دن کا نفلی روزہ رکھنا اور کسی دن نہ رکھنا، یہ تخصیص درست نہیں بلکہ دیگر راتوں میں بھی قیام وعبادت کرنی چاہیے اور جمعہ کے ساتھ ایک دن پہلے یا بعد روزہ رکھنا چاہیے۔ مگر جو بندہ پہلے (باقی اگلے صفحہ پر)

مخصوص نہ کرلو۔ ہاں مگر تم میں سے وہ آدمی جس کے روزہ میں یہ دن آجائے جس میں وہ پہلے سے روزہ رکھتا ہو۔ اسے مسلم ونسائی نے روایت کیا۔

حدیث: اور یہ روایت بھی انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے کوئی جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے پہلے ایک دن یا اس کے بعد ایک دن کا روزہ ساتھ رکھے۔

اسے امام بخاری (الفاظ بخاری کے ہیں)، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ابن خزیمہ کی ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ: ''روزے کا دن نہ بناؤ۔ مگر یہ کہ اس کے ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھو''۔

حدیث: ام المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ جمعہ کے دن ان کے پاس تشریف لائے تو یہ روزہ سے تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے کل روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: آئندہ کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ عرض کیا: نہیں، اس پر ارشاد فرمایا: تم یہ روزہ افطار کردو (1)۔ (بخاری وابوداؤد)

حدیث. حضرت محمد بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: مَیں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا جبکہ وہ بیت اللہ شریف کا طواف کررہے تھے۔ کیا نبی مکرم ﷺ نے (تنہا) جمعہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ تو فرمانے لگے: ہاں، اس گھر کے رب کی قسم (منع فرمایا ہے)۔ (بخاری ومسلم)۔

حدیث: حضرت امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جمعہ کی رات کو عبادت وقیام میں مشغول رہتے اور جمعہ کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک شام ان کے پاس آئے۔ نبی پاک ﷺ نے ان کے درمیان (2) مواخات (بھائی چارہ) قائم فرمائی تھی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رات کو ان کے ہاں سو گئے۔ حضرت ابولدرداء نے رات کو قیام کرنا چاہا تو حضرت سلمان بھی اٹھ بیٹھے اور انہیں قیام نہ کرنے دیا حتی کہ انہیں سونا پڑا اور جمعہ کے روز کا روزہ بھی نہ رکھنے دیا۔ حضرت ابولدرداء رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عویمر! (ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا لقب) سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں۔ جمعہ کی رات کو نماز کے لئے اور جمعہ کے دن کو روزہ کے لئے خاص نہ کرلو (بلکہ اور راتوں میں بھی عبادت اور اور دنوں میں بھی روزہ رکھا کرو)۔ اسے طبرانی نے کبیر میں باسناد جید روایت کیا ہے۔

(بقیہ سابقہ صفحہ) سے روزہ رکھتا آرہا ہو اور اس کی عادت کے مطابق جمعہ کا دن آجائے تو صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے میں کراہت نہیں۔ مثلاً ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کی عادت تھی اور اس مرتبہ بدھ کو روزہ تھا جمعرات کو افطار تو اب جمعہ کا روزہ رکھے گا تو کوئی کراہت نہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

(1) یعنی آج [illegible] سول دو اور اسے کسی اور دن قضاء کرلو۔ کیونکہ نفلی روزہ رکھ کر توڑ دینے سے قضاء واجب ہو جاتی ہے۔ کماھو مسطور فی الکتب۔

(2) ''مواخات'' اس بھائی چارے کو کہتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ نے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد انصار ومہاجرین کے درمیان قائم فرمایا تھا۔ اسی میں حضرت ابولدرداء اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہما کو حضور سرور عالم ﷺ نے ایک دوسرے کا بھائی بنایا تھا۔ (مترجم)

حدیث: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اکثر ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھتے تھے اور ارشاد فرمایا کرتے: یہ دونوں دن مشرکین کی عید کے دن (1) ہیں اور مَیں چاہتا ہوں کہ (روزہ رکھ کر) ان کی مخالفت کروں۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ وغیرہ۔

---

(1) ہفتہ (Saturday) یہودیوں کی عید کا اور اتوار (Sunday) عیسائیوں کی عید کا دن ہے۔ وہ ان دنوں میں کھاتے پیتے ہیں۔ اور حضور سرور کائنات ﷺ روزہ رکھ کر ان کی مخالفت فرمانا چاہتے تھے۔

معلوم یہ بھی ہوا کہ اہل اسلام کو حتی الامکان کفار و مشرکین کی مخالفت کرنا چاہیے کہ یہی سنت رسول انام ﷺ ہے۔ مسلمانوں کو لباس، کردار، اطوار وضع قطع اور عادات وعبادات میں کفار و مشرکین سے مختلف نظر آنا چاہیے ان کی اپنی ایک پہچان ہونی چاہیے۔ غیر مسلموں کے سامنے احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں برطانیہ میں عجیب رواج ہے مسلمان اپنے لباس میں باہر نکلتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ بوڑھے بوڑھے لوگ بھی پینٹ کوٹ کس کر نکلتے ہیں تو اور بھی عجیب لگنے لگتے ہیں۔ عربی کا ایک لفظ نہیں آتا بلکہ قرآن پاک بھی پڑھ نہیں سکتے مگر منہ بگاڑ بگاڑ کر انگریزی بولنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور علماء اسلام پر برتری ظاہر کرتے نظر آتے ہیں۔ کاش مسلمانوں کو اپنے کلچر (Culture) اپنی قومیت کی برتری کا احساس ہوتا۔ (مترجم)

ترغیب

ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن ناغہ کرنا

اسے حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ کہتے ہیں

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم ہمیشہ روزے سے رہتے ہو اور ساری رات قیام وعبادت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: جب تم ایسا کرتے ہو تو تمہاری آنکھیں دکھتی ہوں گی اور تمہارا دل اکتا جاتا ہوگا۔ جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے گویا کوئی روزہ نہیں رکھا۔ ہر ماہ میں تین روزے پورے مہینے کے روزے کے برابر ہیں۔ میں نے عرض کیا: مَیں اس سے زیادہ رکھ سکتا ہوں۔ فرمایا: تو پھر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ لیا کرو۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔ اور جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو جاتی تو ثابت قدمی سے مقابلہ فرماتے تھے۔ (ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ سے ان کو جسمانی کمزوری لاحق نہ ہوتی تھی)۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا: '' کیا مجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تم ہر روز روزہ رکھتے ہو اور کوئی ناغہ نہیں کرتے اور ساری رات نماز میں مشغول رہتے ہو؟ ایسا مت کرو۔ اس لئے کہ تمہاری آنکھ کا تمہارے اوپر حق ہے۔ تمہاری جان کا تمہارے اوپر حق ہے اور تمہاری اہلیہ کا تمہارے اوپر حق ہے۔ لہٰذا تم روزہ بھی رکھو اور ناغہ بھی کرو اور نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو۔ ہر دسویں دن روزہ رکھ لیا کرو، تمہیں باقی نو دنوں کا اجر بھی عطا فرمایا جائے گا۔ عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: تو داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ لیا کرو۔ بولے: یا نبی اللہ ﷺ! داؤد علیہ السلام کس طرح روزہ رکھتے تھے؟ فرمایا: ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اور دشمن سے مقابلے کے وقت ثابت قدم رہتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: داؤد علیہ السلام کے روزے سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں ہے۔ یعنی ان کا آدھی زندگی کا روزہ تھا۔ تم بھی ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن ناغہ کر لیا کرو۔ (بخاری و مسلم وغیرھما)۔

حدیث: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں: مَیں ہر روز روزہ رکھتا اور ساری رات قرآن پاک پڑھتا رہتا تھا۔ فرماتے ہیں: یا تو میں نے یہ سب نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے طلب فرمایا (عبداللہ کو شک ہے) مَیں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ تم روزانہ روزہ رکھتے ہو اور ساری رات قرآن پاک پڑھتے رہتے ہو؟ مَیں نے عرض کیا: اے اللہ کے پاک نبی ﷺ! آپ نے سچ فرمایا۔ اور اس سے میرا ارادہ صرف نیکی ہی ہے۔ اس پر ارشاد فرمایا: ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو بس تمہارے لئے یہی کافی ہیں۔ مَیں عرض گذار ہوا: یا نبی اللہ ﷺ! مَیں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: چونکہ تمہارے اوپر تمہاری زوجہ کا بھی حق ہے، تمہارے مہمان کا بھی تمہارے اوپر حق ہے اور تمہارے جسم کا بھی تمہارے اوپر حق ہے۔ لہٰذا تم اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ لیا کرو کہ آپ لوگوں سے زیادہ عبادت گذار تھے۔ کہتے ہیں: مَیں نے کہا: یا نبی اللہ ﷺ! حضرت داؤد علیہ السلام کا

روزہ کیسا تھا؟ فرمایا: وہ ایک دن روزہ رکھتے دوسرے دن ناغہ فرماتے تھے۔ فرمایا: اور ہر مہینے ایک قرآن پاک ختم کرلیا کرو۔ کہتے ہیں: مَیں نے عرض کی: مَیں اس سے زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: بیس دن میں ختم کرلیا کرو۔ فرماتے ہیں: مَیں نے پھر عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! مَیں اس سے بھی زیادہ پڑھ سکتا ہوں۔ فرمایا: تو پھر دس دن میں مکمل کرلیا کرو۔ کہتے ہیں: مَیں نے پھر عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! مَیں اس سے بھی زیادہ پڑھ سکتا ہوں۔ فرمایا: ہر سات دن کے بعد قرآن ختم کیا کرو اور اس سے زیادہ نہ پڑھو۔ کیونکہ تمہاری بیوی کا بھی تمہارے اوپر حق ہے، تمہارا مہمان بھی تم پر حق رکھتا ہے اور تمہارے جسم کا بھی تمہارے اوپر حق ہے۔

حدیث: اور انہی (عبداللہ بن عمرو بن العاص) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ روزے جناب داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے آپ نصف رات سوتے اور تہائی رات عبادت فرماتے تھے۔ پھر رات کا چھٹا حصہ آرام فرماتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے ایک دن ناغہ فرماتے تھے (1)۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے روایت فرمایا ہے۔

---

(1) مذکورہ بالا تینوں احادیث واضح کرتی ہیں کہ عبادت الٰہی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی از بس ضروری ہے۔ عبادات میں یوں مشغول رہنا کہ بندوں کے حقوق ضائع ہونے لگیں، خداوند تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں۔ بلکہ یوں کہئے کہ حقوق العباد کی ادائیگی بھی عبادت میں شمار ہے۔ صحیح معنوں میں بندہ کامل وہی ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرکے اس دنیا سے جائے۔ (مترجم) ۔

ترہیب

شوہر گھر پر ہو تو بیوی اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنَ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ'' کسی عورت کو حلال نہیں کہ وہ نفلی روزہ رکھے جبکہ اس کا شوہر گھر پر موجود ہو یا وہ اجازت دے تو رکھ سکتی ہے۔ اور نہ ہی شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے دے۔

اسے امام بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کیا۔ امام احمد نے بھی اسے روایت کیا اور یہ زائد کیا ''رمضان کے روزے رکھے اگرچہ شوہر اجازت نہ دیتا ہو'' اور ابوداؤد کی بعض روایات میں بھی ''غیر رمضان'' کے الفاظ آئے ہیں۔

حدیث: ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا: عورت رمضان المبارک کے علاوہ کسی ایک دن کا بھی روزہ نہ رکھے جبکہ اس کا شوہر گھر پر موجود ہو (یعنی ایک دن کی مسافت کے سفر پر نہ ہو) ہاں اگر وہ اجازت دے دے تو نفلی روزہ رکھ سکتی ہے۔

اسے ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں ترمذی کی طرح روایت کیا۔

حدیث: اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث روایت کی جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا، اس میں ہے کہ: شوہر کا بیوی پر حق ہے کہ بیوی اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ ''فَاِنْ فَعَلَتْ جَاعَتْ وَعَطِشَتْ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا'' اب اگر اس نے ایسا کیا تو وہ بھوکی پیاسی تو رہی مگر اس کا روزہ قبول نہ ہوگا(1)۔

1۔ یعنی فرائض کے بعد بیوی کے لئے سب سے زیادہ مقبول عمل شوہر کی خدمت ہے۔ شوہر راضی نہ ہو تو نفلی عبادت ثواب کی بجائے باعث گناہ ہوگی۔ (مترجم)

ترہیب

حالت سفر میں باوجود تکلیف کے روزہ رکھنا

ترغیب

ایسی صورت میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ (1) کے سال رمضان المبارک میں جانب مکہ معظمہ عازم سفر ہوئے۔ جب ''کراع الغمیم'' کے مقام پر پہنچے تو آپ نے روزہ رکھا۔ لوگوں نے بھی روزہ رکھا۔ پھر آپ ﷺ نے پانی ایک پیالہ منگوایا اور اسے بلند کیا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیں پھر نوش فرمالیا۔ اس کے بعد عرض کیا گیا کہ بعض لوگوں نے تو روزے رکھ لئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُولٰئِكَ الْعُصَاةُ'' یہی نافرمان (2) ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: ''عرض کیا گیا: بعض لوگ تو روزہ رکھ چکے ہیں۔ فرمایا: یہی نافرمان ہیں، یہی نافرمان ہیں''۔

اسی طرح کی ایک دیگر روایت میں یوں ہے کہ: ''سید الانبیاء ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: کچھ لوگوں پر (اس حالت سفر میں) روزہ مشکل ہو گیا ہے۔ اور وہ آپ کا عمل شریف دیکھ رہے ہیں (کہ اب کیا کریں) تو آپ ﷺ نے عصر کے بعد پانی کا پیالہ منگوایا (اور نوش فرمالیا)۔ الحدیث۔ یہ مسلم شریف کی روایت ہے۔

حدیث: اور یہ حدیث بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ ایک سفر میں تھے کہ ایک آدمی کو دیکھا، لوگ اس کے اردگرد جمع ہیں اور اس پر سایہ کیا جا رہا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا: یہ ایک روزہ دار شخص ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تَصُوْمُوْا فِي السَّفَرِ'' یہ کوئی بھلائی نہیں کہ تم سفر میں روزہ رکھو۔

---

(1) فتح مکہ کے لئے فاتح عالم ﷺ کی روانگی آٹھ ہجری دس رمضان المبارک، یکم نومبر 630ء کو ہوئی۔ لشکر اسلام دس ہزار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مشتمل تھا۔ اس میں اختلاف ہے کہ مکہ فتح کس تاریخ کو ہوا۔ 12، 16، 17، 19 تاریخیں ملتی ہیں لیکن زیادہ مشہور قول 17 رمضان المبارک بروز جمعہ المبارک ہے۔

(2) نافرمانی سے مراد اس جگہ جرم و گناہ نہیں ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کے عمل شریف کے برعکس عمل ہے اور اس میں گنجائش بھی تھی کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے نہ تو صحابہ کو روزہ توڑنے کا حکم دیا اور نہ ہی اظہار ناراضگی فرمایا۔ بلکہ مسلم شریف ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس سفر میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا لہٰذا جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سفر میں روزہ رکھنے والے نہ رکھنے والوں پر اور نہ رکھنے والے رکھنے والوں پر کوئی عیب نہ لگاتے تھے کیونکہ رسول پاک ﷺ سفر میں کبھی روزہ رکھتے اور کبھی افطار فرماتے تھے۔

سفر میں روزہ رکھنے کے جواز پر تو کوئی اختلاف نہیں البتہ فضیلت میں اختلاف ہے۔ بعض نے رکھنا اور بعض نے نہ رکھنا افضل قرار دیا۔ لیکن پسندیدہ اور فیصلہ کن قول یہ ہے کہ اگر مسافر کو روزہ مشکل نہ ہو روزہ رکھ سکتا ہو تو رکھنا افضل ہے اور اگر کمزور ہو، بوڑھا ہو یا کسی طرح تکلیف محسوس کرتا ہو تو نہ رکھے بلکہ بعد میں قضا کر لے۔ (مترجم)۔

ایک دوسری روایت میں یہ زائد کیا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے جو رخصت عطا فرمائی ہے۔ اسے لازم پکڑو''۔

اور ایک اور روایت میں ہے: ''سفر میں روزہ رکھنا کوئی بھلائی کا کام نہیں''۔ یہ روایت بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں ہے۔

حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم کسی غزوہ سے لوٹے۔ شدید گرمی کے دن میں سفر کر رہے تھے۔ کہ کسی راستہ پر ہم نے پڑاؤ کیا۔ ہم میں سے ایک آدمی چلا اور ایک درخت کے نیچے جا داخل ہوا۔ اس کے ساتھی اس کی خدمت کرنے لگے اور وہ کسی بیمار کی طرح لیٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا: تمہارے اس ساتھی کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ بولے کہ روزہ دار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَیْسَ الْبِرُّ اَنْ تَصُوْمُوْا فِی السَّفَرِ عَلَیْکُمْ بِالرُّخْصَۃِ الَّتِیْ اَرْخَصَ اللّٰہُ لَکُمْ فَاقْبَلُوْھَا'' یہ کوئی نیکی کی بات نہیں کہ تم سفر میں روزہ رکھو تم وہ رخصت جو اللہ نے تمہیں دی ہے لازم ہے، سو اسے قبول کرو۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر میں رمضان کا روزہ رکھنے والا ایسا ہے جیسا گھر میں اس کو چھوڑ دینے والا (جبکہ سفر میں روزہ سے اندیشہ نقصان ہو)۔

اسے ابن ماجہ نے اسی طرح مرفوعاً روایت کیا اور نسائی نے بھی اسناد حسن کے ساتھ روایت کی مگر ان کے الفاظ ہیں'' کہا گیا ہے کہ سفر میں روزہ گھر میں افطار کے مثل ہے''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: ''سفر میں روزہ رکھنے والا، گھر پر افطار کرنے والے کی طرح ہے''۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ اسی طرح پسند فرماتا ہے کہ اس کی دی ہوئی رخصت پر عمل کیا جائے جس طرح کہ اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ اس کی نافرمانی کا ارتکاب کیا جائے۔

اسے امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ، بزار، طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ابن خزیمہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ: ''فرمایا: اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اس کی رخصت پر عمل کیا جائے جیسا کہ اسے یہ بات پسند ہے کہ اس کی نافرمانی ترک کر دی جائے''۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی پاک ﷺ کے ساتھ ہم ایک سفر میں تھے۔ ہم سے بعض روزہ سے تھے اور بعض نے نہیں رکھا ہوا تھا۔ گرمی کے دن تھے۔ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ ہم میں سے سب سے زیادہ سایہ اس کے پاس تھا جس کے پاس چادر تھی۔ بعض تو ہم میں سے اپنے ہاتھوں کے ساتھ سورج کی گرمی سے بچنے کی کوشش

کررہے تھے۔ راوی کہتے ہیں: روزہ دار گرمی سے گھبرا کر گر پڑے اور نہ رکھنے والے قائم رہے۔ انہوں نے خیمے نصب کئے اور سواری کے جانوروں کو پانی پلایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ" آج تو روزہ نہ رکھنے والے زیادہ اجر لے گئے۔ (اپنے ساتھیوں کی خدمت کر کے)

یہ روایت مسلم میں ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ رمضان المبارک کو جہاد پر گئے۔ ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا ہوا تھا اور بعض نے نہیں رکھا تھا۔ "فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ" روزہ دار نے روزہ نہ رکھنے والے پر اور نہ رکھنے والے نے رکھنے والے پر کوئی عیب نہیں لگایا۔

ایک دوسری روایت میں ہے: "وہ سمجھتے تھے کہ جو اپنے میں قوت پائے اور روزہ رکھ لے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ جو کمزوری محسوس کرے اور سفر میں روزہ نہ رکھے تو ایسے شخص کے لئے (1) یہی اچھا ہے۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت فرمایا۔

---

(1) اس حدیث پاک سے ہمارے حاشیہ ماسبق کی تائید ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالك۔ (مترجم)

ترغیب

سحری کھانا

خصوصاً سحری کے وقت کھجوریں کھانا

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تَسَحَّرُوا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَۃً'' سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ کے درمیان فرق سحری کھانے کا ہے۔ (کہ ہم سحری کھاتے ہیں وہ نہیں کھاتے)۔

مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ۔

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزوں میں برکت ہے۔ نمبر 1 جماعت میں، نمبر 2 ثرید میں (شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی) اور نمبر 3 سحری کھانے میں۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور ان میں ایک راوی ابوعبداللہ البصری کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا کہ کون ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُتَسَحِّرِیْنَ'' بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے دعائے رحمت و مغفرت کرتے ہیں)۔

اس کو طبرانی نے اوسط میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک میں سحری کے لئے بلایا اور ارشاد فرمایا: ''ھَلُمَّ اِلَی الْغِدَآءِ الْمُبَارَکِ'' اس برکت والے کھانے کو خوب کھاؤ۔ (کہ اس میں صحت بھی ہے برکت بھی ہے اور دن بھر آرام سے گذرتا ہے)۔

اسے ابوداود، نسائی اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ھُوَالْغِدَآءُ الْمُبَارَکُ یَعْنِی السَّحُوْرَ'' یہ یعنی سحری کھانا برکت والی غذا ہے۔

ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سحری کے کھانے سے

دن کے روزہ پراور دو پہر کو تھوڑا سا سو لینے سے رات کی عبادت پر مدد حاصل کرو۔

اسے ابن ماجہ، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن حارث نبی مکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مَیں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اس وقت سحری تناول فرمار ہے تھے۔ فرمایا: یہ ایک برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہے، اسے کبھی ترک نہ کرو۔

اسے امام نسائی نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین اشخاص ہیں کہ جو کچھ وہ کھائیں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا حساب نہیں ہو گا جبکہ کھانا حلال ہو۔ نمبر 1 روزہ دار افطاری کے وقت، نمبر 2 روزہ رکھنے والا سحری کے وقت اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا۔

اسے بزار اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سحری مکمل طور پر برکت ہی برکت ہے۔ اسے چھوڑا نہ کرو۔ چاہے پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا کرو۔ کیونکہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا۔ اور اس کی اسناد قوی ہے۔

حدیث: روایت ہے جناب سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھجور سے سحری کرنا کیا ہی خوب ہے (کیونکہ میٹھی بھی ہے اس میں غذا بھی ہے اور یہ سہل الہضم بھی ہے) اور فرمایا: اللہ سحری کرنے والوں پر رحم فرمائے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن بندے کا کھجور سے (1) سحری کرنا کیا ہی اچھا ہے۔

اسے ابوداؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

---

(1) دن بھر روزہ نباہنے کے لئے سحری کھانا بہت ضروری ہے۔ نہ کھائیں گے تو جیسے تیسے کر کے روزہ تو چاہے پورا کر ہی لیں گے مگر ضعف و کمزوری ضرور اپنا اثر دکھائیں گے۔ قربان جائیں اس نبی رحمت ﷺ پر جس نے اس کھانے کو بھی عبادت بنا دیا۔ یہی بات مذکورہ باب میں ارشاد فرمائی گئی ہے۔ (مترجم)

ترغیب

افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرنا

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک افطار میں (1) جلدی کرتے رہیں گے۔ بخاری، مسلم، ترمذی۔

حدیث: انہی (سہل بن سعد) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت اس وقت تک میری سنت پر قائم رہے گی جب تک کہ اپنے روزوں کے افطار کرنے میں ستاروں کا انتظار نہ کرے گی۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: مجھے سب سے زیادہ محبوب بندہ وہ ہے جو جلدی افطار کرنے والا ہے۔ امام احمد و ترمذی نے اسے روایت کیا۔ امام ترمذی نے حسن قرار دیا اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل تین اعمال کو پسند فرماتا ہے، نمبر 1 افطار میں جلدی کرنا، نمبر 2 سحری کھانے میں تاخیر کرنا اور نمبر 3 نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے پر باندھنا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دین اسلام ظاہر و غالب رہے گا جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے۔ اس لئے کہ یہود و نصاریٰ افطاری میں تاخیر کیا کرتے ہیں۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ کے نزدیک الفاظ یہ ہیں: لوگ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہیں گے (جب تک افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے)۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز مغرب افطاری سے پہلے ادا (2) فرمائی ہو۔ نماز مغرب سے پہلے افطاری فرماتے اگرچہ پانی کے ایک

---

(1) افطار میں جلدی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ غروب آفتاب متحقق ہو جانے کے بعد افطاری میں تاخیر نہ کرے اور اتنی دیر کر دینا کہ آسمان پر ستارے چمکنے لگیں مکروہ تحریمی ہے۔ اور سحری کھانے میں تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ صبح صادق کے قریب کھائے تاکہ دن بھر روزہ پورا کرنے میں آسانی رہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ صبح صادق کے بعد تک بھی کھاتا پیتا رہے۔ جیسا کہ جہلاء میں مشہور ہے کہ چیونٹی جب تک نظر نہ آجائے کھاتے پیتے رہو۔ یاد رکھئے کہ صبح صادق کے بعد کھانا پینا اور اسی طرح غروب آفتاب سے پہلے روزہ افطار کر لینے سے روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر دانستہ ایسا کیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (مترجم)

(2) عرصہ ہوا، لاہور میں ایک رسالہ دیکھا تھا، جس میں نماز مغرب کے بعد افطاری پر زور دیا گیا تھا۔ ٹوٹے پھوٹے دلائل بھی تھے۔ رسالہ و صاحب رسالہ کا نام اب ذہن میں محفوظ نہیں رہا۔ قارئین کو معلوم ہو تو اطلاع فرمائیں۔ مندرجہ بالا حدیث پاک نے شدت کے ساتھ اس رسالہ کی تردید فرما دی۔ (مترجم)

گھونٹ کے ساتھ ہی ہوتی۔ اسے ابویعلیٰ اور ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت فرمایا ہے۔

ترغیب

کھجور سے افطاری کرنا

اور اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرلے

حدیث: حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی العالمین ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُ کُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَکَةٌ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ تَمْرًا فَالْمَآءُ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ'' جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے کرے کیونکہ یہ برکت والی ہے۔ (بدن میں قوت، ہڈیوں میں مغز اور عمل میں تیزی پیدا کرتی ہے) اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرلے کیونکہ یہ پاک کرنے والا ہے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، (1) اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا۔ اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز مغرب ادا کرنے سے پہلے تر کھجوروں کے ساتھ روزہ افطار فرماتے۔ تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوریں استعمال فرمالیتے اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ لے لیتے۔

اسے امام ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: اور ابویعلیٰ نے روایت کی کہ فرماتے ہیں: نبی سرور ﷺ پسند فرماتے تھے کہ تین خشک کھجوروں (چھوہاروں) سے افطار فرمائیں۔ بصورت دیگر کسی بھی ایسی چیز سے افطار فرمالیتے جسے آگ نے نہ چھوا ہوتا۔

ترغیب

روزہ دار کو کھانا کھلانا یعنی افطار کرانا

حدیث: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے راوی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اسے روزہ دار کے برابر ثواب ہوگا جبکہ روزہ دار کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ کی جائیگی۔

اس کو امام ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت فرمایا اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ ابن خزیمہ ونسائی کے الفاظ ہیں: ''جس کسی نے مجاہد کو جہاد پر بھیجا یا کسی حاجی کی مدد کی یا اس کے حج پر جانے کے بعد اس کے اہل خانہ کی خبر گیری کی یا کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اسے ان کے ثواب کے مثل ثواب دیا جائے گا اور ان کے

---

(1) اس مضمون کی احادیث ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کی ہیں۔ (مترجم)

ثواب میں بھی کوئی کمی نہ کی جائے گی''۔

حدیث: سیدنا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوکوئی کسی روزہ دار کو حلال کھانے پینے سے افطار کرائے۔تو ماہ رمضان کی تمام ساعات میں ملائکہ اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔اور لیلۃ القدر کو حضرت جبریل علیہ السلام بھی اس کے حق میں دعائے مغفرت ورحمت فرماتے ہیں۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کیا مگر اس میں یہ زائد کیا: ''اور حضرت جبریل علیہ السلام لیلۃ القدر میں اس سے مصافحہ بھی کرتے ہیں''۔اور اس میں یہ الفاظ بھی زائد ہیں کہ: ''اور جس سے حضرت جبریل علیہ السلام مصافحہ فرمالیں اس کے دل میں رقت پیدا ہو جاتی ہے اور آنکھوں سے اشکوں کی برسات ہونے لگتی ہے۔ راوی فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا ارشاد ہے اس کیلئے جس کے پاس افطار کرانے کیلئے کوئی چیز نہ ہو؟ فرمایا: کھانے کی ایک چٹکی سے کرادے۔میں نے پوچھا: اس کا کیا حکم ہے جو اپنے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نہ رکھتا ہو؟ فرمایا: دودھ کے ایک گھونٹ سے ہی سہی۔انہوں نے پھر سوال کیا: جس کے پاس یہ بھی نہ ہو وہ کیا کرے؟ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو پانی کا ایک گھونٹ ہی پلادے (تو اسے بھی یہ اجر وثواب عطا فرمایا جائے گا۔)''۔

ترغیب

روزہ دار کے پاس غیر روزہ داروں کا کھانا پینا

حدیث: حضرت اُم عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی مکرم ومحترم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے کھانا پیش کیا حضور سرور ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: تم بھی کھالو وہ بولیں کہ میں تو روزہ سے ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک روزہ دار کے پاس جب کھایا جاتا ہے تو کھانے والے کے فارغ ہونے تک فرشتے اس روزہ دار کیلئے دعائے مغفرت ورحمت کرتے رہتے ہیں اور بعض اوقات آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے کہ کھانے والوں کے سیر ہوجانے تک (فرشتے یہ دعا کرتے رہتے ہیں)۔

اسے امام ترمذی نے (الفاظ انہی کے ہیں) ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ترمذی کی ایک روایت میں ہے: ''روزہ دار کے پاس جب غیر روزہ دار کھاپی رہے ہوں تو روزہ دار کیلئے فرشتے دعا کرتے ہیں''۔

حدیث: حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: بلال آؤ کھانا کھالو۔انہوں نے عرض کیا کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم اپنا رزق کھارہے ہیں اور بلال کا حصہ (جزاء) جنت میں ہے۔اے بلال جانتے ہو۔

روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں اور اس وقت تک فرشتے بخشش مانگتے ہیں جب تک اس کے پاس کھایا پیا (1) جاتا رہتا ہے۔
اسے ابن ماجہ و بیہقی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

ترہیب

غیبت، بدگوئی اور جھوٹ وغیرہ سے روزہ دار کا اجتناب

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ'' جس (روزہ دار) نے جھوٹی بات (غیبت، حسد، انشقاق، منافقت وغیرہ) اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کیا، اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی حاجت نہیں۔

اسے امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ نے روایت فرمایا۔ ابن ماجہ کے الفاظ ہیں:۔ ''جس نے جھوٹی بات اور جہالت کی خصلت اور اس پر عمل کو نہ چھوڑا'' نسائی کی بھی روایت یہی ہے۔ اور طبرانی نے صغیر و اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی، جس کے الفاظ ہیں: ''فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس شخص نے فحش گوئی اور جھوٹ کو ترک نہ کیا، اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں''۔

حدیث: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے سنا: روزہ ڈھال ہے جب تک کہ روزہ دار اسے پھاڑ نہ ڈالے۔

اسے امام نسائی نے باسناد حسن روایت کیا۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا۔ علاوہ ازیں طبرانی نے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی اور یہ الفاظ زائد کئے:۔ ''عرض کیا گیا: کس چیز سے روزہ دار اس کو پھاڑ ڈالتا ہے؟ فرمایا: جھوٹ اور غیبت سے''۔

حدیث: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام ہی نہیں بلکہ روزہ بے کار اور بیہودہ گوئی سے بھی ہوتا ہے اگر تمہیں کوئی گالی دے یا تم سے جاہلانہ بات کہے تو تم کہو: میں روزہ سے ہوں، میرا روزہ ہے۔

اسے ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: اور ابن خزیمہ کی انہی سے ایک اور روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کو گالی مت دے جبکہ تو روزہ سے ہو۔ اگر تجھے کوئی گالی دے تو تُو کہہ دے: میں روزہ سے ہوں۔ اور اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جا (کہ اس سے بھی غصہ ٹھنڈا ہونے میں مدد ملتی ہے)۔

---

(1) ظاہر ہے کہ نفلی روزوں کی بات ہے۔ ورنہ اگر رمضان کے روزے ہوتے تو سید عالم خود بھی روزہ سے ہوتے۔ (مترجم)

حدیث: انہی (حضرت ابوہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کئی روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں ان کے روزے سے سوائے بھوک کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔اور کچھ قیام (عبادت وریاضت) کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کے قیام سے انہیں صرف شب بیداری ہی نصیب ہوتی ہے (ثواب کچھ نہیں ہوتا)۔

اسے ابن ماجہ (الفاظ انہیں کے ہیں) نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث برشرط بخاری صحیح ہے۔ابن خزیمہ وحاکم کے الفاظ ہیں: '' کچھ روزہ دار وہ ہیں کہ ان کے روزہ سے ان کا حصہ صرف بھوک پیاس ہی ہے۔اور کئی قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ قیام سے ان کا نصیب صرف رات بھر جاگنا ہی ہے۔(ثواب ندارد)

حدیث: جناب رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ایک صاحب نے بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں آکر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ان دو عورتوں نے روزہ رکھا ہوا ہے اور پیاس کی شدت سے قریب المرگ ہیں۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چہرہ انور پھیر لیا خاموشی اختیار فرمائی۔وہ صاحب پھر عرض کرنے لگے۔اور میرے خیال میں انہوں نے زاری کے ساتھ عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! قسم بخدا وہ دونوں تو گویا مرہی چکیں یا قریب المرگ ہوگئیں۔فرمایا: ان کی بات کو چھوڑ دو۔پھر وہ دونوں خود ہی حاضر ہوگئیں۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایک پیالہ یا بڑا اطباق لایا جائے۔پھر ایک کو حکم دیا کہ قے کرے۔تو اس نے پیپ، خون، کچلہو اور گوشت کی اتنی قے کی کہ آدھا پیالہ بھر گیا۔پھر دوسری عورت کو فرمایا: قے کر۔اس نے بھی پیپ، خون، کچلہو اور تازہ خون سے آلودہ گوشت وغیرہ کی اس قدر قے کردی کہ سارا پیالہ بھر گیا۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں نے ان چیزوں سے روزہ رکھ لیا جو ان پر اللہ تعالیٰ نے حلال فرمائی تھیں اور ان چیزوں کے ساتھ توڑ لیا جو اللہ کریم نے ان پر حرام کر رکھی تھیں۔(وہ اس طرح کہ) یہ ایک دوسرے کے پاس بیٹھتیں تو لوگوں کے گوشت کھانا شروع ہوجاتی تھیں۔(یعنی غیبت کے فعل مذموم مرتکب ہوتی تھیں (1)۔

اسے امام احمد نے (الفاظ ان کے ہیں) ابن ابی الدنیا اور ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ان سب نے ایک غیر معروف شخص سے اور اس نے حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ابوداؤد الطیالسی اور ابن ابی الدنیا نے اسے غیبت کی مذمت کے بیان میں روایت کیا ہے۔بیہقی نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے۔یہ حدیث بیان غیبت میں آرہی ہے۔

---

(1) معلوم ہوتا ہے کہ ان خواتین کا روزہ نفلی تھا۔جبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قے کرنے کا حکم دیا ورنہ تو منہ بھر قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور روزہ رمضان میں ان کو قے کرنے کا حکم نہ دیا جاتا۔غیبت وچغل خوری کی شدید مذمت فرمائی گئی۔قرآن حکیم بھی متعدد مقامات پر اس فعل قبیح وشنیع سے بار بار منع فرمارہا ہے۔حکم خداوندی ہے۔ وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ (حجرات:12) تمہارے بعض اپنے بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔تم اس کو تو سخت ناپسند کرتے ہو۔(اور غیبت کرلیتے ہو؟)۔سورہ ن میں دشمن اسلام ولید بن مغیرہ کے عیوب گنواتے ہوئے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔'' هماز مشاء بنميم '' (ن:11) یعنی بہت طعنہ باز، بہت ادھر ادھر چغلیاں لگاتا پھرنے والا۔سورہ ہمزہ کی پہلی آیت ہے۔ وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ (ہمزہ:1) ہلاکت وبربادی ہے اس (بدقسمت) کے لئے جو منہ پر عیب جوئی کرے، پیٹھ پیچھے غیبت کرے۔

اللہ اس قبیح عادت سے ہم سب کو محفوظ فرمائے آمین۔مترجم

ترغیب

اعتکاف کی فضیلت

حدیث: حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) اپنے والد رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''مَنِ اعْتَكَفَ عَشْراً فِيْ رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَ عُمْرَتَيْنِ'' جس نے رمضان میں دس دن اعتکاف کیا وہ ایسے ہے جیسے اس نے دو حج اور دو عمرے ادا کئے۔ (بیہقی)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد شریف میں معتکف تھے ایک آدمی آیا۔ انہیں سلام کیا پھر بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: اے فلاں! میں تمہیں تھکا ماندہ غمگین دیکھ رہا ہوں۔ وہ بولا: ہاں، اے ابن عم رسول اللہ ﷺ! فلاں صاحب کا مجھ پر حق دوستی ہے (اور اب یہ دوستی ٹوٹتی نظر آ رہی ہے) اور اس صاحب مزار (رسول اللہ ﷺ) کی حرمت کی قسم مَیں اس کو برداشت کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو کیا مَیں تمہارے بارے میں اس سے بات نہ کروں؟ وہ بولا: اگر آپ پسند کرتے ہیں تو کر لیں۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس نے جوتے پہنے اور مسجد سے نکل گئے۔ ایک آدمی انہیں کہنے لگا: کیا آپ بھول گئے کہ کس کام میں تھے؟ (اعتکاف میں تھے) فرمایا: نہیں، میں بھولا نہیں ہوں۔ لیکن میں نے اس صاحب مزار ﷺ کو سنا ہے۔ زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرما رہے تھے: جو شخص اپنے کسی بھائی کی حاجت برآری کے لئے چلا اور اس کی اس حاجت کو پورا کر دیا تو یہ اس کیلئے دس سال کے اعتکاف سے زیادہ بہتر ہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دن کا اعتکاف کیا، اللہ اس کے اور آگ کے درمیان تین خندقیں بنا دے گا۔ ہر ایک خندق کے درمیان زمین و آسمان کے برابر دوری ہو گی۔ اسے طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے روایت کیا۔ الفاظ بیہقی کے ہیں اور حاکم نے بھی مختصراً اس کو روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (اعتکاف کے فضائل و مسائل پر مشتمل احادیث بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی اور دیگر کتب حدیث میں بھی موجود (1) ہیں)۔

---

(1) قرآن حکیم میں اعتکاف کا بیان اس طرح ہے۔ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ (البقرۃ:187) (اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ) جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو۔ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآىِٕفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (البقرۃ:125) اور ہم نے عہد لیا ابراہیم و اسمٰعیل (علیہما السلام) سے کہ پاک و صاف رکھیں میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے)۔

اعتکاف کے چند ضروری مسائل: لفظ ''اعتکاف'' عکف سے بنا ہے جس کے معنی ٹھہرنے اور قیام کرنے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں عبادت کی نیت سے مسجد میں خاص ٹھہرنے کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ نمبر 1 فرض، جیسے کسی نے نذر مانی ہو کہ اس کا فلاں کام ہو گیا تو اتنے دن اعتکاف کرے گا۔ اس میں روزہ شرط ہے اور اس کی کم از کم مدت ایک دن اور رات ہے۔ نمبر 2 اعتکاف سنت، یہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتا ہے اور اس کی مدت بیسویں رمضان قبل غروب آفتاب سے لے کر عید کا چاند دیکھنے تک ہے۔ یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی محلے یا بستی میں کسی ایک نے کر لیا تو سب کی طرف سے ادا ہو گیا ورنہ سب ترک سنت مؤکدہ کے گنا ہگار ہوئے۔ نمبر 3 نفل، اس میں نہ روزہ شرط ہے اور نہ اس کی کوئی مدت مقرر ہے۔ جب بھی مسجد میں آئے، اعتکاف کی نیت کر لے، جب تک مسجد میں رہے گا مفت میں اعتکاف کا ثواب بھی ملتا ہے گا۔ مرد ایسی مسجد (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ترغیب

صدقہ فطر اور اس کی تاکید

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: "فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِّلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ" رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر (1) فرض فرمایا، روزہ دار کو لغو اور فحش باتوں سے (جو حالت روزہ میں ہوگئی ہوں) پاک فرمانے کے لئے اور مساکین کو کھانا کھلانے کے لئے جس نے صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کر دیا تو یہ ایسی زکوٰۃ ہے جو قبول ہو چکی ہے اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا تو اب یہ صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط بخاری صحیح ہے۔

حدیث: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ماہ رمضان کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے اور صدقہ فطر دیئے بغیر اوپر نہیں چڑھتا (مقبول نہیں ہوتا)۔

اسے ابوحفص بن شاہین نے فضائل رمضان میں روایت کیا اور کہا: یہ حدیث غریب جید الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت کثیر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ان آیات کے متعلق پوچھا گیا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ (اعلیٰ: 14-15) یقیناً کامیاب ہوا وہ شخص، جس نے اپنے آپ کو صاف ستھرا کیا اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا پھر نماز پڑھی) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ آیات صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) میں اعتکاف کرے جہاں نماز پنج گانہ باجماعت ہوتی ہو۔ عورت اپنے گھر میں کوئی جگہ جو صاف پاک ہو خاص کر لے اسی میں نماز پڑھے اور اسی میں اعتکاف کرے۔ ایسی جگہ کو مسجد خانہ کہتے ہیں۔ دوران اعتکاف عورت سے جماع اور بوس و کنار حرام ہے۔ معتکف کو مسجد میں کھانا پینا اور سونا جائز ہے۔ اعتکاف فرض و اعتکاف سنت میں روزہ شرط ہے۔ اعتکاف نفل میں روزہ شرط نہیں ہے۔ مرد صرف مسجد میں اعتکاف کر سکتا ہے۔ گھر میں نہیں۔ عورت صرف گھر میں اعتکاف کر سکتی ہے۔ مسجد میں نہیں۔ (مترجم)

(1) صدقہ فطر عندالاحناف واجب ہے۔ نماز عید سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ اگر پہلے ادا نہ کیا ہو تو نماز کے بعد بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد، مالک نصاب پر واجب ہے۔ نصاب حاجات اصلیہ سے فارغ ہو اور اس پر سال کا گذرنا ضروری نہیں ہے۔ ہر وہ شخص جسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہو صدقہ فطر بھی دے سکتے ہیں۔ اس کے واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں ہے۔ کسی عذر، سفر، مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے یا العیاذ باللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی صدقہ فطر واجب ہوگا۔ صدقہ فطر کی مقدار گندم یا اس کا آٹا قریباً دو کلو یا اس کی قیمت ہے۔ جو یا اس کا آٹا دینا ہو تو اس کی مقدار چار کلو کے قریب ہے۔ اور مناسب یہ ہے کہ ایسی چیز دی جائے جس سے مسکین کا زیادہ فائدہ ہوتا ہو۔ صدقہ فطر مرد، عورت، بچے، بوڑھے سب پر یکساں واجب ہے۔ مزید تفاصیل کے لئے کتب فقہ دیکھ لی جائیں۔ (مترجم)

کتاب عیدین وقربانی

ترغیب

عیدین کی راتوں کو عبادت الٰہی کے لئے جاگنا

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ قَامَ لَیْلَتَیِ الْعِیْدَیْنِ مُحْتَسِبًا لَمْ یَمُتْ قَلْبُهٗ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ'' جس شخص نے دونوں عیدوں کی راتوں کو حصول ثواب کی نیت سے قیام کیا (عبادت وذکر وفکر کیا) تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن دل (1) مریں گے۔

اس کو ابن ماجہ نے روایت فرمایا اس کے راوی ثقہ ہیں سوائے بقیہ مدلس کے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے پانچ راتوں کو (عبادت وریاضت سے) زندہ رکھا، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ (وہ پانچ راتیں یہ ہیں) نمبر 1 ماہ ذوالحجہ کی آٹھویں رات، نمبر 2 اسی ماہ کی نویں رات، نمبر 3 قربانی کی رات (یعنی ذوالحجہ کی دسویں رات جو عیدالاضحیٰ کی رات ہے) نمبر 4 عیدالفطر کی رات اور نمبر 5 ماہ شعبان کی پندرھویں رات۔ (اصبہانی)

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی راتوں کو عبادت کی، اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن دل مرجائیں گے۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔

ترغیب

بروز عید تکبیرات کہنا اوران کی فضیلت

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زَیِّنُوْا اَعْیَادَکُمْ بِالتَّکْبِیْرِ'' اپنی عیدوں کو تکبیروں (2) کے ساتھ خوبصورت بناؤ۔

---

(1) دل کے مرنے سے مراد قیامت کے دن خوف وگھبراہٹ سے دلوں کا عالم بے خودی میں ہونا ہے۔ جس کے بارے میں اللہ کریم فرماتے ہیں:
وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ (الحج:2)
''یعنی تم لوگوں کو بے ہوشی کے عالم میں دیکھو گے حالانکہ وہ بے ہوشی نہ ہوگی بلکہ اللہ کا عذاب شدید ہوگا''۔ (اللہ کی پناہ) (مترجم)۔

(1) مستحب یہ ہے کہ نماز عید کے لئے عید گاہ کو جاتے ہوئے اور نماز کے بعد واپس آتے ہوئے عیدالفطر میں آہستہ آواز سے اور عیدالاضحیٰ میں بلند آواز سے یہ تکبیریں پڑھے۔ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ'' نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرھویں ذوالحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد یہ تکبیرات ایک مرتبہ کہنا واجب اور تین مرتبہ کہنا افضل ہے بشرطیکہ نماز جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو۔ تکبیرات بلند آواز سے کہی جائیں۔ ان تکبیرات کو تکبیرات تشریق کہتے ہیں۔ (مترجم)

اسے طبرانی نے صغیر واوسط میں روایت کیا۔ اور اس میں کچھ نکارت ہے۔

حدیث: حضرت سعد بن اوس انصاری اپنے والد رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پکارتے ہیں: اے گروہ مسلمین! چلو اپنے رب کریم کی بارگاہ کی طرف۔ وہی تمہیں توفیق خیر عطا کر کے احسان فرماتا ہے۔ پھر اس پر بہت بڑا ثواب عطا فرماتا ہے۔ تمہیں راتوں کو قیام (نماز تراویح وغیرہ) کا حکم دیا گیا، تم نے قیام کیا۔ اور دن کے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے بھی رکھے اور اپنے پروردگار کی اطاعت وفرماں برداری کی اور اب اپنی جزائیں سمیٹ لو۔ پھر جب لوگ نماز عید پڑھ لیتے ہیں تو ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ سن لو! تمہارے رب نے تمہیں بخش دیا ہے۔ خیرات وبرکات لوٹتے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ کیونکہ یہ انعام واکرام کا دن ہے۔ اور آسمانوں میں اس دن کا نام یوم الجائزہ (انعام کا دن) رکھا جاتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں جابر الجعفی کی روایت سے ذکر کیا۔

ترغیب

قربانی، باوجود قدرت کے قربانی نہ کرنے والا اور جس نے قربانی کی کھال فروخت کی

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قربانی کے روز آدمی جو کام کرتا ہے ان میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب قربانی کے جانور کا خون بہانا ہے اور قیامت کے میدان میں وہ جانور اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا۔ بے شک یہ خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی مقام مقبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ لہٰذا خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔

اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! اپنے قربانی کے جانور کے پاس کھڑی ہو جاؤ اور گواہ بن جاؤ کیونکہ اس کے زمین پر گرنے والے پہلے قطرہ خون کے ساتھ ہی تمہارے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ ہم اہل بیت کے لئے خاص حکم ہے یا ہمارے اور سب مسلمانوں کے لئے بھی ہے؟ ارشاد فرمایا: بلکہ ہمارے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے ایسا ہی ہے۔

اسے بزار اور ابوالشیخ بن حبان نے کتاب الضحایا وغیرہ میں روایت کیا اس کی اسناد میں عطیہ بن قیس ہیں جنہیں ثقہ کہا گیا ہے اور ان میں کچھ کلام ہے۔ علاوہ ازیں اسے ابوالقاسم اصبہانی نے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں: ''بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کھڑی ہو جاؤ اور اپنی قربانی پاس حاضر ہو۔

کیونکہ اس کے پہلے قطرہ خون کے گرنے کے ساتھ ہی تمام گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ یاد رکھو! اس جانور کو (یوم قیامت) اس کے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائے گا اور ستر درجہ بڑھا کر تمہاری میزان عمل میں رکھا جائے گا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ آل محمد ﷺ کے لئے مخصوص ہے؟ کیونکہ یہ وہ حضرات ہیں جو نیکی کے لئے خاص کئے گئے ہیں یا عام مسلمانوں کے لئے ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ آل محمد ﷺ کے لئے خاص بھی ہے اور مسلمانوں کے لئے عام بھی۔

صاحب کتاب امام منذری فرماتے ہیں: سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی اس حدیث کو ہمارے بعض مشائخ نے حسن قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ الکریم حضور نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو! قربانی کرو اور اس کے خون کے ذریعہ ثواب طلب کرو۔ کیونکہ اگرچہ اس کا خون زمین پر گرتا ہے لیکن درحقیقت اللہ عزوجل کی حفاظت میں پہنچ جاتا ہے۔ اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس نے بطیب خاطر قربانی کی، اپنی قربانی سے طالب ثواب ہوا تو یہ قربانی اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائے گی۔

طبرانی نے کبیر میں اسے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قربانی جو عید کے روز کی جائے اس سے بڑھ کر کسی چیز میں روپیہ پیسہ خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کو اس سے پیارا نہیں ہے۔ (زیادہ پیارا یہی ہے)۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور اصبہانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قربانی کرنے کی وسعت وطاقت رکھتا ہو پھر قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔

اسے حاکم نے مرفوعاً روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔ اور موقوفاً بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قربانی کے جانور کی کھال بیچ دی، اس کی کوئی قربانی نہیں (1) ہوئی۔ اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

---

(1) یعنی اسے کامل ثواب حاصل نہ ہوا۔ قربانی کے جانور کی کھال کا حکم یہ ہے کہ اسے یا تو صدقہ کر دے یا اپنے کسی مصرف میں لے آئے مثلاً جائے نماز، تھیلا، مشکیزہ، دسترخوان یا ڈول وغیرہ بنالے۔ اسے بیچ نہیں سکتے۔ اسے کسی ایسی چیز سے تبدیل بھی کیا جا سکتا ہے جسے باقی رکھتے ہوئے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو۔ جیسے کتاب وغیرہ۔ اگر کسی کو صدقہ دینے کے لئے کھال بیچ دی کہ بجائے کھال صدقہ کرنے کے رقم صدقہ کر دی جائے تو اس میں حرج نہیں۔ اپنی ذات کے لئے بیچنا منع ہے۔

قربانی کے بارے میں یاد رکھنے کی چند ضروری باتیں: نمبر 1 خاص جانور کو مخصوص ایام میں عبادت کی نیت سے ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔ یہ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے جسے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے باقی رکھا گیا ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ترہیب

جانور کے ناک، کان وغیرہ کاٹنا اور بغیر کھانے کی نیت کے مار ڈالنا اور اچھے طریقہ سے ذبح کرنے کا حکم

حدیث: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض فرمایا ہے۔ اس لئے جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو۔ ''وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ'' جب ذبح کرو تو بہتر طریقہ سے ذبح کرو۔ (جو ذبح کرنا چاہے) چھری کو تیز کرلے اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچائے۔

مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گذرے جو بکری کو لٹا کر اس کے پہلو پر پاؤں رکھے ہوئے چھری تیز کررہا تھا اور بکری اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ کام اس سے پہلے نہیں کرسکتے تھے؟ یا اسے دو موتیں مارنا چاہتے ہو؟ (دوہری تکلیف میں مبتلا کرکے)۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح ہیں اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ مگر اس میں یہ الفاظ ہیں: ''کیا تم اسے دو موتیں مارنا چاہتے ہو۔ بکری کو لٹانے سے پہلے کیوں نہ تم نے چھری کو تیز کرلیا؟''۔ اور حاکم نے یہ بھی فرمایا کہ یہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ (ذبح کرنے سے پہلے) چھری کو تیز کرلیا جائے، جانوروں سے اسے چھپایا جائے اور جب تم ذبح کرو تو جلدی سے کرو۔ (ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو قربانی کا حکم دیتے ہوئے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر: 2) اے محبوب ﷺ آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ نمبر 2 مندرجہ ذیل جانوروں کے علاوہ کسی دوسرے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، دنبہ، نر و مادہ اور خصی وغیر خصی کا ایک ہی حکم ہے۔ نمبر 3 قربانی کے جانوروں کی عمریں کم از کم یہ ہونی ضروری ہیں۔ اونٹ 5 سال، گائے 2 سال، بکری 1 سال۔ البتہ بھیڑ، یا دنبہ چھ ماہ کا بھی جائز ہے جبکہ دور سے دیکھنے سے سال بھر کا معلوم ہوتا ہو۔ نمبر 4 قربانی واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں نمبر 1 مسلمان ہونا، نمبر 2 مقیم ہونا (مسافر پر واجب نہیں)، نمبر 3 مالک نصاب ہونا (مگر نصاب پر سال کا گذرنا ضروری نہیں)۔ نمبر 4 آزاد ہونا (غلام پر واجب نہیں)۔ نمبر 5 بالغ ہونا (نابالغ پر ظاہر الروایت کے مطابق قربانی واجب نہیں)۔ نمبر 5 قربانی کے وقت قربانی ہی کرنا واجب ہے۔ لاکھوں روپیہ صدقہ کرنا قربانی کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ نمبر 6 قربانی کا وقت دسویں ذوالحجہ کی صبح صادق سے بارھویں کے غروب آفتاب تک ہے۔ البتہ شہروں میں نماز عید سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں دیہات میں جائز ہے۔ درمیانی دونوں راتوں میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔ نمبر 7 قربانی کے لئے سب سے افضل دن دس ذوالحجہ ہے۔ پھر گیارہ اور پھر بارہ۔ نمبر 8 قربانی کا گوشت کسی حربی کافر کو نہ دیا جائے جیسے انگلینڈ وغیرہ کے کفار ہیں۔ نمبر 9 قربانی کے جانور کی کھال، گوشت یا سری پائے ذبح کرنے والے کو بطور مزدوری نہ دیئے جائیں کہ یہ بھی بیچنے کے حکم میں ہے۔ نمبر 10 کسی سے ذبح کرلیا اور خود مالک نے اپنا ہاتھ اس کے ساتھ چھری پر رکھا جیسا کہ ہمارے ملک پاکستان میں خصوصاً پنجاب میں ہوتا ہے۔ تو دونوں پر بسم اللہ کہنا واجب ہے۔ دونوں میں سے کسی نے چھوڑ دی تو جانور حلال نہ ہوا۔ یہ مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ دیہات میں ان چیزوں کی احتیاط نہیں کی جاتی۔ (عامہ کتب فقہ) (مترجم)۔

حدیث: اور یہ روایت بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی انسان چڑیا یا اس سے بھی چھوٹا جانور بغیر اس کے حق کے مارتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے متعلق اس سے ضرور پوچھے گا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: "اَنْ يَّذْبَحَهَا فَيَاكُلَهَا وَلَا يَقْطَعَ رَاْسَهَا وَيَرْمِيَ بِهَا" اس کا حق یہ ہے کہ اسے ذبح کرے تو کھالے۔ ذبح کرتے وقت اس کا سر نہ کاٹے اور نہ ہی ذبح کر کے پھینک دے۔

امام نسائی اور حاکم نے اسے روایت کیا اور حاکم نے صحیح قرار دیا۔

حدیث: حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: جس کسی نے چڑیا کو بیکار کھیل کود کے طور پر ماردیا، تو یہ چڑیا قیامت کے دن بلند آواز سے پکار رہی ہوگی۔ کہے گی: "يَا رَبِّ اِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِيْ عَبَثًا وَّلَمْ يَقْتُلْنِيْ مَنْفَعَةً" اے میرے رب! فلاں بندے نے مجھے بلاوجہ قتل کیا اور کسی فائدے کی وجہ سے نہیں مارا تھا۔ (کھانے کی غرض سے ذبح نہ کیا تھا)۔

اسے امام نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ ایک بکری کو پاؤں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹ رہا تھا۔ اسے ذبح کرنا چاہتا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا: تجھے ہلاکت ہو، اسے اچھے طریقہ سے موت تک لے جا۔ (اچھی طرح اور بلا تکلیف دیئے ذبح کر)۔

اسے عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں موقوفاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوصالح حنفی رحمہ اللہ، نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کسی صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں دیکھا تو فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جس کسی نے کسی ذی روح جانور کا مثلہ (ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ کاٹنا) کیا پھر (مرنے سے پہلے) توبہ نہ کی، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کا مُثلہ کرے گا۔ (العیاذ باللہ)

اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ مشہور ہیں۔

حدیث: حضرت مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ایسی بات ہے کہ تمہاری قوم کی اونٹنیاں صحیح سالم بچے جنتی ہیں پھر تم چھری لیتے ہو تو ان کے کان کاٹ لیتے ہو اور کھالیں چیرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ کٹا ہوا ٹکڑا ہے۔ اور اسے اپنے اوپر اور اپنی اہل وعیال پر حرام کر لیتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: جو کچھ تمہیں اللہ نے دیا وہ حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کلائی (قوت وطاقت) تمہاری کلائی سے زیادہ سخت ہے۔ اور اللہ کی طاقت تمہاری چھری سے (1) سے زیادہ شدید ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

---

(1) مذکورہ بالا دونوں احادیث کا مطلب واضح ہے کہ زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لینا سخت جرم اور بہت بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ یہ بلاوجہ ایک جاندار کو اذیت پہنچانا ہے۔ (مترجم)

کتاب الحج

ترغیب

حج (1) اور عمرہ کی فضیلت، نیز اس شخص کا ثواب جو حج یا عمرہ کی نیت سے چلا مگر راستہ میں فوت ہو گیا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان رکھنا۔ عرض کیا گیا: اس کے بعد کونسا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کی گئی: پھر اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا: حج مقبول۔

اسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ''مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ''۔ جس شخص نے حج کیا تو اس میں کوئی فحش بات نہ کی اور نہ ہی کوئی گناہ کیا تو جب واپس لوٹے گا تو (گناہوں سے پاک) ایسے ہوگا جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس

---

(1) حج کے لغوی معنی ''قصد و ارادہ'' کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں کعبہ معظمہ کا ارادہ کر کے عبادت کی نیت سے نکلنا حج کہلاتا ہے۔ حج کب فرض ہوا؟ اس میں اختلاف ہے 5ھ، 6ھ، یا 9ھ کی روایات ملتی ہیں۔ فرضیت سے پہلے نبی کریم ﷺ نے دو یا تین حج فرمائے اور یہ بطور عادت کریمہ تھے۔ فرضیت کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف ایک حج فرمایا۔ اس حج میں آپ ﷺ کے ساتھ حضرت موسیٰ، حضرت یونس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی شریک ہوئے۔ حج کی فرضیت قطعی ہے۔ قطعیت کا منکر کافر ہے۔ عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔ حج فرض ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں۔ اگر کوئی شرط مفقود ہو تو حج فرض نہیں ہوگا۔ شرطیں یہ ہیں۔ نمبر 1 اسلام، نمبر 2 فرضیت حج کا علم ہونا (یہ شرط صرف دار الحرب میں رہنے والے مسلمان کے لئے ہے۔ دار الاسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں ہے)۔ نمبر 3 بالغ ہونا، نمبر 4 عاقل ہونا، نمبر 5 آزاد ہونا، نمبر 6 تندرستی، نمبر 7 زادراہ اور واپسی تک اہل و عیال کے لئے خرچ کا مالک ہونا، نمبر 8 وقت، یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرطیں پائی جائیں۔ حج کے تین مہینے ہیں۔ شوال، ذوالعقدہ اور ذوالحجہ۔ قرآن حکیم میں کوئی پچاس مقامات پر حج اور احکام حج کا بیان موجود ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ۞ (آل عمران: 97)

''اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا (فرض) ہے۔ جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور جو انکار کرے تو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے''۔

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرة: 196) ترجمہ: ''اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ پورا کرو''۔

اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُونِ يٰأُولِي الْأَلْبَابِ ۞ (البقرة: 197)

ترجمہ: ''حج کے مہینے (شوال، ذوالعقدہ اور ذوالحجہ) جانے پہچانے ہوئے ہیں۔ جو شخص ان میں حج کا ارادہ کرے وہ نہ کوئی فحش بات کرے، نہ گناہ کرے اور نہ ہی حج کے دوران لڑائی جھگڑا کرے۔ اور تم میں جو بھی بھلائی کرے اللہ اسے جانتا ہے۔ اور زادراہ ساتھ لے لیا کرو کہ بہترین زادراہ پرہیزگاری ہے۔ اور عقل والو مجھ سے ڈرتے رہو''۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کی ماں نے اسے جنا تھا۔

اسے بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا مگر ترمذی میں یہ الفاظ ہیں: ''اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک (درمیان میں سرزد ہونے والے گناہوں کے لئے) کفارہ ہے۔ ''وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ'' اور حج (1) مقبول کی جزا جنت ہی ہے۔

اسے امام مالک، امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور اصبہانی نے روایت کیا۔ اور اصبہانی نے یہ الفاظ زائد ذکر کئے۔ ''اور حاجی جو تسبیح کہتا ہے، یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتا ہے یا تکبیر زبان پر لاتا ہے ہر ایک کے بدلہ میں اسے (جنت کی) بشارت دی جاتی ہے''۔

حدیث: حضرت ابن شماسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوئے جبکہ وہ قریب الموت تھے۔ وہ کافی دیر تک روتے رہے اور کہنے لگے: جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام میرے دل میں ڈال دیا تو مَیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اپنا دست مبارک بڑھایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ آپ علیہ السلام نے دست مبارک بڑھائے تو مَیں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے عمرو! کیا ہوا؟ کہتے ہیں: مَیں نے عرض کیا کہ میں ایک شرط رکھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا شرط رکھنا چاہتے ہو؟ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: یہ کہ میری مغفرت فرما دی جائے۔ اس پر سید عالم علیہ السلام نے فرمایا: اے عمرو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام لانا پہلے کے تمام گناہوں کا مٹا دیتا ہے۔ ہجرت بھی ماقبل کے سب گناہ گرا دیتی ہے اور حج بھی گذشتہ جرموں کو

(بقیہ سابقہ صفحہ) وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (حج:27)

ترجمہ: اور (اے ابراہیم علیہ السلام) لوگوں میں حج کی عام ندا کردو وہ تمہارے پاس حاضر ہوں گے پیدل اور ہر دبلی اونٹنی پر جو ہر دور دراز راستوں سے آتی ہیں۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (البقرہ:125)

ترجمہ: ''اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور جائے امن بنایا۔ اور مقام ابراہیم (علیہ السلام) کو جائے نماز بناؤ اور ہم نے تاکیدی حکم دیا ابراہیم اور اسمٰعیل (علیہما السلام) کو کہ میرا گھر خوب صاف ستھرا کرو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے''۔

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ (البقرہ:189)

ترجمہ: ''اے حبیب ﷺ! آپ سے نئے چاند کے متعلق لوگ سوال کرتے ہیں''۔ آپ ارشاد فرما دیں کہ وہ لوگوں کے لئے اور حج کے واسطے وقت کی علامتیں ہیں۔

(1) حدیث شریف میں ''حج مبرور'' کے الفاظ ہیں۔ یعنی وہ حج جس میں کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔ جس کے بعد آدمی سچی توبہ کرلے اور نیکی میں مصروف عمل رہے۔ ایسے حج کی جزا سوائے جنت کے اور کیا ہوگی۔ (مترجم)

ختم کردیتا ہے۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسی طرح مختصراً روایت کیا ہے۔اور مسلم وغیرہ نے اس سے طویل روایت ذکر کی ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا امام حسن بن علی مرتضٰی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں: ایک شخص نبی سرور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا: (یارسول اللہ ﷺ) میں ایک کمزور دل آدمی ہوں اور ضعیف بھی ہوں۔(جہاد وغیرہ نہیں کرسکتا۔کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''هَلُمَّ اِلٰى جِهَادٍ لَا شَوْكَةَ فِيْهَا اَلْحَجُّ'' ایسے جہاد کی طرف چلو جس میں کوئی ہتھیار نہیں اٹھانا پڑتا یعنی حج کرو۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا ہے۔اس کے راوی ثقہ ہیں اور عبدالرزاق نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں: مَیں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم لوگ جہاد کو افضل الاعمال سمجھتے ہیں تو کیا ہم (عورتیں) جہاد نہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لٰكِنَّ اَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ'' مگر (تم خواتین کے لئے) افضل جہاد حج مقبول ہے۔

اسے امام بخاری وغیرہ نے اور ابن خزیمہ نے روایت فرمایا۔ابن خزیمہ کے الفاظ ہیں: ''اُم المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں،عورتوں پر جہاد ہے۔مگر وہ کہ جس میں لڑائی نہیں ہوتی ہے اور وہ ہے حج اور عمرہ''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، جناب رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بوڑھوں، کمزوروں اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔

اسے امام نسائی رحمہ اللہ نے باسناد حسن روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے اسلام کے بارہ میں سوال کیا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، حج اور عمرہ کرو، غسل جنابت کرو، کامل وضو کیا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ سب مَیں کرلوں تو کیا میں (کامل) مسلمان بن جاؤں گا؟ فرمایا: ہاں۔ حضرت جبریل علیہ السلام بولے: آپ نے سچ فرمایا۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ ملاکر کرو(1) (ایک ہی سفر میں دونوں کرلو) کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو یوں فنا کردیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے،سونے اور چاندی کے میل کو دور کردیتی ہے۔اور حج مقبول کا ثواب جنت ہی ہے۔

---

(1) یہ حکم مکہ سے باہر والوں کے لئے ہے۔اہل مکہ کے لئے چونکہ زمانہ حج میں عمرہ منع ہے۔اس لئے وہ زمانہ حج کے بعد عمرہ ادا کریں۔(مترجم)

اسے ترمذی، اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن جراد صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حُجُّوا فَإِنَّ الْحَجَّ يَغْسِلُ الذُّنُوبَ كَمَا يَغْسِلُ الْمَآءُ الدَّرَنَ'' فریضہ حج ادا کرو۔ اس لئے کہ حج گناہوں کو یوں دھوڈالتا ہے جیسے پانی میل کو۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اس حدیث کو نبی اکرم ﷺ تک مرفوع کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حاجی اہل خانہ میں سے یا فرمایا: اپنے اہل خانہ میں سے چار سو افراد کی سفارش کرے گا اور گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ اس میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حاجی کا اونٹ جو قدم اٹھاتا ہے اور جو اگلا پاؤں رکھتا ہے، ہر ایک کے بدلہ میں اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔

اسے بیہقی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت زاذان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما شدید بیمار ہو گئے تو انہوں نے اپنے بچوں کو بلا کر اپنے پاس جمع کیا اور فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص مکہ مکرمہ سے پیدل حج کے لئے نکلا حتی کہ حج کر کے واپس مکہ مکرمہ لوٹ آیا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم کے عوض سات سو نیکیاں لکھے گا۔ ان میں سے ہر نیکی حرم کی نیکی کے برابر ہوگی۔ ان سے عرض کیا گیا: حرم کی نیکیاں کیسی ہیں؟ فرمایا: ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ (گویا ہر قدم پر سات کروڑ نیکی)۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم دونوں نے عیسیٰ بن سوادہ کی روایت سے ذکر کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان سے پیدل ایک ہزار مرتبہ بیت اللہ شریف حاضر ہوئے اور کبھی کسی سواری پر سوار ہو کر نہیں آئے۔

اسے بھی ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کی جماعتیں ہیں، اللہ ان کو بلاتا ہے، یہ حاضر ہوتے ہیں۔ یہ اس سے مانگتے ہیں تو وہ انہیں عطا فرماتا ہے۔

اسے بزار نے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں (ابن ماجہ، ابن حبان، نسائی اور ابن خزیمہ نے بھی اس کے قریب قریب روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "يُغْفَرُ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ" حاجی بخش دیا جاتا ہے اور جس کے لئے حاجی استغفار کرے، اس کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔

اسے بزار نے، طبرانی نے صغیر میں، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ ابن خزیمہ اور حاکم کے الفاظ یہ ہیں: فرمایا: "اے مولیٰ! حاجی کی مغفرت فرما اور جس کے لئے حاجی طلب مغفرت کرے، اسے بھی بخش دے"۔ اور حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے، فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے (زمین پر) اتارا تو فرمایا: (اے آدم علیہ السلام)! میں تمہارے ساتھ ایک گھر یا ایک مکان بھی اتار رہا ہوں جس کے اردگرد طواف کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کے اردگرد طواف ہوتا ہے اور اس کے پاس نمازیں ادا کی جایا کریں گی جیسے کہ میرے عرش کے پاس ادا کی جاتی ہیں۔ پھر جب حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان آیا تو اس گھر کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔ اور اس کے بعد انبیاء علیہم السلام وہاں حج کے لئے آتے رہے حالانکہ وہ اس کی خاص جگہ نہ جانتے تھے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے وہاں ٹھہرایا تو انہوں نے اس گھر کو پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے تعمیر فرمایا۔ ان پہاڑوں کے نام یہ ہیں نمبر 1 حراء، نمبر 2 ثبیر، نمبر 3 لبنان، نمبر 4 جبل طور، نمبر 5 جبل خیر۔ "فَتَمَتَّعُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ" جہاں تک ممکن ہو اس گھر سے فیض حاصل کرتے رہو۔

طبرانی نے اسے کبیر میں موقوفاً روایت کیا ہے اور اس کے رواۃ صحیح کے راویوں کی مثل ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ (اسباب مہیا ہو جانے پر) حج فرض ادا کرنے میں جلدی کرو "فَإِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ مَا يَعْرِضُ لَهٗ" اس لئے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اسے (مستقبل میں) کیا(1) پیش آ جائے۔

اسے ابوالقاسم اصبہانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے آدم! موت کا حادثہ پیش آنے سے پہلے اس گھر (بیت اللہ) کا حج کر لو۔ انہوں نے عرض کیا؛ وہ کونسا حادثہ ہے جو پیش آنے والا ہے؟ فرمایا: کیا آپ کو معلوم نہیں، وہ موت ہے۔ عرض کیا: موت کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: عنقریب اس کا مزہ چکھ لو گے۔ عرض کرنے لگے: (اپنے بعد) میں اپنے اہل میں اپنا نائب کس کو بناؤں؟

---

(1) کسے معلوم چراغ زندگی کب گل ہو جائے؟ یا ایسا بیمار و کمزور ہو جائے کہ ادائیگی کے قابل ہی نہ رہے۔ بلا وجہ تاخیر جائز نہیں۔ عبرت پکڑیں وہ لوگ جو اولاد کی شادیوں میں لگے رہتے ہیں اور عمر عزیز پوری ہو جاتی ہے۔ (مترجم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ سوال زمین، آسمان اور پہاڑوں پر پیش کرو۔ آدم علیہ السلام نے یہ سوال زمین پر پیش فرمایا تو زمین نے انکار کردیا۔ آسمانوں پر پیش کیا تو انہوں نے بھی انکار میں جواب دیا۔ پہاڑوں پر پیش کیا تو ان کا جواب بھی انکار میں تھا۔ پھر آپ کے اس بیٹے نے قبول کرلیا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا (اس کا نام قابیل اور مقتول کا ہابیل تھا پوری تفصیل پارہ نمبر 6 قرآن حکیم میں ہے) اس کے بعد آدم علیہ السلام ہندوستان سے حج کے ارادہ سے نکلے۔ راستہ میں جہاں جہاں آپ نے دوران سفر قیام کیا اور کچھ کھایا پیا وہاں وہاں بعد میں شہر اور گاؤں آباد ہوئے۔ حتی کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ فرشتوں نے استقبال کیا اور عرض کیا: اے آدم! آپ پر سلامتی ہو، آپ کا حج مقبول ہوا۔ بے شک ہم نے اس گھر کا حج آپ سے دو ہزار سال پہلے کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت بیت اللہ شریف سرخ یاقوت کا تھا اندر سے خالی تھا۔ اس کے دو دروازے تھے۔ طواف کرنے والا دیکھ سکتا تھا کہ بیت اللہ کے اندر کون ہے اور اندر والا طواف کرنے والے کو دیکھ سکتا تھا۔ پھر آدم علیہ السلام نے ارکان حج ادا کر لئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے آدم! کیا آپ نے ارکان پورے کر لئے؟ عرض کیا: ہاں میرے پروردگار۔ حکم ہوا: اَب اپنی حاجت کے بارے میں سوال کرو۔ جو مانگو گے دیا جائے گا۔ عرض کیا: میری حاجت بہت بڑی ہے وہ یہ کہ میری خطائیں اور میری اولاد کے گناہ معاف فرما دے۔ ارشاد ہوا: اے آدم! تمہاری خطائیں تو اسی وقت بخش دی تھیں جب تم سے سرزد ہوئی تھیں۔ "وَاَمَّا ذَنْبُ وَلَدِكَ فَمَنْ عَرَفَنِيْ وَاٰمَنَ بِيْ وَصَدَّقَ رُسُلِيْ وَكِتَابِيْ غَفَرْنَا لَهٗ ذَنْبَهٗ" باقی رہے تمہاری اولاد کے گناہ، تو جو کوئی مجھے پہچانے گا، مجھ پر ایمان لائے گا اور میرے رسولوں اور کتابوں کی تصدیق کرے گا ہم اس کے گناہوں کو بخش دیں گے۔

یہ روایت بھی اصبہانی کی ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کعبہ کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں۔ (اللہ ہی کو معلوم ہے کیسے ہیں؟) اس نے بارگاہ الٰہی میں شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: اے میرے رب! میرے پاس بار بار آنے والے کم ہوگئے میری زیارت کرنے والوں کی قلت ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: میں پیدا کرنے والا ہوں ایسے انسانوں کو جن کے دلوں میں خوف ہوگا۔ بڑے عبادت گذار ہوں گے۔ تیرے پاس یوں شوق سے بھاگے آئیں گے جیسے کبوتری اپنے انڈوں کی طرف بھاگ کر پہنچ جاتی ہے۔ (اُمت مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہوگی)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مختار ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کیا: الٰہی: تیرے بندے تیرے گھر میں تیری زیارت کو جب آتے ہیں تو تو انہیں کیا اجر عطا فرماتا ہے؟ ارشاد الٰہی ہوا: ہر زائر کا مزور (جس کی زیارت کی جائے) پر حق ہوتا ہے۔ اے داؤد! ان بندوں کا مجھ پر یہ حق ہے۔ (اللہ پر کسی کا کوئی حق نہیں، یہ اس کا فضل محض ہے) کہ دنیا میں انہیں خیریت و عافیت عطا فرماؤں اور جب ان سے ملوں تو ان کی مغفرت فرما دوں۔

اسے بھی طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مسجد منیٰ میں بیٹھا تھا کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی صاحب حاضر خدمت ہوئے۔ سلام پیش کرنے کے بعد عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم کچھ پوچھنے حاضر ہوئے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو مَیں تمہیں بتادوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو اور اگر چاہو تو مَیں خاموش رہتا ہوں۔ تم پوچھو، مَیں جواب دے دوں گا؟ پہلے دونوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ارشاد فرمادیں۔ پھر ثقفی نے انصاری سے کہا کہ تم سوال کرو۔ تو انصاری نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ہی خبر دیں: اس پر سید العالمین ﷺ نے فرمایا: تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ ہم تمہارا اپنے گھر سے بیت حرام (کعبہ معظمہ) کے ارادے سے نکلنا کیسا ہے؟ اور اس میں کیا ثواب ہے؟ طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا کیسا ہے اور اس کا اجر کتنا ہے؟ صفا ومروہ کے مابین طواف (سعی) کیسا ہے اور اس میں کس قدر ثواب حاصل ہوتا ہے؟ شام تک عرفات میں ٹھہرنا کیسا ہے اور اس کے اجر کی کیا کیفیت ہے؟ جمرات کی رمی کیسی ہے اور کتنا بڑا اجر ہے؟ تمہارا قربانی کرنا اور اس کا ثواب کیا ہے اور طواف افاضہ (یہ طواف فرض ہے۔ حج کا رکن ہے۔ دوران حج منیٰ سے مکہ آیا کرتے ہیں اور پھر منیٰ کو لوٹ جاتے ہیں) کس قدر ثواب کا حامل ہے؟ انصاری نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں یہی سوال لے کر آیا تھا۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: (اب سنو جوابات) جب تم بیت اللہ الحرام کا ارادہ لے کر گھر سے نکلتے ہو اور تمہاری ناقہ جو پاؤں زمین پر رکھتی اور اٹھاتی ہے، ہر ایک کے عوض اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایک نیکی لکھتا ہے اور تمہارا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ تمہارا طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ تم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کیا۔ صفا مروہ کی سعی ستر غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ اور جب تم شام تک عرفات میں وقوف کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے۔ پھر تم پر ملائکہ کے سامنے فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے: (فرشتو! دیکھو) میرے بندے میرے پاس غبار آلود بالوں کے ساتھ دور دراز کے راستوں سے چل کر آئے ہیں۔ یہ میری جنت کے امیدوار ہیں۔ ''فَلَوْ کَانَتْ ذُنُوْبُکُمْ کَعَدَدِ الرَّمْلِ اَوْ کَقَطْرِ الْمَطَرِ اَوْ کَزَبَدِ الْبَحْرِ لَغَفَرْتُھَا'' اگر تمہارے گناہ (اے حاجیو!) ریت کے ذروں، بارش کے قطروں، یا سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں گے تو میں ضرور بخش دوں گا۔ اب اے بندو! جاؤ لوٹ جاؤ، تم بخش دیئے گئے ہو اور جس کی تم نے سفارش کی، اسے بھی معاف کر دیا گیا ہے۔ اور جب تم جمرات کی رمی کرتے ہو تو ہر کنکری، جسے تم پھینکتے ہو، کے عوض میں مہلک کبیرہ گناہوں میں سے ایک کبیرہ مٹا دیا جاتا ہے۔ تمہارا قربانی کرنا، تمہارے پروردگار کے پاس تمہارے لئے ذخیرہ ہوگا۔ جب تم اپنے سر کا حلق (منڈوانا) کرتے ہو تو ہر بال، جسے تم نے کاٹا ہے، کے بدلہ میں تمہارے لئے ایک نیکی ہوگی۔ اور ہر بال کے عوض تمہاری ایک خطا بخش دی جائے گی اور اس کے بعد جب تم طواف (طواف افاضہ) کرتے ہو تو تمہارا کوئی گناہ باقی نہیں رہ چکا ہوتا۔ اب ایک فرشتہ آتا ہے اور اپنا ہاتھ تمہارے دونوں کندھوں

کے درمیان رکھ کر کہتا ہے: "اِعْمَلْ فِيمَا تَسْتَقْبِلُ فَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَامَضٰى" آئندہ (نیک) اعمال کرتا رہ تیرے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ بزار کے ہیں۔ اور بزار کہتے ہیں: یہ حدیث کئی طرق سے روایت کی گئی ہے۔ اور مذکورہ طریق سے احسن طریق میرے علم میں نہیں۔ (ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے)

حدیث: اور طبرانی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث کبیر میں روایت کی جس میں فرمایا: بیت عتیق (یہ بھی کعبہ پاک کا نام ہے) کے ارادہ سے تمہارا گھر سے نکلنا تمہارے لئے اجر و ثواب کا باعث ہے۔ یاد رکھو! تم جو بھی قدم اٹھاتے ہو یا تم اور تمہاری سواری جو قدم اٹھا کر رکھتی ہے اس ہر قدم پر تمہارے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور تمہارا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔ اور جب تمہارا عرفات میں وقوف (ٹھہرنا) ہوتا ہے تو اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتا ہے: اے فرشتو! میرے بندے کیا ارادے لے کر آئے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: یہ تیری خوشنودی اور جنت کی درخواست لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ اس پر اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: مَیں اپنی ذات کو اور اپنی مخلوقات کو گواہ بناتا ہوں کہ مَیں نے ان کی مغفرت فرما دی ہے اگرچہ ان کے گناہ دنیا کے دنوں کی تعداد کے برابر یا لق و دق صحرا کی ریت کے ذروں کے برابر ہوں۔ جب تم جمرات کی رمی کر رہے ہوتے ہو تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (السجدہ:17) کسی جان کو معلوم نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ بدلہ ہے ان کے اعمال (صالحہ) کا جو وہ کرتے تھے۔ تمہارے اپنے سر کا حلق کروانے کا بدلہ یہ ہوگا کہ تمہارے بالوں میں سے جو بال بھی زمین پر گرے گا اس کے عوض میں قیامت کے روز تمہارے لئے ایک نور ہوگا۔ اور جب تم بیت اللہ کا طواف وداع کرتے ہو تو گویا کہ تم گناہوں سے یوں پاک ہو جاتے ہو جیسے کہ تمہاری والدہ نے تمہیں آج ہی جنم دیا ہو۔

(ابوالقاسم اصبہانی نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے)

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حج کے ارادہ سے چلا پھر راستہ میں فوت ہو گیا، اس کے لئے قیامت کے دن تک (بار بار) حج کرنے والے کا اجر لکھا جائے گا۔ جو بندہ عمرہ کے لئے گھر سے نکلا، پھر دوران سفر انتقال کر گیا، اس کے واسطے قیامت کے دن تک (بار بار) عمرہ کرنے والے کی طرح ثواب

فرائض حج: حج کی شرائط صفحات سابقہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔ یہاں اختصاراً فرائض، ارکان واجبات اور سنن بیان کئے جاتے ہیں۔ حج کے فرائض سات ہیں: نمبر1 احرام، نمبر2 وقوف عرفہ (نویں ذوالحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے لے کر دسویں کی صبح صادق سے پہلے کے درمیان کسی وقت میدان عرفات میں ٹھہرنا وقوف کہلاتا ہے)۔ نمبر3 طواف زیارت کے کم از کم چار چکر (طواف رکن، طواف حج اور طواف فرض بھی اسی کے نام ہیں۔ اس کا وقت دسویں ذوالحجہ صبح صادق سے لے کر بارھویں ذوالحجہ تک ہے) نمبر4 نیت، نمبر5 ترتیب (یعنی پہلے احرام باندھنا پھر وقوف پھر طواف) نمبر6 ہر فرض کا اپنے وقت پر ادا ہونا، نمبر7 ہر فرض کا اپنے مقام و مکان پر ہونا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لکھا جائے گا اور جو مسلمان جہاد کرنے چلا تھا مگر میدان میں پہنچنے سے پہلے ہی راہی ملک عدم ہوگیا، تو اس کے لئے یوم قیامت تک جہاد کرنے والے جیسا اجر وثواب لکھا جائے گا۔

اسے ابویعلیٰ نے محمد بن اسحاق کی روایت سے بیان کیا۔ باقی راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حج یا عمرہ کے لئے گھر سے نکلا۔ اس کا یہ نکلنا صرف اسی وجہ سے ہو (کوئی اور غرض نہ ہو) پھر راستہ میں مرگیا، اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہ ہوگی، نہ اس کا حساب ہوگا اور اسے فرمایا جائے گا "اُدْخُلِ الْجَنَّةَ" جا جنت میں داخل ہو جا۔ مزید ارشاد فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: "اِنَّ اللّٰهَ يُبَاهِيْ بِالطَّآئِفِيْنَ" اللہ تعالیٰ طواف کعبہ کرنے والوں پر فخر فرماتا ہے۔

طبرانی، ابویعلیٰ، دار قطنی، بیہقی۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ گھر (بیت اللہ شریفہ) اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے۔ جو کوئی اس گھر کا حج یا عمرہ کرے، اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اگر وہ فوت ہوگیا تو اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور زندہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس لوٹا تو اجر وغنیمت لے کر لوٹے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

(بقیہ سابقہ صفحہ) **ارکان حج:** حج کے رکن دو ہیں۔ نمبر 1 طواف زیارت، نمبر 2 وقوف عرفہ۔ اور ان دونوں میں سے زیادہ اہم واقویٰ وقوف عرفہ ہے۔

واجبات حج: حج کے واجبات چھ ہیں۔ نمبر 1 وقوف مزدلفہ، نمبر 2 صفا ومروہ کی سعی، نمبر 3 جمرات کو کنکریاں مارنا، نمبر 4 حج قران وتمتع کرنے والے پر قربانی کرنا، نمبر 5 حلق (سر کے بال منڈوانا) یا تقصیر (کچھ بال کتروانا)، نمبر 6 آفاقی یعنی میقات سے باہر کے رہنے والے کو طوات وداع کرنا طواف وداع کو طواف صدر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بیت اللہ سے واپسی پر کیا جاتا ہے۔ اور اہل مکہ اور اندرون میقات رہنے والوں پر واجب نہیں) بعض کتب میں واجبات حج کی تعداد پینتیس تک بیان کی گئی ہے۔ درحقیقت وہ حج کے واجبات نہیں بلکہ افعال حج کے واجبات ہیں۔

سنن حج: حج کی سنتیں بہت ہیں۔ تفصیل مطولات فقہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہاں چند ایک کا بیان ہوگا۔ نمبر 1 طواف قدوم (میقات کے باہر سے آنے والا سب سے پہلے جو طواف کرتا ہے اسے طواف قدوم کہتے ہیں۔ یہ حج افراد اور قران کرنے والے کے لئے سنت ہے۔ تمتع کرنے والے کے لئے نہیں)، نمبر 2 ابتدائے طواف حجر اسود سے ہونا، نمبر 3 طواف قدوم یا طواف فرض میں رمل کرنا، نمبر 4 صفا ومروہ کی سعی کے وقت سبز نشانوں کے درمیان دوڑنا، نمبر 5 امام کا ساتویں ذوالحجہ کو مکہ میں نویں کو عرفات میں اور گیارھویں کو منیٰ میں خطبہ دینا، نمبر 8 آٹھویں ذوالحجہ کو فجر کے بعد منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہونا، نمبر 9 وقوف عرفہ کے لئے غسل کرنا، نمبر 10 عرفات سے واپسی پر مزدلفہ میں رات گذرنا، نمبر 11 اگلے دن طلوع آفتاب سے پہلے منیٰ کو روانہ ہوجانا، نمبر 12 دس ذوالحجہ اور گیارہ کے بعد کی دونوں راتیں منیٰ میں گذارنا، نمبر 13 وادی محصب میں اترنا، چاہے تھوڑی دیر کے لئے ہو۔ وغیرہما۔ مناسب معلوم ہوتا ہے، یہاں حج کے اقسام بھی عرض کردیئے جائیں۔

اقسام حج: حج کی تین قسمیں ہیں۔ نمبر 1 افراد، صرف حج کا احرام باندھ کر حج پورا ادا کرنا۔ نمبر 2 قران، حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھ کر حج کے بعد احرام کھولنا۔ نمبر 3 تمتع، حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرنا، عمرہ کے بعد احرام کھول دینا، مگر گھر نہ جانا بلکہ اسی سال پھر حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

احناف کے نزدیک سب سے افضل حج قران ہے۔ پھر تمتع پھر افراد۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میدان عرفات میں ایک صاحب وقوف کئے ہوئے تھے کہ اچانک اپنی سواری سے گر پڑے اور اس کے کچلنے سے جاں بحق ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، دو کپڑوں میں کفن دو، ان کے سر کو نہ ڈھانپو (تاکہ احرام کی نشانی موجود رہے) اور خوشبو بھی نہ لگاؤ۔ ''فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا'' بے شک یہ قیامت کے روز تلبیہ (1) کہتے ہوئے اٹھیں گے۔

بخاری، مسلم، ابن خزیمہ۔

---

(1) تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: ''لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ'' ترجمہ: حاضر ہوں، میرے پروردگار مَیں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، مَیں حاضر ہوں، یقیناً سب حمدیں، تیرے ہی لئے ہیں اور سب نعمتیں تیری ہی عطا فرمودہ ہیں اور بادشاہی بھی تجھے ہی زیبا ہے۔ تو لاشریک ہے۔ حج یا عمرہ کا احرام باندھتے وقت بھی یہ تلبیہ پڑھا جاتا ہے۔ (مترجم)

ترغیب

حج اور عمرہ میں مال حلال خرچ کرنا
اوران میں مال حرام استعمال کرنے کی مذمت

حدیث: سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا وعن ابیہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے عمرہ کی ادائیگی کے وقت ارشاد فرمایا: (اے عائشہ!) "اِنَّ لَكِ مِنَ الْاَجْرِ عَلٰی قَدْرِ نَصَبِكِ وَنَفَقَتِكِ" تمہیں اجر وثواب تمہاری تکالیف اور تمہارے (صدقہ واعمال صالحہ میں) مال خرچ کرنے کے مطابق عطا فرمایا جائے گا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ اوران ہی کی ایک اور روایت میں ہے جس کی انہوں نے تصحیح بھی کی ہے۔" تمہارے عمرہ میں تمہارا ثواب تمہارے مال خرچ کے مطابق ہوگا"۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلنَّفَقَةُ فِی الْحَجِّ کَالنَّفَقَةِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ" حج میں مال خرچ کرنے کا ثواب، جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کی طرح سات سوگنا ہے۔ اسے امام احمد، طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے روایت کیا۔ امام احمد کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ عزوجل کی جماعت ہیں، جو مانگیں اللہ انہیں عطا فرماتا ہے۔ جو دعا کریں قبول کرتا ہے۔ اور اس راہ میں جو خرچ کریں اس کا بہتر بدل عنایت کرتا ہے۔ "اَلدِّرْهَمُ اَلْفُ اَلْفٍ" ان کا ایک درہم دس لاکھ کے برابر ہوتا ہے۔ بیہقی۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حاجی حج کے ارادہ سے مال حلال و پاکیزہ لے کر چلتا ہے اور رکاب میں پاؤں رکھ کر پکارتا ہے "لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ" (حاضر ہوں، میرے مولیٰ! میں حاضر ہوں) تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے۔ "لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ" (تیری دنیا وعقبیٰ سلامت، ہم بھی موجود ہیں۔ بتا کیا چاہتا ہے؟) تیرا زادراہ حلال ہے۔ تیری سواری حلال ہے اور تیرا حج گناہوں سے پاک اور مقبول ومبرور ہے۔ اور جب کوئی حاجی حج کی نیت سے مال حرام لے کر نکلتا ہے۔ اور اپنا پاؤں رکاب میں رکھتا ہے۔ تلبیہ کہتا ہے تو آسمان سے ندا دینے والا کہتا ہے۔ "لَا لَبَّیْكَ وَلَا سَعْدَیْكَ"(1) (تیرا دونوں جہانوں میں بھلا نہ ہو ہم تیری بات نہیں سنتے) تیرا سامان سفر مال حرام سے ہے۔ تیرے اخراجات حرام ہیں، تیرا حج آلودہ گناہ اور غیر مقبول ہے۔

---

(1) خدا کرے یہ فرمان پاک ان لوگوں تک بھی پہنچے جو ہر سال حج اور سال میں کئی کئی عمرے کرنے چلے جاتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ کمائی ناجائز، رشوت، سمگلنگ، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی، ناپ تول میں بددیانتی، لوٹ مار، سود، ناجائز منافع خوری اور ملاوٹ جیسے حرام ذرائع سے دولت کے انبار لگا لیتے ہیں۔ کس کام کا حج اور کیا فائدہ ایسی دولت سے کئے ہوئے عمروں کا؟ پھر وہ بڑے بڑے کارخانہ دار وصنعتکار، جو گورنمنٹ کے خزانے سے کروڑوں روپے قرض لے کر معاف کرا لیتے ہیں، بڑے بڑے آفیسرز جو کروڑوں کے گھپلے کرتے ہیں، بارگاہ خداوندی میں کیا ان کے حج اور عمرے کی کوئی قدر وقیمت ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ دور حاضر کا حکمران طبقہ اور اس کے خوشامدی اسی کیٹیگری میں آتے ہیں۔ الا ما شاء اللہ۔ (مترجم)

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔ (نیز یہ روایت اصبہانی نے بھی کی ہے)۔

ترغیب

ماہ رمضان میں عمرے کی فضیلت

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا تو ایک خاتون نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کروادے۔ شوہر نے کہا کہ میرے پاس ایسی کوئی سواری نہیں ہے جس پر تجھے حج کرواؤں۔ خاتون بولی: مجھے اپنے فلاں اونٹ پر حج کروادے۔ وہ کہنے لگا: وہ اونٹ کو راہ خدا میں وقف ہو چکا ہے۔ پھر وہ شوہر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا کہ میری زوجہ نے آپ کی خدمت میں السلام علیک ورحمۃ اللہ عرض کیا ہے اور وہ مجھے کہتی ہے کہ اسے آپ ﷺ کے ساتھ حج پر بھیجوں۔ مَیں نے اسے کہا کہ میرے پاس تجھے حج پر بھیجنے کے لئے سواری کا انتظام نہیں تو وہ بولی کہ مَیں اپنے فلاں اونٹ پر اسے بھیج دوں۔ میں نے پھر کہا کہ وہ تو فی سبیل اللہ وقف ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سن لو تم اسے اسی اونٹ پر حج کروادو تو وہ پھر بھی وقف راہ خدا ہی رہے گا۔ اس مرد نے عرض کیا کہ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا: آپ سے پوچھوں کہ آپ کے ساتھ حج کرنے کا بدل کیا ہے؟ (یعنی اگر آپ کے ساتھ حج نہ کرسکوں تو اس کے بدلہ میں مجھے کیا کرنا چاہیے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے اسے ''سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہو ''وَاَخْبِرْ هَا اَنَّهَا تَعْدِلُ حَجَّةً مَّعِيَ عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ'' اور بتاؤ کہ میرے ساتھ حج نہ کر سکنے کا بدل رمضان المبارک میں عمرہ کرنا ہے۔ (رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا ثواب اتنا ہے جتنا نبی ﷺ کے ساتھ حج کرنے کا ہے)۔

اسے ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا (الفاظ ابوداؤد کے ہیں)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی یہ روایت بھی ہے، فرماتے ہیں: حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: حضرت ابوطلحہ (یہ ان کے شوہر تھے) اور ان کے بیٹے نے تو حج کر لیا اور مجھے پیچھے چھوڑ گئے (مجھے حج نہیں کروایا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! ''عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً مَّعِيَ'' رمضان المبارک میں عمرہ ادا کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ام معقل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے آخری حج فرمایا تو اس وقت ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جسے حضرت ابو معقل (ان کے شوہر) نے اللہ کے راستہ میں وقف کر دیا۔ فرماتی ہیں۔ پھر ہمارے گھر میں ایک بیماری نے ڈیرا ڈال لیا اور اس سے ابو معقل وفات پا گئے۔ کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ حج ادا فرما کے واپس تشریف لائے تو مجھے ارشاد فرمایا: اے ام معقل! تمہیں ہمارے ساتھ حج پر جانے سے کس چیز نے روک لیا؟ انہوں

نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہم نے تیاری تو کی تھی مگر ابو معقل فوت ہو گئے اور ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ہم حج کو جایا کرتے تھے۔ ابو معقل نے اسے فی سبیل اللہ وقف کرنے کی وصیت کر دی (سواری کا نہ ہونا مجبوری تھی)۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: تم اسی اونٹ پر سوار ہو کر کیوں نہ چل پڑیں؟ کیونکہ حج بھی تو فی سبیل اللہ ہی ہوتا ہے۔ بہر کیف اب جبکہ اس حج کو فوت کر چکی ہو تو رمضان کے مہینہ میں عمرہ کر لینا کیونکہ یہ حج کے برابر ہوتا ہے۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے بھی انہی سے مختصراً روایت کی ہے کہ: "حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے"۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابن خزیمہ نے بھی اختصاراً روایت کی اس میں ہے: "فرمایا: بے شک حج اور عمرہ فی سبیل اللہ ہوتے ہیں اور رمضان میں عمرہ (1) حج کے برابر ہے یا اس کا ثواب حج کے برابر ہے؟

(ان احادیث کے مضمون سے ملتی جلتی روایات بخاری، نسائی، ابن ماجہ، بزار اور طبرانی وغیر ہا میں بھی موجود ہیں)۔

---

(1) رمضان المبارک میں عمرہ کا ثواب تو حج کے برابر ہے مگر یاد رہے کہ جس پر حج فرض ہوا سے حج کرنا ہی پڑے گا۔ صرف رمضان میں عمرہ سے حج فرض کی ادائیگی نہ ہوگی۔ ثواب مل جانا کچھ اور ہے اور فرض کی ادائیگی کچھ اور۔ (مترجم)

بیان عمرہ: فرمان خداوندی ہے۔ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرة 196) اور حج و عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔ لغت میں عمرہ کے معنی زیارت کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں میقات یا حل (بیرون حرم) سے احرام باندھ کر طواف کعبہ اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کا نام عمرہ ہے۔ اسے حج اصغر بھی کہا جاتا ہے۔ عمرہ ذوالحجہ کی نو تاریخ سے لیکر تیرہ تاریخ تک کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ وقت حج کے لئے خاص ہے۔ ان مذکورہ پانچ ایام کے علاوہ پورے سال میں جب چاہے کیا جا سکتا ہے۔ عمرہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ واجب قرار دیتے ہیں۔ بعض نے تو فرض کفایہ بھی کہا ہے۔ اس لئے عمرہ عمر میں کم از کم ایک مرتبہ کر ہی لینا چاہیے بشرطیکہ استطاعت ہو۔

عمرہ ادا کرنے کا طریقہ: عمرہ کے لئے میقات (جہاں سے حج کے لئے احرام باندھا جاتا ہے) یا حل (بیرون حرم) سے حج کے احرام کی طرح عمرہ کا احرام باندھے (عموماً لوگ مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا سے احرام باندھتے ہیں جو تنعیم میں بیرون حرم واقع ہے) احرام میں جو افعال حرام و مکروہ ہیں ان سے احتراز کرے۔ پھر مکہ مکرمہ میں انہیں آداب کو ملحوظ خاطر رکھ کر داخل ہو جو حج کے ہیں۔ اور مسجد حرام میں باب السلام سے یا باب العمرہ سے داخل ہو پھر طواف کعبہ کرے اور اس میں رمل اور اضطباع (اوپر والی چادر کا داہنے کندھے کے نیچے سے ڈالنا) بھی کرے۔ پہلی مرتبہ حجر اسود کے بوسہ کے ساتھ ہی تلبیہ موقوف کر دے۔ طواف مکمل کرنے کے بعد طواف کے نفل پڑھ کر پھر حجر اسود کو بوسہ دے اور باب الصفا سے نکل کر حج کی طرح ہی صفا و مروہ کی سعی کرے۔ تکمیل سعی کے بعد مروہ پر حجامت بنوائے (حلق یا قصر) اور احرام کھول دے۔ سعی کے بعد مطاف میں دو نفل پڑھ لے۔ بس عمرہ مکمل ہو گیا۔ عمرہ کی شرائط وہی ہیں جو حج کی ہیں۔ جیسا کہ پہلے عرض کئے جا چکے ہیں۔

فرائض عمرہ: عمرہ میں صرف دو فرض ہیں نمبر 1 احرام، نمبر 2 طواف۔ احرام کے لئے تلبیہ اور نیت دونوں فرض ہیں اور طواف کے لئے صرف نیت۔

واجبات عمرہ: واجبات عمرہ بھی دو ہی ہیں نمبر 1 صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا اور نمبر 2 سر کے بال منڈوانا یا کٹانا۔ (حلق یا تقصیر) (مترجم)۔

ترغیب

بوقت حج اظہار عجز وانکسار، سخاوت کرنا اور سادہ وکم قیمت لباس پہننا حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اقتدا و پیروی ہے

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضور نبی محترم ﷺ نے ایک سواری پر حج کیا جس کی زین پرانی تھی۔ اور آپ ﷺ کے بدن مبارک پر جو چادر شریف تھی اس کی قیمت چار درہم یا اس سے بھی کم تھی۔ پھر فرمایا: "اَللّٰھُمَّ حَجَّۃً لَّا رِیَاءَ فِیْھَا وَلَا سُمْعَۃَ" اے پروردگار! مَیں وہ حج کر رہا ہوں جس میں نہ ریا کاری ہے اور نہ دکھاوا۔

اسے امام ترمذی نے شمائل میں اور ابن ماجہ واصبہانی نے روایت کیا۔ مگر اصبہانی نے روایت کی کہ "آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس چادر شریف کی قیمت چار درہم سے بھی کم تھی"۔ اور طبرانی نے بھی اس کو اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک سواری پر حج کیا۔ آپ بخیل نہ تھے (سواری وسامان مناسب ومعقول تھے نہ کم نہ زیادہ، نہ بالکل ہاتھ روک رکھا تھا اور نہ اسراف وتبذیر سے ہی کام لیتے تھے) اور انہوں نے بیان کیا کہ نبی سرور ﷺ ایک سواری پر حج کو تشریف لے گئے تھے اور وہ عام سامان وغیرہ اٹھانے والی سواری تھی۔ (اسی پر سامانِ سفر بھی تھا اور خود بھی اسی پر سوار تھے، سامان وغیرہ کے لئے الگ سواری استعمال نہیں فرمائی)۔ بخاری۔

حدیث: حضرت قدامہ بن عبداللہ جو کہ حضرت عمار کے بیٹے ہیں (رضی اللہ عنہم) سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو قربانی کے روز (دسویں ذوالحجہ کو) سرخ وسفید اونٹنی پر جمرات کو کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس وقت لوگوں کو ہٹانے کے لئے نہ کسی کو مارا جا رہا تھا نہ دھکیلا جا رہا تھا اور نہ ہٹو، بچو کی کوئی آواز تھی۔ (جیسا کہ عام دنیا دار، متکبر ومغرور بادشاہوں اور حکمرانوں کی آمد پر ہوا کرتا ہے)۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ ومدینہ کے درمیان جا رہے تھے کہ ایک وادی پر سے گذرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: وادی ارزق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے بالوں کی لمبائی کے متعلق کچھ بیان فرمایا جسے داؤد (اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں) یاد نہ رکھ سکے۔ اس وادی سے گذرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام اپنے کانوں میں انگلیاں دیئے ہوئے زور زور سے تلبیہ کہہ رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: پھر ہم آگے چلتے گئے یہاں تک کہ ایک ٹیلے پر پہنچ گئے۔ نبی سرور ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون سا ٹیلہ ہے؟ لوگ عرض کرنے

لگے: اس ٹیلہ کا نام ہرشیٰ ہے۔ یا اس کو لفت کہا جاتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: گویا میں حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ ایک سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اور اونی جبہ پہنے ہوئے ہیں۔ آپ کی اونٹنی کی نکیل پتلی سی رسی کی طرح ہے اور اس وادی میں تلبیہ پڑھتے ہوئے گذر رہے ہیں۔

اسے ابن ماجہ نے حسن اسناد کے ساتھ اور ابن خزیمہ نے روایت کیا۔ مذکورہ الفاظ دونوں کے ہیں۔ (یہ روایت بالفاظ مختلفہ حاکم نے بھی ذکر کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی یہ روایت بھی کی گئی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد خیف (منیٰ کی مسجد کا نام) میں ستر انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی، ان میں سے موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ مَیں گویا انہیں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ انہوں دو قطوانی (1) چوغے (چادریں) پہنی ہوئی ہیں۔ احرام کی حالت میں شنوءۃ (غالباً جگہ کا نام) کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار ہیں جس کی نکیل کھجور کے پوست کی رسی ہے اور آپ کے بالوں کی دولٹیں ہیں۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہے (اس جیسا مضمون امام احمد، بیہقی اور ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! حاجی کسے کہتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: جس کے بال کھلے ہوں اور اس نے خوشبو نہ لگائی ہوئی ہو۔ انہوں نے عرض کیا: کون سا حج افضل ہے؟ فرمایا: جس میں تلبیہ کے ساتھ آواز بلند کی جائے اور قربانی کا خون بہایا جائے۔ وہ پھر عرض کرنے لگے: اسے حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ (حج فرض کب ہوتا ہے؟) فرمایا: جب زادِ راہ اور سواری میسر ہو جائے۔

اسے ابن ماجہ نے باسناد حسن روایت کیا ہے اور امام ترمذی کے ہاں انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ مروی ہیں: ''ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! حج کون سی چیز فرض کرتی ہے؟'' قَالَ: اَلزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ'' سید عالم ﷺ نے فرمایا: زادِ راہ اور سواری کا پایا جانا''۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ اہل عرفات پر آسمان کے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے اور فرماتا ہے: (اے ملائکہ) ''اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ جَآءُ وْنِیْ شُعْثًا غُبْرًا'' میرے ان بندوں کو دیکھو! جو میرے پاس بکھرے ہوئے بالوں اور غبار آلود چہروں کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

---

(1) شہر کوفہ میں ایک جگہ کا نام ہے قطوان، جہاں کے چوغے اور چادریں مشہور تھیں۔ (مترجم)

ترغیب

احرام، تلبیہ اور تلبیہ کہتے ہوئے آواز بلند کرنا

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کرتے رہو، اس لئے کہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو یوں دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔ اور حج مقبول کی جزا یقیناً جنت ہے۔ "وَمَامِنْ مُؤْمِنٍ يَظَلُّ يَوْمَهُ مُحْرِماً اِلاَّ غَابَتِ الشَّمْسُ بِذُنُوْبِهٖ" جو بندۂ مؤمن پورا دن حالت احرام میں رہتا ہے، سورج اس کے گناہوں کو لے کر غروب ہوتا ہے۔ (گناہ بخش دیئے جاتے ہیں)۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی تلبیہ کہنے والا تلبیہ کہتا ہے تو اس کے دائیں بائیں پتھر، درخت اور ڈھیلے تلبیہ کہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے دائیں بائیں سے انتہائے زمین تک (اس کے جواب میں ہر چیز تلبیہ کہتی ہے)۔ ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے اسے روایت کیا۔ (علاوہ ازیں ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی یہ روایت کی اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے)۔

حدیث: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور عرض کیا: آپ اپنے اصحاب (رضوان اللہ عنہم) کو حکم دیں کہ وہ بلند آواز سے تلبیہ پڑھا کریں کیونکہ یہ آداب حج میں سے ہے۔

اسے ابن ماجہ، ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (امام مالک، ابوداؤد، نسائی، ترمذی نے اس کے قریب قریب روایت کی ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی پکار کر تلبیہ کہے یا بلند آواز سے تکبیر (اللہ اکبر) کہے تو اسے بشارت دی جاتی ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا اسے جنت کی بشارت دی جاتی ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔

اسے طبرانی نے اوسط میں دو اسناد کے ساتھ جن کے راوی صحیح ہیں، روایت کیا اور بیہقی نے بھی یہ روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو محرم (احرام باندھے ہوئے) اللہ کے لئے صبح کرے پھر صبح سے غروب آفتاب تک تلبیہ (1) کہتا رہے تو آفتاب اس کے گناہوں کو لے کر غروب ہوتا ہے۔ پھر وہ یوں (گناہوں سے صاف پاک) ہو جاتا ہے جیسے آج اسے اس کی ماں نے جنم دیا ہو۔

اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔ اور طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے بھی حضرت عامر

---

(1) تلبیہ کے الفاظ بیان حج میں مذکور ہو چکے ہیں۔ وہاں دیکھ لیجئے۔ (مترجم)

بن ربیعہ کی حدیث سے روایت کیا۔

ترغیب

مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) سے احرام باندھنا

حدیث: ام حکیم بنت ابی امیہ بن الاخنس رضی اللہ عنہا ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِّنْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ غُفِرَ لَهٗ" جس شخص نے بیت المقدس (1) سے عمرہ کے لئے احرام باندھا، اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت فرمایا۔ ابن ماجہ ہی کی اور روایت میں ہے کہ سیدہ ام حکیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عمرہ کی غرض سے بیت المقدس سے احرام باندھا، تو یہ اس کے پہلے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائے گا۔ ام حکیم کہتی ہیں: میری والدہ (یہ فرمان سننے کے بعد) بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھ کر چلیں"۔ یہ روایت صحیح ابن حبان میں بھی ہے۔

حدیث: اور ابوداؤد اور بیہقی نے روایت کی۔ دونوں کے الفاظ ہیں کہ: "جس نے حج یا عمرہ کے لئے مسجد اقصیٰ سے احرام باندھا، اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے یا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ ان باتوں میں راوی کو شک ہوا۔

حدیث: بیہقی شریف کی روایت میں ہے کہ (ام حکیم رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: جو بندہ حج اور عمرہ کا احرام مسجد اقصیٰ سے باندھ کر مسجد حرام (بیت اللہ شریفہ) کو چلا۔ "غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ وَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" اس کے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے گئے اور اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ (حدیث ماسبق کا شک دور ہو گیا کہ یہ دونوں ہی بشارتیں ایسے شخص کے لئے ہیں)۔

---

(1) مسجد اقصیٰ، جہاں سے صاحب معراج پیغمبر ﷺ نے شب معراج، آسمانی سفر کا آغاز فرمایا تھا اور جہاں جمیع انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰت والتسلیمات آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے اور آپ کو الوداع کہنے کے لئے تشریف فرما تھے۔ یہ عظیم مسجد جو قبلہ اول کہلاتی ہے۔ عرصہ دراز سے اسلام کا سب سے بڑے دشمن یہودی کے جبری قبضہ میں ہے۔ یہ سب کیا دھرا مسلمان ممالک کے بدعمل، نااہل اور بزدل حکمرانوں کا ہے۔ مسلمانوں کی تعداد اربوں تک ہے۔ اس وقت دنیا کے نقشہ پر تقریباً 53 مسلم ممالک ہیں۔ مگر صد افسوس کہ بجائے قبلہ اول کو آزاد کروانے کی کوشش کے اپنے دشمن کے ساتھ سودا بازیوں میں مصروف ہیں۔ کاش کوئی سلطان صلاح الدین ایوبی پیدا ہو جاتا۔ (مترجم)

ترغیب

طواف، حجر اسود کے بوسہ، رکن یمانی مقام ابراہیم
اور کعبہ معظّمہ میں داخل ہونے کی فضیلت

حدیث: حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہتے ہوئے سنا کہ کیا وجہ ہے مَیں تمہیں صرف انہیں دو رکنوں یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کو ہی بوسہ دیتے ہوئے دیکھتا ہوں؟ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں یہ اس لئے کرتا ہوں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اِنَّ اسْتِلَا مَهُمَا يَحُطُّ الْخَطَايَا'' ان دونوں کو بوسہ دینا گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور مزید فرمایا کہ مَیں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے بھی سنا ہے کہ جس نے سات چکر گن کر طواف کیا اور دو رکعت نوافل پڑھے تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ فرماتے ہیں: مَیں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے بھی سنا: (حج کو جاتے ہوئے) بندہ جو قدم اٹھاتا ہے اور اٹھا کر رکھتا ہے، ہر قدم رکھنے اور اٹھانے کے بدلہ میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس درجے بلند فرمائے جاتے ہیں۔

یہ روایت امام احمد کی ہے الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔ امام ترمذی نے بھی اسے روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں: ''بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ان دونوں (حجر اسود اور رکن یمانی) کو بوسہ دینا گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور میں نے یہ بھی سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے: آدمی اس راہ میں جو قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے، ہر ایک کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ معاف فرماتا ہے اور ایک نیکی لکھتا ہے''۔ (مختلف الفاظ کے ساتھ یہ روایت حاکم، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی کی ہے)۔

حدیث: حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے راوی ہیں، وہ کہتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیت اللہ کے سات چکر طواف کرے، اس میں کوئی لغو بات نہ کرے تو یہ طواف اس غلام کے برابر ہوگا جسے اس نے آزاد کیا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت حمید بن ابی سویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مَیں نے ابن ہشام کو عطاء ابن ابی رباح سے رکن یمانی کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا جبکہ عطاء طواف بیت اللہ کر رہے تھے۔ حضرت عطاء کہنے لگے: مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: اس پر ستر فرشتے مقرر فرمائے گئے ہیں۔ جب کوئی بندہ کہتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے میرے مولا! مَیں تجھ سے معافی اور دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے ہمارے

پالنے والے! ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بہتری عطا فرما اور ہمیں عذاب نار سے محفوظ فرما)۔ تو وہ ستر فرشتے اس کی اس دعا پر آمین کہتے ہیں۔ جب وہ رکن اسود (حجر اسود) کے پاس پہنچے تو ابن ہشام نے پوچھا: اے ابو محمد (عطاء ابن ابی رباح)! اس رکن اسود کے بارے میں آپ کو کیا خبر پہنچی ہے؟ عطاء نے جواب دیا: مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جس شخص نے اسے چھوا اس نے رحمٰن کے ہاتھ کو چھو لیا۔ ابن ہشام نے پھر سوال کیا: اے ابو محمد! طواف کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ عطاء بولے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: جس بندے نے بیت اللہ کے سات چکر طواف کیا اور اس دوران "سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کے سوا کوئی کلام نہ کیا تو اس کے دس گناہ مٹا دیئے جائیں گے، اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے دس درجے بلند فرما دیئے جائیں گے۔ اور جس نے طواف کیا اور اس دوران کوئی بات بھی کر لی تو وہ بھی اس حال میں دونوں پاؤں کے ساتھ یوں رحمت میں غوطہ زن ہوگا جیسے کہ وہ اپنے دونوں پاؤں کو پانی میں ڈبو دیتا ہے۔

اسے ابن ماجہ نے اسماعیل بن عیاش سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر روز اپنے حرمت والے گھر کا حج کرنے والوں پر ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ساٹھ طواف کرنے والوں پر، چالیس وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور بیس بیت اللہ پاک کو دیکھنے والوں پر۔

اسے بیہقی نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: یہ حدیث بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ کے اردگرد طواف بھی نماز ہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ تم اس میں کلام کر سکتے ہو تو جو کوئی اس میں بات کرے تو اسے کلمہ خیر ہی زبان سے نکالنا چاہیے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ انہیں کے ہیں اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً مروی ہے۔ عطاء بن سائب کی حدیث کے سوا ہم اسے مرفوع نہیں جانتے۔

حدیث: انہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیت اللہ کا پچاس مرتبہ طواف کرے، گناہوں سے یوں پاک ہو جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

امام ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ میں (ترمذی) نے امام محمد بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا: یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول روایت کیا گیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جس شخص نے خوب اچھے طریقہ سے وضو کیا پھر رکن (حجر اسود) کے پاس آیا، اسے چوما تو اس نے رحمت الٰہی میں غوطہ لگا لیا۔ جب حجر اسود کو بوسہ دے پھر

پڑھے "بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" تو رحمت خداوندی اسے ڈھانپ لے گی۔ جب بیت اللہ کا طواف کرے تو ہر قدم کے عوض اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار نیکیاں تحریر فرماتا ہے۔ ستر ہزار خطائیں مٹاتا ہے اور اس کے ستر ہزار درجے بلند فرما دیتا ہے۔ مزید برآں اہل خانہ میں سے ستر افراد کے لئے اس کی سفارش قبول فرمائی جاتی ہے۔ پھر جب مقام ابراہیم پر پہنچ کر وہاں دو رکعت نماز ایمان اور حصول ثواب کی غرض سے پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اولاد اسمٰعیل (علیہ السلام) سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ اور اب یہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جاتا ہے جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

اسے ابوالقاسم اصبہانی نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کے متعلق ارشاد فرمایا: قسم بخدا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اٹھائے گا۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا اور ایک زبان ہوگی جس سے کلام کرے گا۔ جس نے حق سمجھ کر اس کو بوسہ دیا ہوگا اس (کے اخلاص وایمان) کی شہادت دے گا۔

ترمذی نے اسے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ابن خزیمہ وابن حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: طبرانی نے کبیر میں یہی روایت بیان کی ہے۔ اس کے الفاظ ہیں: "اللہ تعالیٰ حجر اسود اور رکن یمانی دونوں کو بروز قیامت اٹھائے گا۔ ان کی دو دو آنکھیں اور زبان و ہونٹ ہوں گے، جس نے محبت سے ان کو بوسہ دیا ہوگا دونوں اس کی گواہی دیں گے"۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رکن یمانی قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ ابوقبیس پہاڑ سے بھی بڑا ہوگا، اس کے دو زبانیں (ایک نسخہ میں ایک زبان کا بیان ہے اور قرین قیاس بھی یہی ہے) اور دو ہونٹ ہوں گے۔

اس کو امام احمد نے باسناد حسن اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ طبرانی نے یہ الفاظ زائد کئے: "جس نے حق جان کر اس کو بوسہ دیا ہوگا، اس کے لیے شہادت دے گا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے جس سے وہ اپنی مخلوق کے ساتھ مصافحہ فرماتا ہے"۔ (اللہ و رسولہ اعلم بحقیقۃ الحال)۔ اور ابن خزیمہ نے بھی اسے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ بیان کئے ہیں: "جس نے اخلاص نیت کے ساتھ اس کو چوما ہوگا اس کے متعلق اللہ سے کلام کرے گا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے جس سے وہ اپنی مخلوق کے ساتھ مصافحہ فرماتا ہے"۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْٓ اٰدَمَ" حجر اسود جنت سے اترا ہے۔ یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، اولاد آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔ (حجر اسود بنی آدم کے گناہوں کو چوستا رہتا ہے)۔

ترمذی اسے روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔لیکن ان کے الفاظ ہیں: ''حجر اسود برف سے زیادہ سفید تھا''۔

حدیث: طبرانی نے اوسط اور کبیر میں باسناد حسن اسے یوں روایت کیا ہے: فرمایا: حجر اسود جنتی پتھروں میں سے ہے۔ زمین میں اس کے سوا کوئی جنتی چیز نہیں ہے۔ یہ بلور (شیشہ) سے زیادہ سفید ہوا کرتا تھا۔ اور اگر اسے زمانہ جاہلیت کی نجاست نہ چھوتی (اہل کفر وشرک نہ چھوتے) تو جو مصیبت زدہ چھوتا شفا پاتا''۔

حدیث: اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا: حجر اسود جنتی یاقوتوں میں سے سفید یاقوت تھا۔ اسے تو مشرکین کے گناہوں نے سیاہ کردیا ہے۔ بروز قیامت احد پہاڑ کی مثل اٹھایا جائے گا۔ ''یَشْهَدُ لِمَنِ اسْتَلَمَهٗ وَقَبَّلَهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا'' اہل دنیا میں سے جس نے اسے ہاتھ لگایا یا چوما ہوگا اس کے ایمان کی شہادت دے گا''۔

(اختصاراً بیہقی نے بھی اسے روایت کیا ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رکن اسود کو آسمان سے نازل فرما کر جبل ابوقبیس پر رکھا گیا۔ اس وقت سفید بلور کی طرح تھا۔ جبل ابوقبیس پر چالیس سال تک پڑا رہا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر فرمودہ دیواروں میں لگایا گیا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسناد صحیح کے ساتھ موقوفاً روایت کیا ہے۔

حدیث: انہی (ابن عمرو) رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جبکہ آپ علیہ السلام دیوار کعبہ کے ساتھ پشت مبارک لگائے تشریف فرما تھے، فرما رہے تھے: حجر اسود اور مقام (ابراہیم علیہ السلام) جنتی یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں ''وَلَوْلَا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی طَمَسَ نُوْرَهُمَا لَاَضَاءَ تَا مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ'' اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے نور کو بجھا نہ دیتا تو یہ مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کردیتے۔

اسے امام ترمذی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں (علاوہ ازیں حاکم و بیہقی نے بھی) روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ حجر اسود کے پاس تشریف لائے پھر اپنے لب مبارک اس پر رکھ دیئے اور دیر تک روتے رہے۔ پھر سر انور اٹھا کر دیکھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی رو رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! (رضی اللہ عنک) ''ھٰھُنَا تُسْکَبُ الْعَبَرَاتُ'' اسی مقام پر آنسو بہانا چاہئیں۔

اسے ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔ انہیں کے طریق سے بیہقی نے روایت کی اور کہا کہ محمد بن عون (روایت مذکورہ کے ایک راوی) اسی روایت میں متفرد ہیں۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (حجۃ الوداع کا ذکر کرتے ہوئے) ہم مکہ مکرمہ میں اس وقت داخل ہوئے جبکہ آفتاب بلند ہو چکا تھا۔ نبی کریم ﷺ مسجد کے دروازے پر تشریف لائے۔ اونٹنی کو بٹھایا۔ پھر مسجد میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے حجر اسود کے پاس تشریف فرما ہوئے اور اسے چھوا جبکہ آنکھوں سے آنسو بہہ

رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت جابر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے طواف کرتے ہوئے تین پھیروں میں رمل کیا اور چار میں درمیانی چال سے چلے حتی کہ طواف سے فراغت پائی۔ فارغ ہونے کے بعد حجر اسود کو بوسہ دیا اور دونوں ہاتھ اس پر رکھے۔ پھر ہاتھوں کو چہرہ انور پر پھیر لیا۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔ حاکم نے بھی یہ روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ بیت اللہ شریف میں داخل ہوا وہ نیکیوں میں داخل ہو گیا اور گناہوں سے بخشش کی سند لے کر نکلا۔

یہ روایت بھی ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن مؤمل کی روایت سے بیان کی ہے۔

ترغیب

ماہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں نیک اعمال کرنا اور ان کی فضیلت

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ذوالحجہ کے پہلے) دس دنوں میں کیے گئے اعمال صالحہ جس قدر اللہ عزوجل کو محبوب ہیں کسی اور دن میں کیے ہوئے اعمال اس قدر محبوب نہیں ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی اتنا محبوب نہیں؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی اس قدر محبوب نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس آدمی کا جہاد اس سے زیادہ پسندیدہ ہے جو اپنی جان اور اپنا مال لے کر جہاد کے لئے نکلا۔ پھر ان میں سے کوئی چیز واپس لے کر نہ لوٹا۔ (مال بھی راہ حق میں صرف کر دیا اور جان بھی یعنی جام شہادت نوش کرلیا)۔

اسے بخاری، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ نے اور طبرانی نے کبیر میں اسناد جید کے ساتھ روایت کیا۔ طبرانی کے الفاظ ہیں۔ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کے اعمال جس قدر عظیم اور محبوب ہیں، کسی اور دن کے نہیں۔ لہٰذا تم ان دس دنوں میں تسبیح (سبحان اللہ) تحمید (الحمد للہ) تہلیل (لا الہ الا اللہ) اور تکبیر (اللہ اکبر) کثرت کے ساتھ کیا کرو''۔ (بالفاظ مختلفہ بیہقی نے بھی اسے روایت کیا ہے)۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا کے تمام دنوں سے افضل ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔ عرض کیا گیا: اللہ کے راستہ میں اتنے دن جہاد کرنا بھی ان کے برابر نہیں ہے؟ فرمایا: نہیں، راہ خدا میں اتنے دن جہاد کرنا بھی ان کے برابر نہیں ہوسکتا۔ ہاں مگر وہ آدمی جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں اپنا چہرہ خاک آلود کرلیا۔ (الحدیث)

اسے بزار نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا اور ابو یعلیٰ نے بھی صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔ ''اللہ کے نزدیک عشرہ ذوالحجہ سے زیادہ افضل کوئی اور دن نہیں ہیں۔ راوی فرماتے ہیں: ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ ایام افضل ہیں یا ان ایام کی گنتی کے برابر جہاد فی سبیل اللہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: ان کی گنتی کے برابر جہاد کرنے سے بھی یہ ایام افضل ہیں۔ البتہ اس شخص کا جہاد ان ایام سے افضل ہے جس نے جہاد میں اپنا چہرہ خاک آلود کرلیا۔ (الحدیث)۔ ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی، وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عشرہ ذوالحجہ میں کی جانے والی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی محبوب ہے کہ اور دنوں میں کی جانے والی عبادت اتنی پسند نہیں۔ ان دنوں میں کسی ایک دن کا روزہ رکھنا پورے سال کے روزوں کے برابر ہے۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: روایت ہے حضرت سعید بن جبیر سے، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں عشرہ ذوالحجہ سے بڑھ کر کوئی دن افضل نہیں اور کسی اور دن میں کیا جانے والا عمل صالح ان دنوں میں کئے جانے والے عمل سے زیادہ محبوب نہیں۔ ان دنوں میں تم تہلیل وتکبیر اور ذکر اللہ کی کثرت کیا کرو۔ ان میں ایک یوم کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ اور ان میں نیک عمل کا ثواب سات سوگنا تک بڑھایا(1) جاتا ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہر دن ایک ہزار دن کے برابر اور یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ) دس ہزار دن کے برابر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ برابری فضیلت میں ہے۔

اسے بیہقی واصبہانی نے روایت کیا ہے۔ بیہقی کی اسناد پر کوئی اعتراض نہیں۔

(1) سبحان اللہ، حرم کی زمین، ماہ حرمت ذوالحجہ [illegible] کے خزانے لامتناہی، مانگنے والوں کو کیا کچھ نہیں ملتا ہوگا۔ ہم تو مائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں۔ (مترجم)

ترغیب

میدان عرفات ومزدلفہ میں وقوف (ٹھہرنا)

اور یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ) کی فضیلت

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذوالحجہ کے عشرہ اولیٰ سے بڑھ کر کوئی دن افضل نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ عشرہ افضل ہے یا اس کے برابر دنوں میں جہاد فی سبیل اللہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کے برابر دنوں میں جہاد کرنے سے بھی یہ عشرہ افضل ہے۔ اور پروردگار کے ہاں یوم عرفہ سے زیادہ افضل اور کوئی دن نہیں ہے۔ یوم عرفہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے۔ اہل زمین کی وجہ سے آسمان والوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔ ارشاد فرماتا ہے۔ اے فرشتو! دیکھو ان میرے بندوں کو جو میرے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ بال بکھرے ہوئے ہیں۔ چہرے گرد آلود ہیں اور دھوپ برداشت کر رہے ہیں۔ یہ تمام دور دراز کے رستوں سے یہاں پہنچے ہیں۔ میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب کو انہوں نے نہیں دیکھا ''فَلَمْ یُرَ یَوْمٌ اَکْثَرُ عَتِیْقًا مِّنَ النَّارِ مِنْ یَّوْمِ عَرَفَۃَ'' جتنے لوگ یوم عرفہ کو جہنم سے آزادی حاصل کرتے ہیں، کسی اور دن میں اس قدر آزاد ہوتے نہیں دیکھے گئے۔

اسے ابویعلیٰ، بزار، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ متن مذکور ابن حبان کا ہے۔ علاوہ ازیں بیہقی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: ''جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عرفہ کا دن آتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اہل عرفہ پر ملائکہ کے سامنے اظہار فخر فرماتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے: دیکھو اے فرشتو! میرے بندگان کو کہ بکھرے بالوں، غبار آلود چہروں کے ساتھ دھوپ برداشت کرتے ہوئے دور دور کے راستوں سے میرے پاس حاضر ہوئے ہیں۔ ''اُشْهِدُ کُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ'' مَیں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ مَیں نے ان کی مغفرت فرمادی ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے بارالٰہ! ان میں تو فلاں فلاں گناہ گار بندے بھی ہیں۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل ان کے جواب میں فرماتا ہے۔ بلاشک وشبہ مَیں نے ان کو بھی بخش دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن میں جہنم کی آگ سے لوگ آزادی نہیں پاتے۔

ابن خزیمہ کی روایت کے الفاظ ایک دو حرفوں کے اختلاف کے ساتھ اسی جیسے ہیں۔

حدیث: حضرت طلحہ بن عبیداللہ بن کریز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان کسی دن میں اتنا کمینہ، اتنا ذلیل، اتنا حقیر اور اتنا غصہ میں نہیں دیکھا گیا، جتنا یوم عرفہ میں دیکھا گیا ہے ''وَمَا ذَاكَ اِلاَّ لِمَا یَرٰی فِیْهِ مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَ تَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ'' اور یہ اس لئے ہے کہ وہ اس دن میں رحمت الٰہی کا نزول اور اللہ تعالیٰ کا بندوں کے بڑے بڑے گناہوں سے درگذر فرمانا دیکھتا ہے۔ ہاں مگر بدر کی لڑائی کے دن اسے اسی طرح دیکھا گیا کیونکہ

وہاں حضرت جبریل علیہ السلام کو اس نے ملائکہ کی صفیں درست کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

اسے امام مالک اور بیہقی وغیرہما نے روایت کیا۔ یہ روایت مرسل ہے۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! عرفہ کا دن ایسی عظمت والا ہے کہ اس دن اللہ عزوجل نے تمہارے اوپر احسان فرمایا۔ تمہارے گناہ بخش دیئے سوائے ان حقوق کے جو تمہارے آپس کے درمیان ہیں (حقوق العباد)۔ تمہارے گناہ گاروں کو تمہارے نیکوکاروں کے حوالے کر دیا (شفاعت کر کے بخشوالیں) اور تمہارے نیکوکاروں کو وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مانگا۔ اب تم اللہ کے نام کی برکت سے چل پڑو (مزدلفہ کی جانب) پھر جب آپ ﷺ مزدلفہ میں تشریف فرما ہوئے تو فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے تمہارے نیکوں کو بخش دیا ہے اور گناہ گاروں کے حق میں نیکوں کی شفاعت قبول فرمالی ہے۔ رحمت خداوندی نازل ہو رہی ہے جو انہیں (حجاج کرام کو) ڈھانپ رہی ہے۔ پھر زمین میں بخشش ومغفرت پھیلا دی جاتی ہے۔ اور ہر اس توبہ کرنے والے کو پہنچتی ہے جو اپنی زبان اور اپنے ہاتھوں کی حفاظت کرتا ہو۔ (زبان اور ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ دیتا ہو) ''وَاِبْلِيْسُ وَجُنُوْدُهٗ عَلٰى جِبَالِ عَرَفَاتٍ يَنْظُرُوْنَ مَا يَصْنَعُ اللّٰهُ بِهِمْ فَاِذَا نَزَلَتِ الرَّحْمَةُ دَعَا اِبْلِيْسُ وَجُنُوْدُهٗ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ'' ابلیس اور اس کا لشکر عرفات کے پہاڑوں پر کھڑے ہو کر وہ سب معاملہ دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ فرماتا ہے۔ جب نزول رحمت ہوتا ہے تو ابلیس اور اس کا لشکر، ہائے ہلاکت ہائے بربادی کہہ کر چیختا چلاتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح ہیں۔ ان میں صرف ایک راوی ایسا ہے جس کا نام معلوم نہیں۔ (اور یہی روایت تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ ابو یعلیٰ نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے)۔

حدیث: حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام کو (میدان عرفات میں) اپنی امت کے حق میں دعا فرمائی۔ جناب الٰہی سے جواب ملا: میں نے سوائے مظالم (حقوق العباد) کے ان کی بخشش فرمادی ہے۔ مَیں ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا۔ آپ ﷺ نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! تو اگر چاہے تو مظلوم کو جنت عطا فرمادے اور ظالم کی مغفرت فرمادے۔ غروب آفتاب تک کوئی جواب نہ ملا۔ پھر جب مزدلفہ تشریف لے گئے تو صبح کے وقت پھر وہی دعا فرمائی۔ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو سوال کیا وہ پورا فرمادیا گیا (دعا قبول ہوگئی) راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ! ہمارے ماں باپ پر قربان، ایسے وقت میں تو آپ تبسم نہیں فرمایا کرتے تھے۔ کس وجہ سے آپ ہنسے ہیں۔ خدا آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ ارشاد فرمایا: ''اِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ اِبْلِيْسَ لَمَّا عَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِيْ وَغَفَرَ لِاُمَّتِيْ اَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْثُوْهُ عَلٰى رَاْسِهٖ وَ يَدْعُوْ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ فَاَضْحَكَنِيْ مَارَاَيْتُ مِنْ جَزْعِهٖ'' دشمن خدا ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ نے میری دعا قبول فرمالی ہے اور میری امت کو بخش دیا ہے تو اس نے خاک پکڑ کر اپنے سر پر ڈالی اور ہائے ہلاکت وبربادی کہہ کہہ کر چیخنے چلانے لگا۔ اس کا یہ چیخنا اور گھبراہٹ دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔

اسے ابن ماجہ نے عبد اللہ بن کنانہ بن عباس بن مرداس سے روایت کیا کہ ان کے والد نے اپنے والد سے انہیں خبر دی۔

(یہی روایت باختلاف الفاظ بیہقی میں بھی ہے)۔

حدیث: حضرت ابن مبارک سفیان ثوری سے وہ زبیر بن عدی سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس نے کہا: نبی کریم ﷺ میدان عرفات میں کھڑے ہوئے جبکہ سورج غروب ہونے والا تھا۔ ارشاد فرمایا: اے بلال! لوگوں کو خاموش کراؤ۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آواز دی: لوگو! رسول اللہ ﷺ کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں، خاموش ہو جاؤ۔ سب لوگ خاموش ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے گروہ بنی آدم! ابھی ابھی میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے ہیں اور میرے رب کی طرف سے مجھ سلام پہنچایا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اہل عرفات و اہل مزدلفہ کی مغفرت فرمادی ہے۔ اور ان کے حقوق کی خود ضمانت اٹھالی ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ فرمان ہمارے (صحابہ رضی اللہ عنہم جو وہاں موجود تھے) کے لئے ہی خاص ہے؟ فرمایا: تمہارے لئے بھی ہے اور تمہارے بعد قیامت تک آنے والے سب مسلمانوں کے لئے بھی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بولے: ''كَثُرَ خَيْرُ اللّٰهِ وَطَابَ'' اللہ کی خیر و برکت کثیر ہوگئی اور اس نے ہمیں خوش کر دیا۔

اس روایت کا صاحب الترغیب والترہیب نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ بہر کیف مضمون و مفہوم دیگر احادیث سے مطابقت رکھتا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل عرفات پر آسمان والوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے: میرے ان بندوں کو دیکھو، میرے پاس بکھرے بالوں، غبار آلود چہروں کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کی اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوم عرفہ سے بڑھ کر کسی دن میں اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں فرماتا۔ اس دن اللہ تعالیٰ بندوں کے قریب ہوتا ہے۔ ان پر تجلی فرماتا ہے۔ پھر ان پر ملائکہ کے سامنے مباہات فرماتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے۔ یہ بندے (حجاج کرام) کیا چاہتے ہیں (میں نے انہیں منہ مانگا عطا فرمادیا ہے)۔

اسے مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ زرین نے اپنی جامع میں یہ الفاظ زائد کئے: ''اِشْهَدُوا مَلٰئِكَتِي اَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ'' اے میرے فرشتو! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان کی مغفرت فرمادی ہے۔

حدیث: عبدالعزیز بن قیس عبدی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر آپ کے پیچھے ایک شخص سوار تھا۔ وہ نوجوان شخص عورتوں کی طرف دیکھنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا: ''اِبْنَ اَخِيْ، اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ مَّنْ مَلَكَ فِيْهِ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ وَلِسَانَهٗ غُفِرَلَهٗ'' اے بھتیجے! آج کا دن وہ ہے کہ جو شخص اپنے کان، آنکھ اور زبان پر قابو رکھے گا اس کی مغفرت فرمادی جائے گی۔

اسے امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ، طبرانی، ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔ ان سب کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار ہونے والے شخص فضل ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ (الحدیث) (ابوالشیخ بن حبان نے بھی مختصراً کتاب الثواب میں روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرما رہے تھے: اگر اہل مزدلفہ کو معلوم ہو جائے کہ وہ کس (ذات گرامی) کے پاس حاضر ہوئے ہیں تو وہ مغفرت سمیت اللہ کے فضل و کرم پر خوشیاں منائیں۔ (طبرانی و بیہقی)

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: انصار میں سے ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ اتنے میں قبیلہ ثقیف کے ایک اور آدمی حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ! چند باتوں کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے ایک انصاری آئے بیٹھے ہیں۔ انصاری عرض کرنے لگے: یہ آنے والے مسافر لگتے ہیں اور مسافر کا بھی حق ہوتا ہے۔ حضور اسی کو پہلے جواب عنایت فرما دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ثقفی کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں کہ تم کیا کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ اگر چاہو تو تم سوال کرتے جاؤ مَیں جواب دیتا جاؤں گا۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! بلکہ آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ میں کیا پوچھنا چاہ رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تم رکوع، سجدہ، نماز اور روزہ کے متعلق سوال کرنا چاہتے ہو۔ ثقفی بولا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ جو کچھ میرے دل تھا آپ نے بالکل وہی ارشاد فرما دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھو پھر انگلیاں کشادہ کر دو۔ اس کے بعد سکون کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ حتی کہ ہر جوڑ اپنی جگہ پر پہنچ جائے۔ جب سجدہ کرو تو اپنی پیشانی کو زمین پر خوب جماؤ اور مرغ کی طرح ٹھونگے نہ مارو۔ اور صبح و شام نماز ادا کیا کرو (شاید نماز فرض ہونے سے پہلے کی بات ہو) اس نے عرض کیا: اور اگر میں صبح و شام کے درمیان بھی نماز پڑھوں تو؟ ارشاد ہوا: پھر تو تم پورے پورے نمازی ہو۔ اور ہر مہینہ میں تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کے روزے رکھا کرو۔ اس کے ثقفی اٹھ کر چلے گئے۔ پھر سید عالم ﷺ نے انصاری کی طرف توجہ فرمائی۔ ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو مَیں بتاؤں کہ تم کیا سوال کرنا چاہتے ہو، اور اگر تمہاری مرضی ہو تو تم خود سوال کرو، میں جواب دیتا ہوں۔ انصاری عرض کرنے لگے: یا نبی اللہ ﷺ! آپ ہی فرمائیں، مَیں کیا پوچھنے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا: تم حاجی کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اس کو کیا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اسے کتنا اجر نصیب ہوتا ہے جب وہ عرفات میں قیام کرتا ہے۔ جمرات کو رمی کرے تو کیا اجر پاتا ہے۔ سر کا حلق (منڈوانا) کرائے تو کیا چیز ملتی ہے۔ اور جب وہ بیت اللہ پاک کا آخری طواف (طواف وداع) کرتا ہے تو کتنی نیکیاں نامہ اعمال میں شامل ہوتی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے مقدس پیغمبر! قسم کھاتا ہوں اس ذات کی جس

نے آپ کو حق و سچ کے ساتھ اس دنیا میں بھیجا، آپ نے وہ سب کچھ بیان فرما دیا جو میرے دل میں تھا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حاجی جب اپنے گھر سے بارادہ حج نکلتا ہے تو اس کی سواری جو قدم اٹھاتی ہے اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے۔ یا اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ پھر جب عرفات (1) میں وقوف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو کہ بال بکھرے ہوئے ہیں اور ان کے چہرے غبار آلود ہیں۔ اے میرے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان کے گناہ بخش دیئے ہیں اگرچہ بارش کے قطروں کے برابر ہوں، اگرچہ لق و دق صحرا کی ریت کے ذروں کے تعداد کے برابر ہوں۔ جب جمرات کی رمی کرتا ہے تو اس کا ثواب کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکتا حتی کہ اللہ تعالیٰ ہی بروز قیامت اس کا پورا پورا بدلہ و اجر عطا فرمائے گا (تو اسے معلوم ہوگا) اور جب یہ آخری طواف کرتا ہے۔

---

(1) عرفات و مزدلفہ کے متعلق آیات قرآنی

لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَ اِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۱۹۸﴾ (البقرۃ:198)

''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم (تجارت وغیرہ سے) اپنے رب کا فضل تلاش کرو (جبکہ ارکان حج کی ادائیگی میں حرج پیدا نہ ہو) تو جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو۔ (وقوف مزدلفہ کرو جو کہ واجب ہے) اور اللہ کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی۔ اگرچہ تم قبل ازیں بھٹکے ہوئے تھے''۔

یاد رہے کہ عرفات میں ٹھہرنا حج کا رکن بلکہ رکن اعظم ہے۔ اس کے بغیر حج ہوگا ہی نہیں۔ یہ وقوف نویں ذوالحجہ کو ہوتا ہے۔ عرفات مکہ شریفہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ عرفات، عرف سے ماخوذ ہے جس کے معنی جاننے پہچاننے کے ہیں۔ اب عرفات کا یہ نام کیوں ہے؟ اس کے بارے میں دو قول ہیں۔ نمبر 1 حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا سلام اللہ علیہا جدائی کے بعد نویں ذوالحجہ کو اسی مقام پر ملے تھے اور آپس میں پھر تعارف ہوا تھا۔ جان پہچان ہوئی تھی۔ نمبر 2 چونکہ بندے اس دن اس مقام پر اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ بایں وجہ اس دن کا نام عرفہ اور اس میدان کا نام عرفات ہوا۔

مشعر حرام ایک پہاڑ کا نام ہے اور مزدلفہ میں واقع ہے۔ معنی ہیں شعائر اسلام کے اظہار کے لئے مقدس و محترم مقام۔ مزدلفہ، زلف سے مشتق ہے بمعنی قریب ہونا یا ہموار برابر زمین۔ چونکہ یہ جگہ منیٰ و عرفات کے قریب یعنی درمیان میں ہے نیز اسی مقام پر حضرت آدم و حوا علیہما السلام ملاقات کے لئے قریب آئے اور یہاں کی زمین ہموار بھی ہے۔ اس لئے اس کو مزدلفہ کہا جاتا ہے۔ یہاں نویں اور دسویں ذوالحجہ کی درمیان رات گذارنا اور مغرب و عشاء دونوں نمازوں کو عشاء کے وقت میں ادا کرنا واجب ہے۔ اگر وقوف مزدلفہ فوت ہو جائے تو دم دینا واجب ہوتا ہے۔

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۹۹﴾ (البقرۃ:199)

ترجمہ: ''پھر (اے قریشیو!) تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے دوسرے لوگ پلٹتے ہیں۔ اور اللہ سے مغفرت طلب کرو۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے''۔

قریش حج پر جاتے تو عرفات میں نہ جاتے، مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے اور لوگوں کے ساتھ عرفات میں جانے کو کسر شان سمجھتے تھے۔ جب لوگ عرفات سے واپس آتے تو یہ بھی ان کے ساتھ واپس آ جاتے تھے۔ اس میں اپنی بڑائی تصور کرتے تھے۔ آیت مذکورہ بالا میں انہیں حکم دیا گیا کہ سب کے ساتھ عرفات میں وقوف کریں پھر مزدلفہ میں آئیں یہی سنت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام ہے اور اسی پر عمل کرنے میں تمہاری اور سب کی عزت ہے۔

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ (البقرۃ:200)

ترجمہ: ''پھر جب تم اپنے حج کے افعال پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادوں کا ذکر کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اللہ کا ذکر کرو''۔

دور جاہلیت میں اہل عرب حج کرنے کے بعد صحن کعبہ میں اکٹھے ہو کر اپنے آباء و اجداد کی تعریفیں کیا کرتے، ان کے فضائل، مناقب اور بہادری کے قصے بیان کیا کرتے تھے۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ یہ خودنمائی، خودرائی اور خودستائی کی سب بیکار باتیں ہیں انہیں چھوڑو اور ذوق و شوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جو اصل کرنے کی چیز ہے۔ اور اس کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں یہ سعادت نصیب فرمائی ہے۔

تو گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

اس کو بزار، طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان ہی کے ہیں۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بھی نویں ذوالحجہ کی شام کو میدان عرفات میں وقوف کرے۔ پھر اپنا چہرہ قبلہ کی جانب کر لے پھر پڑھے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" ایک سو مرتبہ، اس کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورہ اخلاص) ایک سو مرتبہ، اور پھر "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ"، ایک سو مرتبہ، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! اس میرے بندے کی کیا جزا ہے جس نے میری پاکیزگی بیان کی، میری وحدانیت کا اقرار کیا، میری بڑائی کا تذکرہ کیا، میری عظمت کا اظہار کیا، مجھے پہچانا، میری حمد و ثناء کی اور میرے نبی پر درود پڑھا؟ (پھر خود ہی فرماتا ہے) میرے فرشتو! گواہ ہو جاؤ کہ مَیں نے اس کو بخش دیا ہے۔ اس کے حق میں اس کی دعا قبول فرما لی ہے۔ اور اگر یہ میرا بندہ مجھ سے سوال کرے تو میں تمام اہل عرفات کے حق میں اس کی سفارش قبول فرما لوں۔

اسے بیہقی نے روایت کی اور کہا کہ اس حدیث کا متن غریب ہے البتہ اس کی اسناد میں ایسا کوئی راوی نہیں، جس کے بارے میں حدیث گھڑنے کا الزام عائد کیا جا سکے۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت ابوسلیمان الدرانی رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ وقوف عرفات پہاڑ کے پاس کیوں مقرر فرمایا گیا، حرم کے اندر کیوں نہ رکھا گیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وجہ سے کہ کعبہ اللہ کا گھر ہے اور حرم اللہ کا دروازہ ہے، جب لوگ اس کی زیارت کے ارادہ سے حاضر ہوئے تو انہیں دروازہ پر کھڑا کیا گیا تاکہ زاری و تضرع کریں۔ عرض کی گئی: یا امیر المومنین! مشعر حرام (مزدلفہ) میں وقوف کس وجہ سے ہے؟ فرمایا: جب انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی گئی تو اس ڈیوڑھی پر کھڑا کیا گیا جو مزدلفہ کہلاتی ہے۔ پھر جب زاری و تضرع اور بڑھا تو حکم دیا گیا کہ منیٰ میں قربانیاں کریں۔ جب اپنے میل کچیل اتار لئے اور قربانیوں سے قرب حاصل کر چکے تو ان گناہوں سے پاک صاف ہو گئے جو پہلے سے کئے ہوئے تھے۔ تب طہارت و پاکیزگی کے ساتھ انہیں زیارت کی اجازت دی گئی۔ عرض کی گئی: اے امیر مومناں! ایام تشریق (۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) میں روزہ رکھنا حرام کیوں ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اس کی میزبانی میں ہیں اور مہمان کو میزبان کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھنا جائز نہیں ہوتا۔ پھر عرض کی گئی: اے امیر المومنین: پردہ ہائے کعبہ کے ساتھ بندے کا چمٹنا کس لئے ہے؟ فرمایا: یہ ایسے ہے جیسے کسی شخص نے دوسرے ساتھی کا کوئی جرم کیا ہو تو اس کے کپڑوں سے لپٹتا ہے، گریہ زاری و توبہ کرتا ہے تاکہ یہ اس کا جرم معاف کر دے۔

اسے بیہقی وغیرہ نے اسی طرح منقطع روایت کیا ہے۔ اور حضرت ذوالنون سے بھی انہوں نے ان کے قول سے روایت کیا اور یہ میرے (صاحب کتاب کے) نزدیک زیادہ مناسب ہے۔

ترغیب

جمرات کو کنکریاں مارنا نیز ان کا غائبانہ اٹھالیا جانا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے نبی کریم ﷺ سے رمی جمار(1) (شیطانوں کو کنکریاں مارنا) کے متعلق سوال کیا کہ اس سے ہمیں کیا ثواب ملتا ہے؟ تو سید العلمین ﷺ کو میں نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''تَجِدُ ذَالِكَ عِنْدَ رَبِّكَ اَحْوَجَ مَا تَكُوْنُ اِلَيْهِ'' اس کا اجر وثواب اپنے پروردگار کے پاس تو اس وقت پائے گا جب تجھے اس کی سخت محتاجی ہوگی۔

اسے طبرانی نے اوسط وکبیر میں حجاج بن ارطاۃ کی روایت سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے اس روایت کو نبی اکرم ﷺ تک مرفوع کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب ابراہیم علیہ السلام مناسک حج ادا کرنے کے لئے تشریف لائے تو جمرہ عقبہ (بڑا شیطان) کے قریب شیطان سامنے آیا۔ آپ علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں حتی کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر دوسرے جمرے (درمیانہ شیطان) کے پاس ان کے سامنے آیا۔ آپ نے پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ شیطان زمین میں دھنس گیا۔ پھر وہ (ڈھیٹ) جمرہ ثالثہ (چھوٹا شیطان) کے قریب در پیش ہوا تو (سیدنا) ابراہیم علیہ السلام نے پھر اسے سات

---

(1) جمرات کو کنکریاں مارنا اور اس کے بارے میں دیگر احکام بھی قرآن حکیم سے ثابت ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۝ (البقرۃ:203) ترجمہ: ''اور اللہ کو یاد کرو (رمی جمار اور نمازوں کے بعد تکبیرات کہو) گنے ہوئے دنوں (یعنی ایام تشریق) میں۔ تو جو کوئی جلدی کرکے دو دن میں (بارھویں ذوالحجہ کو زوال کے بعد رمی کرکے مکہ مکرمہ واپس) چلا جائے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور جو کوئی (بارھویں کو غروب آفتاب سے پہلے نہ جائے بلکہ) رہ جائے (اور تیرھویں کے طلوع آفتاب کے بعد کسی وقت رمی کرکے چلا جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ یہ احکام اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہیں۔ اور تم اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور یاد رکھو کہ تم اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے''۔ دور جاہلیت میں لوگ اس بارے میں اختلاف رکھتے تھے کہ منیٰ میں کتنے دن رہنا اور رمی کرنا ضروری ہے۔ بعض کہتے کہ بارھویں ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے جانا ضروری ہے۔ جو اس کے بعد منیٰ میں ٹھہرا رہے گا گناہ گار ہوگا اور بعض کہتے کہ بارھویں کو واپس جانا گناہ ہے تیرھویں تک ٹھہرنا ضروری ہے۔ آیت مذکورہ میں اس کی تصریح فرمادی کہ تم دونوں گروہوں کا خیال غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جو بارھویں کو زوال کے بعد رمی کرکے جانا چاہے غروب سے پہلے جاسکتا ہے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اور جو نہ جانا چاہے تیرھویں تک ٹھہرا رہے اس پر بھی گناہ نہیں ہے۔ البتہ اسے تیرھویں کو بھی رمی کرنا ہوگی۔ طلوع آفتاب کے بعد کسی وقت بھی رمی کرکے واپس جاسکتا ہے۔ اختیار دونوں صورتوں میں ہے۔ البتہ افضل یہی ہے کہ تیرھویں تک ٹھہرے اور رمی کرکے واپس جائے۔ جمرات یا جمار، جمرہ کی جمع ہے اور جمرہ چھوٹے پتھر یا سنگریزے کو کہا جاتا ہے۔ مگر حج کے موقعہ پر ان کنکریوں کو جمار کہا جاتا ہے جو دسویں ذوالحجہ کو صرف جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کو اور گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں کو تینوں ستونوں کو ماری جاتی ہیں۔ پھر ان ستونوں کو ہی جمرہ کہا جانے لگا جنہیں یہ کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ ان جگہوں پر حضرت آدم علیہ السلام نے شیطان کو کنکریاں ماری تھیں۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے یہاں ابلیس کو کنکر مارے تھے اور جیسا کہ ابھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کنکر مارے تھے جس سے شیطان زمین میں دھنس گیا۔ واللہ اعلم۔ بہرحال یہ عمل بزرگوں کی سنت ہے۔ یہ عمل حج میں واجب ہے۔ ترک سے دم لازم آتا ہے۔ تفصیل کتب فقہ میں دیکھیں۔ (مترجم)

کنکریاں ماریں حتیٰ کہ وہ زمین میں جا دھنسا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تم شیطان کو پتھر (کنکریاں) مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرتے ہو۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ حاکم کے ہیں۔ اور حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بخاری و مسلم کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: انہی (ابن عباس) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو نے جمرات کو کنکریاں ماریں تو یہ تیرے لئے بروز قیامت نور ہوں گی۔ (ان کی وجہ سے تجھے نورانیت نصیب ہوگی)

یہ روایت بزار نے صالح بن مولی التوامہ کی روایت سے ذکر کی ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ جمرات، جن کو ہر سال (لاتعداد) پتھر مارے جاتے ہیں: ہمارا خیال ہے کہ کم ہو جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''مَاتُقُبِّلَ مِنْهَا رُفِعَ وَلَوْلَا ذَالِكَ رَأَ يْتُمُوْهَا مِثْلَ الْجِبَالِ''، جو (کنکریاں) قبول ہو جاتی ہیں وہ اٹھالی جاتی ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تم یہاں پہاڑوں کی طرح (ڈھیر) دیکھتے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

ترغیب

منیٰ میں حلق کرانا یعنی سر(1) کے بال منڈوانا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (دعا فرمائی): ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ'' اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اور کترانے والوں کی؟ فرمایا: اے پروردگار! سر منڈوانے والوں کو بخش دے۔ صحابہ نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کترانے والوں کو؟ فرمایا: اے میرے اللہ! سر منڈوانے والوں کی بخشش فرمادے۔ حاضرین صحابہ نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! سر کے بال کترانے والوں کی بھی؟ ارشاد فرمایا: ''وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ'' کترانے والوں کی بھی بخشش فرما۔ (معلوم ہوا، سر منڈوانا، بال کترانے سے بہت افضل ہے اگرچہ کترانے کی بھی اجازت ہے)۔

اسے بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا: حجۃ الوداع کے موقعہ پر ''دَعَا لِلْمُحَلِّقِیْنَ ثَلَاثًا وَّ لِلْمُقَصِّرِیْنَ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً'' نبی سرور ﷺ نے سر منڈوانے والوں کے لئے تین دفعہ دعا فرمائی اور قصر یعنی بال کتروانے والوں کے لئے صرف ایک دفعہ۔ (مسلم)

حدیث: حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے

---

(1) حلق و قصر اور حلق کا قصر سے افضل ہونا قرآن حکیم میں بھی ملتا ہے۔ سورۃ الفتح کے آخری رکوع میں فرمان ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ (فتح:27)

''بے شک سچا کر دیا اللہ نے اپنے رسول کے خواب کو۔ بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ نے چاہا امن و امان کے ساتھ۔ اپنے سروں کے بال منڈواتے اور کترواتے بے خوف و خطر تو اللہ کو معلوم تھا جو تمہیں معلوم نہیں تھا۔ اس نے اس خواب کے سچا کرنے سے پہلے ایک جلد آنے والی فتح رکھ دی''۔
اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کے اس خواب کا ذکر فرمایا ہے جو آپ ﷺ نے 6ھ کو دیکھا تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ جب یہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو بتایا تو انہوں نے عمرے کی تیاری کر لی اور آپ ﷺ قریبا چودہ، پندرہ سو صحابہ کو لے عمرے کے لئے نکلے۔ حدیبیہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ اہل مکہ، مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔ پورا واقعہ کتب تفسیر و حدیث میں موجود ہے۔ المختصر حدیبیہ کے مقام پر کچھ شرائط کے ساتھ صلح ہوئی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صحابہ کرام واپس تشریف لائے اور آئندہ سال عمرہ فرمایا۔ یہ آئندہ سال عمرہ فرمانا ہی سرور عالم ﷺ کے خواب کا سچا ہونا ہے۔ چونکہ عمرہ میں بھی حج کی ہی طرح حلق یا قصر ہوتا ہے۔ اس لئے حلق و قصر اسی آیت سے ماخوذ ہے۔ آیت میں حلق کا قصر سے پہلے بیان ہونا حلق کے افضل ہونے کی دلیل ہے اور سرور عالم ﷺ کے فرامین آپ پڑھ چکے کہ آپ علیہ السلام نے حلق کرانے والوں کے حق میں تین دفعہ اور قصر کرانے والوں کے حق میں صرف ایک دفعہ دعا فرمائی۔ یاد رہے کہ عورت کو حلق کرانا حرام ہے۔ وہ صرف قصر کرائے گی یعنی ایک پورا کے برابر بال کٹوائے گی۔ حلق یا قصر قربانی کے بعد ہوگا اور یہ ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ کے دنوں میں ہونا چاہیے۔ دسویں کا دن افضل ہے۔ حلق یا قصر حرم کی حدود کے اندر ہونا چاہیے۔ باہر کرایا تو دم لازم آئے گا۔ اگر کسی نے حلق یا قصر بارھویں تک بھی نہ کرایا تو اس پر بھی دم دینا واجب ہوگا۔ اسی طرح حلق یا قصر سے پہلے ناخن کٹوانا اور خط وغیرہ بنوانا بھی جائز نہیں۔ اگر ایسا کیا تو بھی دم دینا ہوگا۔ (مترجم)

میرے پروردگار! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ اے پروردگارِ عالم! سر منڈوانے والوں کو بخش دے۔ کہتے ہیں: لوگوں میں سے ایک صاحب نے عرض کیا: بال کتروانے والوں کے لئے بھی (دعا فرمایئے) تو رسول اللہ ﷺ نے تیسری یا چوتھی دفعہ کے بعد فرمایا: (اے اللہ!) بال کتروانے والوں کو بھی (بخش دے)۔ پھر راوی نے فرمایا کہ مَیں نے آج سر منڈوایا ہوا ہے اور یہ میرا سر منڈوانا مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے (کیونکہ محبوب ﷺ کی سنت شریفہ ہے)۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن روایت کیا۔

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیح حدیث میں گذرا کہ نبی کریم ﷺ نے انصاری، جو سائل بن کر آئے تھے، سے ارشاد فرمایا: رہا تمہارا سر منڈوانا، تو ہر بال جو تم منڈاؤ گے اس کے عوض میں تمہارے لئے ایک نیکی اور تمہارا ایک گناہ بھی مٹا دیا جائے گا۔

اسی طرح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گذر چکا ہے کہ جب تم حلق کراؤ گے تو جو بال بھی تمہارا زمین پر گرے گا وہ قیامت کے روز تمہارے لئے نور ہوگا)۔

ترغیب

آب زم زم پینا اور اس کی فضیلت

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خَیْرُ مَاءٍ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِیْهِ طَعَامُ الطُّعْمِ وَشِفَاءُ السُّقْمِ" سطح زمین پر سب سے افضل و بہتر پانی آب زم زم ہے۔ اس میں بھوکے کے لئے کھانا ہے (غذائیت) اور بیماری کی شفا بھی ہے اور روئے زمین پر سب سے برا پانی وادی "برہوت" (۱) کے کنوئیں کا ہے جو "حضر موت" (علاقہ کا نام) میں ہے۔ یہ مکڑی کے پاؤں کی طرح ہے۔ اس کی حالت یہ ہے کہ صبح کے وقت تو پانی سے بھر پور ہوتا ہے اور شام کے وقت اس میں ذرہ تری بھی نہیں ہوتی۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "زَمْزَمُ طَعَامُ طُعْمٍ وَّ شِفَاءُ سُقْمٍ" آب زم زم بھوک کو مٹانے والا اور بیماریوں سے شفا دینے والا ہے۔

اسے بزار نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوطفیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا: ہم نے آب زم زم کا نام "شباعہ" (بھوک مٹانے والا) رکھا ہوا تھا اور ہم اسے اپنے اہل وعیال کے لیے بہترین پاتے تھے۔ (بال بچوں کو پلاتے تھے پھر انہیں بھوک پیاس نہ رہتی تھی)۔

طبرانی نے اسے کبیر میں روایت کیا ہے اور یہ روایت موقوف صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ" آب زم زم اسی مقصد کے لئے ہے جس کے لئے اسے پیا جائے (اللہ تعالیٰ وہی مقصد پورا فرما دیتا ہے) اگر تو اسے بیمارے سے شفا کے لئے پیے تو اللہ تجھے شفا دے گا۔ اگر بھوک مٹانے کے لئے پیے تو اللہ تیری بھوک مٹا دے گا۔ اور اگر تو پیاس رفع کرنے کے لئے پیے تو اللہ تعالیٰ تیری پیاس دور فرما دے گا۔ یہ حضرت جبریل علیہ السلام کے پاؤں کی ٹھوکر سے پیدا ہوا اور اللہ نے اسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پینے کے لئے مقرر فرمایا۔

اسے دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے یہ الفاظ بھی زائد کئے ہیں: "اگر تو زم زم کو شیطان سے بچنے کے ارادہ سے پیے گا تو اللہ تجھے پناہ عطا فرمائے گا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب ماء زم زم پیتے تو یہ دعا فرماتے تھے:

---

(۱) برہوت: ایک تنگ و تاریک گہرے کنویں کا نام ہے۔ بعض روایات کے مطابق کفار و مشرکین کی روحیں اسی کنویں میں رکھی جاتی ہیں۔ جس وادی میں یہ کنواں ہے وہ بھی اسی نام سے جانی جاتی ہے۔ اور یہ وادی "حضر موت" کے علاقہ میں ہے جو مکہ مکرمہ سے جنوب مشرق میں عمان اور صنعاء کے درمیان میں ہے۔ اس کے جنوب میں خلیج عدن اور شمال میں احقاف کا صحرا ہے جس کا ذکر قرآن حکیم کی سورہ احقاف میں بھی آیا ہے۔ یہاں حضرت ہود علیہ السلام مبعوث فرمائے گئے تھے۔ (مترجم غفرلہٗ)

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ" (اے پروردگار عالم! مَیں تجھ سے فائدہ مند علم، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں)"۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے بشرطیکہ اس میں جارودیعنی محمد بن حبیب راوی نہ ہو۔

حدیث: حضرت سوید بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: مَیں نے عبداللہ بن مبارک کو مکہ مکرمہ میں دیکھا کہ وہ آب زم زم کے کنویں پر آئے۔ اس سے زم زم ڈول کے ساتھ نکالا پھر کعبہ معظمہ کی جانب منہ کرکے کہنے لگے: اے اللہ! بے شک ابن ابی موالی نے ہم سے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ پیارے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آب زم زم (1) اسی حاجت کے لئے ہے جس کے لیے اسے پیا جائے" اور میں اسے قیامت کے دن کی پیاس بجھانے کے لئے پی رہا ہوں پھر زم زم شریف کو نوش جاں کیا۔

اسے امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا۔

(1) زم زم شریف کو کھڑے ہو کر پینا سنت ہے کہ حضور انور ﷺ نے کھڑے ہو کر اسے نوش فرمایا (بخاری، نسائی) قبلہ کی طرف منہ کر کے تین بار سانس لے کر خوب سیر ہو کر پینا چاہیے۔ بسم اللہ سے ابتدا اور اختتام پر الحمد للہ کہنا چاہیے۔ آب زم زم گھروں کو لے جانا بھی سنت شریفہ ہے۔ زم زم پیتے وقت دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا اس وقت علم، عمل، روزی، بخشش اور خاتمہ بالایمان کی دعائیں کی جائیں۔ اگر ممکن ہو تو اس ناکارہ خلائق مترجم کے لئے بھی دعا کردی جائے کہ مسلمان کی مسلمان بھائی کے لئے دعا کرنے کی فضیلت وثواب بھی حدیث میں مذکور ہے۔ (مترجم)

ترہیب

جوشخص حج کرنے پر قادر ہو پھر حج کو نہ جائے

اور حج فرض کی ادائیگی کے بعد عورت گھر ہی میں رہے (حج نفل پر نہ جائے)

حدیث: امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰی بَيْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ فَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا" جوشخص زادراہ اور سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ شریف تک پہنچادے پھر اس نے حج نہ کیا تو اس میں کچھ فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (آل عمران: 97) (اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے جوشخص وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو)۔

اسے ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا حارث عن علی کی روایت سے، ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے۔ (اور اسی مضمون کی حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث صرف بیہقی نے بھی روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے کہ وہ نبی محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: دین اسلام آٹھ حصوں پر مشتمل ہے۔ اسلام کا ایک حصہ ہے (جو دو حصوں پر مشتمل ہے، شہادت بالرسالت اور شہادت بالتوحید) ۲۔ نماز ایک حصہ، ۳۔ زکوٰۃ ایک حصہ، ۴۔ حج ایک حصہ، ۵۔ نیکی کا حکم کرنا ایک حصہ، ۶۔ گناہ سے منع کرنا ایک حصہ، ۷۔ جہاد فی سبیل اللہ ایک حصہ ہے۔ (اور ۸ رمضان کا روزہ ایک حصہ ہے۔ شہرت کی بنا پر ذکر نہیں فرمایا)۔

اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: وہ بندہ جس کے جسم و جان کو میں نے صحت سے نوازا اور مال و دولت میں اسے وسعت عطا فرمائی۔ اس پر پانچ سال گذر گئے وہ میرے (گھر کی) طرف نہ آیا، ایسا شخص بڑا محروم ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے سال اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ارشاد فرمایا: بس اسی سال حج کرلو پھر اس کے بعد چٹائیوں (جائے نماز) کی پشت کو لازم پکڑلو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت زینب بنت جحش اور سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہما کے سوا باقی ازواج رضی اللہ عنہن حج پر جاتی تھیں۔ یہ دونوں فرمایا کرتی تھیں۔ اللہ کی قسم جب سے ہم نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے اس کے بعد سے ہماری سواری نے ہمیں اٹھا کر حرکت ہی نہیں کی۔ اس حدیث میں اسحاق (راوی) کہتے ہیں: حضرت زینب اور حضرت سودہ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا؛ رسول اللہ ﷺ کے اس قول ''اسی سال حج کرلو پھر اس کے بعد چٹائیوں کی پشت کو لازم (1) پکڑو'' کے بعد اللہ کی قسم، ہماری سواری نے ہمیں لے کر حرکت نہیں کی۔ (ہم کہیں سوار ہو کر سفر پر نہیں گئیں)

اسے امام احمد اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ ابو یعلیٰ کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ہمیں (ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو) حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''هِيَ هٰذِهِ الْحَجَّةُ ثُمَّ الْجُلُوْسُ عَلٰى ظُهُوْرِ الْحُصُرِ فِي الْبُيُوْتِ'' بس یہ حج کرلو۔ پھر اپنے گھروں میں مصلّٰی جات کے اوپر بیٹھنا (عبادت کرنا) ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ ابو یعلیٰ کے راوی ثقہ ہیں۔ (اس مضمون کی روایات طبرانی نے اوسط میں اور ابوداؤد نے بھی ذکر کی ہیں)۔

---

(1) نبی رحمت ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ حج فرض ادا کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں میں پردے کے اندر عبادت کریں اور دوسرے حج نفلی کے لئے بھی سفر نہ کریں۔ ان کا اپنے گھروں میں عبادت کرنا ہی تمام نیکیوں کی جان ہے اور بلندیٔ درجات کا ذریعہ ہے۔ یہ وہ عظیم خواتین ہیں جن کا تقویٰ وطہارت بلندیوں کی معراج پر ہے اور جنہیں خدائے تعالیٰ نے اپنے پاک محبوب کی زوجیت کے لئے منتخب فرمایا۔ روز قیامت تک امت کی کوئی خاتون ان کے پاؤں کی خاک کے ذرے کے برابر بھی نہیں ہو سکتی۔ کس قدر افسوس ہے کہ آج اسی نبی ﷺ کی امت کی خواتین کس ڈھٹائی اور بے حیائی کے ساتھ غیر محرموں کی محفلوں میں بلکہ بازاروں، مارکیٹوں میں ننگے سر ننگے منہ چہکتی تھرکتی پھرتی ہیں۔ ایسے ایسے لباس پہنے ہوتی ہیں کہ مسلمان کو غیرت سے ڈوب مرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے طفیل ان خواتین کو کردار عائشہ فاطمہ رضی اللہ عنہما سے نوازے۔ مسلمان خواتین کو اپنے دین پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ دوسری طرف حج پر پہنچی ہوئی خواتین بھی مسائل سے ناواقفیت کی بنا پر غیر شرعی افعال کی مرتکب ہوتی ہیں۔ مثلاً مردوں میں گھس گھس کر حجر اسود کا بوسہ لینا، طواف وسعی وغیرہ میں کلائیوں اور گریبان کا کھلا رکھنا وغیرہ یہ وہ کام ہیں کہ ثواب کی بجائے گناہ ہوتا ہے۔ بلکہ عورتوں کو حکم یہ ہے کہ طواف کرنے اور مدینہ منورہ میں زیارت روضہ مطہرہ کے بعد اپنی نمازیں بھی اپنے اپنے ٹھکانوں پر پڑھیں کہ اسی میں ان کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔ (مترجم)

ترغیب

مسجد حرام، مسجد نبوی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام)، مسجد بیت المقدس اور مسجد قباء میں نماز پڑھنے کا ثواب اور فضیلت

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلاَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ" میری اس مسجد میں نماز پڑھنا دوسری تمام مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار درجہ سے بھی زیادہ افضل ہے۔ سوائے مسجد حرام کے (کہ اس میں نماز پڑھنا اس سے بھی افضل ہے)۔

(مسلم، نسائی، ابن ماجہ) (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایسی ہی ایک حدیث بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بھی روایت کی)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا اس کے سوا باقی مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار درجہ سے بھی افضل ہے علاوہ مسجد حرام کے کہ اس میں ایک نماز پڑھنا میری مسجد میں نماز پڑھنے سے سو درجہ افضل ہے۔ (ایک لاکھ سے بھی افضل ہے)

اسے امام احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بزار نے روایت کیا۔ بزار کے الفاظ ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا اس کے سوا باقی مساجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار درجہ افضل ہے۔ سوائے مسجد حرام کے کہ اس میں ایک نماز پڑھنا میری مسجد میں نماز پڑھنے پر سو درجہ سے افضل ہے (مفہوم وہی ہے) اور اس کی اسناد بھی صحیح ہے۔

(اسی مضمون کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث امام احمد و ابن ماجہ نے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کی)۔

حدیث: سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بزار نے روایت کی کہ آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَیں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد انبیاء ہے (میرے بعد کوئی نبی نہیں کہ اس کی طرف منسوب کوئی مسجد ہو) ان مسجدوں کا حق ہے، کہ ان کی زیارت کی جائے اور ان کی طرف سفر کے لئے سواریاں تیار کی جائیں۔ وہ مسجد حرام اور میری مسجد ہے۔ اور میری مسجد میں نماز پڑھنا دیگر مساجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار درجہ سے بھی افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نبی پاک ﷺ سے راوی ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں کہ ان میں سے کوئی نماز فوت نہ ہوئی ہو تو اس کے لئے جہنم کی آگ سے براءت اور عذاب سے نجات لکھ دی جائے گی اور وہ منافقت سے بھی بری ہو جائے گا۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح احادیث کے راوی ہیں۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اور یہ حدیث

امام ترمذی نے بھی مذکورہ الفاظ کے علاوہ روایت کی ہے۔

حدیث: اور انہی (حضرت انس) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کا ثواب رکھتا ہے۔ اپنے قبیلے (محلّہ) کی مسجد میں پچیس نمازوں کا، جامع مسجد میں پانچ سو نمازوں کا، مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار کا، میری مسجد (مسجد نبوی) میں بھی پچاس ہزار کا اور مسجد حرام (بیت اللہ) میں نماز پڑھنا ایک لاکھ کا ثواب رکھتا ہے۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اس کے راوی سوائے ابو الخطاب دمشقی کے جس کا تعارف اس وقت میرے (صاحب کتاب کے) ذہن میں حاضر نہیں، سب ثقہ ہیں۔ اور اسے ابن ماجہ کے علاوہ صحاح ستہ میں سے کسی اور نے روایت نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں امہات المومنین میں سے کسی کے گھر میں حاضر ہوا۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کون سی مسجد ہے جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے؟ (قرآن حکیم کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے کہ: لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ (توبہ:108) ''بے شک وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقوی پر رکھی گئی وہ اس شان کی ہے کہ (اے نبی علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ اس میں قیام فرمائیں''۔ اس میں وہ لوگ ہیں (صحابہ رضوان اللہ علیہم) جو خوب صاف ستھرا ہونا چاہتے ہیں) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مٹھی کنکریوں کی پکڑی پھر زمین پر ماردی پھر فرمایا: وہ تمہاری یہی مسجد، یعنی مدینہ منورہ کی مسجد ہی ہے۔

اسے مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ نسائی کے الفاظ یہ ہیں: ''دو آدمی اس بارے میں بحث کرنے لگے کہ کون سی مسجد ہے جس کی پہلے ہی روز سے تقوی پر بنیاد رکھی گئی ہے؟ ایک صاحب کہنے لگے کہ وہ مسجد قباء ہے۔ دوسرے بولے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد شریف ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے (ان کے درمیان فیصلہ فرماتے ہوئے) ارشاد فرمایا: وہ میری یہی مسجد (مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) ہے۔

(اور اسی مضمون کی حدیث حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ، میری مسجد (1) میں ایک نماز ایک ہزار اور بیت المقدس کی مسجد (اقصیٰ) میں ایک نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے

---

(1) اس سے قبل ابن ماجہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث گذر چکی ہے کہ گھر میں نماز ایک نماز کا محلّہ کی مسجد میں پچیس کا، جامع مسجد میں پانچ سو کا، مسجد نبوی میں اور بیت المقدس میں پچاس پچاس ہزار کا اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب رکھتی ہے۔ اس کی تحت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: ''گھر کی ایک نماز کا ثواب ایک نماز کے برابر ہے۔ محلّہ کی مسجد میں ایک نماز گھر کی پچیس نمازوں نمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں ایک نماز کا ثواب محلے کی مسجد کی پانچ سو نمازوں کے برابر ہے (یعنی گھر کی ۱۲۵۰۰ بارہ ہزار پانچ سو کے برابر) اور بیت المقدس کی ایک نماز جامع مسجد کی پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے (یعنی ۶۲۵۰۰۰۰۰۰ باسٹھ کروڑ پچاس لاکھ) مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب (بقیہ اگلے صفحہ پر)

برابر ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں (اور بزار نے) روایت کیا۔ (الفاظ طبرانی کے ہیں اور بزار نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد حسن ہے)۔

حدیث: حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رَمَضَانُ بِالْمَدِيْنَةِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ رَمَضَانَ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْبُلْدَانِ وَ جُمُعَةٌ بِالْمَدِيْنَةِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ جُمُعَةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْبُلْدَانِ'' مدینہ منورہ میں ایک رمضان کا مہینہ پانا اس کے سوا دیگر شہروں میں ایک ہزار رمضان پانے سے بہتر ہے اور اس میں ایک جمعہ اس کے علاوہ دیگر شہروں میں ایک ہزار جمعہ سے افضل ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ عزوجل سے تین سوال کئے۔ ایک یہ کہ انہیں ایسا حکم عطا فرمائے کہ وہ اس کے مطابق اپنے فیصلے کیا کریں۔ دوسرے یہ کہ انہیں ایسی حکومت دی جائے جو ان کے بعد کسی کو نصیب نہ ہو۔ اور تیسرے یہ کہ جو شخص اس مسجد میں صرف نماز کے ارادے سے آئے جب جائے تو گناہوں سے ایسے پاک ہو جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلی دونوں چیزیں سلیمان علیہ السلام کو عطا فرما دی گئیں اور مجھے امید ہے کہ تیسری بھی عطا فرما دی جائے گی۔

اسے امام احمد، نسائی، ابن ماجہ (الفاظ ابن ماجہ کے ہیں) ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ اس میں کوئی علت نہیں۔

(بقیہ سابقہ صفحہ) بیت المقدس کی پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے (یعنی ۳۱۲۵۰۰۰۰۰۰۰۰ تین نیل بارہ کھرب اور پچاس ارب نمازوں کے برابر) اور مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب مسجد نبوی کی ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے'' اب ایک لاکھ کو تین نیل بارہ کھرب، پچاس ارب کے ساتھ ضرب دے کر حساب خود نکال لیں ہمارا کیلکو لیٹر تو جواب دے چکا اور اس کے بعد ہمیں گنتی آتی بھی نہیں۔ ممکن ہے، حساب کرنے میں ہم سے کوئی غلطی ہو گئی ہو اس لئے اہل ذوق سے درخواست کریں گے کہ وقت گنجائش دیتا ہو تو ایک مرتبہ شروع سے پھر حساب کر لیں۔ اگر کوئی غلطی پائیں تو مترجم کو اطلاع فرمانا نہ بھولیں۔ شکریہ۔

یاد رہے یہ فرق ثواب کا ہے۔ باقی رہی مقبولیت کی بات، مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں نماز سب سے زیادہ مقبول ہے کیونکہ وہاں وہ فخر رسولاں پیغمبر اعظم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی ذات ستودہ صفات تشریف فرما ہے جس نے کعبہ کو قبلہ بنایا اور پھر قبلے کو یہ رفعتیں نصیب ہوئیں۔ کسی بھی مسجد میں صف کی دائیں طرف افضل ہوتی ہے مگر مسجد نبوی شریف میں صف کی بائیں جانب افضل ہے، وجہ صرف یہ ہے کہ اس جانب رحمت عالم ﷺ کا روضہ مقدسہ ہے۔ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّقَدْرًا وَّفَضْلاً۔

یہ بھی یاد رہے کہ مسجد نبوی صرف وہی نہیں جو زمانہ نبوی میں موجود تھی بلکہ بعد میں جتنے اضافے ہوئے یا قیامت تک ہوتے رہیں گے وہ سب مسجد نبوی ہی کہلائیں گے اور ان میں نماز کا وہی ثواب ہوگا جو بیان ہوا۔ اگرچہ وہ حصہ زمانہ نبوی میں مسجد تھا خصوصاً ریاض الجنہ میں نماز اس سے بھی افضل ہے۔ جس قدر روضہ منورہ سے قرب بڑھتا جائے گا، افضلیت بھی بڑھتی جائے گی۔ کہ یہ ساری بہاریں آپ ﷺ کے دم کرم سے ہیں۔ اندازہ فرمائیں، کتنا کم نصیب ہے وہ مسلمان، جو نماز نہیں پڑھتا اور پڑھتا بھی ہے تو گھر میں پڑھ لیتا ہے۔ مسجد میں آنے کو کہا جائے تو طرح طرح کے جھوٹے بہانے بناتا ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابوہریرہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مسجد میں نماز پڑھنا اس کے سوا دیگر مساجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار درجہ بہتر ہے سوائے بیت المقدس کے (مسجد حرام کے علاوہ باقی مساجد سے مسجد نبوی میں ثواب کے زیادہ ہونے کے بارے میں احادیث گذر چکی ہیں)۔

اسے امام احمد نے روایت کیا اور اس کے راوی صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ نبی پاک ﷺ کے صحابہ میں سے تھے نبی پاک ﷺ سے حدیث بیان فرماتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءَ کَعُمْرَۃٍ'' مسجد قباء میں ایک نماز پڑھنا ایک عمرہ کرنے کے برابر ہے۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا کہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ تَطَهَّرَ فِیْ بَیْتِهٖ ثُمَّ اَتٰی مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلّٰی فِیْهِ صَلٰوۃً کَانَ لَهٗ کَاَجْرِ عُمْرَۃٍ'' جس شخص نے اپنے گھر سے وضو کیا پھر مسجد قباء میں آیا اور اس میں نماز پڑھی، اس کے لئے عمرہ کے برابر اجر ہوگا۔

اسے احمد، نسائی، ابن ماجہ (الفاظ ابن ماجہ کے ہیں) اور حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور بیہقی نے بھی روایت کیا اور کہا: اسے یوسف بن طہمان نے ابوامامہ بن سہل سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے معناً روایت کیا۔ اور یہ الفاظ زیادہ کئے: ''جو شخص وضو کے ساتھ گھر سے نکلا اور میری اس مسجد یعنی مسجد مدینہ منورہ ہی کے ارادہ سے آیا تاکہ اس میں نماز ادا کرے تو یہ نماز ایک حج کے برابر ہوگی''۔ (اللہ رے مسجد مدینہ کی عظمت وشان! قربان جائیں)۔

حدیث: طبرانی نے کبیر میں انہی (حضرت سہل رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور وضو بھی خوب اچھی طرح کیا پھر مسجد قباء میں داخل ہو کر چار رکعت نماز پڑھی تو اس کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضور نبی مکرم ﷺ کبھی سواری پر اور کبھی پیدل مسجد قباء کی زیارت کو تشریف لے جاتے تھے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: پھر اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)۔

حدیث: بخاری اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر ہفتہ کو کبھی سواری پر اور کبھی پیدل مسجد قباء تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

حدیث: عامر بن سعد اور عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہما دونوں بہن بھائی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مسجد قباء میں نماز پڑھنا، مجھے بیت المقدس کی مسجد میں نماز پڑھنے سے

زیادہ محبوب ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ اس کی اسناد بخاری و مسلم کی شرائط پر ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے مسجد (1) فتح میں تین دن دعا فرمائی یعنی پیر، منگل اور بدھ کو تو بدھ کے روز دو نمازوں کے درمیان دعا قبول فرمالی گئی۔ اس وقت آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر آثار مسرت ظاہر ہو رہے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کبھی مجھے شدید، ہم معاملہ پیش آیا، میں اسی وقت اس مسجد میں پہنچا اور دعا کی پھر دعا کو قبول ہوتے دیکھا۔

اسے امام احمد و بزار رحمہما اللہ وغیرہما نے روایت کیا۔ امام احمد کی اسناد جید ہے۔

(1) یہ مسجد جبل سلع کے مغربی کنارہ پر واقع ہے۔ اسے مسجد احزاب بھی کہتے ہیں۔ جب کفار و مشرکین اکٹھے ہو کر مسلمانوں کو مٹانے کے لئے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اس موقع پر بطور دفاع مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی۔ وہاں ایک جگہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتح کی دعا فرمائی تھی۔ جو قبول ہوئی مذکورہ بالا حدیث میں اسی دعا کا ذکر ہے۔ کفار و مشرکین خائب و خاسر ہو کر بھاگے اور مسلمانوں کو اللہ نے فتح عطا فرمائی۔ بعد میں اسی مقام پر مسجد تعمیر ہوئی۔ جو مسجد فتح یا مسجد احزاب کہلاتی ہے۔ یاد رہے کہ جنگ خندق کو جنگ احزاب بھی کہتے ہیں۔

ترغیب

مدینہ منورہ(1) کی فضیلت، وہاں تاموت سکونت کا ثواب نیز جبل احد اور وادی عقیق کی شان

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا یَصْبِرُ عَلٰی لَاْوَاءِ الْمَدِیْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ اِلَّا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ اَوْ شَهِیْدًا'' میرا جو بھی امتی مدینہ طیبہ کی سختیوں اور تکلیفوں پر صبر کرے گا، میں قیامت کے روز اس کا (اگر وہ گناہ گار ہو تو) شفیع ہوں گا (یا اگر نیکوکار ہو تو) گواہ ہوں گا۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو کوئی مدینہ کی تکالیف پر صبر کر لے گا، کل قیامت کے روز میں اس کا شفاعت کنندہ یا گواہ ہوں گا۔ بشرطیکہ ہو وہ مسلمان۔ (مسلم)

حدیث: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان میں سے کانٹے کاٹنا اور اس میں شکار مارنا(2) حرام کرتا ہوں۔ اور فرمایا: ''اَلْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّهُمْ لَوْ کَانُوْا

---

(1) مدینہ طیبہ حرسہا اللہ کی فضیلت میں اس سے پہلے باب میں حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث گذر چکی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: مدینہ میں رمضان کا ایک مہینہ دیگر شہروں میں ایک ہزار رمضان سے اور مدینہ منورہ کا ایک جمعہ دوسرے شہروں کے ہزار جمعوں سے افضل ہے۔ اور مزید احادیث قارئین پڑھیں گے۔ شہر مکہ مکرمہ کے علاوہ دنیا کے تمام شہروں پر مدینہ طیبہ کی فضیلت مسلم ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ شہر مکہ افضل ہے کہ مدینہ۔ جمہور تو یہی فرماتے ہیں کہ مکہ شہر افضل ہے۔ لیکن امام مالک وغیرہ رحمہم اللہ کے نزدیک شہر مدینہ افضل ہے۔ یہ اختلاف صرف دونوں شہروں کی فضیلت کے متعلق ہے۔ تاہم وہ قطعہ زمین جس میں سید الانبیاء والمرسلین فخر الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین ﷺ آرام فرما ہیں، تمام مقامات حتیٰ کہ کعبہ وعرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

مدینہ منورہ کی عظمت قرآن کریم کی اس آیہ مقدسہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ ۘ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۙ (نحل: 41)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ (صحابہ) جنہوں نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر، ہم ضرور انہیں دنیا میں اچھی جگہ ٹھہرائیں گے۔ اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے۔ کاش لوگ جان لیتے''۔

آیہ مبارکہ میں گھر بار چھوڑنے والوں سے مراد وہ مہاجرین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہیں جنہوں نے مشرکین مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آکر پہلے حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ پاک کی طرف ہجرت کی۔ اور ''حسنۃ'' سے مدینہ طیبہ کی بستی مراد ہے۔ کیونکہ انہیں مستقل سکونت یہیں نصیب ہوئی، حبشہ میں قیام عارضی تھا، معلوم ہوا مدینہ منورہ کا شہر، شہر مکہ سے افضل ہے۔ حسنہ مکہ کو نہیں مدینہ کو ہی فرمایا گیا ہے ورنہ مکہ سے تو صحابہ نے ہجرت کی تھی۔ اس باب میں آئندہ بہت سی احادیث آرہی ہیں۔ جن سے معلوم ہوگا کہ مدینہ شہر مکہ شہر سے افضل ہے۔ بہرکیف ایک سچا مومن تو دونوں کو دل وجان سے عزیز رکھتا اور ان کی محبت کو جان ایمان سمجھتا ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے۔

طیبہ نہ سہی زاہد مکہ ہی سہی افضل — ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے (مترجم)

(2) یہ حدیث ان علماء کی دلیل ہے جو فرماتے ہیں کہ حدود مدینہ میں شکار کرنا درخت وغیرہ کاٹنا ہے تو حرام مگر اس پر جزا واجب نہیں ہے۔ احناف کے نزدیک شکار کرنا یا درخت وغیرہ کاٹنا حرام نہیں، حلال ہے اور آیات قرآنی سے ثابت ہوئے۔ لہٰذا یہ حدیث خبر واحد ہونے کی وجہ سے حرمت ثابت نہیں کرتی۔ نیز دیگر احادیث میں بھی حلت کا ثبوت ہے۔ (مترجم)

يَعْلَمُوْنَ" مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے اگر انہیں معلوم ہو جاتا۔ جو شخص بے رغبتی سے اس کی سکونت ترک کرے گا، خدا تعالیٰ مدینہ میں اس کے بدلہ میں ایسے شخص کو سکونت دے گا جو اس سے بہتر ہو گا۔ اور جو شخص مدینہ کی تکلیف اور مشقت پر صبر کرے گا، میں قیامت کے روز اس کا شفیع ہوں گا یا اس پر گواہ بنوں گا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ: "وَلَا يُرِيْدُ اَحَدٌ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْٓءٍ اِلَّا اَذَابَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ اَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَآءِ" جو کوئی اہل مدینہ کو تکلیف دینے کا ارادہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ میں یوں پگھلائے گا جیسے رانگ پگھلتا ہے یا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے"۔ مسلم

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل مدینہ پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ مدینہ چھوڑ کر زرخیز پیداواری علاقوں کی طرف چلے جائیں گے۔ خوشحالی کے متلاشی ہوں گے۔ وہاں خوش حال ہو جائیں گے۔ پھر واپس آئیں گے تو اپنے اہل وعیال کو خوشحالی کے لئے رغبت دیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے۔ کاش کہ انہیں معلوم ہو جاتا۔

اسے امام احمد و بزار نے روایت کیا الفاظ بزار کے ہیں اور ان کے راوی بھی صحیح کے ہیں۔

حدیث: حضرت سفیان بن ظہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: یمن فتح ہو گا تو ایک قوم دوڑتی ہوئی آئے گی اور اپنے اہل وعیال اور نوکروں چاکروں کو وہاں لے جائے گی۔ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ جان لیتے تو۔ شام فتح ہو گا تو کچھ لوگ جلدی مچاتے ہوئے آئیں گے اور اہل خانہ و خدام کو وہاں لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے کاش کہ انہیں معلوم ہو جاتا۔ عراق فتح ہو گا، تو ایک قوم خوشی خوشی بھاگتی ہوئی آئے گی اور اپنے بال بچوں اور خادموں کو لے جائے گی حالانکہ مدینہ منورہ ہی ان کے لئے بہتر ہے کاش کہ وہ قوم اس بات کا علم رکھتی ہوئی۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت (سید الشہداء) حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی قبر پر تھے (جو احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے) صحابہ رضی اللہ عنہم انہیں بطور کفن ایک اونی چادر پہناتے تھے (وہ اتنی چھوٹی تھی کہ) اگر چہرہ پر دیتے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں پر ڈالتے تو چہرہ کھل جاتا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ چادر ان کے چہرہ پر ڈال دو اور قدموں پر یہ (اذخر) گھاس رکھ دو۔ راوی فرماتے ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا چہرہ انور اوپر اٹھایا دیکھا تو سب صحابہ رضی اللہ عنہم رو رہے تھے۔ یہ دیکھ کر فرمایا: لوگوں (اہل مدینہ) پر ایک وقت آئے گا کہ وہ زرخیز پیداواری علاقوں کی جانب نکل جائیں گے۔ وہاں کھانے، لباس اور سواریاں حاصل کر لیں گے۔ پھر اپنے متعلقین کو خط لکھیں گے کہ جلدی ہمارے پاس چلے آؤ۔ تم تو قحط زدہ حجاز کے علاقہ میں رہ رہے ہو۔ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہو گا۔ کاش کہ انہیں معلوم ہوتا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (ایک مرتبہ) مدینہ پاک میں چیزیں مہنگی ہوگئیں۔ محنت ومشقت مزید سخت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے ساکنان مدینہ) صبر کرو اور خوش ہوجاؤ کہ مَیں نے تمہارے غلے کے پیمانوں (صاع ومد) میں برکت کی دعا کردی ہے (اور یہ دعا قبول ہوگی) کھاؤ اور (کھاتے وقت اکٹھے بیٹھو) الگ الگ نہ بیٹھو۔ اب ایک کا کھانا دو کو، دو کا چار کو اور چار کا پانچ چھ کو کافی ہوجایا کرے گا۔ برکت ہمیشہ اتفاق واتحاد میں ہے۔ پس جو شخص مدینہ کی سختی اور شدت پر صبر سے کام لے گا۔ تو قیامت کے دن مَیں اس کا شفیع اور گواہ بنوں گا۔ اور جو کوئی بے رغبتی سے مدینہ کی تکالیف سے منہ موڑ کر جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں ایسے شخص کو یہاں لے آئے گا جو اس سے بہتر ہوگا۔ اور جو اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اس کو (جہنم میں) یوں پگھلائے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔

اسے بزار نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت افلح مولی ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک دفعہ یزید بن ثابت اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما کے پاس سے گذرے جبکہ یہ دونوں صاحب مسجد جنائز کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آپ اس حدیث کا ذکر کررہے ہیں جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی مسجد میں ارشاد فرمائی تھی جس میں ہم اس وقت بیٹھے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، وہ مدینہ منورہ کے متعلق تھی۔ میں نے سنا کہ آپ یہ اظہار خیال فرمارہے تھے: لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ مختلف علاقے فتح ہوں گے۔ لوگ مدینہ سے ان علاقوں کو نکل جائیں گے۔ وہاں خوشحالی، عیش و عشرت اور وسیع روزی پالیں گے۔ پھر اپنے بھائیوں (اہل مدینہ) پر حج اور عمرہ کی غرض سے آتے جاتے گذریں گے۔ تو انہیں کہیں گے: تمہیں یہ مشکلات زندگی اور شدید بھوک ننگ میں کس چیز نے روک رکھا ہے؟ (تم بھی وہیں آجاؤ جہاں ہم رہ رہے ہیں) ان کا آنا جانا اور اٹھنا بیٹھنا لگا رہے گا۔ حتی کہ وہ انہیں یہ بات کئی بار کہیں گے۔ حالانکہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر ہوگا۔ جو بھی یہاں ٹھہرا اور موت تک مدینہ کے مصائب وشدائد برداشت کرتا رہا، میں اس کے لئے بروز قیامت گواہ یا شفاعت کنندہ بنوں گا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسناد جید کے ساتھ روایت کیا اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلْیَمُتْ بِهَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِهَا'' جو مدینہ میں فوت ہوسکے اسے یہاں ہی فوت ہونا چاہیے اس لئے کہ جو یہاں فوت ہوگا، میں اس کی شفاعت کروں گا۔

اسے امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔ ابن ماجہ کے الفاظ ہیں: ''تم میں سے جس کے لئے ممکن ہو کہ مدینہ میں اسے موت آئے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔ کیونکہ جو یہاں فوت ہوگا مَیں اس (کے ایمان واعمال) کی گواہی دوں گا''۔ (اس مضمون کی کئی روایات بیہقی، ابن حبان، طبرانی وغیرہا میں مختلف اسناد ومتون کے ساتھ

موجود ہیں)۔

حدیث: حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ مَّاتَ بِاَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بُعِثَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ"جس نے میری رحلت کے بعد میری زیارت کی (روضہ مطہرہ پر حاضر ہوا) وہ گویا ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ہو۔ (لیکن اسے صحابی نہیں کہیں گے۔ اس کے لئے دیگر شرائط ہیں) اور جو دونوں حرموں (مکہ یا مدینہ طیبہ) میں سے کسی میں فوت ہو گیا، قیامت کے روز (عذاب سے) امن پانے والوں میں اٹھایا جائے گا۔

اسے بیہقی نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی صاحب سے روایت کیا جن کا حاطب سے نام معلوم نہیں ہوا۔

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جس نے میری قبر انور کی زیارت کی۔ یا فرمایا: جس نے میری زیارت کی، میں قیامت کے روز اس کا شفیع یا شہید ہوں گا۔ اور جو دونوں حرموں میں سے کسی میں فوت ہو گیا، وہ قیامت کے دن امن والوں میں اٹھایا جائے گا۔

بیہقی نے اسے اولاد عمر رضی اللہ عنہ میں سے کسی سے روایت کیا جس کا نام حضرت عمر سے مروی نہیں ہوا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ جو شخص دو حرموں (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ) میں سے کسی ایک میں مرے گا۔ بروز حشر امن والوں میں اٹھایا جائے گا "وَمَنْ زَارَنِیْ مُحْتَسِبًا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَانَ فِیْ جَوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" اور جو ثواب کی نیت سے میری زیارت کرنے مدینہ آیا، وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہوگا۔ (بیہقی)

حدیث: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا: پھر حضرت سعد کی زمین میں حرہ کے علاقہ میں بیوت سقیا کے قریب نماز پڑھی۔ پھر دعا کی: اے میرے مولیٰ! بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے خلیل تیرے بندے اور تیرے نبی تھے۔ انہوں نے اہالیان مکہ کے لئے دعا کی تھی۔ اور میں محمد ﷺ تیرا بندہ اور رسول ہوں۔ مَیں اہل مدینہ کے لئے ویسی ہی دعا کرتا ہوں جیسی انہوں نے مکہ والوں کے لئے کی تھی۔ میری دعا ہے کہ تو ان (اہل مدینہ) کے صاع اور مد (صاع اور مد اہل مدینہ کے غلہ ماپنے کے دو پیمانے تھے) میں اور ان کے پھلوں میں برکت فرما دے۔ "اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَمَا حَبَّبْتَ اِلَیْنَا مَکَّۃَ وَاجْعَلْ مَابِھَا مِنْ وَّبَاءٍ بِخُمٍّ" اے بارالٰہ! ہمیں مدینہ اتنا ہی محبوب کر دے جتنا ہمیں مکہ محبوب کیا تھا اور اس کی وبائیں خم (ایک علاقہ) کی طرف منتقل فرما دے۔ اے اللہ! مَیں مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو حرم بناتا ہوں جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام کی زبان پر مکہ کو حرم بنایا۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا ان کی سند کے راوی صحیح ہیں۔ (طبرانی نے اوسط میں اسی جیسی ایک حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جید و قوی روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: لوگ جب کوئی پہلا پھل دیکھتے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے۔ جب رسول اللہ ﷺ پھل دست مبارک میں پکڑتے تو فرماتے: اے پروردگار! ہمارے (ہم مسلمانوں کے) لئے ہمارے پھل میں برکت فرما۔ ہمارے مدینے میں برکت فرما اور ہمارے لئے ہمارے صاع ومد میں برکت عطا فرما۔ اے میرے اللہ! بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں۔ اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے تیری بارگاہ میں مکہ کے لئے دعا کی تھی۔ اور میں تجھ سے مدینہ کے لئے ویسی ہی دعا کرتا ہوں جیسی انہوں نے تجھ سے کی تھی۔ اور اس کے ساتھ اتنی اور بھی (یعنی اس سے دوگنا زیادہ) راوی فرماتے ہیں: ''ثُمَّ يَدْعُوْ اَصْغَرَ وَلِيْدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيْهِ ذَالِكَ الثَّمَرَ'' اور پھر کسی چھوٹے بچے کو بلاتے اور یہ پھل اسے عطا فرماتے تھے۔ (چیز سامنے رکھ کر دعا کرنا اور اسے بچوں میں تقسیم کرنا ثابت ہو رہا ہے)۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی (جبکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے تھے) ''اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْاَشَدَّ وَصَحِّحْهَا لَنَا'' یا اللہ! مدینہ ہمیں اتنا محبوب کر دے جتنا مکہ محبوب تھا یا اس سے بھی زیادہ محبوب کر دے۔ اس کی آب و ہوا ہمارے لئے صحت بخش بنا دے۔ اس کے صاع و مد میں برکت فرما دے۔ اور اس کا بخار منتقل کر کے جحفہ میں پہنچا دے (جحفہ میں دشمنان خدا و مصطفیٰ (جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم) یہود رہتے تھے۔ اب بھی جو وہاں کا پانی پی لے بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے)۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بار الٰہ! ہمارے مدینے کو ہمارے لئے بابرکت بنا دے۔ یا الٰہی! اس کی ایک برکت کے ساتھ دو چند برکتیں عطا فرما دے۔ ''وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ شَيْءٌ وَّلَا شِعْبٌ وَّلَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا'' قسم ہے اس ذات کی جس قبضہ قدرت میں میری جان ہے، مدینہ کی کوئی چیز، کوئی گھاٹی اور کوئی راستہ ایسا نہیں جس پر دو فرشتے اس کی حفاظت کے لئے مامور نہ ہوں۔ (مسلم)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَاجَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ'' اے پروردگار عالم! مدینہ کو مکہ سے دوگنی برکات عطا فرما۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ کے نبی ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے صاع اور مد میں برکت فرما۔ اور ہمارے لئے ہمارے ملک شام اور یمن میں برکت فرما۔ لوگوں میں ایک شخص نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! ہمارے عراق کے لئے بھی دعا فرما دیں۔ فرمایا: وہاں شیطان کا سینگ ہوگا۔ فتنوں کے حملے ہوں گے اور ظلم و بے وفائی مشرق (عراق) سے ہوگی۔

اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ فام بکھرے بالوں والی عورت (مدینہ سے) نکلی ہے اور مَہیَعَہ جس کا نام جحفہ ہے میں جا کر ٹھہر گئی ہے۔ تو میں نے یہ تعبیر لی کہ مدینہ کی وبائی بیماری جحفہ کی طرف منتقل کر دی گئی ہے۔ (وجہ پہلے بیان ہو چکی)۔

اسے بھی طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کی اسناد کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْمَدِیْنَةُ قُبَّةُ الْاِسْلَامِ وَدَارُ الْاِیْمَانِ وَاَرْضُ الْھِجْرَةِ وَمَثْوَی الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ" مدینہ قبہ اسلام (مرکز اسلام)، دارالایمان، ہجرت کی زمین اور احکام حلال وحرام کا ٹھکانہ ہے۔

اسے طبرانی نے ایسی اسناد کے ساتھ اوسط میں روایت کیا جس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خَیْرُ مَا رُکِبَتْ اِلَیْهِ الرَّوَاحِلُ مَسْجِدُ اِبْرَاهِیْمَ وَ مَسْجِدِیْ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِمَا وَسَلَّمَ)" بہترین مقامات جن کی طرف کجاوے کسے جائیں، وہ ابراہیم علیہ وسلم کی مسجد (خانہ کعبہ معظمہ) اور میری مسجد ہیں۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ علاوہ ازیں طبرانی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا مگر ابن خزیمہ کے الفاظ ہیں: "وہ مقامات، میری یہ مسجد اور بیت المعمور (مسجد حرام) ہیں"۔ ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔ اس کے الفاظ ہیں: "بے شک بہتر مقامات جن کی طرف کجاووں (1) پر سوار ہونا چاہیے، میری یہ مسجد اور بیت العتیق ہیں"۔ (بیت العتیق کعبہ معظمہ کا نام ہے)۔

حدیث: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ تبوک کی لڑائی سے مدینہ واپس تشریف لائے تو بعض پیچھے رہ جانے والے مسلمان سوار آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آن ملے۔ وہ اپنے پیچھے گرد وغبار چھوڑ رہے تھے (گھوڑوں کی ٹاپوں سے غبار اڑ رہا تھا) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آنے والے بعض حضرات نے اپنی ناکوں پر کپڑا رکھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرہ پاک پر سے کپڑا اٹھا لیا۔ اور ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، بے شک مدینہ کا گرد وغبار ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیماریوں میں جذام (کوڑھ) اور برص کا ذکر کیا۔

اسے رزین عبدری نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے۔ اصول میں مَیں (صاحب کتاب) نے یہ روایت نہ دیکھی۔

---

(1) اس حدیث نے نبی اکرم ﷺ کے ارشاد "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ" کی وضاحت کر دی کہ بنیت ثواب ان مساجد کے علاوہ کسی اور جانب سفر کرنا حرام وممنوع نہیں۔ البتہ زیادہ ثواب انہیں کی طرف سفر کرنے میں ہے۔ ان حضرات کو اپنے نظریہ ومسلک پر نظر ثانی کرنی چاہیے جو اس حدیث کی آڑ میں کہا کرتے ہیں کہ روضہ رسول علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات اور دیگر اہل اللہ کے مزارات کی جانب ثواب کے ارادہ سے سفر کرنا ناجائز ہے۔ اور اگر واقعی ان کی بات تسلیم کر لی جائے تو والدین کی زیارت کا سفر، جہاد پر جانے کا سفر، طلب علم کے لئے سفر اور بالخصوص ان کے مذہبی جلسے جلوسوں کا دور دراز مقامات سے سفر کس کھاتے میں جائے گا۔ ہے کوئی دلیل جواز؟ فاعتبروا۔ (مترجم)

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: کوئی غلام تلاش کر کے لاؤ جو میری خدمت کیا کرے۔ حضرت ابوطلحہ آئے اور مجھے اپنے پیچھے سوار کر کے لے گئے۔ (ابوطلحہ حضرت انس کے سوتیلے باپ تھے) اب جب کبھی کہیں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام اترتے تو میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ انس فرماتے ہیں: پھر ایک روز آپ کہیں سے تشریف لائے تو احد پہاڑ سامنے آ گیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: یہ احد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جب مدینہ منورہ کے قریب تشریف لائے تو یہ دعا فرمائی: اے میرے مولیٰ! میں مدینہ کے ان دونوں پہاڑوں کے درمیانی حصہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا۔ پھر فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْ مُدِّھِمْ وَصَاعِھِمْ'' یاالٰہی! اہل مدینہ کے لئے ان کے مد اور صاع میں برکت عطا فرما دے۔

اسے بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: امام ترمذی نے ولید بن ثور کی حدیث سدی سے انہوں نے عبادہ بن ابی یزید سے انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں مکہ مکرمہ میں نبی سرور ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم کہیں جانے کے لیے نکلے۔ جس راستے پر چلے، جو پہاڑ اور درخت سامنے آیا، وہ کہہ رہا تھا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' (یارسول اللہ ﷺ آپ پر اللہ کی سلامتی ہو)۔

اور ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: اور انہی (علی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ فَاِذَا جِئْتُمُوْہُ فَکُلُوْا مِنْ شَجَرِہٖ وَلَوْ مِنْ عِضَاھِہٖ'' احد ایک پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ جب تم اس پر آؤ تو اس کے درخت (بوٹیوں وغیرہ) سے کچھ کھا لیا کرو کچھ نہ ہو تو اس کی جھاڑی کے کانٹے (1) ہی کھا لو۔

طبرانی نے اسے اوسط میں کثیر بن زید کی روایت سے ذکر کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ احد جنت کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر ہے اور عیر (ایک پہاڑ کا نام) جہنم کی سیڑھیوں میں سے ایک سیڑھی (2) پر ہے۔

اسے ابن ماجہ نے محمد بن اسحاق عن عبداللہ بن مکنف عن انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا۔ اور یہ اسناد ٹھیک نہیں۔

---

(1) معلوم ہوا بزرگان دین سے منسوب چیز متبرک ہوتی ہے چاہے کیسی ہی ہو۔ (مترجم)

(2) طبرانی نے کبیر و اوسط میں اور بزار نے روایت کی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: یہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہوگا۔ عیر پہاڑ وہ ہے کہ ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس سے بغض رکھتے ہیں۔ یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہوگا۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اُحُدٌ رُكْنٌ مِّنْ اَرْكَانِ الْجَنَّةِ" احد پہاڑ جنت کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

اسے ابو یعلیٰ اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں جنگلی جانوروں کو تیر مارتا انہیں شکار کرتا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا کرتا تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کاش کہیں تم وادی عقیق میں شکار کرتے تو جب تم جاتے، میں تمہیں رخصت کرنے جاتا اور جب واپس آتے تو تمہارا استقبال کرتا "فَاِنِّیْ اُحِبُّ الْعَقِیْقَ" میں وادی عقیق (1) سے محبت رکھتا ہوں۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک آنے والا (فرشتہ) آیا جبکہ میں وادی عقیق میں تھا۔ اس نے کہا: "اِنَّكَ بِوَادٍ مُّبَارَكٍ" اس وقت آپ ایک بابرکت وادی میں ہیں۔

اسے بزار نے جید و قوی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس رات ایک آنے والا میرے پروردگار کی طرف سے آیا۔ جبکہ میں وادی عقیق میں تھا۔ اس نے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز ادا فرمایئے۔ (تاکہ یہ مزید بابرکت ہو جائے)۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

---

(1) مدینہ طیبہ کی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام ہے۔ جسے سید عالم ﷺ نے بہت پسند فرمایا ہے۔ یہ مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ذوالحلیفہ (بیر علی) کے راستہ میں واقع ہے۔ (مترجم)

ترہیب

اہل مدینہ کوڈرانا یاان کے ساتھ ارادہ بدکرنا

حدیث: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''لَا يَكِيْدُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ'' جوبھی اہل مدینہ کے ساتھ دھوکا (مکروفریب لڑائی وغیرہ) کرے گا،اسے (نارجہنم میں) یوں پگھلایا جائے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔

اسے امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ''نہیں ارادہ کرے گا اہل مدینہ کے ساتھ کوئی بھی برائی کا،مگر اللہ تعالیٰ اسے نارجہنم میں پگھلائے گا جیسے رانگ پگھلتا ہے یا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔

یہ حدیث پاک صحاح وغیرہا میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ظالم امراء میں سے ایک امیر مدینہ منورہ میں آیا۔(شاید حجاج بن یوسف) اس وقت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی نظر جا چکی تھی۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اگر آپ اس سے کنارہ کشی کرلیں تو بہتر ہوگا۔تو آپ اپنے بیٹوں کے ساتھ باہر نکل آئے۔پھر سر کو جھکا کر فرمایا: جو رسول اللہ ﷺ کو ڈرائے وہ ہلاک و برباد ہو جائے۔ان کے ایک یا دونوں بیٹوں نے عرض کیا: ابا جان! رسول اللہ ﷺ کو کوئی کیسے ڈرا سکتا ہے جبکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو رحلت فرما چکے ہیں؟ اس پر انہوں نے فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَدْ اَخَافَ مَا بَيْنَ جَنْبَيَّ'' جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا،اس نے میرے ہی دل کو ڈرایا۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اس کے راوی صحیح ہیں۔

حدیث: اور ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں مختصراً روایت کیا کہ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مدینے والوں کو ڈرایا،اللہ اسے ڈرائے گا۔(اسی دنیا میں بھی اور قیامت کو بھی)۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے میرے پروردگار! جو اہل مدینہ پر ظلم کرے اور انہیں ڈرائے تو اسے ڈرا۔اور اس پر اللہ کی،فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی۔اس کا کوئی فرض اور کوئی نفل قبول نہیں ہوگا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اسناد جید کے ساتھ روایت کیا ہے۔(علاوہ ازیں یہی متن حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے نسائی وطبرانی نے روایت کیا)۔

حدیث: طبرانی کی ایک اور حدیث میں یوں ہے کہ فرمایا: جو اہل مدینہ کو ڈرائے گا،اسے روز قیامت اللہ ڈرائے گا،اس پر

غضب نازل کرے گا اور اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہ کرے گا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اہل مدینہ کو اذیت دی، اللہ اسے اذیت میں مبتلاء کرے گا۔ اس پر اللہ کی، ملائکہ کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو گی۔ اور اس کا کوئی صرف (فرض یا توبہ) اور عدل (نفل یا صدقہ و فدیہ) قبول نہیں کیا جائے گا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے رب کائنات! اہل مدینہ پر اچانک حملہ کرنے والوں سے ان کی کفایت فرما۔ (خود ان کے لئے کافی ہو جا) اور جو اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایسے پگھلائے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔

اسے بزار نے باسناد حسن روایت کیا۔

کتاب الجہاد (1)

ترغیب

اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کے لئے گھوڑے پالنا
(زمانے کی ضرورت کے لحاظ سے جنگی ساز وسامان کی تیاری)

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ایک گھوڑا باندھنا(2)، ساری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، سے بہتر ہے۔ جنت میں تمہارے ایک کوڑا (چھڑی) رکھنے کی جگہ، دنیا ومافیھا سے بہتر ہے اور ''اَلرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِالْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا'' اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے بندے کا ایک شام یا ایک صبح بسر کرنا دنیا اور اس کے تمام مال واسباب سے کہیں بہتر ہے۔

اسے بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے:

---

(1) جہاد: ''جَهد یا جُهد'' بمعنی محنت ومشقت سے بنا ہے۔ جہاد کے عموماً معنی کفار ومشرکین کے ساتھ جنگ وقتال کے لئے جاتے ہیں۔ مگر مفہوم جہاد میں یہ تنگی کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ جب کہ لغوی اور اصطلاحی معانی محنت، کوشش اور تگ ودو ہیں تو پھر کلمہ حق کی سربلندی، تبلیغ واشاعت اور حفاظت ونگہداشت کے لئے ہر طرح کی جدوجہد محنت ومشقت اور کوشش کرنا جہاد کے مفہوم میں داخل ہوگا۔ چاہے یہ محنت وکوشش تلوار سے ہو، قلم سے ہو، مال، اولاد اور اپنی جان سے ہو، دنیا میں دین اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے لئے ہجرت کرنا، اپنی دماغی قوتوں سے کام لینا، بیوی بچوں اور دیگر اہل خاندان سے جدائی برداشت کرنا سب جہاد ہی کی اقسام ہیں۔ بلکہ یوں کہیئے کہ ہر اچھے اور نیک کام کے لئے کوشش کرنا جہاد ہے۔ اسی لئے صوفیاء کی اصطلاح میں اپنے نفس پر قابو کر لینا جہاد کی اعلیٰ قسم ہے۔ وہ اسی کو جہاد اکبر کہتے ہیں۔ چنانچہ عبادات پر ہمیشگی و پابندی بھی جہاد اعظم ہے۔ علماء فرماتے ہیں پابندی صلوٰۃ جہاد سے افضل ہے کیونکہ جہاد حسن لغیرہ اور نماز حسن بعینہ ہے۔ قرآن مجید میں جہاد، کفار ومشرکین ومنافقین، مفتوحین کے متعلق، پھر مجاہدین فی سبیل اللہ کی عظمت، شہداء کی شان اور جنگ وقتال کے بارے میں سو کے قریب آیات موجود ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے نماز کے بعد سب سے زیادہ احکام جہاد کے بیان ہوئے ہیں۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جہاد کس قدر عظیم الشان عبادت ہے۔ عنوانات کے تحت مناسب آیات ہم حاشیہ میں درج کرتے رہیں گے۔

(2) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ الاٰیۃ (انفال: 60)

ترجمہ: ''اور تیار رکھو ان (کافروں) کے لئے جس قدر استطاعت رکھتے ہو قوت وطاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے تا کہ تم خوف زدہ کر دو ان جنگی تیاریوں سے اللہ کے دشمنوں کو اپنے دشمنوں کو اور دوسرے ان لوگوں کو جو ان کھلے دشمنوں کے علاوہ (منافقین وغیرہ) ہیں''۔

گھوڑے باندھنے اور طاقت وقوت سے مراد یہاں خاص گھوڑے یا کوئی خاص ہتھیار نہیں بلکہ ہر وہ چیز اور ہتھیار جس سے لڑائی میں طاقت ومدد حاصل ہو، وہ مقصود ہے۔ جہاد کا حکم چونکہ ہمیشہ کے لئے اس لئے جیسا وقت اور جیسی ضرورت ہوگی ایسے ہی ہتھیار ضروری ہوں گے۔ موجودہ دور ٹینک توپ، جنگی طیاروں کا ہے۔ اس لئے پاکستان اور دیگر تمام اسلامی ممالک پر لازم ہے کہ جدید اسلحہ سے لیس رہیں۔ یو این او کے ظالمانہ وجانبدارانہ ضوابط کو توڑ کر مسلمانوں کو ایٹمی صلاحیت حاصل کرنی چاہیے۔ پاکستان کے پاس ایٹم بم کا ہونا آج انتہائی ضروری ہوگیا ہے۔ (مترجم)

ایک دن رات (جہاد فی سبیل اللہ کے ارادے سے) گھوڑے پالنا ایک ماہ کے (نفلی) روزہ و نماز سے افضل ہے۔ اگر وہ اسی کام میں مرگیا تو اس کا وہ عمل (قیامت تک) جاری رہے گا جو وہ زندگی میں کیا کرتا تھا۔ (صدقہ، عبادات وغیرہ) اور اسے اس کا رزق (جنتی رزق قبر میں) پہنچایا جائے گا۔ (قبر میں عذاب سے، منکر نکیر کے سوالات کی سختی) اور شیطان کی فتنہ گری سے محفوظ رہے گا۔

اسے مسلم (الفاظ بھی مسلم کے ہیں) ترمذی، نسائی اور طبرانی نے روایت کیا اور طبرانی نے یہ الفاظ زائد کئے:۔ ''وَیُبعِثَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَہِیْدًا'' اور روز محشر شہید اٹھایا جائے گا۔

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مرنے والے کا خاتمہ اس کے عمل پر ہو جاتا ہے (موت کے ساتھ ہی سلسلہ اعمال ختم) سوائے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے گھوڑے باندھنے والے کے کہ اس کے اعمال قیامت تک بڑھتے رہتے ہیں ''وَیُؤْمَنُ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ'' اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور کہا کہ یہ مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا ہے۔ اور یہ الفاظ زائد کئے ہیں: ''فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مجاہد وہ ہے جو اللہ عزوجل کے لئے اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے''۔ اور یہ زائد الفاظ ترمذی کے بعض نسخوں میں بھی ہیں۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک مہینہ جہاد کے لئے گھوڑے پالنا، سال بھر (نفلی) روزے رکھنے سے بہتر ہے۔ اور جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری میں فوت ہو گیا، سب سے بڑی (قیامت کی) گھبراہٹ سے محفوظ ہوگا۔ (قبر میں) اسے رزق پہنچایا جائے گا، جنت کی ہوائیں پائے گا۔ اور تیاریٔ جہاد میں رہنے کا ثواب اس کے لئے اس دن تک جاری رہے گا جس دن اللہ عزوجل اسے دوبارہ اٹھائے گا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور راوی اس کے ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ہر عمل اس وقت منقطع ہو جاتا ہے جب اسے کرنے والا مر جاتا ہے سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے گھوڑے باندھنے والے کے کہ اس کا یہ عمل بعد از موت بھی جاری ہی رہتا ہے اور قبر میں قیامت کے روز تک اس کا (جنتی) رزق اس کے لئے جاری رہتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں دو سندوں کے ساتھ روایت کیا۔ ایک کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری میں بیٹھا مر گیا، اس کے وہ اعمال صالحہ جاری رکھے جائیں گے جو وہ دنیا میں کیا کرتا تھا۔ اس کے لئے قبر میں رزق جاری کیا جائے گا۔ فتنہ شیطان سے محفوظ رہے گا ''وَبَعَثَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اٰمِنًا مِّنَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ'' اور اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ قیامت کی بڑی گھبراہٹ سے محفوظ ہوگا۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ اور طبرانی نے اوسط میں اس سے طویل روایت کیا جس میں ہے: ''جہاد کے لئے تیار رہنے والا جب اپنی اس تیاری میں فوت ہو جاتا ہے۔ تو اس کے نیک عمل کا ثواب قیامت تک کے لئے لکھ دیا جاتا ہے (اتنا کہ قیامت تک زندہ رہتا تو جو عمل کرتا) صبح و شام اس کو رزق دیا جائے گا۔ ستر حوروں سے اس کا نکاح کیا جائے گا۔ اور قیامت کو اسے کہا جائے گا: یہاں ٹھہر جا، اس وقت تک گناہ گاروں کی سفارش کرتا جا جب تک لوگوں کا حساب مکمل نہ ہو جائے'' ۔ اس کی اسناد مقارب ہے۔

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا، اسے اس کا ثواب اس کی زندگی میں بھی اور بعد از موت بھی اس وقت تک ملتا رہے گا جب تک کہ لوگ اس پر عمل کرنا چھوڑ نہ دیں۔ اور جس نے کوئی برا طریقہ رائج کیا، اس کا گناہ اس کو اس وقت تک ملتا رہے گا جب تک وہ برا طریقہ ترک نہ کر دیا جائے۔ ''وَمَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُ الْمُرَابِطِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يُبْعَثَ'' اور جو کوئی جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری میں فوت ہو گیا، اس کے جہاد کی تیاری کا ثواب اس وقت تک جاری رہے گا جب کہ اللہ اسے یوم قیامت دوبارہ اٹھائے گا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ یہ ارشاد فرما رہے تھے: جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری میں ایک دن بھی مورچہ بند ہو کر بیٹھا، اللہ تعالیٰ اس کے اور نار جہنم کے درمیان سات خندقیں بنا دے گا کہ ہر خندق کی چوڑائی سات آسمانوں اور سات زمینوں کے خلا کے برابر ہو گی۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کی اسناد ان شاء اللہ بے غبار ہے۔ البتہ متن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ فرمایا: بے شک مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ایک دن جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تیاری کے ساتھ مورچہ بند ہونا ماہ رمضان کے علاوہ سو سالہ روزہ و نماز جیسی عبادات سے زیادہ اجر و ثواب رکھتا ہے۔ اور رمضان کے مہینہ میں ایک دن مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے تیاری رکھنا، اللہ کے نزدیک بہت افضل اور اجر کے لحاظ سے بہت عظیم ہے۔ راوی فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دو ہزار سال کی روزہ و نماز کی عبادات سے زیادہ افضل ہے۔ اب اگر اللہ نے اسے میدان سے زندہ واپس لوٹا دیا تو ایک ہزار سال تک اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا جبکہ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور روز قیامت تک تیاری جہاد کا اجر اس کے لئے جاری رکھا جائے گا۔ (ابن ماجہ)

حدیث: حضرت مجاہد و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کسی لڑائی میں مورچہ بند تھے۔ (حملہ کی خبر ملنے پر) سب سپاہی ساحل کی طرف بھاگ پڑے۔ پھر بتایا گیا کہ حملہ نہیں ہے۔ لہٰذا لوگ واپس لوٹ آئے۔ جبکہ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہیں کھڑے رہے۔ کوئی آدمی ان کے قریب سے گذرا تو اس نے پوچھا: اے

ابوہریرہ! آپ یہاں کس وجہ سے کھڑے ہیں؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "مَوْقِفُ سَاعَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنْ قِیَامِ لَیْلَةِ الْقَدْرِ عِنْدَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ" اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے ایک گھڑی کھڑا رہنا، لیلۃ القدر میں حجر اسود کے پاس کھڑے رہنے سے بہتر ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی وغیرہما نے روایت کیا۔

حدیث: امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ یَوْمٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَنَازِلِ" جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ایک دن مورچہ بند رہنا اس عمل کے سوا اور اعمال میں ایک ہزار دن سے افضل ہے۔

اسے نسائی اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (ان کے علاوہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے کچھ زائد الفاظ کے ساتھ روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط بخاری صحیح ہے)۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاد کی تیاری میں مصروف بندے کی ایک نماز، پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔ اور اس راہ میں اس کا ایک دینار یا درہم خرچ کرنا اس دینار یا درہم سے سات سو گنا افضل ہے جو اس نے کسی اور نیک کام میں خرچ کیا۔

اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا: ہلاک ہوا دینار کا غلام، درہم کا غلام اور سیاہ کناری والے جبے کا غلام (جو ایسی چیزوں کے لالچ کی وجہ سے لڑائی کے لئے گیا کہ اس میں ذرہ اخلاص نہ پایا گیا)۔

(امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد کئے ہیں: "(اور ہلاک ہوا) مخملیں چادر کا غلام، اگر اسے یہ چیزیں دے دی جائیں تو خوش ہو جاتا ہے۔ اور نہ دی جائیں تو ناراض ہوتا ہے۔ یہ بندہ ہلاک و برباد ہو گیا اور جب اسے کوئی کانٹا چبھ گیا پھر نہیں نکلا۔ ایسے بندے کے لئے خوشخبری ہو، جو (لڑائی میں) اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہے۔ سخت جدوجہد کی بنا پر سر کے بال بکھرے ہوئے اور قدم گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں۔ اگر اسے لشکر کی چوکیداری پر لگایا جائے تو اس میں لگا رہے اور اگر لشکر کے پیچھے دیکھ بھال کے لئے لگا دیا جائے تو اس میں بھی پوری دیانتداری سے ڈیوٹی انجام دیتا رہے۔ (دنیوی لحاظ سے چاہے لوگ زیادہ اہمیت نہ دیتے ہوں کہ) اگر وہ کسی کام کی اجازت چاہے تو اسے اجازت نہ ملے۔ اگر کسی کی سفارش کرے وہ قبول نہ کی جائے۔

اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: اور انہی (سیدنا ابوہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے اچھی زندگی والا وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہو کہ جب کہیں سے مدد مانگنے کی یا گھبراہٹ کی

آواز سنتا ہے تو اس گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر اسی طرف ہوا جاتا ہے۔ (اپنی جان لڑانے کے لئے) قتل و موت کو اس کے ٹھکانے پر جا کر تلاش کرتا ہے۔ یا وہ شخص بہتر ہے جوان پہاڑوں کی چوٹیوں میں سے کسی چوٹی پر چرنے والی اپنی بکریوں میں رہے یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں ہو کہ نماز قائم کرتا رہے اور زکوٰۃ دیتا رہے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگا رہے حتی کہ موت آ جائے۔ لوگوں کے درمیان بھلائی ہی میں رہے گا۔

اسے مسلم، نسائی نے روایت کیا۔

حدیث: ام مالک بہزیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے قرب قیامت اٹھنے والے ایک فتنے کا ذکر کیا۔ کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس فتنہ میں کون شخص بہتر ہوگا؟ ارشاد فرمایا: وہ شخص جو اپنے جانوروں میں (انہیں چراتا اور فتنہ سے بچتا لوگوں سے دور) رہے۔ اور ان کا حق (زکوٰۃ وغیرہ) ادا کرتا رہے۔ "وَرَجُلٌ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ يُخِيْفُ الْعَدُوَّ وَ يُخِيْفُوْنَهٗ" اور دوسرا وہ شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر دشمنوں کو ڈراتا رہے اور دشمن اسے ڈراتے رہیں۔ (مجاہد فی سبیل اللہ)۔

اسے امام ترمذی نے عن رجل عن طاؤس عن ام مالک روایت کیا اور کہا: یہ حدیث اس وجہ سے غریب ہے اور لیث بن ابی سلیم عن طاؤس عن ام مالک روایت کیا۔ (اسی مضمون کی ایک حدیث ام مبشر رضی اللہ عنہا سے بیہقی نے بھی مختصراً روایت کی ہے۔)

ترغیب

جہاد فی سبیل اللہ میں اسلامی سرحدوں کی حفاظت

حدیث: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''عَیْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ'' دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آتش جہنم نہیں چھوئے گی۔ نمبر 1 وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی رہے۔ نمبر 2 وہ آنکھ (1) جو جہاد فی سبیل اللہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گذار دیتی ہو۔

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (اس مضمون کی حدیث حضرت انس سے ابویعلیٰ اور طبرانی نے روایت کی اور طبرانی نے معاویہ بن حیدہ سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں اپنی خوشی سے اہل اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کی کہ اسے کسی حکمران نے اس کام پر مجبور نہیں کیا۔ وہ اپنی آنکھ سے جہنم کی آگ کو نہیں دیکھے گا مگر صرف قسم کے پوری کرنے کے لئے (کہ جب پل صراط سے گذرے گا جس نیچے جہنم ہے تو اسے دور سے دیکھ لے گا) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ۚ (مریم: 71) یعنی اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گذر دوزخ پر سے نہ ہو۔ تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضروری ٹھہری ہوئی بات ہے۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک رات حفاظت کرنا، اپنے گھر میں ایک ہزار سال روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ ایک (اسلامی) سال تین سو ساٹھ دن کا اور اس کا ہر دن ایک ہزار سال کی طرح ہوگا۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (صاحب کتاب امام منذری کہتے ہیں) اس حدیث کے موضوع ہونے کا شبہ پڑتا ہے۔ (ابویعلیٰ نے بھی مختصراً یہ حدیث روایت کی)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی العلمین ﷺ نے فرمایا: کیا مَیں وہ رات نہ بتادوں جو لیلۃ القدر سے افضل ہے؟ (وہ پہرے دار کی رات ہے) جو میدان جنگ میں (لشکر اسلام کی) کی پہرہ داری کررہا ہو (یہ بھی خیال

---

(1) کیونکہ یہ آنکھ جہاد بالنفس میں بھی مصروف ہے۔ ساری ساری رات اسلامی سرحدوں کی حفاظت میں جاگتے ہوئے آنکھوں میں کاٹ دینا معمولی بات نہیں۔ قرآن حکیم فرماتا ہے۔ وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ (توبہ: 41) ترجمہ: ''اے اہل اسلام! اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو''۔ وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىکُمْ (حج: 78) ترجمہ: ''اور اللہ کی راہ میں یوں جہاد کرو کہ حق جہاد ادا کردو، اللہ نے اس کام کے لئے تمہیں ہی منتخب فرمایا ہے۔ (مترجم)

گذرتا ہو کہ) شاید وہ اپنے اہل خانہ کے پاس لوٹ کر نہیں جائے گا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی راہ میں ایک رات اسلامی سرحد کی حفاظت کرنا، ایسی ہزار راتوں سے افضل ہے جن میں نماز قائم کی گئی اور ان کے دنوں میں روزہ رکھا گیا ہو۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: تین آنکھیں ایسی ہیں، جنہیں نار جہنم نہیں چھوئے گی۔ نمبر 1 وہ آنکھ جو جہاد فی سبیل اللہ میں ضائع ہوگئی۔ نمبر 2 وہ آنکھ جو اسلامی سرحد کی حفاظت کرتی رہی اور نمبر 3 وہ آنکھ جو خوف خدا سے روتی رہی۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا: حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آنکھوں پر اللہ نے حرام فرمادیا ہے کہ جہنم کی آگ ان کو پہنچے۔ نمبر 1 وہ آنکھ جو خوف خدا سے روتی رہے اور نمبر 2 وہ آنکھ جو اسلام و اہل اسلام کی کفر سے حفاظت کرتے ہوئے رات گذار دے۔

اسے بھی حاکم نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں انقطاع ہے۔

حدیث: حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم کسی غزوہ میں تھے کہ ایک دن ہم ایک بلندی پر پہنچے۔ وہاں ہم نے رات بسر کی۔ وہاں ہمیں شدید سردی کا سامنا کرنا پڑا۔ حتی کہ میں نے ایسے حضرات بھی دیکھے جو زمین میں گڑھے کھودر ہے تھے کہ ان میں داخل ہو جائیں اور اپنی ڈھالیں اوپر ڈال لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی جب یہ حالت دیکھی تو فرمایا: آج رات ہماری حفاظت کون کرے گا؟ اور میں اس کے لئے دعا فرماؤں گا جس میں اس کے لئے فضل و برکت ہوگی۔ انصار میں سے ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں کروں گا۔ ارشاد فرمایا: قریب آؤ۔ وہ قریب حاضر ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس انصاری کا نام عرض کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمانی شروع کی اور اس کے حق میں بہت دعا فرمائی۔ ابوریحانہ کہتے ہیں: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس کے حق میں دعا سنی تو عرض کیا: حفاظت کرنے والا دوسرا آدمی میں ہوں گا۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قریب آؤ۔ میں قریب ہو گیا۔ تو ارشاد فرمایا: تم کون ہو؟ میں بولا: میں ابوریحانہ ہوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے لئے بھی دعا فرمائی جو انصاری کے لئے فرمائی گئی دعا سے کم تھی۔ پھر فرمایا: اس آنکھ پر آگ حرام کر دی گئی جو اللہ کے خوف سے آنسو بہاتی یا روتی ہو۔ اور اس آنکھ پر دوزخ کی آگ حرام فرمادی گئی جو اللہ کی راہ میں جاگتی ہے۔ اور فرمایا: اور حرام فرمادی گئی دوزخ کی آگ ایک تیسری آنکھ پر بھی جس کا نام محمد بن شمیر (راوی) کو یاد نہیں رہا۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ الفاظ ان کے ہیں۔ اور نسائی کے نزدیک اس کے بعض راوی ثقہ ہیں۔ طبرانی نے اوسط و کبیر میں اور حاکم نے بھی روایت کیا۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر آنکھ روزِ محشر رو رہی ہوگی مگر (تین آنکھیں مستثنیٰ ہیں) ایک وہ آنکھ جو اللہ کی حرام فرمودہ چیزوں سے دیکھنے سے جھکی رہے۔ دوسری وہ جو جہاد فی سبیل اللہ میں بیدار رہے اور تیسری وہ آنکھ جس سے اللہ کے ڈر کی وجہ سے مکھی کے سر کی مثل آنسو بہتے رہیں۔ (اصبہانی)۔

حدیث: حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ حنین کے موقعہ پر صحابہ رضی اللہ عنہم (جن میں یہ خود بھی شامل تھے) نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا۔ کافی دیر سفر کرتے رہے حتیٰ کہ شام کا وقت ہوگیا۔ مَیں نمازِ ظہر ادا کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس وقت ایک گھڑ سوار حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مَیں آپ کے سامنے سے گیا اور فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ سب کے سب اپنے اونٹوں، بکریوں اور اپنی عورتوں کے ساتھ حنین کے مقام پر جمع ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ کل یہ سب مسلمانوں کے لئے مالِ غنیمت ہوگا۔ پھر فرمایا: آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟ حضرت انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: مَیں پہرہ دوں گا یارسول اللہ! ﷺ۔ فرمایا: سوار ہو جاؤ۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے (ارشاد فرماتے ہوئے) ارشاد فرمایا: اس گھاٹی کی طرف چلے جاؤ اور اس کی بلندی پر چڑھ جاؤ۔ اور دیکھنا کہیں آج رات اپنی طرف سے دھوکا نہ کھا جانا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے جائے نماز کی طرف تشریف لائے۔ دو رکعتیں ادا فرمائیں (سنتیں) پڑھ کر ارشاد فرمایا: کیا تم نے اپنے اس سوار کے بارے میں کچھ محسوس کیا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہمیں تو کچھ محسوس نہیں ہوا۔ پھر نماز کے لئے اقامت کہی گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے۔ دورانِ نماز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس گھاٹی کی طرف دیکھ لیتے تھے۔ (جو آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ کسی اور کو جائز نہیں بلکہ اس کے حق میں ایسا کرنا نماز میں چوری کرنا قرار دیا گیا ہے) یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری فرمائی اور سلام پھیر کر فرمایا: بشارت ہو، تمہارا سوار آ گیا ہے۔ تو ہم درختوں کے درمیان میں سے اس گھاٹی کی جانب دیکھنے لگے۔ پھر وہ آ گئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر عرض کیا: مَیں چلا حتیٰ کہ اس گھاٹی کی بلندی پر پہنچ گیا جہاں کا اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھاٹیوں پر جھانکا مگر میں نے وہاں کسی کو نہیں دیکھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: کیا آج رات (کسی وقت) تم گھاٹی پر سے نیچے اترے ہو؟ عرض کیا: نہیں، صرف نماز یا قضائے حاجت کے لئے اترا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "قَدْ اَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ اَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا" تمہارے لئے جنت واجب ہو گئی۔ اس کے بعد کوئی عمل نہ بھی کرو تو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ (یعنی تم نے اسلامی لشکر کی چوکیداری کا وہ عمل کیا ہے جس کی وجہ سے جنت تمہارے لئے واجب ہو گئی ہے)۔ اسے امام نسائی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

ترغیب

جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنا، غازیانِ اسلام کو سامانِ ضرورت فراہم کرنا اوران کی عدم موجودگی میں ان کے اہل وعیال کی خبر گیری کرنا

حدیث: حضرت خزیمہ بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَتْ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ'' جو شخص جہاد فی سبیل اللہ میں اپنا مال (1) خرچ کرے، اس کے لئے سات سو گنا اجر لکھا جائے گا۔ (کیونکہ اس نے یہ مال اعلاء کلمۃ اللہ ونصرت دین حق کے لئے خرچ کیا)۔

اسے نسائی، ترمذی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حدیث معراج روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھوڑا (براق) پیش کیا گیا جو کہ اپنا قدم حد نظر تک رکھتا تھا۔ تو آپ ﷺ سوار ہو کر چلے۔ حضرت جبریل علیہ السلام بھی ساتھ تھے۔ ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جو ایک دن کھیتی بوتی تھی اور دوسرے دن اسے کاٹ لیتی تھی (اتنی جلدی پک کر تیار ہو جاتی تھی) جوں ہی وہ قوم کھیتی کاٹ کر فارغ ہوتی، کھیتی پہلے کی طرح پھر کھڑی ہوتی تھی۔ تو سید عالم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں۔ ان کے نیکیاں سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہیں۔ اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا یہ اس کا بدلہ ہے۔ اس کے بعد طویل حدیث ذکر کی۔ (بزار)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (بقرۃ:261) ترجمہ: ''ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح ہے

---

(1) قرآن حکیم کی جس آیت کریمہ میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے سامان حرب وضرب تیار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اسی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ (انفال:60) ترجمہ: ''اور اللہ کی راہ میں تم جو کچھ خرچ کرو گے، تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تم کسی طرح بھی گھاٹے میں نہیں رہو گے''۔ غازیانِ اسلام کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے سورۂ توبہ میں رب تعالیٰ فرماتا ہے:
وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (توبہ:121)
ترجمہ: ''اور (وہ غازیانِ اسلام) جو خرچ کرتے ہیں چھوٹا ہو یا بڑا اور جو وادی طے کرتے ہیں، سب کچھ ان کے لئے لکھا جاتا ہے تا کہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا بہترین صلہ عطا فرمائے''۔ سورہ بقرہ میں کفار ومشرکین کے ساتھ جہاد وقتال کے احکام بیان فرمانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے: وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (بقرۃ:195) ترجمہ: ''اور راہ خدا میں خرچ کرو اور (خرچ کرنے سے ہاتھ روک کر) اپنے ہی ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ اور نیکی وبھلائی کرو۔ بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ محبت فرماتا ہے''۔

جس نے سات بالیں اگائیں۔ ہر بالی میں سو سو دانہ ہے اور اللہ جس کے لئے چاہے اس سے بھی زیادہ بڑھاتا ہے۔ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے بارگاہ الوہیت میں عرض کیا: اے میرے رب! میری امت کو اس سے بھی زیادہ عطا فرما۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۝ (زمر:10) ترجمہ: ''صبر کرنے والوں کو ان کا اجر وثواب بے حساب عطا فرمایا جائے گا''۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت حسن بن علی، ابودرداء، ابوہریرہ، ابوامامہ باہلی، عبداللہ بن عمر، جابر بن عبداللہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ یہ سب حضرات رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے (اپنا مال) جہاد فی سبیل اللہ کے لئے بھیجا اور خود اپنے گھر مقیم رہا، اسے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم کا ثواب ملے گا۔ ''وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَنْفَقَ فِیْ وَجْهِهٖ ذٰلِكَ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ اَلْفِ دِرْهَمٍ'' اور وہ شخص جو بنفس نفیس خود جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہوا اور اس میں مال بھی خرچ کیا تو اس کے لئے ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم کا ثواب ہے۔ پھر حضور سرور عالم ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ (بقرۃ:261) ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے اس سے بھی زیادہ اجر وثواب بڑھاتا ہے''۔

اسے ابن ماجہ نے خلیل بن عبداللہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس مجاہد کو خوش خبری ہو جو جہاد فی سبیل اللہ میں اکثر اوقات اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے اس لئے کہ اس کے لئے ہر کلمہ کے عوض ستر ہزار نیکیاں ہیں۔ ہر نیکی دس گنا ہے۔ ساتھ ہی اللہ کے ہاں اس کے لئے مزید اجر بھی ہے (اس قدر زیادہ کہ وہم وگمان میں نہ آسکے) عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ! جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے کا کیا ثواب ہے؟ فرمایا: مال خرچ کرنا بھی اسی اندازے کے ساتھ ہے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مال خرچ کرنے کا ثواب تو صرف سات سو گنا تک ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے کم سمجھا ہے۔ یہ ثواب تو صرف ان کا ہے جو مال خرچ کریں اور خود اپنے اہل خانہ کے پاس رہیں، غزوہ میں نہ جائیں۔ اگر وہ غزوہ میں بھی شریک ہوں اور مال بھی خرچ کریں تو اللہ ان کے لئے اپنی رحمت کے وہ خزانے محفوظ فرما دیتا ہے کہ بندوں کا علم اور وصف انہیں بیان کرنے سے قاصر ہے۔ یہ لوگ تو اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ایک راوی غیر معروف ہے۔

حدیث: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے نے جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف غازیوں کو سامان ضرورت فراہم کیا، گویا وہ غزوہ میں شریک ہوا۔ اور جس نے جہاد میں مصروف غازی کے اہل وعیال کی اچھی طرح خبر گیری کی وہ بھی گویا شریک غزوہ ہوا۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا (ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن ماجہ نے بھی اسی مضمون کی احادیث روایت کی ہیں)۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنی لحیان کی طرف لشکر روانہ کرتے ہوئے فرمایا: (گھر میں موجود مسلمان) دو مردوں میں سے ایک (جہاد کے لئے) نکلے۔ پھر پیچھے رہنے والوں سے ارشاد فرمایا: "اَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِيْ اَهْلِهٖ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ" جو مجاہد کی غیر موجودگی میں اس کے اہل و عیال کی خبر گیری کرے گا، اسے اس مجاہد کے برابر ثواب ملے گا۔

اسے مسلم وابوداؤد وغیرہما نے روایت کیا۔ (ابوداؤد میں نصف اجر کے الفاظ ہیں)۔

حدیث: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو مجاہد فی سبیل اللہ کی مدد کرے، اسے مجاہد کے برابر ثواب ملے گا اور جو مجاہد کے اہل خانہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، یا جس نے مجاہد کے اہل و عیال پر مال خرچ کیا، اسے بھی مجاہد کے برابر ثواب دیا جائے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت سہل نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے کے ساتھ تعاون کیا، یا اس کی تنگ دستی میں اس کا قرض چکا دیا یا مکاتب (1) کو آزاد کرانے میں مدد کی، اللہ تعالیٰ اسے اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے بغیر کوئی سایہ نہ ہوگا۔

اسے امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے غازی کے سر پر سائے کا انتظام کیا، قیامت کے دن اللہ اسے سایہ عطا فرمائے گا۔ جس نے غازی فی سبیل اللہ کو سامان ضرورت فراہم کیا، اسے اس کے برابر اجر دیا جائیگا۔ اور جس نے رضائے خداوندی کے لئے کوئی مسجد بنائی تا کہ اس میں اللہ کی عبادت کی جائے "بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر تعمیر فرمائے گا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقات میں بہترین صدقہ مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے خیمہ لگا دینا، اللہ کی راہ میں غلام کی خدمات وقف کر دینا یا راہ خدا میں جوان اونٹنی دینا ہے (تا کہ مجاہدین ان سے کام لے سکیں)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

---

(1) مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس نے اپنے مولیٰ کے ساتھ طے کر لیا ہو کہ اتنی رقم ادا کر دوں تو مجھے آزاد کر دیا جائے اور مولیٰ نے منظور کر لیا ہو۔ اس کی مدد کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ (مترجم)

ترغیب

جہاد کی نیت سے گھوڑے پالنا جس میں ریا کاری نہ ہو اس عمل کی فضیلت نیز گھوڑوں کی پیشانی کے بال نہ کاٹے جائیں کہ ان میں خیر و برکت رکھی گئی ہے

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدہ کو سچا جانتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے گھوڑا پالا۔ ''فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي الْحَسَنَاتِ'' تو اس گھوڑے کا چارا، پانی، اور بول و براز سب کچھ قیامت کے روز (نیکیاں بنا کر) اس کی میزان عمل میں رکھا جائے گا۔

اسے بخاری و نسائی وغیر ہما نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (رسول اللہ ﷺ سونے، چاندی اور مال مویشی کی زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب بیان فرما رہے تھے کہ) عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گھوڑے کی تین اقسام ہیں۔ نمبر 1 وہ گھوڑا جو مالک کے لئے گناہ کا موجب ہے۔ نمبر 2 وہ جو مالک کے لئے پردے کا باعث ہے اور نمبر 3 وہ جو اپنے مالک کے لئے وجہ اجر و ثواب ہے۔ اب وہ گھوڑا جو مالک کے لئے گناہ کا موجب ہے وہ ہے جو مالک نے ریا کاری، فخر و غرور اور اہل اسلام کی دشمنی کے لئے پال رکھا ہو۔ یہی ہے جو اس کے لئے گناہ کا موجب ہے۔ وہ جو مالک کے لئے پردے کا باعث ہے وہ گھوڑا ہے جو آدمی نے اللہ کی راہ میں پالا ہوا ہے پھر وہ اس کی پشت اور گردن میں اللہ کے حق کو نہیں بھولتا۔ (بلکہ اس حق کو ادا کرتا رہتا ہے) یہی وہ گھوڑا ہے جو مالک کے لئے پردہ و بچاؤ کا باعث ہے۔ اب رہا وہ گھوڑا جو مالک کے واسطے وجہ اجر و ثواب ہے، تو یہ وہ ہے جسے مالک نے جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے اہل اسلام کے لئے کسی چراگاہ یا باغ میں رکھا ہوا ہو۔ یہ گھوڑا چراگاہ یا باغ میں سے جو کچھ کھائے گا، اللہ اس مالک کے لئے اس گھوڑے کے کھائے ہوئے (تنکوں) کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھے گا۔ اس کی لید کے برابر نیکیاں تحریر فرمائے گا اور اس کے بول کے قطروں کے برابر حسنات اس مالک کے لئے لکھ دی جائیں گی۔ اگر یہ رسی تڑوا کر ایک یا دو ٹیلوں کا چکر لگائے گا تو بھی اللہ تعالیٰ مالک کے لئے اس کے قدموں اور لید کے برابر نیکیاں لکھ دے گا۔ اور اگر اس گھوڑے کا مالک اسے لے کر کسی نہر کے پانی سے گذرا گھوڑے نے اس نہر سے پانی پی لیا حالانکہ مالک پلانے کا ارادہ نہ رکھتا تھا، اس پر بھی اللہ تعالیٰ مالک کے لئے گھورے کے پیئے پانی (کے قطروں) کے برابر نیکیاں لکھ دے گا۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔ یہ حدیث اس حدیث کا ٹکڑا ہے جو مکمل طور پر باب منع الزکوٰۃ میں درج ہے۔ (اسی طرح کی حدیث ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بھی روایت کی)

حدیث: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی

پیشانی میں تا روز قیامت ہمیشہ کے لئے خیر و برکت رکھ دی گئی ہے۔ جس نے اپنے ہاں جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کے لئے اسے باندھا اور اس پر ثواب سمجھ کر فی سبیل اللہ خرچ کیا، تو اس گھوڑے کا پیٹ بھرے ہونا، بھوکا ہونا، پیاسا ہونا، سیراب ہونا، اس کا بول اور لید سب کچھ قیامت کے روز اس کے مالک کی میزان عمل میں رکھ دیا جائے گا۔ اور جس کسی نے دکھاوے، ریاکاری، تکبر اور فرحت کے لئے رکھا، تو اس کی بھوک، اس کا چارا، سیرابی، پیاس، لید اور اس کا بول سب کچھ قیامت کے دن مالک کے (برائیوں کے پلڑے میں) میزان میں رکھ دیا جائے گا۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی تین قسمیں ہیں نمبر 1 رحمٰن کے لئے، نمبر 2 انسان کے لئے اور نمبر 3 شیطان کے لئے۔ رحمٰن کا گھوڑا وہ ہے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے رکھا جائے اور اس پر اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کی جائے۔ انسان کا گھوڑا وہ ہے جو دل لگی اور زیب و زینت کے لئے رکھا گیا ہو۔ اور شیطان کا وہ گھوڑا ہے جو شرطیں بد کر دوڑایا جائے اور اس پر جوا کھیلا جائے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ (امام احمد نے بھی قریب قریب اس مضمون کی حدیث کسی انصاری صحابی سے روایت کی ہے نیز عبداللہ بن مسعود سے بھی انہوں نے ایسی ایک روایت کی)۔

حدیث: حضرت عریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خیر و برکت اور کامیابی قیامت کے دن تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں رکھی گئی ہے۔ گھوڑے رکھنے والے ان کے محافظ ہیں۔ ان پر خرچ کرنے والا ایسا ہے جیسا کوئی ہاتھ بھر بھر کر صدقہ کرنے والا ہو۔ اور ان گھوڑوں کے بول و لید قیامت کے روز ان کے مالکوں کے لئے جنتی مشک کی صورت ہوں گے۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔ اور (صاحب کتاب کے نزدیک) اس میں نکارت ہے۔ (اس کے آخری جملہ کی وجہ سے شاید نکارت معلوم ہوتی ہو ورنہ پہلا باقی حصہ ابو یعلیٰ، ابن حبان، حاکم، ابوداؤد، وغیرہم نے بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِی نَوَاصِیْھَا الْخَیْرُ وَالْاَجْرُ وَالْغَنَمُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ'' گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر، اجر اور غنیمت رکھ دی گئی ہے۔

اسے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا رحمہم اللہ۔ (علاوہ ازیں اس کے مفہوم کی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے امام مالک، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی کی ہے)۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے روز تک خیر و کامیابی رکھی گئی ہے۔ گھوڑوں کے مالک ان کے نگران ہیں۔ تم ان گھوڑوں کے لئے

برکت کی دعا کیا کرو۔ ان کی گردنوں میں پٹہ ڈالو اور تانت (1) کے پٹے نہ ڈالو۔ (یہ کام مشرکین کرتے تھے)۔

اسے امام احمد نے باسناد جید روایت کیا۔

حدیث: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے کی پیشانی پر اپنی انگلی مبارک پھیر رہے تھے اور ارشاد فرما رہے تھے: ان گھوڑوں کی پیشانیوں میں روز قیامت تک خیر و برکت، اجر اور غنیمت رکھ دی گئی ہے۔

اسے مسلم و بخاری رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو گھوڑوں سے زیادہ کوئی اور چیز پیاری نہ تھی۔ (کیونکہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے میں معاون ہوتے ہیں) پھر فرمایا: اے اللہ! عورتوں کی مغفرت فرما۔ (کیونکہ یہ افزائش نسل انسانی، انتظام خانہ داری، مرد کے لئے راحت و مسرت کا سامان ہیں)۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی عربی (عمدہ قسم کا بارادہ جہاد رَکھا گیا) گھوڑا ہو اسے بوقت سحر چند کلمات کے ساتھ دعا کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ (وہ گھوڑا دعا کرتا ہے) اے میرے پروردگار! تو نے مجھے بنی آدم کی ملک میں دیا اور مجھے اس کے لئے کر دیا۔ اب مجھے اس کے نزدیک اس کے اہل و عیال اور مال سے بھی زیادہ پیارا بنا دے۔

اسے امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، گھوڑوں کی پیشانیوں، گردنوں اور دموں کے بال نہ کاٹا کرو۔ کیوں کہ ان کی دموں کے بال مکھیاں اڑانے کے لئے ہیں۔ گردن کے بال سردی، گرمی سے بچاؤ کرتے ہیں اور ان کے پیشانی کے بالوں میں خیر و برکت رکھی گئی ہے۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اس کی اسناد میں مجہول راوی ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین گھوڑا وہ ہے جو سیاہ رنگ کا ہو جس کا منہ، ناک اور پیشانی سفید ہو اور پاؤں پر بھی سفیدی ہو۔ نیز اس کا داہنا اگلا پاؤں باقی جسم کا ہم رنگ ہو (یعنی بایاں سفید اور دایاں سیاہ ہو) یزید بن ابی حبیب نے کہا: اگر اس طرح کا سیاہ گھوڑا نہ ملے تو پھر کمیت (سرخ و سیاہ رنگ کا) اسی شکل و صورت کا گھوڑا بہتر ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا (اور اسی طرح کی ایک حدیث حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ترمذی، ابن

---

(1) بھیڑ بکری کی انتڑیاں خشک کر کے بٹ کر رسی سی بنالی جاتی ہے۔ جیسے ہمارے ملک پاکستان میں چھاج وغیرہ بنانے والے بناتے ہیں۔ اسے تانت کہتے ہیں۔ مشرکین نظر بد سے حفاظت کے خیال سے ایسی رسی گھوڑے کے گلے میں ڈالا کرتے تھے۔ (مترجم)

ماجہ اور حاکم نے روایت کی۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بر شرط بخاری و مسلم صحیح ہے)۔

حدیث: حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی پاک ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم جہاد کے لئے جانا چاہو تو سفید پیشانی و سفید قدم والا گھوڑا جس کا دایاں اگلا پاؤں جسم کے ہم رنگ ہو خرید لو۔ اس سے تم راحت و کامیابی پاؤ گے اور دشمنوں سے سلامت (1) رہو گے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرخ و سیاہ رنگ والے گھوڑے جو سفید پیشانی و سفید قدم والے ہوں یا پیشانی و اگلے قدم سفید ہوں یا جن کی پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں رکھا کرو۔

اسے ابوداؤد (الفاظ ابوداؤد کے ہیں) اور نسائی نے روایت کیا۔ نسائی کی روایت اس سے طویل ہے۔

---

(1) زمانہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تیز رفتار سواری جو جنگ میں کام آ سکتی تھی، وہ گھوڑا تھا اور ان میں مذکورہ اقسام کے گھوڑے زیادہ کارآمد تھے۔ حدیث پاک سے معلوم ہو رہا ہے کہ وقت کی تیز ترین سواری اور جدید ترین ہتھیار مجاہدین کے پاس ہونے چاہئیں۔ چونکہ اس زمانہ میں یہی گھوڑے بہترین و تیز ترین سواری تھی۔ اگر اس دور میں ایف 16 وغیرہ ہوتے یا ہتھیاروں میں ایٹم بم ہوتا تو سرکش کفار و مشرکین کے مقابلہ میں اسے ہی اختیار کیا جاتا۔ (واللہ اعلم) (مترجم)

ترغیب

غازی اور مجاہد کو میدان جہاد میں روزہ، نماز اور ذکر الٰہی وغیرہ جیسے اعمال صالحہ کثرت سے کرنے چاہئیں

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شب معراج سیر فرماتے ہوئے ایک قوم کے پاس تشریف لے گئے۔ جو ایک دن کھیتی بوتی تھی اور دوسرے دن کاٹ لیتی تھی۔ جوں ہی وہ کھیتی کاٹ کر فارغ ہوتی کھیتی اسی وقت پہلے کی طرح لہلہانے لگتی۔ تو سید عالم ﷺ نے پوچھا! اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں۔ ان کی ایک ایک نیکی کو سات سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے (دنیا میں) خرچ کیا تھا یہ اسی کا پھل ہے۔ (بزار)۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَامِنْ عَبْدٍ يَصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا'' جس بندہ مومن نے جہاد فی سبیل اللہ کے دوران ایک دن کا (نفلی) روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آتش دوزخ سے ستر سالہ راہ دور کر دے گا۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی۔

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ کے دوران رمضان کے علاوہ کسی ایک دن کا روزہ رکھا، اسے آگ سے اتنا دور فرما دیا جائے گا کہ تیز رفتار طاقتور گھوڑا ایک سو سال میں وہاں تک پہنچ سکے۔

اسے ابویعلیٰ نے زبان بن فائد کے طریق سے روایت کیا۔ (اس مضمون کی احادیث طبرانی نے کبیر و اوسط میں اور نسائی نے بھی روایت کی ہیں)

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے ایک نفلی روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان اتنی چوڑی خندق بنا دے گا جتنی چوڑائی زمین و آسمان کے درمیان ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط اور صغیر میں باسناد حسن روایت کیا۔ (ایسی ہی روایت ترمذی میں بھی ہے)۔

حدیث: حضرت سہل بن معاذ اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک نماز، روزہ اور ذکر خدا، جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے سے سات سو گنا تک زیادہ کئے جاتے ہیں (مال خرچ کرنے کی بنسبت ان کا ثواب سات سو گنا زیادہ ہے۔ حدیث گذر چکی کہ ایسے موقعہ پر ایک درہم سات سو گنا زیادہ ثواب

رکھتا ہے یعنی چار لاکھ نوے ہزار گنا زیادہ ثواب)۔

اسے ابوداؤد نے زبان کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بشارت ہو اس مجاہد کو جو جہاد فی سبیل اللہ میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ اس لئے کہ ہر ہر کلمہ کے عوض اسے ستر ستر ہزار نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ پھر ان میں سے ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ ساتھ ہی وہ اجر و ثواب بھی ہے جو اس کے لئے اللہ کے ہاں موجود ہے۔ (وہ کتنا ہے؟ ہماری عقل و سمجھ سے بالاتر ہے)۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کی سند میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں۔

حدیث: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا: مجاہدین میں سے کون سا مجاہد سب سے زیادہ اجر و ثواب پانے والا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''اَکْثَرُ هُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی ذِکْرًا'' جو ان میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر سب سے زیادہ کرتا ہو۔ (الحدیث)۔

اسے امام احمد و طبرانی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت سہل بن معاذ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ کے دوران سو آیات تلاوت کیں، اللہ تعالیٰ اسے انبیاء (علیہم السلام) صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ لکھ دے گا۔

اسے حاکم نے زبان عنہ کے طریق سے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے، کہتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میری مسجد میں ایک نماز کا ثواب دس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ ''وَالصَّلٰوۃُ بِاَرْضِ الرِّبَاطِ بِاَلْفَیْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ'' اور میدان جنگ میں ایک نماز کا ثواب بیس لاکھ (1) نمازوں کے برابر ہے۔ (الحدیث)

اسے ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کیا۔

حدیث: اور بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (میدان جنگ میں) مجاہد کی ایک نماز کا ثواب پانچ سو نمازوں کے برابر ہے اور جہاد میں ایک دینار یا ایک درہم خرچ کرنا، اس سات سو دینار و درہم سے افضل ہے جو اس نے کسی اور نیک کام میں خرچ کیا۔ (واللہ اعلم)۔

---

(1) ثواب میں کمی بیشی کا تعلق عمل کرنیوالے کے خلوص وللہیت کے ساتھ ہے۔ جتنا خلوص زیادہ اسی قدر ثواب زیادہ۔ لہٰذا یہ اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا کہ کسی حدیث میں ثواب زیادہ اور کسی میں کم کیوں بیان فرمایا گیا ہے؟ (فافہم) (مترجم)

ترغیب

صبح وشام جہاد کے لئے جانا اوراس کے لئے پیدل چلنا مجاہد کا غبار آلود ہونا اور جہاد فی سبیل اللہ میں خطرات کا سامنا کرنا نیز ان اعمال کی فضیلت

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ایک صبح یا ایک شام بھی گذارنا، دنیا اوراس کے کل مال ومنال سے بہتر ہے۔ جنت میں ایک تیر رکھنے کی جگہ یا ایک چھڑی رکھنے کا مقام، تمام دنیا اور سامان دنیا سے بہتر ہے۔ اگر کہیں جنتی خاتون (حور) اہل دنیا کی طرف جھانک لے، تو زمین و آسمان کی تمام مخلوق چمک اٹھے اور زمین وآسمان کے درمیانی خلا کو خوشبو سے بھر دے۔ "وَلَنَصِيفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" اس کے تو سر کا آنچل بھی دنیا و مافیھا سے کہیں بڑھ کر ہے۔

اسے بخاری ومسلم وغیرہما نے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ غَرَبَتْ" راہ خدا میں ایک صبح یا ایک شام بسر کرنا ہر اس چیز (دنیا مافیھا) سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع وغروب ہوتا ہے۔

مسلم ونسائی (نیز بخاری) نے اسے روایت کیا۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ایک دن بحالت تیاری مورچہ بند رہنا، دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ اور جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ مل جانا، دنیا و نعمت ہائے دنیا سے بہتر ہے۔ ایک شام جو بندہ جہاد فی سبیل اللہ میں گذارے یا ایک صبح گذارے، یہ دنیا ومتاع دنیا سے بہتر و افضل ہے۔

بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا۔ یہ حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے۔

حدیث: اور انہی (حضرت سہل) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ مسلم راہ حق میں مجاہد بن کر یا حج کے ارادہ سے تلبیہ کہتا ہوا جائے، تو سورج اس کے گناہوں کو اپنے ساتھ لے کر ڈوبتا ہے۔ (تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے، اللہ کے گھر کا حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کی جماعت ہیں۔ اگر یہ لوگ اللہ سے کوئی دعا کریں تو قبول فرمائی جاتی ہے۔

اسے ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے (نسائی، ابن ماجہ، اور ابن خزیمہ نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ابن ماجہ کی روایت کے آخری الفاظ ہیں: ''اگر یہ حضرات اللہ سے دعا کریں تو وہ قبول فرماتا ہے اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو مغفرت فرمادی جاتی ہے''۔

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کا ضامن ہو جاتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرنے نکلے، اس کا یہ نکلنا صرف میری راہ میں جہاد کے لئے ہو (کوئی اور غرض نہ رکھتا ہو) وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہو اور میرے رسولوں کی تصدیق کرتا ہو تو وہ میری حفاظت میں ہے۔ یا تو میں اسے داخل جنت فرماؤں گا (بذریعہ شہادت) یا اسے ثواب اور مال غنیمت دے کر اس کے گھر کی طرف واپس کروں گا جہاں سے وہ جہاد کے لئے نکلا تھا۔ قسم ہے اس ذات بابرکات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، جو زخم بھی راہ خدا میں لگے گا بروز قیامت اسی شکل میں آئے گا جس شکل میں دنیا میں لگا تھا۔ اس کا رنگ خون کا سا ہوگا اور خوشبو مشک جیسی ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں جان محمد (ﷺ) ہے، اگر مسلمانوں پر شاق نہ ہوتا تو میں راہ خدا میں جہاد کرنے والے کسی لشکر سے کبھی پیچھے نہ رہتا۔ لیکن میرے پاس اتنی گنجائش نہیں کہ میں سب مسلمانوں کو سواریاں دوں اور نہ ہی اتنی گنجائش خود ان مسلمانوں کے پاس ہے۔ اور مسلمانوں پر یہ دشوار ہوگا کہ وہ مجھ سے پیچھے رہیں (اس لئے ہر لشکر میں میں خود نہیں جاتا) اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان پاک ہے۔ مجھے یہ بات بہت پسند ہے کہ میں اللہ کے راستہ میں جہاد کروں پھر شہید کر دیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں پھر شہید ہو جاؤں پھر (زندہ کیا جاؤں) اور جہاد کروں اور پھر شہید کر دیا جاؤں۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔ الفاظ بھی مسلم ہی کے ہیں۔ علاوہ ازیں امام مالک، بخاری اور نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں کہ: ''اللہ نے ذمہ داری لے لی ہے اس شخص کی جو اس کے راستہ میں جہاد کرے جبکہ اسے اس کے گھر سے اللہ کی راہ میں جہاد کے سوا کسی اور غرض نے نہ نکالا ہو۔ کہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا اسے اس کے گھر کی طرف اجر و مال غنیمت دے کر واپس کرے''۔ (الحدیث)

حدیث: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص گھر سے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلا پھر فوت ہو گیا یا شہید ہو گیا، یا اسے اس کے گھوڑے یا اونٹ نے کچل ڈالا، یا کسی زہریلے جانور کے کاٹنے سے مر گیا یا اپنے بستر پر اللہ کی مرضی سے کسی بھی وجہ سے فوت ہو گیا تو بے شک وہ شہید ہے اور اس کے لئے جنت ہے۔

اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا پھر فوت ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت تک (ہر سال) حج کرنے والے کا ثواب لکھ دے گا۔ جو بندہ عمرہ کے ارادہ سے نکلا، پھر راستہ میں انتقال کر گیا، تو اللہ روز قیامت تک عمرہ کرنے والے کا اجر اس کے حق میں لکھے گا۔ اور جو آدمی راہ خدا میں جہاد کے لئے نکلا پھر اسے موت آگئی (میدان تک نہ پہنچ پایا) تو خدائے قدوس اس کے نامہ اعمال میں تا قیامت جہاد کرنے والے کا اجر و ثواب لکھ دے گا۔

اسے ابویعلیٰ نے محمد بن اسحاق کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ اس کی باقی اسناد ثقہ ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے پانچ چیزوں کے بارے میں عہد لیا کہ جو شخص ان میں سے کوئی بھی بجالائے گا وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہوگا (کہ اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے) نمبر 1 جو کسی بیمار کی عیادت کو جائے۔ نمبر 2 کسی مسلمان کے جنازہ میں شامل ہو۔ نمبر 3 جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلے۔ نمبر 4 کسی نیکوکار حاکم کے پاس جائے اس ارادے سے کہ اس سے ادب آداب سیکھے گا اور اس کی عزت واحترام کرے گا یا نمبر 5 (فتنوں سے بچ بچا کر) اپنے گھر میں بیٹھا رہے کہ خود بھی سلامت رہے اور دوسرے لوگ بھی اس سے سلامتی میں رہیں۔

اسے امام احمد (الفاظ آپ ہی کے ہیں) بزار، طبرانی اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان احادیث میں بیان فرمایا جو آپ اپنے رب تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں کہ میرا رب فرماتا ہے: میرے بندوں میں سے جو بندہ میری رضا کی تلاش میں میری راہ میں جہاد کے لئے نکلا، میں اس کی ضمانت لیتا ہوں کہ اگر میں نے اسے واپس لوٹایا (میدان جہاد سے) تو اس طرح لوٹاؤں گا کہ وہ اجر و ثواب اور مال غنیمت لے کر لوٹے گا ''وَاِنْ قَبَضْتُهٗ غَفَرْتُ لَهٗ'' اور اگر میں نے اس کی روح قبض کر لی (کہ جام شہادت نوش کرا دیا) تو اس کے مغفرت فرما دوں گا۔ (نسائی)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی نار جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے خوف سے روتا رہا ہو یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس ہو جائے (جبکہ دوہا ہوا دودھ تھنوں میں دوبارہ واپس جانا ناممکن ہے) اور ''وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ'' جہاد فی سبیل اللہ میں اڑنے والی گرد اور دوزخ کا دھواں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ الفاظ بھی ترمذی کے ہیں اور آپ نے کہا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ان کے علاوہ نسائی، حاکم اور بیہقی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ البتہ ان کے الفاظ اس طرح ہیں: '' جہاد فی سبیل اللہ میں اڑنے والی گرد و غبار اور جہنم کا دھواں کبھی بھی ایک مسلمان کے گلے میں جمع نہیں ہو سکتے''۔ (یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ مجاہد مخلص بھی ہو اور

جہنم میں چلا جائے)۔حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ'' جس بندے کے قدم جہاد فی سبیل اللہ میں غبار آلود ہوں، یہ نہیں ہوسکتا کہ نار جہنم اسے چھو بھی سکے۔

اسے امام بخاری نے روایت کیا۔ الفاظ بھی انہیں کے ہیں اور نسائی وترمذی نے بھی ایک حدیث میں اسے روایت کیا ہے۔ جس کے الفاظ ہیں: ''جس کے قدم راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے غبار آلود ہو جائیں وہ آگ پر حرام ہیں''۔(اس کے قریب قریب مضمون کی احادیث نسائی، حاکم، طبرانی، بیہقی اور امام احمد رحمہم اللہ نے بھی روایت کی ہیں)۔

حدیث: حضرت ربیع بن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ کہیں تشریف لے جارہے تھے۔ دیکھا کہ قریش کا ایک لڑکا راستے سے ہٹ کر الگ چل رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ فلاں لڑکا نہیں ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ ﷺ یہ وہی ہے۔ فرمایا: اسے میرے پاس بلاؤ۔ صحابہ اسے بلا لائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے فرمایا: کیا بات ہے تم راستہ چھوڑ کر اکیلے چل رہے ہو؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں گرد وغبار کو اچھا نہیں سمجھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فَلَا تَعْتَزِلْہُ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَذَرِیْرَۃُ الْجَنَّۃِ'' اس غبار سے بچ کر مت چلو۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، یہ غبار تو جنت کی خوشبو ہے۔

اسے ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت مصبح مقرائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دفعہ ہم سرزمین روم میں ایک جماعت کے ساتھ جارہے تھے۔ اس جماعت کے امیر مالک بن عبداللہ خثعمی رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ حضرت مالک جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس سے گذرے تو دیکھا وہ اپنی سواری کو ہانکتے پیدل چلے جارہے ہیں۔ حضرت مالک انہیں کہنے لگے کہ اے ابوعبداللہ! اس پر سوار ہو جاؤ خدا نے تمہیں سواری دے رکھی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: میں اپنی سواری کو آرام دلا رہا ہوں اور اپنی قوم سے بے پرواہی کا اظہار کررہا ہوں۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے: جس بندے کے قدم جہاد فی سبیل اللہ میں خاک آلود ہو گئے اللہ تعالیٰ اسے آتش دوزخ پر حرام فرمادے گا۔ اس کے بعد چلنے لگے حتی کہ حضرت مالک اتنے قریب پہنچ گئے کہ حضرت جابر ان کی آواز کو اچھی طرح سن سکتے تھے۔ یہ بلند آواز میں بولے: اے ابو عبداللہ! سوار ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سواری دی ہوئی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ پہچان گئے کہ وہ کیا چاہتے ہیں (یعنی سوار ہو کر جلد از جلد مقام مقصود پر پہنچا جا سکے) حضرت جابر نے پھر وہی جواب دیا کہ میں اپنی سواری کو آرام دلا رہا ہوں۔ اپنی قوم سے استغناء برت رہا ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس شخص کے قدم راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے

غبار آلود ہوئے، اللہ اس شخص کو دوزخ کی آگ پر حرام فرما دے گا۔ اس پر لوگ کود کر اپنی سواریوں سے اتر پڑے۔ مَیں نے کسی دن اتنے لوگوں کو پیدل چلتے نہیں دیکھا۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔ الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔ (ابویعلیٰ نے بھی حضرت سلیمان بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اسے باسناد جید روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: راہ خدا میں جس بندے کے دل کو خوف وخطر لاحق ہوا، اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دے گا۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مومن بندے کے دل میں جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے کوئی خوف وخطر گذرتا ہے، تو اس کی خطائیں یوں گرتی ہیں جیسے کھجور کے درخت سے خوشے گرتے ہیں۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا۔

ترغیب

جہاد فی سبیل اللہ میں شہادت کی دعا کرنا

حدیث: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ سَئَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ" جس نے اللہ تعالیٰ سے صدق دل کے ساتھ شہادت کا سوال کیا، اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے درجات میں پہنچادے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہوگیا ہو۔

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قلب صادق کے ساتھ شہادت مانگی، اسے شہادت (کی فضیلت) عطا فرمادی جائے گی اگرچہ اسے (میدان جہاد میں) شہادت کی موت نصیب نہ ہوئی ہو۔

اسے مسلم وغیرہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقفہ کے برابر بھی اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اس کے لئے جنت واجب ہوچکی۔ اور جس نے اللہ سے بصدق دل اپنی شہادت کا سوال کیا، پھر فوت ہوگیا یا کسی اور وجہ سے قتل کردیا گیا تو اس کے لئے شہید کے برابر ثواب ہے۔ جسے جہاد فی سبیل اللہ میں کوئی زخم لگ گیا یا کوئی چوٹ (1) پہنچی، وہ قیامت کے روز اسی طرح اسے لئے ہوئے حاضر ہوگا۔ اس زخم کا رنگ زعفران جیسا اور اس کی بو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی۔ (الحدیث)

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ مگر ابن حبان کے الفاظ میں یہ بھی ہے کہ: "جس نے اللہ تعالیٰ سے خلوص دل کے ساتھ شہادت کا سوال کیا، اللہ تعالیٰ اسے شہید کا ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہوا ہو"۔ نیز اسے حاکم نے بھی روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بر شرائط بخاری ومسلم صحیح ہے۔

---

(1) مجاہدین کی ایسی ہی تکالیف کے اجر وثواب کو بیان کرتے ہوئے قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ (التوبۃ:120) ترجمہ: "اہل مدینہ (مہاجرین وانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور ان کے اردگرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے بیٹھ رہیں۔ (بلکہ انہیں چاہیے تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حاضر رہ کر جہاد کریں اور وہ ایسا ہی کرتے تھے) اور نہ یہ لائق تھا کہ اپنی جانوں کو آپ ﷺ کی جان سے پیارا سمجھیں۔ اس لئے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں، ان تمام چیزوں کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا"۔ معلوم ہوا کہ مجاہدین فی سبیل اللہ کو جو دوران جہاد بھوک، پیاس اور کوئی تکلیف پہنچے، دشمن کی سرزمین میں جان ہتھیلی پر رکھ کر خدا کے دین کی سربلندی کے لئے کود پڑنا خالق کائنات کو بہت پیارے ہیں۔ اور وہ ان پر بڑا اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔ (مترجم)

ترغیب

جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تیر اندازی کرنا اور سیکھنا

ترہیب

جس نے تیر اندازی سیکھنے کے بعد بے توجہی سے چھوڑ دی

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ ﷺ منبر شریف پر وعظ فرما رہے تھے۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (انفال:60) ''اور جتنی قوت وطاقت تم سے بن پڑے ان کافروں کے لئے تیار رکھو''۔ ''اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ تین مرتبہ'' سن لو! قوت تیر اندازی(1) ہی ہے۔ خبردار، قوت وطاقت تیر اندازی ہی کا نام ہے۔ آگاہ رہو، قوت وطاقت تیر اندازی ہی کو کہتے ہیں۔ (مسلم وغیرہ)۔

حدیث: اور انہی (حضرت عقبہ) رضی اللہ عنہ سے ہی یہ روایت بھی ہے کہ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ ایک تیر کے سبب تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے۔ نمبر 1 اس تیر کو بنانے والا جو اس کو بنانے میں ثواب حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، نمبر 2 تیر اندازی کرنے والا اور نمبر 3 (میدان جہاد میں مجاہد کو) یہ تیر پکڑانے والا۔ لہٰذا تم تیر اندازی کرو اور سوار ہو جاؤ۔ تمہارا تیر اندازی کرنا مجھے تمہارے سوار ہونے سے زیادہ پسند ہے۔ اور جس نے تیر اندازی سیکھنے کے بعد نفرت کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا، حالانکہ یہ ایک نعمت تھی، تو اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا۔ یا فرمایا کہ اس نے اس نعمت کی ناقدری کی۔

اسے ابوداؤد (لفظ بھی انہیں کے ہیں) نسائی اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور بیہقی نے بھی حاکم وغیرہ کے طریق سے اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: اے اولادِ اسمٰعیل (علیہ السلام)! تیر اندازی کیا کرو کیونکہ تمہارے باپ (حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام) تیر انداز تھے۔ تم تیر چلاؤ اور مَیں (اس مشق میں تمہارے مدمقابل) بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔ اس پر ایک گروہ نے اپنے ہاتھ تیر چلانے سے روک لئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(1) اس دور میں تیر اندازی ہی سب سے زیادہ موثر ہتھیار تھی۔ اور قبل ازیں حدیث گذر چکی کہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی قوت وطاقت تیار رکھو بلکہ فرمان قرآن بھی بیان ہو چکا۔ اہل اسلام کو اپنے خدا و مصطفےٰ جل وعلا و ﷺ کے فرمان کو کبھی فراموش نہ کرنا چاہیے۔ اور ہر قسم کا جدید اسلحہ خوب جمع کرنا چاہیے۔ انتہائی تیز رفتار جنگی طیارے اور ایٹم بم مسلمانوں کے پاس ہونا بہت ضروری ہیں۔ آج اگر مسلمانوں کے پاس یہ اسلحہ ہوتا تو بوسنیا اور چیچنیا وغیرہ میں مسلمانوں کی حالت یہ نہ ہوتی جو ہو رہی ہے۔ (مترجم)

تمہیں کیا ہوا کہ تم تیراندازی نہیں کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم کیسے تیر پھینکیں جبکہ آپ تو اُن (ہمارے مدمقابل لوگوں) کے ساتھ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چلوتم تیراندازی جاری رکھو مَیں تم سب کے ساتھ ہوں۔

اسے بخاری وغیرہ اور دارقطنی نے روایت کیا مگر دارقطنی کے الفاظ میں یہ بھی ہے کہ: "فرمایا: تم تیر چلاؤ جبکہ میں بنی ادرع کے ساتھ ہوں۔ تو مدمقابل لوگوں نے تیراندازی روک دی اور عرض کرنے لگے: جن کے ساتھ آپ ہوں انہیں کب مغلوب کیا جاسکتا ہے؟ اس پر سید عالم ﷺ نے فرمایا: اچھا تم تیراندازی کرو اور مَیں تم سب کے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد وہ سارا دن تیراندازی کرتے رہے مگر کوئی بھی دوسرے پر فضیلت نہ پا سکا یا کہا کہ کوئی فریق بھی دوسرے فریق سے بڑھ نہ سکا"۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ اسے مرفوع کرتے ہیں، کہتے ہیں: تمہارے لئے تیر اندازی سیکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ بھلائی کا کام ہے۔ یا تمہارے بہترین کھیلوں (1) میں سے ہے۔

اسے بزار اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور طبرانی میں یہ الفاظ ہیں: "یہ تمہارے اچھے کھیلوں میں سے ہے"۔ ان دونوں کی اسناد جید وقوی ہے۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (تیراندازی سیکھنے کے لئے مقرر کئے ہوئے) دونشانوں کے درمیان چلا (تا کہ گرے ہوئے تیروں کو اٹھا کر پھر استعمال کرلے) اسے ہر قدم پر ایک نیکی کا ثواب ہوگا۔ (طبرانی)۔

حدیث: حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے جابر بن عبداللہ اور جابر بن عمیر رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ (تیراندازی کی مشق کرتے ہوئے) ایک دوسرے کی طرف تیر پھینک رہے ہیں۔ پھر ایک صاحب تھک کر بیٹھ گئے تو دوسرے ساتھی کہنے لگے: کیا تم سستی و کاہلی سے کام لے رہے ہو؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہر وہ کام جو اللہ عزوجل کے ذکر سے نہ ہو وہ کھیل کود یا سہو و خطاء ہے مگر چار کام ہیں جو اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں نمبر 1 آدمی کا دونشانوں کے درمیان چلنا (وضاحت اوپر کی حدیث میں ہے) نمبر 2 اپنے گھوڑے کو سدھانا، نمبر 3 اپنی اہلیہ کے ساتھ دل لگی کرنا اور نمبر 4 گھڑ دوڑ سکھانا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے: عنقریب تمہارے ہاتھوں بہت سے ملک فتح ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہوگا۔ تو تم میں سے کوئی بھی اپنے تیروں سے کھیلنا (تیراندازی کی مشق) نہ چھوڑ دے۔ (مسلم وغیرہ)۔

حدیث: حضرت ابونجیح عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے ایک تیر (جہاد فی سبیل اللہ کے لئے) پھینکا تو اس کے لئے اس کے بدلہ میں جنت کے اندر ایک درجہ

---

(1) معلوم ہوا، مسلمان کے لئے ایسے کھیل جائز ہیں جن سے جسمانی وذہنی صلاحیت میں اضافہ ہو۔ (مترجم)

ہوگا۔ تو مَیں نے اس روز سولہ تیر چلائے۔ (نسائی)۔ (حضرت معدان بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت ابن حبان نے کی)۔

حدیث: اور یہ روایت بھی انہی سے ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے۔ جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے (دشمن کی طرف) ایک تیر پھینکا تو یہ اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے ہم پلہ ہوگا۔

اسے ابوداؤد نے ایک حدیث میں روایت کیا۔ اور ترمذی و حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ جبکہ بخاری و مسلم نے اسے روایت نہیں کیا ہے۔

حدیث: یہ روایت بھی انہی (حضرت ابونجیح) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: جو شخص دین اسلام کی خدمت کرتا ہوا بوڑھا ہو گیا، اس کے لئے روز محشر نور ہوگا۔ اور جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں تیر پھینکا، تیر دشمن تک پہنچا یا نہ پہنچا، اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے ثواب کے برابر ہوگا۔ اور جس نے ایک ایماندار غلام آزاد کیا، تو اس غلام کا ہر عضو اس آزاد کرنے والے کے ہر عضو کے عوض جہنم کی آگ سے فدیہ بن جائے گا۔

اسے نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ امام ترمذی نے صرف بڑھاپے کا، ابوداؤد نے غلام آزاد کرنے کا اور ابن ماجہ نے تیر پھینکنے کا ذکر کیا۔ ابن ماجہ کے الفاظ ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جس نے دشمن کی طرف ایک تیر پھینکا، وہ نشانے پر بیٹھ گیا یا خطاء ہو گیا، دونوں صورتوں میں اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل ہوگا''۔ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت طبرانی میں ہے)۔

حدیث: حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے تیر دشمن کی طرف پھینکا، اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن نحام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ درجہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: سنو! وہ تمہاری ماں کی دہلیز کے برابر نہیں (یعنی اتنا چھوٹا نہیں) بلکہ دو درجوں کے درمیان ایک سو سالہ راہ کا فاصلہ ہے۔

اسے نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عبدالسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: اٹھو اور جنگ کرو۔ راوی کہتے ہیں: اس جہاد فی سبیل اللہ میں ایک صاحب نے تیر مارا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس تیر نے (چلانے والے کے لئے جنت) واجب کردی۔ (یا اس مجاہد نے تیر چلا کر اپنے لئے جنت واجب کرلی)۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے اسناد حسن کے ساتھ روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ میں ایک تیر پھینکا، اب چاہے وہ رستہ میں رہ گیا یا دشمن تک پہنچ گیا بہر صورت اس کے لئے اولاد اسمٰعیل (علیہ السلام) میں

سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔

اسے بزار نے شبیب بن بشر عن انس سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے راہ خدا میں ایک تیر چلایا، تو یہ اس کے لئے بروز قیامت باعث نور ہوگا۔

اسے بزار نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔ (اور اسی مضمون کی حدیث محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے مروی طبرانی نے بھی روایت کی)۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْفَقَدْ عَصٰى'' جس نے تیراندازی سیکھی پھر اسے ترک کر دیا وہ ہم میں (1) سے نہیں ہے۔ یا اس نے (خدا و مصطفےٰ جل وعلا و ﷺ کی) نافرمانی کی۔

اسے مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کیا مگر ابن ماجہ کے الفاظ ہیں: ''جس نے تیراندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا اس نے میری نافرمانی کی''۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا؛ جس نے تیراندازی کرنا سیکھا پھر بھلا دیا حالانکہ یہ اللہ کی ایک نعمت تھی تو اس نے اس نعمت کا انکار کر دیا۔

اسے بزار اور طبرانی نے صغیر و اوسط میں باسناد حسن روایت کیا۔

---

(1) ان احادیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کو فنون سپاہ گری میں بھی مکمل مہارت حاصل ہونی چاہیے۔ ہاتھ توڑ کر بیٹھ رہنا اور کہنا کہ خدا سب دیکھتا ہے وہ خود بندوبست کرے گا تو کل کی تعریف نہیں، بزدلی اور پیغمبر اعظم ﷺ کی سنت و حدیث سے جہالت کی دلیل ہے۔ (مترجم)

ترغیب

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اس راہ میں زخم کھانے کی فضیلت، اور صف بندی و جنگ کے وقت دعا

حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ اور اس کے رسول (جل وعلاو ﷺ) پر ایمان رکھنا۔ عرض کیا گیا: پھر کون سا؟ حکم ہوا: راہ خدا میں جہاد (1) کرنا۔ پوچھا گیا: پھر اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ سید عالم ﷺ نے جواب عطا فرمایا: حج مقبول۔

اسے امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ابن خزیمہ کے الفاظ میں یوں ہے:

"جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اعمال میں افضل وہ ایمان ہے جس میں کوئی شک نہ ہو، وہ جہاد ہے جس میں کوئی لالچ وطمع نہ ہو اور وہ حج ہے جو مقبول ہو۔ (تمام فرائض وواجبات ادا کئے ہوں اور حلال کمائی صرف کی ہو)"۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی پاک بارگاہ میں ایک صاحب حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: (یارسول اللہ ﷺ) لوگوں میں افضل کون بندہ ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: وہ بندہ مومن جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرتا ہے۔ سائل نے عرض کیا؛ اس کے بعد کون؟

---

(1) اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں سے کتنی محبت فرماتا ہے اور سر بکف مجاہدین خدائے بے نیاز کو کس قدر محبوب ہیں؟ قرآن حکیم بیان فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (المائدہ:54)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم سے اگر کوئی اپنے دین اسلام سے پھر گیا تو عنقریب اللہ (ایسے مرتدین کی جگہ) ایسے لوگوں کو لائے گا جن سے خود محبت فرماتا ہے اور وہ اس سے محبت رکھتے ہیں۔ وہ لوگ اہل ایمان کے ساتھ نرم دل اور کافروں پر سخت ہوں گے۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے"۔

سورہ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (توبہ:111)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو (دشمنان دین کو) قتل کرتے ہیں اور (کبھی راہ خدا میں) خود قتل ہو جاتے ہیں۔ اللہ کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ ہے تورات، انجیل اور قرآن میں (کہ انہیں مغفرت کاملہ اور نعیم جنت عطا ہوں گے) اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ تو تم خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ کے ساتھ کیا ہے۔ اور یہ تو بہت ہی بڑی کامیابی ہے"۔

آیت مبارکہ میں مومنین کی صفات بھی بیان فرمائی گئیں اور جان و مال کے بدلہ میں جنت کا وعدہ فرما کر کمال لطف وکرم کا اظہار بھی فرمایا گیا حالانکہ جان و مال بھی تو اسی کا دیا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں اہل ایمان کا وصف خاص یہ بیان کیا کہ وہ راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں۔ کبھی کفار و مشرکین کو جہنم رسید کرتے ہیں اور کبھی خود نقد جان پیش کر کے مرتبہ شہادت پر فائز ہو کر حیات جاوداں سے سرفراز ہو جاتے ہیں۔ (مترجم)

فرمایا: اس کے بعد وہ مومن افضل ہے جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں جا کر رہنے لگے تا کہ اللہ کی عبادت کرتا رہے اور اپنے شر سے لوگوں کو بچانے کے لئے الگ تھلگ ہو جائے۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور حاکم نے بخاری و مسلم کی شرائط کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حاکم کے الفاظ ہیں: ''حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اہل ایمان میں ایمان کے لحاظ سے سب سے کامل شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو اپنی جان اور مال سے جہاد کرتا ہے اور وہ آدمی جو پہاڑوں کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں جا کر اللہ کی عبادت کرتا رہتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے رکھتا ہے''۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دن) صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ اپنی ایک محفل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: کیا میں تمہیں مرتبہ کے لحاظ سے سب سے افضل شخص کے بارے میں خبر نہ دوں؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں: یارسول اللہ ﷺ! ارشاد فرمایا: یہ وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر جہاد فی سبیل اللہ میں لگا رہتا ہے حتیٰ کہ یا تو اپنی موت فوت ہو جاتا ہے یا شہید ہو جاتا ہے۔ (پھر فرمایا): کیا اس شخص کے بارے میں تمہیں نہ بتاؤں جس کا مرتبہ اس کے بعد ہے؟ ہم نے عرض کی: ضرور فرمائیں یارسول اللہ ﷺ! فرمایا: یہ وہ بندہ ہے جو کسی گھاٹی میں جا کر سکونت پذیر ہو جاتا ہے۔ نماز قائم رکھتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور لوگوں کی شرارتوں سے الگ تھلگ رہتا ہے۔ اور کیا تمہیں اس کے بارے میں بھی نہ بتادوں جو لوگوں میں سب سے زیادہ شریر ہے؟ ہم عرض گذار ہوئے: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیوں نہیں: فرمایا: یہ وہ (بدقسمت) انسان ہے جس سے اللہ کے نام پر مانگا جائے اور یہ نہ دے۔ (جبکہ یہ مانگنے والا پیشہ ور نہ ہو بلکہ واقعتہً حاجت مند ہو، واللہ اعلم)۔

اسے ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ امام مالک نے بھی عطا بن یسار سے مرسلاً روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت سبرہ بن فاکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: شیطان ابن آدم (علیہ السلام) کے اسلام (لانے کے وقت اس) کے راستہ پر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: تو مسلمان ہوتا ہے اور اپنے اور اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑتا ہے۔ ابن آدم اس کی بات کا انکار کر کے مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اس کی ہجرت کے راستہ پر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: کیا تو ہجرت کرتا ہے اور اپنے گھر اپنی زمین اور اپنے آسمان کو چھوڑتا ہے؟ یہ بندہ اس کی یہ بات بھی نہیں مانتا اور ہجرت کر جاتا ہے۔ بعد ازاں شیطان اس کے جہاد کی راہ میں بیٹھتا ہے اور ورغلاتے ہوئے کہتا ہے: کیا تو جہاد کرے گا؟ ارے یہ تو مال و جان کے لئے بڑی تکلیف دہ چیز ہے۔ تو لڑے گا تو قتل کر دیا جائے گا۔ تیری بیوی سے لوگ نکاح کرلیں گے اور تیرا مال تقسیم کرلیا جائے گا۔ یہ بندہ مومن پھر بھی اس کی بات نہیں مانتا اور جہاد کے لئے نکل پڑتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو جس شخص نے (شیطان کے سب بہکاووں کو رد کرتے ہوئے) ایسا کیا پھر فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے۔ اور اگر اپنی

سواری کے نیچے دب کر مر گیا تو بھی اللہ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے۔

اسے امام نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے سنا: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: میں ضامن ہوں، جبکہ ضامن ذمہ دار ہوتا ہے، اس آدمی کے لئے جو مجھ پر ایمان لائے۔ میرے حکم پر سرتسلیم خم کرے اور ہجرت کرے (ایسے شخص کے لئے میں ضامن ہوں) ایک گھر جنت سے باہر اور ایک گھر جنت کے درمیان میں اسے دلانے کا۔ اور میں ضامن ہوں اس شخص کے لئے جو مجھ پر ایمان لائے میرا فرمان مانے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے کہ اسے ایک گھر جنت کے باہر، ایک گھر جنت کے وسط میں اور ایک گھر جنت کے بالا خانوں کی بلندی پر دلاؤں گا۔ جس بندے نے یہ سب کیا، اس نے نیکی کا کوئی کام نہ چھوڑا اور نہ گناہ سے فرار ترک کیا۔ اب وہ جہاں چاہے فوت ہو جائے (بہر حال جنتی ہے)۔

اسے امام نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب کسی گھاٹی کے قریب سے گذرے۔ اس میں میٹھے پانی کا چشمہ تھا۔ انہیں بہت پسند آیا۔ کہنے لگے: کاش میں لوگوں سے الگ ہو کر اس گھاٹی میں قیام کر لوں۔ لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں۔ پھر بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہو کر اس ارادے کا ذکر کیا۔ تو مخدوم کائنات ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: ایسا مت کرو اس لئے کہ تم میں سے کسی کا اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے کھڑا ہونا، اپنے گھر میں ستر سال نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔ کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرما دے اور جنت میں داخل فرمائے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جو شخص اللہ کی راہ میں اونٹنی کے دودھ دوہنے کے وقفہ کے برابر بھی جہاد کرے گا، اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا: حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

علاوہ ازیں امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ کی حدیث اس سے طویل روایت کی جس میں یہ الفاظ ہیں: ''وَلَمُقَامُ اَحَدِكُمْ فِي الصَّفِّ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِهٖ سِتِّيْنَ سَنَةً'' اور تم میں سے کسی کا (مجاہدین کی) صف میں کھڑا ہونا، اپنے گھر میں ساٹھ سال نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے''۔ (اور یہ ہی مضمون عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے حاکم نے برشرط بخاری روایت کیا ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی خدمت پاک میں عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! کون سا عمل جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے؟ ارشاد فرمایا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے ہو۔ سائلین نے یہ سوال دو یا تین مرتبہ دہرایا۔ ہر مرتبہ آپ ﷺ نے یہی جواب ارشاد فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے ہو۔ پھر فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ کی مثال اس شخص جیسی ہے جو روزہ دار ہو، شب زندہ دار ہو، اللہ کی آیات پر عمل کرنے والا ہو کوئی (فرض ونفل) نماز وروزہ نہ چھوڑے تا آنکہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس آجائے۔ (مجاہد کے جانے سے لے کر جہاد سے واپس آنے تک وہ ایسے ہے

جیسے ہر روز روزہ رکھتا ہو اور ہر رات قیام کرتا ہو تہجد پڑھتا ہو ذکر و فکر کرتا ہو)۔

اسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: اور بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو جہاد کے برابر ہو۔ ارشاد فرمایا: میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا جو اس کے برابر ہو۔ پھر فرمایا: کیا تو ایسا کر سکتا ہے کہ جب مجاہد اللہ کی راہ میں نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو جائے پھر راتوں کو نمازوں میں کھڑا رہے اور کبھی نہ تھکے اور دنوں کو روزے رکھتا رہے کہ کبھی ناغہ نہ کرے؟ وہ عرض کرنے لگا: ایسا کون کر سکتا ہے؟ (جہاد ایسے اعمال سے بھی افضل ہے) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجاہد کا اپنی لگام میں بندھا ہوا گھوڑا دوسرے گھوڑوں کے ساتھ چلتا ہوا جب اٹھکیلیاں کرتا ہے تو اس کے مالک کے لئے اس کے بدلہ میں بھی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

اور نسائی نے بھی اسی کی مثل روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ'' بے شک جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان اتنی مسافت ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ (بخاری)۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ غزوہ تبوک سے پہلے نکلے، جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے نماز فجر لوگوں کو پڑھائی۔ پھر لوگ سواریوں پر سوار ہو کر چل پڑے۔ سورج طلوع ہونے کے وقت ساری رات سفر کرنے کی وجہ سے لوگوں کو اونگھ آنے لگی۔ حضرت معاذ رسول اللہ ﷺ کے قدموں کی روشنی میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ دوسرے لوگوں کی سواریاں انہیں لئے ہوئے راستہ پر ادھر ادھر بکھر گئیں۔ کبھی گھاس پھوس چرنے لگتیں اور کبھی چلنے لگتیں۔ ادھر جبکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے ان کی سواری بھی کبھی چلتی تھی اور کبھی گھاس چرنے لگتی۔ اسی دوران ان کی سواری کو کوئی ٹھوکر لگی۔ حضرت معاذ نے اس کی لگام زور سے کھینچی تو وہ گر پڑی حتی کہ رسول اللہ ﷺ کی ناقہ بدک گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے چہرۂ پاک سے کپڑا ہٹا کر توجہ فرمائی تو لشکر میں سوائے حضرت معاذ کے کوئی بھی آپ ﷺ کے قریب نہیں تھا۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے پکارا: اے معاذ! انہوں نے عرض کی: لبیک یارسول اللہ ﷺ! فرمایا: اور قریب آ جاؤ۔ وہ اتنے قریب ہو گئے کہ دونوں سواریوں کے کجاوے ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا خیال نہیں تھا کہ لوگ ہم سے اتنے دور رہ جائیں گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! لوگوں کو اونگھ آ گئی اس وجہ سے ان کی سواریاں بکھر گئیں۔ چرتی اور چلتی آ رہی ہوں گی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی اونگھ آ رہی تھی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور اور آپ کی تنہائی کو دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اجازت فرمائیں، آپ سے چند باتیں پوچھ لوں، جنہوں

نے مجھے بیمار لاچار کر دیا ہے۔ اور غم وحزن میں مبتلا کر رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تمہارا جی چاہے پوچھ سکتے ہو۔ عرض گذار ہوئے: یا نبی اللہ ﷺ! کوئی ایسا عمل ارشاد فرما دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس کے بعد پھر کوئی سوال نہیں پوچھوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: واہ واہ، شاباش، تم نے ایک عظیم سوال پوچھا ہے۔ تم نے ایک بہت عظیم سوال پوچھا ہے۔ تین مرتبہ فرمایا۔ اور یہ بہت آسان بھی ہے اس شخص کے لئے جو اللہ سے بھلائی چاہتا ہو۔ یہ الفاظ بھی تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ تین مرتبہ ان الفاظ کو دہرانے کے سوا کوئی چیز رسول اللہ ﷺ نے بیان نہ فرمائی تاکہ وہ خوب اچھی طرح متوجہ ہو جائیں۔ اس کے بعد اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: وہ عمل یہ ہے کہ تم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور اللہ واحد کی عبادت کرتے رہو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، تا آنکہ تمہیں موت آجائے اور تم اسی عقیدے اور عمل پر ہو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ دوبارہ ارشاد فرما دیجئے۔ (تاکہ اچھی طرح ذہن نشین کر لوں) آپ ﷺ نے ان الفاظ کو تین مرتبہ دہرایا۔ پھر نبی اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! اگر تم چاہو تو میں تمہیں اس امر کی اصل، اس کا ستون اور کوہان کی بلندی بتا دوں؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: کیوں نہیں، یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، ارشاد فرمائیں۔ نبی اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امر کی اصل یہ ہے کہ تم گواہی دو اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کا ستون نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا ہے۔ اور اس امر کی کوہان کی بلندی ہے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اور مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ نماز قائم کر لیں، زکوٰۃ دینے لگیں اور یہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر جب وہ ایسا کر لیں تو بے شک وہ دین اسلام میں داخل ہو گئے اور انہوں نے اپنے خون اور مال محفوظ کر لئے مگر حقوق العباد میں (خون اور مال کا بدلہ لیا جاتا رہے گا) اب ان کا حساب اللہ پر ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: اس ذات پاک کی قسم، جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، فرض نمازوں کے بعد کوئی بھی عمل جس سے آخرت کے درجات پانے کی جستجو کی جائے جس میں (بھوک پیاس کی وجہ سے) چہرے کا رنگ متغیر ہو جائے، قدم خاک آلود ہو جائیں، جہاد فی سبیل اللہ کی مثل نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی عمل بندے کی میزان عمل کو اس سواری کے جانور سے زیادہ وزنی نہیں کر سکتا، جو جہاد فی سبیل اللہ میں کام آ گیا ہو یا جہاد فی سبیل اللہ میں اس پر سوار ہونے کا کام لیا گیا ہو۔

اسے امام احمد و بزار نے شہر بن حوشب عن معاذ کی روایت سے ذکر کیا۔ میرے خیال میں شہر بن حوشب کی حضرت معاذ سے سماعت ثابت نہیں۔ علاوہ ازیں امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اسے ابو وائل کی روایت سے مختصراً روایت کیا۔ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے، اسلام کے دین حق ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول برحق ہونے پر راضی ہوا، اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔

حضرت ابوسعید بہت خوش ہوئے۔ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ الفاظ پھر ایک مرتبہ ارشاد فرمادیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمائے۔ پھر فرمایا: ایک اور عمل بھی ہے جس سے اللہ تعالیٰ بندے کے لئے جنت میں ایک سو درجے بلند فرماتا ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے، جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہے۔ ابوسعید نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون سا عمل ہے؟ ارشاد فرمایا: ''اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

اسے مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت فرمایا۔ رحمہم اللہ۔

حدیث: حضرت ابوالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! فلاں آدمی فوت ہوگیا ہے، اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: وہ تو بہت برا شخص تھا آپ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔ اس پر آنے والا آدمی عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے اسے فلاں رات کی صبح کو چوکیداروں میں نہیں دیکھا۔ وہ تو ان میں تھا۔ (لشکر کی پہرہ داری کر رہا تھا) اس پر رسول اللہ ﷺ اٹھ کر تشریف لے گئے، اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر جنازے کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کی قبر تک تشریف لے گئے۔ وہاں بیٹھے رہے حتیٰ کہ اس کی تدفین سے فراغت ہوئی تو آپ ﷺ نے قبر پر تین مرتبہ ہاتھوں سے مٹی ڈالی۔ پھر ارشاد فرمایا: لوگ تیرے بارے میں برائی کی باتیں کرتے ہیں۔ اور میں تجھے بھلائی سے یاد کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ سب کچھ کیا ہے؟ (مَیں سمجھا نہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دَعْنَا مِنْكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، مَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةَ'' اے خطاب کے بیٹے! ہمارے معاملے کو چھوڑ دو۔ جس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا (اگر چہ گناہ گار ہو)، اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد درست ہے۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ ایک شخص آ کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! اعمال میں کون سا عمل افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ پر ایمان، اس کے راستہ میں جہاد اور حج مقبول۔ جب وہ جانے لگا تو فرمایا: تیرے لئے اس سے بھی آسان ایک عمل ہے۔ وہ ہے کہ کھانا کھلانا، نرم گفتگو کرنا اور اچھے اخلاق سے پیش آنا۔ پھر وہ جانے کے لئے مڑا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لئے اس سے بھی آسان تر ایک اور عمل ہے، وہ ہے کہ جو اللہ نے تمہارے لئے فیصلہ فرما دیا، اس پر بہتان نہ باندھ۔ (یہ مت سوچ کہ یہ کیوں ہوگیا۔ وہ کیا ہوگیا)۔

اسے امام احمد و طبرانی نے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ان میں ایک حسن ہے۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ہیں کہ ان کی مدد فرمانا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ نمبر 1 اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، نمبر 2 مکاتب، جو (اپنا مال کتابت) ادا کرنا چاہتا ہو، اور نمبر 3 وہ نکاح کرنے والا جو (نکاح کے ذریعے) پاک دامنی کا خواہاں ہو۔

اسے امام ترمذی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: غزوہ تبوک کے دن رسول اللہ ﷺ سے بہت سے لوگ حج پر جانے کی اجازت مانگنے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پہلے حج کر چکا ہو اس کے لیے جہاد میں شریک ہونا، چالیس حجوں سے زیادہ افضل ہے۔

اسے ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں اسمٰعیل بن عیاش کی روایت سے ذکر کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی محترم ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حج چالیس غزوات سے بہتر ہے اور ایک غزوہ چالیس حجوں سے افضل۔ (اس کی وضاحت کرتے ہوئے) ارشاد فرماتے ہیں: جب بندہ حج اسلام (فرض حج) ادا کر لے پھر غزوہ میں شرکت چالیس (نفل) حجوں سے بہتر ہے۔ اور (جس نے ابھی فرض حج ادا نہ کیا ہو) اس کے لئے حج اسلام چالیس غزوات سے افضل ہے۔

اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ معروف ہیں۔ (طبرانی و بیہقی کی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں دس حج اور دس غزوات کا ذکر بھی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے والد محترم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ وہ دشمن کی صفوں کے سامنے میدان جنگ میں موجود تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔ یہ سن کر ایک مجاہد اٹھے جو بظاہر خستہ حال تھے۔ کہنے لگے: اے ابوموسیٰ! کیا تم نے خود سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ فرما رہے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ تو یہ مجاہد اپنے ساتھیوں کے پاس گئے اور بولے: میں تم سب کو (آخری) سلام کہتا ہوں۔ پھر اپنی تلوار کا استعمال کیا حتی کہ جام شہادت نوش کر گئے۔

اسے مسلم و ترمذی وغیرہما نے روایت لیا

حدیث: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں (کسی معرکے میں دشمن کی صفوں سے نکل کر) ایک شخص حاضر ہوا جو لوہے کے لباس سے ڈھکا ہوا تھا۔ کہنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! لڑائی کروں یا مسلمان ہو جاؤں؟ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: پہلے مسلمان ہو جاؤ پھر لڑائی کرو۔ وہ شخص مسلمان ہو گیا پھر کافروں سے لڑنے لگا حتی کہ شہید ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عَمِلَ قَلِيلًا وَّ أُجِرَ كَثِيرًا'' اس شخص نے عمل تو تھوڑا کیا (کہ ابھی تو مسلمان ہوا تھا کسی دوسرے عمل کا وقت ہی نہ ملا) اور اجر و ثواب بہت زیادہ پا گیا (کہ مرتبہ شہادت پر فائز ہو گیا)۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ الفاظ بخاری کے ہیں۔ (یہی مضمون مسلم کی حضرت جابر سے مروی حدیث کا بھی ہے)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم روانہ

ہوئے حتی کہ مشرکین سے پہلے میدان بدر میں پہنچ گئے۔ جب مشرکین پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز کسی چیز کی طرف نہ بڑھے حتی کہ میں اس کے آگے ہوں۔ جب مشرکین قریب آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے جانثارو!) اٹھو (اور بڑھو) اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ عمیر بولے: واہ واہ کیا بات ہے! رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کس چیز نے تمہیں ''واہ واہ کیا بات ہے'' کہنے پر برانگیختہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم، کوئی بات نہیں، صرف اس امید پر یہ الفاظ میں نے کہے ہیں کہ میں بھی اہل جنت میں سے ہوں گا۔ ارشاد فرمایا: بے شک تم اہل جنت میں سے ہو۔ وہ اپنے تیردان سے کھجوریں نکال کر کھانے لگے۔ پھر کہا: اگر میں ان اپنی کھجوروں کو کھاتا رہا تو حیات لمبی ہو جائے گی۔ (اور جنت پہنچنے میں دیر ہوگی) لہٰذا انہوں نے بقیہ کھجوریں پھینک دیں پھر مشرکین سے جنگ کرنے لگے حتی کہ شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ (مسلم)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر اور اس کو قتل کرنے والا کبھی جہنم میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ (ظاہر ہے کہ یہ حکم میدان جہاد کا ہے۔ اور کافر اور اس کو قتل کرنے والا مجاہد جہنم میں اکٹھے اس لئے نہیں ہو سکتے کہ کافر کو تو اپنے کفر کے باعث جہنم میں ہی جانا ہے)۔

اسے مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ نسائی اور حاکم نے اس سے کچھ طویل اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ جناب رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے راہ خدا میں جہاد کیا، وہ اللہ کی ضمان میں ہے۔ جس نے کسی بیمار کی بیمار پرسی کی، وہ اللہ کی ضمان میں ہے۔ جو صبح یا شام مسجد کو چلا، وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہے۔ جو کسی (عادل و منصف) حکمران کے پاس گیا تا کہ احترام بجا لائے، وہ بھی اللہ کی ضمان میں ہوگا۔ اور وہ جو اپنے گھر میں اس لئے بیٹھ رہا کہ کسی انسان کی غیبت میں ملوث نہ ہو جائے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہوگا۔ (اللہ پاک نے ان افراد کو جنت کی ضمانت دی ہے)۔

اسے ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ دونوں کے ہیں (نیز یہ مضمون ابویعلیٰ، احمد، طبرانی اور ابوداؤد میں بھی ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال عرض کیا گیا: سب سے افضل عمل کیا ہے؟ فرمایا: ایسا ایمان، جس میں کوئی تردد نہ ہو، ایسا جہاد جس میں کچھ حرص و طمع نہ ہو۔ اور وہ حج، جو مقبول ہو۔ عرض کیا گیا: صدقہ کون سا افضل ہے؟ فرمایا: وہ جو غریب اپنا پیٹ کاٹ کر دے۔ سوال ہوا: ہجرت کون سی افضل ہے؟ فرمایا: اس شخص کی، جو اللہ کے محرمات (گناہوں) کو چھوڑ دے۔ پھر عرض کی گئی: کون سا جہاد افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کا جو اپنے مال اور جان سے مشرکین کے ساتھ جہاد کرے۔ سوال ایک مرتبہ پھر عرض کیا گیا کہ کون سا قتل (شہادت) افضل ہے۔ آپ

ﷺ نے فرمایا: اس مجاہد کا، جس کا خون بہایا گیا اور اس کی سواری کی کونچیں کاٹ دی گئیں۔ (ابوداؤد، نسائی)۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے اہل اسلام!) اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہو کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اسکے ذریعہ (مسلمانوں کو) پریشانیوں اور غموں (1) سے نجات دیتا ہے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا، الفاظ انہیں کے ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔ علاوہ ازیں طبرانی نے کبیر و اوسط میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا۔

حدیث: روایت ہے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئی: یا رسول اللہ ﷺ! میرا شوہر جہاد کے لئے چلا گیا ہے۔ حالانکہ جب وہ نماز پڑھتا تھا تو مَیں اس کی اقتدا کرتی تھی۔ اور اس کے تمام افعال کی پیروی کرتی تھی۔ (اب جب وہ یہاں نہیں ہے تو میں اس ثواب سے محروم ہو گئی ہوں) آپ مجھے کوئی عمل ارشاد فرمادیجئے کہ اس کے واپس آنے تک مَیں اس کے اعمال کے برابر عمل کرسکوں۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: تو ایسا کرسکتی ہے کہ ہر وقت نماز کے لئے کھڑی رہے کبھی نہ بیٹھے، ہر روز روزہ رکھے، کبھی ناغہ نہ کرے، اور اس کے واپس آنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی رہے کبھی نہ تھکے؟ خاتون نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ تو میرے بس کی بات نہیں ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تو ایسا کر بھی لے تب بھی اس مجاہد کے عمل کے عشر عشیر کو نہیں پہنچ سکتی۔

اسے امام احمد نے رشدین بن سعد سے روایت کیا۔ یہ امام صاحب کے نزدیک ثقہ ہیں اور ان کی مروی احادیث قابل قبول ہیں۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے زخمی ہو گیا، قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم کی بو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی اور اس کے خون کا رنگ زعفران جیسا ہوگا۔ اس پر شہیدوں کی مہر ہوگی۔ اور جس نے خلوص قلب کے ساتھ اللہ سے شہادت مانگی، اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہوا ہو۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بخاری، مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ (یہی مضمون ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ میں بھی ہے۔ امام ترمذی نے اسے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ زخمی، جسے راہ خدا میں

---

(1) آج پوری دنیا میں مسلمان قوم پر جو غموں، پریشانیوں اور مصائب و آلام کے سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں۔ بزدل سے بزدل قوم بھی جب چاہتی ہے مسلمانوں کو مٹانے کے لئے چڑھ دوڑتی ہے۔ کوئی نوٹس لینے والا نہیں۔ حالانکہ خطہ ارضی پر پچاس سے زائد آزاد مسلمان ممالک ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ ظاہر ہے، اہل اسلام کا جہاد سے پہلوتہی کرنے کا نتیجہ ہے۔ (مترجم)

جہاد کرتے ہوئے زخم لگا ہو، وہ روز قیامت اس حالت میں آئے گا کہ زخم سے خون جاری ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا مگر اس کی بو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: ''ہر وہ زخم جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے لگا ہو، قیامت کے روز اسی حالت میں ہوگا جس حالت پر دنیا میں لگتے وقت تھا۔ اس سے خون بہہ رہا ہوگا۔ رنگ خون جیسا اور بو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی''۔ (بخاری، مسلم، امام مالک، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ تعالیٰ)۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو قدموں سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں۔ ایک وہ آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے بہہ گیا۔ اور دوسرا وہ قطرہ خون جو جہاد فی سبیل اللہ میں زمین پر گرا۔ اور دو قدموں میں سے ایک تو وہ قدم ہے جو جہاد فی سبیل اللہ میں اٹھے۔ اور دوسرا وہ جو اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی کے لئے اٹھایا جائے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو گھڑیاں ایسی ہیں جن میں در ہائے آسمان مفتوح ہو جاتے ہیں اور ان میں دعا کرنے والے کی دعا رد نہیں فرمائی جاتی۔ نمبر 1 اذان کے وقت اور نمبر 2 جہاد فی سبیل اللہ کرتے وقت مجاہدین کی صف میں۔ ایک روایت میں ہے: ''دو چیزیں رد نہیں ہوتیں۔ یا فرمایا: دو کو رد نہیں کیا جاتا ''اَلدُّعَآءُ عِنْدَ النِّدَآءِ وَعِنْدَ الْبَاْسِ حِیْنَ یُلْحِمُ بَعْضُ بَعْضًا'' نمبر 1 اذان کے وقت دعا اور نمبر 2 لڑائی کے وقت (مومن مجاہد) کی دعا۔ جبکہ لوگ ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہوتے ہیں۔

اسے ابوداؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ترغیب

جہاد میں خلوص نیت

نیز ان لوگوں کا بیان جو جہاد میں شامل ہو کر صرف اجر و ثواب چاہتے ہیں

یا مال غنیمت اور ناموری کے طالب ہیں

اور ان غازیوں کے فضیلت جنہیں مال غنیمت حاصل نہ ہو

حدیث: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! ایک آدمی جہاد کرتا ہے تاکہ مال غنیمت حاصل کرے۔ ایک آدمی جہاد میں شرکت کرتا ہے تاکہ اس کی شجاعت کے چرچے ہوں۔ اور ایک شخص اس لئے جہاد میں شامل ہوتا ہے تاکہ اس کی شخصیت نمایاں ہو۔ ارشاد فرمائیں کہ ان میں فی سبیل اللہ جہاد کرنے والا کون ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ''، جس شخص نے صرف اس لئے جہاد کیا کہ اللہ کا کلمہ (دین اسلام) سر بلند ہو، بس وہی مجاہد (1) فی سبیل اللہ ہے۔ (باقی سب ریا کار ہیں)۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی و ابن ماجہ رحمہم اللہ)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ایک آدمی جہاد کے لئے جانا چاہتا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ مال دنیا حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے لئے (جہاد کے لئے جانے کا) کوئی ثواب نہیں۔ لوگوں کو یہ بات بہت بھاری معلوم ہوئی۔ اور اس سوال پوچھنے والے شخص سے کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ سے دوبارہ پوچھ لو شاید تم پوری طرح سمجھ نہیں سکے۔ تو اس آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ

---

(1) خداوند علیم و خبیر کو دکھاوے اور ریا کاری کی عبادتیں، ریاضتیں سخت ناپسند ہیں اور ریا کاری کے فعل قبیح کو قرآن حکیم منافقین کی صفت قرار دیتا ہے۔ ارشاد ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (نساء:142)

ترجمہ: ''منافق لوگ اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ انہیں اس کی سزا دینے والا ہے۔ اور جب یہ منافق نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بوجھل دل سے کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ تو لوگوں کے سامنے ریا کاری و دکھاوا کرتے ہیں۔ اللہ کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں (وہ بھی محض دکھاوے کے لئے)''۔

منافقین کی مذمت فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے: اَلَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ (ماعون:6) ترجمہ: ''وہ جو (اپنی عبادات میں) دکھاوا کرتے ہیں''۔ اس میں شک نہیں کہ جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ اس میں ریا کاری کب گوارہ ہے۔ سورہ نساء میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا (نساء:38)

ترجمہ: ''اور وہ (ریا کار) لوگ جو اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ (درحقیقت) اللہ اور یوم آخر پر ایمان نہیں رکھتے، اور جس کا دوست شیطان ہو تو وہ بہت برا دوست ہے''۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے ریا کاروں کا دوست شیطان ہے اور یہ خود اس مردود کے ساتھی و دوست ہیں۔ (مترجم)

ﷺ! ایک آدمی جہاد پر جانا چاہتا ہے حالانکہ اس کی نیت مال دنیا حاصل کرنے کی ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔ لوگوں کو یہ بات پھر مشکل لگی۔ (پریشان ہوئے) اور اسے کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ سے پھر دریافت کرو۔ اس نے تیسری مرتبہ عرض کیا: ایک شخص جہاد کرنے کے لئے جانا چاہ رہا ہے جبکہ وہ دنیا کے مال ومتاع کا طالب ہے؟ (تیسری مرتبہ بھی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فَقَالَ: لَا اَجْرَ لَهٗ'' اس کے لئے کوئی اجر وثواب نہیں۔

اسے ابوداؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مختصراً روایت کیا۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے جہاد اور غزوہ کے متعلق ارشاد فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! اگر تم صبر کرتے ہوئے ثواب کی نیت سے جنگ کرو گے تو اللہ تمہیں صبر (کا ثواب پانے) والا (اپنی نیت کے مطابق) اجر پانے والا اٹھائے گا۔ اور اگر تم نے دکھاوا کرنے اور مال ودولت حاصل کرنے کے لئے جہاد کیا تو اللہ تمہیں ریاکار اور مال ودولت کا لالچی بنا کر اٹھائے گا۔ اے عبداللہ بن عمرو! جس حال پر تم لڑائی کرو گے یا مارے جاؤ گے اسی حال پر (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ تمہیں اٹھائے گا۔ (دنیا میں جیسی نیت ہوگی قیامت کے روز اسی کے مطابق سلوک ہوگا) (ابوداؤد)۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ فرما رہے تھے: اعمال کا دارومدار تو نیت پر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے (جمع کے لفظ سے) ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔ لہٰذا جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول (جل وعلا و ﷺ) کے لئے ہوگی (واقعہ ہی) اس کی ہجرت اللہ ورسول (جل وعلا و ﷺ) کے لئے (شمار) ہوگی (ہر شخص اپنے دل سے پوچھ کر فیصلہ کرسکتا ہے کہ دل میں کیا ارادہ تھا) اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہو کہ اسے حاصل کرلے یا عوت کے لئے ہو کر اس سے نکاح کرلے ''فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ'' تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لئے ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہوگی (ثواب کچھ نہ ہوگا)۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک شخص رسول اللہ ﷺ خدمت پاک میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اس آدمی کے بارے میں کیا حکم ہے جو اس لئے جہاد کرتا ہے کہ ثواب بھی پائے اور شہرت بھی حاصل کرے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا شَیْءَ لَهٗ'' اس کے لئے کوئی شے نہیں (نہ ثواب پائے گا نہ شہرت حاصل ہوگی) آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین دفعہ دہراتے ہوئے فرمایا: اس کے لئے کچھ بھی نہیں۔ پھر فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا كَانَ خَالِصًا وَّ ابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُهٗ'' اللہ تعالیٰ تو صرف وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالصتاً اسی کی رضا کی خاطر کیا جائے۔ (شہرت کی نیت ثواب کو بھی لے ڈوبی)۔

اسے ابوداؤد ونسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت مسلمہ کو بشارت دے دو آسانی و کشادگی کی، دین کی سربلندی کی، شہروں کو فتح کرنے کی اور اللہ کی مدد کی۔ اس کے باوجود جو شخص آخرت کے عمل کو دنیا کمانے کی نیت سے کرے گا، آخرت میں اس کے لئے ثواب کا کوئی حصہ نہیں۔

اسے امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں نیز بیہقی نے روایت کیا۔ الفاظ بیہقی کے ہیں۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاد دو طرح کا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ مجاہد صرف رضائے الٰہی کی خاطر جہاد کرے، امام وقت کی اطاعت کرے، اچھا مال اس میں خرچ کرے، ساتھیوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور فتنہ و فساد سے بچتا رہے، اس مجاہد کا سونا اور جاگنا سب کا سب ثواب ہی ثواب ہے۔ دوسرا یہ کہ جہاد کرنے والا فخر، ریاکاری و دکھاوے کے لئے جہاد کرے، امام کی نافرمانی کرے اور زمین میں فساد پھیلائے۔ ایسا شخص ہرگز کوئی فائدہ پا کر نہ لوٹے گا۔

اسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے فی سبیل اللہ جہاد کیا اور اس میں رسی (جیسی حقیر چیز کی) نیت کی تو اسے وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی تھی۔ (ثواب نہ ملے گا کہ اخلاص نہ رہا)

اسے نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں کسی جگہ (جہاد کے لئے) کھڑا ہوتا ہوں تو میرا ارادہ اللہ کی رضا بھی ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتا ہوں کہ لوگ میرا کھڑا ہونا دیکھ لیں (ناموری حاصل ہو) ابھی اسے رسول اللہ ﷺ نے جواب نہ دیا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ (کہف: 110) ترجمہ: "یعنی جسے اپنے پروردگار سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے"۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث شیخین (بخاری و مسلم) کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے روز لوگوں کے درمیان سب سے پہلے جس شخص کا فیصلہ فرمایا جائے گا، وہ ہوگا جو کسی لڑائی میں مارا گیا ہوگا۔ اسے حاضر کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، وہ انہیں یاد کرے گا۔ اللہ فرمائے گا: تو نے میری ان نعمتوں کو کیسے استعمال کیا؟ عرض کرے گا: میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے بلکہ تو نے تو اس لئے جہاد کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے۔ سو وہ تجھے دنیا میں کہا جا چکا ہے۔ "ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ" پھر اس کے لئے حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا حتیٰ کہ جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ الحدیث۔

اسے مسلم، نسائی، ترمذی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا۔ پھر عرض کرنے لگا: مَیں آپ کے ساتھ جہاد پر جانا چاہتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے ساتھیوں کو اس کے بارے میں کچھ وصیت فرمائی۔ جب وہ میدان جہاد میں گیا تو اس جہاد میں (فتح کے ساتھ) نبی اکرم ﷺ کو مال غنیمت بھی حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے تقسیم فرمایا تو اس کا حصہ بھی نکال کر اس کے ساتھیوں کو دے دیا تا کہ اسے دے دیں۔ یہ بھی ان کی رعایت کرتا تھا۔ جب یہ ساتھیوں کے پاس آیا تو انہوں نے وہ حصہ اسے دیا۔ پوچھنے لگا کہ یہ کیا ہے؟ ساتھیوں نے جواب دیا: یہ تیرا مال غنیمت کا وہ حصہ ہے جو نبی پاک ﷺ نے عطا فرمایا ہے۔ وہ حصہ لے کر نبی سرور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مَیں نے تیرا حصہ نکالا تھا۔ وہ عرض گذار ہوا: یا رسول اللہ ﷺ! مَیں نے آپ کی اتباع اس حصے کے لئے تو نہیں کی تھی بلکہ میں نے تو اس لئے اتباع کی تھی کہ مجھے یہاں کوئی تیر لگے۔ اور اپنے تیر کے ساتھ اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا۔ تو میں مر جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں (شہید ہونا چاہتا تھا) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر تو اللہ کو سچا سمجھتا ہے تو وہ تیری یہ بات سچ کر دکھائے گا۔ کچھ دیر گذری تھی کہ پھر مجاہدین دشمن کی طرف لپکے (لڑائی ہونے لگی) اس کے بعد اسے اٹھا کر نبی پاک ﷺ کے پاس لایا گیا۔ اسے وہیں تیر لگا ہوا تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا وہی ہوا؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ فرمایا: اس نے اللہ کو سچا جانا تو اللہ نے اس کی بات سچی کر دی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اسے اسی جبے میں کفن دیا جو وہ پہنے ہوئے تھا۔ پھر اسے اپنے سامنے رکھا اور نماز جنازہ پڑھی۔ اس کی نماز جنازہ میں جو دعا آپ ﷺ نے فرمائی وہ یہ تھی: "اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى ذٰلِكَ" یا بارالٰہا! یہ تیرا بندہ تیرے رستے میں مہاجر ہو کر نکلا تھا۔ پھر شہادت کی موت مارا گیا، میں اس پر گواہ ہوں۔ (نسائی)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بڑا یا چھوٹا لشکر جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہو۔ پھر اہل لشکر سلامتی کے ساتھ لوٹیں اور غنیمت کا حصہ بھی پائیں تو انہوں نے گویا اپنے اجر کے دو حصے اسی دنیا میں پا لئے (ایک حصہ باقی بچا) اور بڑا یا چھوٹا لشکر جہاد کرے، مال غنیمت نہ پائے، خوف اور مصائب کا شکار بھی ہو تو اس لشکر کا ثواب آخرت میں پورا پورا(1) ہے (کہ دنیا میں کچھ بھی اس نے حاصل نہیں کیا)۔

اسے مسلم نے روایت کیا (ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی یہ مضمون روایت ہوا)

---

(1) یعنی مال غنیمت کا نہ حاصل ہونا مجاہد کے لئے اور بھی اچھا ہے کہ روز محشر جہاد کا پورا پورا اجر و ثواب نصیب ہوگا۔ احادیث سابقہ میں یہ وضاحت موجود ہے کہ اگر جہاد میں نیت ہی مال و دولت کے حصول کی ہو تو وہ جہاد، جہاد ہی نہیں۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن — نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی (اقبال)

ترہیب

میدان جہاد سے بھاگنا(1)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات ہلاکت میں ڈال دینے والے گناہوں سے بچتے رہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کیا کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: نمبر 1 اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، نمبر 2 جادو کرنا، نمبر 3 اس جان کو قتل کرنا جس کو اللہ نے بغیر حق کے قتل کرنا حرام فرما دیا ہے۔ نمبر 4 سود خوری، نمبر 5 یتیم کا مال کھانا، نمبر 6 میدان جہاد سے مقابلہ کے وقت بھاگ جانا اور نمبر 7 بے خبر ایمان والی پاکدامن خواتین پر تہمت لگانا۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بزار نے روایت کیا۔ بزار کے الفاظ یہ ہیں۔ ''جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہ سات ہیں۔ ان میں سب سے پہلا (سب سے بڑا) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے۔ پھر بغیر حق کے کسی جان کو قتل کر دینا، سود کھانا، یتیم کا مال ہڑپ کرنا، مقابلے کے روز میدان (جنگ) سے بھاگ جانا، پاکدامن خواتین پر تہمت باندھنا اور ہجرت کرنے کے بعد پھر کافرین کے علاقوں کو واپس لوٹ جانا''۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی العلمین ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین گناہ ایسے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کوئی نیک عمل فائدہ نہیں دے سکتا۔ نمبر 1 اللہ کے ساتھ شرک کرنا، نمبر 2 والدین کی نافرمانی اور نمبر 3 کفار کے ساتھ مقابلے سے پیٹھ دکھا جانا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ سے

---

(1) کفار کے ساتھ مقابلے کے وقت میدان سے جان بچانے کے لئے فرار ہونا، حرام و ناجائز ہے۔ قرآن حکیم نے اس سلسلے میں واضح ارشادات دیئے ہیں۔ ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ۝ (انفال:15)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب کافروں کی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو ان کے سامنے پیٹھ دے کر نہ بھاگ جاؤ''۔

اس کے ساتھ ہی اگلی آیت میں اس جرم کی سزا کا بھی بیان فرما دیا۔ فرمایا:

وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ (انفال:16)

ترجمہ: ''اور جو پھیرے اس (لڑائی کے) دن اپنی پیٹھ سوائے اس صورت کے کہ لڑائی کے لئے پینترا بدلنے والا ہو یا اپنی جماعت کے پاس پلٹ کر آنے والا ہو (ان دونوں صورتوں میں پیچھے ہٹنا جائز ہے) تو وہ مستحق ہوگا اللہ کے غضب کا، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے''۔

آگے چل کر ایک مقام پر فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (انفال:45)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرتے رہو تا کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو''۔ (مترجم)

اس حال میں ملا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا، اپنے مال کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ ثواب کی نیت سے ادا کرتا رہا اور (اللہ ورسول جل وعلاو ﷺ کے) احکام توجہ سے سنے اور ان پر عمل کیا تو اس کے لئے جنت ہے یا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ اور پانچ گناہ ایسے ہیں جن کا کوئی کفارہ نہیں (سوائے سچی توبہ کے اگرچہ بعض کے لئے دنیا میں سزا بھی مقرر ہے جیسے قتل نفس میں قصاص اور تہمت میں اسی کوڑے) نمبر 1 اللہ کے ساتھ شرک (عیاذاً باللہ تعالیٰ) نمبر 2 بغیر حق کے کسی جان کا قتل کرنا، نمبر 3 مومن بندے پر تہمت لگانا، نمبر 4 میدان جنگ میں مقابلہ سے بھاگ جانا اور نمبر 5 سخت جھوٹی قسم، جس سے کسی کا مال حق کے بغیر ہتھیا لیا جائے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کی سند میں بقیہ بن ولید ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: میں قسم اٹھاتا ہوں، مَیں قسم اٹھاتا ہوں۔ پھر نیچے اتر کر فرمایا: بشارت ہو، بشارت ہو، جس نے ہر روز پانچ نمازیں پڑھیں اور کبیرہ گناہوں سے بچتا رہا، وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ مطلب کہتے ہیں: مَیں نے ایک آدمی کو سنا وہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے پوچھ رہا تھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو ان (کبیرہ گناہوں) کا ذکر فرماتے ہوئے سنا ہے؟ وہ بولے: ہاں۔ وہ یہ ہیں۔ نمبر 1 والدین کی نافرمانی، نمبر 2 اللہ کے ساتھ شرک، نمبر 3 کسی کا ناحق قتل کر دینا، نمبر 4 پاکدامن بیبیوں پر تہمت لگانا، نمبر 5 یتیم کا مال کھانا، نمبر 6 کافروں کے ساتھ مقابلہ سے بھاگ جانا، نمبر 7 سود کھانا۔ (طبرانی)۔

(یہ مضمون قریب قریب ابوبکر بن محمد کی روایت سے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور عبید بن عمیر لیثی کی روایت سے طبرانی نے کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ ذکر کیا ہے)۔

ترغیب

سمندروں میں جہاد کرنا

یہ خشکی میں دس جہاد کرنے سے افضل ہے

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا کرتی تھیں۔ یہ ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں (اور رسول اللہ ﷺ کی محرم عزیزہ تھیں) ایک روز رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف فرما ہوئے۔ انہوں نے کھانا پیش کیا (آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تناول فرمالیا) پھر آپ ﷺ کے سرانور سے جوئیں دیکھنے بیٹھ گئیں (اطیب الطیبین، پاکیزہ ترین خلائق ﷺ کے مقدس سر میں جوئیں تھیں کہاں؟ ذی رحم رشتہ دار تھیں اس وجہ سے محبت سے سرانور میں انگلیاں پھیر رہی ہوں گی) کہ رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ عرض کرنے لگیں: یارسول اللہ ﷺ! کس چیز نے آپ کو ہنسایا ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کچھ لوگ میری خدمت میں پیش کئے گئے جو سمندر کی سطح پر یوں سوار ہو رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں یا جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں۔ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں کر دے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ پھر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے اور ہنس رہے تھے۔ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جس طرح پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے حق میں دعا فرما دیں کہ اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں کر دے۔ اس پر مخبر صادق ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان میں پہلے لوگوں میں سے ہو گی۔ چنانچہ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ (1) رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سمندر میں جہاد کے لئے سوار ہوئیں۔ جہاد کے بعد سمندر سے نکلتے ہوئے سواری پر سے گر کر انتقال فرما گئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے نے ابھی حج نہ کیا ہو، اس کا حج کرنا دس غزوات سے بہتر ہے۔ جس نے حج فرض ادا کرلیا ہو۔ اس کا غزوہ میں جانا دس حجوں سے

---

(1) امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کمان میں سب سے پہلا سمندری جہاد ہوا۔ اس میں قبرص پر حملہ کیا گیا تھا۔ اور اسی میں حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا شریک ہو کر شہادت سے سرفراز ہوئی تھیں۔ بخاری کی روایت کے مطابق اس حملہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ بنت قرظہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ (مترجم)

افضل ہے۔ اور ایک بحری غزوہ میں شامل ہونا، خشکی کے دس غزوات میں شامل ہونے سے اچھا ہے۔ جس نے ایک سمندر کو پار کیا گویا وہ تمام وادیوں سے (جہاد کرتا ہوا) گذرا۔ اور جسے سمندری جہاد میں سر درد (کے برابر بھی تکلیف) ہوئی، وہ اپنے خون میں لوٹنے والے (شہید) کی مثل ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے روایت کیا۔ (نیز حاکم نے بھی یہ مضمون روایت کیا اور صحیح کہا ہے)

حدیث: حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بحری جہاد میں سر درد کی تکلیف اٹھانے والا جسے قے ہو گئی ہو، اس کے لئے ایک شہید کا ثواب ہے۔ ڈوب کر مرنے والے کے لئے بھی شہید کا اجر ہے۔ (ابوداؤد)۔

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو میرے ساتھ کسی غزوہ میں شرکت نہ کر سکا ہو، وہ بحری غزوہ میں شریک ہو جائے۔ (وہی اجر پائے گا جو میرے ساتھ کسی غزوہ میں شامل ہو کر پاتا)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

ترہیب

مال غنیمت میں خیانت اور خائن کی پردہ پوشی کرنے والے کی مذمت

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے مال غنیمت پر ایک صاحب متعین تھے جنہیں ''کرکرہ'' کہا جاتا تھا، وہ وفات پا گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جہنم میں گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم انہیں دیکھنے کو گئے تو ایک چادر ان کے پاس سے ملی۔ جسے خیانت کر کے انہوں نے چھپالیا تھا۔ (ان کا جہنم میں جانا صرف خیانت کی سزا کے لئے تھا نہ کہ ہمیشہ کے لئے بتانا یہ تھا کہ چھوٹی سی خیانت پر بھی صحابی جیسے شخص کو سزا ہو سکتی ہے)۔

اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا (ایسا ہی مضمون عبداللہ بن شقیق سے امام احمد نے باسناد صحیح روایت کیا)۔

حدیث: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب جنگ خیبر کے دن وفات پا گئے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ان کے بارے میں عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا: تم خود اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھ لو۔ اس سے لوگوں کے چہروں کے رنگ غم و حیرت سے متغیر ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اس ساتھی نے جہاد فی سبیل اللہ میں حاصل ہونے والے مال غنیمت میں خیانت کی تھی۔ ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو یہود کے موتیوں میں سے ایک موتی پایا (جو مال غنیمت میں سے تھا اور یہود کے ساتھ لڑائی کے بعد حاصل ہوا تھا) جو دو درہم کی قیمت کا بھی (1) نہیں تھا۔

اسے امام مالک واحمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں: مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: جب نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت خیبر کی لڑائی کے دن واپس آئی تو وہ کہنے لگے کہ فلاں شہید ہوا۔ فلاں شہید اور فلاں شہید ہوا۔ حتیٰ کہ ایک شخص کے قریب سے گذرے (جو مقتول پڑا ہوا تھا) تو کہنے لگے کہ یہ فلاں شہید ہوا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ مَیں نے اسے جہنم کی آگ میں دیکھا ہے۔ اس نے ایک چادر کی خیانت کی تھی یا ایک چوغہ چرایا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! ''اِذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ اِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ'' جاؤ جا کر لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومنین ہی داخل ہوں گے۔

اسے مسلم و ترمذی وغیرہما نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو یہ

---

(1) قارئین! انداز ہ فرمایا آپ نے! اللہ کے پاک رسول، نبی رحمت ﷺ ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تیار نہیں، جس نے صرف ایک موتی کی خیانت کی تھی جس کی قیمت دو درہم کے برابر بھی نہ تھی۔ کیا حال ہوگا ان وزیروں، مشیروں، سیکریٹریوں، ایم این ایز، ایم پی ایز اور افسران حکومت کا جو لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ قومی خزانے سے چراتے ہیں۔ مل ملا کر بینکوں سے حاصل کرتے اور پھر سیاسی سینہ زوری سے معاف کرا لیتے ہیں۔ اف خدایا! (مترجم)

فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری امت مال غنیمت میں خیانت نہ کرے گی تو ان کے سامنے دشمن کبھی ٹھہر نہ سکے گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حبیب بن مسلمہ سے پوچھا: کیا تمہارے سامنے دشمن ایک بکری دوہنے کے وقفہ کے برابر جمارہا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! بلکہ تین خوب دودھ دینے والی بکریوں کو دوہنے کے وقت کے برابر جمارہا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "غَلَلْتُمْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ" رب کعبہ کی قسم! تم نے ضرور خیانت کی ہوگی۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اسناد جید کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خیانت کی برائی بیان کی۔ اسے بہت بڑا گناہ قرار دیا۔ اور اس کے معاملہ کو شدید بتایا۔ حتی کہ فرمایا: مَیں تم میں سے کسی کو اس حال میں ہرگز نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے تو اس کی گردن پر بلبلاتا ہوا اونٹ سوار ہو۔ پھر وہ مجھے کہے کہ یارسول اللہ ﷺ! میری فریادرسی کیجئے۔ مَیں اسے کہوں کہ مَیں کچھ نہیں کرسکتا۔ مَیں نے اللہ کا حکم تجھے پہنچا دیا تھا۔ مَیں تم سے کسی کو اس حال میں ہرگز نہ پاؤں کہ وہ بروز قیامت آئے تو اس کی گردن پر ہنہناتا ہوا گھوڑا چڑھا ہوا ہو۔ پھر مجھے پکارے کہ یارسول اللہ ﷺ! میری امداد فرمایئے۔ تو میں کہہ دوں کہ مَیں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا کیونکہ دنیا میں مَیں نے اللہ کے احکام تجھے پہنچا دیئے تھے۔ ہرگز مَیں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ روز قیامت آئے اور اس کی گردن پر مَیں مَیں کرتی بکری لدی ہوئی ہو۔ پھر کہے کہ یارسول اللہ ﷺ! میری مدد فرمایئے اور مَیں فرماؤں کہ میں اب تیرے لئے کچھ نہیں کروں گا کہ تجھے احکام خداوندی پہنچا چکا ہوں۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں بالکل نہ دیکھوں کہ وہ قیامت میں آئے تو اس کی گردن پر کوئی جان سوار ہو (جسے اس نے ناحق قتل کر دیا ہو) اور وہ جان چیخ چلا رہی ہو۔ تو یہ کہے کہ یارسول اللہ ﷺ! میری مدد کو تشریف لایئے اور مَیں کہوں: نہیں اب تیرے لئے مَیں کچھ نہیں کرسکتا کیوں کہ میں نے تجھے اللہ کے فرمان کی تبلیغ فرمادی تھی۔ مَیں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں اس حال میں کہ جب وہ روز قیامت حاضر ہو تو اس کی گردن پر کپڑے لدے ہوں جو ہل رہے ہوں۔ پھر کہے: یارسول اللہ ﷺ! میری فریاد کو پہنچئے تو میں کہہ دوں کہ اب میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا۔ بے شک میں نے تجھے حکم ربی پہنچا دیا تھا۔ اور مَیں تم میں سے کسی کو اس حالت میں ہرگز نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے تو اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہوا ہو "فَيَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ: لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ" اور کہے کہ یارسول اللہ ﷺ میری امداد فرمایئے تو میں فرماؤں کہ اب مَیں تیری امداد نہیں کرسکتا اس لئے کہ میں نے دنیا میں تجھے احکام کی تبلیغ کردی تھی۔ (اور تو نے عمل نہ کیا۔ پھر بھی خیانت کا ارتکاب کیا)۔

اسے مسلم و بخاری نے روایت کیا ہے اور الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب مال غنیمت پاتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرماتے کہ لوگوں میں منادی کردیں (کہ جس کے پاس جو کچھ مال ہے وہ لے کر حاضر خدمت ہو جائے) تو لوگ مال غنیمت لے کر حاضر ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ اس میں سے

پانچواں حصہ الگ فرما کر باقی کو تقسیم فرما دیا کرتے۔ ایک روز ایک شخص منادی ہو جانے کے بعد بالوں کی بنی ہوئی ایک مہار لے کر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! اسے بھی ہم نے مال غنیمت میں پایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے بلال کو تین مرتبہ منادی کرتے ہوئے سنا تھا؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ فرمایا: تو پھر تجھے یہ لے کر حاضر ہونے سے کس چیز نے روکے رکھا؟ وہ عذر پیش کرنے لگا: تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کُنْ اَنْتَ تَجِیْءُ بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَلَنْ اَقْبَلَهٗ عَنْكَ'' جا اسے لے جا۔ قیامت کے روز اسے اٹھائے ہوئے پیش ہوگا۔ میں ہرگز تیری طرف سے اسے قبول نہ کروں گا۔

اسے ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جنگ خیبر کے لئے روانہ ہوئے۔ اللہ نے ہمیں فتح عطا فرمائی تو مال غنیمت میں سونا یا چاندی نہ ملی بلکہ ساز و سامان، کھانے پینے کی چیزیں اور کپڑے بطور غنیمت جمع ہوئے۔ پھر ہم وادی قریٰ کے طرف چل پڑے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غلام تھا جو بنی جذام کے کسی شخص نے پیش کیا تھا۔ اسے رفاعہ بن یزید کہتے تھے اور اس کا تعلق بنی ضبیب سے تھا۔ جب ہم وادی قریٰ میں اترے تو وہ غلام کھڑا ہو کر رسول اللہ ﷺ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ ایک تیر آ کر اسے لگا۔ جس سے وہ فوت ہو گیا۔ تو ہم یہ دیکھ کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! اسے شہادت مبارک ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا ہرگز نہیں۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں جان محمد ﷺ ہے، وہ کمبل آگ کے شعلے بن کر اس کے جسم پر بھڑک رہا ہے جو اس نے تقسیم سے پہلے مال غنیمت سے چوری کر لیا تھا۔

راوی کہتے ہیں: یہ سن کر لوگ خوف زدہ ہو گئے۔ اس کے بعد ایک آدمی مال غنیمت میں سے ایک یا دو تسمے لے کر حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا: یہ ہم نے خیبر کے روز پائے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شِرَاكٌ مِّنْ نَّارٍ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ'' ایک تسمہ بھی دوزخ کی آگ کا ہے یا دو بھی آگ ہی کے ہیں۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ تین چیزوں سے بری ہو کر قیامت کے دن پیش ہوگا، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ نمبر 1 تکبر، نمبر 2 خیانت اور نمبر 3 قرض سے (جس کی ادائیگی کا ارادہ نہ ہو)۔

اسے نسائی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں مال غنیمت میں سے ایک چمڑا پیش کیا گیا اور عرض کی گئی کہ یارسول اللہ ﷺ! اس سے آپ دھوپ سے بچاؤ کے لئے سایہ کر لیں۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہارا نبی ﷺ آگ کے سائے کو اپنے اوپر تان لے؟

اسے ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: یزید بن معاویہ سے روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کو ایک خط لکھا کہ ''السلام علیکم۔ امابعد! رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے مال غنیمت میں سے (قبل تقسیم) بالوں کی بنی ہوئی ایک مہار کا سوال کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: تو مجھ سے آگ کی مہار مانگتا ہے۔ تجھے یہ زیب نہ دیتا تھا کہ تو مجھ سے اس کا سوال کرتا اور نہ میرے منصب کے لائق ہے کہ یہ تجھے دے دوں۔

اسے بھی ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: امابعد! جناب رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ''مَنْ يَّكْتُمْ غَالًّا فَاِنَّهٗ مِثْلُهٗ'' جس نے خیانت (1) کار کی پردہ پوشی کی، وہ بھی اسی کی مثل (خائن) ہے۔ (ابوداود)۔

---

(1) خیانت بہت بڑا جرم اور کبیرہ گناہ ہے۔ اس باب میں مذکورہ گیارہ احادیث اس بات کی شاہد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان فرامین نبوت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔ ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (آل عمران:161)

ترجمہ: ''کسی نبی کی عظمت وشان کے لائق ہی نہیں کہ ارتکاب خیانت کرے۔ اور جو خیانت کرے گا، روز قیامت خیانت کی ہوئی چیز کو اپنے ساتھ لئے ہوئے حاضر ہوگا۔ پھر ہر جان کو اس کے کاموں کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کوئی زیادتی نہ ہوگی''۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (انفال:27)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے (اس کے فرائض کو ترک کرکے) اور رسول سے (آپ کی سنت کو چھوڑ کر) خیانت نہ کرو۔ اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے)''۔

اسی سورہ میں کچھ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝ (انفال:58) ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔ (مترجم)

ترغیب

شہادت

اور شہداء کی فضیلت (1) کا بیان

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو جنت میں داخل ہونے کے بعد پھر دنیا کی طرف لوٹ آنا پسند کرے، چاہے ساری دنیا کی دولت اس کو دے دی جائے سوائے شہید کے "فَاِنَّهٗ يَتَمَنّٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِّمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ" کہ وہ بے شک دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرے گا کہ اسے اللہ کی راہ میں دس مرتبہ شہید کیا جائے کیونکہ وہ شہادت کی قدر و منزلت دیکھ چکا ہوگا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: "اس لئے (دنیا کی طرف لوٹنا پسند کرے گا) "لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ" کہ وہ شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہوگا۔

اسے بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ (نیز یہ مضمون امام احمد و نسائی نے بھی روایت کیا)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت میں سے ایک شخص کو حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: اے ابن آدم! تو نے اپنا ٹھکانہ کیسا پایا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔ اللہ فرمائے گا: کچھ اور مانگ اور کوئی تمنا کر۔ عرض کرے گا: کیا مانگوں اور کس چیز کی تمنا کروں؟ (پھر کہے گا) یہ سوال کرتا ہوں کہ اے اللہ! مجھے دنیا کی طرف واپس بھیج تاکہ میں تیری راہ میں دس دفعہ قتل کیا جاؤں۔ یہ اس

---

(1) قرآن حکیم نے شہداء کے فضائل اور ان کی لافانی حیات کو بڑے زوردار الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (بقرۃ 154)

ترجمہ: "اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے"۔

سورہ آل عمران میں تو ان جانبازوں کو مردہ تصور کرنے سے بھی روک دیا۔ فرمایا:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (آل عمران)

ترجمہ: "اور جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے انہیں ہرگز مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں، انہیں روزی دی جاتی ہے۔ وہ خوش ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہیں ملے (کہ جام شہادت نوش کر کے جب ہمارے ساتھ آملیں گے) ان پر نہ کچھ اندیشہ ہوگا اور نہ ہی کچھ غم۔ خوشیاں مناتے ہیں وہ اللہ کی نعمت اور فضل کی اور اس کی کہ اللہ نہیں ضائع فرماتا اجر اہل ایمان کا"۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ (آل عمران)

ترجمہ: "اور اگر تم اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی مغفرت اور رحمت (جو تمہیں حاصل ہوگی) ان (کفار) کے تمام جمع دولت سے بہتر ہے"۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی فانی زندگی دے کر حیات لازوال کی منزلوں کو پا لیتے ہیں۔ اور خدا و مصطفیٰ جل وعلاو ﷺ کے مقرب ٹھہرتے ہیں۔ "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ بِبَلَدِ حَبِيْبِكَ بِحُرْمَةِ رَسُوْلِكَ۔ اٰمِين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ" (مترجم)

لئے آرزو کرے گا کیونکہ اللہ کے ہاں وہ شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہوگا۔

اسے نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، ''لَوَدِدْتُ اَنْ اَغْزُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ'' میں یہ محبوب رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں جنگ کروں اور شہید ہو جاؤں پھر جنگ کروں تو شہید کر دیا جاؤں پھر جنگ کروں اور شہادت پاؤں۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت فرمایا۔ یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرض کے سوا شہید کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (قرض چونکہ حقوق العباد میں سے ہے اور حقوق العباد شہید کو بھی معاف نہیں تا آنکہ صاحب حق معاف کر دے)۔

یہ روایت مسلم شریف کی ہے۔

حدیث: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان کھڑے ہو کر بیان فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد اور اللہ پر ایمان تمام اعمال سے افضل ہے۔ تو ایک صاحب کھڑے ہو کر عرض گذار ہوئے: یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیئے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اگر تم اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤ جبکہ تم صبر کے ساتھ مقابلہ کرو۔ حصول ثواب کی نیت رکھو، سینہ سپر رہو، پشت پھیر کر بھاگنے والے نہ بنو تو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تم نے کیسے سوال کیا تھا؟ انہوں نے عرض کی: آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں، اگر میں راہ خدا میں جہاد کے دوران قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیئے جائیں گے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ (تمہارے گناہ مٹا دیئے جائیں گے) اگر تم راہ خدا میں قتل کر دیئے جاؤ جبکہ تم صبر کرنے والے، حصول ثواب کا ارادہ رکھنے والے، سینہ تان کر لڑنے والے ہو اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہ ہو مگر قرض (نہ مٹایا جائے گا جب تک کہ ادا نہ کیا جائے یا قرض خواہ معاف نہ کر دے ''فَاِنَّ جِبْرَائِیْلَ قَالَ لِیْ ذَالِکَ'' بے شک جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ ہی کہا ہے۔

اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں حاضر نہ ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اسلام کی پہلی جنگ جو آپ نے مشرکین کے خلاف لڑی، میں اس میں موجود نہیں تھا۔ اب اگر اللہ نے مشرکین کے خلاف کسی لڑائی میں حاضر ہونے کا موقعہ دیا تو اللہ دیکھ لے گا کہ میں کیا (شجاعت و جان سپاری کا مظاہرہ) کرتا ہوں۔ پھر جب جنگ احد کا موقعہ آیا اور مسلمانوں کو پسپائی ہوئی (جوان کی اپنی غلطی

سے تھی) تو انہوں نے کہا: اے پروردگار! جو کچھ ان ساتھیوں سے ہوگیا ہے (درے کو چھوڑ دینا) مَیں اس سے اپنی براءت ظاہر کرتا ہوں۔ پھر آگے بڑھے تو انہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ملے۔ ان سے کہنے لگے: اے سعد بن معاذ علیہ! جنت قریب ہے اور نضر (ان کے والد) کے رب کی قسم، میں جنت کی خوشبو احد پہاڑ کے اس طرف پاتا ہوں۔ (پھر پوری قوت سے مشرکین کے ساتھ ٹکرائے اور جام شہادت نوش فرما گئے) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جو کچھ انس بن نضر نے کر دکھایا ہے وہ تو مَیں بھی نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد جب ہم نے انہیں پایا تو ان کے جسم پر اسی سے زائد تلوار کے زخم یا نیزے کے گھاؤ یا تیر کے نشان تھے۔ ہم نے انہیں اس حال میں دیکھا کہ شہید ہو چکے تھے اور مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا تھا (ناک، کان ہونٹ وغیرہ کاٹ دیئے تھے) اس حالت میں انہیں کوئی پہچان نہ سکا سوائے ان کی بہن کے کہ انہوں نے انہیں ان کی انگلیوں سے پہچانا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: ہم سمجھتے ہیں یا ہمارا خیال ہے کہ ان کے یا ان جیسے دوسرے مسلمانوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب:23) ترجمہ: ''اہل ایمان میں کچھ ایسے مرد بھی ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا اس عہد کو جو انہوں نے اللہ کے ساتھ کیا تھا۔ تو ان میں سے کسی نے تو اپنی (جہاد پر ثابت قدم رہنے کی) منت پوری کر لی اور کوئی انتظار کر رہا ہے۔ اور انہوں نے (ثابت قدم رہنے اور شہادت کو گلے لگانے کے اپنے عہد میں) کوئی تبدیلی نہیں کی''۔

اسے بخاری، مسلم اور نسائی نے روایت کیا۔ الفاظ بخاری کے ہیں۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات دو آدمی (فرشتے انسانی شکلوں میں) میرے پاس آئے۔ وہ مجھے لے کر چڑھے اور ایک درخت کے پاس پہنچے۔ پھر انہوں نے مجھے ایک بڑے محل میں داخل کر دیا۔ وہ محل اتنا حسین اور بہترین تھا کہ میں نے پہلے کبھی اتنا خوبصورت محل نہیں دیکھا۔ دونوں مجھ سے کہنے لگے: ''اَمَّا هٰذِهٖ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ'' یہ شہداء کا محل ہے۔

اسے امام بخاری نے ایک لمبی حدیث میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میرے والد (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) کی لاش رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کی گئی۔ ان کا مثلہ کر دیا گیا تھا (ناک، کان، آنکھ اور ہونٹ وغیرہ کاٹ دیئے گئے تھے) ان کی لاش آپ ﷺ کے سامنے رکھ دی گئی۔ میں آگے بڑھا تا کہ ان کے چہرے سے کپڑا اٹھاؤں تو میری قوم کے لوگوں نے مجھے روک دیا۔ اسی دوران آپ ﷺ نے کسی رونے والی کی آواز سنی۔ دریافت فرمانے پر عرض کی گئی کہ وہ رونے والی عمرو کی بیٹی (شہید کی بہن) یا عمرو کی بہن (شہید کی پھوپھی) ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ کیوں روتی ہے؟ یا فرمایا: اسے نہ رونا چاہیے (شک راوی کو ہے) ''مَازَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا'' فرشتے ان کے اوپر اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔

اسے امام بخاری و امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: انہی (جابر بن عبداللہ) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: احد کی لڑائی کے روز جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام (حضرت جابر کے والد) شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ سے کیا کہا؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں: ضرور ارشاد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص سے بھی اللہ نے کلام فرمایا، پردے کے پیچھے سے ہی فرمایا لیکن تمہارے باپ کے ساتھ بغیر پردے کے کلام فرمایا: تو اللہ نے فرمایا: اے عبداللہ! میرے سامنے کوئی تمنا کرو میں تمہیں عطا فرماؤں (تمہاری تمنا پوری کر دی جائے) انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی: اے میرے پالنے والے! مجھے پھر زندہ فرما تا کہ تیرے راستے میں دوبارہ مارا جاؤں۔ اللہ نے ان سے فرمایا: میرے پاس پہلے سے یہ فیصلہ لکھا جا چکا ہے کہ جو میرے پاس آ جائیں گے پھر دنیا کی طرف لوٹ کر نہ جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی: اے پروردگار! اگر یہ نہیں تو پھر میرے پچھلوں کو میرے بارے میں خبر فرما دے۔ تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (آل عمران: 169) ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں، انہیں مردہ خیال بھی نہ کرو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ انہیں رزق دیا جاتا ہے)''۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ نے اسناد حسن کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے بھائی جو جنگ موتہ میں شہادت پا گئے تھے) کو فرشتے کی صورت میں جنت کے اندر دو پروں کے ساتھ اڑتے دیکھا۔ وہ جنت میں جہاں چاہے اڑتے پھرتے ہیں۔ ان کے پر خون کے ساتھ لتھڑے ہوئے (1) تھے۔

اسے طبرانی نے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ان میں یہ حسن ہے۔ (طبرانی نے ہی سالم بن ابی جعد رضی اللہ عنہ سے ایک اسی مضمون کی مرسل جید الاسناد حدیث بھی روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''هَنِيْئًا لَكَ يَاعَبْدَ اللّٰهِ اَبُوْكَ يَطِيْرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي السَّمَآءِ'' اے عبداللہ! تمہیں مبارک ہو تمہارے باپ (حضرت جعفر) آسمان میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔

اسے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

---

(1) حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے جنگ موتہ میں اپنے ہاتھوں میں رسول اللہ ﷺ کا عطا فرمودہ علم پکڑ رکھا تھا۔ شہادت سے پہلے ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہاتھوں کے بدلہ میں جنت میں انہیں دو پر عطا فرمائے جن سے وہ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہیں طیار ''اڑنے والا'' کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جنگ موتہ میں موجود تھے۔فرماتے ہیں: ہم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا۔تو انہیں ہم نے شہداء میں پالیا۔ہم نے ان کے جسم کو سینے کی جانب سے دیکھا کہ اس پر نوے سے زائد زخم تھے جو تلوار، نیزے اور تیر سے لگے ہوئے تھے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ''ہم نے ان کے پچاس نیزے اور تلوار کے زخم شمار کئے۔ان میں سے کوئی زخم بھی ان کی پشت پر نہیں تھا''۔(بخاری)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو (موتہ کی لڑائی میں) بھیجا اور جھنڈا حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا: (یکے بعد دیگرے) تینوں شہید ہو گئے۔تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی ان کے حالات شہادت بیان فرما دیئے (اللہ رے علم نبی غیب داں ﷺ) فرمایا: جھنڈا زید نے پکڑا ہوا ہے۔اب وہ شہید ہو گئے۔پھر جھنڈا حضرت جعفر نے پکڑا۔اب وہ بھی شہید ہو گئے۔پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا۔تو وہ بھی شہادت پا گئے۔پھر ان کے بعد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھا لیا۔راوی فرماتے ہیں: ''فَجَعَلَ یُحَدِّثُ النَّاسَ وَعَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ''رسول اللہ ﷺ حاضرین سے باتیں کر رہے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

اسے بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید قتل کے وقت صرف اتنی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کسی کو چٹکی لیتے وقت ہوتی ہے۔(یعنی جتنی اگر کوئی کسی کو چٹکی (چونڈی) کاٹے تو وہ تکلیف محسوس کرتا ہے)۔

اسے ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اَلشَّهِیْدُ یَشْفَعُ فِیْ سَبْعِیْنَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ'' شہید اپنے اہل خانہ میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔(جو مقبول ہوگی ان شاء اللہ)

اسے ابوداؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عتبہ بن عبدالسلمی رضی اللہ عنہ جو کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مقتولین تین طرح کے ہیں۔نمبر 1 وہ بندہ مومن جو اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد

---

(1) یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیوی جسم کے بدلے میں سبز پرندوں کا سا جسم عطا فرمایا ہے۔اور وہ جنت کے درختوں سے جنتی پھل وغیرہ کھاتی ہیں۔ان پرندوں جیسے جسموں میں شہداء کی ارواح امانۃً رکھی جاتی ہیں۔جنت میں جہاں چاہیں جاتی ہیں۔اور جو چاہیں کھاتی ہیں۔وہاں رہتے ہوئے ان کا تعلق قبور میں مدفون جسموں کے ساتھ بدستور رہتا ہے۔(مترجم)

کرے یہاں تک کہ جب دشمنوں سے مقابلے کی نوبت آجائے تو ان سے جنگ کرے حتی کہ قتل ہو جائے۔ یہ کھرا پکا شہید ہے۔ اللہ کی جنت میں اس کے عرش کے نیچے ہوگا (ایک روایت میں ''اللہ کے خیمہ میں'' کے الفاظ ہیں) حضرات انبیاء کرام علیہم السلام صرف درجۂ نبوت کی وجہ سے اس سے (کروڑوں کروڑ درجہ) افضل ہیں۔ (کیونکہ نبی کا ہر عمل غیر نبی کے ہر عمل سے کروڑوں درجہ افضل ہوتا ہے)۔ نمبر 2 وہ آدمی، جس نے اپنی جان پر کئی گناہوں اور خطاؤں کا بوجھ ڈال لیا ہو۔ (پہلے شخص جیسا متقی نہیں) اس نے راہ خدا میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ دشمن سے مقابلہ ہو گیا تو ان سے لڑا حتی کہ قتل کر دیا گیا۔ اس کی یہ شہادت صفائی ہے جس نے اس کے گناہ اور خطائیں مٹا ڈالیں۔ بے شک تلوار خطاؤں کو بہت مٹانے والی ہوتی ہے۔ جس دروازے سے چاہے گا، اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ کیونکہ جنت کے آٹھ اور دوزخ کے سات دروازے ہیں۔ جبکہ جنت کے بعض دروازے بعض سے افضل ہیں۔ اور نمبر 3 وہ منافق آدمی، جس نے اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کیا حتی کہ دشمن سے مقابلہ ہوا تو اس نے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔ یہ دوزخ میں گیا (کہ نیت میں اخلاص نہیں نفاق تھا) کیونکہ تلوار (باقی سب گناہوں کو مٹا دیتی ہے مگر) منافقت کو نہیں مٹاتی۔ (جنت میں داخلے کے لئے ایمان شرط اول ہے)۔

اسے امام احمد نے اسناد جید کے ساتھ، طبرانی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، بیہقی (اور دارمی) نے روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید کی تین قسمیں ہیں۔ نمبر 1 وہ شخص جو اپنا مال و جان لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے چلا۔ اس کا ارادہ کسی کافر کو قتل کرنے یا سو د شہید ہونے کا نہیں بلکہ صرف مسلمانوں کے لشکر کی تعداد بڑھانا چاہتا ہے۔ اب اگر وہ فوت ہو گیا یا قتل کر دیا گیا تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اسے عذاب قبر سے پناہ دی جائے گی۔ قیامت کی گھبراہٹ سے مامون ہوگا۔ بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح ہوگا۔ عزت و کرامت کا لباس اس کے لئے حلال فرمایا جائے گا۔ اور اس کے سر پر وقار اور ہمیشگی کا تاج رکھا جائے گا۔ نمبر 2 وہ آدمی جو حصول ثواب کی نیت سے اپنی جان و مال کے ساتھ راہ حق میں جہاد کرنے نکلا۔ کافروں کو واصل جہنم تو کرنا چاہتا ہے مگر خود شہید ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اگر یہ مر گیا یا قتل ہو گیا تو روز قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے گھٹنوں کے ساتھ اس کے گھٹنے ملے ہوئے ہوں گے۔ (اس قدر اسے قرب نصیب ہوگا اس بارگاہ میں جس کے متعلق خود اللہ پاک فرماتا ہے): فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ (القمر) ''سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور) اور نمبر 3 وہ بندہ حق جو اپنی جان اور اپنا مال لے کر ثواب کی خاطر راہ خدا میں جہاد کے لئے چلا۔ دشمنوں کو بھی قتل کرنا چاہتا ہے اور خود بھی شہادت کی آرزو رکھتا ہے۔ اس کے بعد اگر یہ وفات پا گیا یا شہید ہو گیا تو روز محشر اس شان سے آئے گا کہ اپنی تلوار سونت کر اپنے کندھے پر رکھے ہوئے ہوگا۔ جبکہ لوگ گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہوں گے۔ اہل محشر سے کہے گا: کیا تم ہم لوگوں کے لئے راستہ کشادہ نہیں کرو گے؟ ہم نے اپنے خون اور اپنے مال اللہ تبارک و

تعالیٰ کے لئے قربان کر دیئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات باری کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر یہ بات وہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام سے یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی سے بھی کہتا تو وہ راستہ دے دیتے کیوں کہ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں اس کا مقام و مرتبہ دیکھ لیا ہے۔ (اس سے اس کا مرتبہ انبیاء علیہم السلام سے بڑھ نہیں گیا بلکہ ان بزرگوں کی اس پر شفقت و محبت ہے کہ اس نے اپنا سب کچھ راہ خدا میں قربان کیا۔ ورنہ کوئی غیر نبی، نبی کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا) حتی کہ یہ لوگ عرش الٰہی کے نیچے نورانی منبروں تک پہنچ جائیں گے۔ پھر ان پر بیٹھیں گے۔ اور لوگوں کے فیصلے ہوتے دیکھیں گے۔ موت کے سکرات محسوس نہ کریں گے۔ برزخ میں بھی مغموم نہ ہوں گے۔ نفخہ صور کی گھبراہٹ نہ ہوگی۔ حساب و کتاب، میزان عمل اور پل صراط سے گذرنا انہیں پریشان نہ کر سکے گا۔ دیکھ رہے ہوں گے کہ لوگوں کا فیصلہ کیسے ہوتا ہے۔ کچھ نہ بھی مانگیں گے تو انہیں پھر بھی دیا جائے گا۔ کسی کے لئے سفارش نہ بھی کریں گے پھر بھی اس کے لئے سفارش قبول فرمائی جائے گی۔ جتنی جنت چاہیں گے انہیں عطا فرما دی جائے گی اور جہاں پسند کریں گے جنت میں بسیرا کریں گے۔

اسے بزار، بیہقی اور اصبہانی نے روایت کیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا: بندے جب حساب و کتاب دینے کے لئے کھڑے ہوں گے۔ تو کچھ لوگ حاضر ہوں گے جنہوں نے اپنی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھی ہوئی ہوں گی اور گردنوں سے خون کے قطرات گر رہے ہوں گے۔ دروازہ جنت کے سامنے بھیڑ لگا دیں گے۔ پوچھا جائے گا: یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ملے گا: یہ شہداء ہیں (1) جو بعد از شہادت زندہ تھے اور انہیں روزی دی جاتی تھی۔

(اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن ہے)۔

حدیث: حضرت نعیم بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: شہداء میں کون سا شہید افضل ہے؟ آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: وہ شہداء افضل ہیں کہ اگر انہیں میدان جنگ کی پہلی صف میں بھی کھڑا کر دیا جائے تو دائیں بائیں اپنے چہرے نہیں پھیرتے یہاں تک کہ شہید ہو جاتے ہیں۔ یہی حضرات ہیں جو جنت کے اونچے اونچے بالا خانوں میں چلتے ہیں اور ان کا رب انہیں دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور جب تیرا رب دنیا میں (قبل قیامت) کسی بندے پر خوش ہو جائے تو اس بندے کا حساب نہیں لے گا۔

اسے امام احمد و ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ دونوں کے راوی ثقہ ہیں۔ (اور اسی مضمون کی حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کی)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، فرما رہے تھے: پہلے تین اشخاص جو جنت میں داخل ہوں گے وہ فقیر مہاجر ہوں گے جن کے سبب تکالیف دور ہوتی ہیں ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ

---

(1) معلوم ہوا کہ شہداء کو جو سبز پرندوں کا سا رہنے کے لئے جسم دیا جاتا ہے وہ عارضی اور یوم قیامت تک ہے۔ روز قیامت انہیں اپنا اصل جسم دیا جائے گا۔ جس کے ساتھ حور و قصور جنت میں قیام کریں گے۔ (مترجم)

جب انہیں کسی کام کا حکم دیا جاتا ہے تو توجہ سے سنتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ ان میں سے اگر کسی شخص کو حکمران وقت کے ہاں کوئی حاجت ہو تو کبھی پوری نہیں ہوتی حتی کہ وہ اسے اپنے سینے میں لئے فوت ہو جاتا ہے۔ (کوئی اس کی حاجت براری کی کوشش نہیں کرتا اس کی غربت کی بنا پر) حالانکہ قیامت کے روز اللہ عزوجل جنت کو بلائے گا تو جنت اپنی خوبصورتی اور زیب و زینت لئے ہوئے حاضر ہوگی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کہاں ہیں میرے وہ بندے جنہوں نے میری راہ میں جنگ کی، قتل کئے گئے، اذیت اٹھائی اور میرے راستہ میں جہاد کرتے رہے؟ چلو جنت میں داخل ہو جاؤ تو وہ بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر ملائکہ حاضر ہو کر بارگاہ الوہیت میں سجدہ ریز ہوں گے عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم رات دن تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح کرتے ہیں۔ اور تیری تقدیس کے گن گاتے ہیں۔ یہ کون حضرات ہیں جنہیں تو نے ہم پر فضیلت بخشی ہے؟ تو پروردگار عزوجل ارشاد فرمائے گا: یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میری راہ میں قتال کیا۔ اور انہیں میرے رستے میں تکلیف اٹھانا پڑی۔ اس کے بعد جنت کے ہر دروازے سے ملائکہ ان کے پاس حاضر ہو کر کہیں گے: (اے اللہ کے خوش نصیب بندو!) تمہارے صبر و استقامت کے سبب تم پر اللہ کا سلام ہو۔ کتنا اچھا آخرت کا گھر تمہیں عطا فرمایا گیا ہے۔

اسے اصبہانی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ لیکن اس کا متن غریب ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں سب سخیوں کے کریم کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر خود ہی فرمایا) سب سخیوں کا کریم (1) اللہ تعالیٰ ہے۔ مَیں تمام اولاد آدم میں سب سے بڑا سخی ہوں اور میرے بعد اولاد آدم میں سب سے بڑا سخی یا تو وہ آدمی ہے جس نے علم سیکھا اور اپنے علم کو پھیلایا۔ روز قیامت یہ آدمی ایک امت کے برابر اٹھایا جائے گا۔ یا وہ شخص ہے جس نے اپنی جان سے اللہ عزوجل کے لئے جہاد کیا حتی کہ قتل کر دیا گیا (یعنی شہید)۔

اسے ابویعلیٰ و بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں شہید کے لئے سات درجے ہیں۔ نمبر 1 اس کے خون کے پہلے قطرے کے گرنے کے ساتھ ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے۔ نمبر 2 اسے حلہ ایمان پہنایا جاتا ہے۔ نمبر 3 عذاب قبر سے پناہ دی جاتی ہے۔ نمبر 4 قیامت کی بڑی گھبراہٹ سے مامون ہو جاتا ہے۔ نمبر 5 اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے، جس کا ایک یاقوت دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔ نمبر 6 بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت بہتر (۷۲) حوریں اس کے نکاح میں دی جاتی ہیں اور نمبر 7 اس کے رشتہ داروں میں ستر افراد کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائی جاتی ہے۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا۔ امام احمد کی اسناد حسن ہے۔ (ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی ایسی ہی ایک حدیث

---

(1) اللہ رب العزت کو سخی کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ سخی وہ ہوتا ہے جو کسی کے عطا کردہ خزانے لٹاتا ہے جبکہ اللہ رب العزت کے تمام خزانے اس کے ذاتی ہیں کسی کے عطا کردہ نہیں جبکہ اللہ کے نبی کو سخی کہنا درست ہے کہ وہ اللہ کے عطا کردہ خزانوں کو کائنات میں لٹا رہے ہیں۔

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالی میں شہید کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: زمین ابھی شہید کا خون اپنے اندر جذب نہیں کرنے پاتی کہ اس کی دو جنتی بیویاں آ کر اسے یوں اٹھا لیتی ہیں جیسے وہ دائیاں ہوں جنہوں نے اپنا دودھ پیتا بچہ کسی جنگل میں گم کر دیا ہو اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک جنتی جوڑا ہوتا ہے جو دنیا اور تمام دولت دنیا سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔

اسے ابن ماجہ نے شہر بن حوشب کی روایت سے ذکر کیا۔ (اور یہ ہی مضمون طبرانی، بیہقی اور بزار کی مجاہد سے مروی حدیث میں بھی موجود ہے)۔

حدیث: امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: شہید چار قسم کے لوگ ہیں۔ نمبر 1 وہ کامل الایمان مومن کہ اس نے دشمن سے مقابلہ کیا تو اللہ کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو سچا کر دکھایا حتی کہ شہید ہو گیا۔ یہ وہ بندہ ہے کہ قیامت کے دن لوگ آنکھیں اٹھا اٹھا کر اس کی طرف اس طرح دیکھیں گے۔ اور اپنے سر مبارک کو بلند کیا یہاں تک کہ آپ کی ٹوپی نیچے گر گئی۔ (راوی کا کہنا ہے کہ) مجھے معلوم نہیں کہ یہاں ٹوپی سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی ہے یا نبی کریم ﷺ کی۔ فرمایا: نمبر 2 وہ مومن بندہ جو ہے تو مضبوط ایمان والا لیکن جب دشمن سے مڈ بھیڑ ہوئی تو بزدلی کی وجہ سے اسے یوں لگا جیسے اس کی کھال میں کسی خاردار درخت کے نوکیلے کانٹے چبھو دیئے گئے ہوں۔ پھر ایک غیر معلوم تیر آ کر اسے لگا تو وہ جام شہادت نوش کر گیا۔ یہ دوسرے درجے میں ہوگا۔ نمبر 3 وہ مسلمان آدمی، جس کے اعمال ملے جلے ہوں، کچھ اچھے، کچھ برے، جب دشمن سے ملاقات ہوئی تو اس نے اللہ کے وعدے کو سچا کر دیا حتی کہ قتل کر دیا گیا۔ یہ تیسرے درجے کا شہید ہے۔ اور نمبر 4 وہ بندہ مومن، جس نے اپنی جان پر (گناہوں کی وجہ سے) زیادتی کی، دشمن کے مقابلہ میں آیا تو اللہ کے وعدے کو اس نے بھی سچ کر دکھایا۔ یہ شہید چوتھے درجہ میں ہوگا۔

اسے امام ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید لوگ جنت کے دروازے کے پاس ایک چمکدار نہر کے کنارے سبز رنگ کے گنبدوں والے محلات میں قیام پذیر ہوں گے۔ جنت سے صبح و شام ان کا رزق انہیں دیا جائے گا۔

اسے امام احمد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جنگ احد میں) جب تمہارے بھائی شہید ہوئے تو اللہ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے اندر رکھ دیا جو جنت کی نہروں کے اوپر پھرتے ہیں جنتی پھل کھاتے ہیں اور سونے کی ان قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں۔ جب انہوں نے اپنے

کھانے اور پینے کی خوشبو پائی اور اپنی قیام گاہوں کا آرام محسوس کیا تو بولے: کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو خبر پہنچائے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں رزق ملتا ہے تاکہ ان کا جہاد میں شوق کمزور نہ ہونے پائے اور وہ جنگ میں سستی و نااہلی کا شکار نہ ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انہیں تمہاری جانب سے خبر دوں گا۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿١٦٩﴾ (آل عمران: 169) ترجمہ: ''اور جو اللہ کی راہ میں قتل کردیئے جائیں تم انہیں ہرگز مردہ تصور نہ کرنا بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے ہاں انہیں رزق دیا جاتا ہے)''۔

اسے ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کسی صاحب سے راوی ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ باقی اہل ایمان کا ان کی قبور میں امتحان (نکیرین کے سوالات) ہوتا ہے مگر شہید کا نہیں ہوتا؟ ارشاد فرمایا: ''كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوْفِ عَلٰى رَاْسِهٖ فِتْنَةً'' امتحان و آزمائش کے لئے اس کے سر پر تلوار کا چمکنا ہی کافی ہے۔ (نسائی)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ رنگ آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! میں ایک سیاہ رنگ آدمی ہوں، بدبودار جسم ہے۔ چہرہ بھی خوبصورت نہیں ہے اور کوئی مال و دولت بھی نہیں رکھتا۔ اگر میں ان مشرکین سے جنگ کروں حتی کہ قتل ہوجاؤں تو کہاں پہنچوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں پہنچو گے۔ اس نے لڑنا شروع کردیا یہاں تک کہ شہادت پا گیا۔ نبی کریم ﷺ اس کی لاش پر تشریف لائے اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرا چہرہ خوبصورت کردیا ہے۔ تیری بدبو کو خوشبو میں تبدیل فرمادیا ہے اور تیرا مال و دولت زیادہ کردیا ہے۔ اسے یا کسی اور صاحب سے ارشاد فرمایا: بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں میں میں نے اس کی بیوی کو دیکھا ہے کہ وہ اس کے اس اونی جبے کو کھینچ رہی تھی جو اس کے دوسرے جبے کے نیچے تھا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ ایک اعرابی کے خیمہ کے پاس سے گذرے جبکہ اعرابی اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا جو جہاد کے لئے جانا چاہتے تھے۔ اعرابی نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور جہاد کے لئے تشریف لے جارہے ہیں۔ کہنے لگا: سامان دنیا بھی پاتے ہیں؟ جواب ملا: ہاں۔ مال غنیمت پاتے ہیں اور پھر وہ مسلمانوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔ اب یہ اپنے اونٹ کی طرف بڑھا، اس کی مہار پکڑی اور مسلمانوں کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ اور اپنے اونٹ کو لئے رسول اللہ ﷺ کے قریب ہونے لگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اسے پیچھے کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نجد کے رہنے والے کو میرے پاس آنے دو۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یہ تو جنت کے بادشاہوں میں سے ہے۔ راوی کہتے ہیں: پھر دشمنوں کے ساتھ

مقابلہ ہوا تو وہ جام شہادت نوش کر گیا۔ نبی پاک ﷺ کو اس کی شہادت کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لا کر اس کے سر کے قریب کھڑے ہو گئے اور تبسم فرمایا۔ راوی نے کہا: آپ خوش ہو کر ہنس پڑے۔ پھر اس کی طرف سے منہ مبارک پھیر لیا۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے دیکھا کہ آپ تبسم فرما کر ہنس پڑے تھے پھر اس سے چہرہ مبارک پھیر لیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: جو تم نے مجھے متبسم یا خوش دیکھا اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے اللہ کے ہاں اس کی روح کی عزت و کرامت دیکھی۔ اور اس کی طرف سے چہرہ اس لئے پھیر لیا کہ جنتی حوروں میں سے اس کی بیوی اس وقت اس کے سر کے قریب کھڑی ہے۔

اسے بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام ربیع بنت براء رضی اللہ عنہا جو حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں، نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کرنے لگیں: یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے (میرے بیٹے) حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر کیوں نہیں دے دیتے۔ جبکہ حارثہ بدر کی لڑائی کے دن شہید ہو گئے تھے۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کر لیتی ہوں اور اگر کہیں اور ہے تو رونے میں پوری کوشش کروں۔ (جہاں تک رونا جائز ہو) تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: اے حارثہ کی والدہ! جنت میں بہت سے درجے ہیں۔ ''وَاِنَّ ابْنَكِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی'' اور تمہارے فرزند نے فردوس اعلیٰ حاصل کی ہے۔ (جنت میں ایک سو درجے ہیں اور فردوس اعلیٰ سب سے اونچا درجہ ہے)

اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا پروردگار تبارک و تعالیٰ اس شخص سے بہت خوش ہوا جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے پہنچا۔ پھر اس کے ساتھی میدان جہاد سے بھاگ نکلے اور یہ اس بھاگنے کے جرم کو جانتا تھا لہٰذا واپس جانب دشمن لوٹ کر لڑنے لگا حتی کہ مرتبہ شہادت پر فائز ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: اس میرے بندے کو دیکھو! جو میری نعمتیں حاصل کرنے کے شوق میں اور میری جنت کی محبت میں واپس آیا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔

اسے ابوداؤد نے عطا بن سائب عن مرہ عنہ سے روایت کیا۔ (قریباً یہی مضمون امام احمد، ابویعلیٰ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: کچھ (کافر) لوگ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ کچھ آدمیوں کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن اور سنت کی تعلیم دیا کریں۔ تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ستر انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کو روانہ فرما دیا جنہیں قاری کہا جاتا تھا۔ ان میں میرے خالو ''حرام'' بھی تھے۔ یہ حضرات قرآن حکیم کی تلاوت کرتے رہتے۔ رات کو اس کی درس و تدریس میں مصروف رہا کرتے اور قرآن پاک سیکھا کرتے تھے۔ اور دن کے وقت پانی لا کر مسجد میں (وضو وغیرہ کے لئے) رکھتے اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے انہیں

فروخت کرتے اور اس رقم سے اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم (جنہوں نے خود کو دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے وقف کر رکھا تھا اور انتہائی عسرت کی زندگی بسر کرتے تھے) اور دیگر غریبوں کے لئے کھانا خرید کر لاتے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے انہیں روانہ فرمایا تو ان بے ایمان کافروں نے انہیں گھیر کر منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی شہید کر ڈالا۔ شہادت سے قبل ان انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے دعا مانگی: اے بارالہا! ہمارے پیارے نبی ﷺ کو اطلاع پہنچا دے کہ ہم نے تجھ سے ملاقات کر لی ہے۔ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔ راوی کہتے ہیں: ایک آدمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے خالو حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے کہا: رب کعبہ کی قسم، مَیں کامیاب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے صحابہ!) تمہارے بھائی (وہ ستر انصاری) شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے دعا کی ہے: اے پروردگار! ہمارے متعلق ہمارے نبی ﷺ کو اطلاع فرما دے کہ ہم نے تجھ سے ملاقات کر لی ہے۔ ہم تجھ سے راضی ہوئے اور تو ہم سے راضی ہو گیا۔ (اور اللہ علیم وخبیر نے اپنے محبوب نبی ﷺ کو اطلاع دے دی)۔

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ہم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: (اس کا شان نزول کیا ہے؟) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ (آل عمران: 169) ترجمہ: ''اور وہ لوگ جو راہ خدا میں مارے جائیں انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے ہاں زندہ ہیں انہیں روزی دی جاتی ہے''۔ انہوں نے جواب دیا: سنو! ہم نے بھی اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان (شہداء) کی روحیں سبز پرندوں کے اندر رکھی جاتی ہیں جو ان قندیلوں میں رہتے ہیں جو عرش الٰہی کے ساتھ لٹکتی ہیں۔ جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ پھر ان قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر تجلی فرما کر ارشاد فرماتا ہے: کیا کسی چیز کی تمہیں خواہش ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: کس چیز کی خواہش کریں۔ جبکہ ہم جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تین مرتبہ ان سے اسی طرح سوال فرماتا ہے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے پالنہار! ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دے (تاکہ ہم دنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کریں) حتی کہ تیری راہ میں ایک دفعہ پھر شہید کر دیئے جائیں۔ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ اب انہیں کوئی حاجت نہیں تو ان سے سوال کرنا ترک فرما دیا جاتا ہے۔

اسے مسلم اور ترمذی وغیر ہما نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے پوچھا جبریل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ (زمر: 68) ترجمہ: ''پھر صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے) وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بے ہوش کرنا نہیں چاہے گا؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: ''ھُم

شُهَدَآءُ اللّٰہِ" وہ اللہ کے شہداء(1) ہیں۔(اس کی راہ میں جام شہادت نوش کرنے والے خوش بخت حضرات)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔(اس سے طویل اس سے ملتی جلتی ایک روایت ابن ابی الدنیا نے بھی ذکر کی)۔

حدیث: حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے راوی کہ وہ فرماتے ہیں: ایک صاحب نماز ادا کرنے مسجد میں آئے جبکہ نبی صادق ﷺ بھی وہاں نماز ادا فرما رہے تھے۔ جب نماز ختم ہوئی تو انہوں نے یہ دعا کی: اے میرے مولیٰ! جو تو اپنے نیک بندوں کو دیتا ہے مجھے اس سے بھی افضل عطا فرما۔ جب نبی محترم ﷺ نے نماز مکمل فرمائی تو ارشاد فرمایا: یہ ابھی کون بول رہا تھا؟ وہ صاحب عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ! وہ مَیں تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ جب ہوسکتا ہے(کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلو، دشمنان خدا سے لڑو حتی کہ) تمہارے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں۔(سواری زخمی ہوکر گر پڑے) اور تم شہید ہو جاؤ۔

اسے ابویعلیٰ، بزار نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں علاوہ ازیں حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

---

(1) اس باب میں مذکورہ احادیث شریفہ سے شہداء راہ الٰہی کے بے شمار فضائل و مراتب ثابت ہوئے جن میں سب سے نمایاں ان کا بعد از وفات زندہ جاوید ہونا آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر ہوتا ہے اور ہم نے قرآن مقدس کی کئی آیات حاشیہ میں اس مقصد کے تحت درج کی ہیں۔ کوئی بے دین ہی حیات شہداء کا منکر ہوسکتا ہے۔ حیات شہداء کا منکر اگر بے دین ہے تو جس زندہ نبی ﷺ کی یہ شہداء امت ہیں۔ کیا اسے بعد از وفات زندہ نہ ماننا، مردہ سمجھنا اور کہنا دینداری کہلا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی لئے امام احمد رضا رحمہ اللہ عرض کرتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ　　مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے ﷺ　　(مترجم)

ترہیب

وہ شخص جو مر گیا، نہ جہاد کیا اور نہ جہاد پر جانے کی دل میں نیت رکھی، مختلف اموات سے فوت ہونے والے شہداء کا بیان اور طاعون سے فرار ہونے کی برائی

حدیث: حضرت ابو عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم روم کے شہر میں تھے کہ اہل روم نے ایک بہت بڑا لشکر روم سے ہمارے ساتھ مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ ان کی تعداد کے برابر یا ان سے بھی زیادہ مسلمان ان سے مقابلہ کرنے نکلے۔ ان دنوں مصر کے والی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور اس لشکر کے امیر حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے رومیوں کی صف پر حملہ کر دیا حتی کہ ان کے لشکر کے اندر گھس گیا۔ اس پر لوگ چلانے لگے اور بولے: اللہ کی شان! یہ شخص اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑ رہا ہے۔ تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے: اے لوگو! تم اس آیت وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ (البقرۃ:195) یعنی اور نہ ڈالو تم اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں) کی یہ تاویل کرنے لگے ہو حالانکہ یہ آیت تو ہم انصار کی جماعت کے حق میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا اور اس کے مددگار زیادہ ہو گئے تو ہم میں سے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو کر خاموشی سے ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہمارے اموال ضائع ہو گئے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے۔ اس کے مددگار بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اب اگر ہم اپنے اموال میں ٹھہریں اور جو ضائع ہو چکا ہو اس کی اصلاح کریں تو کچھ حرج نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر ہمارے قول کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی۔ وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ (حوالہ مذکورہ ''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو)''۔ لہٰذا وہ ہلاکت اپنے مال و دولت میں جا ٹھہرنا، اس کی اصلاح و درستگی میں لگ جانا اور جہاد کو چھوڑ دینا ہے۔ (وہ نہیں جو تم سمجھے ہو) چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنے گھر سے باہر مصروف جہاد رہے حتی کہ (ان کی وفات بھی گھر سے باہر ہوئی اور) انہیں سرزمین روم میں ہی دفن کیا گیا۔ (آپ کا مزار قسطنطنیہ میں ہے)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مال و اسباب کی خرید و فروخت میں مصروف ہو جاؤ گے، گائے بیلوں کی دمیں پکڑ لو گے، کھیتی باڑی کرنے پر خوش ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت و رسوائی مسلط کرے گا جو اس وقت تک دور نہیں فرمائے گا جب تک کہ تم اپنے دین (کی سربلندی کے لئے جہاد) کی طرف (1) لوٹ نہیں آؤ گے۔

---

(1) کتنا سچا فرمان ہے مخبر صادق ﷺ کا! اور کتنی غافل ہے ان کی امت! کھلی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ مگر اپنی حالت زار پر ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ افسوس (مترجم)

اسے ابوداؤد وغیرہ نے اسحاق بن اسید مصری کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ مرگیا اور جہاد نہیں کیا اور نہ ہی جہاد کرنے کا خیال اس کے دل میں پیدا ہوا "مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ" تو وہ منافقت کے حصہ پر مرا۔ (اس کے قلب میں نفاق تھا)۔

اسے مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جہاد نہ کیا یا کسی مجاہد کی جہاد کی تیاری میں مدد نہ کی یا غازی کے اہل و عیال کی بھلائی کے ساتھ خبر گیری نہ کی تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے کسی ہلا دینے والی مصیبت میں گرفتار کرے گا۔

اسے ابوداؤد وابن ماجہ نے القاسم عن ابی امامہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ سے اس طرح ملے (مرجائے) کہ اس میں جہاد کی کوئی علامت نہ ہو، وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس میں سختی کی ہوگی۔

اسے ترمذی وابن ماجہ نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

فصل

شہید کی اقسام

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے میرے جانثارو!) تم شہید کس کو شمار کرتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! جو راہ خدا میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ فرمایا: پھر تو میری امت کے شہید تھوڑے ہوں گے۔ وہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! پھر کون کون شہید ہے؟ ارشاد فرمایا: جو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا، وہ بھی شہید ہے، جو راہ خدا میں (حج یا طلب علم کے سفر میں) فوت ہوگیا، وہ بھی شہید ہے، جو طاعون کی بیماری میں مرگیا وہ بھی شہید ہے جو پیٹ کی بیماری (پیچش وغیرہ) سے انتقال کرگیا وہ بھی شہید ہے۔ ابن مقسم کہتے ہیں: میں تیرے باپ ابوصالح پر گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے کہا: ڈوب کر (1) مرجانے والا بھی شہید ہے۔

اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا (شہید کی ان اقسام کا ذکر امام مالک، بخاری اور ترمذی کی روایات میں بھی ہے)۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے گئے (کیونکہ وہ بیمار تھے) ان پر غشی طاری ہوگئی۔ ہم کہنے لگے، اللہ تم پر رحم فرمائے۔ ہم پسند کرتے تھے کہ تمہیں

(1) یعنی ان لوگوں کو بھی شہادت کا ثواب دیا جائے گا۔ البتہ میدان جہاد میں دشمن کے ہاتھوں مارے جانے والے کی افضلیت مسلمہ رہے گی۔ نیز ان لوگوں کے ساتھ شہید جہاد والا معاملہ نہیں ہوگا یعنی ان کو غسل و کفن وغیرہ دیا جائے گا اور اسے غسل و کفن کی حاجت نہیں۔ انہیں کپڑوں میں بلا غسل نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے گا کما فی الکتب الفقہیہ۔ (مترجم)

اس حالت پر (بستر پر) موت نہ آتی۔ بلکہ ہم تو تمہارے لئے شہادت کی امید رکھتے تھے۔ ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ جناب نبی مکرم ﷺ تشریف لے آئے۔ اور فرمایا: تم شہادت کس کے بارے میں سمجھتے ہو؟ سب لوگ خاموش ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے حرکت کی اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالی میں جواب کیوں عرض نہیں کرتے ہو؟ پھر خود ہی کہنے لگے: (اللہ کی راہ میں) قتل ہو جانے کو ہی ہم تو شہادت خیال کرتے ہیں۔ تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: پھر تو میری امت کے شہید بہت تھوڑے ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ راہ خدا میں قتل ہونا بھی شہادت ہے۔ طاعون کی بیماری سے فوت ہونا بھی شہادت ہے۔ پیٹ کی بیماری میں مرنا بھی شہادت ہے۔ پانی میں ڈوب کر ہلاک ہو جانا بھی شہادت ہے اور عورت کا بچے کی پیدائش کے وقت بچے سمیت مر جانا بھی شہادت ہے۔

اسے امام احمد وطبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں اور راوی دونوں کے ثقہ ہیں۔ (یہی مضمون طبرانی نے حضرت ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد نے اسناد حسن کے ساتھ حضرت راشد بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)۔

حدیث: حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو انہیں بے ہوش پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں زور سے پکارا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا: اے ربیع! ہم تمہاری طرف سے مغلوب و مایوس ہو گئے۔ اس پر عورتیں رونے چیخنے لگیں اور حضرت ابن عتیک انہیں چپ کرانے لگے۔ تو نبی رحمت ﷺ نے انہیں فرمایا: انہیں چھوڑ دو (رونے دو تا کہ شدت غم میں کمی ہو۔ یہ رونا غیر اختیاری ہوگا) جب واجب ہو جائے تو پھر کوئی رونے والی نہ روئے۔ حاضرین نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ واجب ہونا کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: جب وفات ہو جائے۔ عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کہنے لگیں: اللہ کی قسم، ہمیں تو یہ امید تھی آپ شہید کی موت فوت ہوں گے کیوں کہ آپ نے جہاد پر جانے کی تیاری مکمل کر رکھی تھی۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے انہیں ان کی نیت کے مطابق ثواب عطا فرما دیا ہے۔ اور تم شہادت کس کو شمار کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: راہ خدا میں قتل کئے جانے کو۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: راہ خدا میں قتل کئے جانے کے علاوہ بھی سات قسم کی شہادت ہے۔ نمبر 1 پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔ نمبر 2 ڈوب کر مرنے والا شہید ہے۔ نمبر 3 ذات الجنب (پسلی کے نیچے پھوڑا ہو جانے کی بیماری) والا شہید ہے۔ نمبر 4 طاعون سے ہلاک ہونے والا شہید ہے۔ نمبر 5 جل کر فوت ہونے والا شہید ہے۔ نمبر 6 جو کسی دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر فوت ہو گیا وہ شہید ہے۔ نمبر 7 عورت جو بوقت ولادت بچے سمیت فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔

اسے ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ''اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ'' طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ

سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: طاعون ایک عذاب تھا جو اللہ تعالیٰ تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا کرتا تھا۔ اب اللہ نے اسے اہل ایمان کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ جو بندہ کسی ایسے شہر میں ہو جہاں طاعون پھوٹ پڑے، یہ وہیں ٹھہرا رہے۔ اس شہر سے نہ نکلے، صبر کرنے والا اور ثواب کی نیت رکھنے والا ہو یہ سمجھتا ہو کہ اس کے مقدر میں جو کچھ اللہ نے لکھ دیا ہے، اس کے علاوہ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی (اب اگر اس بیماری میں وہی فوت ہو گیا تو) اس کے لئے شہید کے برابر ثواب ہے۔ (البتہ اگر معلوم ہو کہ فلاں شہر میں طاعون پھیلا ہوا ہے تو باہر والے کو وہاں نہیں جانا چاہیے۔ کمافی الاحادیث)۔ (بخاری)۔

حدیث: حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام بخار اور طاعون لے کر حاضر ہوئے۔ میں نے بخار کو مدینہ میں روک لیا اور طاعون کو شام کی طرف بھیج دیا۔ ''فَالطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِّاُمَّتِیْ وَرِجْزٌ عَلَی الْكَافِرِ'' اب طاعون سے مرنا میرے امتی کے لئے شہادت کی موت ہے۔ اور کافروں پر اللہ کا عذاب ہے۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ امام احمد کے راوی ثقہ مشہور ہیں۔

حدیث: حضرت ابومنیب احدب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے شام میں خطبہ دیتے ہوئے طاعون کا ذکر کیا اور فرمایا: طاعون تمہارے لئے رحمت اور تمہارے نبی ﷺ کی دعا ہے۔ اور تم سے پہلے صالحین اس سے فوت ہوئے ہیں۔ اے پروردگار عالم! آل معاذ کو بھی اس رحمت سے حصہ عطا فرما۔ پھر منبر سے نیچے اتر کر عبدالرحمٰن بن معاذ کے پاس گئے تو عبدالرحمٰن نے کہا: حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ آپ شک کرنے والوں میں نہ ہوں۔ (تمہیں اس رحمت (طاعون) سے حصہ ملے گا) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اگر اللہ نے چاہا تو تم مجھے صبر کرنے والوں سے پاؤ گے۔

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی تباہی نیزہ بازی (آپس کی جنگ) اور طاعون (1) سے ہوگی۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! اس طعن (نیزہ بازی) کو تو ہم جانتے ہیں۔ طاعون کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ تمہارے دشمن جنوں کی طرف سے کونچا ہے۔ اور ہر کونچے میں شہادت ہے۔

اسے امام احمد نے کئی سندوں کے ساتھ روایت کیا جن میں ایک صحیح ہے۔ ابویعلیٰ، بزار اور طبرانی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ (اسی طرح کا مضمون حاکم نے حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے نیز امام احمد نے اسناد حسن کے ساتھ، طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے)۔

---

(1) طاعون (Plague) ایک وبائی بیماری، جس میں ران یا بغل یا گردن میں ایک پھوڑا نکلتا ہے۔ اس میں سخت سوزش ہوتی ہے۔ اکثر آدمی اس میں دوسرے یا تیسرے دن مر جاتا ہے۔ بزرگ بتاتے ہیں کہ تقسیم ہند سے پہلے ہندوستان میں وبا پھیلی تھی۔ لاکھوں افراد لقمہ اجل بنے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہداء اور اپنے بستروں پر طبعی موت فوت ہونے والے بروز قیامت ہمارے پروردگار کے ہاں طاعون کے ساتھ مرنے والوں کے متعلق آپس میں جھگڑا کریں گے۔ شہداء کہیں گے: یہ لوگ اسی طرح قتل ہوئے جس طرح ہم قتل ہوئے تھے اور اپنے بستروں پر طبعی موت مرنے والے کہیں گے، یہ تو ہمارے بھائی ہیں۔ ہماری طرح ہی اپنے بستروں پر فوت ہوئے تھے۔ اس پر رب تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: ان کے زخم دیکھ لو۔ اگر ان کے زخم مقتولین فی سبیل اللہ (شہداء) کے زخم سے ملتے جلتے ہیں تو یہ انہیں میں سے ہیں اور انہیں کے ساتھ ہوں گے۔ (ورنہ طبعی موت مرنے والوں کے ساتھ ہوں گے) پھر جب ان کے زخم دیکھے جائیں گے تو شہداء کے زخموں کے ساتھ مشابہ ہوں گے۔ (نسائی)

(طبرانی نے کبیر میں اچھی اسناد کے ساتھ یہ مضمون حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت نیزہ بازی (آپس کی لڑائی) اور طاعون سے فنا ہوگی۔ مَیں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس نیزہ بازی کو تو ہم جانتے ہیں مگر طاعون کیا ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ ایک گلٹی (پھوڑا) ہے جو اونٹ کی گلٹی کی طرح کا ہوتا ہے۔ اس بیماری کے وقت بیماری والے علاقے میں اگر کوئی ٹھہرا رہا (اور اس سے فوت ہوگیا) تو وہ شہید کی مثل ہے۔ اور اس سے بھاگنے والا لڑائی سے بھاگنے والے کی طرح (گناہ گار) ہے۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: ابویعلیٰ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک کونچا ہے جو میری امت کو اس کے دشمن جنوں کی طرف سے پہنچتا ہے۔ یہ اونٹ کی گلٹی جیسا ہوتا ہے۔ جو بندہ اس میں کھڑا رہا وہ مجاہد ہے۔ جو اس سے فوت ہوگیا، وہ شہید ہے اور جو اس سے فرار ہوا، وہ جہاد سے بھاگنے والے کی مثل ہے۔

اور اسے بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: "مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس طعن (آپس کی نیزہ بازی) کو تو ہم پہچانتے ہیں مگر طاعون کیا ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ ایک پھوڑے کی طرح ہوتا ہے جو بغل میں یا کھال میں نکلتا ہے۔ اس میں ان (میری امت کے افراد) کے اعمال کی طہارت (گناہوں کی بخشش) ہے۔ اور یہ ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔ (اگر اس سے وہ فوت ہوگیا) (مملی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان روایات کی اسانید حسن ہیں) (اس معنی کی روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے امام احمد، بزار اور طبرانی نے کی۔ اس میں امام احمد کی اسناد حسن ہے)۔

حدیث: حضرت ابواسحاق سبیعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت سلیمان بن صرد نے خالد بن عرفطہ یا خالد بن سلیمان رضی اللہ عنہم سے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ جسے پیٹ کی بیماری نے ہلاک کر دیا (اور وہ صابر وشاکر رہا) اسے عذاب قبر نہیں ہوگا۔ تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی (سائل) سے کہا: ہاں۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا اور

خالد بن عرفطہ یا خالد بن سلیمان کی بجائے صرف خالد بن عرفطہ کا نام لیا۔

حدیث: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو گیا، وہ شہید ہے۔ جو اپنے خون (جان) کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا، وہ شہید ہے۔ جو اپنے دین کی حفاظت میں مقتول ہوا وہ شہید ہے۔ (انہیں مجاہد فی سبیل اللہ کی مثل اجر ملے گا)۔

اسے امام نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت فرمایا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (اس روایت کے مختلف حصے بخاری، ترمذی اور نسائی کی اور روایات میں بھی ہیں)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالی شان میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گذار ہوا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی آدمی آ کر میرا مال چھیننا چاہے تو آپ اس کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا مال اسے نہ چھیننے دے۔ اس نے عرض کی: کیا حکم ہے، اگر وہ مجھ سے لڑنے لگے؟ ارشاد فرمایا: تو بھی اس سے لڑائی کر۔ وہ بولا: اگر اس نے مجھے قتل کر دیا تو آپ کا ارشاد کیا ہے؟ فرمایا: تب تو شہید ہو گا۔ سائل نے پھر عرض کی: اگر مَیں اسے قتل کر دوں، پھر کیا حکم ہو گا؟ ارشاد فرمایا: وہ جہنم میں جائے گا (کہ چور بھی ہے اور ظالم و جابر بھی)۔

اسے مسلم و نسائی نے روایت کیا۔ نسائی کے الفاظ ہیں: ''جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ارشاد ہے، اگر میرے مال پر کسی کی طرف سے زیادتی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس زیادتی کرنے والے کو اللہ کا واسطہ دے (کہ تیرے مال پر وہ زیادتی نہ کرے) اس نے عرض کی: اگر وہ میرے اس واسطے کا انکار کر دے (باز نہ آئے) تو؟ فرمایا: اسے اللہ کے نام کا واسطہ دے۔ عرض کی: اگر وہ نہ مانے تو؟ فرمایا: پھر نام خدا کا واسطہ دے۔ اس نے پھر عرض کی: اگر اب بھی نہ مانے تو پھر کیا کروں؟ اب ارشاد فرمایا: پھر اس سے لڑائی کر۔ اس لڑائی میں اگر تو مارا گیا تو جنت میں جائے گا (کہ شہید ہو گا) اور اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

کتاب قراۃ قرآن (1)

ترغیب

نماز وخارج نماز قرآن کی تلاوت کا ثواب، اس کے سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت اور سجدہ تلاوت کا بیان

حدیث: امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی سرور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ''تم میں سے بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن

---

(1) لفظ'' قرآن'' کے تین مشتق منہ بتائے گئے ہیں نمبر1 قَرْءٌ،نمبر2 قِرَاءَۃٌ،نمبر3 قَرْنٌ۔(تفسیر کبیر پارہ2)

نمبر1: قَرْءٌ کے معنی ہیں جمع ہونا۔قرآن میں چونکہ تمام اولین وآخرین کے علوم جمع فرما دیئے گئے ہیں، اس لئے اسے قرآن کہتے ہیں۔ نیز یہ سورتوں اور آیات کا مجموعہ ہے۔اور تمام رنگوں، نسلوں، علاقوں اور ملکوں کے مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو کر جمع کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس مقدس کتاب کا نام ہوا قرآن۔

نمبر2: قِرَاءَۃٌ اس کے معنی ہیں: ''پڑھی ہوئی چیز'' اب اس پاک کلام کا نام قرآن اس لئے ہے کہ یہ پڑھا ہوا اترا یعنی حضرت جبریل علیہ السلام حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پڑھتے تھے اور آپ ﷺ یاد فرما لیتے تھے۔ بخلاف دیگر آسمانی کتابوں کے کہ وہ لکھی ہوئی نازل کی گئی تھیں۔ نیز جس قدر اس کو پڑھا گیا یا پڑھا جا رہا ہے یا آئندہ پڑھا جائے گا، اس قدر دوسری دینی یا دنیوی کتاب نہ پڑھ گئی نہ پڑھی جاتی ہے اور نہ آئندہ پڑھی جائے گی۔ مسلمان تو مسلمان، اسے کفار بھی پڑھتے ہیں۔ بلکہ مغربی ممالک یعنی یورپ اور امریکہ وغیرہ میں بے شمار غیر مسلم قرآن پڑھتے اور سمجھتے ہیں اور دولت ایمان سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ ان ممالک کے مذہبی ادارے پریشان ہیں کہ قرآن کس طرح صلیب کے پرستاروں کو نور ہدایت کی رہنمائی کر رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

نمبر3: قَرْنٌ اس کے معنی'' ملنے اور ساتھ رہنے'' کے ہیں۔ چونکہ حق وہدایت اس کے ساتھ ہیں۔ اس کی سورتیں اور آیات ایک دوسری کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔ اور اس میں عقائد، اعمال، اخلاقیات، سیاسیات، عبادات اور معاملات ساتھ ساتھ ہیں۔ نیز یہ ہر حالت میں مسلمان کے ساتھ رہتا ہے۔ کسی وقت جدا نہیں ہوتا۔ دنیا میں بھی، قبر میں بھی اور حشر میں بھی ساتھ رہے گا۔ ان وجوہ کی بنا پر اس کا نام قرآن ہے۔

قرآن پاک کا نزول چند طریقوں سے چند دفعہ ہوا۔ اولاً لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف یک بارگی رمضان المبارک کی لیلۃ القدر میں ہوا۔ ارشاد ہوتا ہے: شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ:185) یعنی رمضان کے مہینے میں قرآن اتارا گیا اور ارشاد ہے: اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (القدر:1) یعنی ہم نے لیلۃ القدر میں قرآن پاک نازل فرمایا: ثانیاً پھر تیئیس برس کے عرصہ میں بقدر ضرورت تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا جاتا رہا۔ اسی لئے قرآن حکیم میں'' انزلنا'' اور'' نزلنا'' کے الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں۔'' انزلنا'' کے معنی ہیں'ہم نے اسے یکبارگی اتارا''۔ یہ پہلے نزول کے بارے میں ہوا۔ اور'' نزلنا'' کے معنی ہیں'' ہم نے اسے آہستہ آہستہ اتارا'' یہ ارشاد دوسری قسم کے نزول کے متعلق ہے۔ ثالثاً ماہ رمضان میں حضرت جبریل علیہ السلام سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہو کر سارا قرآن مجید سنایا کرتے تھے۔ کمافی الاحادیث۔ لیکن احکام قرآن کا نفوذ اجراء دوسری قسم کے نزول کے ساتھ متعلق تھا یعنی بقدر ضرورت قسطاً قسطاً تھوڑا تھوڑا جو تیئیس برس کے عرصہ میں نزول ہوا

قرآن اور حدیث دونوں وحی الٰہی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ قرآن پاک کی عبارت یعنی الفاظ وحروف اور مضمون یعنی معانی ومطالب سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور حدیث میں الفاظ وحروف سرور عالم ﷺ کے اپنے ہوتے ہیں اور مضمون اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے۔ دونوں پر ایمان رکھنا فرض اور عمل کرنا ضروری ہے۔ قرآن حکیم کی سات منزلیں ہیں، پہلی منزل سورہ فاتحہ سے، دوسری سورہ مائدہ سے، تیسری سورہ یونس سے، چوتھی سورہ بنی اسرائیل سے، پانچویں سورہ شعراء سے، چھٹی سورہ والصافات سے اور ساتویں سورہ ق سے شروع ہوتی ہے۔ یہ منزلیں اس لئے بنائی گئی ہیں کہ آدمی ایک منزل روزانہ کے حساب سے ایک ہفتہ میں ختم قرآن کر سکے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(پڑھنا اور اس کے رموز و اسرار اور مسائل) سیکھے اور سکھائے۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَّ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا'' جس نے اللہ کی کتاب سے ایک حرف پڑھا، اس کے لئے اس کے بدلہ میں ایک نیکی ہے اور یہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ ''لَا اَقُوْلُ: الٓمّٓ حَرْفٌ وَّلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّ لَامٌ حَرْفٌ وَّ مِيْمٌ حَرْفٌ''، میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (گویا صرف الٓمّٓ پڑھنے سے نوے نیکیاں مل جاتی ہیں)

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتی ہے، اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور آپس میں اسے سیکھتی سکھاتی ہے تو اس قوم کے افراد پر سکون و اطمینان نازل ہوتا ہے، رحمت الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے پرے باندھ کر ان پر چھائے رہتے ہیں ''وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ'' اور اللہ تعالیٰ ملأ اعلیٰ میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

اسے مسلم اور ابوداؤد وغیرہما نے روایت کیا۔

(بقیہ سابقہ صفحہ) قرآن پاک میں تیس پارے، ایک سو چودہ سورتیں، پانچ سو چھپن رکوع اور چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات ہیں۔

قرآن حکیم کے نام اس کی مختلف آیات میں بتیس مذکور ہیں: نمبر 1 کتاب، نمبر 2، قرآن، نمبر 3 فرقان، نمبر 4 ذکر و تذکرہ، نمبر 5 تنزیل، نمبر 6 الحدیث، نمبر 7 موعظہ، نمبر 8 حکم، نمبر 9 حکمت، حکیم، محکم، نمبر 10 شفا، نمبر 11 ھدیٰ، نمبر 12 صراط مستقیم، نمبر 13 حبل، نمبر 14 رحمت، نمبر 15 روح، نمبر 16 قصص، نمبر 17 بیان و تبیان، نمبر 18 بصائر، نمبر 19 فصل، نمبر 20 نجوم، نمبر 21 مثانی، نمبر 22 نعمت، نمبر 23 برہان، نمبر 24 بشیر و نذیر، نمبر 25 قیم، نمبر 26 مہیمن، نمبر 27 ہادی، نمبر 28 حق، نمبر 29 عزیز، نمبر 30 کریم، نمبر 31 عظیم، اور نمبر 32 مبارک (تفسیر کبیر و عزیزی) بلکہ غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ناموں کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور ناموں کی کثرت کسی چیز کی عظمت و فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

قرآن کریم کی عظمت، رفعت، فضیلت، حفاظت، ہمیشگی اور دیگر صفات و خصوصیات کے بارے میں قرآن بھیجنے والے خلاق عالم نے ساٹھ کے قریب آیات نازل فرمائی ہیں۔ صرف فضیلت قرآن کے بارے میں چند آیات ترجمہ کے ساتھ درج کی جارہی ہیں۔ فرمان الٰہی ہے: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرۃ:2) ترجمہ: ''یہ وہ بلند مرتبہ کتاب ہے جس میں شک کی کوئی جگہ نہیں، اس میں ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے''۔ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (اعراف:203) ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ! فرمادو، میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے وحی فرمائی جاتی ہے۔ یہ (وحی) تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھولنا ہے اور ہدایت ہے اور ایمان رکھنے والی قوم کے لئے رحمت ہے''۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (یونس:57) ترجمہ: ''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے اور دلوں کی بیماریوں کے لئے شفاء اور ہدایت اور ایمان والوں کے لئے رحمت (پہنچ چکی ہے)''۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (نمل:1-2) ترجمہ: ''یہ قرآن اور روشن کتاب کی آیات ہیں۔ ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کے لئے''۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (بنی اسرائیل:82) ترجمہ: ''اور ہم قرآن میں نازل فرماتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے''۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (نساء:174) ترجمہ: ''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل (قرآن) آگئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا''۔ (مترجم)

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم صفہ (چبوترہ جو مسجد شریف میں بنا ہوا تھا) میں بیٹھے تھے۔ ارشاد فرمایا: تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ ہر روز بطحان (مدینہ منورہ کا ایک وسیع جنگل) یا عقیق (مدینہ طیبہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر ایک بازار تھا ان دونوں مقامات پر اونٹ زیادہ فروخت ہوتے تھے) کی طرف جائے اور بغیر کسی گناہ اور قطع رحمی کے اونچی کوہان والی دو اونٹنیاں لے آیا کرے؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ تو ہم سب چاہتے ہیں۔ تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: تو پھر تم میں سے ہر کوئی صبح کے وقت مسجد کیوں نہ چلایا جایا کرے۔ وہاں اللہ عزوجل کی کتاب سے دو آیتیں سیکھے یا ان کی تلاوت کرے یہ اس کے لیے دو تین اونٹنیوں سے بہتر ہے اور چار آیتیں سیکھنا یا پڑھنا، چار اونٹنیاں پانے سے بھی بہتر ہے۔ اور اسی قدر اونٹوں کی تعداد سے بہتر ہے۔

اسے مسلم وابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنِ اسْتَمَعَ اِلٰی اٰیَۃٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ کُتِبَتْ لَہٗ حَسَنَۃٌ مُّضَاعَفَۃٌ وَّمَنْ تَلَاھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ'' جو بندہ اللہ کی کتاب کی ایک آیت پوری توجہ کے ساتھ سنے، اس کے لئے ایک ایسی نیکی لکھ دی جاتی ہے جو کئی گنا بڑھنے والی ہوتی ہے۔ اور جو اس آیت کو تلاوت کرے تو وہ آیت اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی۔

اسے امام احمد نے عبادہ بن میسرہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: جسے قرآن مجھ سے مانگنے سے روک رکھے۔ (تعلیم وتعلم قرآن میں اتنا مصروف ہو کہ دعا کا وقت نہ پاتا ہو) تو مَیں اسے مانگنے والوں سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہوں۔ اور تمام کلاموں پر اللہ کے کلام کی فضیلت اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر فضیلت ہے۔

امام ترمذی نے اسے روایت فرمایا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ مومن قرآن مجید پڑھتا رہتا ہے، اس کی مثال ترنج (عرب کا ایک مشہور اور لذیذ ومفید پھل) کی سی ہے۔ جس کی خوشبو بھی خوش کن اور مزہ بھی خوب اور پاکیزہ ہوتا ہے۔ وہ مومن بندہ جو قرآن نہیں پڑھتا، اس کی مثال خشک کھجور کی سی ہے جس میں خوشبو تو ہوتی نہیں البتہ مزہ (ایمان کی بنا پر) شیریں ہوتا ہے۔ وہ منافق جو قرآن کریم پڑھتا ہے، اس کی مثل ریحانہ (نیازبو) کی سی ہے کہ اس کی خوشبو اچھی اور مزہ کڑوا ہوتا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا، حنظلہ (تمہ) کی سی ہے کہ اس میں خوشبو بالکل نہیں ہوتی اور مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔ اور ایک روایت میں ''منافق کی بجائے فاجر (بدکار) کے الفاظ ہیں۔

بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ مومن بندہ جو تلاوت قرآن کرتا ہے، اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی خوش کن اور مزہ بھی بہت اچھا ہوتا ہے۔ جو مومن قرآن نہیں پڑھتا، اس کی مثال سوکھی کھجور (چھوہارہ) کی طرح ہے جس میں خوشبو تو نہیں ہوتی لیکن مزہ شیریں ہوتا ہے۔ فاجر (بدکار) جو قرآن پاک پڑھتا ہے، اس کی مثال ریحانہ (خوشبودار بوٹی یعنی نیازبو) کی سی ہے کہ خوشبو اچھی اور مزہ کڑوا۔ اور قرآن حکیم کی تلاوت نہ کرنے والے فاجر کی مثال حنظلہ (تمہ) جیسی ہے کہ اس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو ذرہ نہیں ہوتی۔ اور نیک صالح شخص کے پاس بیٹھنے والے کی مثال خوشبو فروش (عطار) کے پاس بیٹھنے والے کی سی ہے کہ تجھے اگر اس سے کچھ نہ ملے تو اس کی خوشبو تو تجھے ضرور پہنچے گی اور برے آدمی کے پاس بیٹھنے والے کی مثال بھٹی والے (لوہار) کے پاس بیٹھنے والے کی طرح ہے کہ اگر اس کی کالک تجھے نہ بھی پہنچی تو کم از کم اس کا دھواں تو تیرے ناک میں داخل ضرور ہوگا۔

یہ ابوداؤد کی روایت ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کا ماہر (الفاظ قرآن، معانی، مسائل، رموز و اسرار کا جاننے والا) معزز و مکرم فرشتوں، معظم و محترم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوگا۔ ''وَالَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَیَتَتَعْتَعُ فِیْهِ وَهُوَ عَلَیْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ'' اور وہ شخص جو قرآن پڑھتا ہو لیکن اس میں اٹکتا ہو اور پڑھنا اس پر (کندذہن یا موٹی زبان کی وجہ سے) مشکل ہو اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ''وَالَّذِیْ یَقْرَؤُهٗ وَهُوَ یَشْتَدُّ عَلَیْهِ لَهٗ اَجْرَانِ'' اور وہ شخص جو قرآن پڑھتا ہے حالانکہ یہ پڑھنا اس کے لئے سخت مشکل ہو، اس کے لئے دو اجر ہیں۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا: اللہ کا تقویٰ لازم پکڑ لو کہ یہ ہی سارے معاملے کی اصل ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کچھ مزید ارشاد فرمائیں۔ فرمایا: ''عَلَیْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ نُوْرٌ لَّكَ فِی الْاَرْضِ وَذُخْرٌ لَّكَ فِی السَّمَآءِ'' تلاوت قرآن ضرور کیا کرو کہ یہ زمین میں تمہارے لئے نور اور آسمانوں میں تمہارے واسطے (نیکیوں کا) ذخیرہ ہوگا۔

اسے ابن حبان نے اپنے صحیح میں ایک لمبی حدیث میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن حکیم شفاعت کرنے والا ہے۔ اس کی شفاعت مقبول ہے۔ اور (حق نہ پہچاننے والے کی) شکایت کرنے والا ہے۔ اس کی شکایت حق و سچ مانی جائے گی۔ جس نے اسے اپنا امام بنایا (اس کے اوامر و نواہی کے مطابق عمل کیا) یہ اس کو جنت میں لے جائے گا۔ اور جس نے اسے پس پشت ڈال دیا، اسے جہنم کی طرف ہانک کر لے جائے گا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "اِقْرَءُ وا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ" قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ بروز قیامت اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفیع بن کر آئے گا۔ (مسلم)

حدیث: حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل بھی کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ حسین ہوگی جبکہ سورج دنیا کے گھروں میں چمک کررہا ہوتا ہے۔ "فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا" تو اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے خود اس پر عمل کیا؟ (تاج تو اس کے ماں باپ کو پہنایا جائے گا۔ اس کا اپنا مقام اللہ ہی خوب جانتا ہے)۔

اسے ابوداؤد و حاکم دونوں نے زبان عن سہل سے روایت کیا۔ بقول حاکم صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی کوئی چیز اتنے غور سے (محبت سے) نہیں سنتا، جتنے غور سے اس کی دو رکعت نماز سنتا ہے۔ بندہ جب تک نماز میں رہتا ہے، نیکی اس بندے کے سر پر سایہ فگن رہتی ہے۔ "وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ اِلَى اللّٰهِ بِمِثْلِ مَاخَرَجَ مِنْهُ يَعْنِي الْقُرْاٰنَ" اور بندے کسی عمل سے اتنا قرب الٰہی نہیں پا سکتے جتنا قرآن کے ذریعہ سے پا سکتے ہیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بروز قیامت صاحب، قرآن (قرآن سمجھنے والا اور عمل کرنے والا) آئے گا تو قرآن کہے گا: اے رب! اسے لباس پہنا۔ تو صاحب قرآن کو عزت کا تاج پہنایا جائے گا۔ قرآن پھر کہے گا: اے میرے رب! اسے اور بھی پہنا۔ تو اسے عزت و کرامت کا لباس پہنا دیا جائے گا۔ پھر کہے گا: اے میرے مولیٰ! اب اس سے راضی ہو جا۔ (خطائیں معاف فرما دے) تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔ اور ارشاد فرمائے گا: "اِقْرَاْ وَارْقَ وَيَزْدَادُ بِكُلِّ اٰيَةٍ حَسَنَةً" قرآن پڑھتا جا اور (جنت کے زینے) چڑھتا جا۔ اور اللہ ہر آیت کے بدلے میں اس کی نیکی بڑھاتا جائے گا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔ ابن خزیمہ و حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صاحب قرآن سے (قیامت کے روز) ارشاد فرمایا جائے گا: پڑھتا جا اور ترقی کی منازل طے کرتا جا اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا۔ (تاکہ تھوڑی تلاوت میں زیادہ منازل طے کر سکے) "فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ

تَقْرَؤُهَا'' بے شک تیرا ٹھکانہ اس آخری آیت کے پاس ہوگا جس کو تو آخر میں پڑھے(1) گا۔

ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسد (رشک) صرف دو آدمیوں پر کرنا جائز ہے۔ پہلا وہ شخص جسے اللہ نے یہ کتاب (قرآن) عطا فرمائی (اس کا علم دیا) اور وہ رات کی گھڑیوں اور دن کے اوقات میں اس کو پڑھتا اور اس پر عمل کرتا ہے۔ دوسرا وہ آدمی جسے اللہ پاک نے مال و دولت عطا فرمائی تو یہ رات کے اوقات میں اور دن کی ساعات میں اسے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتا رہتا ہے۔ بخاری و مسلم۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رشک تو بس (2) دو ہی شخصوں پر کرنا جائز ہے۔ پہلا وہ شخص جسے اللہ نے قرآن (پڑھنا و سمجھنا) سکھایا تو وہ رات و دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کرتا ہے۔ اس کا پڑوسی اسے قرآن پڑھتے ہوئے سنتا ہے تو کہہ اٹھتا ہے کہ کاش مجھے بھی اس کی مثل قرآن عطا فرمایا جاتا تو میں بھی اسی طرح کرتا جس طرح یہ کرتا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال بخشا ہے اور وہ اسے اللہ کی راہ میں صرف کرتا ہے۔ دوسرا شخص اسے دیکھ کر کہتا ہے کہ اگر مجھے بھی اتنا مال ملتا جتنا اسے ملا ہے تو میں بھی اسی طرح عمل کرتا جس طرح یہ کرتا ہے۔

اسے بخاری نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین اشخاص ہیں جنہیں (قیامت کی) بڑی گھبراہٹ خوف زدہ نہ کر سکے گی۔ اور نہ انہیں حساب دینا پڑے گا۔ وہ مخلوق کے حساب و کتاب سے فارغ ہونے تک مشک کے ٹیلوں پر آرام کرتے رہیں گے۔ پہلا وہ شخص ہے جس نے اللہ کی رضا کے لئے قرآن پڑھا اور کسی قوم کی امامت کی جبکہ مقتدی لوگ اس پر خوش ہوں۔ دوسرا وہ آدمی جو صرف رضائے الٰہی کی خاطر لوگوں کو نماز کی دعوت دیتا ہو۔ اور تیسرا وہ غلام ہے جو اپنے پروردگار کے معاملات بھی درست رکھے (عبادات ادا کرتا رہے) اور اپنے آقا کے کام بھی خوش اسلوبی سے انجام دے۔

اسے طبرانی نے اوسط اور صغیر میں ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سے افراد پر مشتمل ایک لشکر بھیجا۔ آپ ﷺ نے ان کو قرآن پڑھنے کا حکم فرمایا۔ تو جسے جو کچھ یاد تھا، اس نے پڑھا۔ پھر آپ ﷺ ان میں سے عمر

---

(1) خطابی فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیات کی تعداد جنت کے درجات کے برابر ہے۔ لہٰذا حافظ جنت کے اعلیٰ درجہ میں ہوگا۔ اور جس کو جتنی قرآنی آیات یاد ہوں گی اتنے ہی درجے پر اسے مقام عطا فرمایا جائے گا۔ مسلمان کو زیادہ سے زیادہ قرآن یاد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (مترجم)

(1) حسد دو طرح کا ہے۔ نمبر 1 کسی کی مالی، جانی، یا علمی صفت و کمال دیکھ کر اس جیسا ہونے کی تمنا کرنا۔ یہ جائز ہے۔ حدیث میں یہی مراد ہے۔ اسے غبطہ یا رشک کہا جاتا ہے۔ نمبر 2 کسی کی خوبی یا کمال دیکھ کر جل بھن جانا۔ اس کے زوال کی تمنا رکھنا۔ یہ حرام ہے اور ایک طرح کا عذاب ہے۔ قرآن مجید میں اس کی مذمت ہے۔ اس سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے: وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ (فلق:5) (آپ فرمائیں کہ پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کی شر سے جب وہ حسد کرے۔ (مترجم)

کے لحاظ سے سب سے چھوٹے آدمی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے فلاں۔ تجھے کچھ یاد ہے؟ اس نے عرض کیا: مجھے فلاں فلاں سورہ اور سورہ بقرہ یاد ہے۔ آپ نے یہ سن کر (خوشی سے) فرمایا: کیا تجھے سورہ بقرہ یاد ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاتو ان (سب لشکریوں) کا امیر ہے۔ اس پر معززین میں سے ایک شخص بولا: اللہ کی قسم، میں نے تو صرف اس لئے سورہ بقرہ نہیں سیکھی کہ مَیں (اس کے طویل ہونے کی وجہ سے) اسے نماز میں نہیں پڑھ سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن سیکھو اور اس کو پڑھتے رہا کرو اس لئے کہ جو قرآن سیکھے پھر اسے پڑھے، اس کی مثال اس تھیلے کی طرح ہے جس میں مشک بھرا ہوا ہو اور اس کی خوشبو جگہ جگہ پھیل رہی ہو۔ اور جس نے قرآن پڑھنا سیکھا اور سینے میں لئے سو رہا (کبھی تلاوت نہ کی) اس کی مثال اس تھیلے کی سی ہے جس میں مشک بھر کر اس کا منہ سی دیا گیا ہو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ انہیں کے ہیں اور فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ ابن ماجہ نے مختصراً اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا، اس نے اپنے دونوں پہلوؤں (سینے میں عمل کا) ثبوت رکھ لیا(1)۔ فرق یہ ہے کہ اس کی طرف وحی نازل نہیں ہوتی۔ صاحب قرآن کو زیب نہیں کہ وہ کسی جھگڑنے والے پر غصہ کرے اور نہ اسے یہ لائق ہے کہ جاہل کے ساتھ جاہلوں کی سی بات کرے حالانکہ اس کے دل میں اللہ کا کلام ہے۔ (قرآن حکیم کے حافظ وقاری حضرات اسے بار بار پڑھیں)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: اور یہ روایت بھی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (روز محشر) روزہ اور قرآن بندے کے حق میں شفاعت کریں گے۔ چنانچہ روزہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن کے وقت کھانے پینے سے روکے رکھا تھا اس لئے میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا: الٰہی! اسے رات کو میں نے سو رہنے سے باز رکھا۔ (تلاوت قرآن ونوافل وغیرہ میں رات گذار دیتا تھا) اب اس کے حق میں شفاعت قبول فرما۔ دونوں کی شفاعت قبول ہوگی۔

اسے امام احمد، ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع میں، طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک رات کھجوروں کے کھلیان میں قرآن پاک پڑھ رہے تھے کہ اچانک ان کا گھوڑا (جو ایک جانب بندھا ہوا تھا) کودنے لگا۔ (وہ رک گئے تو گھوڑا بھی رک گیا) وہ پھر پڑھنے لگے تو گھوڑا پھر کودنے لگا۔ اسی طرح انہوں نے پھر پڑھا تو گھوڑا پھر کودنے لگا۔ حضرت اسید رضی

---

(1) یعنی قرآن پاک کی تلاوت انبیاء علیہم السلام کا سا عمل ہے۔ وہ بھی صرف ظاہری لحاظ سے کہ یہی الفاظ وحروف نبی ﷺ کی زبان مقدس سے ادا ہوئے ہیں۔ ورنہ تو نبی وغیر نبی کے اعمال کے ثواب میں کروڑوں درجہ سے بھی زیادہ فرق ہے۔ (مترجم)

اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ڈر ہوا کہیں یہ یحیٰی (ان کے بیٹے جو ایک جانب گھوڑے کے پاس ہی سورہے تھے) کو کچل نہ دے۔ مَیں اٹھ کر گھوڑے کے پاس گیا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سر کے اوپر ایک سائبان سا ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں، وہ فضا میں اوپر کو بلند ہو گیا حتی کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ فرماتے ہیں: مَیں نے صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں جا کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آج آدھی رات کے وقت میں اپنے کھجوروں کے کھلیان میں تلاوت کررہا تھا کہ اچانک میرا گھوڑا کودنے بدکنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حضیر! تم پڑھتے رہتے۔ عرض کی: مَیں نے پڑھا تو گھوڑا کودنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابن حضیر! تمہیں پڑھتے رہنا چاہیے تھا۔ انہوں نے عرض کی: میں نے پڑھا تو گھوڑا پھر کودنے لگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حضیر کے بیٹے! تم پھر بھی پڑھتے رہتے۔ (تمہیں تلاوت موقوف نہ کرنی چاہیے تھی) عرض کرنے لگے: میں نے تلاوت موقوف کردی کیونکہ یحیٰی گھوڑے کے قریب سورہے تھے۔ مجھے خوف ہوا کہ کہیں انہیں کچل نہ دے۔ پھر میں نے ایک سائبان سا دیکھا جس میں چراغ سے روشن تھے۔ وہ فضا میں بلند ہو گیا حتی کہ پھر مجھے نظر نہ آیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تِلْكَ الْمَلٰئِكَةُ تَسْتَمِعُ لَكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ يَرَاهَا النَّاسُ مَاتَسْتَتِرُ مِنْهُمْ'' یہ ملائکہ تھے جو تمہاری تلاوت سننے آئے تھے۔ اور اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت لوگ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔ ان میں سے کوئی فرشتہ پوشیدہ نہ رہتا۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔ (نیز حاکم نے بھی مختصراً اسے روایت کیا اور صحیح کہا)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا؛ یقیناً یہ قرآن اللہ کا دسترخوان (عطیہ و نعمت) ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اس کے دسترخوان کو قبول کرو۔ یہ قرآن اللہ کی رسی، چمکتا دمکتا نور، اور (ہر روگ کا) نفع بخش علاج ہے۔ جو اس پر عمل کرے، اس کے لئے حفاظت اور جو اس کی پیروی کرے، اس کے لئے نجات ہے۔ یہ جھکتا نہیں کہ اس کو کھڑا کرنا پڑے۔ ٹیڑھا نہیں ہوتا کہ سیدھا کرنا پڑے۔ اس کے عجائب (رموز و اسرار، نکات و حکم) کبھی ختم نہ ہوں گے۔ اور بار بار کثرت سے پڑھتے رہنے سے بھی پرانا نہیں ہوتا۔ (دل نہیں بھرتا) اس کی تلاوت کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی تلاوت پر تمہیں ہر حرف کے عوض دس نیکیوں کا اجر عطا فرماتا ہے۔ یاد رکھو! مَیں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے۔ لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

اسے حاکم نے صالح بن عمر کی روایت سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ اللہ کے اہل (پیارے) ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''اَهْلُ الْقُرْاٰنِ هُمْ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ'' اہل قرآن (قرآن کو پڑھنے والے سمجھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے) ہی اللہ کے اہل اور اس کے خاص بندے ہیں۔

اسے نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک قاری قرآن کے پاس سے گذرے جو قرآن پڑھتا ہے پھر مانگتا ہے۔ انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝ پڑھا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ قَرَاءَ الْقُرْاٰنَ فَلْیَسْئَلِ اللّٰہَ بِہٖ فَاِنَّہٗ سَیَجِیْءُ اَقْوَامٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ یَسْئَلُوْنَ بِہِ النَّاسَ'' جو قرآن پڑھے، اسے قرآن کے وسیلہ سے صرف اللہ ہی سے سوال کرنا چاہیے کیونکہ عنقریب کچھ قومیں پیدا ہوں گی جو قرآن پڑھیں گی اور اس کے عوض لوگوں سے سوال کرتی پھریں گی۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پڑھا، اس کا علم حاصل کیا اور اس پر عمل پیرا ہوا، اس کے والدین کو قیامت کے دن نور کا ایک تاج پہنایا جائے گا۔ جس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح ہوگی۔ اور ایسے دو حلے پہنائے جائیں گے کہ ساری دنیا ان کی قیمت کے برابر نہ ہوگی۔ عرض کریں گے: ہمیں یہ لباس کس وجہ سے پہنایا گیا ہے؟ تو انہیں جواب دیا جائے گا: ''بِاَخْذِ وَلَدِکُمَا الْقُرْاٰنَ'' اس لئے کہ تمہارے بیٹے نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تھا۔

اسے حاکم روایت کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پڑھا۔ پھر اسے خوب ذہن نشین کر لیا کہ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا، اس کے بدلہ میں اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور اس کے اہل خانہ میں سے دس افراد کے حق میں اس کی سفارش قبول فرمائے گا۔ ان سب پر (گناہوں کی وجہ سے) جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

ابن ماجہ اور ترمذی نے اسے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جو قرآن پڑھتا رہے وہ نکمی عمر میں نہیں ڈالا جائے گا (وہ بڑھاپا، جس میں کوئی سمجھ بوجھ باقی نہیں رہتی، اہل خانہ بھی اس کے مرنے کی دعائیں کرنے لگتے ہیں) اور یہ فرمان ہے اللہ تعالیٰ کا: ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (التین: 5-6) یعنی پھر ہم نے اس انسان کو نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا مگر ایمان والوں کو (نہیں پھیرا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''اَلَّذِیْنَ قَرَءُوا الْقُرْاٰنَ'' ان ایمان والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو قرآن پاک پڑھا کرتے ہیں۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! بے شک اگر تم صبح کو جا کر اللہ کی کتاب کی ایک آیت سیکھ لو ''خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ تُصَلِّیَ مِائَۃَ رَکْعَۃٍ'' تو یہ تمہارے لئے سو رکعات نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اگر علم کا ایک باب سیکھ لو اس باب علم پر عمل ہو رہا ہو یا نہ ہو رہا ہو ''خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تُصَلِّیَ اَلْفَ

رَكْعَةٍ" تو یہ تمہارے لئے ایک ہزار رکعات نماز (نفل) سے بہتر ہے۔

اسے ابن ماجہ نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ رات کو (سونے سے قبل) دس آیات پڑھ لے، وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا (بلکہ عابدین میں لکھا جائے گا)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: انہی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ان فرض نمازوں کی حفاظت کرے، وہ غافلین میں نہیں لکھا جائیگا۔ اور جس نے رات کو ایک سو آیات تلاوت کرلیں، وہ فرماں بردار بندوں میں لکھا جائے گا۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ابن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کرتا ہے۔ پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے روتا ہوا دور ہو جاتا ہے۔ کہتا ہے: ہائے بربادی۔

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ: "(شیطان کہتا ہے) ہائے میری تباہی، ابن آدم کو سجدہ کا حکم ملا، اس نے سجدہ کرلیا تو اس کے لئے جنت ہے۔ اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا، مَیں نے انکار کیا تو میرے واسطے جہنم ہے"۔

اسے مسلم و ابن ماجہ نے روایت کیا۔ بزار نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسے روایت کیا۔ (نیز اسی مضمون کی حدیث طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی)۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ سورہ صٓ (پارہ 23) لکھ رہے ہیں۔ جب لکھتے لکھتے سجدہ والی آیت (نمبر 24) پر پہنچے تو کہتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا: دوات، قلم! ہر وہ چیز جو ان کے پاس تھی سجدہ میں گر گئی ہے۔ کہتے ہیں: مَیں نے یہ قصہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیان کیا۔ تو آپ ﷺ ہمیشہ اس آیت پر سجدہ فرمایا کرتے تھے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کے راوی صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالی میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! آج رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ مَیں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔ میں نے دیکھا گویا مَیں نے نماز میں سجدہ والی آیت پڑھی (اور سجدہ کیا) پھر دیکھا کہ وہ درخت بھی میرے سجدے کی وجہ سے سجدہ میں پڑا ہوا ہے۔ مَیں نے سنا کہ درخت سجدہ میں پڑے پڑے کہہ رہا ہے: اے میرے پروردگار! اس سجدہ کی برکت سے میرے لئے اپنے پاس سے اجر لکھ دے۔ اسے میرے لئے اپنے پاس خزانہ بنادے۔ مجھ سے گناہ دور فرمادے اور اسے میری طرف سے ایسے قبول فرما جیسے تو نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام سے قبول فرمایا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت سجدہ تلاوت فرمائی۔ پھر میں نے سنا کہ آپ ﷺ حالت سجدہ میں وہی الفاظ ادا فرما رہے تھے جو اس آدمی نے درخت کے کلام سے نقل کئے تھے۔ (یعنی درخت کی دعا)۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: ابویعلیٰ اور طبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے ہوں۔ اور وہ درخت سورہ ص (پارہ 23) پڑھ رہا ہے۔ جب سجدہ والی آیت (نمبر 24) پر پہنچا تو اس نے سجدہ کیا۔ اور سجدے کی حالت میں یہ دعا کی: اس کے طفیل میری بخشش فرما اے میرے مالک! اے میرے پالنے والے! مجھ سے گناہ دور فرما دے۔ مجھے توفیق شکر دے۔ اور میری طرف سے اسے اس طرح قبول فرما جس طرح تو نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام کا سجدہ قبول فرمایا تھا۔ صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کی پاک بارگاہ میں حاضر ہوا اور خواب عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوسعید! کیا تم نے بھی سجدہ کیا تھا؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: تم تو درخت سے زیادہ سجدہ کرنے کے حق دار ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سورہ ص تلاوت فرمائی۔ پھر جب آیت سجدہ پر پہنچے تو سجدہ فرمایا۔ اور سجدہ میں وہی دعا فرمائی جو درخت نے سجدہ میں کی تھی۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سورۃ النجم (پارہ 27) لکھی جا رہی تھی۔ جب آیت سجدہ تک پہنچے تو آپ ﷺ نے سجدہ فرمایا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ (1) کیا اور دوات و قلم بھی سجدہ میں گر گئیں۔

اسے بزار نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا۔

1۔ سجدہ تلاوت کے بارے میں چند اہم چیزیں عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کل سجدے چودہ ہیں۔ اور واجب ہیں اس سجدہ کے لئے وہی شرائط ہیں جو نماز کے لئے ہیں یعنی جسم ولباس اور جگہ کا پاک ہونا۔ باوضو ہونا، ستر عورت اور قبلہ رو ہونا وغیرہ۔ سجدہ والی آیت پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ معنی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اگر اسی وقت ممکن ہو تو سجدہ کر لیا جائے ورنہ بعد میں بھی ہو سکتا ہے۔ ایک ہی جگہ پر بیٹھے یا کھڑے ایک آیت سجدہ کو چاہے جتنی بار بھی پڑھا جائے ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے۔ سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو پاک جگہ پر کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتے ہوئے سیدھے سجدہ میں چلے جائیں اور سجدہ کی تسبیح (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی) تین، پانچ، سات مرتبہ پڑھیں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ جائیں۔ اس میں شروع میں تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک نہیں اٹھائیں گے اور نہ ہی اٹھتے وقت سلام پھیرنا ہے۔ تفصیل کے لئے کتب فقہ دیکھی جائیں۔ (مترجم)

ترہیب

قرآن پاک سیکھ کر بھلا دینا

اور اس بدقسمت انسان کی مذمت، جس کے دل میں قرآن کا کوئی حصہ محفوظ نہیں

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے دل میں قرآن کا کوئی حصہ محفوظ نہیں، وہ کسی ویران گھر کی طرح ہے۔ (حفظ قرآن کی تاکید ہے۔ ویران دل میں شیطان ڈیرا جماتا ہے)۔

اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ (ترمذی فرماتے ہیں: حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم کہتے ہیں: صحیح الاسناد ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: گھروں میں سب سے حقیر گھر وہ ہے جس میں اللہ کی کتاب میں سے کچھ بھی نہیں (1) پڑھا جاتا۔

اسے حاکم نے موقوفاً روایت کیا اور فرمایا کہ بعض نے اسے مرفوع روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے میری امت کے اجر وثواب پیش کئے گئے یہاں تک کہ وہ کوڑا کرکٹ بھی جو آدمی مسجد سے نکالتا ہے (اس کا ثواب بھی پیش کیا گیا) اور مجھ پر میری امت کے گناہ بھی پیش کئے گئے "فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰيَةٍ اُوْتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا" تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت کسی آدمی کو دی گئی (یاد کرنے کی توفیق دی گئی) پھر اس نے اسے بھلا دیا۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَامِنِ امْرِئٍ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ يَنْسٰهَا اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ اَجْذَمَ" جو شخص قرآن حکیم پڑھنا سیکھ لے پھر اسے بھلا دے، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس پر کوڑھ طاری ہوگا۔

اسے ابوداؤد نے یزید بن ابی زیاد سے روایت کیا۔

---

(1) اسقدر قرآن مجید حفظ کرنا، جس سے نماز ادا ہو سکے ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ پورے کلام پاک کو حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔ حافظ قرآن کی عظمت و فضیلت باب سابق میں احادیث کی روشنی میں معلوم ہو چکی ہے۔ خود قرآن حکیم نے تلاوت وقرات کی ترغیب دلائی ہے۔ ارشاد ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (البقرۃ:121)

ترجمہ: "جنہیں ہم نے کتاب (قرآن) دی ہے وہ اس کی تلاوت یوں کرتے ہیں کہ حق تلاوت ادا کر دیتے ہیں۔ وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو اس کے منکر ہوں وہی خائب وخاسر ہیں"۔

سورہ مزمل میں ارشاد ہے: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (مزمل:20) ترجمہ: "جتنا قرآن تم پر آسان ہو پڑھو"۔ (مترجم)

ترغیب

دعائے حفظ قرآن حکیم

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ پاک میں حاضر تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ قرآن میرے سینے سے نکل گیا۔ اور میں اسے سینے میں محفوظ رکھنے کی طاقت نہیں پاتا۔ (کوئی طریقہ ارشاد ہو کہ محفوظ رکھ سکوں) تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اے ابوحسن! کیا تمہیں چند کلمات نہ سکھادوں، جو تمہیں بھی فائدہ دیں اور جنہیں تم آگے سکھاؤ، انہیں بھی نفع پہنچائیں نیز جو کچھ تم یاد کرو، اسے تمہارے سینے میں محفوظ رکھنے کا کام دیں؟ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ! ﷺ ضرور سکھایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جمعہ کی شب ہو اور رات کی آخری تہائی حصہ میں اٹھ سکو تو اٹھو۔ کیونکہ یہ تہائی حصہ وہ ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اس میں دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ میرے بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا: ''مَیں عنقریب اپنے پروردگار سے تمہارے لئے دعائے مغفرت (1) کروں گا''۔ عنقریب کا مطلب تھا کہ جمعہ کی شب کو دعا کروں گا۔ اگر تم آخری تہائی حصہ میں نہ اٹھ سکو تو آدھی رات کو اٹھو اور اگر آدھی رات کو اٹھنا بھی ممکن نہ ہو تو ابتدائی حصہ رات ہی میں کھڑے ہو جاؤ اور چار رکعت نوافل اس طرح ادا کرو کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ (الحمدللہ) اور سورہ یٰسین (پارہ 22-23) دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ حٰم الدخان (پارہ 25) تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور الٓم تنزیل السجدہ (پارہ 21) اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ تبارک الذی (ملک۔ پارہ 29) پڑھو۔ جب تشہد سے فارغ ہو جاؤ (عبدہ ورسولہ تک پڑھ چکو تو قبل سلام) اللہ تعالیٰ کی نہایت عمدہ الفاظ کے ساتھ حمد وثناء کرو۔ مجھ پر اور دیگر انبیاء علیہم السلام پر اچھی طرح درود پڑھو۔ اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے تمہارے وہ بھائی جو ایمان کی حالت میں تم سے پہلے گذر گئے۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ پھر اس کے آخر میں یہ دعا مانگو: ''اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اَبَداً مَّا اَبْقَیْتَنِیْ، وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَکَلَّفَ مَا لَا یَعْنِیْنِیْ، وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظَرِ فِیْمَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ، اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، وَالْعِزَّۃِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْئَلُکَ یَااَللّٰہُ یَارَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ، وَنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِکَ کَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوْہُ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْکَ عَنِّیْ، اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، وَالْعِزَّۃِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ،

---

(1) برادران حضرت یوسف علیہ السلام کی زیادتیاں حضرت یعقوب علیہ السلام پر آشکارا ہو گئیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا تخت مصر پر فائز ہونا بھی معلوم ہو گیا اور بھائیوں کے پاس اپنی زیادتیوں کا کوئی عذر باقی نہ رہا تو عرض کرنے لگے: ابا حضور! ہم مجرم ہیں۔ دعا فرمائیں ہماری زیادتیاں معاف فرمادی جائیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا: سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ (یوسف:98) عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت کی دعا کروں گا۔ پھر آپ نے شب جمعہ بوقت سحر دعا فرمائی۔ آپ کی دعا قبول ہوئی اور وحی فرمائی گئی کہ آپ کے بیٹوں کی خطائیں معاف فرمادی گئی ہیں۔ اسی دعا اور اس کی مقبولیت کا ذکر نبی ﷺ نے فرمایا۔ (مترجم)

اَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِيْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِيْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِيْ وَاَنْ تَسْتَعْمِلَ بِهٖ بَدَنِيْ فَاِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِيْ عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيْنِيْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' (ترجمہ: اے میرے پالنے والے! جب تک تو مجھے زندہ رکھے، مجھے گناہ ترک کرنے کی توفیق عطا فرما کر مجھ پر رحم فرما۔ اور مجھ پر رحم فرما کہ مَیں بیکار کاموں سے بچتا رہوں۔ مجھے ان اعمال کی اچھی بصیرت دے جو تجھے میری طرف سے راضی کر دیں۔ اے آسمانوں اور زمین کے ایجاد کرنے والے مالک! اے جلال و عظمت اور غیر محدود عزت والے پروردگار! اے اللہ! اے نہایت رحم فرمانے والے! تیری عزت وجلال ونور ذات کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے مجھے اپنی کتاب کا علم دیا اسی طرح میرے دل کو اپنی کتاب کے حفظ کرنے کا پابند بنا جو تجھے مجھ سے خوش کر دے۔ اے آسمانوں اور زمین کو ایجاد کرنے والے مولیٰ! اے عظمت وجلال والے اور غیر محدود عزت والے مالک! اے اللہ! اے رحمٰن! مَیں تجھ سے تیرے جلال اور نور ذات کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنی کتاب کے نور سے میری آنکھیں روشن کر دے۔ اسے میری زبان پر جاری فرما۔ اس کی وجہ سے میرے دل کی گھٹن دور فرما۔ اس کے ... میرا سینہ کھول دے اور بدن اس کے لئے استعمال فرما۔ کیونکہ حق تک رسائی کے لئے تیرے سوا کوئی مددگار نہیں۔ صرف تو ... دینے والا ہے۔ تمام قوت وطاقت تو بس اللہ بلند و برتر کے لئے ہے)۔ اے ابو حسن! تین یا پانچ یا سات جمعے اسی طرح کرو، اللہ کے اذن سے تمہاری دعا قبول ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اس نے کسی ایمان والے کو خطا نہیں کیا (کسی مومن نے یہ دعا کی ہو اور قبول نہ ہوئی ہو) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ کی قسم، پانچ یا سات ہفتے ہی گذرے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ جبکہ اسی طرح کی ایک مجلس تھی۔ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! ماضی میں مَیں چار آیات یا کم وبیش بھی یاد نہ کرسکتا تھا۔ جب انہیں پڑھتا تھا تو ذہن سے نکل جاتی تھیں۔ اور اب میں چالیس کے قریب آیات یاد کرلیتا ہوں۔ جب انہیں دہراتا ہوں تو لگتا ہے کہ کتاب اللہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور پہلے میں حدیث سنتا تھا پھر جب دہراتا تو ذہن سے نکل جاتی تھی۔ مگر آج جب حدیث سن کر بیان کرتا ہوں تو کوئی حرف تک بھی نہیں چھوڑتا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مُؤْمِنٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ يَا اَبَا الْحَسَنِ'' اے ابوالحسن! رب کعبہ کی قسم، تم صاحب ایمان (ویقین) ہو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ترغیب

قرآن حکیم کے ساتھ لگاؤ اور

اسے خوبصورت آواز کے ساتھ تلاوت کرنا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صاحب قرآن (حافظ قرآن) کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک کی سی ہے کہ اگر اس کی نگرانی کرے تو روک سکتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دے گا تو وہ بھاگ جائے گا۔ (حافظ اگر پڑھتا پڑھاتا اور دور کرتا رہے گا تو قرآن یاد رہے گا ورنہ بھول جائے گا)۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ اور مسلم نے ایک روایت میں یہ الفاظ زائد کئے ہیں: ''جب صاحب قرآن کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اسے رات دن پڑھتا رہتا ہے تو یاد رکھتا ہے اور جب کوشش چھوڑ دیتا ہے تو اسے قرآن بھول جاتا ہے''۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت برا ہے کسی کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ اسے بھلا دیا گیا: ''اِسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَلَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ بِعُقُلِهَا'' قرآن کو سنتے سناتے رہو کیونکہ لوگوں کے سینوں سے نکل جانے میں وہ رسی سے بندھے ہوئے جانوروں سے بھی زیادہ تیز ہے۔

اسے بخاری نے اسی طرح (مرفوع) اور مسلم نے موقوف روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے، سنتے سناتے رہا کرو۔ ''فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا'' قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، ذہن سے نکل جانے میں یہ اس اونٹ سے بھی زیادہ تیز ہے جو رسی سے بندھا ہوا ہو۔

اسے امام مسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی العلمین ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی محبت سے نہیں سنتا جتنی محبت سے کسی خوش آواز کی آواز کو سنتا ہے جو اپنی آواز سے قرآن پاک پڑھتا ہے۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: ابن جریر طبری نے اس حدیث کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اس میں یہ الفاظ ہیں: ''اللہ کسی آواز کو اتنی محبت سے نہیں سنتا جتنی محبت سے کسی نبی کی حسین آواز کو سنتا ہے جو قرآن کو ترنم سے پڑھتا ہے''۔

حدیث: حضرت امام احمد، ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ، حاکم اور بیہقی نے فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کی آواز کو جو خوبصورت آواز سے قرآن پڑھتا ہو، اس خوبصورت آواز والی کنیز

کے مالک سے بھی زیادہ محبت سے سنتا ہے جو اپنی کنیز کی آواز سنتا ہو۔

حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ" قرآن حکیم کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: یہ قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا۔ لہٰذا جب تم اس کی تلاوت کرو تو روؤ۔ اگر رونہ سکو تو رونے کی سی صورت بناؤ۔ "وَ تَغَنَّوْا بِهٖ فَمَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا" اور اسے خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھو۔ جس نے قرآن کو خوبصورت آواز سے نہ پڑھا وہ ہم میں سے نہیں۔ ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن پاک کو خوش آوازی سے پڑھنے والا وہ شخص ہے کہ جب تم اسے قرآن پڑھتے ہوئے سنو تو سمجھو کہ اس کے دل میں خوف خداوندی ہے۔ (اس پر خوف خدا طاری ہے)

اسے بھی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت عبید اللہ بن ابی یزید رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا گذر ہمارے پاس سے ہوا ہم ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے حتی کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے تو ہم بھی ان کے گھر میں چلے گئے۔ ایک شخص جو دیہاتی معلوم ہوتے تھے کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: وہ ہم میں سے نہیں (ہمارے طریقے پر نہیں) جو قرآن کو خوبصورتی سے نہ پڑھے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے ابن ابی ملیکہ سے کہا: اے ابومحمد! تمہاری کیا رائے ہے، اگر کسی کی آواز اچھی نہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا: "یُحَسِّنُهٗ مَا اسْتَطَاعَ" اس کے لئے جہاں تک ممکن ہو خوبصورت آواز (1) میں پڑھنے کی کوشش کرے۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ اس بارے میں صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث بھی ہے۔

---

(1) خوبصورت آواز میں ترنم اور نغمگی کے ساتھ پڑھنے سے مراد صحیح وصاف پڑھنا ہے کہ الفاظ ٹھیک ٹھیک ادا ہوں، مخارج وصفات کا لحاظ رکھا جائے۔ ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے۔ کھڑے پڑے کی تمیز کی جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ گانے کی طرز پر موسیقی کے قواعد کے مطابق راگ لگا کر پڑھا جائے کہ اس طرح پڑھنا تو سخت ناجائز ہے۔ افسوس کہ آج کے دور کے کئی مقررین وخطباء اس بیماری میں مبتلاء ہیں۔ اور قرآن پاک صحیح پڑھنا، ان خطباء ومقررین کو اس کی ضرورت ہی نہیں۔ ہم نے چوٹی کے مشہور خطیبوں کو سخت غلط پڑھتے سنا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جو قرآن غلط پڑھتا ہے، وہ یقیناً اسے سمجھتا نہیں۔ اور ایسا شخص منبر ومحراب کا قطعاً حق دار نہیں۔ ایک اور بیماری بھی وبائی شکل اختیار کر گئی ہے۔ وہ ہے موجودہ دور کے پیشہ ور نعت خوانوں کا فلمی گانوں کی طرز پر نعتیں پڑھنا۔ یہ بھی کسی طرح جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ (مترجم

ترغیب

سورہ فاتحہ کی قرات وفضیلت

حدیث: حضرت ابوسعید بن معلٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مَیں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکارا۔ تو مَیں نے جواب نہ دیا (کیونکہ نماز میں تھا۔ نماز ختم کر کے حاضر خدمت ہوا) تو مَیں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مَیں نماز پڑھ رہا تھا (اس لئے جواب نہ دے سکا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں حکم فرمایا: اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (انفال:24) ترجمہ: ''اللہ و رسول (جل وعلاو ﷺ) کے بلانے پر حاضر ہوجاؤ جب رسول (ﷺ) تمہیں پکاریں''۔ پھر فرمایا: مسجد سے نکلنے سے پہلے مَیں تمہیں قرآن مجید کی سب سے عظیم سورت بتاؤں گا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا ہاتھ تھام لیا۔ جب ہم مسجد سے نکلنا چاہتے تھے۔ مَیں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے قرآن مجید کی سب سے عظیم سورت بتائیں گے۔ تو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (فاتحہ:1) ہے، یہ سبع مثانی (1) ہے، اور یہی وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا فرمایا گیا ہے۔

بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور انہیں آواز دی: اے ابی! جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا لیکن جواب نہ دیا۔ حضرت ابی نے نماز مختصر کر کے مکمل کی پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، جب مَیں نے تمہیں بلایا تو جواب دینے سے تمہیں کون سی چیز مانع ہوئی؟ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! نماز میں تھا۔ اس پر فرمایا: جو کلام، اللہ نے مجھ پر وحی فرمایا ہے، کیا اس میں تم یہ نہیں پاتے: اللہ و رسول (جل وعلاو ﷺ) کے بلانے پر حاضر ہو جایا کرو جب رسول تمہیں ایسی چیز کی

---

(1) ''سبع مثانی'' کے معانی سات مکرر آیات ہیں۔ چونکہ اس سورت پارک میں سات آیات ہیں اور نماز میں بار بار بتکرار پڑھی جاتی ہیں نیز اس کا نزول دو مرتبہ ہوا ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں۔ اس وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔

چند ضروری مسائل: سورہ فاتحہ کی کل سات آیات، ستائیس کلمات اور ایک سو چالیس حروف ہیں۔ کتب تفسیر میں اس کے بیس نام مذکور ہیں۔ نمبر 1 فاتحہ، نمبر 2 فاتحۃ الکتاب، نمبر 3 ام القرآن، نمبر 4 سورۃ الکنز (خزانہ)، نمبر 5 وافیہ، نمبر 6 کافیہ، نمبر 7 شافیہ، نمبر 8 شفاء، نمبر 9 سبع مثانی، نمبر 10 سورہ نور، نمبر 11، رقیہ، نمبر 12 سورہ الحمد، نمبر 13 سورہ دعا، نمبر 14 تعلیم المسئلہ، نمبر 15 سورہ مناجات، نمبر 16 سورہ تفویض، نمبر 17 سورہ سوال، نمبر 18 ام الکتاب، نمبر 19 سورہ فاتحۃ الکتاب، نمبر 20 سورہ صلوٰۃ۔ سورہ فاتحہ کی تلاوت سے قرآن حکیم کے ساتویں حصے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ سورہ فاتحہ پڑھنا ہر نماز میں واجب ہے۔ فرض کی صرف پہلی دو رکعت میں اور واجب، سنت اور نفل کی ہر رکعت میں۔ سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا سخت منع ہے۔ مقتدی کو امام کی قرات کافی ہے۔ (مترجم)

طرف بلائیں جو تمہیں زندگی دینے والی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، اور آئندہ ان شاء اللہ ایسا کبھی (1) نہیں ہوگا۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں پسند ہے کہ مَیں تمہیں ایسی سورت سکھا دوں، جو نہ تورات میں نازل ہوئی، نہ انجیل میں اور نہ زبور میں اور نہ ہی قرآن میں اس جیسی کوئی اور سورت ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ یا رسول اللہ ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نماز میں کیسے پڑھتے ہو؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ وہ ام القرآن (سورہ فاتحہ) پڑھنے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ نے تورات، انجیل، زبور اور قرآن میں اس جیسی کوئی سورت نازل نہیں فرمائی۔ یہ ہی سبع مثانی اور یہی وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا فرمایا گیا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن حبان و ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے مختصراً روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی سرور ﷺ کسی سفر میں تھے کہ ایک جگہ پڑاؤ فرمایا۔ اور ایک صاحب آپ ﷺ کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گئے۔ نبی العلمین ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: تمہیں قرآن کی افضل سورت نہ بتا دوں؟ وہ عرض کرنے لگے: کیوں نہیں: ضرور ارشاد فرمائیں۔ تو آپ ﷺ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سورہ فاتحہ) تلاوت فرمائی۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَیں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم فرما دی ہے۔ اور میرے بندے کو وہی ملے گا جو وہ مانگے گا۔

ایک روایت میں یوں ہے: ''نصف نماز میرے لئے ہے اور نصف میرے بندے کے لئے۔ جب بندہ کہتا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے: الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثناء بیان کی۔ جب وہ کہتا ہے: مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ پروردگار فرماتا ہے: میرے بندے نے میری عظمت و بزرگی کا ذکر کیا۔ بندہ جب کہتا ہے: اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اللہ فرماتا ہے: یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے۔ میرے بندے کو وہ کچھ دیا جائے گا جو کچھ یہ مانگے گا۔ پھر جب بندہ کہتا ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۠ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لئے ہے۔ اور میرے بندے کو (میری بارگاہ سے) وہ کچھ عطا فرمایا جائے گا۔ جس کا سوال کرے گا۔ یعنی اس کی یہ دعا مقبول فرمائی جائے گی) مسلم۔

---

(2) معلوم ہوا، حالت نماز میں بھی اگر رسول اللہ ﷺ بلائیں تو فوراً حاضر ہو جانا ضروری ہے اور اس سے نماز میں کچھ فرق نہیں پڑتا، کما قال العلماء (مترجم)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اوپر سے کسی دروازے کے کھلنے کی سی آواز سنی۔تو آپ ﷺ نے سر مبارک اوپر اٹھایا۔حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو صرف آج ہی کھلا ہے۔آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔اس میں سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: ایک فرشتہ زمین پر نازل ہوا جو آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔اس فرشتے نے سلام عرض کیا۔اور کہا: آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ کو دیئے گئے ہیں۔آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔وہ ہیں فاتحۃ الکتاب (سورہ فاتحہ) اور سورۃ البقرہ کا آخری حصہ۔آپ جو حرف بھی اس میں سے پڑھیں گے،اس میں مانگی ہوئی ہر چیز آپ کو دی (1) جائے گی۔

اسے مسلم،نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

(1) سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کے آخری رکوع میں عظیم الشان دعائیں ہیں۔نیز حضور سید عالم ﷺ کے وسیلہ سے آپ کی امت کے لئے بھی ان کی قبولیت مژدہ ہے۔(مترجم)

ترغیب

سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تلاوت

نیز وہ شخص جس نے سورہ آل عمران کا آخری رکوع پڑھا مگر اس میں غور و فکر نہ کیا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَفِرُّ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ تُقْرَءُ فِیْہِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ'' اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (بلکہ ان میں تلاوت و عبادت کرتے رہا کرو) بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے، جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہو۔ (مسلم، نسائی، ترمذی)

حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورہ بقرہ قرآن کی کوہان اور چوٹی ہے، اس کی ہر آیت کے ساتھ اسی فرشتے نازل ہوئے تھے۔ (اس کی عظمت کے اظہار کے لئے) اور اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (البقرۃ:255) (آیت الکرسی جو سورہ بقرہ کی آیت ہے) کو عرش کے نیچے سے نکالا گیا۔ پھر اس کے ساتھ یعنی سورہ بقرہ کے ساتھ ملایا گیا۔ اور سورہ یٰسین قرآن کا دل ہے۔ جو بندہ اللہ کی رضا اور دار آخرت کے لئے اس کی تلاوت کرے، اس کی مغفرت فرما دی جاتی ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ (سورہ بقرہ کے آخری رکوع کی فضیلت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی مسلم، نسائی اور حاکم کی روایت ابھی پچھلی ترغیب میں گذری ہے)۔

حدیث: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، فرما رہے تھے: قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفاعت کرنے والا بن کر آئے گا۔ دو روشن و چمکدار سورتوں یعنی سورہ بقرہ و سورہ آل عمران کی تلاوت کیا کرو، اس لئے کہ یہ دونوں قیامت کے روز اس طرح آئیں گی گویا کہ دو چھائے ہوئے بادل ہیں یا دو سائبان ہیں یا صفیں باندھے ہوئے پرندوں کے دو جھنڈ ہیں۔ اپنے پڑھنے والوں کے لئے جھگڑیں گی (بارگاہ الٰہی میں ان کی بخشش کے لئے عرض و معروض کریں گی) سورہ بقرہ پڑھتے رہا کرو کیونکہ اس کا حصول برکت اور اس کا ترک حسرت ہے۔ اور باطل پرست اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ معاویہ بن سلام کہتے ہیں: مجھے یہ خبر ملی کہ باطل پرستوں سے مراد جادوگر لوگ ہیں۔ (مسلم)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لِکُلِّ شَیْءٍ سَنَامٌ وَّاِنَّ سَنَامَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ وَفِیْھَا اٰیَۃٌ ھِیَ سَیِّدَۃُ اٰیِ الْقُرْاٰنِ'' ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی چوٹی ہوتی ہے اور قرآن حکیم کی چوٹی سورہ بقرہ ہے۔ اس میں ایک آیت (آیت الکرسی) ہے جو قرآن کی سب آیتوں کی سردار ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کر کے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے (یہی مضمون حاکم نے روایت کر کے کہا کہ صحیح الاسناد ہے)

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کے لئے ایک چوٹی ہوتی ہے اور قرآن کی چوٹی سورہ بقرہ ہے۔ جو شخص رات کو اسے اپنے گھر میں پڑھے، تین راتوں تک شیطان اس کے گھر میں داخل نہ ہوگا۔ اور جو بندہ اسے دن کے وقت گھر میں تلاوت کرے تو تین دن تک شیطان اس کے گھر میں نہ آسکے گا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اپنے گھروں میں سورہ بقرہ پڑھتے رہا کرو کیونکہ شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس میں سورہ بقرہ پڑھی جائے۔

اسے حاکم نے ایسے ہی موقوف روایت کیا اور کہا کہ یہ بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: بروز قیامت قرآن کو اور قرآن پڑھنے والوں کو جو دنیا میں اس پر عمل کرتے تھے، اس حالت میں لایا جائے گا کہ ان کے آگے آگے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران ہوں گی۔ اور ان دونوں سورتوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے تین مثالیں بیان فرمائیں جن کو میں بعد میں بھول گیا۔ (پھر شاید یاد آنے پر) راوی کہتے ہیں: دونوں سورتیں یوں ہوں گی جیسے دو بادل ہوں۔ یا دو سیاہ رنگ کے سائبان ہوں جن کے درمیان نور چمک رہا ہو یا صفیں باندھے پرندوں کی دو ٹولیاں ہوں۔ اپنے پڑھنے والوں کے حق میں جھگڑا کریں گی۔

اسے مسلم اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (ایسی ہی روایت حاکم نے کی)

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اس سے وہ آیتیں نازل فرمائیں جن سے سورہ بقرہ کا اختتام فرمایا۔ جس گھر میں تین رات ان کی تلاوت کی جائے، شیطان اس گھر کے قریب بھی نہیں آسکتا۔

اسے ترمذی، نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے کہا کہ بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کو ایسی دو آیتوں کے ساتھ ختم فرمایا جو اس نے مجھے اس خزانے سے عطا فرمائیں جو اس کے عرش کے نیچے ہے۔ "فَتَعَلَّمُوْهُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ نِسَآءَ كُمْ وَاَبْنَآءَ كُمْ فَاِنَّهُمَا صَلٰوةٌ وَّ قُرْاٰنٌ وَّ دُعَآءٌ" لہٰذا تم خود انہیں سیکھو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ دونوں آیتیں نماز بھی ہیں، قرآن بھی ہیں اور دعا بھی ہیں۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث بر شرط بخاری صحیح ہے۔ (ابوداؤد نے بھی اپنی مراسیل میں حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا)۔

حدیث: حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: مجھے کوئی عجیب واقعہ سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے دیکھا ہو۔ کہتے ہیں کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پہلے تو خاموش ہو گئیں پھر فرمایا: راتوں میں سے کوئی رات تھی (جس رات میری باری تھی) کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! آج رات مجھے تنہا چھوڑ دو میں اپنے پروردگار کی عبادت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کی: اللہ کی قسم، میں آپ کے قریب بھی رہنا چاہتی ہوں اور آپ کی خوشی بھی مجھے محبوب ہے (عبادت کریں مگر میرے حجرے میں کریں تا کہ میں بھی قریب رہوں) فرماتی ہیں: آپ ﷺ اٹھے، وضو فرمایا اور پھر کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ فرماتی ہیں: آپ ﷺ روتے رہے حتی کہ آپ کی جھولی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ فرماتی ہیں: آپ ﷺ بیٹھ کر بھی روتے رہے یہاں تک کہ داڑھی مبارک بھی بھیگ گئی۔ فرماتی ہیں: پھر مزید گریہ فرمایا اور اتنا فرمایا کہ سامنے سے زمین بھی تر ہو گئی۔ اسی دوران حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر نماز فجر کی اطلاع دی۔ جب حضرت بلال نے آپ ﷺ کو اس طرح روتے دیکھا تو عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! آپ روتے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ (کے طفیل آپ کی امت) کے سب اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ''اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا'' کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟ آج ہی رات مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے کہ جو شخص اسے پڑھے اور اس میں غور وفکر نہ کرے، اس کے لئے ہلاکت و بربادی ہے۔ وہ آیت ہے۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ (1)۔ (آل عمران:190)

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (اس کا آخری حصہ ابن ابی الدنیا نے بھی روایت کیا)۔

---

(1) پوری آیت مبارکہ بمع ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ (آل عمران)

ترجمہ: ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں''۔

خلاق عالم نے اہل عقل و دانش کو مظاہر قدرت میں غور وتدبر کر کے اپنی ہستی اور وحدانیت کے دلائل تلاش کرنے کی دعوت دی ہے۔ (مترجم)

ترغیب

آیت الکرسی کی فضیلت

حدیث: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا چھوٹا سا ایک سٹور تھا، جس میں کھجوریں ہوتی تھیں۔ بھوت (شیطان) آ کر اس میں سے چرا کر لے جاتے تھے۔ انہوں نے اس کی شکایت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اب جب اسے دیکھو تو کہنا: اللہ کے نام سے، تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو۔ فرماتے ہیں، (ایک مرتبہ انہوں نے اسے دیکھا) تو پکڑ لیا تو وہ بھوت قسم کھانے لگا کہ آئندہ نہیں آئے گا۔ حضرت ابوایوب نے اسے چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ عرض کیا: اس نے پھر نہ آنے کی قسم کھائی (تو میں نے اسے چھوڑ دیا) آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے جھوٹ بولا، اسے جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے دوسری مرتبہ پھر اسے پکڑ لیا تو اس نے قسم اٹھائی کہ اب دوبارہ نہیں آئے گا، انہوں نے چھوڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: کیا بنا تمہارے قیدی کا؟ عرض کیا: اس نے پھر نہ آنے کی قسم اٹھائی تھی (اس لئے میں نے پھر چھوڑ دیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے جھوٹ بکا ہے اور اسے جھوٹ کی عادت ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری نے اسے ایک مرتبہ پھر پکڑ لیا اور فرمایا: اب تو مَیں تجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے جا کر ہی چھوڑوں گا۔ بھوت کہنے لگا: (مجھے چھوڑ دیں) میں تمہیں ایک چیز یعنی آیت الکرسی بتاتا ہوں۔ اپنے گھر میں اسے پڑھو گے تو شیطان وغیرہ تمہارے قریب نہیں آئیں گے۔ اس کے بعد آپ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ کہتے ہیں: جو کچھ اس بھوت نے کہا تھا وہ عرض کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''صَدَقَتْ وَھِیَ کَذُوْبٌ'' اس نے سچ کہا ہے حالانکہ ہے بہت جھوٹا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے انہیں خبر دی کہ ان کا ایک کھلیان تھا جس میں کھجوریں ہوتی تھیں۔ وہ اس کی خبرگیری رکھا کرتے تھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ کھجوریں کم ہو رہی ہیں۔ پھر ایک رات انہوں نے اس کی نگرانی کی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان لڑکے کی شکل کا ایک جانور ہے۔ کہتے ہیں: اس نے انہیں سلام دیا۔ انہوں نے اسے سلام کا جواب دیا۔ مَیں نے اس سے پوچھا: تو جن ہے یا انسان؟ اس نے کہا: جن ہوں۔ میں نے کہا: مجھے اپنا ہاتھ پکڑا۔ میں نے دیکھا کہ وہ کتے کا ہاتھ ہے اور کتے کے بال ہیں۔ میں نے کہا: یہ جن کی شکل ہے۔ تو اس نے جواب دیا: جن خوب جانتے ہیں کہ ان میں کیا چیز ہے جو مجھ سے زیادہ سخت ہے۔ میں نے پوچھا: تجھے یہ کھجوریں چوری کرنے پر کس چیز نے اکسایا؟ کہنے لگا: مجھے پتہ چلا تھا کہ آپ صدقہ کرنا پسند کرتے ہیں تو میں نے چاہا کہ آپ کے غلے میں سے مَیں بھی کچھ حاصل کر لوں۔ مَیں نے کہا: کس چیز کے ذریعے ہم لوگ تم سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ اس نے کہا: ''ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ اٰیَۃُ

الْكُرْسِيِّ" آیت الکرسی پڑھنے سے تم لوگ ہم سے محفوظ (1) رہ سکتے ہو۔ کہتے ہیں: میں نے اسے چھوڑ دیا۔ راوی کہتے ہیں: صبح میرے والد صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "صَدَقَ الْخَبِيْثُ" اس خبیث نے سچ کہا ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو منذر! جانتے ہو تمہارے نزدیک اللہ کی کتاب میں سے کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول جل وعلا و ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا: اے ابو منذر! تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے خیال میں کتاب اللہ کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ میں نے عرض کیا: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (البقرۃ:255) (آیت الکرسی) فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مبارک مارا اور فرمایا: اے ابو منذر! تمہیں علم مبارک ہو۔ (مسلم وابوداؤد)۔

امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب میں مسلم کی اسناد کے ساتھ اسے روایت کیا اور یہ الفاظ زائد کئے: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اس آیت کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں اور یہ عرش کے پائے کے پاس بادشاہ حقیقی کی تقدیس بیان کرتی ہے"۔

(1) مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے جہاں آیت الکرسی کی فضیلت معلوم ہوئی وہیں غلامان رسول اللہ ﷺ کی عظمت وطاقت کا بھی پتہ چلا کہ شیطان کو پکڑ لیں تو وہ چھوٹ نہیں سکتا چاہے ہزار جتن کرتا پھرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی اس طرح کا ایک واقعہ بخاری وغیرہ میں موجود ہے۔ غلام اتنی عظمتوں اور طاقتوں کے مالک ہیں تو ان کے آقا ﷺ کی عظمت کیسے بیاں ہو؟
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا۔ (مترجم)

ترغیب

سورہ کہف پڑھنے کی فضیلت

نیز اس سورت کی ابتدائی یا آخری دس آیات تلاوت کرنے کا ثواب

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِّنْ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ" جس شخص نے سورہ کہف (پارہ 15-16) کی دس آیات حفظ کرلیں، وہ دجال سے محفوظ ہوگیا۔ (مسلم)

ابوداؤد و نسائی کی روایت میں ہے کہ: "عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ" وہ فتنہ دجال سے محفوظ ہوگیا۔ مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: "جس نے سورہ کہف کی آخری دس آیات حفظ کرلیں۔ (وہ دجال سے محفوظ ہوگیا)۔

نسائی کی روایت میں ہے: "جس نے سورہ کہف کی آخری دس آیات پڑھیں (حفظ کرنے کا ذکر نہیں)"۔

اور امام ترمذی نے بھی اسے روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں: "جس بندے نے سورہ کہف کی ابتدائی تین آیات پڑھیں، وہ فتنہ دجال سے محفوظ ہوگیا"۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا. جس شخص نے سورہ کہف اس طرح (صحیح) پڑھی، جس طرح نازل فرمائی گئی ہے، اس کے لئے روز قیامت اس کے مقام سے لے کر مکہ مکرمہ تک نور ہی نور ہوگا۔ اور جس نے اس کی آخری دس آیات پڑھ لیں۔ پھر دجال نکل آیا تو وہ اس پر مسلط نہ ہو سکے گا۔ اور جس نے وضو کیا، پھر یہ پڑھا: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ"۔ (اے پروردگار کائنات! تیری ذات تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے، تعریف صرف تیرے ہی لئے ہے، تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، میں تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع لاتا ہوں)، اس کا نام ایک دفتر میں لکھ لیا جائے گا، پھر اس پر مہر لگادی جائے گی۔ جسے یوم قیامت تک توڑا نہ جائے گا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث بر شرط مسلم (1) صحیح ہے۔

---

(1) مذکورہ احادیث میں دجال اور فتنہ دجال کا ذکر ہوا ہے۔ فلہٰذا اختصاراً اس بارے میں کچھ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی دجال کا ظاہر ہونا ہے۔ دجال چالیس دنوں میں مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علاوہ ساری دنیا کا گشت کرے گا۔ ان میں پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا ایک ماہ کے برابر، تیسرا ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ بہت تیزی کے ساتھ سفر کرے گا۔ اس کا فتنہ بہت سخت ہوگا۔ ایک باغ اور ایک آگ کے ساتھ ہوں گی۔ جو اصل میں آگ آرام والی اور باغ سخت عذاب والا ہوگا۔ اپنی خدائی کے منکر کو آگ میں اور ماننے والے کو باغ میں ڈالے گا۔ مردے زندہ کرے گا، بارش برسائے گا۔ سبزہ اور فصل اگائے گا۔ زمین کے دفینے نکالے گا۔ اور اسی طرح کے کئی دیگر شعبدے دکھائے گا۔ یہ سب جادو کے زور پر کرے گا۔ اس کے ماتھے پر لکھا ہوگا ک ف ر (کافر) مسلمان پڑھ لے گا۔ کافر کو یہ حرف نظر نہ آئیں گے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانا چاہے گا تو فرشتے اس کا منہ پھیر دیں گے۔ اس کے ساتھ یہودیوں کی افواج بھی ہوں گی۔ ساری دنیا میں پھر پھرا کر اور فتنہ برپا کرکے آخر میں ملک شام پہنچے گا۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے۔ دجال ان کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہو جائے گا۔ بھاگنا شروع ہوگا، عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب فرمائیں گے حتی کہ اس کی کمر میں نیزہ ماریں گے جس سے یہ جہنم واصل ہو جائے گا۔ (مختلف کتب) (مترجم)۔

ترغیب

سورۂ یٰسین کی تلاوت اور اس کی فضیلت

حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قَلْبُ الْقُرْاٰنِ یٰسٓ لَا یَقْرَئُهَا رَجُلٌ یُرِیْدُ اللّٰهَ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ اِقْرَءُوْهَا عَلٰی مَوْتَاکُمْ" قرآن کا دل سورہ یٰسین ہے۔ جو شخص اللہ کی رضا اور دار آخرت کی کامیابی کے لئے اسے پڑھے گا، اللہ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ تم اسے اپنے مرنے والوں (1) پر پڑھا کرو۔

اسے امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ نسائی کے ہیں۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن مجید کا دل سورہ یٰسین ہے۔ اور جس نے سورہ یٰسین کی تلاوت کی: "کَتَبَ اللّٰهُ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ" اللہ تعالیٰ اس کے ایک مرتبہ تلاوت کرنے کے بدلہ میں دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھتا ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ قَرَءَ یٰسٓ فِیْ لَیْلَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ غُفِرَ لَهٗ" جس شخص نے رات کو اللہ کی رضاء و خوشی کی تلاش میں سورہ یٰسین کی تلاوت کی، اس کی بخشش ہو جائے گی۔

اسے امام مالک، ابن السنی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

---

(1) مرنے والوں سے مراد یا تو قریب المرگ، مبتلائے سکرات الموت لوگ ہیں کہ ان پر سورہ یٰسین پڑھنے سے ان کی جان کنی میں آسانی ہوگی۔ یا فوت شدہ لوگ، کہ سورہ یٰسین پڑھ کر انہیں ایصال ثواب کیا جائے۔ کیونکہ ایک مرتبہ یٰسین پڑھ کر ثواب ایصال کرنے سے انہیں دس قرآن پاک کا ثواب حاصل ہوگا۔ (واللہ اعلم) (مترجم)۔

ترغیب

سورہ ملک (تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ) کی فضیلت

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی العلمین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم میں تیس آیتوں کی ایک سورت ہے جو اپنے پڑھنے والے شخص کی شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت فرما دی جائے گی۔ اور وہ سورت ہے تبارک الذی بیدہ الملک (پارہ نمبر 29 کی پہلی سورت)

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ امام ترمذی کے ہیں۔ انہوں نے اسے حسن قرار دیا اور حاکم نے کہا کہ صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ کے کسی صحابی نے ایک قبر پر خیمہ لگا لیا۔ ان کا خیال نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے۔ اچانک اس قبر میں مدفون شخص نے سورہ ملک پڑھنی شروع کر دی حتی کہ پوری کر دی۔ یہ صحابی رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! مَیں نے ایک قبر پر خیمہ لگایا تھا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ ہوا یہ کہ اس قبر میں مدفون نے سورہ ملک پڑھنی شروع کی یہاں تک کہ مکمل کر دی۔ تو نبی محترم ﷺ نے فرمایا: یہ سورت مانعہ (عذاب قبر کو روکنے والی) اور منجیہ ہے کہ عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حد درجہ پسند ہے کہ یہ سورت (ملک) ہر مومن کے سینے میں (محفوظ) ہو۔ یعنی تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ اس کی اسناد اہل یمن کے نزدیک صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: قبر میں آدمی کے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں۔ پہلے وہ اس کے قدموں کی جانب سے عذاب دینا چاہتے ہیں تو قدم انہیں کہتے ہیں: تم ہماری طرف سے نہیں آسکتے، یہ شخص تو سورہ ملک پڑھا کرتا تھا۔ پھر فرشتے سینے یا فرمایا کہ پیٹ کی طرف سے آتے ہیں تو سینہ یا پیٹ کہتا ہے: میری طرف سے آنے کی تمہیں اجازت نہیں ہوسکتی، یہ سورہ ملک کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ پھر وہ اس کے سر کی جانب سے آتے ہیں تو سر کہتا ہے: میری جانب سے عذاب دینے کا تمہیں اختیار نہیں، اس لئے کہ یہ بندہ سورہ ملک پڑھا کرتا تھا۔ یہ سورت منع کرنے والی ہے یعنی عذاب قبر کو روک دیتی ہے۔ سورہ ملک تورات میں بھی تھی۔ جو شخص اسے کسی رات میں تلاوت کرے، اس نے کثرت سے نیکیاں کمائیں اور بڑا پاکیزہ عمل کیا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اور نسائی میں مختصراً اس طرح ہے: ''جو شخص تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہر رات تلاوت کرے، اللہ عزوجل اس سے عذاب قبر روک دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں ہم

اس کا نام مانعہ (روکنے والی) رکھا کرتے تھے۔ اللہ عزوجل کی کتاب میں یہ ایک سورت ہے کہ "مَنْ قَرَءَ بِهَا فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ فَقَدْ اَكْثَرَ وَاَطَابَ" جو شخص ہر رات اس کی تلاوت کرے، اس نے خیر کثیر حاصل کی اور پاکیزہ عمل کیا۔

ترغیب

سورہ تکویر، سورہ انفطار اور سورہ انشقاق کی فضیلت

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے پسند ہو کہ قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھے، وہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (تکویر) اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ (انفطار) اور اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ (انشقاق) (1) پڑھے (یعنی مطلب سمجھ کر پڑھے)۔

اسے امام ترمذی وغیرہ نے روایت کیا۔ (حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے)۔

ترغیب

سورہ زلزال، سورہ کافرون، سورہ نصر اور سورہ اخلاص پڑھنے کی فضیلت

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا زُلْزِلَتِ (زلزال) نصف قرآن کے برابر ہے (ثواب میں)، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اخلاص) ایک تہائی قرآن کے برابر اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (کافرون) قرآن کی ایک چوتھائی کے برابر ہے۔

اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا (حاکم نے اسے صحیح الاسناد بتایا ہے اور ترمذی نے کہا: حدیث غریب ہے)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک صحابی سے پوچھا: اے فلاں! کیا تم نے شادی کی ہے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم، شادی نہیں کی۔ اور میرے پاس شادی کرنے کے لئے کچھ ہے بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یاد نہیں؟ عرض کیا: وہ تو یاد ہے۔ فرمایا: یہ (ثواب میں) قرآن کی ایک تہائی کے برابر ہے۔ ارشاد فرمایا: کیا تمہیں اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نہیں آتی؟ وہ بولے: کیوں نہیں، یہ بھی آتی ہے۔ فرمایا: یہ قرآن کی چوتھائی کے برابر ہے۔ پوچھا: کیا تمہیں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھنی نہیں آتی؟ عرض کرنے لگے: آتی ہے۔ فرمایا: یہ بھی چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ سید عالم ﷺ نے پوچھا: کیا تمہیں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ حفظ نہیں؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، یہ بھی مجھے حفظ ہے۔ فرمایا: یہ بھی ایک چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہے۔ (کیسے کہتے ہو کہ تمہارے پاس کچھ نہیں)۔

---

(1) ان تینوں سورتوں میں قیامت کے ہولناک واقعات بیان فرمائے گئے ہیں۔ قارئین کرام سے ہم گذارش کریں گے کہ اگر ممکن ہو تو اس کتاب کا مطالعہ یہیں چھوڑ کر مترجم قرآن پاک سے یہ سورتیں نکال کر ایک مرتبہ ان کے ترجمہ کو غور سے پڑھ لیں۔ منظر قیامت آنکھوں کے سامنے گھوم جائے گا۔ (مترجم)

اسے ترمذی نے سلمہ بن وردان عن انس سے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

ترغیب

سورہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ کی فضیلت

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کرسکتا کہ ہر روز ایک ہزار آیات تلاوت کیا کرے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ایسا کون شخص کرسکتا ہے؟ تو حضور رسالتمآب ﷺ نے فرمایا: کیا یہ نہیں کرسکتا کہ (روزانہ) اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ (تکاثر) پڑھ لیا کرے (1)۔ (گویا یہ سورت ایک ہزار آیت کی تلاوت کے ثواب کے برابر ہے)۔

اسے امام حاکم نے عقبہ بن محمد عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔ عقبہ کے علاوہ اس کی اسناد کے راوی ثقہ ہیں۔ عقبہ غیر معروف ہیں (صاحب کتاب کے نزدیک)۔

ترغیب

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کی فضیلت

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کہیں سے آیا تو ایک شخص کو سنا جو پڑھ رہا تھا: قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۞ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۞ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ مَیں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! کیا واجب ہوگئی؟ ارشاد فرمایا: اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ مَیں نے چاہا کہ اس شخص کے پاس جا کر یہ بشارت سناؤں۔ پھر مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھانے کی سعادت سے محروم نہ رہ جاؤں۔ (سومَیں کھانا کھانے بیٹھ گیا)۔ پھر میں اس شخص کی طرف گیا (تا کہ بشارت سناؤں) تو مَیں نے دیکھا کہ وہ جا چکا ہے۔

اسے امام مالک، ترمذی، نسائی اور حاکم نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ان کی روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بشارت سنانے کے ارادہ کا ذکر نہیں ہے۔ حاکم نے کہا کہ صحیح الاسناد ہے۔ اور الفاظ حدیث امام مالک کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں: (ایک روز) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! جمع ہو جاؤ، میں تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا۔ اس پر جمع ہونے والے جمع ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھی پھر اندر تشریف لے گئے۔ ہم میں سے بعض نے کہا: ہمارا خیال ہے آسمان سے کوئی وحی نازل ہوئی

---

(1) اس سورہ مبارکہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو فراموش کر کے مال جمع کرنے والوں کو تنبیہ فرمائی گئی ہے۔ (مترجم)

ہوگی جس کی وجہ سے آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے ہیں (اور تہائی قرآن نہیں پڑھ سکے) پھر نبی اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: مَیں نے تمہیں فرمایا تھا کہ ایک تہائی قرآن تمہارے سامنے پڑھوں گا۔ "اَلَا اِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ" خوب غور سے سن لو، یہی سورت (اخلاص) تہائی قرآن کے برابر ہے۔

اسے مسلم وترمذی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیاتم میں سے کوئی عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ایک رات میں تہائی قرآن کوئی کیسے پڑھ سکتا ہے؟ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (ثواب میں) تہائی قرآن کے برابر ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا" اللہ عزوجل نے قرآن حکیم کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے اور قرآن مجید کے تین حصوں میں ایک حصہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کو بنایا ہے"۔ (مسلم)

(پہلی روایت کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے ترمذی نے بھی روایت کی اور حسن قرار دی)۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی (خود ابوسعید خدری) نے ایک شخص (اپنے ماں جائے بھائی قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ) کو سنا کہ وہ بار بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ رہا ہے صبح ہوئی تو یہ سننے والا نبی کریم ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوا اور پڑھنے والے کا ذکر کیا۔ جبکہ یہ شخص اس سورت کو تھوڑے سے الفاظ کی سورت خیال کرتا تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ" اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بے شک یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔

اسے امام مالک، بخاری، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے پوری (سورہ اخلاص) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ دس مرتبہ پڑھی، اس کے لئے اللہ جنت میں ایک محل تعمیر فرمائے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (خوش ہوکر) عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! پھر تو ہمارے محل بہت ہو جائیں گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اور زیادہ کر (انہیں یہ سورت پڑھنے کی اور زیادہ توفیق دے) اور انہیں پاکیزہ عمل کی توفیق عطا فرما۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے ایک صاحب کو کسی لشکر پر امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ یہ صاحب جب اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے، نماز میں قرات کرتے تو قرات کا اختتام قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کے ساتھ کرتے (ہر رکعت کے آخر میں سورہ اخلاص پڑھتے) جب یہ لشکر واپس آیا تو ان کے ساتھیوں نے یہ بات نبی کریم ﷺ

کی خدمت میں عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے پوچھ کر آؤ کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ ساتھیوں نے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: میں ایسا اس لئے کرتا ہوں کہ یہ سورت رحمٰن کی صفت ہے اور اسے پڑھنا مجھے بہت محبوب ہے۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اَخْبِرُوْهُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّهٗ" جاؤ اس کو خبر کر دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

حدیث: بخاری اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس سے طویل ایک حدیث روایت کی۔ جس کے آخر میں ہے کہ: "جب نبی پاک ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے (اس لشکر کے ساتھیوں نے) آپ ﷺ کو یہ بات (کہ ان کے امیر ہر رکعت کی قرات کے آخر میں سورہ اخلاص پڑھتے ہیں) عرض کی۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: اے فلاں! اپنے دوستوں کے کہنے پر عمل کرنے سے تمہیں کون سی چیز مانع ہوئی؟ اور ہر رکعت میں لازمی طور پر یہی سورت خاص کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا؟ تو وہ عرض کرنے لگے: مَیں اس سورت سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "حُبُّكَ اِیَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ" (1) اس سورت کی محبت نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا"۔

ترغیب

معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس کی فضیلت

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے نہیں دیکھا کہ آج رات وہ آیات نازل فرمائی گئی ہیں کہ ان کی مثل نہیں دیکھی گئی؟ یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (سورہ فلق) اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (سورہ ناس)۔

اسے مسلم، ترمذی، نسائی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ ابوداؤد کے الفاظ ہیں: "مَیں (عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ) ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کی مہار پکڑے آگے آگے چل رہا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عقبہ! کیا تمہیں دو بہترین سورتیں نہ سکھادوں جن کی تلاوت کی جاتی ہے؟ پھر آپ ﷺ نے مجھے اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سکھائیں"۔

حدیث: ابوداؤد ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ (عقبہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مَیں جحفہ اور ابواء (مدینہ طیبہ کے قریب جگہوں کے نام ہیں) کے درمیان سفر پر تھا کہ اچانک تیز آندھی اور سخت اندھیرے نے ہمیں گھیر لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے ذریعے پناہ مانگنے لگے اور فرمانے لگے: اے عقبہ! ان دونوں سورتوں کے ذریعے پناہ مانگا کرو کیونکہ کسی پناہ مانگنے والے نے ان سورتوں کے ذریعہ پناہ مانگنے والے کی طرح پناہ نہیں مانگی۔ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ آپ ﷺ ان سورتوں کے ساتھ ہمیں نماز کی امامت بھی فرمایا کرتے تھے۔

---

(1) سورت مبارکہ میں خالصتاً اللہ کی توحید و بے نیازی کا بیان ہے اس لئے اس کا نام سورہ اخلاص ہے۔ (مترجم)

حدیث: ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں: ''مَیں (حضرت عقبہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ آیات سورہ ہود (پارہ12) اور کچھ آیات سورہ یوسف (پارہ12-13) کی سکھا دیں۔ اس پر نبی محترم ﷺ نے فرمایا: اے عقبہ بن عامر! ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ'' کی تلاوت سے زیادہ اللہ کی محبوب اور اس سے بڑھ کر اس کے ہاں بلیغ کوئی سورت تم نہیں پڑھ سکتے۔ تم سے اگر ہو سکے کہ نماز میں یہ سورہ فوت نہ ہو تو ایسا کرو۔

اور اسے حاکم نے بھی اسی طرح روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ ابن حبان اور حاکم دونوں کے ہاں ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! پڑھو۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر نثار، کیا پڑھوں؟ ارشاد فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ(1) پڑھو۔ مَیں نے دونوں پڑھ کر سنائیں تو فرمایا: ''اِقْرَءْ بِهِمَا وَلَنْ تَقْرَءَ بِمِثْلِهِمَا'' انہیں پڑھتے رہا کرو۔ ان دونوں سورتوں جیسی کوئی سورت تم نہیں پڑھ سکتے۔

نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔

---

(1) سات ہجری میں لبید بن اعصم یہودی اور اس کی لڑکیوں نے سرداران یہود کے کہنے پر رحمت عالم ﷺ پر جادو کیا۔ کسی طرح کنگھی شریف کے دندانے اور کچھ بال شریف حاصل کر لئے۔ موم کا ایک پتلا بنا کر اس میں گیارہ سوئیاں چبھوئیں اور ایک تانت میں گیارہ گرہیں لگا کر کسی کنویں میں پتھر کے نیچے دبا دیا۔ سرور عالم ﷺ پر اس کا کچھ اثر بھی ہوا خداوند رؤف ورحیم نے اپنے محبوب کریم پر گیارہ آیات پر مشتمل یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں۔ اور یہود کے جادو کی خبر بھی دی۔ آپ ﷺ کے حکم پر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کنویں سے جادو کا یہ سامان نکال لائے۔ حضور ﷺ نے یہ سورتیں پڑھنا شروع فرمائیں تو ہر ایک آیت پر ایک گرہ کھلتی گئی اور جب ساری گرہیں کھل گئیں تو آپ کو شفا ہو گئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: حکم ہو تو اس ناپاک یہودی کو قتل کر دیا جائے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے شفا دے دی ہے۔ مَیں اپنے لئے لوگوں میں فتنہ برپا نہیں کرنا چاہتا۔ تفصیل مختلف کتب تفسیر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (مترجم)

کتاب الذکر والدعاء

ذکر اذکار اور دعاؤں کا بیان

ترغیب

آہستہ اور بلند آواز میں کثرت سے اللہ کا (1) ذکر اور اس پر ہمیشگی کرنا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنے والے کی برائی

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَیں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوتا ہوں (اس کے گمان واعتقاد کے مطابق اس سے سلوک فرماتا ہوں) اور مَیں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے دل میں ذکر کرتا ہے تو میں بھی اسے (رحمت کے ساتھ) خفیہ یاد رکھتا ہوں۔ اگر کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو مَیں اسے ایسی مجلس میں یاد کرتا ہوں جو اس کی مجلس سے بہتر ہے۔ (یعنی ملائکہ کی مجلس

---

(1) قرآن حکیم میں ذکر الٰہی اور تسبیح وتہلیل کے ضمن میں متعدد آیات نازل فرمائی گئی ہیں۔ چند ایک کا تذکرہ مناسب رہے گا۔ ارشاد باری ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿﴾ (الاحزاب)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ کا بہت ذکر کیا کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو''۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿﴾ (الرعد:28)

ترجمہ: ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے چین پاتے ہیں۔ سن لو! اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے''۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ (نساء:103)

ترجمہ: ''پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں کے بل لیٹے''۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا (البقرۃ:200)

ترجمہ: ''پھر جب تم اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر اس طرح کرو جس طرح اپنے باپ دادوں کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ''۔

کئی مقامات پر ذکر اللہ نہ کرنے والوں کی مذمت وبرائی کا بیان بھی فرمایا گیا۔ مثلاً:

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿﴾ (النجم:29-30)

ترجمہ: ''تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا۔ اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی۔ یہاں تک ان کے علم کی پہنچ ہے۔ بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے جس نے راہ پائی''۔

منافقین کی مذمت فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (النساء:142) ترجمہ: ''اور وہ منافقین اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں''۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿﴾ (اعراف:205)

ترجمہ: ''اور اپنے دل میں اپنے رب کا ذکر کرو زاری اور ڈر اور آواز نکالے بغیر زبان سے صبح وشام اور (اللہ کے ذکر سے) غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ''۔ (مترجم)

میں)اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو مَیں اس کی طرف دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں ''وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً'' اور اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو مَیں دوڑ کر اس کی طرف آتا ہوں۔ (بندہ جس قدر میرے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے، میں اس سے بڑھ کر اس پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہوں)

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ (امام احمد نے بھی صحیح اسناد کے ساتھ ایسی ہی روایت کی)۔

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ جل ذکرہ فرماتا ہے: بندہ اپنے دل میں یاد کرے تو مَیں اپنے فرشتوں کو مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرے تو میں اس کا ذکر ملائکہ مقربین (ملاء اعلیٰ) میں کرتا ہوں۔

اسے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ (اور یہی مضمون ہے اس حدیث کا جو بزار نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی مکرم ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا هُوَ ذَكَرَنِیْ وَتَحَرَّكَتْ بِیْ شَفَتَاهُ''مَیں اس وقت اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں (میری رحمت اس کی طرف متوجہ رہتی ہے) جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے لب میرے ذکر سے حرکت کر رہے ہوتے ہیں۔

اسے ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے عرض کی: یارسول ﷺ! احکام اسلام تو بہت زیادہ ہیں۔ مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیں جسے میں مضبوطی سے تھامے رہوں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''لَا یَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ'' تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔

اسے ترمذی نے ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور ان کا فرمانا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ نیز حاکم نے کہا کہ صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت مالک بن یخامر سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بتایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے جو آخری کلام کیا وہ یہ تھا کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ جب تمہیں موت آئے تو تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

اسے ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ نیز بزار نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: ''میں نے عرض کی تھی: ارشاد فرمائیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے افضل اور سب سے اقرب عمل کون سا ہے؟'' یہ روایت ابن حبان کی صحیح میں بھی ہے۔

حدیث: حضرتَ ابومخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی انور ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچا جو نورِ عرش میں غوطہ زن تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ کیا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ کہا گیا: نہیں۔ مَیں نے کہا: نبی ہے؟ جواب ملا: نہیں۔ مَیں نے پوچھا: پھر یہ کون ہے؟ جواب دیا گیا: یہ وہ شخص ہے جس کی زبان دنیا میں اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی۔ اس کا دل مسجدوں کے ساتھ لٹکا رہتا تھا اور اپنے والدین کی بے ادبی و نافرمانی نہیں کرتا تھا۔

ابن ابی الدنیا نے اسے یوں ہی مرسل روایت کیا۔

حدیث: حضرت سالم بن ابی جعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ایک شخص نے سو غلام آزاد کئے۔ (اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟) فرمایا: کسی شخص کے مال سے سو غلام (آزاد) ہونا بہت بڑی بات ہے اور اس سے بھی افضل وہ ایمان ہے جو رات دن ہمیشہ قائم رہے اور یہ کہ تم میں سے کسی کی زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رہے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے موقوفاً اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا مَیں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک کے نزدیک تمہارے اعمال میں سب سے بہتر اور سب سے پاکیزہ ہے، تمہارے درجات میں سب سے بلند درجہ کا ہے، سونا اور چاندی خیرات کرنے سے افضل ہے، اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہے کہ تمہارا اپنے دشمن (کفار و مشرکین) سے مقابلہ ہو پھر تم ان کی گردنیں کاٹو، وہ تمہاری گردنوں پر وار کریں؟ (جہاد) صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کی: ضرور ارشاد ہو۔ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: (وہ عظیم الشان عمل ہے) اللہ کا ذکر کرنا، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں ہے۔

اسے امام احمد نے حسن اسناد کے ساتھ، ابن ابی الدنیا، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ نبی انور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی چمک و صفائی کا ذریعہ ہوتا ہے اور دلوں کی چمک و صفائی کا ذریعہ اللہ کا ذکر ہے۔ اور اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ ارشاد فرمایا: (نہیں) اگرچہ کوئی شخص جہاد میں اپنی تلوار چلاتے چلاتے اسے توڑ دے۔ (پھر بھی ذکر اللہ سے بڑھ کر نہیں)

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے اسے روایت کیا۔ الفاظ بیہقی کے ہیں (طبرانی نے اوسط و صغیر میں ایسی ہی ایک روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اللہ کے نزدیک قیامت کے روز بندوں میں سب سے افضل درجہ کس کا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: اللہ کا کثرت کے ساتھ ذکر کرنے والوں کا۔ کہتے ہیں: مَیں

نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی سے بھی افضل؟ فرمایا: (ہاں) اگر چہ غازی کفارو مشرکین میں اس قدر تلوار چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے اور خود خون میں نہا جائے پھر بھی اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں کا درجہ اس سے افضل ہوگا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔(اختصاراً بیہقی نے بھی اسے روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو کوئی رات کو عبادت کرنے سے عاجز ہو جائے۔ مال کو راہ خدا میں خرچ کرنے سے بخیل ہو جائے اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنے سے بزدلی کا مظاہرہ کرنے لگے تو اسے کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔(یہ سب بیماریاں دور ہو جائیں گی)۔

اسے طبرانی اور بزار نے روایت کیا۔ الفاظ بزار کے ہیں۔

حدیث: حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کی طرف پانچ باتوں کی وحی فرمائی اور حکم دیا کہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ پھر ان باتوں کے بیان کرنے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کچھ تاخیر ہوگئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اللہ نے آپ کو پانچ باتوں کا حکم دیا تھا کہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو عمل کرنے کا حکم دیں۔ اب ان باتوں کی خبر بنی اسرائیل کو آپ دیں گے یا میں دے دوں؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: بھائی جان! آپ ایسا نہ کریں کیونکہ اگر آپ نے مجھ سے پہلے یہ باتیں بیان فرمادیں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں زمین میں دھنسا دیا جاؤں! مجھے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع فرمایا۔ حتیٰ کہ مسجد بھر گئی اور بقیہ افراد چھتوں پر بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے انہیں خطبہ دیا۔ اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پانچ باتوں کی مجھے وحی کی ہے کہ خود بھی ان پر عمل کروں اور بنی اسرائیل کو ان پر عمل کرنے کا حکم دوں۔ وہ یہ ہیں نمبر 1 اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ کیونکہ جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے اپنے خالص مال سونے چاندی سے ایک غلام خریدا۔ پھر اسے ایک گھر میں رہائش دی اور کہا: جا اب محنت مزدوری کر اور کمائی لا کر مجھے دے۔ تو وہ غلام محنت مزدوری کر کے کمائی اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کو دینے لگا۔ بتاؤ تم میں سے کون پسند کرے گا کہ اس کا غلام ایسا ہو؟ تمہیں اللہ نے پیدا کیا اور اسی نے تمہیں رزق دیا۔ لہٰذا تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نمبر 2 جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو ادھر اُدھر مت دیکھو کیونکہ جب تک بندہ نماز میں ادھر اُدھر نہیں دیکھتا، اللہ تعالیٰ (اپنی رحمت کے ساتھ) اس کے چہرے کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ نمبر 3 اس نے تمہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اور روزہ رکھنے والے کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو مشک کی تھیلی لئے کسی جماعت میں بیٹھا ہوا ہو۔ سب لوگ پسند کرتے ہیں کہ اس کی خوشبو پائیں۔ اور روزہ (دار کے منہ کی بو) اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ نمبر 4 اللہ نے تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے اور صدقہ کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جسے دشمنوں نے قید کر کے اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیئے ہوں اور اس کی گردن اڑانے کی

تیاری میں ہوں۔ تو وہ کہنے لگے: کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ میں تمہیں اپنی جان بخشی کا فدیہ دے دوں (اور تم مجھے رہا کر دو) پھر وہ اپنا قلیل وکثیر مال انہیں دینا شروع کر دے حتی کہ اپنی جان کا بدلہ دے دے (اور اپنی جان بچالے) اور نمبر 5 اس نے تمہیں کثرت کے ساتھ ذکر اللہ کرنے کا حکم بھیجا ہے۔ اور کثرت سے ذکر اللہ کرنے والے کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو دشمن کو مطلوب ہو اور وہ اس کے پیچھے پکڑنے کے لئے بھاگ رہے ہوں اور یہ شخص کسی مضبوط قلعے میں داخل ہو جائے اور اپنے آپ کو محفوظ کر لے۔ "وَكَذَالِكَ الْعَبْدُ لَا يَنْجُوْ مِنَ الشَّيْطٰنِ اِلاَّ بِذِكْرِ اللّٰهِ" اسی طرح بندہ شیطان سے صرف اللہ کے ذکر سے ہی بچ سکتا ہے۔ (الحدیث)

اسے ترمذی نے، کچھ حصہ نسائی نے، ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا، الفاظ ابن خزیمہ کے ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے کہا کہ بخاری ومسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (توبہ: 34) ترجمہ: "اور وہ لوگ جو جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں سونے اور چاندی کو اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ"۔ فرماتے ہیں: اس وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ آپ ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یہ آیت مبارکہ سونے اور چاندی کے بارے میں نازل فرمائی گئی ہے۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ کون سا مال بہتر ہے تو ہم وہ جمع کرتے۔ یہ سن کر حضور انور ﷺ نے فرمایا: "اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَ قَلْبٌ شَاكِرٌ وَّ زَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ" افضل مال ہے ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور ایمان والی بیوی جو اپنے شوہر کے ایمان کی مضبوطی پر اس کی مددگار ہو۔

اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور آپ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں ایسی ہیں کہ جسے عطا فرمائی گئیں، اسے دنیا وآخرت کی بھلائی دے دی گئی۔ نمبر 1 شکر گزار دل، نمبر 2 ذکر کرنے والی زبان، نمبر 3 مصائب وآلام پر صبر کرنے والا جسم، اور نمبر 4 ایسی بیوی جو اپنی ذات اور شوہر کے مال میں گناہ کی مرتکب نہ ہوتی ہو۔

اسے طبرانی نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ" اس شخص کی مثال جو اپنے پالنے والے کا ذکر کرتا ہے اور اس کی جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا، زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔ (ذکر کرنے والا زندہ اور نہ کرنے والا مردہ ہے)۔

اسے بخاری ومسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ" اللہ کا ذکر اس کثرت کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنا زیادہ کرو کہ منافقین کہنے لگیں: تم ریاکار ہو۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اور بیہقی نے بھی ابو جوزاء سے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے کسی راستہ پر جا رہے تھے کہ ایک پہاڑ پر سے گذر ہوا جسے جمدان کہتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: چلے چلو، یہ جمدان ہے، مفرد لوگ آگے بڑھ گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ مفرد لوگ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''اَلذّٰکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا'' اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے۔

یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور ترمذی میں ہے: '' (صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:) یا رسول اللہ ﷺ! مفرِّد لوگ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: لوگوں کی باتوں سے بے پروا ہو کر اللہ کے ذکر پر ہمیشگی کرنے والے، کہ اللہ کے ذکر نے ان کے بوجھ (گناہ) ان پر سے اتار پھینکے ہیں۔ اب یہ روز محشر اللہ کی بارگاہ میں ہلکے پھلکے ہو کر پیش ہوں گے''۔ (مسلم و ترمذی)

حدیث: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نبی پاک ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان اپنا منہ ابن آدم کے دل کے ساتھ لگائے رہتا ہے (اس میں وسوسے ڈالتا ہے) اب اگر ابن آدم اللہ کا ذکر کرنے لگے تو وہ دور ہٹ جاتا ہے۔ اور اگر اللہ کا ذکر بھول جائے تو شیطان اس کے دل کو لقمہ بنا لیتا ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا، ابویعلیٰ اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے راوی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر دن اور رات میں اللہ عزوجل کی طرف سے ایک صدقہ ہوتا ہے۔ اللہ یہ صدقہ عطا فرما کر اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے۔ اور کسی بندے پر اللہ تعالیٰ اس سے افضل اور احسان نہیں فرماتا کہ اس کے دل میں اپنا ذکر ڈال دے۔ (ابن ابی الدنیا)

حدیث: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ سے سائل نے پوچھا: کون سے مجاہد زیادہ اجر پانے والے ہیں؟ حضور پاک ﷺ نے جواب دیا: جو ان میں سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والے ہوں۔ سائل نے عرض کیا: کون سے نیک بندے اجر کے لحاظ سے عظیم ہیں؟ ارشاد فرمایا: جو ان میں زیادہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہوں۔ پھر پوچھنے والے نے نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ کے بارے میں اسی طرح سوال کئے۔ ہر مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے جواب عطا فرمایا کہ جو بھی ان میں سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والے ہوں، وہی اجر وثواب کے اعتبار سے عظیم ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے: اے ابو حفص: (حضرت عمر کی کنیت) اللہ کا ذکر کرنے والے ہر نیکی میں آگے بڑھ گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، یہی بات ہے۔

اسے امام احمد و طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی جھولی میں درہم بھر کر تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا اللہ کا ذکر کر رہا ہو تو اللہ کا ذکر کرنے والا اس سے افضل ہوگا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ: ''مَا صَدَقَةٌ اَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ'' ''اللہ کے ذکر سے افضل کوئی صدقہ نہیں ہے''۔

ان دونوں روایتوں کو طبرانی نے روایت کیا۔ اور ان دونوں کے راویوں کے حدیث حسن ہوتی ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا؛ گناہوں کو ترک کر دو کہ یہ افضل ہجرت ہے۔ فرائض پر پابندی کرو کیونکہ یہ افضل جہاد ہے۔ اور اللہ کے ذکر کی کثرت کرتی رہو اس لئے کہ تم اللہ کے سامنے ایسا کوئی عمل لے کر پیش نہیں ہو سکتی ہو جو اللہ کو اپنے ذکر کی کثرت سے بڑھ کر محبوب ہو۔

اسے طبرانی نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کسی چیز پر حسرت وافسوس نہ کریں گے سوائے اس گھڑی کے جو گزر گئی اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کر سکے ہوں۔

اسے طبرانی نے اپنے شیخ محمد بن ابراہیم صوری سے روایت کیا۔ (صاحب کتاب امام منذری کے) ذہن میں اس وقت ان کی عدالت وجرح حاضر نہیں۔ علاوہ ازیں بیہقی نے بھی اسے کئی اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے جن میں ایک جید ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کا ذکر کثرت سے نہ کیا، وہ ایمان سے بری ہو گیا۔ (اس کا ایمان کمزور ہے)۔

اسے طبرانی نے اوسط اور صغیر میں روایت کیا یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی یہ بھی روایت ہے۔ آپ نبی محترم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! جب تو نے میرا ذکر کیا تو تو نے میرا شکر ادا کیا، جب تو نے میرا ذکر بھلا دیا تو تو نے میری نعمتوں کی ناشکری کی (1)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

---

(1) فرمان خداوندی ہے: فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (بقرہ:152) ترجمہ: ''تو تم میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کروں گا، اور میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کرو''۔ (مترجم)

ترغیب

مجالس ذکر میں حاضر ہونا اور ذکر اللہ کے لئے اجتماع منعقد کرنا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کی ڈیوٹی یہ ہے کہ راستوں میں پھرتے اور اللہ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ ایسے لوگوں کو کہیں پاتے ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو یہ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں: بھاگو اپنی ضرورت کی طرف۔ پھر ذکر کرنے والوں کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔ فرمایا: (اختتام محفل پر یہ فرشتے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں) تو ان کا پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود ان سے زیادہ اپنے بندوں کے احوال جانتا ہے: میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تیری تسبیح کرتے، تیری بڑائی بیان کرتے، تیری تعریف و توصیف میں رطب اللسان اور تیری بزرگی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ حضور انور ﷺ فرماتے ہیں: اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرمایا: وہ عرض کرتے ہیں: نہیں، اللہ کی قسم، اے ہمارے رب، انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ فرمایا: پھر رب تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ ارشاد فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ دیکھ لیتے تو بہت شد و مد سے تیری عبادت میں لگے رہتے، بڑھ چڑھ کر تیری بزرگی بیان کرتے اور تیری تسبیح بیان کرنے میں اکثر وقت گذارتے۔ فرمایا: رب فرماتا ہے: وہ مجھ سے کیا سوال کرتے ہیں؟ فرمایا: فرشتے عرض گذار ہوتے ہیں: وہ تیری جنت کا سوال کرتے ہیں۔ بیان فرمایا: پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرمایا: کہتے ہیں: نہیں واللہ اے ہمارے پروردگار! انہوں نے جنت تو نہیں دیکھی۔ بیان فرمایا: فرماتا ہے: اگر دیکھ لیتے تو ان کا کیا عالم ہوتا؟ فرمایا: عرض کرتے ہیں: اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو شدت کے ساتھ اس کی خواہش کرتے، اس کی طلب میں سختی سے لگ جاتے اور اس کے حصول کی عظیم رغبت کا مظاہرہ کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے: کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرمایا: (فرشتے عرض کرتے ہیں) دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا کہ پھر اللہ سوال کرتا ہے: کیا انہوں نے دوزخ کی آگ دیکھی ہے؟ فرمایا: وہ عرض کرتے ہیں: نہیں اللہ کی قسم، انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ ارشاد فرمایا: اللہ فرماتا ہے: اگر اسے دیکھ لیتے تو کیا حالت ہوتی ان کی؟ بیان فرمایا: عرض کرتے ہیں: وہ اگر اسے دیکھ لیتے تو اس سے بہت دور بھاگتے اور اس سے شدید خوف کھاتے۔ فرمایا: رب کریم فرماتا ہے: ''اُشْهِدُ كُمْ اَنِّيَ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ'' میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت فرمادی ہے۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے: ان میں فلاں آدمی بھی تھا جو ان میں سے نہیں تھا وہ تو اپنی کسی ضرورت کی غرض سے آیا تھا (اور ان میں شامل ہو گیا تھا) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ'' یہ میرا ذکر کرنے والے وہ (عظیم المرتبت) لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی

بدنصیب نہیں رہ سکتا۔ (یہ بھی بخش دیا گیا)۔

اسے امام بخاری، مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا۔ الفاظ بخاری کے ہیں (مسلم کے الفاظ مختلف مگر مفہوم یہی ہے)۔

حدیث: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم کے ایک حلقے کے قریب سے گذرے۔ تو فرمایا: تمہارے اس طرح یہاں بیٹھنے کا کون سی چیز باعث ہوئی؟ عرض کرنے لگے: ہم اس لئے بیٹھے ہیں کہ اللہ کا ذکر کریں، اور اس بات پر اس کی تعریف کریں کہ اس نے دین اسلام کی ہمیں ہدایت دی اور ہم پر احسان فرمایا۔ فرمایا: اللہ کی قسم، تم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ عرض کی: ہاں، اللہ کی قسم، ہم صرف اور صرف اسی لئے بیٹھے ہیں۔ تو حضور سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: مَیں نے تمہیں کسی تہمت کی وجہ سے قسم نہیں دی۔ بلکہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے اور مجھے بتایا کہ "اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلٰئِكَةَ" اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر و مباہات فرماتا ہے۔ اسے مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا: اہل محشر کو ابھی معلوم ہو جائے گا کہ عزت و بزرگی والے کون لوگ ہیں۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ! عزت و بزرگی والے کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: "اَهْلُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ" ذکر الٰہی کی مجلسوں میں حاضر ہونے والے۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ، ابن حبان فی صحیحہ اور بیہقی وغیرہم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ محض اللہ کا ذکر کرنے کے لئے اکٹھے ہوں اس سے رضائے الٰہی کے سوا کوئی اور (ریاکاری وغیرہ) ارادہ نہ رکھتے ہوں تو آسمان سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہتا ہے: "اَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّاٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ" اب اٹھ جاؤ کہ تمہاری مغفرت فرما دی گئی، تمہارے گناہ نیکیوں میں تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ اسے امام احمد، ابویعلیٰ، بزار اور طبرانی نے روایت کیا۔ اور بیہقی نے عبداللہ بن مغفل کی حدیث روایت کی۔ (علاوہ ازیں طبرانی نے سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے یہی مضمون روایت کیا)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے سیر کرتے، ذکر اللہ کے حلقے تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ پھر جب وہ ذکر کرنے والوں کے پاس پہنچتے ہیں تو انہیں ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر ٹھہر جاتے ہیں، ان کے پر آسمان تک پھیلے ہوتے ہیں۔ جب رب العزت تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم تیرے بندوں کے پاس گئے تھے جو تیری نعمتوں کی تعظیم کرتے، تیری کتاب کی تلاوت کرتے، تیرے نبی حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجتے اور تجھ سے اپنی آخرت اور دنیا کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: انہیں میری رحمت کے ساتھ ڈھانپے رہو۔ وہ تو ایسے عظیم ساتھی ہیں کہ ان کا ہمنشین

بھی (1) بد بخت نہیں ہوتا۔ (بزار)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے جبکہ وہ اپنے ساتھیوں کو ذکر اللہ کروا رہے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! تم ہی وہ لوگ ہو، کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ مَیں اپنی ذات کو تمہارے ساتھ رکھوں۔ پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (الکہف:28) ترجمہ: ''اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس کی رضا چاہتے ہیں۔ اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیا کی زندگانی کا سنگار چاہو گے۔ اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا۔ اور اس کا کام حد سے گذر گیا''۔ یاد رکھو! جتنی تعداد میں تمہارے لوگ ذکر کے لئے بیٹھتے ہیں، اتنی ہی تعداد میں ان کے ساتھ فرشتے بیٹھتے ہیں۔ اگر تمہارے لوگ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں تو فرشتے بھی تسبیح کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ کی حمد کریں تو یہ بھی حمد کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ کی بڑائی بیان کریں تو یہ بھی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ پھر رب جل ثناءۂ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال کو جانتا ہے۔ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تیرے بندوں نے تیری تسبیح کی تو ہم نے بھی کی۔ تیرے بندوں نے تیری بڑائی بیان کی تو ہم نے بھی بیان کی۔ اور تیرے بندوں نے تیری حمد کی تو ہم بھی حمد کرنے لگے۔ تو رب جل جلالہ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ بے شک میں نے ان کی مغفرت فرمادی ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: ان بندوں میں فلاں فلاں بھی تھا جو بہت ہی گناہ گار تھا تو رب تعالیٰ فرماتا ہے: یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی بد بخت نہیں رہ سکتا۔

اسے طبرانی نے صغیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! ذکر کی مجلسوں کا بدلہ و ثواب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''غَنِيْمَةُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ الْجَنَّةُ'' ذکر کی مجالس کا بدلہ و ثواب جنت ہے۔

اسے امام احمد نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے کچھ سیر کرنے والے فرشتے ہیں جو ذکر کی مجالس میں آتے اور وہاں ٹھہرتے ہیں۔ لہٰذا تم جنت کے باغوں میں سے کچھ کھایا پیا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: جنت کے باغات کہاں ہیں؟ فرمایا: ذکر کی محافل ہی جنت کے باغات ہیں۔ تم صبح و شام محافل ذکر میں جایا کرو۔ اور اپنے آپ کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھا کرو۔ جسے یہ پسند ہو کہ اللہ کی بارگاہ میں اپنا درجہ جان لے، اسے دیکھنا چاہیے کہ اس کے دل میں اللہ کا مرتبہ کیا ہے؟ ''فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ الْعَبْدَ مِنْهُ

(1) اسی لئے پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (توبہ:119) ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔

حَيْثُ اَنْزَلَهٗ مِنْ نَّفْسِهٖ'' کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کو اسی درجہ میں رکھتا ہے جس مرتبہ میں بندہ اپنے دل میں اللہ کو رکھتا ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا، ابویعلیٰ، بزار، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: رحمٰن کے دائیں جانب (قیامت کے روز) کچھ لوگ ہوں گے جو نہ نبی ہوں گے اور نہ شہید، ان کے چہروں کی سفیدی دیکھنے والوں کی نظروں کو ڈھانپ لے گی۔ اللہ عزوجل کے نزدیک ان کا مرتبہ اور قرب دیکھ کر نبی اور شہید رشک کریں گے۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: وہ مختلف قبائل سے آنے والے لوگ ہوں گے جو اللہ کا ذکر کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہوں گے (یعنی ایک دوسرے کو جانتے نہ ہوں گے کہ جان پہچان کی وجہ سے اکٹھے ہو گئے ہوں بلکہ ان کا اکٹھا ہونا صرف ذکر اللہ کے لئے ہوگا) وہ ذکر اللہ کے لئے اچھا اچھا کلام منتخب کرتے ہوں گے جیسے کھجوریں کھانے والا اچھی سے اچھی کھجور کھانے کے لئے منتخب کرتا ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد مقارب ہے جس میں کوئی کلام نہیں۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہروں میں نور چمک رہا ہوگا۔ موتیوں کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ لوگ ان پر رشک کریں گے حالانکہ وہ نہ نبی ہوں گے نہ شہید۔ حضرت ابودرداء فرماتے ہیں: ایک دیہاتی صحابی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! ہمیں ان کے متعلق کوئی نشانی بتا دیں تا کہ ہم انہیں پہچان سکیں۔ ارشاد فرمایا: ''هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰى وَبِلَادٍ شَتّٰى يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ يَذْكُرُوْنَهٗ'' وہ ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لئے محبت رکھتے ہوں گے حالانکہ مختلف قبیلوں اور مختلف شہروں سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہوں گے، اس کا ذکر کرتے ہوں گے۔

اسے طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ دونوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ'' جو لوگ اس لئے اکٹھے ہو کر بیٹھیں کہ اللہ کا ذکر کریں، ملائکہ رحمت ان پر چھا جاتے ہیں، رحمت الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکون واطمینان نازل ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس فرشتوں کی محفل میں ان کا چرچا فرماتا ہے۔

اسے مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنت کے باغوں کے قریب سے گذرو تو ان سے کچھ کھا لیا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: وہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''حِلَقُ الذِّكْرِ'' ذکر اللہ کے حلقے۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ترہیب

انسان کا کسی ایسی مجلس میں بیٹھنا جس میں نہ ذکر اللہ ہو اور نہ اس کے نبی حضرت محمد ﷺ پر درود پاک پڑھا جائے

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ کسی ایسی مجلس میں بیٹھیں کہ نہ اس میں اللہ کا ذکر کریں اور نہ اپنے نبی ﷺ پر درود شریف پڑھیں تو ایسی مجلس ان کے لئے نقصان دہ ہوگی۔ پھر اگر اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے اور اگر چاہے کہ تو ان کی مغفرت فرمائے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور انہیں الفاظ کے ساتھ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں اور ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں: ''جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا کہ اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا، وہ مجلس اللہ کی طرف سے اس کے لئے باعث نقصان ہوگی۔ جو بندہ بستر پر لیٹا کہ لیٹتے وقت اس میں ذکر اللہ نہ کیا، وہ بستر اس کے لئے اللہ کی طرف سے نقصان دہ ثابت ہوگا۔ اور جو کوئی کسی راستہ پر چلا کہ چلتے ہوئے اس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا تو وہ راستہ بھی اللہ کے ہاں اس راہی کے لئے خرابی کا باعث ہوگا۔ اور اسے امام احمد، ابن ابی الدنیا، نسائی، ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: یہ روایت بھی انہی سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ ایسی جگہ بیٹھے جہاں انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا۔ اور نہ نبی انور ﷺ پر درود پڑھا، تو وہ بیٹھنا قیامت کے روز ان کے لئے سامان حسرت بن جائے گا۔ اگر چہ وہ اپنے دیگر نیک اعمال کے بدلہ میں جنت میں داخل ہو بھی جائیں۔

اسے امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بر شرائط بخاری صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس سے اٹھے کہ اس میں انہوں نے اللہ کا کچھ بھی ذکر نہ کیا تھا وہ گویا مردہ گدھے کے پاس سے اٹھے۔ ''وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' اور یہ ان کا اس طرح بیٹھنا قیامت کے دن ان پر حسرت وافسوس ہی ہوگا۔

اسے ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔ (نیز یہی مفہوم ہے اس حدیث کا جو حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے کبیر و اوسط میں اور بیہقی نے روایت کی۔ اس میں طبرانی کے راوی صحیح ہیں۔

ترغیب

وہ کلمات جو کسی مجلس میں کی گئی بیکار باتوں کے گناہ مٹادیتے ہیں

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے جس میں بیکار باتیں زیادہ ہوجائیں پھر اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ الفاظ کہہ لے: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ'' (پاکیزگی ہے تیرے لئے اے میرے پالنے والے، اور حمد تیرے ہی لئے ہے، میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں) تو جو کچھ اس مجلس میں ہوا معاف کردیا جائے گا۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ امام ترمذی کے ہیں اور وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ (اسی مضمون کی حدیث ابوداؤد نے حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)۔

حدیث: سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے یا نماز ادا فرماچکتے تو کچھ کلمات پڑھا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کلمات کے بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا: اگر مجلس میں گفتگو اچھی ہوئی ہو تو یہ کلمات گفتگو کی اچھائی پر قیامت تک کے لئے مہر ہوجائیں گے اور اگر گفتگو بری ہوئی ہو تو یہ اس کا کفارہ بن جائیں گے۔ وہ کلمات ہیں: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ''۔

اسے ابن ابی الدنیا، نسائی (ان دونوں کے الفاظ ایک جیسے ہیں) حاکم اور بیہقی نے روایت کیا، (یہ مضمون اس حدیث میں بھی ہے جو حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے نسائی، طبرانی اور حاکم نے روایت کی اور حاکم نے اسے برشرط مسلم صحیح بتایا ہے)۔

حدیث: اور ابن ابی الدنیا کے الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں کہ: ''حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں بیٹھے، پھر وہاں سے نہ جائے حتی کہ تین مرتبہ پڑھ لے: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ'' (اے اللہ! تمام عیوب ونقائص سے تیری ذات پاک ہے، حمد تیرے ہی لئے ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میری بخشش فرما اور میری توبہ قبول فرما)۔ تو اگر اچھی باتیں کی ہوں گی تو یہ الفاظ ان پر مہر ہوجائیں گے اور اگر مجلس لغو و بیکار تھی تو یہ کلمات اس میں ہونے والی بیکار باتوں کا کفارہ بن جائیں گے۔

حدیث: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوتے۔ آخر میں جب آپ ﷺ اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو پڑھتے: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّاۤ

اَنْتَ"۔(اے مالک عالم! پاکی تیرے لئے ہے۔حمد تیرے واسطے ہے۔میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔مَیں نے برا عمل کیا اور اپنی جان پر ظلم کیا۔میری مغفرت فرما دے کہ صرف اور صرف تو ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے) کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کلمات تو آج آپ نے نئے ارشاد فرمائے ہیں (پہلے کبھی نہ فرمائے تھے) فرمایا: ہاں، جبریل علیہ السلام نے میرے پاس آکر بتایا ہے کہ "یَا مُحَمَّدُ! هُنَّ كَفَّارَاتُ الْمَجْلِسِ" اے محمد! (ﷺ) یہ کلمات مجلس کے کفارے ہیں۔

اسے نسائی نے (الفاظ ان کے ہیں) حاکم نے (صحیح بھی کہا) اور طبرانی نے مختصراً باسناد جید تینوں معاجیم میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: کچھ کلمات ہیں کہ بندہ اچھی یا بری مجلس میں اٹھنے سے قبل انہیں کہہ دے کہ اس کی طرف سے کفارہ بن جاتے ہیں۔اگر اچھی اور ذکر اللہ کی مجلس میں پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان پر یوں مہر لگا دیتا ہے (محفوظ کر دیتا ہے) جیسے کسی خط پر مہر لگائی جاتی ہے:۔ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" (ترجمہ پہلے گذر چکا)۔

اسے ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

ترغیب

کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مَیں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کی سعادت کن لوگوں کو حاصل ہوگی؟ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! میرا خیال تھا کہ تم سے پہلے کوئی بھی اس حدیث کے متعلق مجھ سے سوال نہ کرے گا۔ کیونکہ میں نے تمہارا حدیث سننے کا شوق دیکھا ہے۔ قیامت کے روز میری شفاعت کی سعادت ان لوگوں کو حاصل ہوگی جو خلوص دل سے یا خلوص جاں سے لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہوں گے۔ (بخاری)

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی انور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کہا: مَیں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ کا کلمہ ہیں جو اللہ نے (ان کی والدہ سیدہ) مریم کی طرف القاء کیا اور روح اللہ ہیں۔ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے، اس کے اعمال جو بھی ہوں، اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور حضرت عبادہ نے یہ الفاظ زائد کئے: وہ جنت کے جس دروازے میں سے چاہے داخل ہو جائے۔

اسے امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا۔ الفاظ بخاری کے ہیں۔

حدیث: اور مسلم و ترمذی کی ایک روایت میں ہے۔ (فرماتے ہیں) مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جس شخص نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ "حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ" اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام (1) فرمادی۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جبکہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔ اے معاذ بن جبل! انہوں نے عرض کی: لبیک یارسول اللہ ﷺ! حکم ہو، غلام حاضر ہے۔ یہ الفاظ تین دفعہ عرض کئے۔ آپ نے فرمایا ﷺ جس کسی نے دل کی سچائی کے ساتھ شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اسے آتش جہنم پر حرام فرمادے گا۔ حضرت معاذ رضی

---

(1) یہ اور اس مضمون کی دیگر احادیث مبارکہ کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ یا تو یہ ارشادات ابتدائے اسلام کے ساتھ خاص ہیں جب صرف توحید و رسالت پر ایمان نجات کے لئے کافی تھا دیگر احکام ابھی نازل نہ ہوئے تھے۔ یا مطلب یہ ہے کہ کلمہ اسلام کا اقرار تمام دیگر ضروریات دین کو شامل ہے۔ جو شخص کلمہ اسلام پڑھنے کے بعد کسی دینی ضرورت مثلاً نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ میں سے کسی کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ توحید و رسالت کا اقرار جو تمام ضروریات دین پر ایمان کو مستلزم ہے کسی بندے کو حاصل ہوا اور وہ عمل نہ کرتا ہو تو جلد یا بدیر بہر حال اس کی نجات ہو جائے گی۔ بشرطیکہ یہ اقرار خلوص دل سے کیا ہو۔ جیسا کہ اس باب کی پہلی حدیث میں یہ الفاظ موجود بھی ہیں۔ (واللہ اعلم) (مترجم)

اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ بات لوگوں کو بتادوں تا کہ وہ خوش ہو جائیں؟ ارشاد فرمایا: (نہیں ورنہ) یہ سن کر وہ کاہل وسست ہو جائیں گے۔ (اعمال چھوڑ دیں گے) اور پھر یہ حدیث حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت علم چھپانے کے گناہ کے خوف سے بیان کی۔ (ساری زندگی اپنے سینے میں محفوظ رکھی)۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اخلاص کے ساتھ پڑھا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ عرض کیا گیا: اس کا اخلاص کیا ہے؟ فرمایا: "اَنْ تَحْجُزَهٗ عَمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ" یہ کہ وہ شخص ان تمام کاموں سے رک جائے جنہیں اللہ نے حرام کیا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا۔ (قریباً یہی مضمون اس روایت کا ہے جو امام احمد نے حضرت رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اخلاص کے ساتھ پڑھا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اللہ کے سوا ہرگز کوئی معبود نہیں تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے اعمال کا ثواب عرش الٰہی تک پہنچتا ہے۔ جب تک کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا: اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دے جسے میں یاد رکھوں اور اس کے ذریعہ تجھ سے دعا کیا کروں۔ اللہ نے فرمایا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھا کرو۔ عرض کیا: میرے پروردگار! یہ تو تیرے سب بندے پڑھتے ہیں؟ ارشاد ہوا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا: مَیں تو کوئی وہ چیز چاہتا ہوں جو صرف میرے ساتھ خاص ہو۔ ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا پلڑا بھاری ہو جائے گا (اس کا ثواب اس قدر ہے)۔

اسے نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی محترم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: افضل ذکر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہے اور افضل دعاء "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ"۔

اسے ابن ماجہ، نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت یعلیٰ بن شداد سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: مجھ سے ابو شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی جبکہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے اور ان کی تصدیق کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا: ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی پردیسی یعنی اہل کتاب ہے؟ ہم نے عرض کیا:

نہیں، یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا۔ اور ارشاد فرمایا: اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو اور پڑھو ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' ہم نے ایک ساعت کے لئے اپنے ہاتھ اٹھا لئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اے میرے پروردگار! تو نے مجھے یہی کلمہ دے کر بھیجا اور اسی کی تبلیغ کا مجھے حکم دیا اور اس پر مجھ سے جنت کا وعدہ فرمایا اور تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ پھر فرمایا: ''اَبْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَکُمْ'' خوش ہو جاؤ کیونکہ اللہ نے تمہیں بخش دیا ہے۔

اسے امام احمد نے اسناد حسن کے ساتھ اور طبرانی وغیرہما نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! اپنے ایمان کی تجدید کیسے کیا کریں؟ ارشاد فرمایا: کلمہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کثرت سے پڑھا کرو۔

اسے بھی امام احمد وطبرانی نے روایت کیا۔ امام احمد رحمہ اللہ کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے آیت مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ ''جو شخص ایک نیکی کرے اسے دس نیکیوں کے برابر ثواب ملے گا'' کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: نیکی سے مراد ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پڑھنا ہے۔ اور مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ(1)'' (اور جو گناہ کرے اسے ایک ہی گناہ کا بدلہ دیا جائے گا) کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا: اس گناہ سے مراد شرک ہے۔

حاکم نے اسے موقوفاً روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث بر شرط شیخین صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مَیں ایسا کوئی اور کلمہ نہیں جانتا کہ بندہ اسے حق جان کر اپنے دل سے کہے پھر اسی پر اسے موت آجائے تو اس پر آتش دوزخ حرام نہ ہو وہ کلمہ ہے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ)''۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث بر شرائط شیخین صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کی شہادت کی کثرت کرو اس سے پہلے کہ تمہارے اور اس کے درمیان (موت) حائل ہو جائے۔ (زندگی میں اس کلمہ کی کثرت کرو)۔

اسے ابویعلیٰ نے جید وقوی اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَفَاتِیْحُ الْجَنَّۃِ

---

(1) حدیث پاک میں اشارہ ہے حسنہ اور سیئہ کی طرف جو اس آیت میں مذکور ہیں:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجْزٰۤی اِلَّا مِثْلَہَا وَ ہُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ (انعام:160)

ترجمہ: ''جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں اور جو برائی لائے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا''۔ (مترجم)

شَهَادَةُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ" جنت کی کنجیاں (Keys) "لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ" کی شہادت دینا ہیں۔

اسے امام احمد و بزار نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی بندہ رات یا دن کی کسی ساعت میں لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ پڑھتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں سے گناہ مٹ جاتے ہیں اور نامہ اعمال اسی قدر نیکیوں سے بھر جاتا ہے۔ (ابو یعلیٰ)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی معظم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے عرش کے سامنے نور کا ایک ستون ہے۔ جب بندہ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کہتا ہے تو وہ ستون کانپنے لگتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اسے فرماتا ہے: ٹھہر جا۔ ستون عرض کرتا ہے: کیسے ٹھہروں جبکہ میرے پڑھنے والے کی تو نے مغفرت نہیں فرمائی ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَیں نے اس کی مغفرت فرما دی۔ تب وہ ستون ٹھہر (ساکن ہو) جاتا ہے۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ" (1) پڑھنے والوں پر ان کی قبروں میں اور قبروں سے اٹھتے وقت کوئی وحشت نہیں ہوگی۔ گویا مَیں لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ پڑھنے والوں کو دیکھ رہا ہوں جبکہ وہ (قبروں میں اٹھتے وقت) اپنے سروں سے مٹی جھاڑ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں: سب تعریفیں اس اللہ کی جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔

اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے: "لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ" پڑھنے والوں پر نہ موت کے وقت وحشت ہوگی نہ قبر میں"۔

اسے طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا۔ دونوں نے یحییٰ بن عبدالحمید حمانی سے روایت کیا اور اس کے متن میں نکارت ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنا) نصف میزان کے برابر ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے اور لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں حتیٰ کہ یہ کلمہ سیدھا اس کی بارگاہ میں پہنچتا ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق میں سے میری امت کے ایک آدمی کو چن لے گا۔ پھر اس کے سامنے (اس کے گناہوں کے) ننانوے (99) دفتر کھول دے گا۔ ہر دفتر حد نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا۔ پھر فرمائے گا: ان میں سے تو کسی گناہ کا انکار کر سکتا ہے؟ کیا میرے

---

(1) احادیث میں جہاں بھی صرف "لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ" کی فضیلت اور اجر و ثواب بیان ہوگا اس سے مراد پورا کلمہ طیبہ ہوگا۔ کیونکہ اقرار و تصدیق توحید کے ساتھ ساتھ رسالت پر ایمان بھی شرط مسلمانی ہے۔ وگرنہ توحید کو تو شیطان مردود بھی جانتا تھا۔ نیز توحید و رسالت پر ایمان کا مطلب تمام دینیات پر ایمان لانا ہے کما مر۔ (مترجم)

لکھنے پر مامور محافظ فرشتوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں میرے پروردگار۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا: میرے مالک! نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں ہمارے پاس تیری ایک نیکی محفوظ ہے۔ اس لئے آج تیرے اوپر ظلم نہیں ہوگا۔ تب ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا: "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" اللہ فرمائے گا: چل میزان عمل پر حاضر ہو جا۔ وہ گناہ گار عرض کرے گا: اے میرے پالنے والے! ان بڑے دفتروں کے مقابلے میں اس پرزہ کاغذ کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (دیکھ تو سہی) تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ پھر وہ گناہوں کے دفتر میزان کے ایک پلڑے میں وہ کاغذ کا پرزہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ تو دفتر ہلکے پڑ جائیں گے اور پرزہ بھاری ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے بڑھ کر کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔ (یوں وہ شخص بخش دیا جائے گا)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ علاوہ ازیں ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم و بیہقی نے روایت کی۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

ترغیب

کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ کی فضیلت

حدیث: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دس مرتبہ پڑھا۔ ''لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ''(1) وہ (ثواب میں) اس آدمی کی طرح ہوگا جس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار جانوں کو آزاد کیا ہو۔

اسے بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ (امام احمد وطبرانی کی روایات میں دس غلاموں کا ذکر ہے)

حدیث: حضرت یعقوب بن عاصم رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے دوصحابیوں سے روایت کرتے ہیں کہ ان دوصاحبوں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص بھی ''لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' روح کی گہرائی سے دل کی تصدیق سے، زبان سے بول کر کہتا ہے۔ تو اللہ اس کے لئے آسمان کو پھاڑ دیتا ہے یہاں تک کہ زمین پر اس کلمہ کو پڑھنے والے کو دیکھتا ہے (اللہ کی رحمت فوراً اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس بندے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا) اور جس بندے کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرمائے، اس کا حق ہے کہ اللہ اس کے سوال کو پورا فرمائے۔ (نسائی)۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کہا ''لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' اس کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں اور اس کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح ہیں۔

اس کلمہ کی ایک اور قسم

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا فرمارہے تھے: جس نے پڑھا: ''لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِی وَیُمِیْتُ وَھُوَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ''(2) اس کے پڑھنے سے اس کی مراد صرف رضائے الٰہی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ''جَنَّاتُ النَّعِیْم (نعمتوں کے باغوں میں یا جنت کا مخصوص درجہ) میں داخل فرمائے گا۔

اسے طبرانی نے یحییٰ بن عبداللہ البابلتی کی روایت سے ذکر کیا۔

---

(1) ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کو حکومت اور اسی کو سب تعریف ہے اور وہ ہر شئی پر قدرت رکھتا ہے۔ (مترجم)

(2) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اسی کی اور تعریف بھی اسی کی، زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ خود ایسا زندہ ہے کہ اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ تمام بھلائیاں اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔ (مترجم)

ایک مزید قسم

حدیث: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے پڑھا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" (1) اللہ تعالیٰ اس کے لئے بیس لاکھ نیکیاں لکھے گا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

ترغیب

تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنا) تکبیر (اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا) تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا) اور تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا) کی مختلف اقسام

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ" دو کلمے ہیں جو زبان پر آسانی سے جاری ہو جاتے ہیں، میزان عمل میں بہت بھاری ہوں گے، رحمٰن تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں وہ ہیں نمبر 1 "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ"، نمبر 2 "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" (پاک ہے اللہ اور اسی کی حمد ہے، پاک ہے اللہ عظمت والا)

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اللہ کو سب سے زیادہ پیارا کلام نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اللہ کو سب سے زیادہ پیارا کلام بتائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ" سب سے زیادہ اللہ کو پیارا کلام ہے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ"۔

اسے مسلم، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا۔ مگر ترمذی کے الفاظ اس طرح ہیں: "(وہ پیارا کلام ہے) "سُبْحَانَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِهٖ" (پاک ہے میرا رب اور اسی کی حمد ہے)۔ اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: سب سے افضل کلام کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا: سب سے افضل کلام وہ ہے جو اللہ نے اپنے فرشتوں یا اپنے بندوں کے لئے منتخب فرمایا: (اور وہ ہے) "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ"۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی سرور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا: جو شخص "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" کہے، اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو بندہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے تو اس کے لئے اس کے بدلہ میں قیامت کے روز اللہ کے ہاں (مغفرت کا) عہد ہوگا۔

---

(1) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ ایک ہے بے نیاز ہے، اس نے نہ کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا اور اس کا کوئی ہمسر و مثل نہیں۔ (مترجم)

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کی سند میں اعتراض ہے۔ طبرانی نے ایوب بن عتبہ عن عطاعنہ سے مروی اپنی ایک اسی طرح کی روایت میں یہ الفاظ زائد کئے ہیں: ''ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کلمات کہنے کے بعد پھر ہم کیسے ہلاک ہو سکتے ہیں؟ (پھر بندہ کیونکر دوزخ میں جائے گا؟) ارشاد فرمایا: قیامت کے روز بندہ ایک ایسا بڑا نیک عمل لے کر حاضر ہوگا کہ اگر اسے کسی پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو پہاڑ سے زیادہ وزنی ہو پھر اللہ کی نعمتوں (جو بندے نے دنیا میں حاصل کی ہوں گی) میں سے ایک نعمت اٹھے گی قریب ہوگا کہ وہ اس کے سارے عمل کو لے اڑے مگر اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس پر احسان فرمائے گا۔ (اس کا عمل بچالے گا)۔

(اور حاکم کی ایک روایت میں بھی یہ مضمون موجود ہے جسے حاکم نے صحیح الاسناد قرار دیا ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے نے کہا: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' ''غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ'' اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔

اسے بزار نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا؛ جس نے کہا: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ'' اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن کہا۔ الفاظ انہیں کے ہیں۔ نسائی نے بھی روایت کیا مگر ان کی روایت میں ''شجرہ'' کا لفظ ہے۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے دو اسناد کے ساتھ اسے روایت کیا۔ اس کے بارے میں کہا کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے دوسری کے بارے میں کہا: یہ بخاری کی شرط پر ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے رات میں عبادت و ذکر کے لئے اٹھنا مشکل لگتا ہو، یا راہ خدا میں مال خرچ کرنے میں بخیل واقع ہوا ہو یا دشمن کے ساتھ جہاد میں بزدلی کا شکار ہو جاتا ہو اسے کثرت سے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' پڑھتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کو سونے کے اس پہاڑ سے بھی زیادہ محبوب ہے جو وہ اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرے۔

اسے فریابی اور طبرانی نے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔ حدیث غریب ہے لیکن اسناد میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ ایک دن میں سو دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' پڑھا کرے، ''غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ'' اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

اسے مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ ایک انصاری صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو فرمایا: میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں اور اسے محفوظ کر لینے کا حکم

دیتا ہوں تاکہ کہیں تم اسے بھول نہ جاؤ۔ دو چیزوں کے کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور دو کاموں سے روکتا ہوں۔ وہ دو چیزیں جن کی مَیں وصیت کرتا ہوں ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی نیک مخلوق ان سے خوش ہوتی ہے اور وہ بارگاہ الٰہی میں کثرت سے حاضری کا بذریعہ بنتی ہیں۔ نمبر 1 لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اگر آسمان اور زمین اس کے گرد حلقہ بن جائیں تو بھی یہ ان کو توڑ کر باہر ہو جائے (زمین و آسمان میں اس کلمہ مبارکہ کی عظمت نہیں سما سکتی) اور اگر ایک پلڑے میں آسمان و زمین رکھ دیئے جائیں (اور دوسرے میں یہ کلمہ) تو یہ ان سے زیادہ وزنی نکلے۔ اور نمبر 2 ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' کی بھی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ دونوں (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ) مخلوق کی دعا ہیں۔ انہی کے وسیلہ سے مخلوق کو رزق ملتا ہے۔ (اور تمام مخلوق کی تسبیح بھی یہ ہی ہیں جس کے بارے میں قرآن پاک فرماتا ہے) وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا (بنی اسرائیل: 44) ترجمہ: ''اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس اللہ کی تعریف کرتے ہوئے اس کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان چیزوں کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ بے شک وہ علم والا بخشنے والا ہے'' اور وہ دو باتیں جن سے میں تمہیں منع کرتا ہوں۔ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نیک بندے ان سے نفرت فرماتے ہیں۔ (وہ یہ ہیں کہ) مَیں تمہیں شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔

اسے نسائی نے روایت کیا الفاظ بھی نسائی کے ہیں۔ علاوہ ازیں بزار اور حاکم نے اسے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا۔ اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ'' پڑھتا ہے، جیسے اس نے پڑھا ہوتا ہے اسی طرح اسے لکھ لیا جاتا ہے پھر عرش الٰہی کے ساتھ اس کو لٹکا دیا جاتا ہے۔ اس کا پڑھنے والا جو بھی گناہ کا عمل کرے یہ برا عمل اسے مٹا نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو جائے تو ایسے ہی اس کو وہاں مہر شدہ پائے گا جیسے اس نے پڑھا ہوگا۔

اسے بزار نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد صاحب نے بیان فرمایا کہ ہم حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ہر روز ایک ہزار نیکی کمایا کرے؟ تو خدمت میں حاضرین میں سے ایک صاحب نے پوچھا: ہم میں سے کوئی روزانہ ایک ہزار نیکی کیسے کما سکتا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: سو مرتبہ تسبیح پڑھا کرے تو اس کے لئے ایک ہزار نیکی لکھی جائے گی (کیونکہ ایک نیکی کا ثواب دس کے برابر ہے) یا اس کا ایک ہزار گناہ مٹایا جائے گا۔

اسے مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے صحیح میں کہا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰهِ،

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے)۔

اسے مسلم اور ترمذی نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمام کلاموں سے چار کلمے زیادہ پیارے ہیں اور وہ ہیں نمبر 1 سُبْحَانَ اللّٰهِ، نمبر 2 وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، نمبر 3 وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، نمبر 4 وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، ان میں جسے چاہے پہلے کہہ لے (اور جسے چاہے بعد میں کہہ لے یعنی مقدم و موخر کر لے) کوئی حرج نہیں۔

اسے مسلم، ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا۔ نسائی نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں: ''اور یہ کلمات قرآن پاک میں سے ہیں'' اور نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی کی ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (ایک روز) ان کے قریب سے گذرے جبکہ وہ درخت لگا رہے تھے۔ ارشاد فرمایا: ابو ہریرہ! کیا لگا رہے ہو؟ میں عرض گذار ہوا: درخت لگا رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا: میں تمہیں وہ درخت نہ بتا دوں جو تمہارے ان درختوں سے بہتر ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا:) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ (پڑھا کرو) ہر ایک کے بدلے تمہارے لئے جنت میں ایک درخت لگا یا جائے گا۔

ابن ماجہ نے اسے اسناد حسن کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں اور حاکم فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو وہ فرمانے لگے: اے محمد ﷺ! اپنی امت کو میرا سلام پہنچائیں اور انہیں بتائیں کہ جنت کی زمین پاکیزہ (زرخیز)، پانی میٹھا اور ہموار میدان ہے اور جنت میں لگانے کے درخت ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

اسے ترمذی نے اور طبرانی نے صغیر و اوسط میں روایت کیا۔ طبرانی نے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے الفاظ زائد کئے ہیں۔ (ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے) (نیز طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت کی ہے جس کا مفہوم بھی اسی جیسا ہے)۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایک سو مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور ایک سو مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ لے، یہ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے اور چھ اونٹ قربان کرنے سے بہتر ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ''سات اونٹ کی قربانی سے بہتر ہے'' کے الفاظ ہیں۔ اسے ابن ابی الدنیا نے سلمہ بن وردان عنہ کی روایت سے ذکر کیا۔ یہ اسناد متصل حسن ہے۔

حدیث: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ایک روز رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس سے گذر ہوا تو مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور مَیں بوڑھی ہوگئی ہوں یا جو بھی عرض کی۔ حضور! مجھے کوئی ایسا عمل ارشاد فرمادیں جو مَیں بیٹھی بیٹھی کرتی رہوں۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سومرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ لیا کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے سو غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے، ایک سومرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لیا کرو کہ یہ تمہارے ان ایک سو گھوڑوں سے اچھا ہے جو تم مع زین اور لگام کے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے بھیجو، سومرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ تمہارے واسطے حرم میں سو اونٹوں کی مقبول قربانی سے بھی بہتر ہے۔ اور ایک سومرتبہ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کا ورد کرلیا کرو۔ ابوخلف (ایک راوی) کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ زمین وآسمان کے درمیانی خلا کو بھر دیتا ہے۔ اور اس دن تمہارے عمل سے افضل کسی کا عمل نہیں اٹھایا جائے گا سوائے اس کے کہ جس نے تم جیسا عمل کیا ہو۔

اسے امام احمد نے اسناد حسن کے ساتھ (الفاظ انہیں کے ہیں) نسائی، بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔ ابن ابی الدنیا نے غلام آزاد کرنے کا ثواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سو گھوڑے کا ثواب سُبْحَانَ اللّٰہِ کے بدلہ میں بیان کیا۔ اور اپنی روایت میں کہا کہ: ''فرمایا: ایک سومرتبہ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ پڑھا کرو کہ یہ کسی گناہ کو باقی نہیں چھوڑتا اور نہ اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا عمل ہوسکتا ہے''۔

(ابن ماجہ نے مختصراً، طبرانی نے کبیر واوسط میں اور حاکم نے بھی قریباً یہ مضمون روایت کیا اور حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے)۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے ایک سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھا ہو تو یہ اس کے لئے ایک سو اونٹوں کی قربانی سے اچھا ہے۔ جس نے ایک سو دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا ہو تو یہ اس کے لئے ایک سو گھوڑا از زین ولگام سمیت جہاد فی سبیل اللہ میں بھیجنے سے افضل ہے۔ اور جس شخص نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ ایک سومرتبہ پڑھ لیا، یہ اس کے لئے ان سو اونٹوں سے بہتر ہے جو اس نے مکہ مکرمہ میں قربان کئے ہوں۔ (یاد رہے مکہ مکرمہ میں ایک نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہوتی ہے)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ راوی اس کے صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی العلمین ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے چار کلمے چن لئے ہیں، وہ یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اب جو شخص سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے گا اس کے لئے بیس نیکیاں تحریر فرمائی جائیں گی اور اس کے بیس گناہ مٹادیئے جائیں گے۔ جو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے گا، اس کا بھی یہی بدلہ ہوگا۔ جو بندہ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ پڑھے گا، اس کا ثواب بھی یہی ہے۔ اور جو مسلمان اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ دل کی گہرائی سے پڑھے گا تو اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے تیس گناہ مٹادیئے جائیں گے۔

اسے امام احمد، ابن ابی الدنیا، نسائی (الفاظ نسائی کے ہیں) اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ بر شرط مسلم صحیح ہے۔ بیہقی نے بھی اسے رویت کیا ہے۔ اس کے آخر میں ہے: ''جس نے اللہ کا ذکر کثرت سے کیا وہ منافقت سے بری ہو گیا''۔

حدیث: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پاکیزگی (غسل و وضو) ایمان کا حصہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میزان عمل کو بھر دیتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ دونوں یا (صرف سُبْحَانَ اللّٰہِ) زمین و آسمان کی وسعتوں کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے۔ صدقہ نا قابل تردید دلیل ہے۔ صبر ایک روشنی ہے۔ اور قرآن دلیل ہے تیرے حق میں (اگر اس کا حق پہچانا) یا تیرے خلاف (اگر اس کے فرامین پر عمل نہ کیا) ہر انسان صبح کو نکلتا ہے تو وہ اپنی جان کو (اعمال کے عوض) بیچنے والا ہوتا ہے۔ اب کوئی تو (اعمال صالحہ کر کے) اسے آزاد کرا لیتا ہے۔ اور کوئی (بد اعمالیوں کی وجہ سے) اسے ہلاک کر لیتا ہے۔

(مسلم، ترمذی، نسائی نے اسے روایت کیا۔ (نیز ترمذی نے ایک اور حسن حدیث اس کے قریب قریب مضمون کی روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کچھ (غریب) حضرات نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مال و دولت والے مسلمان تو اجر و ثواب میں ہم سے آگے بڑھ گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور اپنے زائد از ضرورت اموال کو راہ خدا میں صدقہ کر دیتے ہیں (ہم یہ نہیں کر سکتے کہ غریب ہیں) ارشاد فرمایا: کیا اللہ نے تمہارے لئے ایسی کوئی چیز نہیں رکھی جس کا تم صدقہ کر سکو؟ (یاد رکھ لو) ہر تسبیح صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ ہے۔ ہر تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا) صدقہ ہے، نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے، گناہ سے روکنا صدقہ ہے اور تم میں سے کسی کا اپنی زوجہ سے صحبت کرنا صدقہ ہے (اور یہ سب تم کر سکتے ہو) انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم میں سے کوئی اپنی نفسانی خواہش پوری کرے تو اس میں بھی اسے ثواب ہوگا؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے۔ اگر وہ اسے حرام جگہ میں (زنا سے) پورا کرے تو اس پر گناہ ہے (یا نہیں؟) تو ایسے ہی جب وہ اپنی خواہش کو حلال جگہ میں (اپنی بیوی سے) پورا کرے تو اسے اس کا اجر و ثواب ملے گا۔ (مسلم و ابن ماجہ)

حدیث: حضرت ابوسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے چرواہے تھے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کیا خوب ہیں پانچ چیزیں کہ میزان عمل میں ان سے وزنی اور کوئی چیز نہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور کسی مسلمان کا نیک بچہ جو فوت ہو جائے تو یہ اس پر صبر کر لے۔

اسے نسائی (الفاظ نسائی کے ہیں) ابن حبان فی صحیحہ، اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح قرار دیا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں ہر انسان تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ (انسانی جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) جو انسان اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ پڑھے، مسلمانوں کے رستے سے کوئی پتھر

ہٹادے۔ یا کوئی کانٹا یا ہڈی اہل اسلام کے راستہ سے دور کردے یا نیکی کا حکم کرے یا برائی سے منع کرے، اس نے یہ تین سو ساٹھ کی گنتی پوری کر لی۔ (ہر جوڑ کی طرف سے نیکی ہوگئی) اب وہ شام اس حال میں کرتا ہے کہ اس کی جان آتش دوزخ سے آزاد ہو چکی ہے۔ ابوتوبہ (ایک راوی) کہتے ہیں کہ بسا اوقات فرمایا: وہ زمین پر چلتا ہے جبکہ جہنم کی آگ سے آزاد ہو چکا ہوتا ہے۔ (مسلم، نسائی)

حدیث: حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے قرآن حکیم صحیح پڑھنے کی پوری کوشش کی مگر مجھ سے ایسا نہیں ہو سکا۔ اب آپ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جو اس قرآن کا بدل ہو جائے۔ (تلاوت قرآن کا ثواب پاؤں) ارشاد فرمایا: تم پڑھا کرو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ وہ پڑھنے لگے اور اپنی انگلیوں کے ساتھ شمار کرنے لگے۔ پھر بولے: یارسول اللہ ﷺ! یہ تو میرے رب کے لئے ہوا (کہ یہ سب اللہ کی تعریف کے کلمات ہیں) میرے لئے کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: تم یہ دعا کیا کرو ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ اور راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: وَاهْدِنِيْ (اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، مجھے عافیت دے، مجھے رزق عطا فرما اور مجھے سیدھے راستہ پر چلا) اور اعرابی چلے گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعرابی چلا گیا جبکہ اس کے دونوں ہاتھ خیر و برکت سے بھرے ہوئے ہیں۔

اسے ابن ابی الدنیا نے اور اختصاراً بیہقی نے روایت کیا اور بیہقی نے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے الفاظ زائد کئے۔ بیہقی کی اسناد جید ہے۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک اعرابی نبی انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: مجھے کوئی کلام سکھا دیں جو میں پڑھتا رہوں۔ ارشاد فرمایا: پڑھا کرو۔ ''لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ'' انہوں نے عرض کی: یہ کلمات تو میرے رب کی تعریف کے ہوئے، میرے لئے کیا ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم یہ اپنے لئے پڑھا کرو ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ۔ اور ابو مالک اشجعی کی روایت میں یہ لفظ زائد کیے وَعَافِنِيْ اور ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا:

''بے شک یہ کلمات تمہارے لئے دنیا و آخرت کو جمع کر دیں گے''۔ (مسلم)۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دیہاتی صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی کلمہ خیر سکھا دیجئے۔ فرمایا: کہو، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ انہوں نے یہ الفاظ کہے اور اپنے ہاتھوں کی گرہوں پر چار دفعہ گنے۔ پھر واپس چلے گئے اور جا کر پڑھا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ پھر واپس آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب واپس آتے دیکھا تو تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: بے چارہ فکر مند ہو گیا۔ انہوں نے آ کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ!

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ یہ سب تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوا اور میرا حصہ کیا ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم نے سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا تو اللہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔ جب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا تو خداوند تعالیٰ نے فرمایا: تم نے سچی بات کہی۔ جب تم نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا تو اللہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔ اور جب تم نے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا تو اللہ نے فرمایا: تم نے بالکل صحیح کہا۔ اس کے بعد تم کہو گے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی (اے اللہ! مجھے بخش دے) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ تم کہو گے: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِی (اے اللہ! مجھ پر رحم فرما) اللہ فرمائے گا: میں نے تجھ پر رحم فرما دیا۔ جب تم کہو گے: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی (اے اللہ! مجھے رزق عطا فرما) تو اللہ فرمائے گا: جا میں نے تجھے رزق دے دیا۔ راوی کہتے ہیں: ان اعرابی نے سات دفعہ یہ الفاظ ہاتھ کی گرہوں پر گن کر کہے۔

اسے ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے روایت کیا اور یہ مسند اور سنن نسائی میں بھی معناً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مروی ہے۔

حدیث: حضرت سلمٰی ام بنی ابی رافع رضی اللہ عنہا جو کہ رسول اللہ ﷺ کی آزاد فرمودہ کنیز ہیں سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ کلمات بتا دیں جو بہت زیادہ نہ ہوں (تھوڑے ہوں مگر ثواب بہت ہو) تو آپ ﷺ نے فرمایا: دس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے لئے ہے۔ دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہو، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ بھی میرے لئے ہے۔ اور پھر کہو: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی تو اللہ فرمائے گا: میں نے ایسا کر دیا۔ یہ لفظ تم دس مرتبہ کہو، اللہ فرمائے گا: میں نے کر دیا۔ (تمہاری مغفرت ہو گئی)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ راوی اس کے صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باقی رہنے والی نیکیاں بہت زیادہ کیا کرو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ ہیں تکبیر، تہلیل، تسبیح، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اسے امام احمد، ابو یعلیٰ، نسائی، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ نسائی کے ہیں۔ حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی ڈھالیں پکڑ لو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا دشمن نے حملہ کر دیا ہے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ دوزخ کی آگ سے بچانے والی اپنی ڈھالیں سنبھال لو۔ کہو: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ کیونکہ یہ الفاظ قیامت کے روز تم سے پہلے پہنچنے والی اور تمہارے بعد تمہارے پیچھے آنے والی نیکیاں بن کر آئیں گے۔ اور یہ ہی باقی رہنے والی نیکیاں (باقیات صالحات) ہیں۔

اسے نسائی، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔ الفاظ نسائی کے ہیں۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ابو درداء) پڑھو:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ بے شک یہ ہمیشہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔ یہ گناہوں کو یوں گرا دیتی ہیں جیسے درخت (موسم خزاں میں) اپنے پتے گرا دیتا ہے۔ اور جنت کے خزانوں میں سے ہیں۔

اسے طبرانی نے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا جو تم ذکر کرتے ہو، اس میں سے تسبیح تہلیل اور تحمید (سُبْحَانَ اللّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) ہیں۔ یہ عرش الٰہی کے اردگرد گھومتی رہتی ہیں۔ ان کی آواز شہد کی مکھی کی آواز کی طرح ہوتی ہے کہ یہ اپنے پڑھنے والوں کا ذکر کرتی ہیں۔ اب تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اس کے لئے کوئی ایسا شخص ہو جو وہاں ہمیشہ اس کا ذکر کرتا رہے؟

اسے ابن ابی الدنیا، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین کے سینے پر ایسا کوئی فرد نہیں جو پڑھے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ پھر اس کی خطائیں مٹا نہ دی جائیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

اسے نسائی اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑ کر ہلائی تو اس کے پتے نہ گرے۔ پھر ہلائی، پھر بھی کوئی پتہ نہ گرا۔ پھر تیسری دفعہ ہلائی تو سارے پتے گر پڑے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، گناہوں کو یوں گرا دیتے ہیں۔ جیسے اس درخت نے پتوں کو گرا دیا ہے۔

اسے امام احمد و ترمذی نے روایت کیا۔ امام احمد کے راوی صحیح ہیں۔ امام ترمذی نے اسے غریب کہا۔

حدیث: حضرت معاذ بن عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جہاں عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہم بھی تشریف رکھتے تھے۔ (عبداللہ) بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرما رہے تھے: دو کلمے ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک کو عرش تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں اور دوسرا زمین و آسمان کے درمیان کو (ثواب سے) بھر دیتا ہے۔ وہ کلمے ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اس پر عبداللہ بن عمر نے عبداللہ بن ابی عمیرہ سے پوچھا: کیا آپ نے خود ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رونے لگے حتیٰ کہ ان کی داڑھی شریف آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اور فرمایا: یہی دو کلمے ہیں جن کے ساتھ ہم محبت و الفت رکھتے اور انہیں یاد رکھتے ہیں۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔اس کے راوی حضرت معاذ بن عبداللہ تک سوائے ابن لھیعہ کے ثقہ ہیں اوراس حدیث کے کئی اور شواہد ہیں۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی انور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہا، اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے چوتھے حصے کو نار جہنم سے آزاد فرمادے گا۔ دو مرتبہ کہا تو اللہ اس کے نصف کو آگ سے چھٹکارا عطا فرمادے گا۔ اور چار مرتبہ کہا تو اللہ کریم اس کے پورے جسم کو آتش دوزخ سے آزاد فرمادے گا۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک روز) ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ ہر روز احد پہاڑ کے برابر بڑا عمل کیا کرے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہر روز احد پہاڑ جتنا بڑا عمل کرنے کی کون طاقت رکھتا ہے؟ ارشاد فرمایا: تم سب اس کی قدرت رکھتے ہو۔ عرض کیا: کیسے؟ فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنا احد پہاڑ سے (ثواب میں) بڑا عمل ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنا احد پہاڑ سے عظیم ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا احد سے بڑھ کر ہے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا بھی احد پہاڑ سے بڑا عمل ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا، نسائی، طبرانی اور بزار نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق اسی طرح تقسیم فرمائے جس طرح تمہارے درمیان رزق تقسیم فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر شخص کو مال عطا فرماتا ہے چاہے اس سے اللہ کو محبت ہو یا نہ ہو۔ مگر ایمان صرف اسی کو دیتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے۔ لہٰذا جب اللہ نے کسی بندے سے محبت فرمائی تو اسے دولت ایمان عطا فرمادی۔ اب جو بندہ اپنا مال اس کے رستہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے۔ دشمن سے جہاد کرنے میں ہیبت زدہ ہو جاتا ہے اور رات کو اٹھ کر عبادت کرنے میں مشکل محسوس کرتا ہے تو اُسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے۔ (اس کے یہ دلدر دور ہو جائیں گے)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اصل میں یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابو منذر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے سب سے افضل کلام سکھا دیجئے۔ ارشاد فرمایا: اے ابو منذر! ہر روز ایک سو مرتبہ پڑھا کرو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔ بے شک تم اس روز لوگوں میں سب سے افضل عمل کرنے والے ہو گے سوائے اس شخص کے کہ جس نے تمہاری طرح یہ الفاظ پڑھے ہوں گے۔ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کثرت سے پڑھتے رہو۔ کیونکہ یہی سید الاستغفار ہے۔ اور یہ گناہوں کو مٹا ڈالتا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میرے خیال میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''مُوْجِبَةٌ لِّلْجَنَّةِ'' یہ جنت واجب کرنے والا ہے۔

اسے بزار نے جابر جعفی کی روایت سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ پڑھے، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اس کے لئے ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔

اسے ابن ابی الدنیا نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی خرابی نہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نبی محترم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب بندہ کہتا ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری فرماں برداری کی اور اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں کے قریب سے گذرو تو کچھ کھالیا کرو۔ مَیں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: مسجدیں۔ مَیں نے عرض کی: وہاں کھانے کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (پڑھنا)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان شریف ہے: سب سے پہلے جن لوگوں کو جنت کی طرف بلایا جائے گا، وہ ہیں جو راحت و رنج (ہر حال) میں اللہ عزوجل کی حمد کرتے رہتے ہیں۔

اسے ابن ابی الدنیا، بزار اور طبرانی نے اپنی تینوں کتابوں (کبیر، اوسط، صغیر) میں کئی اسناد کے ساتھ روایت کیا جن میں ایک حسن بھی ہے۔ حاکم نے بھی روایت کیا اور کہا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی انور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تحمل و بردباری اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے۔ اللہ سے بڑھ کر کوئی عذر قبول کرنے والا نہیں ہے۔ اور حمد سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو اور کوئی چیز محبوب نہیں۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ ان کے راوی صحیح کے ہیں۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے کوئی نعمت اپنے کسی بندے کو عطا فرمائے تو بندہ اس پر کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تو اس نے اس نعمت کا شکر ادا کیا۔ اگر اس نے یہ کلمہ دوبارہ کہا، تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کو مزید ثواب عطا فرماتا ہے اور اگر تیسری مرتبہ بھی کہا تو اللہ کریم نے اس کے گناہوں کو معاف

فرمادیا۔ اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کُلُّ کَلَامٍ لَّا یُبْدَاءُ فِیْهِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَهُوَ اَجْذَمُ" ہر وہ بات چیت جو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے ساتھ نہ شروع کی جائے لونجی (خیر و برکت سے خالی) ہے۔

اسے ابوداؤد وابن ماجہ نے روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ نسائی اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا مگر ان دونوں کے الفاظ اس طرح ہیں: "کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَّا یُبْدَاءُ فِیْهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ" ہر اچھا کام جو اللہ کی حمد کے ساتھ نہ شروع کیا جائے وہ دُم کٹا ہے۔

ترغیب

تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کے جامع الفاظ

حدیث: ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے کہیں باہر تشریف لے گئے (اور ام المومنین رضی اللہ عنہا اوراد و وظائف میں مشغول تھیں) پھر چاشت کے بعد واپس تشریف لائے جبکہ آپ رضی اللہ عنہا ابھی تک اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: تم ابھی تک اس طرح بیٹھی ہوئی ہو جس حالت میں مَیں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا؟ عرض کرنے لگیں۔ جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس سے جانے کے بعد مَیں نے چار کلمے تین تین بار کہے ہیں وہ ایسے (عظیم الشان) ہیں کہ اگر تمہارے آج کے سارے دن کے وظائف کے ساتھ ان کا وزن کیا جائے تو وہ بھاری ہوں گے۔ وہ یہ ہیں: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ، وَرِضَا نَفْسِهٖ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ، وَمِدَادَ کَلِمَاتِهٖ" (اللہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے اور اسی کو حمد ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اس کی ذات کی رضا کے برابر، اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے تعریفی کلمات پر استعمال ہونے والی سیاہی کے برابر)۔

(مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی) مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے: "سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ کَلِمَاتِهٖ" (ترجمہ وہی ہے)۔

نسائی کی روایت کے آخر میں ہے۔ "وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَذَالِکَ" (اور اتنی ہی تعداد میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) (کتب صحاح میں الفاظ کچھ مختلف ہیں لیکن مفہوم ایک ہی ہے)۔

کنکریوں پر تسبیح پڑھنا

حدیث: حضرت عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک خاتون کے پاس گئے۔ ان کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں، یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جو اس سے آسان یا افضل ہے؟ فرمایا: (وہ ہے) "سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا

خَلَقَ فِی السَّمَآءِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذَالِكَ، سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقٌ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ مِثْلَ ذَالِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِثْلَ ذَالِكَ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِثْلَ ذَالِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مِثْلَ ذَالِكَ" (اللہ کے لئے تسبیح ہے اس کی آسمانی مخلوق کی تعداد کے برابر، اللہ کے لئے تسبیح ہے اس کی زمینی مخلوق کی تعداد کے برابر، اللہ کے لئے تسبیح ہے اس کی زمین وآسمان کے درمیانی مخلوق کی تعداد کے برابر۔ اللہ کے لئے تسبیح ہے ان تمام چیزوں کے برابر جن کا وہ خالق ہے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اتنی مرتبہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اتنی ہی مرتبہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اتنی ہی مرتبہ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اتنی ہی مرتبہ)

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: امام ترمذی اور حاکم نے ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے جبکہ ان کے سامنے چار ہزار گٹھلیاں پڑی ہوئی تھیں جن پر آپ تسبیح پڑھ رہی تھیں (1)۔ نبی انور ﷺ نے فرمایا: تم نے جو تسبیح پڑھی ہے کیا اس سے زیادہ ثواب رکھنے والی تسبیح نہ تمہیں سکھا دوں؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں! آپ مجھے وہ تسبیح ضرور سکھا دیں۔ فرمایا: پڑھو: "سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ" اور حاکم کی روایت میں ہے کہ فرمایا: پڑھو: "سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَیْءٍ"۔

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے۔

تسبیح کی ایک اور جامع قسم

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مجھے نبی رحمت ﷺ نے دیکھا جبکہ میں اپنے ہونٹ ہلا رہا تھا۔ مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابوامامہ! ہونٹ کس وجہ سے ہلا رہے ہو؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تم جو رات دن ذکر کرتے ہو کیا تمہیں ثواب میں اس سے زیادہ اور افضل چیز نہ بتادوں؟ میں نے عرض کی: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ! ارشاد ہو۔ فرمایا: پڑھا کرو: "سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا فِی الْاَرْضِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْءَ مَا اَحْصٰی کِتَابُہٗ، سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ کُلِّ شَیْءٍ، سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْءَ مَافِی الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا اَحْصٰی کِتَابُہٗ سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْءَ کُلِّ شَیْءٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ کُلِّ شَیْءٍ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءَ کُلِّ شَیْءٍ" (اللہ کی تسبیح ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اللہ کی اتنی تسبیح ہے جو مخلوق کو بھر دے۔ اللہ کے لئے تسبیح ہے زمینی مخلوق کے برابر، اللہ کی تسبیح ہے زمین وآسمان بھر دینے کے برابر، اللہ کے لئے تسبیح ہے اس مخلوق کے برابر جس کا شمار اس کی کتاب

---

(1) ان احادیث سے آج کل کی مروجہ دانے دار تسبیح کا جواز معلوم ہوا۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ اگر ریاء دکھلاوہ مقصود نہ ہو تو تسبیح کے دانوں پر ذکر اللہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (مترجم)

کرتی ہے (یعنی ساری مخلوق) اس کی تسبیح ہے جو اس مخلوق کو بھر دے، اللہ کی حمد ہے اس مخلوق کے برابر جسے اس کی کتاب شمار کرتی ہے۔ اللہ کی حمد ہے اس مخلوق کو بھر دینے کے برابر، ہر شی کی تعداد کے برابر اللہ کے لئے حمد ہے اور ہر شی کو بھر دینے کے برابر اس کی صفت وثناء وحمد ہے)۔

اسے امام احمد، ابن ابی الدنیا، نسائی اور ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اختصاراً اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ابن ابی الدنیا کے ہیں۔ حاکم نے اسے بر شرط شیخین صحیح کہا ہے۔ (طبرانی نے بھی اسے ذرا مختلف الفاظ سے دو اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ان میں ایک اسناد حسن ہے)۔

ایک اور جامع تسبیح

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بتایا: بندگان خدا میں سے ایک بندے نے پڑھا: ''یَارَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ''۔ (اے میرے پالنے والے! تیرے لئے وہ حمد وتعریف ہے جو تیری ذات کے جلال و تیری سلطنت کی عظمت کے لائق ہو)۔ تو دونوں فرشتے (کراماً کاتبین) بڑے حیران ہوئے۔ نہ جان سکے کہ اس (کے ثواب) کو کیسے لکھیں؟ آسمان پر چلے گئے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے: اے ہمارے رب! تیرے ایک بندے نے ایسی بات کی ہے کہ ہم نہیں جانتے اس کو کیسے لکھیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ اس کے بندے نے کیا کہا تھا۔ میرے بندے نے کیا کہا ہے؟ عرض کرتے ہیں: اے رب! اس نے پڑھا: ''يَارَبِّ لَكَ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ'' اللہ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا: تم اسی طرح لکھ (کر محفوظ کر) لو حتی کہ جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو میں خود اس کو اس کا بدلہ عطا فرماؤں گا۔

اسے امام احمد وابن ماجہ نے روایت کیا۔ اس کی اسناد متصل اور راوی ثقہ ہیں۔

ایسی ہی ایک اور تسبیح

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پڑھے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعَمَهٗ وَيُكَافِيْ مَزِيْدَهٗ(1)'' اس کو تین مرتبہ دہرائے تو محافظین ملائکہ کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! جس طرح تیرے اس بندے نے تیری تقدیس وحمد کی ہے ہم اس کی حقیقت کی تحسین نہیں کر سکتے۔ اور نہیں جانتے کہ اسے کیسے تحریر میں لائیں؟ تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف حکم بھیجتا ہے: اسے اسی طرح لکھ لو جیسے اس نے کہا ہے۔

اسے امام بخاری نے ضعفاء میں روایت کیا۔

---

(1) سب تعریفیں اللہ کے لئے جو رب العلمین ہے تعریفیں بہت زیادہ پاکیزہ، جن میں ہر حال میں برکتیں ہوں۔ ایسی تعریفیں جو اس کی نعمتوں کے بدلے ہوں اور اس کے مزید انعامات کے مقابلہ میں ہوں۔ (مترجم)

ایک اور قسم

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے (اپنے دل میں) کہا: مَیں مسجد میں جا کر نماز ادا کروں گا۔ اور ضرور اللہ کی ایسے محامد کے ساتھ حمد کروں گا کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کی ہو۔ پھر جب وہ مسجد گئے۔ نماز پڑھ کر بیٹھے تا کہ اللہ کی حمد و ثناء کریں تو اچانک اپنے پیچھے سے ایک بلند آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا: "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ، وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهٗ، وَبِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهٗ، وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ عَلَانِيَتُهٗ وَسِرُّهٗ، لَكَ الْحَمْدُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اِغْفِرْلِيْ مَامَضٰى مِنْ ذُنُوْبِيْ، وَاعْصِمْنِيْ فِيْمَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِيْ، وَارْزُقْنِيْ اَعْمَالًا زَاكِيَةً تَرْضٰى بِهَا عَنِّيْ وَتُبْ عَلَيَّ"۔ (اے میرے پروردگار! ساری کی ساری حمد تیرے لئے، اور سارے کے سارے ملک تیرے ہی لئے ہیں۔ پوری کی پوری بھلائی تیرے ہی دست قدرت میں ہے۔ اور تمام کا تمام معاملہ ظاہر ہو یا چھپا ہوا تیری ہی طرف لوٹتا ہے۔ تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ تو ہر شی پر قدرت رکھتا ہے۔ جو گناہ مجھ سے ہو چکے انہیں بخش دے اور باقی زندگی میں گناہوں سے محفوظ فرما۔ مجھے وہ پاکیزہ اعمال کرنے کی توفیق دے جن سے تو راضی ہو جائے اور میری توبہ قبول فرما)۔

اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الذکر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہما اپنے والد ماجد سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی العلمین ﷺ کی خدمت پاک میں عرض کیا: مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا کیا کرو: "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ" (اے اللہ! ساری حمدیں تیرے ہی لئے ہیں اور سارے امور تیری ہی جانب لوٹتے ہیں)۔

اسے بیہقی نے ابو بلج کی روایت سے ذکر کیا۔ جن کا نام یحییٰ بن سلیم یا ابن ابی سلیم ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالی میں عرض کی: بہترین دعا کونسی ہے جو میں نماز میں مانگا کروں؟ ارشاد فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے تھے اور کہا تھا: بہتر دعا یہ ہے کہ نماز میں پڑھا کرو: "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ، وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهٗ، وَلَكَ الْخَلْقُ كُلُّهٗ، وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ، اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ" (اے میرے مولیٰ! تمام تعریف تیرے لئے اور ساری بادشاہی تیرے لئے ہے۔ تمام مخلوق تیرے ہی لئے ہے۔ تمام معاملات تیری جانب ہی رجوع ہوتے ہیں۔ میں تجھ سے تمام بھلائی کا سائل ہوں اور تمام برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں)۔

اسے بھی بیہقی نے ہی روایت کیا ہے۔

مزید ایک جامع تسبیح و دعا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: جس

شخص نے یہ الفاظ پڑھے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَوَاضَعَ کُلُّ شَیْءٍ لِعَظْمَتِهٖ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ذَلَّ کُلُّ شَیْءٍ لِعِزَّتِهٖ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَضَعَ کُلُّ شَیْءٍ لِمُلْکِهٖ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اسْتَسْلَمَ کُلُّ شَیْءٍ لِقُدْرَتِهٖ" (تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس کی عظمت کے سامنے ہر چیز جھکتی ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس کی عزت کے سامنے ہر شی ذلیل ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس کی بادشاہی کے سامنے ہر شی اطاعت گذاری کرتی ہے اور سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس کی قدرت کے آگے ہر چیز خود کو سپرد کر دیتی ہے)۔ اور پڑھنے والے نے اسے اللہ کے ہاں ثواب طلب کرنے کی غرض سے پڑھا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اس کے ایک ہزار درجے بلند فرماتا ہے اور اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو اس کے لئے قیامت تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ اسے طبرانی نے روایت کیا۔

ایک اور قسم

حدیث: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پڑھا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ" (سب حمدیں اللہ کے لئے ہیں بہت پاکیزہ برکتوں والی) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کلمہ کہنے والا کون ہے؟ وہ صاحب خاموش رہے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایسی بات کے بارے میں خاموش رہنا ہی اچھا سمجھا جسے آپ ﷺ پسند نہ فرماتے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: کون ہے وہ؟ کیونکہ اس نے یہ کلمہ بھلائی کی نیت سے کہا ہے۔ اب وہ صاحب عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! یہ مَیں نے کہا ہے مَیں اس سے بھلائی کی توقع کرتا ہوں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مَیں نے تیرہ فرشتوں کو دیکھا ہے کہ تیرے کہے ہوئے کلمے کو لے کر جلدی جلدی جارہے ہیں کہ کون اسے سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے؟

اسے ابن ابی الدنیا، طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مَیں ایک حلقہ میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب نے حاضر ہو کر نبی پاک ﷺ اور دوسرے لوگوں کو سلام عرض کیا اور کہا: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" نبی کریم ﷺ نے جواب میں فرمایا: "وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ" جب وہ صاحب حلقہ میں بیٹھ گئے تو پڑھا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا اَنْ یُّحْمَدَ وَیَنْبَغِیْ لَهٗ" (سب حمدیں اللہ کو بہت زیادہ پاکیزہ بابرکت جیسے ہمارے رب کو محبوب ہے کہ اس کی حمد ہو اور جو اس کے لائق ہو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیسے کہا؟ (ذرا پھر تو کہنا) انہوں نے پہلے کی طرح پھر پڑھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، دس فرشتے اسے لینے کی جلدی کر رہے ہیں۔ ہر ایک اسے لکھنے کی خواہش رکھتا ہے۔ اور نہیں جانتے کہ اسے

لکھیں کیسے؟ حتیٰ کہ اسے لے کر رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اس نے فرمایا: جس طرح میرے بندے نے کہا ہے اسی طرح لکھ لو۔ (بدلہ میں خود قیامت کے روز دوں گا)۔

اسے امام احمد، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام صاحب کے راوی ثقہ ہیں۔

ایضاً

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ فرمایا: ایک آدمی نے کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا" تو فرشتے کے لئے اس کا ثواب لکھنا مشکل ہو گیا۔ اس نے رب عزوجل کی بارگاہ میں رجوع کیا (کہ کیسے لکھوں؟) اللہ نے فرمایا: میرے بندے نے جیسے کہا، اسی طرح لکھ لو۔

اسے طبرانی نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کچھ اعتراض ہے۔

حدیث: اور ابو الشیخ وابن حبان نے بطریق عطیہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب وہ بندہ کہتا ہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا" اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: اس میرے بندے کے لئے میری رحمت کثیرہ لکھ دو۔

ایضاً

حدیث: حضرت امیر المومنین سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی: اے محمد ﷺ! جب آپ کو یہ پسند ہو کہ آپ رات کو یا دن کو اللہ کی عبادت کا حق ادا کریں تو یہ پڑھ لیا کریں: "اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا خَالِدًا مَّعَ خُلُوْدِكَ، وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَّا مُنْتَھٰی لَهٗ دُوْنَ عِلْمِكَ، وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَّا مُنْتَھٰی لَهٗ دُوْنَ مَشِیْئَتِكَ، وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَّا اٰخِرَ لِقَائِلِهٖ اِلَّا رِضَاكَ" (اے میرے مولیٰ! تیرے لئے کثیر حمد ہے تیری ہیشگی کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی۔ تیرے لئے ایسی حمد ہے کہ تیرے علم کے سوا اس کی کوئی انتہا نہ ہو۔ تیرے لئے وہ حمد ہے کہ تیری مشیئت کے سوا اس کی کوئی نہایت نہ ہو۔ اور تیرے واسطے وہ حمد ہے کہ اس کے قائل کا انجام تیری رضا کے سوا کچھ اور نہ ہو)۔

اسے بیہقی نے روایت کیا اور کہا کہ میں نے اسے اسی طرح لکھا ہے۔ اس میں انقطاع ہے۔

ترغیب

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ" کی فضیلت

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے انہیں فرمایا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ"(1) پڑھا کرو "فَاِنَّھَا کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّةِ" کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ" کثرت کے ساتھ پڑھا کرو کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ہے۔ مکحول (ایک راوی) کہتے ہیں: جس نے پڑھا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا مَلْجَاءَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا لِلّٰہِ" (اللہ کے سوا کوئی قوت وطاقت نہیں ہے اور اللہ کے سوا کہیں ٹھکانہ نہیں ہے)۔ اللہ تعالیٰ اس پر مصیبت کے ستر دروازے بند کردے گا۔ ان میں سے سب سے کم درجہ کا دروازہ غربت وافلاس کا ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا: اس حدیث کی اسناد متصل نہیں۔ مکحول کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ نسائی اور بزار نے اسے طویل روایت کیا اور "لَا مَلْجَاءَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ" کو مرفوع کیا۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔ علاوہ ازیں حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں۔ حاکم کے الفاظ ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں سکھا نہ دوں یا بتا نہ دوں وہ کلمہ جو عرش کے نیچے جنت کے خزانوں میں سے ہے؟ کہا کرو: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ" اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری اطاعت کی اور خود کو میرے حوالے کردیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے نے کہا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ" "کَانَ دَوَآءً مِّنْ تِسْعَةٍ وَّ تِسْعِیْنَ دَآءً اَیْسَرُھَا الْھَمُّ" تو یہ ننانوے (99) بیماریوں کے لئے دوا ہوگا جن میں سب سے کم درجہ کی بیماری رنج وغم ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ نہ بتادوں؟ انہوں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ ہے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ"۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا۔ طبرانی کے الفاظ میں ہے: "کیا تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے پر رہنمائی نہ فرماؤں؟"۔ ان کی اسناد صحیح ہے ان شاء اللہ۔ (ایسی ہی روایت حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے

(1) اس کلمہ کی فضیلت میں درضمن تسبیح وتہلیل گذشتہ صفحات میں بھی احادیث کثیرہ گذر چکی ہیں۔ لہٰذا انہیں دوبارہ نہیں لکھا جائے گا۔ وہاں ملاحظہ فرما لیا جائے۔ (مترجم)

حاکم نے ذکر کی اور کہا: یہ برشرائط شیخین صحیح ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شب معراج حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گذرے تو انہوں نے پوچھا: اے جبریل! تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ حضرت محمد (ﷺ) ہیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے کہا: یا محمد ﷺ! اپنی امت کو حکم دو کی جنت میں کثرت سے درخت لگائیں۔ کیونکہ اس کی مٹی پاکیزہ (زرخیز) اور اس کی زمین کشادہ ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: جنت میں درخت لگانا کیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' (پڑھنا)۔

اسے امام احمد نے اسناد حسن کے ساتھ، ابن ابی الدنیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الذکر میں اور طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں بہت زیادہ درخت لگاؤ۔ کیونکہ اس کا پانی میٹھا، مٹی زرخیز ہے۔ لہٰذا اس میں درخت بہت لگالو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس میں درخت لگانا کیا ہے، یارسول اللہ ﷺ! ارشاد فرمایا: ''مَاشَآءَ اللّٰهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' (پڑھنا)۔

حدیث: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نبی کریم ﷺ کے پیچھے چل رہا تھا کہ آپ ﷺ مجھے فرمانے لگے: اے ابوذر! تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے پر رہنمائی نہ فرمادوں؟ مَیں بولا: کیوں نہیں، ضرور فرمائیں۔ فرمایا: وہ ہے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ''۔

اسے ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر اللہ کوئی انعام فرمائے اور یہ اسے اپنے پاس باقی رکھنا چاہے تو اسے اکثر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھتے رہنا چاہیے۔ (طبرانی)

حدیث: حضرت محمد بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: حضرت مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میرا بیٹا عوف قید کرلیا گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسے پیغام بھیجو کہ رسول اللہ ﷺ تجھے حکم دیتے ہیں کہ کثرت سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھتے رہو۔ پیغام لانے والے نے آکر انہیں یہ خبر دی۔ عوف رضی اللہ عنہ نے سر جھکالیا اور پڑھنے لگ پڑے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ دشمنوں نے انہیں چمڑے کی ایک رسی سے باندھا ہوا تھا۔ وہ رسی ٹوٹ کر گرگئی تو یہ آزاد ہو گئے۔ انہوں نے دشمن کی اونٹنی پائی۔ اس پر سوار ہو گئے اور چل پڑے۔ دشمن قوم کے جانور چر رہے تھے۔ انہیں ہانک لیا۔ وہ ایک دوسرے کے پیچھے ان کے ساتھ چل پڑے۔ گھر پہنچ کر انہوں نے دروازے پر دستک دی تو ان کے والدین گھبرا گئے۔ ان کے والد نے دیکھ کر کہا: رب کعبہ کی قسم، یہ تو عوف ہے۔ والدہ نے کہا: اللہ اس پر رحم فرمائے۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ کی ایڑیوں میں چمڑے کی رسی کی وجہ سے تکلیف تھی۔ والد اور خادم آگے

بڑھے دیکھا کہ عوف ہیں اور انہوں نے اونٹوں سے صحن بھر دیا ہے۔ عوف نے اپنے قید در ہا ہونے اور اونٹوں کو ہانک لانے کا واقعہ اپنے والد ماجد سے بیان کیا۔ ان کے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عوف رضی اللہ عنہ کے آنے اور اونٹ لے آنے کی خبر دی۔ (کہ اب اونٹوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟) انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کے ساتھ جو پسند کرتے ہو کرو۔ اور جو تم اپنے اونٹ سے کام لیتے ہو ان سے بھی لو (اب یہ تمہاری ملک ہیں) اور اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (طلاق: 2-3) یعنی جو اللہ سے ڈرتا ہے، اس کے لئے نجات کی راہ نکال دیتا ہے۔ اور وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔

اسے آدم بن ابی ایاس نے اپنی تفسیر میں روایت کیا۔ محمد راوی نے مالک سے ملاقات نہیں کی۔

ترغیب

رات دن میں کئے جانے والے اذکار

یہ اذکار صبح یا شام کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں

حدیث: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی دوجہاں ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ قَرَءَ بِالْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ'' جو شخص رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لے، یہ اس کے لئے (پوری رات کے قیام کے لئے یا آفات و بلیات سے حفاظت کے لئے یا شیطان کے مکر سے بچنے کے لئے یا رات کے قیام میں اجر و فضل کے حصول کے لئے) کفایت کریں گی۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ۔

حدیث: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی رات کو اللہ کی رضا کے لئے سورہ یٰسین پڑھ لیا کرے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

اسے ابن السنی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ (کسی بھی سورت کی) دس آیتیں رات کو پڑھا کرے، ''لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ'' وہ غافلین میں نہیں لکھا جاتا۔ (بلکہ ذاکرین میں لکھا جاتا ہے)۔

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دس آیات رات کو پڑھ لے، وہ غافلین میں نہیں لکھا جاتا۔ جو ایک سو آیات پڑھے، اس کے لئے ساری رات کی عبادت لکھی جاتی ہے۔ جو دو سو آیتیں پڑھے، وہ مخلص عبادت گذاروں میں لکھا جاتا ہے۔ جو چار سو آیات تلاوت کرے، اس کا نام عابدین میں لکھ لیا جاتا ہے۔ جو پانچ سو آیات پڑھتا ہے وہ اسلامی سرحد کے محافظین میں لکھا جاتا ہے۔ جو چھ سو آیات پڑھے، اسے خوف خدا والوں میں لکھا جاتا ہے۔ جو آٹھ سو آیتوں کی تلاوت کرے، اسے اطاعت گذاروں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو خوش نصیب ایک ہزار آیات پڑھ لے، صبح اس کے لئے انبار ہوگا۔ ایک انبار بارہ سو اوقیہ (ایک وزن کا پیمانہ ہے) کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ زمین و آسمان کے درمیان والی ساری دولت سے بہتر ہے یا فرمایا: ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ اور جس نے دو ہزار آیات پڑھ لیں وہ ان حضرات میں لکھ لیا جاتا ہے، جن کے لئے جنت واجب ہو چکی ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس

بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں قرآن کا ایک تہائی حصہ پڑھ لیا کرے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ بات مشکل معلوم ہوئی تو عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ایسا کرنے کی طاقت کون رکھتا ہے؟ ارشاد فرمایا: اَللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ (پڑھنا) ایک تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ہوسکتا ہے سورہ اخلاص مراد ہو کما دلت علیہ الاحادیث)۔

بخاری و مسلم اور نسائی نے اسے روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی سرور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص روزانہ ایک سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورہ اخلاص) پڑھ لیا کرے، اس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو (یہ معاف نہ ہوگا)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جو شخص ہر رات کو تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ (سورہ ملک) پڑھا کرے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس سے عذاب قبر روک دیتا ہے۔ ہم اس سورت کو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مانعہ (عذاب قبر روکنے والی) کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اور بے شک اللہ کی کتاب میں یہ ایسی سورت ہے کہ جو اس کی تلاوت کرے، اس نے بہت نیکیاں کمائیں اور بڑا پاکیزہ عمل کیا۔

اسے نسائی اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ نسائی کے ہیں اور حاکم فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے نے رات کو پڑھا: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (کہف:110) ترجمہ: ''جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے''۔ اس کے لیے عَدَنِ اَبْيَنَ (ایک شہر عدن میں) تا مکہ مکرمہ نور ہی نور ہوگا، جس کے درمیان ملائکہ رحمت ہوں گے۔ (اس کے لئے دعائے خیر و برکت و مغفرت کرتے ہوں گے)۔

اس کو بزار نے روایت کیا۔ اس کے سوا اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر رات کو سورہ واقعہ (پارہ 27) پڑھ لیا کرے، اسے فاقہ نہ پہنچے گا (بلکہ رزق میں برکت و وسعت ہوگی) اور مُسَبِّحات (جو سورتیں يُسَبِّحُ، سَبَّحَ یا سَبِّحْ سے شروع ہوتی ہیں) میں ایک ایسی آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں کی مثل ہے۔

اسے رزین نے اپنی جامع میں ذکر کیا۔ اصول میں نظر نہیں آئی۔ اور ابوالقاسم اصبہانی نے بھی اسے اپنی کتاب میں بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ رات کو سورہ دخان (پارہ 25) پڑھ لیا کرے۔ ''اَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ'' صبح اس حال میں کرے گا کہ ستر ہزار ملائکہ

اس کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہوں گے۔

اسے ترمذی اور دار قطنی نے روایت کیا۔ دار قطنی کی ایک دوسری روایت میں ہے: ''جو شخص رات کو سورہ یٰسین پڑھے گا، صبح تک اس کی مغفرت ہو چکی ہوگی۔ اور جو آدمی جمعہ کی رات کو سورہ دخان پڑھے گا، صبح اس حالت میں کرے گا کہ بخشش ہو چکی ہوگی''۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر روز ایک سو مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ '' (ترجمہ پہلے کئی دفعہ گذرا) اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور ایک سو گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ الفاظ اس کے لئے پورا دن شیطان سے حفاظت کا کام دیں گے یہاں تک کہ شام ہو جائے۔ اور اس کی وجہ سے کوئی شخص اس سے افضل نہ ہوگا سوائے اس شخص کے جو اس سے بھی بڑھ کر عمل کرلے۔

اسے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت فرمایا۔ اور مسلم، ترمذی اور نسائی نے یہ الفاظ زائد کئے: ''جو بندہ ایک دن میں ایک سو مرتبہ پڑھا کرے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' ''حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ'' اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے چاہے سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی ہر روز دو سو دفعہ پڑھا کرے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' اس سے پہلے لوگوں میں کوئی اس سے زیادہ عمل کرنے والا نہیں گذرا اور نہ کوئی اس کے درجہ کو اس کے بعد پا سکے گا سوائے اس شخص کے جس نے اس سے بھی بڑھ کر افضل عمل کئے ہوں۔

اسے امام احمد نے اسناد جید کے ساتھ اور طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بھی بندہ ایک سو دفعہ پڑھے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے اس حالت میں اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح ہوگا۔ اور اس دن (جس دن یہ کلمہ پڑھا ہوگا) کسی کا عمل اس کے عمل سے افضل بارگاہ الٰہی میں پیش نہ ہوگا سوائے اس انسان کے کہ جس نے اس کی طرح یا اس سے زیادہ پڑھا ہوگا۔

یہ طبرانی کی روایت ہے۔

ترغیب

فرض نمازوں کے بعد آیات قرآنی اور دیگر اذکار

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین فقراء (رضی اللہ عنہم) رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: مال دار حضرات نے اونچے اونچے درجے پا لئے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں حاصل کرلیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: وہ کیسے؟ عرض کی: وہ نمازیں پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں۔ وہ صدقہ و خیرات کرتے ہیں جبکہ ہم نہیں کرسکتے (کہ ہم مال نہیں رکھتے) وہ غلام خرید کر آزاد کرتے ہیں ہم یہ بھی نہیں کرسکتے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جس سے تم آگے جانے والوں کو جا پاؤ اور پیچھے والوں سے آگے بڑھ جاؤ اور کوئی تم سے افضل نہ ہو سوائے اس کے جو تمہاری طرح عمل کرے؟ عرض کی: جی ہاں، یا رسول اللہ ﷺ! ہم یہی چاہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، پڑھ لیا کرو۔ ابو صالح (اس روایت کے ایک راوی) کہتے ہیں: پھر (ایک روز) یہی مہاجرین فقراء رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ہمارے مال دار بھائیوں نے سن لیا جو ہم کرتے تھے وہ بھی اسی طرح کرنے لگے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کا فضل ہے جو جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے (اب تم صبر سے یہی کرتے رہو اس کا ثواب پاؤ گے مال داروں کو اس سے روکا نہیں جاسکتا) سُمَیّ (یہ بھی ایک راوی ہیں) کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث اپنے اہل خانہ میں سے کسی کو سنائی تو اس نے کہا: تمہیں وہم ہوا۔ ابو صالح نے تمہیں کہا تھا: تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا کرو۔ کہتے ہیں: میں ابو صالح کے پاس واپس گیا اور انہیں یہ بات بتائی۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (پڑھتے جاؤ) یہاں تک کہ ان سب کی مجموعی تعداد تینتیس تک پہنچ جائے۔ (یعنی گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھو)

اسے امام بخاری و امام مسلم نے روایت کیا۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور تینتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔ یہ تعداد ننانوے ہوگئی۔ پھر سو کی تعداد مکمل کرتے ہوئے (ایک دفعہ) پڑھے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' ''غُفِرَتْ لَہٗ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ'' اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

(یہ حدیث امام مالک، ابن خزیمہ فی صحیحہ، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کی ہے۔ الفاظ و رواۃ کے اختلاف کے باوجود مفہوم ایک ہی ہے۔ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)۔

حدیث: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ مُعَقِّبات (نماز کے بعد پڑھے جانے والے وظائف) ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا نامراد نہیں ہوسکتا۔ وہ ہیں ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (مسلم، ترمذی، نسائی)

حدیث: حضرت امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی شادی کی تو (بطور جہیز) ان کے ساتھ ایک کمبل، ایک تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، ایک چکی، ایک مشکیزہ اور دو گھڑے بھیجے۔ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ کی قسم، پانی کھینچ کھینچ کر میرے سینے میں تکلیف ہوگئی ہے۔ جبکہ تمہارے والد گرامی کے پاس اللہ نے جنگی قیدی (غلام و لونڈیاں) بھیجے ہیں۔ جاؤ اور آپ ﷺ سے کوئی خادم مانگ لاؤ۔ سیدہ خاتون جنت فرمانے لگیں: اور خدا کی قسم میں بھی اتنی چکی پیستی ہوں کہ ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ لہٰذا آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائیں تو سید العلمین ﷺ نے فرمایا: ہماری بٹیا! کس وجہ سے تشریف لائی ہیں؟ عرض کی: بس آپ کو سلام عرض کرنے حاضر ہوئی تھی۔ انہیں سرور عالم ﷺ سوال سے کرتے ہوئے جھجک محسوس ہوئی اور وہ واپس لوٹ گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کیا بنا؟ فرمایا: مجھے آپ ﷺ سے کچھ مانگتے ہوئے شرم محسوس ہوئی (سو میں خالی ہاتھ لوٹ آئی ہوں) پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دونوں حاضر ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مَیں نے اس قدر کنویں سے پانی کھینچا ہے کہ میرے سینے میں تکلیف ہونے لگی ہے۔ اور خاتون جنت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا بولیں: چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ جبکہ اللہ نے آپ کے پاس قیدی بھیجے ہوئے ہیں اور وسعت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ کوئی خدمت گار عطا فرمائیں۔ فرمایا: میں تمہیں ان میں سے کوئی خادم نہیں دے سکتا۔ میں اہل صفہ (غرباء صحابہ رضی اللہ عنہم) کو بلاؤں گا جن کے پیٹ بھوک سے چمٹے ہوئے ہیں۔ ان پر خرچ کرنے کے لئے میری پاس اور کوئی چیز نہیں۔ بلکہ مَیں ان غلاموں لونڈیوں کو فروخت کر کے ان کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔ سیدنا علی اور خاتون جنت رضی اللہ عنہما لوٹ آئے۔ پھر نبی کریم ﷺ خود ان کے ہاں تشریف لے گئے جبکہ دونوں اپنے بستر میں سونے کے لئے جاچکے تھے۔ بستر کی چادر اتنی چھوٹی تھی کہ جب اسے سر پر لیتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں پر ڈالتے تو سروں سے ہٹ جاتی تھی۔ حضور انور ﷺ کی تشریف آوری پر جلدی سے اٹھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی جگہ پر پڑے رہو۔ پھر فرمایا: جو تم نے مجھ سے مانگا تھا کیا تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ عرض کرنے لگے: جی حضور! ارشاد فرمایا: کچھ کلمات حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے سکھائے ہیں۔ فرمایا: ہر نماز کے بعد دس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور دس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ لیا کرو۔ پھر جب سونے کے لئے اپنے بستر پر جاؤ تو تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو۔ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: جب سے مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کلمات سنے ہیں، اللہ کی قسم انہیں کبھی ترک نہیں کیا۔ راوی کہتے ہیں: اس پر ابن کوا (عراقی) نے کہا: صفین کی رات کو بھی نہیں چھوڑے؟ (اس رات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی

تھی) تو فرمایا: عراقیو! تمہیں خدا غارت کرے۔ صفین کی رات بھی نہیں چھوڑے۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ الفاظ انہیں کے ہیں۔ اور بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا۔ (ترمذی کی اسناد جید اور راوی ثقہ ہیں)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں ہیں کہ بندہ ان کو شمار کرلے تو جنت میں داخل ہو جائے۔ جبکہ دونوں ہیں بھی آسان لیکن ان پر عمل کرنے والے تھوڑے لوگ ہیں۔ تم میں سے کوئی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور دس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے تو یہ زبان سے ادا کرنے میں تو ایک سو پچاس مرتبہ ہوئیں (کیونکہ ہر روز پانچ نمازیں ہیں ایک نماز کے بعد دس دس دفعہ پڑھنے سے تیس اور پانچ نمازوں کے بعد پڑھنے سے ایک سو پچاس)۔ لیکن میزان عمل میں ایک ہزار پانچ سو ہوں گی (کیونکہ ہر نیکی کم از کم دس گنا) اور جب کوئی اپنے بستر پر سونے کے لئے جائے تو تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لے تو زبان سے ادا کرنے میں ایک سو اور میزان میں ایک ہزار ہو جائیں گی۔ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور کون ہے تم میں جو ایک دن میں دو ہزار پانچ سو گناہ کرتا (1) ہو؟ حضرت عبداللہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان تسبیحات کو اپنے ہاتھوں کی گرہوں پر شمار فرماتے ہیں، کہتے ہیں: عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! کوئی ان تسبیحات کو کیسے نہیں شمار کرسکتا؟ فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے جبکہ وہ نماز میں ہوتا ہے۔ تو شیطان اسے کہتا ہے، فلاں چیز یاد کر، فلاں کام یاد کر، اور جب یہ سونے لگتا ہے تو شیطان آکر اسے سلا دیتا ہے۔ (ان کا شمار کرنا رہ جاتا ہے)۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

آیت الکرسی

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے، "لَمْ یَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا اَنْ یَّمُوْتَ" اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روکتی سوائے موت کے۔ (کہ بعد از موت سیدھا جنت میں پہنچا)

اسے نسائی نے اور طبرانی نے کئی اسناد کے ساتھ روایت کیا جن میں ایک صحیح ہے۔ طبرانی نے کہا: ہمارے شیخ ابوحسن فرماتے ہیں کہ یہ حدیث برشرط بخاری صحیح ہے۔ علاوہ ازیں ابن حبان نے بھی اسے کتاب الصلوٰۃ میں روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔ طبرانی نے بعض طرق میں یہ الفاظ زائد کئے ہیں: " آیت الکرسی اور قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (یہ مذکورہ فضیلت دونوں کے لئے

---

(1) یعنی دو ہزار پانچ سو نیکیاں تو ایک دن رات میں ان کلمات کے پڑھنے سے ہوگئیں اور کوئی بندہ اس قدر گناہ ایک دن رات میں کر نہیں سکتا۔ لہٰذا اس کے گناہوں سے تو یہی نیکیاں زیادہ ہوگئیں پھر دیگر نیکیاں جو کرے گا وہ ان کے علاوہ ہوں گی جیسے نماز، تلاوت، درود وسلام وغیرہ۔ گناہ کم اور نیکیاں زیادہ ہوں گی تو مغفرت ہو جائے گی۔ (مترجم)

ہے"۔طبرانی کی اس زیادتی کے ساتھ اسناد جید بھی ہے۔

حدیث: امیرالمومنین سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے، "كَانَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ اِلَى الصَّلٰوةِ الْاُخْرٰى" وہ دوسری نماز تک اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم میں (شیطان سے محفوظ) رہے گا۔

اسے طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوکثیر مولیٰ بنی ہاشم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابی ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: چند کلمات ہیں کہ اگر کوئی بندہ انہیں ہر نماز کے بعد (مجموعی طور پر) ایک سو مرتبہ پڑھ لے پھر اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں تو سب مٹ جاتے ہیں۔ کلمات یہ ہیں: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ (۳۳) سُبْحَانَ اللّٰهِ (۳۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (۳۳) اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ایک بار)"۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا: یہ حدیث موقوف ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما اپنے والد صاحب سے اور وہ نبی العلمین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر نماز کے بعد پڑھے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ترجمہ: "تسبیح ہے آپ کے پروردگار کی جو عزت والا رب ہے کافروں کی باتوں سے (جو اس کے بارے میں کہتے ہیں) اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تعریفیں اس کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے"۔ "فَقَدِ اكْتَالَ بِالْجَرِيْبِ الْاَوْفٰى مِنَ الْاَجْرِ" تو اس نے اجر و ثواب سے پورا پورا پیمانہ بھر لیا۔ (اسے نماز و تسبیح کا پورا پورا اجر حاصل ہو گیا)۔

یہ حدیث طبرانی کی روایت کردہ ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز کے بعد یہ الفاظ کہہ لے: "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" "قَامَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ" وہ اپنی جگہ سے اٹھے گا تو اس کی مغفرت ہو چکی ہو گی۔

اسے بزار نے ابوزہراء عن انس سے روایت کیا۔ ابوزہراء تک اس کی اسناد جید ہے۔ ابوزہراء غیر معروف ہیں۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ان کلمات کے ساتھ یا دعائیہ الفاظ کے ساتھ ہر فرض نماز کے بعد دعا کرے، روز قیامت اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گی۔ الفاظ یہ ہیں: "اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَاجْعَلْ فِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِي الْعَالِيْنَ دَرَجَتَهٗ، وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ دَارَهٗ" اے اللہ! حضرت محمد ﷺ کو مقام وسیلہ عطا فرما، پسندیدہ حضرات میں ان کی محبت رکھ، بلند ترین حضرات میں ان کا درجہ بلند فرما۔ اور مقربین میں ان کا گھر بنا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا اور یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ ہر نماز کے بعد کہے "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ" اس کی مغفرت فرما دی جائے گی اگرچہ وہ میدان جہاد سے بھاگا ہوا ہو۔ (حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے)۔

اسے طبرانی نے صغیر واوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا پھر فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ حضرت معاذ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اللہ کی قسم، مجھے بھی آپ سے محبت ہے۔ فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ کلمات کہنا کبھی ترک نہ کرنا۔ "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" (1) پھر یہی وصیت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے صنابحی کو، صنابحی نے ابوعبدالرحمٰن کو اور ابوعبدالرحمٰن نے عقبہ بن مسلم کو کی۔

اسے ابوداؤد، نسائی، ابن حبان و ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث برشرط شیخین صحیح ہے۔

---

(1) ترجمہ: "اے میرے پروردگار! اپنا ذکر، شکر اور اچھی طرح عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔ الحمد للہ، مترجم ناکارہ کا عرصہ دراز سے اس پر عمل ہے۔ مجیب الدعوات قبول فرمائے۔ آمین بحرمت نبی العلمین ﷺ۔

ترغیب

اچھایا براخواب دیکھے تو کیا پڑھے اور کیا کرے؟

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے۔ تین مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے اور جس کروٹ پر لیٹا ہوا سے بدل لے۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، اسے چاہیے کہ اس اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور اپنا یہ خواب (دوست احباب) کو بتائے۔ اور جب اس کے سوا کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو یقیناً یہ شیطٰن ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ ''فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّھَا وَلَا یَذْکُرُھَا لِاَحَدٍ فَاِنَّھَا لَا تَضُرُّہٗ'' اسے اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے اور کسی کو بتانا نہیں چاہیے تو یہ خواب اسے کوئی نقصان نہیں دے گا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور پریشان کن خواب منجانب شیطان ہوتے ہیں۔ تو جو شخص خواب میں کوئی بری چیز دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوتھو کر کے پھونک دے اور اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے۔ تو اسے کوئی ضرر نہ دے گا۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے اسے روایت فرمایا۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت جو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں یہ الفاظ ہیں: ''جب کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اس خواب کے شر اور شیطان کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے بائیں جانب تین دفعہ تھوکے اور کسی کو نہ بتائے پھر یہ ہرگز اسے کوئی نقصان نہ دے گا''۔

بخاری و مسلم ہی کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے: ''جو شخص خواب میں ناپسندیدہ چیز دیکھے تو کسی کے سامنے بیان نہ کرے، اور اٹھ کر نماز شروع کر دے''۔

ترغیب

نیند اچاٹ ہو جائے یا رات کو گھبراہٹ ہونے لگے تو کیا کرنا چاہیے؟

حدیث: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے والد صاحب سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند کی حالت میں گھبراہٹ کا شکار ہو جائے (برا خواب دیکھ کر ڈر جائے) تو یہ الفاظ کہے: ''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ

يَحْضُرُوْنِ'' (میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے وسیلہ کے ساتھ اس کے غضب اور عذاب، اس کے بندوں کی برائی، شیطان کے وسوسوں سے اور ان وسوسوں کے آنے سے پناہ مانگتا ہوں)۔ یہ خواب اسے کوئی ضرر نہ دے سکے گا۔ راوی کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنے بالغ بچوں کو ان کلمات کے پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اور نابالغ بچوں کے لئے کسی کاغذ میں لکھ کر ان کے گلوں میں ڈال دیتے تھے(1)

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور آپ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اور ان کے نزدیک یہ کلمات نیند میں گھبراہٹ کے ساتھ خاص نہیں (بلکہ کسی بھی حالت خوف و گھبراہٹ میں کارآمد ہیں)۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے خواب میں نظر آنے والی خوفناک چیزیں بیان کیں جو ان کی رات کی نماز (تہجد) میں رکاوٹ پیدا کر دیتی تھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے خالد بن ولید! کیا چند کلمات نہ تمہیں بتادوں جنہیں پڑھا کرو اور یہ کلمات ایسے ہیں کہ تم انہیں تین بار بھی پڑھنے نہ پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ تم سے یہ خوف میں مبتلا کرنے والی چیزیں دور فرمادے گا؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں: یارسول اللہ ﷺ! مَیں نے آپ کی خدمت میں شکایت بھی اسی امید پر کی ہے۔ ارشاد فرمایا: یہ کلمات پڑھ لیا کرو: ''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَحْضُرُوْنِ'' (ترجمہ اوپر کی حدیث میں دیکھ لیں)۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: چند راتین نہ گذری تھیں کہ حضرت خالد بن ولید بارگاہ رسالتمآب علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر نثار، اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، جو کلمات آپ نے مجھے سکھائے تھے مَیں انہیں تین بار پورا بھی کرنے نہ پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ کیفیت خوف دور فرمادی جس میں مَیں خود کو مبتلا پایا کرتا تھا۔ اب تو اگر مَیں رات کو شیر کے سامنے اس کے پنجرے میں بھی داخل ہو جاؤں تو کچھ خوف محسوس نہیں کرتا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ (سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بالفاظ مختلفہ نسائی، امام مالک اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے)۔

حدیث: حضرت ابوتیاح رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن خنبش تمیمی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں رہا ہوں۔ مَیں نے پوچھا: جناب رسول اللہ ﷺ نے اس رات کیا عمل فرمایا تھا جس رات جنوں نے آپ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تھی؟ فرمانے لگے: اس رات

(1) معلوم ہوا تعویذ وغیرہ لکھنا اور گلے میں ڈالنا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ ممانعت صرف ان تعویذ گنڈوں کی ہے جن میں شرکیہ اور غیر شرعی الفاظ استعمال کئے جائیں۔ شرک و بدعت کے فتاویٰ درست نہیں ہیں۔ (مترجم)

شیاطین وادیوں اور چوٹیوں سے نکل کر بھاگتے ہوئے رسول اللہ ﷺ پر حملہ آور ہوئے۔ ان میں شیطان بھی تھا، اس کے ہاتھ میں آگ کا انگارا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کو جلانا چاہتا تھا۔ اسی دوران میں حضرت جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر عرض کی: اے محمد ﷺ! پڑھئے۔ فرمایا: کیا پڑھوں؟ عرض کی: پڑھئے: "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَ بَرَاَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّارَحْمٰنُ" (میں پناہ لیتا ہوں اللہ کے کامل و مکمل کلمات کی اس کی مخلوق کے شر سے، آسمان سے نازل ہونے والے فتنوں اور اس کی طرف بلند ہونے والے بداعمال سے، اور رات دن کے فتنوں سے، اور میں پناہ چاہتا ہوں رات کو آنے والی آفات سے مگر جو خیریت و بھلائی کے ساتھ آئے یا رحمٰن)۔

حضرت عبدالرحمٰن بن خنبش تمیمی نے فرمایا کہ (جب الفاظ مذکورہ آنحضرت ﷺ نے پڑھے تو) ان کی آگ بجھ گئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان شیطانوں اور جنوں کو بھگا دیا۔

اسے حضرت امام احمد اور ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ دونوں کی اسناد جید ہیں۔ علاوہ ازیں امام مالک نے مرسلاً اور نسائی نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں بے خوابی کی شکایت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں ایسے کچھ کلمات نہ سکھادوں کہ جب تم انہیں کہہ لو تو تمہیں نیند آجایا کرے۔ یہ الفاظ پڑھ لیا کرو: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ، كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ اَجْمَعِيْنَ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَىَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى، عَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ" (اے میرے پروردگار! ساتوں آسمانوں اور ان کے نیچے بسنے والی مخلوق کے رب! اے ساتوں زمینوں اور ان کے اوپر رہنے والی دنیا کے پالنے والے! اور اے شیطانوں اور ان کے گمراہ کئے ہوئے افراد کے مالک! اپنی تمام مخلوق کے شر سے مجھے پناہ عطا فرما کہ کہیں ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی یا ظلم کرے، تیری ہی دی ہوئی پناہ غالب ہے اور تیرا ہی نام بزرگ و برتر ہے)۔ اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔ لفظ بھی طبرانی کے ہیں اور اس کی اسناد ایک راوی کے سوا جید ہے۔ (یہ روایت ترمذی میں بھی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے)۔

ترغیب

گھر سے مسجد وغیرہ کے لئے نکلنے اور مسجد میں داخل ہونے کی دعائیں

حدیث: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے تو یہ کلمات کہہ لے: ''بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' (اللہ کے نام سے نکلتا ہوں، اللہ ہی پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ قوت و طاقت فقط اسی کے قبضہ میں ہے)۔ اسے جواب میں کہا جاتا ہے: ''حَسْبُكَ هُدِيْتَ وَكُفِيْتَ وَوُقِيْتَ وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ'' تیرے لئے اللہ کافی ہے، تجھے ہدایت ملی، تیری کفایت فرمائی گئی اور تجھے (شیطان کے مکروفریب سے) بچالیا گیا۔ ایسے آدمی سے شیطان دور رہتا ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن کہا۔ نسائی اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔ علاوہ ازیں یہ روایت ابوداؤد نے بھی کی ہے۔ ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں: فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے پھر کہے: ''بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' اسے کہا جاتا ہے: اس وقت تو نے ہدایت پائی، تیری کفایت فرمائی گئی اور تجھے بچایا گیا، اور شیطان ایسے شخص سے دور بھاگ جاتا ہے تو اسے دوسرا شیطان کہتا ہے: تجھے ایسے شخص کے ساتھ کیا علاقہ ہوسکتا ہے جسے ہدایت مل گئی، جسے اللہ کافی ہوگیا اور جسے (تیرے داؤ وفریب سے) محفوظ کردیا گیا''۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بندہ اپنے گھر سے سفر کے ارادے سے یا کسی اور غرض سے نکلے اور نکلتے وقت یہ الفاظ کہہ لے: ''اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ، اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' (میں اللہ پر ایمان لایا، میں نے اللہ کے ساتھ خود کو وابستہ کیا اور میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ سب طاقتیں اللہ کو ہیں) تو اسے اس سے بہتر رزق عطا فرمایا جائے گا جس کے لئے یہ نکلا تھا۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا۔ ایک کے سوا باقی راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص گھر سے نماز کے لئے (مسجد کی طرف جانے کو) نکلے، پھر کہے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَبِحَقِّ خُرُوْجِيْ اِلَيْكَ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ لَمْ يُخْرِجْنِيْ اَشَرٌ وَّلَا بَطَرٌ وَّلَا سُمْعَةٌ وَّلَا رِيَآءٌ، خَرَجْتُ هَرَبًا وَّفِرَارًا مِّنْ ذُنُوْبِيْ اِلَيْكَ، خَرَجْتُ رِجَآءَ رَحْمَتِكَ وَشَفَقًا مِّنْ عَذَابِكَ، خَرَجْتُ اتِّقَآءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِكَ، اَسْئَلُكَ اَنْ تُنْقِذَنِيْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ'' (اے میرے اللہ! تیری بارگاہ میں مانگنے والوں کے حق کے وسیلہ سے اور اپنے تیری طرف نکلنے کے حق کے طفیل میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تجھے خوب علم ہے کہ مجھے ناشکری، تکبر، شہرت اور ریاکاری نے نکلنے پر مجبور نہیں کیا بلکہ میں تو اپنے گناہوں سے بھاگ کر تیری پناہ میں آنے کے لئے نکلا ہوں۔ تیری رحمت کی

امید اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے چلا ہوں۔ تیرے غصہ سے بچنے اور تیری رضا حاصل کرنے کی غرض سے نکلا ہوں۔ مَیں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اپنی رحمت کے صدقہ میں نارِ جہنم سے بچا لے)۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے نماز سے فارغ ہونے تک اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت سے اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔

اسے رزین نے ذکر کیا۔ مصنف نے اسے اصول کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ البتہ ابن ماجہ نے اسے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں گفتگو ہے۔ مصنف کے شیخ ابوالحسن رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا۔

حدیث: حضرت حیات بن شریح رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: حضرت عقبہ بن مسلم سے میری ملاقات ہوئی تو مَیں نے ان سے پوچھا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ کہتے تھے: ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' (مَیں اللہ عظمت والے، اس کی ذات کریم اور اس کی سلطنت قدیم کی شیطان مردود سے پناہ لیتا ہوں)۔ وہ فرمانے لگے: بس اتنا ہی سنا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ وہ بولے: جب بندہ یہ کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے: ''حُفِظَ مِنِّیْ سَائِرَ ذَالِکَ الْیَوْمِ'' آج کا پورا دن یہ بندہ مجھ سے محفوظ ہو گیا۔ (ابوداؤد)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے سنا: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: جو بندہ اپنے گھر سے مسجد جانے کے لئے نکلے پھر کہے: ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، رَبِّیَ اللّٰہُ، تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' (مَیں عظمت والے اللہ اور اس کی قدیم بادشاہی کی شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں۔ میرا رب اللہ ہے۔ میں نے اللہ پر توکل کیا۔ اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا۔ تمام قوت و طاقت اللہ ہی کے لئے ہے)۔ تو اسے فرشتہ جواب میں کہتا ہے: تیری کفایت فرمائی گئی۔ تجھے ہدایت ملی اور تجھے (شیطان سے) بچا لیا گیا۔

اسے رزین نے ذکر کیا ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی محترم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے پھر داخل ہوتے وقت اور کھانا شروع کرتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان (اپنے ساتھی شیطانوں سے) کہتا ہے: آج یہاں تمہیں نہ ٹھکانہ مل سکتا ہے اور نہ کھانا، جب گھر میں داخل ہوتے وقت بندہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: ٹھکانہ تو تمہیں حاصل ہو گیا۔ اور جب بندہ کھانے کے وقت بھی اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: تم نے (اے شیطانو!) ٹھکانہ بھی پا لیا اس گھر میں اور کھانا بھی حاصل کر لیا۔

مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

اے بیٹے: جب تم اپنے اہل وعیال کے پاس جاؤ تو انہیں سلام (السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) کہو۔ اس سے تمہارے اپنے اوپر اور اہل خانہ پر برکت ہوگی۔

اسے امام ترمذی نے علی بن زید عن بن المسیب عنہ سے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو پسند ہو کہ شیطان اس کے پاس نہ کھانا کھا سکے، نہ آرام پا سکے اور نہ اس کے گھر میں رات گذار سکے تو اسے چاہیے کہ جب گھر میں داخل ہو تو اہل خانہ کو السلام علیکم کہے اور کھانا شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے۔ (طبرانی)

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص ہیں جو اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہیں۔ نمبر 1 وہ آدمی جو اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کے لئے نکلا، اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے حتی کہ اسے موت آجائے تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے یہ اس لئے کہ اس نے جہاد میں اجر وغنیمت حاصل کی۔ نمبر 2 وہ شخص جو جانب مسجد چلا، یہ اللہ کے ذمہ رحم پر ہے کہ اگر فوت ہو جا۔ ئے تو جنت میں داخل فرمائے یا اجر و برکت کے ساتھ واپس لوٹائے۔ اور نمبر 3 وہ بندہ جو اپنے گھر میں سلام کہہ کر داخل ہو، یہ بھی اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے (کہ اسے جنت میں داخل فرما دیا جائے)۔

اسے ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا۔

ترغیب

نماز میں یا بیرون نماز وسوسہ پیدا ہو تو کیا پڑھا جائے؟

حدیث: سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و عن ابیہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے: تجھے کس نے پیدا کیا؟ وہ جواب دیتا ہے: اللہ نے۔ شیطان کہتا ہے: اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب تم میں سے کوئی ایسا وسوسہ پائے تو کہے: "اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" (میں اللہ اور اس کے رسول جل وعلا و ﷺ پر ایمان لایا) "فَاِنَّ ذَالِكَ يَذْهَبُ عَنْهُ" تو یہ کہنے سے وہ (وسوسہ یا شیطان) دور ہو جائے گا۔

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ، ابو یعلیٰ اور بزار نے نیز طبرانی نے کبیر و اوسط میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میری تمنا تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایسی چیز پوچھوں جو ہمیں ان وسوسوں سے نجات دے جو شیطان ہمارے دلوں میں ڈالتا ہے۔ تو حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا: تمہیں اس سے وہی چیز نجات دے سکتی ہے جس کے کہنے کا حکم مَیں نے اپنے چچا (ابوطالب) کو دیا تھا مگر اس نے نہ کہی (یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ)۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ اس کی اسناد جید حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان تم میں سے کسی کے پاس آ کر کہتا ہے: یہ چیز کس نے پیدا کی، اس شی کو کس نے پیدا کیا حتی کہ کہتا ہے: تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب وہ یہاں تک پہنچے تو بندہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے اور اپنی سوچ کو یہیں پر ختم کر دے۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: "اسے پڑھنا چاہیے: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"۔ اور ابوداؤد اور نسائی کی ایک اور روایت میں ہے کہ: "(ایسی صورت میں) کہا کرو: اَللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ پھر بائیں طرف تین بار تھوک دو اور اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو"۔ اور نسائی کی ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے: "اسے شیطان اور اس کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے"۔

حدیث: حضرت ابوزمیل سماک بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک سوال کیا، مَیں نے کہا: کوئی ایسی ویسی چیز ہے جو مَیں اپنے دل میں پاتا ہوں۔ انہوں نے کہا: وہ کیا ہے؟ مَیں نے کہا: قسم بخدا، بیان نہیں کر سکتا۔ فرمایا: کوئی شک پیدا ہوتا ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ ہنس پڑے اور کہا: اس سے تو کوئی

نہیں بچا۔ کہا: یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْــٴَـلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ (یونس:94) ترجمہ: ''اور اگر تجھے اے سننے والے کوئی شک ہو اس کلام کے بارے میں جو ہم نے تیری طرف (بوسیلہ نبی محترم) اتارا تو تُو ان سے پوچھ لے جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں۔ بے شک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آچکا ہے تو تُو ہرگز شک میں پڑنے والوں میں سے نہ ہو'')۔ کہتے ہیں: پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا: جب تم اپنے دل میں کوئی شک ووسوسہ پاؤ تو پڑھ لیا کرو: هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ (حدید:3) ترجمہ: ''وہی اللہ اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے اور وہی سب کچھ جانتا ہے''۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! شیطان میرے اور نماز وقراءت میں حائل ہوجاتا ہے۔ اور مجھے شک میں ڈال دیتا ہے۔ (کیا کروں؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ شیطان ہے جسے ''خنزب'' کہا جاتا ہے۔ جب اسے محسوس کرو تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ کہو اور اپنی بائیں جانب تھوک دو۔ فرماتے ہیں: ''فَفَعَلْتُ ذَالِكَ فَاَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّیْ'' میں نے اسی طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور فرمادیا۔ (مسلم)۔

ترغیب

استغفار(1) کی فضیلت

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے ابن آدم! تم سب گناہگار ہو سوائے اس کے جسے میں عافیت دوں (جیسے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) تم مجھ سے گناہوں کی مغفرت مانگا کرو۔ مَیں تمہاری مغفرت فرما دوں گا۔ تم سب فقیر ومحتاج ہو سوائے اس کے جسے میں غنی

---

(1) استغفار کے معنی ہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گذشتہ گناہوں کی معافی مانگنا۔ یہ لفظ بنا ہے "غَفَرٌ" سے جس کے معنی چھپانے کے ہوتے ہیں۔ اسی لئے چھلکے کو غفر کہتے ہیں کہ وہ اپنے مغز کو چھپائے ہوتا ہے۔ استغفار کی برکت سے گناہ چھپ جاتے ہیں یعنی معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ قرآن حکیم میں متعدد آیات میں استغفار کا حکم اور اس کی برکات کا بیان فرمایا گیا چند آیات ملاحظہ ہوں۔

نمبر1: اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ (نوح:10-12)

ترجمہ: "(حضرت نوح علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں اپنی نافرمان قوم کی شکایت کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ مَیں نے انہیں حکم دیا تھا) اپنے پروردگار کی بارگاہ میں استغفار کرو، وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے۔ (استغفار کی برکت سے) وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا۔ اور مال واولاد عطا فرما کر تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور تمہارے لئے باغات پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری فرما دے گا"۔ (مگر قوم نہ مانی)۔

نمبر2: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ (انفال:33)

ترجمہ: "اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ انہیں عذاب دے حالانکہ (اے محبوب کریم ﷺ) آپ ان میں تشریف فرما ہیں اور اللہ انہیں عذاب دینے والا نہیں جبکہ یہ اس کی بارگاہ میں استغفار کر رہے ہوں"۔

نمبر3: وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ط (ہود:3)

ترجمہ: "اور یہ کہ استغفار کرو اپنے رب کی بارگاہ میں۔ پھر اس کے حضور سچی توبہ کرو، وہ تمہیں ایک مدت مقررہ (زندگی یا قیامت) تک اچھی طرح زندگی کی نعمتوں سے لطف اندوز کرے گا۔ اور ہر نیکی کرنے والے کو اس کی نیکی زیادہ اجر وثواب عطا فرمائے گا"۔

نمبر4: وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ (ہود:52)

ترجمہ: "(حضرت ہود علیہ السلام قوم کو ارشاد فرما رہے ہیں) اور اے میری قوم! تم مغفرت مانگو اپنے پالنے والے سے پھر اس کی بارگاہ میں سچی پکی توبہ کرو۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا۔ اور تمہیں پہلے سے زیادہ قوت عطا فرمائے گا۔ اور اس سے مجرم بن کر منہ نہ موڑو"۔

نمبر5: يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ط اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝ (ہود)

ترجمہ: "(حضرت صالح علیہ السلام قوم کو حکم استغفار دیتے ہوئے فرما رہے ہیں) اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور تمہیں اس میں آباد کیا تو تم اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور اس کے سامنے توبہ کرو۔ بے شک میرا رب قریب ہے دعاؤں کو سننے والا ہے"۔

نمبر6: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (نصر:3)

ترجمہ: "اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی تسبیح بولو اور اس سے طلب مغفرت کرو۔ بے شک وہ بہت ہی توبہ قبول فرمانے والا ہے"۔

نمبر7: وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (نساء:110)

رجمہ: "اور جو کوئی برا عمل کر لے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا"۔ قرآن مقدس کی کئی آیات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ (مترجم)

کروں۔ لہٰذا مجھ سے مانگا کرو، مَیں تمہیں عطا فرماؤں گا۔ تم سب گم کردہ راہ ہو سوائے اس کے جسے مَیں ہدایت بخشوں (انبیاء اولیاء علیہم السلام اور دیگر مومن بندے) تو تم مجھ سے ہدایت کا سوال کرتے رہا کرو میں تمہیں سیدھی راہ چلاؤں گا۔ جو بندہ یہ جان کر مجھ سے بخشش مانگے کہ مَیں اسے بخش دینے پر قادر ہوں تو میں اس کی بخشش فرما دیتا ہوں۔ اور مجھے کچھ پروا نہیں۔ (اس کے گناہ چاہے کتنے بھی ہوں) اگر تمہارے اگلے، پچھلے، زندے، مردے، تر اور خشک تم میں سے بدترین آدمی کے دل پر جمع ہو جائیں (سب ہی بد بخت و نافرمان ہو جائیں) تو بھی میری سلطنت میں ایک مچھر کے پر کے برابر اس سے کمی واقع نہیں ہو سکتی۔ اور اگر تمہارے پہلے، پچھلے، زندے، مردے، تر اور خشک تم میں سے کسی نیک ترین بندے کے دل پر جمع ہو جائیں (کہ سب ہی نیکوکار و پرہیزگار بن جائیں) تو اس سے میری بادشاہی میں مچھر کے ایک پر کے برابر بھی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اگر تمہارے پہلے، پچھلے، زندے، مردے، تر اور خشک سب مجھ سے سوال کریں حتی کہ ہر ایک اپنے سوالات کی انتہا کر دے (جو کچھ مانگ سکتا ہے مانگ لے) پھر جو انہوں نے مانگا ہو ان کو عطا فرما دوں تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہیں ہوتی جتنی کہ اگر تم میں سے کوئی سوئی کے ناکے کو سمندر میں ڈبوئے (تو اس پر لگنے والے پانی سے سمندر میں ہوتی ہے) اور یہ اس لئے کہ مَیں ہی کریم، بزرگ اور اکیلا ہوں۔ میری عطا بھی کلام اور میری سزا بھی کلام ہے (یعنی) میری شان یہ ہے کہ جب مَیں کوئی کام کرنا چاہتا ہوں تو اسے کہتا ہوں: ہو جا! وہ ہو جاتا ہے۔

اسے مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا۔ الفاظ بیہقی کے ہیں۔ ان کی اسناد میں شہر بن حوشب اور ابراہیم بن طہمان ہیں۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے دعا مانگتا رہے گا اور مجھ سے امید لگائے رکھے گا، میں تیرے گناہوں کے باوجود تیری مغفرت فرماتا رہوں گا اور مجھے کچھ پروا نہ ہوگی (کہ میں بے پروا ہوں)۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ کنارہ آسمان تک پہنچ جائیں (زمین و آسمان کا درمیان تیرے گناہوں سے بھر جائے) پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے، مَیں تیری بخشش فرما دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر خطائیں لئے میری بارگاہ میں حاضر ہو پھر مجھ سے یوں ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو ''لَا تَیْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً'' تو مَیں زمین بھر عطائیں لئے تجھ سے ملوں گا۔ (سب خطائیں معاف فرما دوں گا)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابلیس نے کہا تھا (جب مردود بارگاہ ہوا) اے اللہ! تیری عزت کی قسم، مَیں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی (یعنی زندگی بھر) تو اللہ نے فرمایا تھا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم! مَیں ان کی بخشش فرماتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے۔

اسے امام احمد وحاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں تمہاری بیماریاں اوران کے علاج نہ بتادوں؟ ''اَلَا اِنَّ دَآءَ کُمُ الذُّنُوْبُ وَدَوَآءَ کُمُ الْاِ سْتِغْفَارُ'' سن لو! تمہاری بیماریاں گناہ ہیں اوران کا علاج استغفار ہے۔

اسے بیہقی نے روایت کیا۔ اورحضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی روایت ہوا ہے جوزیادہ صحیح ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ استغفار کو اپنے لئے لازم کرلیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا ہر غم دور کردیتا ہے۔ ہر مشکل سے نکلنے کا راستہ پیدا کردیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے کہ یہ گمان بھی نہیں کرسکتا(1)۔

اسے ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔ سب کی روایت حکم بن مصعب سے ہے اور حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے نبی محترم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''طُوْبٰی لِمَنْ وُّجِدَ فِیْ صَحِیْفَتِهٖ اسْتِغْفَارٌ کَثِیْرٌ'' مبارک ہے (یا خوشخبری ہے یا جنت میں شجرہ طوبیٰ کا سایہ ہے) اس خوش نصیب کے لئے، جس کے نامہ اعمال میں کثرت سے استغفار کرنا درج ہو۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے پسند ہو کہ اس کا نامہ اعمال اسے خوش کردے ''فَلْیُکْثِرْ فِیْهَا مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ'' تو اسے چاہیے کہ اس میں کثرت سے استغفار لکھوائے۔

اسے بیہقی نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی خرابی نہیں۔

حدیث: حضرت ام عصمہ العوصیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی کوئی مسلمان بندہ گناہ کرتا ہے تو لکھنے والا فرشتہ تین گھڑی تک لکھنے سے رکا رہتا ہے۔ اگر وہ بندہ اتنی دیر میں اپنے گناہ کی معافی مانگ لے تو فرشتہ یہ گناہ نہیں لکھتا اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو عذاب نہیں دے گا۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب

---

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ (طلاق:2-3)

ترجمہ: ''اور جو اللہ سے ڈرتا ہے (توبہ واستغفار کرتا رہتا ہے) اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دیتا ہے۔ اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس کو کافی ہے''۔ (مترجم)

کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے۔ اب اگر توبہ واستغفار کر لے تو اسے صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر اور زیادہ گناہ کرتا ہے (اور پہلے گناہ کی توبہ بھی نہیں کرتا) تو وہ سیاہ نقطہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے۔ یہ وہی سیاہی اور زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ کَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (مطففین: 14)

ترجمہ: ''ہر گز نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کے کرتوتوں نے''۔

اسے امام ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دلوں کے لئے بھی زنگ ہوتا ہے (گناہ) جیسے تانبہ زنگ آلود ہوتا ہے اور اس کی صفائی استغفار کرتا ہے۔ (بیہقی)

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں ایسا آدمی تھا کہ جب مَیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس کا نفع دیتا جتنا وہ دینا چاہتا۔ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے جب کوئی میرے سامنے حدیث بیان کرتا تو مَیں اس سے قسم لیتا۔ جب وہ قسم اٹھاتا تو میں تصدیق کرتا تھا۔ اور فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ بیان کیا، انہوں نے فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص ارتکاب گناہ کر بیٹھے، پھر اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز نفل ادا کرے پھر اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ...... (آل عمران: 135)(1) الی آخر الایہ۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ بعض کے ہاں دو رکعت نفل پڑھنے کا ذکر نہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور بعض نے اس حدیث کو موقوف کہا ہے۔

حدیث: حضرت بلال بن یسار بن زید رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے میرے دادا سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو بندہ پڑھے: ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ

---

(1) پوری آیت مبارکہ مع ترجمہ یہ ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ (آل عمران: 135)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ کہ جب کسی برے کام کا ارتکاب کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اللہ کو یاد کریں (نماز پڑھیں) پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ بخشے؟ اور اپنے کئے پر اڑ نہ جائیں جبکہ وہ اپنا گناہ گار ہونا جانتے ہیں''۔ اس سے اگلی آیت میں ایسے لوگوں کی معافی اور ان پر انعام واکرام کا ذکر ہے۔ ارشاد ہے:

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ (آل عمران: 136)

ترجمہ: ''ایسے لوگوں کے لئے بدلہ ان کے پروردگار کی طرف سے بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ ان جنتوں میں رہیں گے۔ اور کیا ہی اچھا بدلہ ہے نیک عمل کرنے والوں کا''۔ (مترجم)

اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ "(1)"غُفِرَ لَہٗ وَاِنْ کَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ" اس کی مغفرت فرما دی جائے گی اگر چہ وہ میدان جہاد سے بھاگا ہوا ہو۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ (حاکم نے بھی اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا اور بتایا کہ یہ بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ یہ الفاظ تین مرتبہ کہے جائیں)۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کہیں تشریف لے جارہے تھے (ہم بھی ساتھ تھے) کہ فرمایا: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ" ہم نے بھی پڑھا: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ" آپ ﷺ نے فرمایا: اسے ستر مرتبہ پورا کرلو۔ پھر جب ہم نے ستر مرتبہ پڑھ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مرد اور عورت ایک دن میں ستر مرتبہ اللہ سے استغفار کرلے، اللہ تعالیٰ اس کے سات سو گناہ بخش دیتا ہے اور وہ مرد یا عورت تو محروم و نامراد ہو گیا جو ایک دن رات میں سات سو سے بھی زیادہ گناہ کرلے (اور استغفار نہ کرے)۔

اسے ابن ابی الدنیا، بیہقی اور اصبہانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں مروی ہے۔ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (بقرہ:37) ترجمہ: "پھر سیکھ لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمات، تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ بے شک وہ ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے"۔ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے یوں دعا کی تھی: "سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ عَمِلْتُ سُوْءًا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّکَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ عَمِلْتُ سُوْءًا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ عَمِلْتُ سُوْءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ"(2)("اے

---

(2) ترجمہ: "میں اللہ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں جو ہمیشہ سے اور ہمیشہ زندہ اور قائم ہے۔ اور میں اسی کی بارگاہ میں آئندہ گناہ کرنے سے توبہ کرتا ہوں"۔ (مترجم)

(1) سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کلمات سکھائے گئے تھے وہ کیا تھے؟ اس بارے میں خود قرآن مجید فرماتا ہے: حضرت آدم و حوا علیہما السلام نے عرض کیا:

رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (اعراف:23)

ترجمہ: "اے ہمارے رب! ہم نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تو ہمیں معاف نہ فرمائے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور خسارے والوں میں ہوں گے"۔

تفسیر عزیزی، روح البیان اور خزائن العرفان میں حضرت عمر فاروق اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ یہ الفاظ تھے: "اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ" (اللہ! میں تجھ سے حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے اپنی مغفرت کا سوال کرتا ہوں)۔ اور ابن منذر کی روایت میں یہ کلمات ہیں۔ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِجَاہِ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَکَرَامَتِہٖ عَلَیْکَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ خَطِیْئَتِیْ" (اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیرے بندہ خاص حضرت محمد ﷺ کی عزت و بزرگی اور ان کے اس مرتبہ کے طفیل جو تیری بارگاہ میں انہیں حاصل ہے سوال کرتا ہوں کہ میری خطا بخش دے) حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کو جب یہ کلمات عطا فرمائے گئے اور ان کی توبہ قبول فرمائی گئی وہ دسویں محرم یعنی یوم عاشوراء جمعہ کا دن تھا۔

میرے پروردگار! تیری ذات پاک ہے اور تعریف تیرے ہی لئے ہے، مَیں نے برا کام کیا اور اپنی جان پر ظلم کیا۔ مجھے معاف کر دے۔ تو ہی بہترین معاف کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے تیرے لئے حمد ہے۔ مَیں نے برا عمل کیا اور اپنی جان پر زیادتی کی۔ مجھ پر رحم فرما کہ تو ہی ارحم الراحمین ہے۔ تیرے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں۔ تو پاک ہے اور حمد کا مالک ہے۔ میں نے برا عمل کیا اور اپنی جان پر ظلم کر لیا۔ پس میری توبہ قبول فرما۔ تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے'')۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ یہ نبی پاک ﷺ سے مروی ہے لیکن انہیں اس میں شک ہو گیا۔

اسے بیہقی نے روایت کیا۔ اس کی اسناد میں ایک راوی کا حال مجھے صاحب کتاب کو) معلوم نہیں۔

حدیث: حضرت محمد بن عبداللہ بن محمد بن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اپنے والد ماجد سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: ہائے میرے گناہ، ہائے افسوس میرے گناہ۔ اس نے یہ الفاظ دو یا تین دفعہ کہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بندے: یہ کہہ: ''اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِی وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ'' (اے میرے پالنے والے! تیری بخشش میرے گناہوں سے کہیں وسیع ہے اور میرے نزدیک اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت کی زیادہ امید ہے)۔

اس نے یہ الفاظ کہے۔ فرمایا: پھر کہہ اس نے پھر کہے۔ پھر فرمایا: پھر کہہ۔ اس نے پھر کہے۔ اس کے بعد سید عالم ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ پھر کہہ۔ اس نے ایک مرتبہ اور کہے۔ پھر حضور انور ﷺ نے فرمایا: ''قُمْ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ'' اٹھ جا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: اس کے راوی مدنی ہیں۔ کوئی ایسا نہیں جو جرح کے ساتھ معروف ہو۔

حدیث: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں ایک آدمی نے کہا: (اللہ تعالیٰ کے فرمان) وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ (البقرۃ:195)، (خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو) کیا وہ شخص مراد ہے جو دشمن سے مقابلہ کرے پھر اس سے جنگ کرتا قتل ہو جائے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، بلکہ وہ شخص مراد ہے جو گناہ کر لے پھر کہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش نہیں فرمائے گا۔ (رحمت خداوندی سے مایوس ہو جائے کہ یہ کفر ہے)۔

اسے حاکم نے موقوفاً روایت کیا۔ اور فرمایا: یہ حدیث بر شرط شیخین صحیح ہے۔

ترغیب

کثرت سے دعا(1) کرنا اور اس کی فضیلت

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نبی العالمین ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ان روایات میں فرمایا جو آپ اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے میرے بندو! کسی پر ظلم کرنا میں نے اپنی ذات پر حرام فرمالیا ہے اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنا بھی حرام کر دیا ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے مَیں ہدایت دے دوں۔ تو تم مجھ سے ہدایت مانگا کرو، مَیں تمہیں ہدایت دے دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو بجز اس کے جسے میں روزی دوں۔ مجھ سے روزی کا سوال کیا کرو، میں تمہیں روزی دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں۔ لہٰذا مجھ سے لباس مانگا کرو، میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ میرے بندو! تم سب خطا کار ہو، دن رات خطائیں کرتے ہو اور مَیں سب گناہ بخشتا رہتا ہوں۔ تم مجھ سے گناہوں کی معافی مانگتے رہو، میں تمہاری مغفرت فرماتا رہوں گا۔ اے میرے بندو! تم مجھے نقصان پہنچانے کے قابل نہیں ہو سکتے کہ مجھے کوئی نقصان پہنچا سکو اور نہ مجھے نفع پہنچانے کی صلاحیت حاصل کر سکتے ہو کہ مجھے کوئی نفع پہنچاؤ۔ میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے انسان و جن کسی سب سے بڑے پرہیزگار کے دل پر جمع ہو جائیں (سب ہی اس جیسے نیک و پرہیزگار بن جائیں) تو تمہارا یہ جمع ہونا میری بادشاہی میں کچھ اضافہ نہیں کرے گا۔ اے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے انسان و جن تمہارے کسی سب سے بڑے بدکار کے دل پر جمع ہو جائیں تو تمہاری یہ متفقہ بدکاری میرے مُلک میں کوئی کمی نہیں کر سکے گی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے پچھلے اور انسان و جن کسی میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے

---

(1) دعا (دعو) سے ماخوذ ہے، اس کے معنی ہیں عاجزی سے مانگنا، مدد چاہنا، پکارنا، نام رکھنا، اتارنا، خواہش کرنا، دعوت کرنا، بلانا وغیرہ۔ اصطلاح شریعت میں بندوں کا اپنے پروردگار سے عجز و انکساری کے ساتھ اسے اپنا معبود سمجھ کر عرض و معروض کرنا دعا کہلاتا ہے۔ اسی لئے دعا صرف اور صرف اللہ جل شانہ ہی سے کی جاتی ہے۔ کسی اور سے دعا کرنا جائز نہیں۔ قرآن پاک میں دعا مانگنے کا حکم کئی آیات میں وارد ہوا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (بقرہ:186)

ترجمہ: ''اور (اے محبوب ﷺ) جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں قریب ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول فرماتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے۔ انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں''۔

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (اعراف:55)

ترجمہ: ''اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ۔ حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں''۔

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (اعراف:56)

ترجمہ: ''اور اس اللہ سے دعا کرو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے۔ بے شک اس کی رحمت نیکوں کے قریب ہے''۔

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ (المؤمن:60)

ترجمہ: ''اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے: مجھ سے دعا کرو میں قبول فرماؤں گا۔ بے شک جو میری عبادت (دعا کرنے) سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے''۔ (مترجم)

بھیک مانگیں اور مَیں ہر مانگنے والے کا سوال پورا کر دوں تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی واقع نہیں ہوگی جتنی کمی سوئی سمندر کے پانی میں کرتی ہے جب اس کو ڈبویا جائے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہی ہیں جنہیں مَیں شمار کر کے رکھ رہا ہوں پھر (روز قیامت) تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا۔ لہٰذا جو کوئی نیکی کا کام پالے، اسے اللہ کی حمد کرنی چاہیے۔ اور جو اس کے سوا (گناہ) پائے تو اسے صرف اپنے ہی نفس کو ملامت کرنی چاہیے۔

اسے مسلم نے روایت کیا اور الفاظ بھی مسلم ہی کے ہیں (نیز ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ اسے روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا دَعَانِیْ'' میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوتا ہوں جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے۔ (جیسا میرے بارے میں گمان رکھے گا ویسا ہی مَیں اس سے سلوک فرماؤں گا) اور مَیں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا مانگتا ہے۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، الفاظ مسلم کے ہیں۔

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما، نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلدُّعَآءُ هُوَالْعِبَادَةُ'' دعا عبادت ہی ہے۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ (المومن:60) ''اور تمہارے پروردگار نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو، مَیں قبول فرماؤں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے''۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حاکم فرماتے ہیں: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ مصائب و آلام کے وقت اللہ اس کی دعا قبول فرمائے، ''فَلْیُكْثِرْ مِنَ الدُّعَآءِ فِی الرَّخَآءِ'' اسے چاہیے کہ صحت و کشادگی میں کثرت سے دعا کیا کرے۔

اسے ترمذی نے اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا اور دونوں کے بارے میں صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: اور انہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَیْسَ شَیْءٌ اَكْرَمَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الدُّعَآءِ فِی الرَّخَآءِ'' صحت و وسعت کے وقت دعا کرنے سے زیادہ اللہ کے نزدیک کوئی اور چیز پیاری نہیں ہے۔

اسے امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور حاکم کہتے ہیں: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین پر جو مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، وہ جو کچھ مانگے اللہ سے عطا فرماتا ہے۔ یا اسی جیسی کوئی مصیبت اس سے دور فرما دیتا ہے۔ جب تک کہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کے بارے دعا نہ کرے۔ اس پر لوگوں میں اسے ایک شخص نے عرض کیا: پھر تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بہت زیادہ قبول فرمائے گا۔

اسے امام ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔ اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ جو مسلمان اپنا چہرہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کسی سوال کے وقت اٹھاتا ہے (دعا کرتا ہے) تو اللہ اس کا سوال پورا فرما دیتا ہے۔ یا تو اسی وقت جلد ہی اس کی مقبولیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ یا پھر آخرت کے لئے اسے ذخیرہ فرما دیتا ہے۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی نقص نہیں۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی سرور ﷺ نے فرمایا: جو بندہ مسلم ایسی دعا کرے جس میں گناہ اور قطع رحمی کی کوئی بات شامل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تین چیزوں سے کوئی ایک ضرور اسے عطا فرماتا ہے۔ نمبر 1 یا تو اس کی دعا کا نتیجہ جلد ہی اس کی زندگی میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ نمبر 2 یا اللہ کریم اس کی دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیتا ہے اور نمبر 3 یا پھر اس جیسی کوئی مصیبت اس بندے سے دور فرما دیتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بولے: تب تو ہم بہت (دعائیں) کریں گے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ بھی بہت قبول فرمانے والا (یا عطا فرمانے والا) ہے۔

اسے امام احمد، بزار، ابو یعلیٰ نے کئی جید اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایک مومن بندے کو بلائے گا حتی کہ اسے اپنے سامنے کھڑا کر کے ارشاد فرمائے گا: اے میرے بندے! مَیں نے تجھے حکم دیا تھا کہ مجھ سے دعا کر اور وعدہ فرمایا تھا کہ تیری دعا کو قبول فرماؤں گا۔ کیا تو مجھ سے (دنیا میں) دعا کرتا تھا؟ بندہ عرض کرے گا: ہاں میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک تو نے ایسی کوئی دعا نہیں کی جو مَیں نے قبول نہ فرمائی ہو، کیا تو نے فلاں فلاں روز مجھ سے یہ دعا نہ کی تھی میں تیرا غم دور فرما دوں جو تجھ پر آن پڑا تھا۔ تو مَیں نے اسے دور فرما دیا تھا؟ یہ عرض کرے گا: ہاں میرے رب (بالکل ایسا ہی ہوا تھا) فرمائے گا: مَیں نے تیری وہ دعا دنیا ہی میں قبول فرمائی تھی۔ اور تو نے فلاں فلاں روز مجھ سے دعا کی تھی کہ میں تیرا غم دور کر دوں جو تجھے پیش آ گیا تھا تو تو نے اس غم سے چھٹکارا نہ پایا تھا۔ یہ عرض کرے گا: اے میرے پالنے والے! ہاں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: مَیں نے اس کے بدلے تیرے لئے فلاں فلاں نعمت جنت میں ذخیرہ کر دی۔ تو نے فلاں فلاں دن مجھ سے اپنی کسی حاجت کے پورا ہونے کی دعا کی تھی تو مَیں نے اسے پورا فرما دیا تھا۔ بندہ عرض گذار ہو گا: ہاں میرے مالک: خدائے پاک فرمائے گا: مَیں نے دنیا میں ہی اس کی قبولیت

ظاہر فرمادی تھی۔ اور تو نے فلاں فلاں دن مجھ سے اپنی کسی اور حاجت براری کے لئے دعا کی تھی تو تو نے اسے پورا ہوتے نہ دیکھا تھا؟ عرض کرے گا: ہاں میرے پروردگار ارشاد فرمائے گا: اس کے عوض میں مَیں نے جنت میں فلاں فلاں چیز تیرے واسطے جمع فرمادی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ مومن نے جو جو بھی دنیا میں دعا کی ہوگی، اللہ تعالیٰ کوئی باقی نہ چھوڑے گا بلکہ سب کے بارے میں ارشاد فرمائے گا کہ یا تو اس نے اسے دنیا ہی میں پورا فرما دیا تھا یا اسے اس کے لئے آخرت میں ذخیرہ (Stock) بنادیا تھا۔ سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں: (اپنے آخرت کے ذخائر دیکھ کر) مومن اس جگہ کہے گا: کاش! دنیا میں اس کی کوئی دعا قبول نہ فرمائی گئی ہوتی (سب کا بدلہ آج یہاں پاتا)۔

اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا کرنے میں عاجز نہ ہو جاؤ (سستی نہ کرو دعائیں کرتے رہو) اس لئے کہ دعا کی موجودگی میں کوئی شخص ہلاکت میں ہرگز نہیں پڑ سکتا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: ''اَلدُّعَآءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَعِمَادُ الدِّیْنِ وَنُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ'' دعا بندہ مومن کا اسلحہ ہے، دین کا ستون اور آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔

اسے حاکم نے روایت کر کے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ ابو یعلیٰ نے بھی اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کے لئے دعا (کی قبولیت) کا دروازہ کھول دیا گیا، اس کے لئے رحمت کے کئی دروازے کھول دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی جاتی ہیں ان میں اسے سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس سے (دنیا و آخرت کی) عافیت کا سوال کیا جائے۔ راوی فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک دعا ان مصائب کے لئے مفید ہے جو نازل ہو چکیں (کہ اس کی برکت سے دور ہوں گی) اور ان کے لئے بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئیں (کہ نزول سے پہلے ہی دور ہو جائیں گی) ''فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَآءِ'' لہٰذا اے بندگانِ خدا! دعا کرنا لازم پکڑ لو۔

اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ (ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اور حاکم نے صحیح الاسناد قرار دیا)۔

حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان شریف ہے: اللہ تعالیٰ بڑا باحیا، بڑا کرم فرمانے والا ہے۔ جب بندہ اس کی بارگاہ میں اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ انہیں خالی نامراد واپس لوٹا دے۔

اسے ابو داوٗد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور انہوں نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔ (حاکم کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے۔ اسے حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے تنگ دستی پہنچی تو اس نے یہ لوگوں کے سامنے پیش کر دی (لوگوں سے مانگنا سوال کرنا شروع کر دیا) اس کی تنگ دستی دور نہ ہوگی۔ اور جو شخص فقر و فاقہ کا شکار ہوا پھر اس نے اسے اللہ کے سامنے پیش کیا۔ (اس کے دور ہونے کی دعا کی) ''فَيُوْشِكُ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْ اٰجِلٍ'' تو اللہ تعالیٰ اسے جلد یا بدیر ضرور رزق عطا فرما دے گا۔

اسے ابو داوٗد، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے صحیح کہا اور ترمذی نے فرمایا: حسن صحیح ثابت ہے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تقدیر (معلق) کو صرف دعا ہی ٹال سکتی ہے۔ عمر میں صرف نیکی سے ہی اضافہ ہو سکتا ہے اور آدمی رزق سے محروم اپنے گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے جن کا وہ ارتکاب کرتا ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ حاکم کے ہیں اور انہوں نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔

حدیث: حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: احتیاط و خوف تقدیر سے بچا نہیں سکتے۔ دعا نازل شدہ اور آئندہ نازل ہونے والی مصیبتوں میں فائدہ مند ہوتی ہے۔ اور مصیبت نازل ہوتی ہے تو دعا اس کا مقابلہ کرتی ہے۔ پھر قیامت تک ان کی کشتی ہوتی رہتی ہے۔ (بلا و مصیبت آنا چاہتی ہے اور دعا اسے روکتی رہتی ہے)۔ اسے بزار، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا يَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ'' قضاء کو سوائے دعا کے کوئی شی ٹال نہیں سکتی اور نیکی کے سوا کوئی چیز عمر میں اضافہ نہیں کر سکتی۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اس سے اس کا فضل مانگا جائے اور افضل عبادت (اللہ سے) فراخی و خوشحالی کا انتظار کرنا ہے۔ اسے ترمذی اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ'' دعا عبادت کا مغز ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں ایسی چیز

کی طرف رہنمائی نہ فرماؤں جو تمہیں تمہارے دشمنوں سے نجات دلائے اور تمہارے رزق وسیع کرے؟ (وہ یہ ہے کہ) اپنی راتوں اور اپنے دنوں میں اللہ تعالیٰ سے (1) دعا کرتے رہا کرو۔ "فَاِنَّ الدُّعَآءَ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ" اس لئے کہ دعا بندہ مومن کا اسلحہ ہے۔ اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے۔

ترغیب

دعا کن الفاظ سے شروع کی جائے؟ اسم اعظم کیا ہے؟

حدیث: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہما اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کو یوں دعا کرتے ہوئے سماعت فرمایا: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" (ترجمہ: "اے میرے رب! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ان الفاظ کے وسیلہ سے کہ میں شہادت دیتا ہوں، تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اکیلا ہے، تو وہ بے نیاز ہے جس نے کسی کو نہیں جنا اور نہ کسی نے اسے جنا، اور جس کا کوئی بھی ہمسر نہیں ہے")۔ یہ سن کر سید العالمین ﷺ نے فرمایا: تم نے اس اسم اعظم (2) کے وسیلہ سے دعا کی ہے، جس کے وسیلہ سے مانگا جائے تو ملتا ہے اور دعا کی جائے تو قبول فرمائی جاتی ہے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا اور حاکم نے فرمایا: بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو کہہ رہا تھا: "یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" (اے عزت و عظمت اور بزرگی والے مولیٰ!) تو آپ ﷺ نے فرمایا: "قَدِ اسْتُجِیْبَ لَكَ فَسَلْ" تیری دعا قبول فرمائی گئی ہے۔ اب مانگ (جو مانگنا چاہتا ہے)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو اس شخص کے ساتھ مقرر فرمایا گیا ہے جو کہتا ہے: "یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ" (اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے)۔ جو شخص یہ الفاظ تین مرتبہ کہے، یہ فرشتہ اسے کہتا ہے: "اِنَّ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ قَدْ اَقْبَلَ عَلَیْكَ فَسَلْ" بے شک ارحم الراحمین تیری جانب (اپنی رحمت کے ساتھ) توجہ فرما ہے۔ مانگ لے (جو چاہتا ہے)۔ حاکم۔

---

(1) قبولیت دعا کے لئے دعا کے اول، آخر اور درمیان میں درود پاک پڑھ لینا چاہیے۔ (مترجم)

(2) یعنی ان الفاظ مذکورہ میں اسم اعظم ہے۔ جس کے وسیلہ سے سوال کیا گیا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ یا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اسم اعظم ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (ایک دفعہ) نبی کریم ﷺ ابو عیاش زید بن صامت زرقی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے جبکہ وہ نماز پڑھ کر یہ دعا کر رہے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ'' (اے میرے پالنے والے! میں تیری بارگاہ میں ان الفاظ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ صرف تیرے لئے ہی حمد ہے، تیرے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں۔ اے نافرمانوں پر بھی نظر عنایت فرمانے والے، اے بن مانگے دینے والے، اے آسمانوں اور زمین کو بغیر نمونہ کے تخلیق فرمانے والے، اے عزت و بزرگی کے مالک) اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَقَدْ سَاَلْتَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰی'' تم نے اللہ کے اس اسم اعظم کے وسیلے سے سوال کیا ہے، کہ جب اس کے وسیلہ سے دعا کی جائے تو اللہ قبول فرماتا ہے اور جب کچھ مانگا جائے تو عطا فرماتا ہے۔

اسے امام احمد، ابن ماجہ نے روایت کیا۔ الفاظ امام صاحب کے ہیں۔ علاوہ ازیں ابوداؤد، نسائی، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا۔ ان چاروں نے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کے الفاظ بھی زائد کئے ہیں۔ حاکم نے اسے برشرط مسلم صحیح بتایا اور اپنی ایک روایت میں یہ الفاظ زائد روایت کئے: ''اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ'' (میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور آگ سے تیری پناہ مانگتا ہوں)۔

حدیث: حضرت سری بن یحییٰ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی طے کے ایک صاحب سے روایت کرتے ہیں اور ان کے لئے دعائے خیر بھی فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں: انہوں نے فرمایا: مَیں اللہ عزوجل سے سوال کیا کرتا تھا کہ مجھے اپنا وہ اسم دکھادے جس کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر مَیں نے آسمان کے ستاروں میں لکھا ہوا دیکھا: ''یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ'' (ترجمہ گذر چکا ہے)۔

اسے ابو علی نے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو بندہ ان پانچ کلمات کے ساتھ دعا کرے وہ جو چیز بھی اللہ سے مانگے گا، اللہ اسے عطا فرمائے گا: ''لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ'' ''لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ'' ''لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ'' ''وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' ''لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کی اور اس کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے علاوہ کوئی لائق پرستش نہیں ہے، اور نیکی اختیار کرنے کی ہمت اور گناہوں سے بچنے کی قوت وہی دے سکتا ہے)۔

اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اعظم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (بقرہ:163) ترجمہ: ''اور تمہارا معبود ایک ہی معبود

ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی بڑی رحمت والا بڑا مہربان ہے'')۔ اور اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ ؕ (آل عمران) ترجمہ: ''اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو خود ہمیشہ زندہ، اوروں کو قائم رکھنے والا ہے''۔

اسے ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمارہے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ بِاسۡمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الۡمُبَارَكِ الۡاَحَبِّ اِلَيۡكَ الَّذِیۡ اِذَا دُعِيۡتَ بِهٖ اَجَبۡتَ وَاِذَا سُئِلۡتَ بِهٖ اَعۡطَيۡتَ وَاِذَا اسۡتُرۡحِمۡتَ بِهٖ رَحِمۡتَ وَاِذَا اسۡتُفۡرِجۡتَ بِهٖ فَرَّجۡتَ'' (ترجمہ: ''اے میرے پالنہار! میں تجھ سے تیرے اس نام کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں جو طاہر، طیب، برکت والا، تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ جب اس کے وسیلہ سے دعا کی جائے تو تو قبول فرماتا ہے۔ جب اس کے طفیل تجھ سے سوال کیا جائے تو تو پورا فرمادیتا ہے۔ جب اس کے صدقہ سے تجھ سے رحم کی استدعا کی جائے تو تو رحم فرماتا ہے اور جب اس کے ذریعے تجھ سے مشکلات سے رہائی مانگی جائے تو تو مشکلات کھول دیتا ہے'')۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک روز سید عالم ﷺ فرمانے لگے: اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا وہ نام بتادیا ہے جس کے وسیلہ سے دعا مانگی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے؟ فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر صدقے واری ہوجائیں، مجھے بھی سکھادیں۔ فرمایا: وہ تمہیں بتانے کا نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ! کہتی ہیں: میں اٹھ کر چلی گئی اور کچھ دیر الگ بیٹھی رہی، پھر اٹھ کر آئی اور آپ کے سرانور کو بوسہ دیا۔ پھر آپ ﷺ سے گذارش کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ وہ نام مجھے بھی سکھادیں۔ ارشاد فرمایا: اے عائشہ! وہ نام اس عظمت کا حامل ہے کہ میں تمہیں بتانا مناسب نہیں سمجھتا۔ اس کی شان یہ ہے کہ اس کے وسیلہ سے دنیا کی چیز نہ مانگی جائے۔ سیدہ ام المومنین فرماتی ہیں: میں نے اٹھ کر وضو کیا۔ پھر دو رکعت نفل ادا کئے۔ پھر خود ہی ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنے لگی: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَدۡعُوۡكَ اللّٰهَ، وَاَدۡعُوۡكَ الرَّحۡمٰنَ، وَاَدۡعُوۡكَ الۡبَرَّ الرَّحِيۡمَ، وَاَدۡعُوۡكَ بِاَسۡمَآئِكَ الۡحُسۡنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمۡتُ مِنۡهَا وَمَا لَمۡ اَعۡلَمۡ، اَنۡ تَغۡفِرَ لِیۡ وَتَرۡحَمَنِیۡ'' (ترجمہ: ''میرے پروردگار! میں تجھ اللہ سے دعا کرتی ہوں، تجھ رحمٰن سے دعا کرتی ہوں، میں تجھ احسان فرمانے والے رحیم سے دعا گو ہوں۔ میں تیرے تمام خوبصورت ناموں کے وسیلہ سے دعا کرتی ہوں جن کو میں جانتی ہوں اور جن کو نہیں جانتی کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے'')۔ فرماتی ہیں: یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ ہنس پڑے۔ پھر فرمایا: ''اِنَّهٗ لَفِی الۡاَسۡمَآءِ الَّتِیۡ دَعَوۡتِ بِهَا'' بے شک وہ (اسم اعظم) (1) انہیں ناموں میں موجود ہے جن کے وسیلہ سے تم نے دعا کی ہے۔

(1) مذکورہ فی الباب احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی نام کو اسم اعظم کے طور پر مخصوص نہیں فرمایا: البتہ غور کرنے سے کہا جاسکتا ہے کہ شاید لا الہ الا اللہ کے الفاظ میں ہو کیونکہ جن احادیث میں اسم اعظم کا ذکر ہے ان میں یہ الفاظ زیادہ استعمال ہوئے ہیں۔ اللہ ورسولہ اعلم۔ اپنے ناموں میں خداوند عالم نے اسم اعظم کو اس لئے پوشیدہ رکھا ہے کہ سارے ہی ناموں کو ذکر کیا جاتا رہے۔ جیسا کہ لیلۃ القدر کو پوشیدہ رکھا گیا ہے اور جیسا کہ موت اور قیامت کا وقت نہیں بتایا گیا تاکہ اہل ایمان لیلۃ القدر کو دیگر تمام راتوں میں تلاش کرتے اور اللہ کی عبادت کرتے رہیں۔ اسی طرح موت اور قیامت کا ڈر بھی انسان کو بدیوں سے روکتا اور راہ راست پر رکھتا ہے۔ (مترجم)

اس کو ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ (مسجد میں) تشریف فرما تھے کہ ایک شخص اندر آیا اور نماز پڑھ کر دعا کرنے لگا: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے نمازی! تم نے بہت جلد بازی کی۔ جب نماز پڑھ چکو تو آرام سے بیٹھ جاؤ، اللہ کی شان کے لائق اس کی حمد کرو اور مجھ پر درود پڑھو پھر اللہ سے دعا کیا کرو (قبول ہوگی) راوی فرماتے ہیں: اس کے بعد پھر ایک اور آدمی نے آکر نماز ادا کی، پھر اللہ کی حمد کی، اور نبی اکرم ﷺ پر درود پاک پڑھا۔ یہ سن کر نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''اَیُّھَا الْمُصَلِّی ادْعُ تُجَبْ'' اے نمازی! (جو چاہے) دعا مانگ کہ اب قبول فرمائی جائے گی۔

اسے امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ امام ترمذی کے ہیں اور آپ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت ذوالنون (مچھلی والے پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا یہ تھی جب انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں دعا فرمائی تھی: لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ ۖ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (انبیاء:87) ترجمہ: '' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ بے شک میں ہی زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں''۔ کوئی مسلمان بندہ ان الفاظ کے ساتھ کسی بھی چیز کے بارے میں دعا کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے قبول فرماتا ہے۔

اسے امام ترمذی نے اور نسائی و حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔ اور اپنی ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد کئے ہیں: ''(اس کے بعد) ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ خاص تھی یا سب اہل ایمان کے لئے عام ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ عزوجل کا فرمان نہیں سنا؟ (کہ فرماتا ہے)۔ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَکَذٰلِکَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ(1) (انبیاء:88) ترجمہ: ''تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات بخشی۔ اور اسی طرح ہم نجات دیں گے اہل ایمان کو''۔

---

(1) حضرت یونس بن متی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آٹھ سو سال قبل عراق میں دریائے دجلہ کے کنارے شہر نینوا میں آباد ایک سرکش و ظالم قوم کی طرف مبعوث فرمائے گئے تھے۔ عرصہ دراز تک تبلیغ فرمائی مگر کوئی فرد مسلمان نہ ہوا۔ تب آپ علیہ السلام نے عذاب کی بددعا کی اور حکم الٰہی کا انتظار کئے بغیر اس ظالم قوم کے علاقے سے نکل گئے۔ راستہ میں دریا میں کشتی پر سوار ہوئے۔ وزن زیادہ تھا۔ کشتی ہچکولے کھانے لگی تو آپ نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ بحکم الٰہی ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا۔ چالیس روز تک اس کے پیٹ میں رہے پھر یہ دعا کی جو حدیث میں ہے اور اسے قرآن پاک میں سورہ انبیاء آیت 87 سترھویں پارہ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہیں مچھلی کے پیٹ سے رہائی ملی۔ آیت 88 میں اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ جو بھی مومن یہ دعا کرے گا ہم اسے مصائب و آلام سے نجات دیں گے۔ سید عالم ﷺ کا فرمان بھی یہی ہے۔ حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کا تفصیلی واقعہ دیکھنا چاہیں تو سورہ یونس آیت نمبر 98 اور سورہ انبیاء آیت 87-88 کے تحت ملاحظہ فرما لیں۔ (مترجم)

حدیث: ام المومنین اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ کہتا ہے: یَارَبِّ یَارَبِّ یَارَبِّ تو اللہ فرماتا ہے: اے میرے بندے! میں تیرے سامنے موجود ہوں۔ ''سَلْ تُعْطَ'' مانگ، تجھے عطا فرمایا جائے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے اسی طرح مرفوعاً اور حضرت انس رضی اللہ عنہ پر موقوفاً بھی روایت کیا ہے۔

ترغیب

سجدہ کی حالت میں، نمازوں کے بعد اور رات کے پچھلے پہر دعا کرنا

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَقْرَبُ مَایَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ'' بندہ اپنے رب عزوجل کے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ لہٰذا تم سجدے کی حالت میں خوب دعا کیا کرو۔ (غالباً اس سجدے سے مراد نماز کا سجدہ نہیں ہے)۔

مسلم، ابوداوٗد، نسائی۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا پروردگار ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) جبکہ رات کا آخری تہائی حصہ باقی ہوتا ہے۔ پھر فرماتا ہے: ''مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْئَلُنِيْ فَاُعْطِيَهٗ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَلَهٗ'' ہے کوئی جو مجھ سے دعا کرے، تو میں قبول فرمالوں؟ ہے کوئی جو مجھ سے مانگے، میں عطا کروں؟ ہے کوئی جو مجھ سے گناہوں کی بخشش طلب کرے تو میں اس کی مغفرت فرمادوں؟

اسے امام مالک، بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہم نے روایت فرمایا ہے۔ اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے: ''جب نصف یا دو تہائی رات گذر چکتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے: کوئی سائل ہے کہ اسے عطا فرمایا جائے؟ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول فرمائی جائے؟ کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دیا جائے؟ یہاں تک پو پھوٹ پڑتی ہے''۔

حدیث: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی محترم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: رات کے درمیانی حصہ میں بندہ اپنے رب کے بہت قریب ہوتا ہے۔ ''فَاِسْتَطَعْتَ اَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَّذْكُرُ اللّٰهَ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ'' لہٰذا اگر تجھ سے ہوسکے کہ اس گھڑی اللہ کا ذکر کرنے والوں میں سے ہو جائے تو ہو جا۔

اسے ابوداوٗد، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حاکم کہتے ہیں کہ بر شرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ! کون سی دعا زیادہ سنی

جاتی ہے؟ (جلد اور زیادہ قبول ہوتی ہے؟) ارشاد فرمایا: ''جَوْفَ اللَّیْلِ الْآخِیْرَ وَدُبُرَ الصَّلَوٰتِ الْمَکْتُوْبَاتِ'' رات کے آخری پہر میں اور فرض نمازوں کے بعد کی جانے والی دعا۔

اسے ترمذی نے روایت کر کے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

ترہیب

قبولیت دعا میں جلد بازی کرنا اور یوں کہنا کہ ''میں نے دعا کی مگر قبول ہی نہ ہوئی''

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر کسی کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ جلد بازی نہ کرے کہ (یوں نہ) کہنے لگے: ''دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ'' میں نے دعا تو کی تھی لیکن قبول ہی نہیں ہوئی (بے صبری کا اظہار کرنے لگے)۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور مسلم و ترمذی کی ایک روایت میں ہے: ''بندے کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے بشرطیکہ گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے جب تک کہ وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرنے لگے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا: کہنے لگے کہ میں نے دعا کی، میں نے دعا مانگی مگر میں نے اپنے حق میں قبول ہوتی نہیں دیکھی۔ حتیٰ کہ اس وقت مایوسی کا شکار ہو جائے اور دعا مانگنا چھوڑ بیٹھے''۔ (یہی مفہوم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کا بھی ہے جسے امام احمد اور ابویعلیٰ نے روایت کیا)۔

ترہیب

بوقت دعا نمازی کا سر کو آسمان کی طرف اٹھانا اور غفلت کی حالت میں دعا کرنا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو نماز میں دعا کرتے وقت اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھانے سے رک جانا چاہیے ''اَوْلَیَخْطَفَنَّ اللّٰہُ اَبْصَارَھُمْ'' وگرنہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں کو اُچک (1) لے گا۔

اسے مسلم و نسائی وغیرہما نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دل چیزوں کو اپنے اندر محفوظ کرنے والے ہوتے ہیں اور بعض دل دوسروں سے زیادہ یادداشت رکھتے ہیں۔ لہٰذا اے لوگو! جب تم اپنے اللہ

(1) آسمان کی طرف سر اٹھا کر دعا کرنے کی ممانعت صرف نماز کی حالت میں ہے جیسا کہ دوران نماز ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کر سکتے۔ ورنہ بیرون نماز سر اٹھانا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے کہ آسمان قبلہ دعا ہے۔ (مترجم)

عزوجل سے دعا کرو تو اس حال میں کرو کہ تمہیں قبولیت کا پورا پورا یقین ہو۔ "فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ لِعَبْدٍ دَعَاهُ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ غَافِلٍ" اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی دعا قبول نہیں فرماتا جو غافل ہو کر دل کے اوپر اوپر سے دعا کرتا ہو۔

اسے امام احمد نے باسناد حسن روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نبی کائنات ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے اس حال میں دعا مانگا کرو کہ تمہیں قبولیت کا پورا یقین ہو۔ اور جان لو کہ بے پروا غفلت میں ڈوبے دل کی دعا اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے اسے مستقیم الاسناد قرار دیا۔

ترہیب

انسان کا اپنی جان، اولاد، خادم یا مال کے لئے بددعا کرنا

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی جانوں پر بددعا نہ کرو۔ اپنی اولاد پر بددعا نہ کرو، اپنے نوکروں چاکروں کے لئے بددعا نہ کرو اور اپنے اموال کے لئے بددعا نہ کیا کرو۔ اللہ سے اس خاص ساعت میں (اپنی بددعا کو) موافق نہ کرلو جس میں منہ مانگا مل جاتا ہے کہ کہیں تمہاری یہ بددعا قبول ہو جائے (اور پھر پچھتاتے پھرو)۔

اسے مسلم، ابوداؤد اور ابن حبان وغیرہم نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ نمبر 1 مظلوم کی دعا، نمبر 2 مسافر کی دعاء اور نمبر 3 باپ کی اپنے بیٹے کے خلاف دعا۔ (اسی طرح اولاد کے حق میں بھی)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔

حدیث: اور ابن ماجہ نے حضرت ام حکیم (بنت ودواع خزاعیہ) سے روایت کی۔ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: باپ کی دعا (اولاد کے خلاف یا حق میں) حجاب (قبولیت) تک پہنچتی ہے۔

ترغیب

حضور نبی دو جہاں ﷺ پر درود (1) کی کثرت

ترہیب

ذکر رسول ﷺ سن کر درود نہ پڑھنا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا" جو بندہ مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

اسے امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ترمذی کی بعض روایات میں اس طرح ہے کہ: "جو شخص ایک دفعہ مجھ پر درود شریف پڑھے، اس کے بدلہ میں اللہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے"۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کائنات ﷺ نے فرمایا: جس کے سامنے میرا ذکر ہو۔ اسے مجھ پر درود بھیجنا چاہیے، "وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا" اور جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اس کے بدلے اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت فرمائے گا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ: "جس بندے نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس کے دس گناہ معاف کرے گا اور (جنت میں) اس کے دس درجے بلند فرمادے گا"۔

اسے امام احمد، نسائی، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ نسائی کے ہیں۔ حاکم کے الفاظ یہ ہیں: "جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا، اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرے گا اور اس کی دس خطائیں ساقط فرمادے گا"۔

---

(1) "درود" فارسی کا لفظ ہے، اس کے معنی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں صلوۃ وسلام پیش کرنا ہیں۔ اور صلوۃ وسلام کے معنی ہیں رحمت وسلامتی۔ اب اگر یہ الفاظ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف منسوب ہوں تو معنی ہوگا رحمت وسلامتی نازل فرمانا۔ اور اگر مخلوق کی طرف نسبت کی جائے تو مطلب ہوگا حضور نبی اکرم ﷺ پر رحمت وسلامتی کے نزول کی اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کرنا۔ بندوں کو ان کے خالق و مالک نے اپنے پاک کلام میں اس وظیفہ عظیمہ کا حکم بڑے عظیم الشان انداز میں دیا ہے۔ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (احزاب:56)

ترجمہ: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں پیغمبر اعظم پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور سلام خوب بھیجا کرو"۔

علماء فرماتے ہیں: ہر مسلمان پر عمر میں کم از کم ایک مرتبہ درود پاک پڑھنا فرض ہے۔ ہر ایسی محفل میں جہاں بار بار سید عالم ﷺ کا نام نامی لیا جائے ایک بار درود پڑھنا واجب اور ہر بار مستحب ہے۔ نماز کے قعدہ اخیرہ میں احناف کے ہاں سنت موکدہ یا واجب ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض ہے۔ درود پاک اصالۃً صرف نبی کریم ﷺ پر یا ملائکہ پر پڑھ سکتے ہیں کسی اور پر نہیں البتہ حضور سرور عالم ﷺ کے تابع ہو کر باقی دیگر حضرات پر بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ (مترجم)

حدیث: طبرانی نے صغیر اور اوسط میں اسے روایت کیا، جس کے الفاظ یہ ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرے گا۔ جس نے مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھا، اللہ اس پر سو مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ اور جس نے مجھ پر ایک سو مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (یعنی پیشانی پر) منافقت سے براءت اور نارِ جہنم سے نجات لکھ دے گا اور روزِ محشر اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے ساتھ رہائش عطا فرمائے گا۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (ایک روز) رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ مَیں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ حتیٰ کہ آپ ایک کھجوروں کے باغ میں داخل ہوئے اور سجدہ فرمایا۔ پھر آپ کا سجدہ اتنا لمبا ہو گیا کہ مجھے خوف ہوا یا میں ڈر گیا کہ شاید اللہ نے آپ کو وفات دے دی یا آپ کی روح انور قبض فرمالی ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں آگے بڑھا کہ دیکھوں تو آپ ﷺ نے سرِ انور اٹھایا اور ارشاد فرمایا: اے عبدالرحمٰن! کیا بات ہے؟ کہتے ہیں: مَیں نے اپنے خدشے کا ذکر کیا۔ کہتے ہیں: آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر مجھ سے بیان کیا کہ کیا مَیں آپ کو خوشخبری نہ دوں کہ اللہ عزوجل نے فرماتا ہے: جو آپ پر درود پڑھے گا، مَیں اس پر رحمتیں نازل فرماؤں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا، مَیں اس کو سلامتی عطا فرماؤں گا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ زائد کئے: ''اس لئے مَیں اللہ کی بارگاہ میں سجدہ شکر میں گر گیا''۔

اسے امام احمد و حاکم نے روایت کیا۔ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: ابن ابی الدنیا اور ابویعلیٰ نے اسے روایت کیا۔ ابویعلیٰ کے الفاظ ہیں: فرماتے ہیں: ہم میں سے پانچ یا چار حضرات رسول اللہ ﷺ سے الگ نہیں ہوتے تھے۔ ان اصحاب النبی کا کام رسول اللہ ﷺ کی رات دن کی بعض ضروریات میں آپ کی خدمت کرنا ہوتا تھا۔ کہتے ہیں: مَیں حاضر خدمت ہوا جبکہ آپ کہیں باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ مَیں بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ اشراف کے باغوں میں سے ایک باغ میں آپ نے داخل ہو کر نماز ادا فرمائی۔ پھر ایک سجدہ کیا۔ سجدہ اتنا طویل ہو گیا کہ میں رونے لگا اور (اپنے دل میں) کہنے لگا: اللہ نے آپ کی روح مبارک قبض فرمالی ہے۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور مجھے پاس بلا کر فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے سجدہ اتنا طویل فرمایا کہ میں کہنے لگا: اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک قبض فرمالی ہے اور مَیں اب کبھی آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ یہ سن کر ارشاد فرمایا: مَیں نے اپنے رب کی بارگاہ میں اس انعام کے شکریہ میں سجدہ کیا جو اس نے مجھ پر میری امت کی طرف سے کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ میری امت میں سے جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا۔ اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا۔

ابویعلیٰ کے الفاظ ہیں کہ ابن ابی الدنیا نے کہا: ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل

فرمائے گا‘‘۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت والے نبی ﷺ نے فرمایا: جو بندہ مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں تحریر فرمائے گا۔ دس گناہ مٹا دے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔ اور یہ ایک مرتبہ درود پڑھنا اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہو گا۔

اسے ابن ابی عاصم نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت براء کے غلام سے روایت کیا۔ جس نے ان سے سماعت نہیں کی۔ (اسی کے قریب مفہوم ہے اس حدیث کا جو نسائی، طبرانی اور بزار نے حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت کی)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: جب تم مؤذن کو اذان کہتے ہوئے سنو تو اسی طرح تم بھی کہو جیسے وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو (1)، کیونکہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد میرے لئے وسیلہ کی دعا کرو کہ یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی بندے کے شایانِ شان ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ ’’فَمَنْ سَاَلَ اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ‘‘ اب جس نے اللہ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کیا، اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔

مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں: جو بندہ نبی سرور ﷺ پر ایک دفعہ درود پڑھے، ’’صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ سَبْعِيْنَ مَرَّةً‘‘ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ستر مرتبہ رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ستر مرتبہ نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں)۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک روز رسول اللہ ﷺ نے اتنی خوش باش

---

(1) اذان کے بعد درود پاک پڑھنا صراحۃً حضور انور ﷺ کے فرمان سے معلوم ہوا اور اذان سے پہلے درود پڑھنے کی نفی کسی حدیث میں مذکور نہیں جو دلیل جواز ہے۔ البتہ پہلے یا بعد درود اور اذان میں معقول وقفہ ہونا چاہیے۔ مؤذن کی اذان کا جواب کیسے دینا ہے؟ اس کے لئے مسلم اور ابوداؤد کی حدیث ملاحظہ فرمالیں۔ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤذن ’’اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ‘‘ کہے تو تم میں سے بھی کوئی ’’اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ‘‘ کہے۔ پھر وہ ’’اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ‘‘ کہے یہ بھی ’’اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ‘‘ کہے۔ جب مؤذن ’’اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ‘‘ کہے تو یہ بھی ’’اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ‘‘ کہے۔ پھر وہ ’’حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ‘‘ کہے، یہ ’’لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ‘‘ کہے۔ وہ جب ’’حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ‘‘ کہے۔ یہ ’’لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ‘‘ کہے۔ وہ ’’اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ‘‘ پڑھے تو یہ بھی ’’اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ‘‘ پڑھے اور جب مؤذن ’’لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ‘‘ کہے تو یہ بھی ’’لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ‘‘ پڑھے۔ یہ کلمات اذان دل سے یقین کے ساتھ کہے تو جنت میں داخل ہو گا۔ مسلم، ابوداؤد۔ (مترجم)

صبح کی کہ خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ انور پر نظر آتے تھے۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آج تو صبح ہی صبح آپ بہت خوش ہیں کہ آثار مسرت چہرہ مبارکہ پر نمایاں ہیں؟ (کیا وجہ ہے؟) ارشاد فرمایا: ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔ میرے رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) میرے پاس آیا اور اس نے کہا: آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ پر ایک بار درود بھیجے گا، اس کے بدلہ میں اس کے لئے اللہ تعالیٰ دس نیکیاں لکھے گا۔ اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔ اور اسے اس کی مثل جواب دے گا۔

اسے امام احمد ونسائی نے روایت کیا۔ (ابن حبان وطبرانی کی حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ ابھی ابھی جبریل اپنے رب عزوجل کی طرف سے میرے پاس آئے اور بیان کیا (اللہ فرماتا ہے) سطح زمین پر جو مسلمان بھی آپ پر ایک درود بھیجے گا، مَیں اور میرے فرشتے اس پر دس مرتبہ رحمت اتاریں گے۔

اسے طبرانی نے ابوظلال سے روایت کیا۔ ابوظلال ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ایک فرشتہ مقرر ہے جو اس کا درود مجھ تک پہنچاتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا؛ اللہ کے کئی فرشتے زمین میں سیر کرنے والے ہیں جو میری امت کے سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ (معلوم ہوا کہ اس مقدس ڈیوٹی پر ایک نہیں لاتعداد فرشتے متعین ہیں)۔

اسے نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ پر درود پڑھو "فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ" کیونکہ تمہارا درود مجھ کو پہنچ جاتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی مجھ پر درود پڑھے، مجھے اس کا درود پہنچتا ہے اور مَیں اس کے لئے دعا کرتا ہوں (قربان جائیں اس وفاداری پر) میری اس دعا کے علاوہ اس کے لئے دس نیکیاں بھی لکھ دی جاتی ہیں۔

اسے طبرانی نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی اعتراض نہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جو بھی کوئی مجھ پر سلام پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح میری طرف لوٹا تا ہے(1) یہ حتی کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اسے امام احمد وابوداؤد نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نے میرے مزار پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے، اسے اللہ نے (نہ صرف انسانوں بلکہ تمام) مخلوق کے ناموں کا علم عطا فرمایا ہوا ہے۔ اب جو کوئی قیامت تک مجھ پر درود پڑھے گا، وہ فرشتہ درود پڑھنے والے کا اور اس کے باپ کا نام مجھے پہنچائے گا۔ (عرض کرے گا) ''هٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰى عَلَيْكَ'' فلاں کے بیٹے فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

اسے بزار اور ابوالشیخ ابن حبان نے روایت کیا۔ ابن حبان کے الفاظ اس طرح ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اس نے مخلوقات کے ناموں کا علم عطا فرما رکھا ہے۔ جب میں وصال کر جاؤں گا تو وہ میری قبر پر کھڑا ہوگا۔ پھر جب بھی کوئی مجھ پر درود پڑھے گا تو وہ عرض کرے گا: یا محمد ﷺ! فلاں بن فلاں نے آپ پر درود(1) بھیجا ہے۔ فرمایا: پھر رب تبارک وتعالیٰ اس بندے پر اس کے ایک مرتبہ درود کے بدلے میں دس مرتبہ رحمت بھیجے گا''۔

طبرانی نے بھی کبیر میں ایسی ہی روایت کی ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً'' قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا، جو سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھنے والا ہوگا۔

اسے امام ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آپ فرما رہے تھے: جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فرشتے اس وقت تک اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ درود پڑھتا رہتا ہے۔ اب بندے کی اپنی مرضی، چاہے تو اس صلوٰۃ ملائکہ کو اپنے لئے کم رہنے دے، چاہے تو زیادہ کر لے۔

اسے امام احمد، ابوبکر بن شیبہ اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

---

(1) یہاں روح سے مراد جان نہیں بلکہ توجہ ہے۔ دو وجہ سے نمبر 1 چونکہ دنیا میں ہر وقت لاکھوں کروڑوں مسلمان درود پڑھتے ہیں، اگر مراد جان ہو تو لازم آئے گا کہ ایک دن میں لاکھوں مرتبہ روح نکالی اور داخل کی جائے۔ نمبر 2 حضور سید العالم ﷺ بعد از وفات حیات دائمی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی روح انور جسد اطہر سے جدا نہیں ہوتی۔ جس پر دلائل کے انبار ہیں۔ اور روح سے مراد جان ہو تو لازم آئے گا کہ کبھی زندہ ہوں اور کبھی مردہ، معاذ اللہ۔ (مترجم)

(1) سبحان اللہ! دربان کے علم وقوت سماعت کا یہ حال ہے تو آقا ﷺ کے لئے اسے تسلیم نہ کرنا کون سا ایمان کا جزو ہے؟

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا؟ (مترجم)

حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب رات کا چوتھا حصہ گذر جاتا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو جاتے۔ ارشاد فرماتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو۔ اللہ کو یاد کرو۔ تھرتھرا دینے والی (قیامت) آنے والی ہے۔ اور اس کے پیچھے آنے والی (نفخہ ثانیہ، جس سے تمام مخلوق زندہ کی جائے گی) بھی آ رہی ہے۔ موت آ گئی اپنی تمام تر سختیوں کے ساتھ۔ موت آ گئی تمام شدتوں کے ساتھ۔ (موت سر پر کھڑی ہے) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَیں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں بہت دعا کیا کرتا ہوں۔ اپنی دعا میں آپ پر درود کتنا پڑھا کروں؟ ارشاد فرمایا: جتنا تم چاہو پڑھو۔ میں عرض گذار ہوا۔ ایک چوتھائی پڑھ لیا کروں؟ ارشاد فرمایا: تمہاری مرضی، لیکن اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ فرماتے ہیں: مَیں نے عرض کیا: دو تہائی ارشاد فرمایا: جتنا تم چاہو، لیکن اس سے بھی زیادہ پڑھو تو تمہارے لئے اچھا ہے۔ مَیں نے عرض کی: نصف کرلوں؟ فرمان ہوا: جتنا چاہو، اور اس سے بھی زیادہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہی ہوگا۔ عرض کیا؛ مَیں اپنی ساری دعاؤں کا وقت آپ پر درود پڑھنے کے لئے (وقف) کر لیتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: ''اِذًا یُکْفٰی هَمُّكَ وَيُغْفَرَ لَكَ ذَنْبُكَ'' پھر تو تمہارے غموں کی کفایت فرمائی جائے گی (غم دور ہو جائیں گے) اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اسے امام احمد، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور امام احمد کی انہی سے مروی ایک روایت میں یوں ہے کہ: ''فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ارشاد فرماتے ہیں، اگر مَیں (اپنی دعا مناجات کا) سارا وقت آپ پر درود بھیجنے کے لئے وقف کرلوں؟ ارشاد فرمایا: جب تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں تمہارے دنیا و آخرت کے غموں کی کفایت فرمائے گا''۔ اس کی اسناد جید ہے۔ (اسی مفہوم کی حضرت محمد بن یحییٰ سے مروی حدیث طبرانی نے باسناد حسن روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ روزانہ مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے گا، اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے گا۔

اسے ابو حفص بن شاہین نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو کاہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جس شخص نے میری محبت میں اور میری ملاقات کے شوق سے سرشار ہو کر ہر رات تین دفعہ اور ہر دن تین مرتبہ مجھ پر درود پڑھا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کے اس رات اور اس دن کے گناہ بخش دے۔

اسے ابن ابی عاصم اور طبرانی نے ایک طویل حدیث میں روایت کیا۔ مگر طبرانی کے الفاظ میں ہے: ''اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کے ایک مرتبہ درود پڑھنے کے بدلہ میں اس کے ایک سال کے گناہ بخش دے''۔ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ منکر ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ہو، اسے چاہیے کہ اپنی دعا میں یوں کہے: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ'' (اے اللہ! اپنے بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ پر درود نازل فرما اور اہل ایمان مردوں عورتوں اور مسلمان مردوں عورتوں پر رحمت نازل کر)۔ کیونکہ یہ الفاظ اس کے لئے زکوٰۃ ہیں (بجائے صدقہ کے ہیں یا اس کے گناہوں سے پاک کرنے والے ہیں)۔ اور ارشاد فرمایا کہ مومن نیکی کے کام کر کر کے سیر نہیں ہوتا حتی کہ آخر کار جنت میں جا پہنچتا ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں دراج عن الھیثم کے طریق سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔ کیونکہ یہ دن ملائکہ کے حاضر ہونے کا ہے۔ اس روز ملائکہ رحمت نازل ہوتے ہیں۔ اور جو کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے، اس کے فارغ ہونے تک اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا رہتا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: آپ کے وصال فرما جانے کے بعد بھی؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: (ہاں، اس لئے کہ) ''اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَأْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ'' اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں (1) کو کھائے۔

اسے ابن ماجہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر جمعہ کے دن مجھ پر بہت زیادہ درود پڑھا کرو۔ کیونکہ ہر جمعہ کے دن مجھ پر میری امت کا درود پیش کیا جاتا ہے لہٰذا جو بندہ مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا، وہی درجے کے لحاظ سے سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔

اسے بیہقی نے مکحول کے علاوہ اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ کہا جاتا ہے کہ مکحول کی ابوامامہ سے سماعت نہیں۔

حدیث: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا فرمائے گئے، اسی میں ان کی روح مبارک قبض ہوئی، اسی میں نفخہ قیامت ہوگا اور اسی دن میں دوبارہ اٹھنے کا حادثہ ہوگا۔ لہٰذا تم اس دن میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ انتقال فرمانے کے بعد قبر انور میں مدفون ہو چکے ہوں گے؟ اس پر سید عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کو کھائے۔

اسے امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ نیز حاکم نے صحیح کہا۔

---

(1) اللہ کے سب ہی نبی علیہم الصلوات والتسلیمات زندہ ہیں۔ اور ہمارے آقا ﷺ تو امام الانبیاء سید المرسلین ہیں۔ کیا خوب کہا مولنا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے۔

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ! میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے (ﷺ) (مترجم)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کہا: "جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّاهُوَ اَهْلُهٗ" (اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے حضور محمد مصطفےٰ ﷺ کو ایسی جزء عطا فرمائے جو ان کی شان کے لائق ہو) اس نے ستر لکھنے والوں (فرشتوں) کو ایک ہزار دن تک محنت میں ڈال دیا۔ (یعنی ستر فرشتے ایک ہزار دن تک اس کا اجر و ثواب لکھتے رہیں گے)۔

اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: دو محبت رکھنے والے دوست آپس میں ایک دوسرے سے ملتے وقت ایک دوسرے کا استقبال کرتے ہوں اور اپنے نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہوں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (ابو یعلیٰ)

حدیث: حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جس بندہ نے کہا: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (اے ہمارے رب! حضرت محمد ﷺ پر درود نازل فرما اور قیامت کے روز ان کا مقام اپنے قریب فرما)۔ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

اسے بزار نے اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا۔ اس کی بعض اسناد حسن ہیں۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: لوگو! جب تم اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں نذرانہ درود پیش کرو تو خوبصورت درود پیش کیا کرو۔ تمہیں کیا معلوم، شاید وہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ فرماتے ہیں: حاضرین کہنے لگے: تو پھر آپ ہمیں خوبصورت سا درود سکھا دیں۔ فرمانے لگے: یہ پڑھا کرو: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ، اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ الْاٰخِرُوْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" (اے ہمارے مولا! اپنی درودیں، رحمتیں اور برکتیں سید المرسلین، امام المتقین خاتم النبیین محمد ﷺ پر نازل کر جو اچھائی کے امام اور نیکی کے رہنما ہیں، اور رسول رحمت ہیں۔ اے ہمارے رب! انہیں مقام محمود پر فائز فرما جس پر سب اگلے پچھلے لوگ رشک کریں۔ حضرت محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پاک پر درود بھیج جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود بھیجا بے شک تو ہی تعریف والا بزرگ ہے۔ اے ہمارے مالک! حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرمائی تھیں، یقیناً تو ہی تعریف والا بزرگی والا ہے)۔

اسے ابن ماجہ نے موقوفاً اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہر دعا محجوب رہتی ہے (درجہ قبولیت تک

نہیں پہنچتی) جب تک کہ حضرت محمد ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں موقوفاً روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ بعض نے اسے مرفوع بھی روایت کیا۔ موقوف زیادہ صحیح ہے۔

حدیث: اور اسے امام ترمذی نے ابو قرہ اسدی عن سعید بن المسیب عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک دعا زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے، اس کا کوئی حصہ بارگاہ الٰہی کی طرف نہیں بلند ہوتا جب تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھو۔

حدیث: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! میرے منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ ہم حاضر ہو گئے تو آپ ﷺ منبر کی پہلی سیڑھی پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا: آمین۔ (اے اللہ قبول فرما) جب دوسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب تیسری سیڑھی پر بلند ہوئے تو پھر فرمایا: آمین۔ پھر جب منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آج ہم نے آپ کی زبان مقدس سے وہ الفاظ سنے ہیں جو پہلے کبھی نہیں سنے تھے؟ (یعنی منبر پر چڑھتے وقت پہلے کبھی آپ نے یوں تین مرتبہ آمین نہیں کہا) حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: (مَیں پہلی سیڑھی پر چڑھا تو) جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جو ماہ رمضان پائے پھر اس کی مغفرت نہ ہو۔ اس پر میں نے کہا: آمین۔ جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو وہ بولے: تباہ ہو جائے وہ بندہ جس کے پاس آپ کا ذکر ہو پھر آپ پر درود نہ بھیجے۔ تو میں نے کہا: آمین۔ اور جب مَیں تیسری سیڑھی پر چڑھا۔ جبریل علیہ السلام نے (دعا کرتے ہوئے) کہا: ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جو اپنے والدین میں دونوں کو یا ایک (ماں یا باپ) کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور وہ اسے جنت میں داخل نہ کروائیں۔ اس پر میں نے کہا: آمین۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے (اور اسی مضمون کی حدیث حضرت مالک بن حسن سے ابن حبان نے اپنی صحیح میں، حضرت ابن عباس سے طبرانی نے، حضرت عبداللہ بن حارث سے بزار و طبرانی نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے ابن و خزیمہ و ابن حبان نے روایت کی)۔

حدیث: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو (ذلیل و رسوا ہوا ایسا آدمی) جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ خاک آلود ہو اس شخص کی ناک جس کے پاس ماہ رمضان فیض افشان ہوا پھر اس کی بخشش ہو جانے سے پہلے ہی گذر گیا۔ اور اس شخص کی ناک بھی خاک آلود ہو جائے جس نے اپنے پاس (اپنی زندگی میں) اپنے بوڑھے والدین کو پایا تو انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔ (نہ اس نے ان کی خدمت کی نہ یہ جنت کا حق دار بن سکا)۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا گیا پھر وہ مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا تو وہ (روز قیامت) جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ (یا جنت کا راستہ بھول گیا یعنی نام پاک نبی ﷺ سن کر درود شریف پڑھنا جنت کا راستہ ہے)۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اور طبرانی نے اسے مرسلاً بھی محمد بن حنفیہ سے روایت کیا ہے۔ (نیز ایسی ہی روایت ابن ماجہ وطبرانی وغیرہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہے)۔

حدیث: حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْبَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ'' بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا نام لیا گیا تو اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔

اسے نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا اور اس کی سند میں حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہما) کے الفاظ زائد کئے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک روز میں گھر سے چلا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لوگو!) کیا میں تمہیں لوگوں میں سے سب زیادہ بخیل نہ بتادوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں، یارسول اللہ ﷺ! ارشاد فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا پھر اس نے میرے اوپر درود نہ بھیجا، وہ لوگوں میں سب سے بڑا بخیل (1) ہے۔

اسے ابن ابی عاصم نے کتاب الصلوٰۃ میں علی بن یزید عن القاسم کے طریق سے روایت کیا ہے۔

---

(1) ''کتاب الدعا والاذکار'' میں جس قدر دعائیں مذکور ہوئیں اور ان کے علاوہ جتنی دعائیں انسان کرے سب کے اول وآخر بلکہ درمیان میں بھی درود پاک پڑھنا چاہیے تاکہ دعا جلد درجہ قبولیت حاصل کرلے۔ (مترجم)

کتاب البیوع وغیرہا

خرید وفروخت وغیرہ کا بیان

ترغیب

خرید وفروخت (1) کے ذریعے مال کمانا

حدیث: حضرت سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی ہدایت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص نے اس سے اچھا کھانا کبھی نہیں کھایا جو اس نے اپنے ہاتھوں کے عمل سے کما کر کھایا ہو۔ بے شک اللہ کے نبی حضرت داوٗد علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھوں کے عمل سے کما کر کھاتے تھے۔ (آپ زرہیں بنا کر فروخت فرماتے تھے)۔

اسے بخاری اور ابن ماجہ وغیرہما نے روایت کیا۔ ابن ماجہ کے الفاظ ہیں کہ فرمایا: ''مَاکَسَبَ الرَّجُلُ کَسْبًا اَطْیَبَ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ وَمَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَاَھْلِہٖ وَوَلَدِہٖ وَخَادِمِہٖ فَھُوَ صَدَقَۃٌ'' کسی آدمی نے کوئی کمائی نہیں کی جو اس کے ہاتھوں کے عمل کی کمائی سے زیادہ پاکیزہ ہو اور (اس کمائی سے) جو کچھ اپنی جان، اپنی زوجہ، اپنے بچوں اور اپنے خادموں پر خرچ کرے، وہ صدقہ ہوگا۔ (یعنی صدقے کا ثواب پائے گا)''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا لکڑیاں اکٹھی کرکے گٹھا اپنی پیٹھ پر لادنا (اور بیچ کر روزی کمانا) اُس کے لئے اس سے کہیں بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے۔ پھر وہ اسے دے یا انکار کردے۔

(امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی) (بخاری کی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے)۔

---

(1) خرید وفروخت یا تجارت یا بیع وشراء ہم معنی الفاظ ہیں یعنی مال کے بدلے مال کا لین دین کرنا۔ یہ بہت بابرکت اور پاکیزہ ذریعہ رزق ہے بشرطیکہ ایمانداری سے ہو۔ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر تجارت وغیرہ کے احکام کا بیان ہے۔ ارشاد ہے:

وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (بقرہ:275) ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام فرمایا''۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا (نساء:29)

ترجمہ: ''اے اہل ایمان! ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ مگر یہ کہ آپس کی رضامندی سے خرید وفروخت ہو۔ اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر مہربان ہے''۔

رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (نور:37)

ترجمہ: ''وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتی تجارت اور نہ خرید وفروخت اللہ کی یاد سے، نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ پلٹ جائیں گی''۔ (مترجم)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے اور کچھ مانگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز نہیں؟ عرض کی: کیوں نہیں، ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ ہم اوڑھتے اور کچھ نیچے بچھا لیتے ہیں۔ اور ایک پیالہ بھی ہے جس میں ہم (مَیں اور میرے اہل خانہ) پانی پیتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔ وہ گئے اور دونوں چیزیں لا کر پیش کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو اپنے دست مبارک میں پکڑ لیا اور فرمایا: ان دونوں کا کوئی خریدار ہے؟ ایک صاحب بولے: میں انہیں ایک درہم میں خرید لیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کوئی دے سکتا ہے؟ ایک اور صاحب عرض کرنے لگے: مَیں دو درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ ﷺ نے دونوں چیزیں انہیں دے دیں۔ اور دو درہم لے کر انصاری کو عطا فرمائے اور انہیں ارشاد فرمایا: ایک درہم کا کھانا خرید کر اپنے اہل خانہ کو دو اور دوسرے سے ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ انصاری کلہاڑی لے کر حاضر خدمت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ مبارک سے اس میں دستہ ٹھونکا پھر ارشاد فرمایا: اب جاؤ جا کر لکڑیاں کاٹو اور بیچو۔ اور پندرہ روز تک میں تمہیں نہ دیکھوں۔ (پندرہ روز تک یہ کام کرو پھر میرے پاس آنا) انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر حاضر بارگاہ ہوئے تو دس درہم ان کے پاس جمع ہو چکے تھے۔ انہوں نے کچھ سے کپڑا اور کچھ سے کھانا خریدا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "هٰذَا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تَجِيْءَ الْمَسْئَلَةُ نُكْتَةً فِيْ وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" یہ تمہارے لئے اس سے کہیں بہتر ہے کہ تمہیں قیامت کے دن تمہارا سوال کرنا اس حالت میں لے کر آئے کہ تمہارے چہرے پر (مانگنے کی ذلت کا) داغ ہو۔ الحدیث۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت سعید بن عمیر رضی اللہ عنہما اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا: کون سی کمائی زیادہ پاکیزہ ہے؟ ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کھانا۔ اور عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ وَكُلُّ كَسْبٍ مَبْرُوْرٍ (ایسی) ہر کمائی جو محبوب و مقبول ہو

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (بیہقی نے اسے سعید بن عمیر سے مرسلاً روایت کیا) (نیز اسی مضمون کی حدیث جمیع بن عمیر سے امام احمد، بزار اور طبرانی نے اور محمد بن عبداللہ سے بیہقی نے روایت کی علاوہ ازیں با حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی مفہوم طبرانی نے کبیر و اوسط میں ثقہ راویوں سے روایت کیا)۔

حدیث: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! کون سی کمائی زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے کمانا۔ اور ہر وہ خرید و فروخت جو مقبول ہو۔ (اس میں دھوکہ فریب نہ کیا گیا ہو)۔

اسے امام احمد و بزار نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس سے ایک شخص

گذرے، آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس گذرنے والے کی جسمانی قوت وتندرستی دیکھی تو عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! کاش یہ شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا (یہ قوت وصحت اللہ کے دین کے کام آتی) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں پر خرچ کرنے کے لئے کمائی کرنے نکلے تو وہ بھی اللہ کی راہ میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمی اس لئے نکلے کہ اپنے نفس کو پاک وصاف رکھ سکے۔ (سوال کرنے اور گناہوں سے بچنے کے لئے کمائے) وہ بھی راہ خدا ہی میں ہوتا ہے اور اگر کوئی (بدقسمت) انسان اس لئے کمانے نکلا کہ ریاکاری وفخر وتکبر کا اظہار کرے تو ایسا انسان شیطان کے راستہ میں ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔ اس کے رجال صحیح ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی برحق ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ کا فرمان پاک ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ'' بے شک اللہ تعالیٰ محنت کرنے والے مومن کو محبوب رکھتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ محنت مزدوری کرتے ہوئے تھک کر شام کی، اس کی شام بخشش کے ساتھ (1) ہوئی۔ (شام تک بخشا گیا)۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور اصبہانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا۔

ترغیب

صبح کے وقت طلب رزق کے لئے نکلنا

صبح کے وقت سوئے رہنے کی برائی

حدیث: حضرت صخر بن وداعہ الغامدی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: اے پروردگار عالم! میری امت کے صبح کے اوقات بابرکت بنادے۔ حضور نبی اکرم ﷺ جب کوئی چھوٹا یا بڑا لشکر روانہ فرماتے تو دن کے اول وقت (صبح) میں روانہ فرماتے تھے۔ حضرت صخر ایک تجارت پیشہ آدمی تھے۔ یہ اپنے تاجروں کو (اس تجارت میں ان کے ملازمین مراد ہوں گے) صبح سویرے بھیجا کرتے تھے۔ تو (اس کی برکت سے) وہ صاحب ثروت ہو گئے اور ان کا مال بہت زیادہ ہو گیا۔

---

(1) کتنی کرم نوازی ہے اللہ خالق تعالیٰ کی کہ بندہ محنت مزدوری اپنے لئے اپنے بیوی بچوں کے لئے کرے، کمائی کے ساتھ گناہوں کی مغفرت بھی عطا فرماتا ہے۔ شرط بس ایک ہے اور وہ ہے ایمانداری۔ دور حاضر میں آجر ومزدور کے حالات سے کون واقف نہیں۔ آجر چاہتا ہے کہ مزدور کا خون پسینہ نچوڑ لیا جائے اور مزدوری کم سے کم دی جائے۔ دوسری طرف مزدور حیلے بہانے سے کام چوری کرتے ہیں۔ اس میں افسران، کلرک حضرات، فیکٹری ورکرز اور دیگر تنخواہ پہ کام کرنے والے داخل ہیں۔ اگر کوئی ایمانداری سے کام پورا کرتا ہے تو یہ بشارت اس کے لئے ہے اور اگر نہیں تو ہم سب کو اپنے اعمال کا خود محاسبہ کرنا چاہیے۔ وگرنہ کل قیامت کو تو حساب وکتاب ہو کر رہے گا۔ (مترجم)

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور حضرت صخر بن وداعہ غامدی رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے مروی صرف یہی ایک حدیث ہے۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رزق کی تلاش میں صبح سویرے نکلا کرو کیونکہ صبح کا وقت برکت و کامیابی کا وقت ہے۔

اسے بزار نے اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح کی نیند رزق کو روک دیتی ہے۔ (اس کی تائید تجربہ سے ہوتی ہے)۔

اسے امام احمد و بیہقی نے روایت کیا۔ ابن عدی نے کامل میں اس کی صحت پر اعتراض کیا۔ اس میں نکارت ظاہر ہے۔

حدیث: سیدہ خاتون جنت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ ابیھا وعلیہا وسلم ورضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس سے گذر ہوا جبکہ مَیں صبح کے وقت لیٹی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے قدم مبارک سے مجھے ہلایا اور فرمایا: بیٹا! اٹھو اور اپنے رب کے رزق کی تلاش میں حاضر ہو جاؤ۔ اور غافلوں میں سے نہ بنو۔ کیونکہ اللہ عزوجل لوگوں کے رزق طلوع صبح سے لے کر طلوع آفتاب کے درمیان میں تقسیم فرماتا ہے۔ (بیہقی) (بیہقی نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مضمون روایت کیا ہے)۔

حدیث: اور ابن ماجہ نے امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صبح کے وقت طلوع آفتاب سے پہلے سونے سے منع فرمایا۔

ترغیب

بازاروں میں اور غفلت کے مقامات (1) پر اللہ تعالیٰ کا ذکر

حدیث: حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بازار میں گیا اور پڑھا: "لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، یُحْیِ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ، بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی شَیْ ءٍ قَدِیْرٌ" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی اور اسی کے لئے حمد ہے وہی زندگی و موت دیتا ہے۔ اور وہ ایسا زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں۔ اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھے گا، اس کے دس لاکھ گناہ معاف فرما دے گا اور (جنت میں) اس کے دس لاکھ درجات بلند فرمائے گا۔ (بشرطیکہ ذکر از کار گاہکوں کو دکھا کر لوٹنے کے لئے نہ ہوں)۔

اسے امام ترمذی نے روایت فرمایا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (محلی رحمہ اللہ نے کہا: اس کی اسناد متصل ہے اور اس کے راوی ثقہ ثابت ہیں از ہر بن سنان راوی میں اختلاف ہے)۔

حدیث: حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: دو آدمیوں کی بازار میں ملاقات ہوئی۔ ایک نے دوسرے سے کہا: آؤ جہاں لوگ غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں، وہاں اللہ کی بارگاہ میں استغفار کریں۔ وہ ایسے ہی کرنے لگا: (دونوں نے وہاں استغفر اللہ، استغفر اللہ کا ورد کیا) پھر ایک فوت ہو گیا۔ دوسرے نے اسے خواب میں دیکھا تو مرنے والے نے اسے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مغفرت اسی شام فرما دی تھی جس شام ہم بازار میں۔ ملے تھے۔

اسے ابن ابی الدنیا وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے ارشاد فرمایا، تم اس وقت تک نماز کی حالت میں دل سے اللہ سے ڈرنے والے رہو گے، جب تک کھڑے یا بیٹھے، اپنے بازار میں یا اپنے دوستوں کی محفل میں اللہ کا ذکر کرتے رہو گے۔ (جس حالت میں بھی ذکر اللہ کرو گے نماز میں خشوع و خضوع کا ثواب ملے گا)۔

اسے بیہقی نے مرسلاً روایت کیا۔ اس میں گفتگو ہے۔

حدیث: حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسا میدان جہاد سے ساتھیوں کے بھاگ جانے کے بعد اکیلا دشمنوں سے

---

(1) اسی بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (جمعہ: 10)

ترجمہ: "پھر جب نماز (جمعہ) ادا ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور (بذریعہ تجارت وغیرہ) اللہ کا فضل (حلال روزی) تلاش کرو۔ اور اللہ کا بہت ذکر کرو تا کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو"۔ (مترجم)

لڑنے والا ہوتا ہے۔ اور غفلت میں ڈوبے لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسے ہے جیسے سوکھے ہوئے درخت میں ایک سبز وشاداب ٹہنی ہو۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ: ''(ذکر اللہ کرنے والے کی مثال) ایسی ہے جیسے خشک درختوں کے درمیان ایک ہرا ابھرا درخت ہو، غافلین میں اللہ کو یاد کرنے والا یوں ہے جیسے اندھیری کوٹھڑی میں چراغ ہو۔ غافلوں کے درمیان اللہ کا ذکر کرنے والے کو زندگی ہی میں اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا مقام دکھا دیتا ہے۔ اور غفلت و بے پرواہی کے شکار لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کے تمام انسانوں اور جانوروں کی تعداد کے برابر گناہ بخشے جاتے ہیں''۔

اسے رزین نے ذکر کیا ہے جبکہ موطا امام مالک میں یہ روایت موجود نہیں۔ بیہقی نے بھی اسے شعب میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں اختلاف ہے۔ نیز بیہقی نے ہی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ اس میں یہ الفاظ زائد کئے ہیں: ''غافلین میں اللہ کو یاد کرنے والے پر اللہ تعالیٰ ایسی نظر فرماتا ہے کہ اس کے بعد اسے عذاب میں مبتلا نہیں فرمائے گا۔ اور بازار میں اللہ کا ذکر کرنے والے کے لئے اس کے ہر بال کے بدلے قیامت کے روز نور ہوگا''۔

بیہقی کہتے ہیں اس کی اسناد میں سلمہ اور ابن عمر کے درمیان میں نے کسی راوی کو نہیں پایا اس لئے یہ روایت منقطع الاسناد غیر قوی ہے۔ (لیکن فضائل اعمال میں ایسی روایات بھی معتبر مان لی جاتی ہیں کما قال العلماء المحققون۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: غافلوں میں ذکر اللہ کرنے والا، جنگ سے بھاگ جانے والوں کے بعد صبر کرنے والے (اور جہاد میں مشغول رہنے والے) کے درجہ پر ہوتا ہے۔

اسے بزار اور طبرانی نے کبیر و اوسط میں ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی اعتراض نہیں۔

حدیث: حضرت عصمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کو زیادہ پسندیدہ عمل سُبحۃ الحدیث ہے۔ اور اللہ عزوجل کو زیادہ ناپسندیدہ عمل تحریف ہے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! سُبحۃ الحدیث کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ کہ لوگ دنیاوی باتوں میں مصروف ہوں اور ایک آدمی اللہ کی تسبیح بیان کرے۔ (اس آدمی کا تسبیح بیان کرنا سُبحۃ الحدیث ہے) ہم عرض گذار ہوئے: اور تحریف کیا ہے؟ یارسول اللہ ﷺ! ارشاد فرمایا: لوگ اچھے حالات میں ہوں پھر جب ان کا کوئی پڑوسی یا دوست پوچھے تو کہیں: ہم تو بڑی مشکل میں ہیں (1)۔ (انہوں نے کفران نعمت کیا)۔

یہ روایت طبرانی کی ہے۔

---

(1) عبرت پکڑیں وہ لوگ جو سب کچھ ہوتے ہوئے بھی کہا کرتے ہیں۔ بہت تکلیف میں ہیں۔ کچھ گذارا نہیں۔ ہمارے پاس تو پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ اللہ کے فضل کی ناشکری کر رہے ہوتے ہیں ایسے لوگ۔ اللہ کی پناہ۔ حالانکہ حق تعالیٰ جل شانہ کا فرمان ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراہیم: 7)

ترجمہ: ''اگر (میری نعمتوں میں میرا) شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے''۔ (مترجم)

ترغیب

طلب رزق میں میانہ روی اختیار کرنا اور حرصِ دنیا وحبِ مال کی مذمت

حدیث: حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا: درمیانہ راستہ اچھی چیز ہے۔ اور ثابت قدمی ومیانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (یعنی صفات مذکورہ انبیاء علیہم السلام کی صفات میں سے ہیں)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا۔ اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ نیز امام مالک وابوداؤد نے بھی اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا۔ مگر ان کے ہاں چوبیس کی بجائے پچیس حصوں کا ذکر ہے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور طلب رزق میں میانہ روی اختیار کرو کیونکہ کوئی جان ہرگز نہیں مرے گی جب تک کہ اپنے کا رزق پورا نہ کر لے گی اگرچہ اس میں دیر لگے۔ "فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ خُذُوْا مَاحَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرَّمَ" اس لئے اللہ سے ڈرو اور رزق تلاش کرنے میں درمیانے رستے پر چلو (اس طرح کہ صرف) وہ لو جو حلال ہو اور اسے چھوڑ دو جو حرام ہو۔

اسے ابن ماجہ نے اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔ حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بر شرط مسلم صحیح ہے۔ (حضرت جابر ہی سے اسی مضمون کی حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا (کا مال) طلب کرنے میں درمیانی چال چلو "فَاِنَّ کُلًّا مُیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ" اس لئے کہ انسان جس چیز کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لئے آسان کر دی جائے گی۔ (وہ ہر حال میں اسے پالے گا)۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ الفاظ بھی انہیں کے ہیں۔ ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا۔ دونوں کے الفاظ اس طرح ہیں کہ: "بندے کے مقدر میں جو لکھا جا چکا ہے وہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہے"۔ حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عمل ایسا نہیں جو تمہیں جنت کے قریب کرے سوا اس عمل کے جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ اور نہ کوئی کام ایسا ہے جو تمہیں دوزخ کے نزدیک کرے سوا اس (برے کام) کے جس سے میں نے تمہیں روک دیا ہے۔ لہٰذا تم میں سے کوئی اپنے رزق کے متعلق تنگ دل نہ ہو کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ تم میں سے کوئی بھی اس دنیا سے اس وقت تک نہیں جائے گا جب تک وہ اپنا رزق پورا نہ کر لے گا۔ اس لئے لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو اور تلاش معاش میں میانہ روی سے کام لو۔ اگر تم میں سے کوئی اپنے رزق کے بارے میں پریشان ہو تو اللہ کی نافرمانی کر کے رزق تلاش نہ کرے کیونکہ (رزق اللہ کا فضل ہے اور)

نافرمانی کر کے اللہ کا فضل حاصل نہیں ہوتا۔

اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔(یہ ہی مضمون بزار نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! مال دار ہونا کثرت سامان سے نہیں ہوتا بلکہ مالداری تو دل کے غنی ہونے کا نام ہے۔ اور اللہ عزوجل اپنے بندے کو وہی رزق دیتا ہے جو اس کے لئے لکھ دیا گیا ہے۔ اس لئے اس کی تلاش میں درمیانہ راستہ اختیار کرو۔ وہی لو جو حلال ہو اور اسے چھوڑ دو جو حرام ہو۔

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن ہے ان شاء اللہ۔

حدیث: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رزق بندے کو یوں تلاش کر لیتا ہے جیسے اس کی موت اسے ڈھونڈ لیتی ہے۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بزار نے روایت کیا۔ اور طبرانی نے بھی جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: ''اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ اَكْثَرَ مِمَّا يَطْلُبُهُ اَجَلُهُ'' بے شک رزق بندے کو اس سے بھی زیادہ تلاش کرتا ہے جتنی موت اس کو تلاش کرتی ہے''۔

حدیث: سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے روز منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں وہی حکم دیتا ہوں جو اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اور اسی سے منع کرتا ہوں جس سے اللہ نے تمہیں منع کیا ہے۔ لہٰذا تم تلاش رزق میں میانہ روی اختیار کرو۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوالقاسم (محمد مصطفےٰ ﷺ) کی جان ہے، تم میں سے کسی کو اس کا رزق ایسے تلاش کر لیتا ہے جیسے اس کی موت اسے تلاش کر لیتی ہے۔ ''فَاِنْ تَعَسَّرَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ مِّنْهُ فَاطْلُبُوْهُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ'' اگر تمہیں رزق کی تنگی کا سامنا ہو تو اللہ عزوجل کی اطاعت کے ذریعہ اس سے رزق مانگو۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (ایک دن) رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تلاوت فرمانے لگے: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (طلاق:2-3) ترجمہ: ''اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو'')۔ آپ ﷺ اسے بار بار پڑھتے رہے حتیٰ کہ مجھے اونگھ آنے لگی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ذر! اگر لوگ اسی آیت پر (رزق کے بارے میں) عمل کر لیں تو یہ انہیں کافی ہو جائے۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے رزق سے بھاگ بھی جائے تو رزق اس کو یوں جا پائے گا جیسے اس کی موت اس کو جا ملتی ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ (اس جگہ طبرانی، ابن حبان، بیہقی وغیرہم کی مختلف الالفاظ احادیث مذکور ہیں جن کا لب لباب یہی ہے)

حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں، جو ایسی آواز سے پکارتے ہیں جسے انسانوں اور جنوں کے علاوہ تمام اہل زمین سنتے ہیں: (کہتے ہیں) اے لوگو! اپنے پروردگار کی طرف بھاگو بے شک جو چیز تھوڑی ہو مگر (ضروریات کے لئے) کافی ہو وہ بہتر ہے اس چیز سے جو بہت زیادہ ہو مگر (اطاعت الٰہی سے) غافل کرنے والی ہو۔ اور جب سورج غروب ہوتا ہے اس وقت بھی دو فرشتے اس کی دونوں طرف بھیجے جاتے ہیں۔ وہ ایسی آواز سے ندا دیتے ہیں جسے انسانوں اور جنوں کے سوا سب اہل ارض سنتے ہیں: (کہتے ہیں:) "اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّاَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا" اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور بخیل کے مال کو ہلاک فرما دے۔

اسے امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے اسے صحیح کہا۔ یہ الفاظ امام احمد رحمہ اللہ کے ہیں۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین روزی وہ جو کفایت کرتی ہو۔

اسے ابوعوانہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ سب سے کٹ کر اللہ عزوجل کی طرف ہو گیا (اس کی طاعت و بندگی میں لگ گیا) اللہ اس کو ہر مشکل میں کافی ہوگا اور وہاں سے اسے رزق دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ جو شخص (اللہ سے) کٹ کر دنیا ہی کی جانب ہو گیا۔ (دنیاداری میں احکام خداوندی فراموش کر بیٹھا) اللہ اسے دنیا کے سپرد کر دے گا۔

اسے ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دنیا کی فکر میں لگا رہے، اسی کی حرص میں مبتلا ہو۔ اسی کے لئے بے قرار ہو اور اسی (کو کمانے) کی نیت رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان غربت رکھ دے گا (ذلیل وخوار رہے گا۔ چہرے سے دنیا اس کی غربت کا تماشہ دیکھے گی) اور اس کے ذرائع آمدن بکھیر دے گا۔ اور وہ بندہ جو فکر آخرت میں لگا رہے، اسی کا طلبگار اور اسی کے لئے بے قرار ہو اور اسے ہی حاصل کرنے کی نیت رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں قناعت و بے نیازی ڈال دے گا۔ اس کے آمدن کے ذرائع مجتمع فرما دے گا۔ اور دنیا ذلیل و خوار ہو کر اس کے پاس آئے گی۔

اسے بزار، طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ طبرانی کے ہیں، ترمذی نے اسے مختصراً روایت کیا۔

(اس معنی کی حدیث طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی)۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس حال میں صبح کی کہ فکر دنیا میں غرق تھا، اس کا اللہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جس نے مسلمانوں کا کوئی خیال نہ کیا، وہ ان میں سے نہیں۔ اور جس نے اپنے آپ کو خوشی کے ساتھ بغیر کسی مجبوری کے ذلیل کیا، وہ ہم میں سے نہیں۔ (ہمارے طریقے پر نہیں) (طبرانی)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ نمبر 1 آنکھ کا بے آنسو ہو جانا (گناہوں پر کبھی آنسو نہ بہانا)، نمبر 2 دل کا سخت ہونا، نمبر 3 لمبی لمبی امیدیں اور نمبر 4 حصول دنیا کی حرص۔

اسے بزار وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی العلمین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی پر اللہ کی ناراضگی دیکھ کر خوش ہرگز نہ ہو۔ کسی پر اللہ کا فضل (مال و دولت) دیکھ کر اس کی تعریف نہ کر اور جو اللہ نے تجھے نہیں دیا کسی کے پاس دیکھ کر اس کی مذمت مت کر۔ اس لئے کہ اللہ کے رزق کو کسی حریص کی حرص تیرے پاس نہیں لا سکتی اور ناخوش کی ناراضگی اسے تجھ سے واپس لوٹا نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے انصاف وعدل سے راحت وکشادگی کو اپنی رضا ویقین میں اور غم وحزن کو اپنی ناراضگی میں رکھا ہے۔ (طبرانی فی الکبیر)

حدیث: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑے ہوئے دو بھوکے بھیڑیے اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا مال وسرداری کا لالچ کرنے والا آدمی اپنے دین کا نقصان کرتا ہے۔ اسے ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت پر جوان ہوتا ہے ''حُبِّ الْعَيْشِ اَوْقَالَ طُوْلُ الْحَيَاةِ وَحُبُّ الْمَالِ'' نمبر 1 عیش وعشرت کی محبت یا لمبی زندگی اور نمبر 2 مال و دولت کی محبت۔ اسے امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے، مگر ترمذی کے الفاظ ہیں: ''نمبر 1 لمبی زندگی اور نمبر 2 کثرت مال''۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ اللہ کے رسول مقبول ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَآءٍ لَّا يُسْمَعُ'' (اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو بے فائدہ ہو، ایسے دل سے جو خشوع نہ رکھتا ہو (خوف خدا)، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہوتا ہو اور ایسی دعا سے جو مقبول نہ ہو)۔

اسے ابن ماجہ، نسائی نے روایت کیا۔ اور مسلم وترمذی وغیرہما نے اسے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر ابن آدم کے

پاس مال سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں تو وہ ضرور چاہے گا کہ ان کے ساتھ تیسری بھی ملا لے۔ ''وَلَا يَمْلَاءُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ'' انسان کا دل قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے جو اس کی بارگاہ میں توبہ (1) پیش کرے۔

اسے امام بخاری وامام مسلم نے روایت کیا۔ (اسی مضمون کی حدیث ابن عباس سے بخاری ومسلم نے، ابن عباس بن سہل سے بخاری نے، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بزار نے جید اسناد کے ساتھ روایت کی)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

---

(1) باب مذکور کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اپنے رزق کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ وہ ذمہ دار ہے۔ سب کو رزق دیتا ہے۔ کسی پنجابی شاعر نے کیا اچھا کہا

ذمہ دار جہان دے رزق والے　　　　اوہدیاں ہرنیاں جنگلیں پھردیاں نے

مال ودولت کو اکٹھا کرنے کے لئے حلال وحرام کی تمیز نہ کرنا، اس دھن میں احکام خدا وفرامین مصطفےٰ جل وعلا و ﷺ کو فراموش کر دینا، اور حقوق العباد سے روگردانی توکل کے خلاف ہے۔ اور کسی مسلمان کو زیب نہیں ہے۔ قرآن پاک نے بار بار اعلان فرمایا ہے کہ رزاق ازلی، اللہ رب العٰلمین ہے۔ ارشاد ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (ہود:6)

ترجمہ: ''اور زمین پر چلنے والا کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ اور وہ جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا۔ سب کچھ ایک روشن کتاب میں ہے''۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ قُلِ اللّٰهُ (سبا:24)

ترجمہ: ''(اے حبیب ﷺ) آپ فرمائیں، کون ہے جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے؟ خود ہی فرمادو: وہ اللہ ہے''۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سبا:39)

ترجمہ: ''آپ فرمائیں: بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے۔ اور جو چیز تم خرچ کرتے ہو (اس کی راہ میں) تو وہ اس کے بدلہ میں اور دے گا۔ اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے''۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۚ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ (النحل:71)

ترجمہ: ''اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی۔ تو جن کو فضیلت دی گئی وہ اپنا رزق اپنے لونڈی غلاموں کو نہ پھیر دیں گے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں۔ تو کیا وہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟''۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ (ذاریات)

ترجمہ: ''(خالق کائنات فرماتا ہے) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا دیں۔ بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا، قوت والا، قدرت والا ہے''۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ (یونس:31-32)

ترجمہ: ''(اے حبیب پاک ﷺ) فرمادیں کہ کون ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے رزق دیتا ہے؟ کون مالک ہے کانوں اور آنکھوں کا؟ کون ہے جو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے؟ اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ تو اب کہیں گے: وہ اللہ ہی ہے۔ پھر آپ انہیں فرمائیں: تو کیوں نہیں اس سے ڈرتے۔ تو یہ اللہ ہے تمہارا سچا پروردگار پھر حق کے بعد گمراہی ہی تو ہے۔ تو کہاں (باطل کی طرف) پھرے جاتے ہیں؟''

اس مضمون کی متعدد آیات کلام اللہ شریف میں وارد ہوئی ہیں۔ (مترجم)

فرمایا: (قیامت کے روز) ایک آدمی کو اس حالت میں لایا جائے گا گویا کہ وہ بھیڑ کا بچہ ہو۔ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: مَیں نے تجھے (مال و دولت) عطا کیا، تجھے اس کا مالک بنایا اور تجھ پر انعام کیا۔ بتا تو نے اسے کیا کیا؟ عرض کرے گا: اے میرے رب! مَیں نے اسے جمع کیا، اسے اور زیادہ کیا پھر اسے پہلے سے زیادہ کر کے چھوڑ آیا ہوں۔ اب مجھے واپس بھیج، مَیں تیرے پاس حاضر کر دیتا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مجھے وہ دکھا جو تو نے آگے بھیجا تھا۔ وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! مَیں نے مال اکٹھا کیا، بڑھایا اور پہلے سے زیادہ کر کے چھوڑ آیا۔ مجھے واپس (دنیا میں) بھیج کہ وہ سب تیرے سامنے پیش کر دوں۔ پھر جب بندہ کوئی نیکی پیش نہ کر سکے گا تو اسے نارِ جہنم میں پھینک دینے کا حکم صادر فرما دیا جائے گا۔ اسے امام ترمذی نے اسمٰعیل بن مسلم مکی سے روایت کیا۔

ترغیب

حلال کمانا اور حلال کھانا

ترہیب

حرام کمائی اور حرام کھانا پینا پہننا وغیرہ

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ (حلال) چیز کو ہی قبول فرماتا ہے۔ بے شک اللہ نے اہل ایمان کو وہی حکم دیا ہے جو اپنے رسولوں (علیہم السلام) کو دیا تھا۔ کہ ارشاد فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ (مومنون: 51 ترجمہ: ''اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے اعمال کرو۔ مَیں تمہارے اعمال کو جانتا ہوں'')۔ اور فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (بقرہ: 172 ترجمہ: ''اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کو عبادت کرتے ہو'')۔ پھر ایک ایسے آدمی کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر کر کے آیا ہو، سر کے بال بکھرے ہوئے غبار آلود اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے۔ کہتا ہے: اے میرے رب، اے میرے پروردگار! (پکار پکار کر دعا کرتا ہے) حالانکہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور سیر ہو کر حرام کھائے ہوئے ہے۔ ''فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذَالِكَ'' تو ایسے شخص (حرام خور) کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟

اسے مسلم و ترمذی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ'' حلال روزی تلاش کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی انور ﷺ نے فرمایا: رزق حلال تلاش کرنا فریضہ (نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ) کے بعد فرض ہے۔ (طبرانی وبیہقی)۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص حلال روزی کھائے، میری سنت کے مطابق عمل کرے اور لوگ اس کی چیرہ دستیوں سے محفوظ ہوں، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ! ایسے لوگ تو آج کل آپ کی امت میں بہت ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''وَسَیَکُوْنُ فِیْ قُرُوْنٍ بَعْدِیْ'' اور میرے بعد والے زمانوں میں بھی ہوں گے۔

اسے امام ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں ہیں کہ اگر یہ تجھ میں پائی جائیں تو تجھے دنیا کھو جانے کا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ نمبر 1 امانت کی حفاظت کرنا، نمبر 2 بات میں سچائی، نمبر 3 حسن اخلاق اور نمبر 4 حلال کھانا۔

اسے امام احمد وطبرانی نے روایت کیا۔ دونوں کی اسناد حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے مال حلال کمایا پھر اس کو کھایا یا اس سے لباس پہنا۔ اس سے جو بچا اللہ کی مخلوق پر خرچ کر دیا تو اس کے عوض اس کو زکوٰۃ کا ثواب ملے گا۔ (یعنی خود اس مال سے کھانا پینا پہننا اور دوسروں پر خرچ کرنا زکوٰۃ دینے کی طرح ثواب رکھتا ہے)۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں دراج عن الہیثم کے طریق سے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت نصیح عنسی، رکب مصری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جنت میں شجرہ طوبیٰ کا سایہ مبارک ہو اس آدمی کے لئے جس کی کمائی پاکیزہ (حلال) ہو، جس کا باطن اچھا ہو، جس کا ظاہر خوب ہو اور جس نے اپنی برائی لوگوں سے دور رکھی۔ اور مبارک ہو اس شخص کو جس نے اپنے علم کے مطابق عمل کیا، اپنے ضرورت سے زائد مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ اور فضول و بیکار باتوں سے بچا رہا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ آیت تلاوت کی گئی: یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا (البقرۃ:168) ''اے لوگو! زمین میں سے حلال و پاکیزہ چیزیں کھاؤ) تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مستجاب الدعا (جس کی دعا مقبول ہو) بنا دے۔ تو انہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے سعد! اپنا کھانا حلال بناؤ، مقبول الدعا ہو جاؤ گے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، بندہ جب ایک حرام لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو چالیس دن تک

اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرمایا جاتا۔ ''وَاَيُّمَا عَبْدٍ نَبَتَ لَحْمُهُ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ'' اور جس بندے کا گوشت حرام روزی سے بنا ہو اس کے لئے نار جہنم ہی زیادہ مناسب ہے۔

اسے طبرانی نے صغیر میں روایت کیا۔

حدیث: سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مدینہ طیبہ کے قرب وجوار کے کسی گاؤں کا ایک آدمی حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اس دین اسلام میں سخت ترین اور نرم ترین بات بتائیے۔ نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس دین میں نرم ترین بات اس بات کی شہادت دینا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اے گاؤں والے! سخت ترین چیز ہے امانت۔ اس لئے کہ جو امانت دار نہیں اس کا نہ کوئی دین ہے، نہ نماز ہے اور نہ ہی کوئی زکوٰۃ ہے۔ اے دیہاتی! جس نے مال حرام حاصل کیا، پھر اس سے ایک قمیص پہنی تو اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک اس کو اپنے جسم سے دور نہ کر دے۔ اے دیہاتی! اللہ عزوجل اس بات سے عظیم اور بلند ہے کہ کسی کی نماز یا کوئی نیک عمل قبول فرمائے جبکہ اس کے جسم پر مال حرام کی قمیص ہو۔

اسے بزار نے روایت کیا۔ اس میں نکارت ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جس شخص نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور ان میں ایک درہم حرام کمائی کا تھا، جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا، اللہ عزوجل اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ راوی کہتے ہیں: پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیں پھر فرمایا: بہرہ ہو جاؤں اگر نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہو۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کی۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی محترم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس آدمی نے چوری شدہ چیز خریدی جبکہ جانتا ہو کہ یہ چوری شدہ ہے تو وہ اس چوری کی ذلت اور گناہ میں برابر کا شریک ہوا۔

بیہقی نے اسے روایت کیا ہے۔ اس کی اسناد میں احتمال تحسین ہے۔ اور شبہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہو۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم، جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، تم میں سے کسی کا رسی لے کر پہاڑوں کی طرف نکل جانا، لکڑیاں کاٹ کر جمع کرنا پھر انہیں اپنی پیٹھ پر لاد کر لانا (اور بیچ کر روزی کمانا) اس کے لئے لوگوں سے مانگنے سے کہیں بہتر ہے۔ اور مٹی پکڑ کر اپنے منہ میں ڈالنا، اس سے اچھا ہے کہ منہ میں وہ چیز ڈالے جسے اللہ نے اس کے لئے حرام فرمایا ہے۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے مال کی زکوٰۃ دے دو تو تم نے اپنے اوپر عائد فرض

کوادا کر دیا۔اور جس نے مال حرام جمع کیا پھر اسے صدقہ کیا اسے اس کا کوئی اجر وثواب نہیں ملے گا۔ بلکہ اس کا اسے گناہ ہوگا۔ (کہ حرام مال کا صدقہ کر کے ثواب کی امید رکھنا بھی گناہ ہے بلکہ بقول بعض علماء اندیشہ کفر ہے)۔

اسے ابن حبان وابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: اور ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں حضرت قاسم بن مخیمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی: فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے گناہ کے ذریعہ سے مال کمایا۔ پھر اس سے صلہ رحمی کی، یا صدقہ کیا، یا اسے راہ خدا میں خرچ کیا، (روز قیامت) اس تمام کو جمع کیا جائے گا اور اس شخص کے ساتھ ہی جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاقیات اسی طرح تقسیم فرمائے ہیں جس طرح تمہارے درمیان تمہارے رزق تقسیم فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مال دنیا تو ہر پسندیدہ وناپسندیدہ شخص کو دیتا ہے۔ مگر دولت دین صرف اسی کو عطا فرماتا ہے جسے محبوب رکھتا ہے۔ جسے اللہ نے دین دیا، اسے اپنی محبت عطا فرمائی۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بندہ اس وقت تک نہ سلامتی میں رہتا ہے نہ اس سے دوسرے سلامتی پاتے ہیں جب تک کہ اس کا زبان ودل (برے خیالات وارادوں سے) سلامت نہ ہو اور دوسرے لوگوں کو سلامت نہ رکھے۔ اور کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کے بوائق سے محفوظ نہ ہو۔ حاضرین نے عرض کی: اس کے بوائق کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: اس کے ظلم اور زیادتیاں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ بندہ مال حرام کمائے پھر اس کو صدقہ کرے تو وہ قبول ہو جائے، اسے خرچ کرے تو اس میں برکت کی جائے۔ اور (بعد از مرگ) اپنے پیچھے چھوڑ جائے تو وہ اس کے لئے جہنم کا ایندھن نہ بنے۔ بے شک اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو نیکی کے ذریعہ مٹاتا ہے۔ خبیث، خبیث کو نہیں مٹا سکتا۔

اسے امام احمد وغیرہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کوئی پروا نہیں کرے گا کہ کیا حاصل کر رہا ہے؟ حلال ہے یا حرام؟

اسے بخاری ونسائی نے روایت کیا۔ اور رزین نے یہ الفاظ زائد کئے: ''پھر اس زمانہ میں لوگوں کی دعائیں قبول نہیں ہوں گی''(1)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے ان چیزوں کے بارے میں سوال کیا گیا جن کی وجہ سے اکثر لوگ جہنم میں داخل ہوں گے۔ جواب ارشاد فرمایا: وہ ہیں منہ (حرام کھانے اور زبان سے دوسروں کو دکھ دینے کی وجہ) اور شرمگاہ۔ اور ان چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا جن کی وجہ سے اکثر لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو فرمان ہوا: وہ ہیں اللہ کا خوف اور حسن اخلاق۔

---

(1) اور بدقسمتی سے یہی وہ زمانہ ہے جس میں آج ہم سانس لے رہے ہیں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ (مترجم)

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ایسا حیا کرو کہ حق حیا ادا کرو۔ ہم نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! الحمدللہ، ہم تو اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اس طرح نہیں بلکہ اللہ سے حق حیا یہ ہے کہ تم سر کی اور جو کچھ اس میں ہے (عقل و ذہن، زبان، کان، آنکھ وغیرہ) کی حفاظت کرو اور پیٹ اور جو کچھ اس میں شامل ہے کی نگہداشت کرو۔ اور موت و فنا کو یاد رکھو، جو کوئی آخرت چاہتا ہے وہ زینت دنیا چھوڑ دیتا ہے۔ تو جس نے یہ کچھ کر لیا، اس نے اللہ سے حق حیا ادا کر دیا۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی اعظم ﷺ سے روای ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن بندے کے قدم اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں گے جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے گا۔ عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں بسر کی؟ جوانی کے بارے میں کہ کن افعال میں صرف کی؟ مال کے بارے میں کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا؟ اور علم کے بارے میں کہ اس کے مطابق کیا کیا عمل کیا؟

اسے بیہقی وغیرہ نے روایت کیا اور ترمذی نے بھی اسے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا اور صحیح کہا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا بہت دل کش اور شیریں ہوتی ہے۔ جس نے اس دنیا میں حلال ذریعہ سے مال کمایا اور اسے راہ حق میں خرچ کیا، اللہ اس پر اسے ثواب عطا فرمائے گا اور اسے جنت میں پہنچا دے گا۔ اور جس نے اس میں غیر حلال طریقہ سے مال حاصل کیا اور اسے ناحق جگہوں پر خرچ کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ذلت کا گھر (دوزخ) واجب کر دے گا۔ بہت سے لوگ اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ کے دیئے ہوئے مال میں (ناجائز) تصرف کرتے ہیں، ان کے لئے بروز قیامت آگ ہوگی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا (بنی اسرائیل:97) ترجمہ: ''وہ آگ جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے''۔ بیہقی۔

حدیث: حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی دو جہاں ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حرام غذا سے پلنے والا جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

اسے ابویعلیٰ، بزار، طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے روایت کیا۔ ان کی بعض اسانید حسن ہیں۔ (اور یہی مضمون ان احادیث کا ہے جو جابر بن عبداللہ سے ابن حبان نے، کعب بن عجرہ سے ترمذی و ابن حبان وغیرہ نے روایت کیں رضی اللہ عنہم)

ترغیب

پرہیزگاری اختیار کرنا اور مشتبہ اور دل میں کھٹکنے والی چیزوں کو ترک کر دینا

حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول مقبول ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: حلال ظاہر ہے اور حرام واضح ہے۔ ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن (کے حلال و حرام ہونے) کا حکم عوام کی اکثریت نہیں جانتی (صرف علماء ہی جانتے ہیں) جو بندہ مشتبہ چیزوں سے بچا، اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا۔ اور جو مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا، وہ حرام کاموں میں جا پڑا۔ جیسا کہ کسی چراگاہ کے اردگرد جانور چرانے والا، قریب ہے کہ اس چراگاہ میں جانور چرانے لگے۔ سن لو! اللہ کی چراگاہ اس کی حرام فرمودہ چیزیں ہیں۔ یاد رکھو! جسم کے اندر گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، اگر وہ درست رہے تو سارا جسم درست رہے گا۔ اگر خراب ہو جائے تو سارا بدن خرابی کا شکار ہو جائے گا۔ "اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ" اور خبردار! وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے۔

اسے بخاری، مسلم، ترمذی (ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی اور طبرانی نے تھوڑے تھوڑے اختلاف کے ساتھ روایت کیا)۔

حدیث: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نبی مختار ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے (بشرطیکہ دل کے خانہ میں ضمیر نام کی کوئی چیز موجود ہو) اور لوگوں کو اس پر مطلع ہونا تجھے ناپسند ہو۔ (مسلم)۔

حدیث: حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور ارادہ کیا کہ نیکی اور گناہ کا کوئی عمل نہ چھوڑوں بلکہ سب کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھ لوں کہ خود آپ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے وابصہ! میرے قریب آ جاؤ۔ مَیں قریب ہو گیا حتی کہ میرے گھٹنے آپ ﷺ کے مبارک گھٹنوں کو چھونے لگے۔ پھر فرمایا: اے وابصہ! تمہیں بتادوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ارشاد فرمائیں: فرمایا: تم نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو؟ مَیں بولا: جی ہاں۔ حضور ﷺ نے اپنی تین انگلیوں کو اکٹھا فرمایا اور انہیں میرے سینے پر مارنے لگے اور ارشاد فرمانے لگے: اے وابصہ! اپنے دل سے فتویٰ لو۔ نیکی وہ ہے جس سے تمہارا نفس مطمئن ہوا اور اسے انجام دینے کے بعد دل سکون حاصل کر لے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور سینے میں تردد ہو۔ (اس پر تمہارا دل و ضمیر مطمئن نہ ہو) اگرچہ لوگ تجھے اس کے جواز کا فتویٰ دیتے پھریں۔ اور (تجھے گمراہ کرنے کو گمراہ) لوگ اسے جائز قرار دیں۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے باسناد حسن روایت فرمایا۔ (حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے بھی امام صاحب نے اسی مضمون کی ایک اور روایت جید اسناد کے ساتھ روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے راستہ میں پڑی ہوئی ایک کھجور پائی تو ارشاد فرمایا: اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ کہیں یہ صدقہ کی ہو تو میں ضرور اسے تناول فرمالیتا۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت امام حسن بن علی مرتضٰی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ قول حفظ کیا: ''دَعْ مَا يرِيبُكَ إِلٰى مَا لَا يرِيبُكَ'' جو چیز تمہیں شک میں ڈال دے (کہ حرام ہے یا حلال؟) اس کو اس وقت تک ترک کر دو جب تک کہ تمہارا شک دور نہ ہو جائے (اور یقین نہ حاصل ہو جائے)۔

اسے امام ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا، اس کی کمائی سے آپ اس کا حصہ اس کو دیتے تھے اور اس کے حصہ میں سے کچھ کھا پی بھی لیتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ کھا لیا۔ غلام کہنے لگا: آپ کو معلوم ہے یہ کیا تھا؟ حضرت ابوبکر نے پوچھا: کیا تھا؟ کہنے لگا: مَیں زمانہ جاہلیت میں کہانت (ستاروں سے پیش گوئی کرنا) کیا کرتا تھا۔ اسی دور میں کسی انسان کی خاطر میں نے کہانت کی۔ اور کہانت بھی کوئی اچھی نہ کی تھی بلکہ اس کو دھوکہ ہی دیا تھا۔ پھر ایک دن اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے اس کہانت کے عوض یہ چیز دی جس سے آپ نے کھایا ہے۔ یہ سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ حلق میں داخل کیا اور جو کچھ پیٹ میں تھا سب قے کر دیا۔

اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ اس وقت تک متقین میں شمار نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایسی چیز کو بھی چھوڑ نہ دے جس میں کوئی حرج نہ ہو (یعنی اس کی حلت و حرمت یا کراہت ظاہر نہ ہو) اس بات کے خوف سے کہ کہیں اس میں کوئی حرج ہی نہ ہو۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا: حدیث حسن ہے جبکہ حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: گناہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب کوئی چیز تمہارے دل میں کھٹک پیدا کرے تو اسے چھوڑ دو (کہ یہ گناہ ہے) وہ عرض کرنے لگے: ایمان کیا ہے؟ فرمان ہوا: جب کوئی برائی تمہیں رنجیدہ خاطر کر دے اور نیکی کر کے خوشی حاصل ہو تو (سمجھ لو کہ) تم ایمان دار ہو۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین صفات ہیں، جس بندے میں یہ پائی جائیں، وہ ثواب کا حق دار ہوا اور اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔ نمبر 1 حسن خلق، جس کے ساتھ لوگوں میں زندگی گذارے، نمبر 2 خوف خدا، جو اسے اللہ کی حرام فرمودہ اشیاء سے روکتا رہے اور نمبر 3 بردباری کہ جس سے جاہل کی جہالت کا جواب دے۔

اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فَضْلُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِّنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ وَخَيْرُ دِيْنِكُمُ الْوَرْعُ'' علم کی فضیلت، عبادت کی فضیلت سے زیادہ ہے۔ اور تمہارے دین کی بہترین چیز پرہیزگاری ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور بزار نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت واثلہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: پرہیزگار بن جا، سب لوگوں سے زیادہ عبادت گذار ہو جائے گا۔ قناعت (تھوڑے پر صبر) اختیار کر لے، سب انسانوں سے بڑا شاکر بن جائے گا۔ دوسرے لوگوں کے لئے وہی پسند کر جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے تو (کامل الایمان) مؤمن ہو جائے گا۔ اپنے ہمسائے سے اچھا سلوک کر، سلامتی والا ہو گا۔ اور ہنسنا کم کر دے کیونکہ بہت زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

اسے ابن ماجہ نے اور بیہقی نے ''الزحد الکبیر'' میں روایت کیا۔ اور ترمذی کے ہاں بھی یہ روایت اسی طرح حضرت حسن عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مذکور ہے۔

ترغیب

خرید وفروخت میں نرمی وآسانی کرنا اور تقاضائے قرض وادائیگی قرض میں حسن معاملہ

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ سَمْحًا اِذَا اشْتَرٰی سَمْحًا اِذَا اقْتَضٰی" اللہ اس بندے پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت بھی نرمی کرتا ہے، خریدتے وقت بھی نرمی اختیار کرتا ہے اور جب اپنے حقوق کا تقاضا کرے تو بھی نرمی سے کام لیتا ہے۔

اسے بخاری، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔ ترمذی کے الفاظ یہ ہیں: "اللہ مغفرت کرے اس آدمی کی جو تم سے پہلے ہو گذرا ہے کہ وہ کچھ بیچتا تھا تو سہولت دیتا تھا، جب خریدتا تھا تو بھی سہولت کا خیال رکھتا اور جب (اپنے قرض وغیرہ کی وصولی کا) تقاضا کرتا تھا تو پھر بھی (مقروض کی) سہولت کو مدنظر رکھتا تھا"۔ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ابن ماجہ ونسائی کی حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے)۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں اس شخص کی خبر نہ دوں جو آگ پر حرام ہے اور اس پر آگ حرام ہے؟ وہ ہر رشتہ دار ہے جو نرمی کرنے والا، سہولت دینے والا ہو۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ نیز طبرانی نے کبیر میں جید اسناد کے ساتھ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (علاوہ ازیں یہی مضمون حضرت ابو ہریرہ سے حاکم نے، حضرت انس سے طبرانی نے اوسط میں اور حضرت معیقیب رضی اللہ عنہم سے طبرانی نے اوسط وکبیر میں روایت کیا ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیچنے میں نرمی، خریدنے میں نرمی اور ادائیگی میں نرمی کرنے والے کو اللہ محبوب رکھتا ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کر کے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اور حاکم نے روایت کرنے کے بعد کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: اہل ایمان میں افضل وہ بندہ ہے جو بیچنے میں، خریدنے میں، قرض ادا کرنے میں اور قرض کی واپسی کا تقاضا کرنے میں نرمی اختیار کرتا ہو۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے امام احمد کی روایت بھی اسی معنی کی حامل ہے)۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (قیامت کے روز) اللہ اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو حاضر کرے گا جسے اس نے مال عطا فرمایا ہوگا۔ اس سے ارشاد فرمائے گا: تو نے دنیا میں کیا عمل کیا؟ فرماتے ہیں: حالانکہ اللہ سے لوگ کوئی بات چھپا نہیں سکتے۔ عرض کرے گا: میرے رب! تو نے مجھے مال ودولت دی۔ میں لوگوں کے ساتھ

تجارت کرتا تھا۔ میں نے نرمی ودرگذر کو اپنی عادت بنالیا تھا۔ مال دار کے ساتھ آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اس صفت کا تجھ سے زیادہ حق رکھتا ہوں۔ (فرشتوں سے حکم فرمائے گا) میرے اس بندے کو چھوڑ دو (کہ میں نے اسے معاف فرمادیا ہے) حضرت عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے دہن مبارک سے ایسے ہی سنا ہے۔

اسے مسلم نے اسی طرح حضرت حذیفہ پر موقوفاً روایت کیا۔ اور حضرت عقبہ وابو مسعود سے مرفوعاً بھی۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی سرور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر آپ سے تقاضا کرنے لگا (آپ ﷺ نے اس کا ایک اونٹ دینا تھا) اس نے کچھ سخت زبان استعمال کی (شاید یہودی ہوگا) صحابہ نے اسے ڈانٹنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے کچھ نہ کہو۔ کیونکہ حق والے کو بات کرنے کا حق ہے۔ پھر فرمایا: اس کے اونٹ جیسا اونٹ اسے دے دو۔ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس کے اونٹ جیسا تو کوئی اونٹ نہیں بلکہ اس سے اچھا موجود ہے۔ ارشاد فرمایا: ''اَعْطُوْهُ فَاِنَّ خَيْرَ كُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً'' وہی دے دو کیونکہ تم میں بہتر وہ شخص ہے جو (قرض کی) ادائیگی کے وقت اچھا معاملہ کرے۔

اسے بخاری، مسلم نے اور ترمذی نے مختصر ومطول اور ابن ماجہ نے اختصاراً روایت کیا۔ (ایسا ہی ایک واقعہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے امام مالک، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمانے کھڑے ہوگئے۔ اس کے بعد ابو سعید خدری نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سنو! لوگوں میں کچھ ایسے ہیں کہ ان کی ادائیگی بھی اچھی ہوتی ہے اور تقاضا بھی خوب ہوتا ہے۔ کچھ وہ ہیں جن کی ادائیگی بری اور تقاضا اچھا ہوتا ہے۔ یہ لوگ پہلی قسم کے لوگوں سے درجہ میں بعد ہیں۔ یاد رکھو! کچھ لوگ وہ ہیں جن کی ادائیگی بھی بری اور اپنے حق (قرض وغیرہ) کا مطالبہ بھی برے طریقہ سے ہوتا ہے۔ ''اَلَا وَخَيْرُهُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءِ الْحَسَنُ الطَّلَبِ، اَلَا وَشَرُّهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ وَسَيِّئُ الطَّلَبِ'' خبردار! ان میں بہترین وہ لوگ ہیں جن کی ادائیگی بھی اچھی اور مطالبہ بھی اچھے طریقہ سے ہوتا ہے۔ اور ان میں بدترین وہ ہیں، جن کی ادائیگی بھی بری طرح اور تقاضا بھی برے طریقہ سے ہوتا ہے۔ (کسی سے قرض وغیرہ لے لیا تو دینے کا نام نہیں لیتے۔ لڑ جھگڑ کر دیا پھر بھی کمی کر دی، اور اگر کسی سے لینا ہو تو ادا کیے جانے کے لئے بغیر نہیں ٹلیں گے۔ مقروض کو خوار کریں گے)۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے ایک انصاری سے چالیس صاع (ایک پیمانہ) غلہ قرض لیا۔ پھر اس انصار کو ضرورت پڑ گئی تو لینے حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے پاس ابھی کوئی چیز نہیں آئی۔ وہ شخص بولنے لگا، کچھ کہنا چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھی بات کے سوا کچھ نہ کہنا اس

لئے کہ بہترین ہے وہ بندہ جو (ضرورت مند کو) قرض دیتا ہو۔ پھر آقا ﷺ نے اس کو چالیس صاع زیادہ دیئے اور چالیس اس کے قرض کے دیئے یعنی اسی صاع عطا فرمائے۔

اسے بزار نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ (بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسناد حسن کے ساتھ ایک حدیث روایت کی جس میں یہی مفہوم موجود ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عمر اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِيْ عِفَافٍ وَّافٍ اَوْغَيْرِ وَافٍ'' جو کسی سے اپنے حق (قرض وغیرہ) کا مطالبہ کرے، اسے چاہیے کہ ناجائز طریقہ سے تقاضا نہ کرے (مقروض کو پریشان نہ کرے) پورا ہی وصول کرے (زیادہ نہ مانگے) یا کچھ کم لے لے۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث بر شرط بخاری صحیح ہے۔

حدیث: ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین کے وقت ان سے تیس یا چالیس ہزار قرض لیا۔ بعد میں واپس فرما دیا پھر انہیں فرمایا: اللہ تمہارے لئے تمہارے اہل و عیال اور مال میں برکت فرمائے۔ قرض دینے والے کا یہی بدلہ ہے کہ پورا پورا واپس کیا جائے اور اس کی تعریف کی جائے (یعنی اس کے حق میں دعا بھی کی جائے)۔

ترغیب

بیچ بیٹھنے کے بعد نادم ہونے والے کو اس سے خریدا ہوا مال واپس کر دینا (اقالہ)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ اَقَالَ مُسْلِمًا بَيْعَتَهٗ اَقَالَهُ اللّٰهُ عَثْرَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' جو شخص کسی مسلمان کو اس کا بیچا ہوا مال واپس کر دے (جبکہ وہ بیچ کر پچھتا رہا ہو) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔

اسے ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص (خریدار) اپنے بھائی (مسلمان بیچنے والے) کو اس کی بیع واپس کر دے، اللہ قیامت (1) کے دن اس کی خطائیں بخش دے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

---

(1) کوئی شخص پریشانی یا مجبوری میں کوئی مال فروخت کر بیٹھا۔ اب معلوم ہوا کہ یہ تو اچھا نہیں ہوا۔ اس میں نقصان ہو گیا ہے۔ پچھتا رہا ہے تو ایسی صورت میں خریدار اگر خریدا ہوا مال اسے واپس کر دیتا ہے تو گویا اس نے اپنے مسلمان بھائی کی پریشانی دور کر دی، جو بڑے ثواب کا کام ہے۔

؎ دل بدست آور کہ حج اکبر است (مترجم)

ترہیب

ماپ تول میں کمی کرنا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اہل مدینہ تولنے (1) میں بہت برے تھے (بہت کمی بیشی کرتے تھے) اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ (مطففین: 1 یعنی ہلاکت یا جہنم کا بدترین گڑھا ہے کم تولنے والوں کے لئے) اس کے بعد انہوں نے تولنا اچھا کرلیا۔

اسے ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا۔

---

(1) ماپ تول میں کمی بیشی کرنا خدا و مصطفےٰ جل وعلا و ﷺ کو سخت مبغوض اور ناپسند ہے۔ یہ فعل شنیع باعث عذاب اور ہلاکت و بربادی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ قرآن مقدس نے جابجا اس سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور باز نہ رہنے پر عذاب کی وعید سنائی ہے۔ ارشاد ہے:

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ ۙ الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ ۖ وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ ؕ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ۙ لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ۙ يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ؕ (مطففین: 1-6)

ترجمہ: ''کم تولنے والوں کے لئے ہلاکت وخرابی ہے، وہ کہ جب دوسروں سے ماپ تول کرلیں تو پورا لیتے ہیں اور ماپ تول کردیں تو تھوڑے کر کے دیتے ہیں (ڈنڈی مارتے ہیں) کیا انہیں یقین نہیں کہ انہیں دوبارہ اٹھنا ہے ایک عظیم الشان دن کے لئے، جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور (حساب و کتاب پیش کرنے کو) کھڑے ہوں گے''۔

وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ (انعام: 152)

ترجمہ: ''(دیگر گناہ ہائے کبیرہ سے اجتناب کا حکم دیتے ہوئے اللہ فرماتا ہے) اور ماپ تول انصاف کے ساتھ پوری کرو''۔

قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ وَلَا تَنۡقُصُوا الۡمِكۡيَالَ وَالۡمِيۡزَانَ اِنِّىۡۤ اَرٰٮكُمۡ بِخَيۡرٍ وَّاِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ مُّحِيۡطٍ ۝ وَيٰقَوۡمِ اَوۡفُوا الۡمِكۡيَالَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ۝ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِحَفِيۡظٍ ۝ (ہود: 84-86)

ترجمہ: (پیغمبر خدا حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم سے جو اس مہلک مرض کا شکار تھی، مخاطب ہیں) آپ نے فرمایا: اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔ اور ماپ وتول میں کمی نہ کرو بے شک میں، تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں (اللہ نے تمہیں سب کچھ دے رکھا ہے) اور مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ (کہیں تم اس عذاب کا شکار نہ ہو جاؤ) اور اے میری قوم کے لوگو! ماپ وتول انصاف کے ساتھ پورا پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ اللہ کا دیا ہوا جو تمہارے پاس بچ رہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مؤمن ہو تو۔ اور میں تم پر کوئی نگہبان نہیں ہوں''۔

افسوس کہ اس قوم نے اپنے پیغمبر کا حکم نہ مانا، ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور وہ لوگ صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے گئے۔ اہل اسلام سوچیں، کہیں ہم بھی اسی موذی ومتعدی مرض میں مبتلا تو نہیں؟

اَلَّا تَطۡغَوۡا فِى الۡمِيۡزَانِ ۝ وَاَقِيۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِيۡزَانَ ۝ (رحمٰن: 8-9) ترجمہ: ''یہ کہ تم ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ''۔ وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ اِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا (بنی اسرائیل: 35)

ترجمہ: ''اور ماپو تو پورا پورا ماپو اور برابر ترازو سے تولو۔ یہی بہتر ہے اور اسی کا انجام اچھا ہے''۔ اپنے اردگرد دیکھ لیجئے، کیا مسلم معاشرہ اللہ کے ان احکام پر عمل پیرا ہے؟ کیا ہمیں مر کر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر جواب دہ نہیں ہونا؟ آج تو کہیں سے خبر ملے کہ فلاں تاجر ماپ تول میں ایماندار ہے تو قسم خدا کی اس کی زیارت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ (مترجم)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی یہ بھی روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ماپنے اور تولنے والوں (تاجروں) سے ارشاد فرمایا: ایک ایسا کام (ماپ تول) تمہارے سپرد کیا گیا ہے کہ تم سے پہلے کئی امتیں اس میں (کمی بیشی کرنے کی وجہ سے) ہلاک ہو چکی ہیں۔

اسے امام ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ دونوں کی روایت حسین بن قیس عن عکرمہ عنہ کے طریق سے ہے۔ حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے جماعت مہاجرین! پانچ گناہ کے کام ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے (تو مندرجہ ذیل سزاؤں میں گرفتار ہو جاؤ گے) اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔ نمبر 1 جب کسی قوم میں بے حیائی پھوٹ پڑے کہ علانیہ اس کا ارتکاب ہونے لگے۔ تو اس میں طاعون (Plague) اور وہ بیماریاں پھوٹ پڑیں گی جو ان کے پہلے لوگوں میں کبھی نہ پھوٹی تھیں (ایڈز (Aids) جیسی جان لیوا بیماری کا نام پہلے کسی نے سنا تھا؟) نمبر 2 جب لوگ ماپ و تول میں کمی کریں گے تو انہیں قحط اور مصائب و آلام میں گرفتار کر دیا جائے گا۔ اور ان پر ظالم حکمران مسلط کر دیئے جائیں گے۔ نمبر 3 جب زکوٰۃ ادا کرنا بند کر دیں گے تو بارشیں روک لی جائیں گی۔ اگر وہاں جانور نہ ہوں تو ایک قطرۂ آب بھی نہ برسایا جائے۔ نمبر 4 جب اللہ اور اس کے رسول (جل وعلا و ﷺ کی اطاعت) کا عہد توڑ دیں گے تو اللہ ان پر غیر قوموں کے دشمن مسلط کر دے گا وہ ان کے مال و اسباب چھین لے جائیں گے اور نمبر 5 جب ان کے حکمران اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہ کریں گے اور اللہ کے نازل فرمودہ احکام میں اپنی مرضی کریں گے تو اللہ ان کے درمیان اختلاف (خانہ جنگی) ڈال دے گا(1)۔

اسے ابن ماجہ، بزار اور بیہقی نے روایت کیا۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔ اور حاکم نے اسے حضرت بریدہ کی حدیث سے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ (امام مالک نے بھی اسی معنی کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ کی راہ میں قتل ہونا امانت کے سوا سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ پھر فرمایا: قیامت کے دن ایک دن بندہ پیش کیا جائے گا اور وہ اللہ کی راہ میں مقتول ہو چکا ہوگا۔ فرمایا جائے گا: اپنی امانت ادا کر۔ وہ کہے گا: اے پروردگار! مَیں امانت کیسے ادا کروں جبکہ دنیا تو گزر چکی ہے؟ فرماتے ہیں: حکم ہوا: اسے ہاویہ دوزخ میں لے جاؤ۔ اسے ہاویہ میں لے جایا جائے گا۔ اس کی امانت کی ہو بہو ایک صورت پیدا کی جائے گی۔ وہ اسی دن کی طرح ہوگی جس دن اس کے پاس رکھی گئی تھی۔ یہ اس کو دیکھے گا تو پہچان لے گا۔ پھر اس کے پیچھے دوڑے گا حتیٰ کہ

---

(1) نبی غیب دان مصطفےٰ جان رحمت علیہ الثناء والتحیۃ کا سوا چودہ سو سال پہلے کا یہ فرمان کتنا حقیقت افروز ہے۔ ہے کسی منکر کو ہمت کہ کسی ایک لفظ کی تکذیب کر سکے؟ ہرگز نہیں۔ مسلمان، خصوصاً پاکستان کے حکام وعوام کو یہ فرمان رسول اللہ ﷺ بار بار پڑھنا چاہیے۔ ارشادات رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل ہی ہماری دنیوی و دینی اور اخروی کامیابی کی ضمانت ہو سکتا ہے۔ (مترجم)

لے کر اپنے کندھوں پر لاد لے گا۔ یہاں تک کہ جب دیکھے گا تو سمجھے گا کہ وہ ہاویہ سے نکلنے ہی والا ہے تو وہ اس کے کندھوں سے گر پڑے گی۔ یہ پھر اس کے پیچھے اسی طرح ہمیشہ بھاگتا رہے گا۔ پھر ابن مسعود نے فرمایا: نماز امانت ہے۔ وضو امانت ہے۔ تولنا امانت ہے۔ ماپنا امانت ہے اور بھی کئی چیزیں شمار کیں جن میں سب سے شدید وہ امانتیں تھیں جو کسی کے پاس حفاظت کے لئے رکھی جاتی ہیں۔ زاذان (ایک راوی) کہتے ہیں: مَیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: آپ نے نہیں دیکھا کہ ابن مسعود کیا کہتے ہیں؟ اور انہیں بتایا کہ انہوں نے یہ کچھ کہا ہے۔ براء بن عازب نے فرمایا: ابن مسعود نے سچ کہا ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا؟ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا (نساء:58 یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں واپس کرو)۔ اسے بیہقی نے موقوفاً روایت کیا ہے۔ اور بیہقی وغیرہ نے معناً اس کو مرفوع بھی روایت کیا ہے۔ موقوف ہونے کا زیادہ شبہ ہے۔

ترہیب

ملاوٹ کرنا

ترغیب

خرید و فروخت وغیرہ میں خیر خواہی مدنظر رکھنا

حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے (مسلمانوں کے) خلاف ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں۔ ''وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا'' اور جس نے ہمارے ساتھ دغا کیا (ملاوٹ کی) وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔ (ہمارے طریقہ پر نہیں ہے)۔ (مسلم)۔

حدیث: انہیں رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلے کے ایک ڈھیر کے قریب سے گذرے، اپنا ہاتھ مبارک اس ڈھیر میں داخل کیا تو انگشتانِ دست گیلی ہوگئیں۔ فرمایا: اے اس غلے کے مالک! یہ کیا ہے؟ عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! اس پر بارش ہوگئی تھی۔ ارشاد فرمایا: تو تم نے اس گیلے غلے کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہ کر دیا کہ لوگ اس کو دیکھ سکیں؟ جس نے ہم سے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اسے مسلم، ابن ماجہ، ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ (علاوہ ازیں یہی واقعہ تھوڑے تھوڑے اختلاف لفظی کے ساتھ مختلف صحابہ سے امام احمد، بزار، طبرانی وغیرہم نے بھی روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا وَالْمَکْرُ وَالْخِدَاعُ فِی النَّارِ'' جس نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں اور فریب و فراڈ (کرنے والا) آتشِ دوزخ میں ہوگا۔

اسے طبرانی نے کبیر وصغیر میں جید اسناد کے ساتھ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی ہدایت ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو غلہ فروخت کرر ہا تھا۔ اس سے پوچھا: اے غلہ والے! کیا اس کے نیچے والا حصہ بھی اسی طرح کا ہے جس طرح کا اوپر والا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: (یاد رکھنا) جس نے مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ کیا وہ ان میں سے نہیں ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بستی کی کسی گلی سے گذر رہے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا جو دودھ اٹھائے بیچ رہا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس نے دودھ میں پانی ملایا ہوا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: کیا بنے گا تمہارا جب قیامت کے دن تم سے فرمایا گیا کہ پانی کو دودھ سے الگ کرو؟

اسے بیہقی اور اصبہانی نے موقوفاً ایسی اسناد سے روایت کیا جس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ (پہلی امتوں میں) ایک شخص اپنی کشتی میں شراب فروخت کرنے لے جایا کرتا تھا۔ کشتی میں اس کے ساتھ ایک بندر بھی ہوتا تھا۔ یہ شخص شراب میں پانی ملالیا کرتا تھا۔ (ایک روز) بندر نے اس کی پیسوں والی تھیلی پکڑ لی اور بادبان پر چڑھ گیا۔ تھیلی کھول کر ایک ایک درہم کشتی میں اور ایک ایک دریا میں پھینکنے لگا یہاں تک کہ اس نے اس رقم کو آدھا آدھا کر دیا۔ (آدھی کشتی میں اور آدھی دریا میں پھینک دی۔ ناجائز کمائی جاتی رہی۔ یاد رہے، اس قوم میں شراب کی خرید وفروخت اور پینا پلانا جائز ہوگا)۔

اسے بھی بیہقی نے روایت کیا۔ اس کے راویوں میں کوئی مجروح نہیں۔ نیز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً بھی روایت کی گئی ہے۔

حدیث: حضرت ابو سباع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب سے ایک اونٹنی خریدی۔ جب میں اسے لے کر چلا تو حضرت واثلہ مجھے پیچھے سے آملے جب کہ آپ اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے آرہے تھے (جلدی جلدی میرے پاس پہنچے) فرمانے لگے: آپ نے اسے خریدا ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں۔ بولے: تمہیں اس کے عیب بتادیئے گئے تھے؟ میں نے کہا: کیا عیب ہے اس میں؟ بولے: بے شک یہ موٹی تازی ہے، بظاہر اس کی صحت اچھی ہے۔ بتائیں: اس پر آپ سفر کرنا چاہتے ہیں یا اس کا گوشت بنانے کا ارادہ ہے؟ مَیں نے کہا: میں اس پر سوار ہو کر حج کو جانا چاہتا ہوں۔ کہنے لگے: پھر اسے واپس کر دیں۔ اونٹنی کا مالک کہنے لگا: آپ کا کیا مطلب ہے۔ آپ مجھے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں؟ تو حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (یہ بات نہیں بلکہ) مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ کوئی چیز بیچے جب تک اس میں پائے جانے والے تمام عیب بیان نہ کر دے۔ اور

جو شخص اس کے عیب جانتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ بیان نہ کرے (تاکہ دوسرے مسلمان بھائی کو نقصان نہ پہنچے)۔

اسے حاکم و بیہقی نے روایت کیا اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (اس حدیث کا آخری حصہ ابن ماجہ نے حضرت واثلہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا)۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ جب اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی چیز بیچے جس میں خرابی ہو تو اس کے سامنے اس خرابی کو بیان نہ کرے۔

اسے امام احمد، ابن ماجہ، طبرانی فی الکبیر اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔ امام بخاری کے نزدیک یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل ایمان آپس میں ایک دوسرے کے خیرخواہ اور محبت رکھنے والے ہوتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور جسم دور دور ہوں۔ اور بدکار ایک دوسرے سے دھوکہ کرنے والے، آپس میں خیانت کرنے والے ہوتے ہیں اگرچہ ان کے ٹھکانے اور جسم قریب قریب ہوں۔

اسے ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب التوبیخ میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین خیرخواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کس کے لئے خیرخواہی؟ ارشاد فرمایا: اللہ کے لئے (کہ اس کی عبادت ہو) اس کتاب کے لئے (اس پر عمل ہو) اس کے رسول کے لئے (کہ آپ کی اطاعت ہو) اور مسلمانوں کے حکام و عوام کے لئے۔

اسے مسلم، نسائی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ ابوداؤد کے الفاظ ہیں: ''بے شک دین خیرخواہی ہے۔ بے شک دین خیرخواہی ہے۔ بے شک دین خیرخواہی ہے''۔ نسائی میں ہے: ''اِنَّمَا الدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ'' ''دین تو خیرخواہی ہی کا نام ہے''۔ (امام ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تکرار والا مضمون روایت کر کے حسن قرار دیا اور طبرانی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حدیث مذکور روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت زیاد بن علاقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: مَیں نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا یہ اس دن کی بات ہے جس دن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ امابعد! مَیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا! مَیں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ پر ایک شرط عائد کی اور وہ یہ تھی کہ ہر مسلمان کی خیرخواہی ہو۔ تو مَیں نے اس شرط پر آپ کی بیعت کی۔ اس مسجد کے رب کی قسم! مَیں تو تمہارا خیرخواہ ہوں۔ (بخاری و مسلم)

(حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مضمون بخاری و مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرا بندہ جو میری عبادت کرتا ہے اس میں مجھے زیادہ محبوب اس کا میرے ساتھ مخلص ہونا ہے۔

اسے حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جو شخص مسلمانوں کے معاملات کی فکر نہیں کرتا، وہ ان میں سے نہیں ہے۔ اور جو بندہ صبح و شام اللہ، اس کے رسول، اس کی کتاب، اپنے امام اور مسلمان عوام کے لئے خلوص قلب نہیں رکھتا، وہ مسلمانوں میں سے نہیں۔

اسے طبرانی نے عبداللہ بن جعفر کی روایت سے ذکر کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی العلمین ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "لَا یُؤْمِنُ اَحَدُ کُمْ حَتّٰی یُحِبَّ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ" تم میں سے کوئی مومن (کامل الایمان) نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اسے امام بخاری و مسلم وغیر ہمانے روایت کیا۔ نیز ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: "بندہ ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ لوگوں کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے"۔

ترہیب

ذخیرہ اندوزی(1)

حدیث: حضرت معمر بن ابی معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ روایت ابن عبداللہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا فَهُوَ خَاطِئٌ" جس شخص نے ذخیرہ اندوزی کی وہ گناہ گار ہے۔

اسے امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ترمذی و ابن ماجہ کے الفاظ ہیں: "لَا يَحْتَكِرُ اِلَّا خَاطِئٌ" ذخیرہ اندوزی صرف گناہ گار ہی کرتا ہے"۔ امام ترمذی اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس بندے نے چالیس راتوں تک اشیاء خورد ونوش کا ذخیرہ کیا، وہ اللہ سے دور ہو گیا اور اللہ اس سے بری ہو گیا۔ اور جس علاقہ کے لوگوں میں کسی شخص نے بھوک کی حالت میں صبح کی (کسی نے اسے کچھ کھانے کو نہ دیا) تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا ذمہ کرم ان لوگوں سے توڑ لیا۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ، بزار اور حاکم نے روایت کیا۔ اس کے متن میں اگرچہ غرابت ہے لیکن بعض اسناد جید ہیں۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَّالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ" باہر سے غلہ لانے والا تاجر (تاکہ لوگ خرید کر اپنی ضروریات پوری کریں) رزق پاتا ہے اور ذخیرہ اندوز لعنتی ہے۔

اسے ابن ماجہ اور حاکم (نیز دارمی) نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ہیثم بن رافع سے روایت ہے۔ وہ ابویحییٰ مکی سے اور وہ حضرت عثمان بن عفان کے غلام فروخ رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ مسجد نبوی کے دروازے کے سامنے غلہ کا ڈھیر لگایا گیا تھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ ان دنوں آپ امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا: یہ غلہ کیسا ہے؟ حاضرین نے جواب دیا۔ یہ ہمارے لئے باہر سے لایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ اس غلہ میں اور اسے ہمارے لئے لانے والوں میں برکت فرمائے۔ موجودین میں سے بعض نے عرض کی: اے امیر المومنین! یہ تو ذخیرہ کیا گیا ہے۔ (بیچنے سے روک لیا گیا تاکہ مہنگا کر کے بیچا جائے) فرمایا: کس نے ذخیرہ کیا ہے؟ جواب دیا گیا: فروخ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام نے۔ آپ نے دونوں کو بلایا۔ وہ حاضر ہوئے تو فرمایا: مسلمانوں کا سامان خورد ونوش ذخیرہ کرنے کی جرأت تمہیں کس نے دلائی؟

---

(1) ذخیرہ اندوزی سے مراد ہے کہ جس وقت مہنگائی بہت ہو غلہ نہ مل رہا ہو، اشیاء ضرورت نایاب ہوں لوگ بھوک کے ہاتھوں جاں بلب ہوں، ایسی حالت میں اشیاء خورد ونوش جمع کر رکھنا، مارکیٹ میں فروخت کے لئے نہ لے جانا تاکہ مزید مہنگائی ہو اور زیادہ دولت کمائی جائے۔ احادیث میں اسی ذخیرہ اندوزی سے روکا گیا ہے۔ ورنہ مطلقاً کسی چیز کا ذخیرہ کرنا ناجائز نہیں ہے۔ (مترجم)

بولے: اے امیر المومنین! ہم نے اپنا مال خرچ کر کے اسے خریدا ہے اور ہم (منافع کے وقت) اسے فروخت کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص مسلمانوں کا غلہ روکے گا (ذخیرہ اندوزی کرے گا)، اللہ تعالیٰ اس پر کوڑھ کی بیماری اور غربت مسلط کر دے گا۔ اس وقت فروخ کہنے لگے: یا امیر المومنین! مَیں اپنے اللہ سے اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی غلے کی ذخیرہ اندوزی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد وہ مصر کو چلے گئے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام کہنے لگا: ہم اپنے مال سے خریدتے ہیں اور بیچتے ہیں (کیوں روکا جائے؟) ابو یحییٰ کا خیال ہے کہ انہوں نے اس غلام کو دیکھا کہ اس پر کوڑھ طاری ہے، پسلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں۔

اسے اصبہانی نے اسی طرح اور ابن ماجہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے۔ (اس کی اسناد جید متصل اور راوی ثقہ ہیں)۔

حدیث: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: ذخیرہ اندوزی کرنے والا بندہ بہت برا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چیزوں کے بھاؤ سستے کر دے تو غمزدہ ہو جاتا ہے اور اگر مہنگے کرے تو اسے خوشی ہوتی ہے۔

اسے رزین نے اپنی جامع میں (اور بیہقی نے شعب الایمان میں) ذکر کیا۔

حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہروں کے لوگ اللہ کی راہ میں لگے ہوئے ہوتے ہیں (دوسرے لوگوں کی ترقی و بہتری کے لئے کام کرتے ہیں) ان کے پاس ان کی روزی پہنچنے سے نہ روکو اور ان پر بھاؤ اونچے نہ کرو۔ اس لئے کہ جس نے چالیس روز تک ان کا غلہ روکے رکھا، پھر اس نے اس سارے غلے کو صدقہ بھی کر دیا تو یہ صدقہ کرنا اس کے اس گناہ کا کفارہ نہ بن سکے گا۔

اسے رزین نے ذکر کیا۔ صاحب کتاب کو اصول میں یہ روایت نہ مل سکی۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذخیرہ اندوزوں اور قاتلوں کا حشر ایک ہی درجہ میں ہوگا۔ اور جس نے مسلمانوں کے غلے کا بھاؤ مہنگا کرانے میں کوئی دخل اندازی کی، اللہ کا حق ہے کہ قیامت کے روز اسے آگ کے بڑے درجہ میں عذاب دے۔

اسے بھی رزین نے ذکر کیا ہے۔ (حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی امام احمد، طبرانی فی الکبیر و الاوسط اور حاکم کی روایت بھی اسی مضمون کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں ذخیرہ اندوزی کرنا الحاد (بے دینی) ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں عبداللہ بن مومل کی روایت سے روایت کیا۔

ترغیب

تاجروں کا سچ بولنا

ترہیب

جھوٹ بولنا، نیز سچا ہونے کے باوجود قسمیں اٹھانا

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی دو جہاں ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ'' سچا، ایماندار (امانت دار) تاجر (قیامت کے روز) انبیآء، صدیقین اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (علیہم السلام)۔

اسے امام ترمذی (دارمی اور دارقطنی) نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ ان کے الفاظ ہیں: ''امانت دار سچا مسلمان تاجر قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہوگا''۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ'' سچ بولنے والا تاجر قیامت کے روز عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا۔

اسے اصبہانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تاجر جس میں چار چیزیں ہوں، اس کی کمائی اچھی ہوگی (پاکیزہ اور نفع بخش ہوگی) نمبر 1 جب کوئی چیز خریدے تو (قیمت گھٹانے کے لئے) اس کو برا نہ کہے۔ نمبر 2 جب کچھ فروخت کرے تو (خریدار کو لوٹنے کے لئے) اس چیز کی تعریفیں نہ کرے، نمبر 3 کوئی شی بیچتے وقت اس کے عیب نہ چھپائے اور نمبر 4 دوران خرید وفروخت قسمیں نہ کھائے۔

اسے بھی اصبہانی نے روایت کیا۔ یہ بہت غریب حدیث ہے۔ اصبہانی اور بیہقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی اسے روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: ''جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پاکیزہ ترین کمائی ان تاجروں کی ہے کہ جب وہ بات کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے، ان کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کے مرتکب نہیں ہوتے، وعدہ کریں تو اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے، جب خریداری کرتے ہیں تو چیز کو برا نہیں کہتے، جب بیچتے ہیں تو اپنی چیز کی تعریف نہیں کرتے۔ جب ان پر کسی کا قرض ہو تو ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام نہیں لیتے اور جب ان کا کسی کے ذمہ قرض ہو تو وصولی میں مقروض کو تنگ نہیں کرتے''۔

حدیث: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو خرید وفروخت

کرنے والوں کو جب تک جدا نہ ہوں بیع توڑ دینے کا اختیار ہے۔ اگر دونوں نے سچی سچی بات کی اور (بائع نے چیز کے عیب اور مشتری نے قیمت کو) بیان کر دیا تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوگی۔ اور اگر دونوں نے کچھ چھپایا اور جھوٹ بولا تو ممکن ہے کچھ فائدہ حاصل کر لیں مگر انہوں نے اپنی اس بیع کی برکت کو مٹا لیا۔ "اَلْیَمِیْنُ الْفَاجِرَۃُ مَنْفَقَۃٌ لِّلسِّلْعَۃِ مَمْحَقَۃٌ لِّلْکَسْبِ" جھوٹی قسم مال کو نکالنے والی، کمائی کو مٹانے والی ہوتی ہے۔ (مال تو شاید بک جائے مگر کمائی کی برکت اس قسم کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے)۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت اسماعیل بن عبید بن رفاعہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے راوی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلے تو راستہ میں آپ ﷺ نے لوگوں کو خرید و فروخت میں مصروف دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے گروہ تاجراں! انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز کا جواب دیا اور اپنی گردنیں اور نگاہیں آپ کی طرف اٹھائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تاجر لوگ گناہ گار اٹھائے جائیں گے سوائے ان تاجروں کے جو اللہ سے ڈرتے رہے، نیکی کے کام کئے اور سچ بولا۔

اسے ترمذی نے ابن ماجہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا، ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بے شک تاجر لوگ گناہ گار ہیں۔ وہ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! کیا اللہ نے تجارت حلال نہیں کی؟ فرمایا: ہاں، کی ہے۔ لیکن وہ جھوٹی قسمیں کھا کر گناہ گار ہوتے ہیں اور بات چیت کرتے وقت جھوٹ بولتے ہیں۔

اسے امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا: حدیث صحیح الاسناد ہے۔ الفاظ انہی کے ہیں۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کائنات ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ کہتے ہیں: یہ آیت رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ پڑھی۔ میں عرض گذار ہوا! وہ تو ناکام و نامراد ہوگئے، یارسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: (از روئے تکبر) تہبند لٹکانے والا، کچھ دے کر بہت زیادہ احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنا مال فروخت کرنے والا۔

اسے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین بدقسمت ہیں کہ قیامت کے دن اللہ ان سے کلام نہ فرمائے گا، ان کی طرف نظر رحمت نہ کرے گا، انہیں پاک نہ فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، نمبر 1 وہ آدمی جس کے پاس جنگل میں اپنی ضرورت سے زائد پانی ہو، وہ کسی پیاسے مسافر کو پینے کے

لئے نہ دے، نمبر2 وہ شخص جو کسی آدمی کے ساتھ عصر کے بعد اپنے سامان کی بیع کرے۔ پھر اللہ کی قسم اٹھائے کہ اس نے اتنی قیمت میں یہ سامان خود خریدا ہے (تاکہ دن ڈوبنے سے پہلے اس کا سامان فروخت ہو جائے اور منافع بھی ملے) خریدار نے اس کو سچا جانا اور سامان خرید لیا حالانکہ وہ سامان ایسا نہیں تھا، نمبر3 وہ آدمی جو کسی امام (حکمران وقت) کی بیعت کرے اور یہ بیعت صرف دنیا حاصل کرنے کی خاطر ہو۔ اگر امام اس کی خواہش کے مطابق اسے دیتا رہے تو یہ وفاداری نبھاتا رہے اور اگر نہ دے تو یہ بے وفائی کرنے لگے۔

ایسی ہی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: "اور ایک وہ آدمی جو اپنے سامان تجارت پر قسم اٹھاتا ہے کہ اس سے زیادہ اس کی قیمت لگ چکی ہے جتنی تم دے رہے ہو حالانکہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جو اپنے زائد پانی سے دوسروں کو روکتا ہے، اللہ عزوجل قیامت کے روز اسے فرمائے گا: آج میں بھی اپنا فضل تجھ سے روک رہا ہوں جیسے تو نے بلا محنت ملے ہوئے فضل (زائد پانی) سے لوگوں کو روکا تھا۔ (پینے نہ دیا تھا)"۔

بخاری و مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد۔

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار شخصوں سے اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے۔ نمبر1 قسمیں کھانے والا بیوپاری، نمبر2 تکبر کرنے والا فقیر، نمبر3 زنا کار بوڑھا اور نمبر4 (عوام پر) ظلم کرنے والا حکمران۔

اسے نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ نیز مسلم میں بھی اسی طرح ہے البتہ تاجر کا ذکر نہیں۔ (حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے جسے حاکم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان و ابن خزیمہ نے روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک اعرابی اپنے ساتھ ایک بکری لئے گذرا۔ مَیں نے اسے کہا: اس کو تین درہم میں بیچتے ہو؟ کہنے لگا: اللہ کی قسم، اتنے میں نہیں بیچتا۔ (جب میں خاموش ہو گیا اس نے جان لیا کہ اب زیادہ درہم نہیں ملیں گے تو) پھر اس نے (تین درہم میں) بیچ بھی دی۔ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت پاک میں یہ بات عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بَاعَ اٰخِرَتَهٗ بِدُنْيَاهُ" اس نے اپنی آخرت کو دنیا کے بدلہ میں بیچ ڈالا۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لایا کرتے۔ ہم بیوپاری لوگ تھے۔ ارشاد فرمایا کرتے: اے خرید و فروخت کا پیشہ اختیار کرنے والو! "اِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ" جھوٹ سے بچ کے رہنا۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے

سنا: جھوٹی قسم سامان کو بکانے والی اور کمائی کو مٹانے والی ہوتی ہے۔

اسے بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ مگر ابوداؤد میں ہے کہ: ''مَمْحَقَةٌ لِّلْبَرَكَةِ'' برکت کو مٹانے والی ہے''۔

حدیث: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو۔ کیونکہ قسم مال بکاتی ہے پھر (مال مع منافع کو) مٹاتی ہے۔ (مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

ترہیب

کاروبار میں شریک ایک ساتھی کا دوسرے سے خیانت (1) کرنا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: کاروبار میں دو حصہ داروں میں تیسرا میں ہوتا ہوں (ان کا مددگار) ''فَاِذَا خَانَ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا'' جب تک کہ ایک ساتھی دوسرے کے ساتھ خیانت نہیں کرتا، پھر جب ایک خیانت کرتا ہے تو میں دونوں کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔

رزین نے اس روایت میں یہ الفاظ زائد بیان کئے ہیں: '' (جب میں نکل جاتا ہوں تو) ''وَجَآءَ الشَّيْطَانُ'' شیطان آ داخل ہوتا ہے''۔

اسے ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ علاوہ ازیں دار قطنی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو حصہ داروں کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے (اس کی مدد برکت اور رحمت شامل رہتی ہے) جب تک کہ ایک دوسرے سے خیانت نہ کریں۔ ''فَاِذَا خَانَ اَحَدُهُمَا رَفَعَهَا عَنْهُمَا'' جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہوتا ہے تو اللہ اپنا ہاتھ ان سے اٹھا لیتا ہے''۔

---

(1) کسی کاروبار میں مل کر کام کرنے والے ایک دوسرے کے امین ہوتے ہیں۔ ایک کے پاس رقم اور مال تجارت وغیرہ دوسرے کی امانت ہوتی ہے۔ یہ بات محتاج بیان نہیں کہ شرکاء کا امانت دار ہونا کاروبار کے جاری رکھنے اور اس کی ترقی کے لئے کس قدر اہم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں خیانت سے احتراز کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (انفال: 27)

ترجمہ: ''اے مومنو! (فرائض کو چھوڑ کر) اللہ سے اور (سنت کو ترک کر کے) رسول ﷺ سے خیانت نہ کرو۔ اور اپنی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرنا حالانکہ تمہیں معلوم ہے (کہ امانت کی حفاظت کس قدر ضروری اور خیانت کا گناہ کتنا مہلک ہوتا ہے)۔ (مترجم)

ترہیب

بلاضرورت قرض اٹھانا

ترغیب

دینی ضرورت منداورشادی کے خواہش مند کاقرض لینا جبکہ واپس کرنے کی نیت رکھتے ہوں۔

میت کا قرض ادا کرنے میں جلدی کرنا

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مَیں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کفر سے اور قرض سے۔ تو ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کفر کو قرض کے برابر فرمار ہے ہیں؟ ارشادفرمایا: ہاں (1)۔

اسے نسائی اور حاکم نے دراج عن الہیثم کے طریق سے روایت کیا اور حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی العٰلمین ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قرض زمین میں اللہ کا جھنڈا ہے۔ جب اللہ کسی بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اس کے گلے میں ڈال دیتا ہے۔ (بلاضرورت قرض ذلت ورسوائی کا باعث ہے)۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث برشرط مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے، کہتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشادفرماتے سنا: جبکہ آپ ﷺ کسی آدمی کو وصیت فرمار ہے تھے: گناہ کم کر، تجھ پر موت آسان ہوگی۔ اور قرض کم اٹھا، آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرے گا۔

اسے بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشادفرماتے ہوئے سنا ہے کہ: سکون واطمینان حاصل ہونے کے بعد اپنی جانوں کو مبتلائے خوف نہ کرو۔ حاضرین عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! خوف میں مبتلا کرنا کیا ہے؟ فرمایا: قرض لینا۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔ الفاظ امام صاحب کے ہیں اور ان کی دواسناد میں ایک کے راوی

---

(1) اس قرض سے مراد وہ قرض ہے جو مقروض پر غالب آجائے اور ادا کرنے کی کوئی صورت نہ ہو یا وہ جس کے ادا کرنے کی نیت نہ ہو۔ اور کفر کے برابر قرار دینے کا مطلب ہے کہ جس طرح کفر باعث ذلت ورسوائی اور وجہ عذاب ہے اسی طرح یہ قرض بھی۔ یہ معنیٰ نہیں کہ ایسا بندہ کافر ہوگا۔ یاد رہے کہ بوقت ضرورت صحیحہ قرض لینا جائز اور سرور عالم ﷺ کے عمل شریف سے ثابت ہے۔ (مترجم)

ثقہ ہیں۔حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے کی روح اس کے جسم سے اس حال میں جدا ہو کہ وہ تین چیزوں سے بری ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔وہ تین چیزیں یہ ہیں نمبر 1 خیانت، نمبر 2 قرض اور نمبر 3 تکبر وغرور۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ اور حاکم نے روایت کیا۔الفاظ حاکم کے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ یہ حدیث برشرائط بخاری ومسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص (بامر مجبوری) قرض لے اور دل میں ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو پھر (ادا کرنے سے قبل ہی) فوت ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے گا۔اور اس کے قرض خواہ کو اپنی نعمتیں دے کر راضی کردے گا۔اور وہ آدمی، جس نے قرض لیا اور دل میں واپس کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا، پھر مر گیا تو اللہ اس کے قرض خواہ کی طرف سے قیامت کے روز اس سے (عذاب میں مبتلا کرکے) بدلہ لے گا۔

اسے حاکم نے روایت کیا ہے اور اسی کو طبرانی نے کبیر میں ذرا طویل روایت کیا۔الفاظ ہیں: ''فرمایا: جس نے قرض لیا اور ادا کی نیت رکھتا ہے پھر فوت ہوگیا، قیامت کے روز اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ ادا فرمادے گا۔اور جس نے قرضہ لیا اور دل میں ادا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا (بلکہ بے ایمانی سے ہڑپ کرنا چاہتا ہے) پھر مر گیا تو قیامت کے دن اللہ عزوجل فرمائے گا: تیرا گمان ہوگا کہ میں تجھ سے اپنے بندے کا حق وصول نہ کروں گا؟ پھر اس کی نیکیاں لے کر دوسرے (قرض خواہ) کی نیکیوں میں ڈال دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو اس قرض خواہ کے گناہ اس (بے ایمان مقروض) پر ڈال دیئے جائیں گے''۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی بخاری و ابن ماجہ وغیرہما میں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی امام احمد، ابویعلیٰ اور طبرانی کی روایت کا مفہوم بھی یہ ہی ہے) نیز یہی الفاظ بیہقی میں قاسم مولیٰ معاویہ رضی اللہ عنہ سے مرسلاً مروی ہیں)

حدیث: سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ (دینی ضروریات کے لئے) قرض لے لیا کرتی تھیں۔عرض کی گئی۔آپ کو قرض کی ضرورت ہے؟ آپ کو تو وسعت میسر ہے۔فرمانے لگیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ مقروض بندہ جو اپنا قرض ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو، اسے اللہ کی طرف سے مدد حاصل ہوتی ہے اور میں یہی مدد حاصل کرنا چاہتی ہوں۔اور ایک اور روایت میں ہے کہ: ''جس پر قرضہ ہو اور وہ اسے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو یا ادا کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہو تو اللہ کی طرف سے اس کے ساتھ ہر وقت ایک نگہبان رہتا ہے''۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔ان کے راوی ٹھیک ہیں مگر اس میں انقطاع ہے۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں: سیدہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا (بوقت ضرورت) قرض لے لیتی تھیں۔جب قرض کچھ زیادہ ہوگیا تو قرض خواہوں نے آپ سے بات کی، سختی سے پیش آئے اور

ناراض ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مَیں اس قرض کو چھوڑوں گی نہیں (ادا کر کے رہوں گی) اس لئے کہ میں نے اپنے خلیل اور حبیب ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہوا ہے کہ جو شخص قرض اٹھائے اور یہ بات اللہ کے علم میں ہو کہ یہ اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ اسی دنیا میں اس کی طرف سے ادا کرنے کا بندوبست کر دیتا ہے۔

اسے نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت صہیب الخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرض حاصل کرے اور دل میں ارادہ رکھے کہ ادا نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے چور کی صورت میں ملاقات کرے گا۔

یہ ابن ماجہ و بیہقی کی روایت ہے۔ اور طبرانی نے کبیر میں اسے یوں روایت کیا ہے: "فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور نیت یہ ہو کہ کوئی حق مہر نہیں دے گا پھر مر گیا تو وہ زانی ہے۔ اور جو بندہ کسی شخص سے کوئی چیز (ادھار) خریدے اور قیمت ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو پھر مر جائے تو وہ خائن ہو کر مرا۔ اور خائن دوزخ کی آگ میں ہوگا"۔

اس کی اسناد میں عمرو بن دینار ہے جو متروک ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مر گیا اور اس پر ایک دینار یا ایک درہم قرض تھا۔ (اور یہ ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا تھا) تو اس کی نیکیوں سے قیامت کے روز یہ قرض پورا کیا جائے گا۔ وہاں نہ دینار ہوں گے نہ درہم۔

اسے ابن ماجہ نے حسن اسناد کے ساتھ اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

حدیث: جناب محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اس جگہ تشریف فرما تھے جہاں جنازے رکھے جاتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرانور آسمان کی طرف اٹھایا پھر نظریں جھکا لیں اور اپنا دست مبارک پیشانی اقدس پر رکھ لیا۔ پھر فرمایا: سبحان اللہ، سبحان اللہ، کتنی سختی نازل فرمائی گئی ہے! کہتے ہیں: ہم یہ سن کر گھبرا گئے مگر خاموش رہے حتی کہ اگلے روز مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ہم نے عرض کی: کیا سختی نازل فرمائی گئی ہے؟ ارشاد فرمایا: قرض کے بارے میں ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں مارا جائے، پھر زندہ ہو، پھر مارا جائے، پھر زندہ ہو، پھر مارا جائے اور اس پر قرضہ ہو، وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جب تک کہ اپنا یہ قرضہ ادا نہ کر دے۔

اسے امام نسائی، طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے روایت کیا، لفظ حاکم کے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: یہ صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جس نے بنی اسرائیل کے کسی آدمی سے ایک ہزار دینار قرض مانگا۔ مالدار نے اسے کہا: گواہ لے آؤ تا کہ مَیں انہیں شہادتی بنا لوں۔

اس نے کہا: اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ وہ بولا: چلو کوئی ضامن لے آؤ۔ اس نے جواب دیا: اللہ ہی ضامن کافی ہے۔

مال والا کہنے لگا: تم ٹھیک کہتے ہو۔ لہٰذا اس نے ایک وقت مقرر تک کے لئے اسے وہ قرض دے دیا۔ اب یہ مقروض قرض لے کر کسی سمندری راستہ پر روانہ ہوگیا۔ اور اپنا کام کرلیا۔ اپنی حاجت پوری کرنے کے بعد واپسی کے لئے کسی سواری (کشتی وغیرہ) کی تلاش میں لگ گیا تا کہ سوار ہو کر واپس پہنچے۔ اسی دوران ادائیگی کی مدت مقررہ بھی پہنچ گئی۔ اور اسے کوئی سواری نہ مل سکی۔ (مجبور ہو کر) اس نے ایک لکڑی لی اور اسے اندر سے کھرچ کر اس میں سوراخ بنایا۔ اس میں ایک ہزار دینار اور اپنی طرف سے قرض خواہ کے نام ایک خط لکھ کر رکھا پھر سوراخ کا منہ اچھی طرح بند کردیا۔ پھر سمندر کے کنارے آیا اور یوں کہنے لگا: اے میرے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں نے فلاں آدمی سے ایک ہزار دینار قرض مانگا تھا۔ اس نے ضامن مانگا تو میں نے کہا: ضمانت کے لئے اللہ کافی ہے۔ وہ اسی پر راضی ہوگیا۔ پھر اس نے گواہ مانگا تو میں نے کہا: اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ وہ اس پر راضی ہوگیا (اور مجھے قرض دے دیا) اب میں نے پوری کوشش کی ہے کہ کوئی سواری مل جائے تا کہ اس کا قرض واپس بھیج سکوں مگر سواری حاصل نہیں کرسکا۔ اور اب یہ ہزار دینار تیرے سپرد کر رہا ہوں۔ اس کے بعد اس نے وہ لکڑی کا ٹکڑا سمندر میں پھینک دیا حتی کہ وہ اس میں جا پڑا۔ پھر یہ واپس لوٹ آیا اور سواری تلاش کرنے لگ گیا کہ اپنے شہر جا سکے۔ قرض خواہ ایک روز سمندر کے کنارے آیا کہ دیکھے شاید کوئی سواری (کشتی یا جہاز) اس کی دی ہوئی رقم واپس لے کر پہنچے۔ تو اس نے وہی لکڑی کا ٹکڑا دیکھا جس میں مال تھا۔ (اور اسے خبر نہ تھی) اس نے جلانے کی غرض سے اٹھا لیا اور گھر لے آیا۔ جب اسے چیرا تو اس میں مال اور خط پایا۔ پھر وہ مقروض بھی اپنے شہر پہنچ گیا اور ہزار دینار لئے اس کے گھر آیا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم، میں سواری کی تلاش میں مسلسل لگا رہا کہ تمہارا مال تم تک پہنچاؤں مگر اس سے پہلے میں کوئی سواری نہیں پا سکا (اس وجہ سے دیر ہوگئی) اس نے کہا: کیا تم نے میری طرف کوئی چیز بھیجی تھی؟ یہ بولا: میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ اس سے قبل مجھے کوئی سواری نہیں مل سکی تھی۔ قرض خواہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے وہ رقم مجھ تک پہنچا دی ہے جو تم نے لکڑی کے ٹکڑے میں بند کر کے بھیجی تھی۔ لہٰذا یہ ہزار دینار تم خوشی کے ساتھ واپس لے جاؤ۔

اسے امام بخاری نے معلق مجزوم اور نسائی وغیرہ نے مسنداً روایت فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک مقروض کو بلائے گا حتی کہ اپنے سامنے کھڑا کرلے گا۔ فرمایا جائے گا: اے ابن آدم! کس وجہ سے تو نے یہ دین لیا تھا اور کس بنا پر تو نے لوگوں کے حقوق ضائع کئے؟ (دین واپس نہ کیا) وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! بے شک تو جانتا ہے کہ میں نے یہ قرض لیا۔ پھر میں نے اسے کھایا نہیں، پیا نہیں، پہنا نہیں اور ضائع بھی نہیں کیا بلکہ میرے گھر کو آگ لگ گئی تھی یا میرے ہاں چوری ہوگئی تھی یا میری پونجی ضائع ہوگئی تھی) اس مجبوری سے قرض لیا اور ادا کرنے کی توفیق نہ مل سکی) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرا بندہ سچ کہتا ہے۔ تیرا قرض ادا کرنے کا میں زیادہ حق رکھتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ کوئی چیز منگوائے گا

اور اس کی میزان کے نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دے گا۔ تو اس کی نیکیاں گناہوں پر بھاری ہو جائیں گی۔ اس طرح وہ بندہ اللہ کے فضل و رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اسے امام احمد، بزار، طبرانی اور ابونعیم نے روایت کیا۔ ان کی بعض اسناد حسن ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مقروض سے قرض کا بدلہ پورا کیا جائے گا جبکہ وہ بغیر ادا کیے مر گیا مگر تین شخص ہیں جنہوں نے تین کاموں میں قرض لیا (اور ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گئے ان سے تقاضا نہ ہوگا) نمبر 1 وہ بندہ جس کی اللہ کی راہ میں طاقت کمزور ہو گئی تو اس نے قرض لیا کہ اس سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں پر غلبہ پائے۔ نمبر 2 وہ شخص جس کے پاس کوئی غریب مسلمان فوت ہو گیا اور اس کے پاس قرض لئے سوا میت کو دفنانے کفنانے کی کوئی سبیل نہیں تھی اور نمبر 3 وہ آدمی جسے اپنے نفس پر گناہ میں ملوث ہونے کا خوف ہو تو وہ قرض لے کر اپنے دین کی حفاظت کی غرض سے نکاح کر لیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بروز قیامت ان کی طرف سے ان کے قرضے ادا فرما دے گا۔

اسے ابن ماجہ نے اسی طرح اور بزار نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرض ادا کرنے تک اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہوتا ہے (اس کی مدد شامل حال رہتی ہے) جب تک کہ کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھے جو اللہ کو ناپسند ہو۔ راوی کا کہنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر اپنے خزانچی سے فرمایا کرتے تھے: جاؤ میرے لئے قرض لے آؤ۔ اس لئے کہ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں ایک رات بھی گذاروں جب کہ میرا اللہ میرے ساتھ نہ ہو۔ آپ کی یہ عادت، حضور انور ﷺ کا فرمان مذکور سننے کے بعد سے تھی۔

اسے ابن ماجہ نے حسن اسناد کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: بنی فلاں کا کوئی شخص یہاں ہے؟ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر فرمایا: فلاں قبیلے کا کوئی آدمی موجود ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا (تیسری دفعہ) پھر فرمایا: فلاں قبیلے کا کوئی آدمی یہاں موجود ہے؟ اب ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مَیں ہوں آپ نے فرمایا: تمہیں پہلے دو مرتبہ جواب دینے سے کیا چیز آڑے آئی؟ فرمایا: مَیں تو تمہیں اچھی بات کی طرف ہی بلاتا ہوں۔ تمہارا ایک ساتھی (اللہ کی بارگاہ میں) اپنے قرض کی وجہ سے قیدی ہے۔ (حضرت سمرہ فرماتے ہیں:) پھر مَیں نے دیکھا کہ کسی نے اس کی طرف سے قرض ادا کر دیا یہاں تک کہ اس پر کسی کا کوئی مطالبہ باقی نہ رہا۔

اسے ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے روایت کیا۔ مگر حاکم کے الفاظ ہیں: ''تمہارا ایک ساتھی جنت کے دروازے کے پاس اپنے اوپر قرض کی وجہ سے روک لیا گیا ہے''۔ اور ایک دیگر روایت میں حاکم نے یہ الفاظ بھی زائد کئے ہیں: ''فرمایا: اگر تم

چاہو تو اس کی طرف سے قرض ادا کر دو اور اگر چاہو تو اسے اللہ کے عذاب کے سپرد کر دو۔ تو ایک آدمی نے عرض کی: اس کے سارے قرض کو مَیں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ پھر اس نے تمام قرض ادا کر دیا"۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مقروض اپنے قرض کی وجہ سے (جہنم میں) قید تنہائی میں ہوتا ہے اور اللہ سے اپنی تنہائی کی شکایت کرتا ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اس کی اسناد میں مبارک بن فضلہ ہے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبیرہ گناہوں کے بعد، جن سے اللہ نے روکا ہے اور جنہیں لئے ہوئے بندہ اللہ سے ملے گا، اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ اس حال میں مر جائے کہ اس پر قرض ہو جسے ادا کرنے کے لئے اس نے اپنے پیچھے کوئی چیز نہ چھوڑی ہو۔

اسے ابوداؤد اور بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک صاحب فوت ہو گئے۔ ہم نے انہیں غسل و کفن دیا، خوشبو لگائی پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ان پر نماز جنازہ پڑھا دیں۔ ہم نے عرض کی: آپ ان کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ آپ ﷺ نے چند قدم چلنے کے بعد دریافت فرمایا: ان پر کوئی قرض تو نہیں؟ ہم عرض کرنے لگے: دو دینار ہیں۔ تو رحمت عالم ﷺ واپس لوٹ آئے۔ اس کے بعد حضرت ابوقتادہ نے دونوں دینار اپنے ذمے لے لئے۔ ہم پھر حاضر خدمت ہوئے۔ ابوقتادہ نے عرض کی: اس کے دونوں دینار میرے ذمے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ نے قرض خواہ کا حق پورا فرما دیا اور میت دونوں دینار کے قرض سے بری ہو گئی ہے؟ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی ہاں! تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر دو دن کے بعد فرمایا: ان دو دیناروں کا کیا بنا؟ میں نے عرض کی: مقروض تو کل ہی فوت ہوا ہے۔ کہتے ہیں: ابوقتادہ اگلے دن حاضر ہوئے اور عرض کی: میں نے دو دینار ادا کر دیئے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب اس میت کو ٹھنڈک پہنچی ہے۔

اسے امام احمد نے اسناد حسن کے ساتھ، حاکم اور دارقطنی نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ ابوداؤد اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اختصاراً اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی جنازہ لایا جاتا تو آپ ﷺ مرنے والے کے کسی عمل کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے۔ البتہ اس کے قرض کے متعلق سوال فرماتے تھے۔ اگر عرض کی جاتی کہ اس پر قرض ہے تو آپ اس پر نماز پڑھنے سے رک جاتے اور اگر بتایا جاتا کہ قرض نہیں ہے تو نماز جنازہ پڑھا دیتے تھے۔ ایک روز ایک جنازہ حاضر کیا گیا۔ جب آپ ﷺ تکبیر کہنے کیلئے کھڑا ہوئے تو دریافت فرمایا: تمہارے اس ساتھی پر کوئی قرض ہے؟ حاضرین نے عرض کی: بس دو دینار ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ اس سے پیچھے ہٹ گئے

اور فرمایا: تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو۔ اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! دو دینار میں اپنے ذمہ لیتا ہوں مرنے والا اس سے بری ہو گیا۔ اب رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اللہ تمہیں بہترین جزاء عطا فرمائے۔ تمہاری گردن کو آزاد رکھے جیسے تم نے اپنے بھائی کی گردن آزاد کرائی ہے۔ جو بھی مرنے والا مرتا ہے اور اس پر دین ہوتا ہے تو وہ اپنے اس دین کے بدلہ میں گروی ہوتا ہے۔ اور جو بندہ کسی مرنے والے کی قرض سے گردن آزاد کرائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو آزاد فرما دے گا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یہ صرف علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے خاص ہے یا سب اہل اسلام کے لئے عام ہے؟ ارشاد فرمایا: بلکہ مسلمانوں کے لئے عام ہے۔

اسے دارقطنی نے روایت کیا (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ابویعلیٰ اور طبرانی کی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مسلم وغیرہ کی احادیث بھی قریب قریب اسی مضمون کی ہیں)۔

ترہیب

مال دار کا قرض کی واپسی میں ٹال مٹول کرنا

ترغیب

مقروض کے ساتھ نرمی کرنا

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مال دار کا قرض کی واپسی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے (جو حرام ہے) اور جب تم میں سے کسی کو کسی قرض پر کسی کی طرف سے ذمہ دار بنایا جائے تو اسے یہ ذمہ داری قبول کر لینی چاہیے (امر استحبابی ہے وجوبی نہیں)۔

اسے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت فرمایا۔

حدیث: حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مال دار کا (قرض واپس کرنے میں) ٹال مٹول کرنا اس کی عزت اور مال کو حلال کر دیتا ہے۔ (قرض خواہ جو چاہے اس سے سلوک کرے)۔

اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا۔

حدیث: سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو مَیں نے ارشاد فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ مال دار ظالم کو، بوڑھے جاہل کو اور متکبر فقیر کو پسند نہیں فرماتا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے: ''بے شک اللہ مال دار ظالم، بوڑھے جاہل (جس نے بڑھاپے تک دین کی سمجھ حاصل نہ کی) اور متکبر غریب کو مبغوض رکھتا ہے''۔

اسے بزار نے اور طبرانی نے اوسط میں حارث اعور عن علی کی روایت سے ذکر کیا۔ حارث ثقہ ہیں۔ اور اس کی سند میں کوئی خرابی نہیں (اس مضمون کی روایات ابوداؤد، صحیح ابن خزیمہ، نسائی، صحیح ابن حبان اور ترمذی نے بھی روایت کی ہیں)۔

حدیث: حضرت خولہ بنت قیس زوجہ حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو پاک نہیں فرماتا جس قوم کا کمزور آدمی اس کے طاقت ور شخص سے بلا تکلف اپنا حق نہیں لے سکتا۔ پھر فرمایا: جس شخص کا قرض خواہ اس کے پاس آئے اور راضی خوشی واپس جائے تو، اس کے لئے زمین کے جانور اور پانی کی مچھلیاں دعائے خیر کرتی ہیں۔ اور جس آدمی کا قرض خواہ اس سے ناراض واپس گیا، اس پر ہر روز، ہر رات، ہر جمعہ اور ہر مہینہ ظلم لکھا جاتا ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

حدیث: اور انہی خولہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ قبیلہ ساعدہ کے کسی شخص کی ایک وسق (ماپنے کا ایک پیمانہ) کھجوریں تھیں۔ وہ حاضر ہوا اور واپسی کا تقاضا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری صحابی کو ادا کرنے کو حکم دیا۔ انہوں نے ادا کر دیں لیکن صرف ایک کھجور کم تھی۔ اس شخص نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انصاری فرمانے لگے: کیا تم رسول اللہ ﷺ پر رد کردو گے؟ (ایک کھجور کا دانہ کم قبول نہ کرو گے؟) وہ بولا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر انصاف کا حق دار کون ہوسکتا ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی چشمان مبارکہ آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔ پھر فرمایا: یہ شخص ٹھیک کہتا ہے۔ مجھ سے بڑا انصاف کرنے والا کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ اس امت کو پاک نہیں فرمائے گا جس کا ضعیف اس کے قوی سے اپنا حق وصول نہ کرسکتا ہو۔ اور اسے اپنے حق کی وصولی میں تکلیف اٹھانی پڑتی ہو۔ پھر فرمایا: اے خولہ! اس کا حساب پورا کرکے ادا کرو۔ اس لئے کہ جس مقروض کا قرض خواہ اس سے راضی واپس جائے، اس کے لئے زمین کے جانور اور سمندر کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں۔ اور جب قرض خواہ اس سے ناراض ہوکر لوٹے، اللہ تعالیٰ اس پر ہر دن رات گناہ لکھتا رہتا ہے۔ (تا آنکہ قرض ادا کرکے اپنے قرض خواہ کو راضی نہ کرلے)۔

اسے طبرانی نے اوسط وکبیر میں حبان بن علی کی روایت سے روایت کیا۔ حبان کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جید وقوی اسناد سے روایت کیا۔ (نیز یہ مضمون ابویعلیٰ وابن ماجہ کی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں بھی ہے)۔

ترغیب

وہ کلمات ودعائیں جو مقروض، مغموم، مصیبت زدہ اور قیدی کو پڑھنی چاہئیں

حدیث: حضرت امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب (1) ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں اپنا مال کتابت ادا کرنے کی طاقت سے عاجز ہوگیا ہوں۔ میری مدد فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا: مَیں تمہیں وہ کلمات دعا سکھا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے، اگر تجھ پر صبیر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ ادا (کرنے کا سامان) کردے گا۔ یہ پڑھا کرو: ''اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ'' اے اللہ! مجھے حلال دے کر حرام سے میرے لئے کافی ہوجا اور اپنے فضل سے اپنے سوا ہر کسی سے مجھے غنی کردے۔

اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور حاکم کہتے ہیں کہ صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک روز رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ ایک انصاری صحابی مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں جنہیں ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا۔ فرمایا: ارے ابوامامہ! کیا بات ہے؟ میں تمہیں مسجد میں بیٹھا دیکھ رہا ہوں جبکہ یہ نماز کا وقت بھی نہیں ہے۔ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ غم اور قرضے مجھے چمٹ گئے ہیں (اس پریشانی میں بیٹھا ہوں) ارشاد فرمایا: تو پھر تمہیں ایک کلام نہ سکھادوں کہ جب اسے پڑھ لو تو اللہ تعالیٰ تمہارے غم دور کردے اور قرضے ادا فرمادے؟ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ضرور ارشاد فرمایئے۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا: یہ پڑھا کرو اور صبح وشام پڑھتے رہو: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ'' اے میرے مالک! میں غم وحزن سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ عاجزی اور سستی سے تیری حفاظت کا طلب گار ہوں، کنجوسی اور بزدلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قرضے کے غالب ہوجانے اور لوگوں کے دبانے سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَیں یہ کلمات پڑھنے لگا: ''فَاَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هَمِّيْ وَقَضٰى عَنِّيْ دَيْنِيْ'' تو اللہ نے میرے غم بھی دور فرمادیئے اور میرے قرضے بھی ادا کردیئے۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں ایسی دعا نہ سکھادوں کہ جب تم یہ دعا کرو تو تم پر احد پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو، اللہ اسے ادا فرما دے؟ اے معاذ! یہ دعا کیا کرو: اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ

---

(1) ''مکاتب'' اس غلام کو کہتے ہیں جس نے اپنے آقا سے معاہدہ کرلیا ہو کہ اتنی رقم ادا کردوں تو وہ اسے آزاد کردے گا۔ یہ معاہدہ آقا نے قبول کرلیا ہو۔ اور جو رقم طے ہوئی ہو اسے مال کتابت کہتے ہیں۔ (مترجم)

وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْهُمَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَآءُ، اِرْحَمْنِیْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِیْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ" (اے میرا رب! اے کُل بادشاہی کے شہنشاہ! تو جس کو چاہے ملک عطا فرمائے اور جس سے چاہے چھین لے۔ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ بھلائی تیرے ہی دست قدرت میں ہے۔ تو ہر چیز پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔ اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم! تو جسے چاہے دنیا و آخرت دے اور جس سے چاہے روک لے۔ مجھ پر ایسی رحمت فرما کہ اپنے غیر کے رحم سے مجھے بے نیاز کر دے)۔

اسے طبرانی نے صغیر میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ (طبرانی ہی کی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں مندرجہ بالا دعا کے ساتھ شَیْءٍ قَدِيْرٌ کے بعد تُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ الآیت شامل فرمائی گئی ہے)۔

حدیث: سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: (ایک روز) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دعا سنی جو آپ نے مجھے سکھادی ہے۔ مَیں نے عرض کی: وہ کون سی دعا ہے؟ فرمایا: یہ دعا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اپنے صحابہ کو سکھاتے تھے۔ فرمایا: اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر سونے کا ڈھیر قرض ہو، پھر وہ اللہ سے یہ دعا کرے تو اللہ اسے ادا کر دے گا۔ (دعا یہ ہے): "اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ وَكَاشِفَ الْغَمِّ وَمُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ، رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا، اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِیْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ" (اے اللہ! پریشانی کو دور کرنے والے، غموں کو کھول دینے والے، اور مجبوروں کی دعائیں قبول فرمانے والے! اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم! تو ہی مجھ پر رحم فرماتا ہے۔ لہٰذا ایسی رحمت فرما جو مجھے تیری رحمت کے سوا غیر کی رحمت سے غنی کر دے)۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ پر کچھ قرض باقی تھا اور مَیں قرض کو ناپسند کرتا تھا۔ لہٰذا اللہ سے یہی دعا کرتا تھا۔ تو اللہ نے مجھے وہ فائدہ دیا کہ میرا قرض ادا ہو گیا۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ایک دینار اور تین درہم مجھ پر قرض تھے۔ وہ میرے ہاں آیا کرتی تھیں تو مجھے ان کے چہرے کی طرف دیکھنے سے حیاء آتی کیونکہ ان کا قرض ادا کرنے کو میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ پھر مَیں یہی دعا کرنے لگی۔ زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ اللہ نے مجھے بہت رزق دے دیا اور یہ کسی نے مجھ پر صدقہ نہ کیا تھا اور نہ ہی مَیں نے وراثت میں پایا تھا (بلکہ اس دعا کی قبولیت کی وجہ سے غیبی مدد تھی) تو اللہ نے میرا قرض ادا کرا دیا۔ مَیں نے اپنے اہل خانہ پر بھی اچھی طرح خرچ کیا۔ (اپنی بھتیجی) عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی بیٹی کے لئے تین اوقیہ چاندی کا زیور بھی بنالیا اور بہت سا ہمارے پاس بچ بھی رہا۔

اسے بزار، حاکم اور اصبہانی نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی کسی بھی غم و حزن کا شکار ہو تو یہ دعا کرے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ، نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ قَضَآئُكَ، اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ

فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجَلَآءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ'' (اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور تیری کنیز کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے قبضہ میں ہے، تیرا ہی حکم مجھ پر جاری و ساری ہے۔ تیرا فیصلہ ہی مبنی بر عدل ہے۔ تیرے ہر اس نام کے وسیلہ سے جو تو نے اپنی ذات کا رکھا یا اپنی کتاب میں نازل کیا یا اپنی مخلوق میں کسی بندے کو سکھایا یا اپنے پاس علم غیب میں رکھنا پسند فرمایا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ قرآن کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میرے غم کو زائل کرنے والا اور میری پریشانیاں دور کرنے والا بنا دے)۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیاں دور کر دے گا اور اس کے غم کو خوشی میں تبدیل فرما دے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گذار ہوئے: یا رسول اللہ ﷺ! پھر تو ہمارے لئے مناسب ہے کہ ہم ان کلمات کو سیکھ لیں؟ فرمایا: ہاں، ہر سننے والے کے لائق ہے کہ انہیں سیکھ بھی لے (یعنی زبانی یاد کر لے)۔

اسے امام احمد، بزار، ابو یعلیٰ اور حاکم نے روایت کیا۔ (طبرانی نے بھی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ مضمون روایت کیا)۔

حدیث: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مصائب و آلام میں مبتلا شخص کو یہ کلمات پڑھنے چاہئیں: ''اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ، فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِيْ شَانِيْ كُلَّهٗ'' (اے میرے معبود! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، ایک لمحے کے لئے بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ فرما اور میرے تمام کاموں کو درست فرما دے)۔

اسے طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا، ابن حبان نے اپنی روایت کے آخر میں یہ لفظ زائد کئے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ'' (تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں)۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے لئے استغفار کرنا لازم کر لے، اللہ تعالیٰ اس کو ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ دے گا، ہر پریشانی کو دور فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان تک نہ ہوگا۔

اسے ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔ سب نے حکم بن مصعب کی روایت سے روایت کیا ہے۔ الفاظ ابو داؤد کے ہیں۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حدیث: اور یہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس بندے نے یہ الفاظ کہہ لئے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْقٰى رَبُّنَا وَيَفْنٰى كُلُّ شَيْءٍ'' (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر چیز سے پہلے (بھی وہی معبود تھا) اللہ کے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں ہمارا پروردگار ہی ہمیشہ باقی رہے گا اور ہر چیز فنا ہو جائے گی)۔

اسے غم و حزن سے عافیت دے جائے گی۔ طبرانی۔

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے پڑھا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" (نیکی اختیار کرنے کی قوت اور گناہ سے بچانے کی طاقت اللہ ہی کو ہے) تو یہ الفاظ اس کی ننانوے (99) بیماریوں کے لئے علاج ہوں گے۔ جن میں کم درجہ کی بیماری غم و پریشانی ہے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے روایت کیا دونوں کی روایت بروایت بشر بن رافع ابوالاسباط ہے اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔

حدیث: حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں ایسے کلمات نہ سکھادوں جو تکلیف کے وقت یا تکلیف کے دوران پڑھا کر؟ (وہ یہ ہیں): "اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" (اللہ، اللہ میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتی)۔

ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ، الفاظ ابوداؤد کے ہیں اور طبرانی نے باب الدعا میں اسے روایت کیا۔ طبرانی کے الفاظ ہیں: "مصیبت زدہ کو پڑھنا چاہیے: "اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" تین مرتبہ پڑھنا چاہیے"۔ اور یہ الفاظ زیادہ کئے: "حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بوقت وفات یہی آخری الفاظ تھے"۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مصیبت کے وقت یہ الفاظ کہا کرتے تھے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بردبار عظمت والا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی لائق پرستش نہیں جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں جو آسمانوں اور زمین کا مالک اور عرش کریم کا پروردگار ہے)۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا (علاوہ ازیں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا)۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مچھلی والے پیغمبر (حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی وہ یہ ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (ترجمہ معروف ہے) بے شک جو مسلمان آدمی کسی بھی حاجت میں یہ دعا کرے گا، اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائے گا۔

اسے امام ترمذی، نسائی اور حاکم نے روایت کیا۔ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ حاکم نے کہا: یہ صحیح الاسناد ہے۔ اور حاکم نے ایک روایت میں یہ الفاظ زائد روایت کئے ہیں: "یہ سن کر ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ دعا یونس علیہ السلام کے لئے خاص تھی یا ہر مسلمان کے لئے عام ہے؟ ارشاد فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا؟ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْجِی الْمُؤْمِنِيْنَ (انبیاء:88) (اور ہم نے انہیں (یونس علیہ السلام کو) غم سے نجات دی اور ایسے ہی ہم نجات دیں گے اہل ایمان کو)"۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: کیا تمہیں میں یہ کلمات نہ سکھاؤں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو لے کر دریا عبور کرتے ہوئے پڑھے تھے؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ! ضرور سکھائیں۔ ارشاد فرمایا: یہ کلمات پڑھا کرو: ''اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' (اے اللہ سب حمدیں تیرے ہی لئے ہیں اور تیری ہی بارگاہ میں (غم واندوہ کی) شکایت ہے۔ تو ہی مددگار ہے اور ہر طاقت اور قوت اللہ بلند و برتر ہی کے لئے ہے)۔

حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: مَیں نے جب سے یہ کلمات رسول اللہ ﷺ سے سنے ہیں، کبھی ترک نہیں کئے۔

اسے طبرانی نے صغیر میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی دوجہاں ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب مؤذن اذان کہتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول فرمائی جاتی ہے۔ تو جو شخص کسی تکلیف یا سختی کا شکار ہو، اسے مؤذن کا جواب اس طرح دینا چاہیے کہ جب مؤذن تکبیر کہے، یہ بھی تکبیر کہے، جب وہ کلمات شہادت ادا کرے، یہ بھی کرے، جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے، یہ بھی کہے اور جب وہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو یہ بھی اسی طرح کہے۔ پھر (اذان مکمل ہو جانے کے بعد) یہ دعا کرے: ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ الصَّادِقَۃِ الْمُسْتَجَابَۃِ الْمُسْتَجَاب لَھَا دَعْوَۃِ الْحَقِّ وَکَلِمَۃِ التَّقْوٰی اَحْیِنَاعَلَیْھَا وَاَمِتْنَا عَلَیْھَا وَابْعَثْنَا عَلَیْھَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خِیَارِ اَھْلِھَا اَحْیَاءً وَّ اَمْوَاتًا'' (اے اللہ! اے اس مکمل، سچی اور مقبول پکار کے پروردگار! جو حق کی پکار اور تقویٰ کی بات ہے، ہمیں اسی پر زندہ رکھ، اسی پر موت دے، اسی پر دوبارہ زندہ فرما اور ہمیں زندگی میں بھی اور بعد از موت بھی اہل تقویٰ میں سے بہترین لوگوں میں کردے)۔ پھر اپنی حاجت کے لئے اللہ سے سوال کرے (پورا فرمایا جائے گا)۔

اسے حاکم نے بروایت عفیر بن معدان روایت کیا اور صحیح الاسناد قرار دیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی کبھی مجھے کوئی مصیبت پیش آئی تو جبریل علیہ السلام نے ظاہر ہو کر عرض کی: اے محمد ﷺ! کہیے: (1) ''تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ، وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا'' (اس ہمیشہ زندہ رہنے والے پر بھروسہ کرتا ہوں جسے کبھی موت نہیں ہے۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے لئے اولاد نہیں اختیار کی۔ جس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں، کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار نہیں (کمزور

---

(1) کسی دعا کی برکات سے فیض یاب ہونے کے لئے فرائض و واجبات کی پابندی ضروری ہے، نیز اگر کبھی دعا قبول نہ ہو قبولیت میں تاخیر ہو تو عجلت پسندی اور شکوہ و شکایت سے کام نہیں لینا چاہیے کہ اس میں بھی ہمارے پروردگار کے ہاں ہزار ہا حکمتیں ہیں۔ جنہیں کما حقہ ہم نہیں سمجھ سکتے، بندے کا کام اپنے مولیٰ سے مانگے جانا ہے، وہ قبول فرمائے یا محفوظ، یہ اس کی رضا۔ اور وہ اپنے بندوں کے مفادات کو بھی خوب جانتا ہے۔ (مترجم)

نہیں کہ کسی مددگار کی ضرورت ہو) اور تم اس کی پورے طور پر بڑائی بیان کرو)۔

اسے طبرانی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔(نیز ابراہیم بن اشعث سے مروی اصبہانی کی روایت میں بھی یہی دعا سکھائی گئی ہے)۔

ترہیب

یمین غموس (1) (جھوٹی قسم)

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان بندے کے مال پر جھوٹی قسم کا کھائے (کہ یہ میرا ہے تاکہ اسے ہڑپ کر سکے) وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے اس بات کی تصدیق میں اللہ عزوجل کی کتاب سے آیت ہمیں پڑھ کر سنائی: اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا (2)'' پوری آیت تک۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد کیے ہیں: '' فرماتے ہیں: پھر حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ آئے اور پوچھنے لگے: ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) تم سے کیا حدیث بیان کر رہے تھے؟ ہم نے بتایا کہ یہ حدیث سنا رہے تھے۔ اشعث بن قیس نے فرمایا: ابوعبدالرحمٰن سچ بیان کرتے ہیں۔ میرے اور ایک اور آدمی کے درمیان ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا تھا۔ تو ہم اپنا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ پاک میں لے کر حاضر ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس گواہ ہیں یا تمہارا مدعی علیہ قسم اٹھالے؟ میں نے عرض کی: (میرے پاس گواہ نہیں لیکن اگر اس سے قسم لی گئی، تو) پھر تو یہ قسم اٹھالے گا اور کچھ پروا نہیں کرے گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جھوٹی قسم اٹھائے تاکہ اس سے کسی مسلمان شخص کا مال ہتھیا لے وہ فاسق و نافرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ اور اس موقع پر یہ آیت

---

(1) قسم کی تین اقسام ہیں: نمبر 1 غموس نمبر 2 لغو نمبر 3 منعقدہ۔ نمبر 1 جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا مثلاً قسم کھائی کہ زید آچکا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ نہیں آیا۔ یہ یمین غموس ہے۔ یہی یہاں مقصود ہے۔ غموس کے معنی ڈوب جانے کے ہیں۔ یعنی ایسی قسم کھانے والا گناہ کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔ اس کا کفارہ نہیں۔ یہ قسم اٹھانے والا توبہ و استغفار کرے رو کر اللہ سے معافی مانگے۔ نمبر 2 بے علمی سے جھوٹی قسم کھالی، مثلاً قسم کھائی کہ بکر نہیں آیا اور اسے یقین تھا کہ واقعتہً نہیں آیا حالانکہ وہ آیا تھا بعد کو اس کا آنا معلوم ہوا۔ اس کو لغو کہتے ہیں۔ یہ معاف ہے۔ مگر زیادہ قسمیں کھاتے پھرنا کوئی پسندیدہ کام نہیں۔ ایسا شخص ناقابل اعتماد ہو جاتا ہے۔ نمبر 3 آئندہ کے لئے کسی کے کام کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانا (پہلی دونوں قسمیں ماضی کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور یہ مستقبل کے ساتھ) مثلاً قسم اٹھائی کہ میں چھت پر نہ چڑھوں گا۔ وغیرہ یہ قسم منعقدہ کہلاتی ہے۔ اس کو توڑنے سے کفارہ لازم آئے گا۔ یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں کپڑے پہنانا۔ اگر ان میں سے کسی کی توفیق نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے جائیں۔ (مترجم)

(2) پوری آیہ مبارکہ با ترجمہ و با حوالہ یہ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓىٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (آل عمران: 77)

ترجمہ: '' وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے حقیر قیمت لیتے ہیں، ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور اللہ قیامت کے دن نہ ان سے کلام کرے گا نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا''۔ (مترجم)

نازل ہوئی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا..... (ترجمہ حاشیہ میں آپ دیکھ چکے ہیں)۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور مختصراً ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (علاوہ ازیں اسی مضمون کی حدیث وائل بن حجر سے مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے، اشعث بن قیس سے ابوداؤد وابن ماجہ نے، اور ابوموسیٰ سے امام احمد، ابویعلیٰ، بزار اور طبرانی نے روایت کی رضی اللہ عنہم اجمعین)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: گناہ ہائے کبیرہ یہ ہیں نمبر 1 اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، نمبر 2 والدین کی نافرمانی کرنا، نمبر 3 یمین غموس اٹھانا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: "ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں؟ فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ اس نے عرض کی: پھر اس کے بعد؟ فرمایا: یمین غموس اٹھانا۔ مَیں نے پوچھا! یمین غموس کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: جس کے ساتھ کسی مسلمان کے مال کو ہتھیا لے۔ یعنی ایسی قسم جس میں (اسے معلوم ہو کہ) وہ جھوٹا ہے۔

بخاری، نسائی، ترمذی۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں بڑے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ والدین کی نافرمانی کرنا اور یمین غموس اٹھانا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جو شخص ایک مچھر کے پر کے برابر کسی چیز پر قسم اٹھائے (کہ یہ میری ہے اور درحقیقت اس کی نہ ہو)، اس کے دل پر قیامت کے دن آگ کی مہر لگائی جائے گی۔

اسے امام ترمذی، طبرانی فی الاوسط اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ ترمذی نے اسے حسن کہا۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: یمین غموس (دانستہ جھوٹی قسم) کو ہم ان گناہوں میں شمار کرتے تھے جن کا کوئی کفارہ نہیں (یعنی کفارہ دینے سے اس کے گناہ کی تلافی نہیں ہو سکتی) سوال ہوا کہ یمین غموس ہے کیا؟ فرمایا: کوئی شخص دوسرے کا مال قسم کھا کر ہتھیا لے۔

اسے حاکم نے روایت کیا۔ اور کہا کہ یہ حدیث بر شرائط بخاری و مسلم صحیح ہے۔

حدیث: حضرت حارث بن برصاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مَیں نے حج کے موقع پر دو جمروں کے درمیان رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا مال جھوٹی قسم سے ہتھیا لے، وہ اپنا ٹھکانہ نار جہنم میں بنا لے۔ دو یا تین مرتبہ فرمایا: تم میں سے موجود لوگ غیر حاضر افراد کو یہ فرمان پہنچا دیں۔

اسے امام احمد و حاکم نے روایت کیا۔ حاکم نے صحیح بھی کہا۔ یہ مکمل روایت ہے۔ اور طبرانی نے کبیر میں اور ابن حبان نے

اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔لیکن ان کے ہاں ٹھکانے کی بجائے گھر کے الفاظ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی نافرمانی جس پر بہت جلد عذاب دیا جاتا ہو،ظلم سے بڑھ کر کوئی نہیں۔اللہ کی اطاعت وفرماں برداری جس پر بہت ہی جلد (اسی دنیا میں) بدلہ عطا فرمایا جاتا ہے،صلہ رحمی سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔اور جھوٹی قسم آبادیوں کو ہلاکت و بربادی میں ڈال دیتی ہے۔

اسے بیہقی نے روایت کیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے،فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے کہ اس کے ساتھ شرک نہ کیا ہو،اپنے مال کی زکوۃ ثواب سمجھ کر خوشی سے ادا کی ہو۔(احکام شرع کو) سنا اور پیروی کی ہو،اس کے لئے جنت ہے یا وہ جنت میں داخل ہوگا اور پانچ گناہ ہیں جن کا کائی کفارہ نہیں (کفارہ دینے سے تلافی نہیں ہوسکتی،صرف سچی توبہ ہی سے معافی ہوسکتی ہے) نمبر 1 اللہ کے ساتھ شرک،نمبر 2 ناحق کسی نفس کا قتل،نمبر 3 مومن بندے پر بہتان لگانا،نمبر 4 میدان جہاد سے بھاگ جانا،نمبر 5 جھوٹی قسم،جس سے کسی کا ناحق مال مارلیا جائے۔

اسے امام احمد نے روایت کیا۔اس کی سند میں بقیہ ہیں جن کی سماعت کی تصریح نہیں۔

حدیث: حضرت جابر بن عتیک رضی للہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال مارلیا،اللہ نے اس پر جنت حرام فرمادی اور دوزخ واجب کردی۔عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! اگر چہ وہ مال بالکل تھوڑا سا ہو (تب بھی)؟ فرمایا: اگر چہ ایک مسواک کے برابر ہو۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے روایت کیا۔اور حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے۔الفاظ طبرانی کے ہیں۔(علاوہ ازیں مسلم،نسائی،ابن ماجہ اور امام مالک نے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابوامامہ الیاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس میرے منبر کے پاس جو مرد وعورت جھوٹی قسم اٹھائے گا اگر چہ ایک مسواک کے برابر مال پر ہو،اس کے لئے جہنم واجب ہوجائے گی۔

اسے ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جو میرے اس مزار مقدس (1) کے پاس جھوٹی قسم کھائے،وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے اگر چہ یہ قسم اس نے ایک سبز مسواک پر ہی اٹھائی ہو۔

---

(1) دونوں حدیثوں میں منبر اور قبر شریف کی قید اس لئے ہے کہ اس زمانے میں لوگ قسم مسجد میں آکر منبر شریف کے قریب اٹھاتے تھے۔ورنہ قسم کاذب جہاں بھی اٹھائی جائے گی گناہ میں برابر ہوگی۔اس بات کی وضاحت اس سے پہلے گذرنے والی احادیث سے ہوجاتی ہے۔قرآن پاک میں قسم کی اقسام اور قسم توڑنے کا کفارہ بیان فرمادیا گیا ہے۔قارئین ملاحظہ کریں۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اسے ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔ ابن حبان کے ہاں مسواک کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم کھا لینے کے بعد یا تو اس کا توڑنا ہے یا شرمسار ہونا۔ (یہ کسی جائز کام پر قسم کھانا ہے جس کو یمین منعقدہ کہا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ یا تو اب اس کو توڑ کر کفارہ دے ورنہ شرمندگی رہے گی کہ خواہ مخواہ ایک جائز کام سے محروم رہا)۔

اسے بھی ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حدیث: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی قسم کے فدیہ میں دس ہزار (درہم یا دینار) دیئے۔ پھر کہا: کعبہ کے رب کی قسم، اگر قسم کھانی ہی پڑ گئی تو سچی قسم ہی کھاؤں گا۔ اور یہ دس ہزار تو میں نے اپنی قسم کے بدلہ میں دیئے ہیں۔

اسے طبرانی نے اوسط میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

تمت بالخیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ کہ آج بروز جمعرات قبل نماز ظہر مورخہ 12 جمادی الاولیٰ 1416ھ بمطابق 12 اکتوبر 1995ء ''الترغیب والترہیب'' کی جلد دوم کا ترجمہ و انتخاب اختتام پذیر ہوا۔

اللہ کریم اپنے حبیب کریم ورحیم کے طفیل اسے مسلمانوں کے لئے نافع اور میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین ثم آمین و صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

محمد صابر علی صابر، مکہ مسجد، بولٹن، انگلینڈ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ ۚ فَکَفَّارَتُہٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَھْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُھُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِکَ کَفَّارَۃُ اَیْمَانِکُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْٓا اَیْمَانَکُمْ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (مائدہ:89)

ترجمہ: ''اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر تمہاری گرفت نہیں فرماتا (کفارہ واجب نہیں فرماتا کہ غموس میں توبہ فرض ہے اور لغو معاف ہے کیونکہ ان الفاظ میں یہ دونوں قسمیں شامل ہیں) ہاں ان قسموں پر پکڑ فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا۔ (یعنی یمین منعقدہ پر) تو اس قسم کا کفارہ (اگر کہیں اسے توڑ دو تو) دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور یہ کھانا اس کے درمیان کا سا ہو جو تم اپنے اہل خانہ کو کھلاتے ہو (نہ بہت عمدہ نہ بہت گھٹیا) یا انہیں کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ جو کوئی ان میں سے کوئی چیز نہ پائے تو اس پر تین دن کے روزے ہیں۔ یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھا بیٹھو۔ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اس طرح اللہ اپنی آیات تمہارے لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ تاکہ تم شکر کرو۔

1Z 448